سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ

مردانِ عرب

(مکمل)

پیغامِ توحید کو عام کرنے کے لئے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانبازیاں

تصحیح

محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ

مردانِ عرب

پیغامِ توحید کو عام کرنے کے لئے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانبازیاں

حصہ اوّل

مصنف
علامہ عبدالستار ہمدانی

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

مردانِ عرب

ناشر ملک شبیر حسین
سن اشاعت ستمبر 2009ء شوال المکرم 1430ھ
کمپوزنگ ورڈز میکر
سرورق باقو گرافکس لاہور
قیمت 400 روپے

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

marfat.com

ترتیب

☆ حل لغت ۱۵
☆ ملک شام میں اہم کردار ادا کرنے والے مجاہدین کے اسماء گرامی ۲۲
☆ ملک شام میں شجاعت دکھا کر رومیوں سے جنگ کرنے والیں خواتین اسلام ۲۷
☆ ملک شام میں شہید ہونے والے اہم مجاہدین کرام ۲۸
☆ ملک شام میں قتل ہونے والے رومی سردار، بطارقہ اور مقام قتل ۳۰
☆ وہ رومی حاکم اور بطارقہ جنہوں نے اسلام قبول کر کے اسلام کی نمایاں خدمات انجام دیں ۳۲
☆ وہ رومی جنہوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا مگر امن ملنے کے شرط پر اسلامی لشکر کی مدد کی ۳۲
☆ اہم مقامات کے پرانے نام اوران کے موجودہ جدید انگریزی نام ۳۳
☆ ان مقامات کے نام جن کا ذکر اس کتاب میں ہے ۳۴
☆ مآخذ و مراجع ۳۹
☆ تقدیم: از: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی ۴۱

سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

☆ گمراہیت کے اندھیرے کو دور کرنے کیلئے اللہ نے اپنے محبوب کو مبعوث فرمایا ۴۳
☆ اللہ تعالیٰ کے کلام کے سامنے ملک عرب کے فصحاء عاجز و مبہوت ہو کر رہ گئے ۴۵
☆ کفار مکہ نے حضور اقدس کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا، مکہ سے مدینہ ہجرت اور پہلی آیت جہاد ۴۶
☆ قرآن میں آیات جہاد وقتال ۴۶
☆ غزوہ اور سریہ کی تعریف ۴۸
☆ غزوات اور سرایا کی تفصیل، تعداد اور سن ۴۸

اسلام تلوار سے نہیں بلکہ حقانیت اور حسن اخلاق سے پھیلا ہے

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف دفع ضرر کے لئے ہی تلوار اٹھائی ہے ۵۰
☆ جنگ بدر میں اسلامی لشکر اور لشکر کفار کی تعداد اور آلات کی فراہمی ۵۰

marfat.com

☆ جنگ اُحد کی مختصر کیفیت ۵۳
☆ جنگ احزاب (غزوہ خندق) کی تفصیل ۵۴
☆ جنگ موتہ ۸ ہجری میں اسلامی لشکر کی تعداد اور رومی لشکر کی تعداد، تفصیل اگلے صفحات میں ۵۴
☆ تاریخ کی گواہی، بانی اسلام کی ولادت، اعلان نبوت، ہجرت، حکم جہاد اور رحلت ۵۵
☆ ۵۸۲ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملک شام کا سفر اور بحیرہ راہب کے صومعہ میں جانا ۵۶
☆ ۶۱۳ء میں مسلمانوں کی حبشہ (Ethopia) کی جانب پہلی ہجرت: نجاشی بادشاہ کا ایمان لانا ۵۷
☆ توجہ درکار: اسلام نے تلوار نہیں اٹھائی تھی بلکہ اسلام پر کافروں نے تلوار اٹھائی تھی ۵۸
☆ حضور اقدس نے نجاشی بادشاہ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ۵۹

حقانیت کی وجہ سے اسلام پھیلنے کے واقعات

☆ حضرت عمر فاروق اعظم کا اسلام قبول کرنا ۶۱
☆ وفد قبیلہ خزرج کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آکر اسلام قبول کرنا، سال نبوت = ۱۱ (۶۱۹ء) ۶۱
☆ قوم اوس کے پانچ سو آدمی مدینہ سے مکہ آکر داخل اسلام ہوئے۔ سال نبوت = ۱۲ (۶۲۱ء) ۶۲
☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ ہجرت اور ہزاروں کا اسلام قبول کرنا، مسجد قبا کی تعمیر ۶۳
☆ حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام قبول کرنا ۶۴
☆ حکم جہاد کیوں نازل ہوا؟ جہاد کا مقصد ظلم ڈھانا نہیں بلکہ ظلم کو ڈھانا ہے ۶۵

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم کو تمام علوم عطا فرمائے

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی امور میں مہارت، بحیثیت سپہ سالار اعظم ۶۸
☆ اسلامی لشکر کی صف بندی اور قرآن میں لشکر اسلام کی صف بندی کی تعریف ۶۹
☆ علم (Flage) کی مشروعیت اور اس کے فوائد ۷۰
☆ خندق کے ذریعہ دفاعی انتظام (Arrangement of Defence) ۷۲
☆ جہاد کی فضیلت میں آیات قرآن ۷۳
☆ شہید کے مراتب، درجات وحیات قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں ۷۴
☆ شہدائے اُحد کے جسم اپنی قبروں میں مثل زندہ پائے گئے ۷۴
☆ شہید ہونے کے چالیس دن بعد بھی حضرت خبیب کے جسم سے خون ٹپکتا تھا ۷۵
☆ شہدائے احد کی قبروں سے سلام کا جواب سنائی دیا ۷۶

marfat.com

صحابہ کرام کا جذبہ عشق نبی اور شوق شہادت

☆ جنگ بدر کے موقع پر صحابہ کرام کا جذبہ عشق ۷۷
☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قوم بنی اسرائیل کا سلوک ۷۸
☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر شمع رسالت پر صحابہ کرام کا پروانہ وار نثار ہونا ۷۹
☆ حضرت عمر بن الحمام کا شوق شہادت' جنگ بدر ۸۱
☆ حضرت حنظلہ بن ابی عامر (غسیل الملائکہ)' سہاگ رات اور شہادت، جنگ احد ۸۱
☆ حضرت عمرو بن جموح انصاری کا جذبہ عشق ۸۲
☆ حضرت سواد بن غزیہ اور عشق رسول ۸۳
☆ حضرت عبداللہ بن زید انصاری نے اپنے لئے اندھا ہونے کی دعا کی ۸۴
☆ حضرت خبیب بن عدی تختہ دار پر اور تصور جان جاناں ۸۴
☆ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول کا اپنے منافق باپ پر تلوار تان لینا ۸۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقی محاسن

☆ قرآن و حدیث میں حضور اقدس کے اخلاق کریمہ کا تذکرہ ۸۷
☆ جنگ احد میں دندان مبارک شہید کرنے والوں کے حق میں دعائے خیر فرمانا ۸۸
☆ خیبر کے مقام پر زہر آلود گوشت دینے والی یہودی عورت زینب بنت حارث کو معاف فرما دیا ۸۹
☆ تلوار کا وار کرنے کا قصد کرنے والے کو معافی بخشی ۸۹
☆ حضرت ابوسفیان کی اسلام دشمنی، رجوع اور معافی ۸۹
☆ حضرت ابوسفیان کی اسلامی خدمات ۹۱
☆ حضرت خالد بن ولید کے اسلام کے خلاف ارتکاب اور قبول اسلام ۹۲
☆ حضرت خالد بن ولید ''سیف اللہ'' کی جاں نثاری اور اسلام کی بے مثال خدمات ۹۳
☆ حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور اسلام کے خلاف ان کی عداوت اور لشکر کفار کی حمایت ۹۳
☆ حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے اسلام کی خدمات انجام دے کر ماضی کے ارتکاب کا تدارک کیا ۹۵
☆ حضرت عمرو بن العاص کی اسلام دشمنی کی اگلی زندگی ۹۵
☆ حضرت عمرو بن العاص کے ہاتھوں اسلام نے عظیم فتوحات حاصل کیں اور ممالک غیر تک پھیلا ۹۷
☆ وحشی غلام نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا ۹۷

marfat.com

☆ حضرت امیر حمزہ کو شہید کرنے والے وحشی کو رحمت عالم نے معاف فرما دیا ۹۸
☆ حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ چبانے والی اور آپ کو مثلہ کرنے والی ہند بنت عتبہ کی معافی ۹۹
☆ مشہور سخی حاتم طائی کے بیٹے عدی بن حاتم کا اسلام قبول کرنا اور اسلام کی عظیم خدمات کرنا ۱۰۰
☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی حضرت زینب کو شہید کرنے والے ہبار بن الاسود کا جرم عظیم معاف فرمایا ۱۰۱
☆ اسلام کے بڑے دشمنوں کے بیٹوں نے اسلام کی عظیم خدمات انجام دیں ۱۰۲

اسلام کے خلاف کفار و یہود کی سازشیں

☆ عیسائیوں کے ساتھ جنگ کا آغاز ہونا ۱۰۵
☆ شاہ روم ہرقل کو اپنی سلطنت کے زوال کا علم ہو گیا تھا ۱۰۵

جنگ موتہ ۸ ہجری

☆ جنگ موتہ کا پس منظر ۱۰۷
☆ عیسائیوں کے ایک لاکھ کے لشکر کے مقابلہ میں صرف تین ہزار کا اسلامی لشکر ۱۰۸
☆ اسلامی لشکر کے سردار حضرت زید بن حارثہ کی شہادت ۱۰۹
☆ حضرت جعفر بن ابی طالب (جعفر طیار) کا سردار لشکر بننا اور شہید ہونا ۱۰۹
☆ حضرت عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر بنا اور ان کی شہادت ۱۰۹
☆ حضرت خالد بن ولید کا امیر لشکر بننا اور جنگ کا تختہ پلٹ دینا اور اسلامی لشکر کی فتح عظیم ۱۱۰

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب

☆ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوتے ہوئے جنگ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرمایا ۱۱۲
☆ علم غیب کے عنوان پر قابل مطالعہ معتبر کتب کے نام ۱۱۳

غزوہ تبوک (جیش العسرت) ۹ ہجری

☆ جنگ تبوک کا پس منظر، صحابہ کرام نے اپنا مال بارگاہ رسالت میں حاضر کیا ۱۱۴
☆ اسلامی لشکر کی مدینہ سے روانگی، زادراہ کی قلت، تبوک میں ورود اور پھر مدینہ واپسی ۱۱۵

marfat.com

عیسائیوں کا تیسری مرتبہ عزم جنگ

☆ جنگ موتہ اور جنگ تبوک کی شکست کا انتقام لینے ہرقل کا فوج جمع کرنا ۱۱۶
☆ اسلامی لشکر کی بارادہ ملک شام کوچ اور حضور اقدس کا دنیا سے پردہ فرمانا ۱۱۶
☆ ملک الموت کا خدمت اقدس میں حاضر ہونا اور اجازت طلب کرنا ۱۱۷
☆ حضور اقدس کی مفارقت میں صحابہ کرام کا الم و اضطراب ۱۱۷

فتنوں کی آندھی اور حضرت صدیق اکبر کا استقلال

☆ قبائل عرب کا ارتداد، زکوٰۃ دینے کا انکار، نبوت کے جھوٹے دعویدار، منافقین کی سرکشی ۱۱۹
☆ زکوٰۃ کے منکرین کے خلاف شمشیر زنی اور مدعیان نبوت کی سرکوبی ۱۲۰

ملک شام میں اسلامی لشکر کا پس منظر

☆ حضرت صدیق اکبر کا صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کے بعد ملک شام کی طرف لشکر کشی کا طے کرنا ۱۲۱
☆ علامہ محمد بن عمر والواقدی کی تصنیف ''فتوح الشام'' اور علامہ واقدی کا ثقہ راوی ہونا ۱۲۲
☆ امیر المومنین نے یمن و مکہ معظّمہ خطوط ارسال فرمائے' مدینہ میں مجاہدوں کی آمد شروع ۱۲۴
☆ اسلامی لشکر کی پہلی قسط مدینہ سے ملک شام کی طرف روانہ ۱۲۵

پہلا معرکہ جنگ بمقام تبوک

☆ ہرقل نے چار بطارقہ کی سرداری میں آٹھ ہزار کا لشکر بھیجا' اسلامی لشکر کی تعداد دو ہزار ۱۲۶
☆ جنگ کا آغاز' رومی لشکر ہزیمت اٹھا کر بھاگا ۱۲۸
☆ مفرور رومی لشکر کا رکنا، توقف، صلح کی گفتگو، دوبارہ پھر جنگ شروع ۱۲۹
☆ لشکر اسلام کی فتح، پورے رومی لشکر کا صفایا' پہلا مالِ غنیمت حاصل ہوا ۱۳۰

مالِ غنیمت اور اس کے احکام

☆ مالِ غنیمت کی شرعی و لغوی اصطلاح اور اس کی تعریف اور ماضی میں اس کا طریقہ تقسیم ۱۳۱

marfat.com

☆ مالِ غنیمت کے متعلق آیات قرآن اور شرعی احکام ۱۳۳
☆ مالِ غنیمت میں اللہ و رسول کا اور مجاہدوں کا حصہ اور تقسیم کا افہامہ نقشہ ۱۳۴
☆ غنائم کے انعام و اکرام سے مجاہدوں کی حوصلہ افزائی ۱۳۶
☆ مجاہدوں پر غنائم کی تقسیم میں رسول اکرم کا اختیار اور مجاہدوں کے حصص ۱۳۷
☆ احکام شریعت حضور اقدس کے زیر اختیار و تصرف ہیں ۱۴۳
☆ مالِ غنیمت میں اللہ و رسول کے پانچویں حصہ کی وضاحت ۱۴۴
☆ شہزادی رسول حضرت فاطمۃ الزہرا کے گھر میں خادمہ نہ تھی۔ سب کام بذات خود کرتی تھیں ۱۴۶
☆ وصال کی شب کاشانہ اقدس کے چراغ میں تیل نہیں تھا ۱۴۶
☆ حصول غنیمت بمقام تبوک اور تمام مالِ غنیمت ارسال مدینہ منورہ ۱۴۷
☆ مکہ معظمہ و دیگر مقامات سے مجاہدین کی آمد اور مدینہ منورہ میں نیا لشکر آراستہ ہونا ۱۴۸
☆ مدینہ منورہ سے اسلامی لشکر کی دوسری قسط بجانب ملک شام روانہ ۱۴۸

جنگ فلسطین (Palastine)

☆ حضرت عمرو بن العاص کی سرداری میں اسلامی لشکر فلسطین پہنچا 151
☆ جنگ فلسطین وقوع کے مرحلہ میں اور ایک لاکھ رومی لشکر وادی الاحمر میں جمع 151
☆ رومی لشکر کے دس ہزار کے طلیعہ سے اسلامی لشکر کے ایک ہزار مجاہدوں کی جنگ 152
☆ اسلامی لشکر کے طلیعہ کے سردار حضرت عبداللہ بن عمر فاروق فتح پا کر غنیمت کے ساتھ فلسطین واپس آئے 154
☆ فلسطین کا خونی معرکہ جنگ = نو ہزار مجاہدین کا نوے ہزار رومیوں سے مقابلہ 154
☆ حضرت سعید بن خالد بن سعید کی شجاعت اور شہادت 155
☆ اسلامی لشکر کی مدد کرنے آسمان سے فرشتوں کا نزول 156
☆ حضرت سعید کے والد کو اپنے بیٹے کی شہادت کی اطلاع اور قبر کی زیارت کی غرض سے سفر کرنا 157
☆ حضرت خالد بن سعید کا اپنے بیٹے کی قبر پر آنا اور بیٹے کو مخاطب کر کے کلام کرنا 159
☆ اپنے بیٹے کا انتقام لیتے ہوئے ۳۲۰ رومیوں کو قتل کر کے رسد چھین لینا 161

سپہ سالار اعظم کے عہدہ سے حضرت ابوعبیدہ کی معزولی اور حضرت خالد بن ولید کا تقرر

☆ ملک فارس (Iran) میں حضرت خالد کو حضرت صدیق اکبر نے خط بھیج کر ملک شام جانے کا حکم دیا ۱۶۴
☆ ارض سماوہ سے ارکہ تک کا بغیر پانی کا علاقہ کا سفر حضرت خالد نے نرالی ترکیب سے طے کیا ۱۶۵

marfat.com

☆ حضرت خالد بن ولید کے نامہ بر رومی چرواہے کی قید میں چرواہے کا قتل اور رہائی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۷
☆ فتح ارکہ، سخنہ اور تدمر از روئے صلح ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۹

’’جنگ بصرہ‘‘

☆ معزول ہونے کے قبل حضرت ابوعبیدہ نے حضرت شرحبیل بن حسنہ کو بصریٰ روانہ کر دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۰
☆ حاکم بصریٰ روماس اور اس کا حیرت انگیز بھاری جسم ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۰
☆ حاکم روماس کا میدان میں آنا، حضرت شرحبیل سے گفتگو کرنا اور واپس پلٹنا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۱
☆ حاکم روماس نے اہل بصریٰ کو صلح کے لئے سمجھانا، قوم کا انکار اور آمادہ جنگ ہونا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۱
☆ معرکہ جنگ گرم ہوا اور عین لڑائی کے وقت حضرت خالد کے لشکر کی آمد ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۲
☆ جنگ کا دوسرا دن، حاکم روماس اور حضرت خالد میں مصنوعی جنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۳
☆ اہل بصریٰ نے روماس کو معزول کر کے بطریق دریحان کو حاکم بنایا، خونی معرکہ جنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۳
☆ حاکم روماس کی تدبیر سے رات ہی میں بصرہ کا قلعہ فتح ہو گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۷
☆ حاکم بصرہ روماں کا علی الاعلان اسلام قبول کرنا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۸
☆ حاکم روماس کی بیوی کا قبول اسلام' خواب میں حضور اقدس کے دیدار اور قرآن کی تعلیم ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۹

جنگ دمشق (بار اول)

☆ فتح بصریٰ کے بعد حضرت خالد اسلامی لشکر لے کر دمشق آئے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۱
☆ ہرقل نے پانچ ہزار کا لشکر بطریق کلوص کی سرداری میں دمشق کی کمک کرنے بھیجا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۱
☆ دمشق کے حاکم عزرائیل اور ہرقل کے فرستادہ سردار کلوص میں باہمی اختلاف ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۲
☆ دمشق کا خوں ریز معرکہ جنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۳
☆ کلوص اور حضرت خالد کے درمیان مقابلہ اور کلوص کا قید ہونا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۵
☆ حاکم دمشق عزرائیل کا بادل ناخواستہ مقابلہ کرنے نکلنا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۶
☆ رومی لشکر کا حضرت خالد کو اکیلا پا کر حملہ کرنا اور لشکر حضرت ابوعبیدہ کی عین وقت آمد ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۹
☆ جنگ دمشق کا دوسرا دن اور قلعہ دمشق کا محاصرہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۰
☆ ہرقل نے بارہ ہزار کا دوسرا لشکر حاکم حمص وردان کی سرداری میں دمشق بھیجا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۰
☆ دمشق کے قلعہ کا بیس دن تک محاصرہ اور بغیر نتیجہ کی جنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۲
☆ وردان کے لشکر کو روکنے پانچ سو مجاہدوں کو لے کر حضرت ضرار بن ازور دمشق سے روانہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۳

marfat.com

☆ بمقام بیت لہیا صرف پانچ سو مجاہدوں کی بارہ ہزار کے رومی لشکر سے جنگ ۱۹۴
☆ حضرت ضرار کا قید ہونا اور مدد کیلئے حضرت خالد دمشق سے بیت لہیا کی طرف روانہ ۱۹۶
☆ ایک نقاب پوش عجیب دلیر مجاہد ۱۹۶
☆ حضرت خالد کا رومی لشکر پر حملہ اور حضرت خولہ بنت ازور کی شجاعت ۱۹۸
☆ حضرت ضرار کا سراغ ملنا اور رہائی پانا ۱۹۹

''جنگ اجنادین''

☆ ہرقل نے بیت لہیا میں وردان کے بیٹے کا قتل اور لشکر کی ہزیمت کے بعد وردان کو اجنادین بھیجا ۲۰۲
☆ ملک شام میں متفرق مقامات میں اسلامی لشکر کی کیفیت اور تعداد ۲۰۲
☆ حضرت خالد نے تمام لشکر اسلام کو اجنادین جلد از جلد پہنچنے کا خط لکھا ۲۰۲
☆ حضرت خالد اسلامی لشکر لے کر دمشق سے اجنادین کی جانب روانہ ۲۰۳
☆ دمشق سے اجنادین جاتے ہوئے اسلامی لشکر پر اہل دمشق کا پیچھے سے حملہ ۲۰۳
☆ حضرت خالد لشکر کے آگے نکل گئے تھے۔ لہٰذا واپس آئے اور حضرت ابوعبیدہ کی کمک کی۔ بمقام شحورا ۲۰۴
☆ بطریق بطرس خواتین اسلامی کو قید کر کے نہر استریاق لے گیا ۲۰۶
☆ خواتین اسلام کی شجاعت اور رومی لشکر سے خواتین اسلام کی جنگ ۲۰۶
☆ حضرت خالد نہر استریاق پہنچے۔ رومی لشکر کو ہلاک کر کے خواتین کو چھوڑا لیا ۲۰۸
☆ ملک شام میں متفرق اسلام کا لشکر اجنادین میں آ کر جمع ہوا ۲۱۰
☆ رومیوں کا لشکر بمقام اجنادین ۲۱۰
☆ رومی لشکر کی صف بندی اور وردان کا لشکر سے خطاب ۲۱۲
☆ اسلامی لشکر کی صف بندی اور حضرت خالد کی ترغیبِ جہاد ۲۱۳
☆ دونوں لشکر کا مقابلہ کے لئے میدان میں آنا ۲۱۴
☆ معرکہ جنگ اور حضرت ضرار بن ازور کی شجاعت۔ طبریہ کے حاکم کو قتل کرنا ۲۱۵
☆ عمان کے حاکم اصطفان کا حضرت ضرار کے مقابلہ میں آنا اور دونوں میں سخت لڑائی ۲۱۷
☆ حضرت ضرار نے اپنے گھوڑے کو دھمکی دی کہ تیری شکایت روضہ انور پر کروں گا ۲۱۷
☆ اصطفان کی مدد کرنے وردان کا اور حضرت ضرار کی مدد کرنے حضرت خالد کا میدان میں آنا ۲۲۰
☆ حضرت خالد کو مکروفریب سے شہید کرنے کی وردان کی سازش ۲۲۱
☆ سازش کے تحت وردان نے حضرت خالد کو دعوت دینے نمائندہ بھیجا ۲۲۳

marfat.com

☆ وردان کے نمائندے داؤد نصرانی نے حضرت خالد کو وردان کی سازش سے مطلع کر دیا ۲۲۴
☆ خود اپنے دام میں صیاد آگیا ۲۲۶
☆ کمین گاہ میں چھپے ہوئے وردان کے آدمیوں کا رات میں صفایا کرنے کا حضرت ضرار کا مشن کامیاب ۲۲۶
☆ حضرت خالد اور وردان کی ملاقات' وردان کا قتل اور رومی لشکر کی ہزیمت ۲۲۶
☆ رومی لشکر پر جیش اسلام کی یورش اور رومی لشکر کی شکست فاش ۲۲۸
☆ فتح اجنادین کی امیر المومنین کو اطلاع اور مدینہ منورہ سے نیا لشکر ملک شام روانہ ۲۲۹

جنگ دمشق (بار دوم)

☆ اجنادین سے روانہ ہو کر اسلامی لشکر دمشق آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا ۲۳۱
☆ حاکم دمشق توما کے پاس رات کے وقت اہل دمشق کا برائے مشورہ جمع ہونا ۲۳۲
☆ جنگ دمشق کا دوسرا دن' قلعہ کی فصیل سے رومیوں کا اسلامی لشکر پر سخت حملہ ۲۳۳
☆ حضرت ابان بن سعید بن عاص کی شہادت۔ ان کی زوجہ کا صبر ۲۳۴
☆ حضرت ابان کی زوجہ حضرت ام ابان بنت عتبہ کی شجاعت۔ حاکم توما کو تیر مارا ۲۳۵
☆ حاکم توما کی شیخی اور ہوا کو گرہ دینے جیسے باتیں کرنا ۲۳۷
☆ رات میں سوئے ہوئے اسلامی لشکر پر حاکم دمشق کا حملہ ۲۳۸
☆ حضرت خالد بن ولید نے مدد کے لئے ''وامحمداہ'' پکارا ۲۳۸
☆ قارئین کرام سے التماس ۲۴۱
☆ حدیث سے ''یارسول اللہ'' کہنے کا ثبوت ۲۴۲
☆ صحابی رسول حضرت عثمان بن حنیف نے ایک حاجب مند کو ''یا محمد'' جملہ والی دعا تعلیم کی ۲۴۲
☆ جنگ دمشق کا تیسرا دن، اہل دمشق محاصرہ سے تنگ اور صلح کی درخواست ۲۴۶
☆ رات کے وقت اہل دمشق کا صلح کرنے حضرت ابو عبیدہ کے پاس آنا ۲۴۷
☆ حضور اقدس نے خواب میں حضرت ابو عبیدہ کو اسی شب میں فتح دمشق کی بشارت دی ۲۴۸
☆ حضرت خالد لشکر لے کر باب شرقی سے قلعہ میں داخل ہوئے ۲۵۰
☆ جنگ کا چوتھا دن اور فتح دمشق 251
☆ کثیر مال و اسباب اور اہل و اقارب کے ساتھ حاکم توما دمشق سے چلا گیا ۲۵۳
☆ حضرت خالد بن ولید کا حاکم توما کے تعاقب کا قصد ۲۵۴
☆ یونس کون تھا؟ مختصر تعارف ۲۵۵

marfat.com

☆ حضرت خالد کا توما کے تعاقب میں تین دن بعد دمشق سے روانہ ہونا ۲۵۶
☆ مرج دیباج کی لڑائی اور توما کا قتل ہونا ۲۶۰
☆ یونس (نجیب) راہبر اور اس کی بیوی کا معاملہ ۲۶۱
☆ مرج الدیباج سے حضرت خالد بن ولید کا گم ہونا اور جان کا خطرہ ۲۶۳
☆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا مدد کو پہنچنا' بطریق ہربیس کا قتل ۲۶۴
☆ حضرت خالد بن ولید کی دمشق واپسی ۲۶۶

خلافت حضرت عمر فاورق اعظم

☆ امیر المومنین حضرت صدیق اکبر کی رحلت کے بعد حضرت عمر کا انتخاب۔ نظام شریعت ۲۶۸
☆ حضرت عمر کے خلیفۃ المسلمین بننے سے ہرقل بادشاہ کو تشویش۔ ارکان حکومت کو جمع کرنا ۲۶۸
☆ حضرت عمر کو شہید کرنے کی ہرقل کی سازش' قاتل کو مدینہ منورہ بھیجا ۲۶۹
☆ سپہ سالار کے عہدہ سے حضرت خالد کی معزولی اور حضرت ابوعبیدہ کی منصوبی ۲۷۲
☆ حضرت خالد کو معزول کرنے میں حضرت عمر کی کیا حکمت اور دوراندیشی تھی؟ ۲۷۴

جنگ حصن ابی القدس

☆ دمشق سے حصن ابی القدس کے میلہ پر چڑھائی کرنے کی سرداری حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو ۲۸۳
☆ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار ملک شام کیوں آئے تھے؟ ۲۸۳
☆ حضرت عبداللہ تبوک سے موتہ صرف اپنے والد کی قبر کی زیارت کرنے سفر کر کے گئے ۲۸۴
☆ پانچ سو سوار لے کر حضرت عبداللہ دمشق سے قلعہ حصن ابی القدس کی طرف روانہ ۲۸۶
☆ لشکر اسلام حصن ابی القدس پہنچا' رومیوں کی تعداد پچیس ہزار ۲۸۷
☆ معرکہ جنگ اور مجاہدوں کا مصیبت میں مبتلا ہونا ۲۸۸
☆ حضرت خالد بن ولید کا مدد کیلئے آ پہنچنا' رومی لشکر کا مقتول اور فرار ہونا ۲۹۰
☆ مجاہدوں کا صومعہ پر حملہ اور حضرت ضرار کی جسیم ڈیل ڈول والے بطریق سے لڑائی ۲۹۱
☆ حضرت خالد اسلامی لشکر کے ساتھ کثیر تعداد میں مال غنیمت لے کر واپس دمشق لوٹے ۲۹۳
☆ اسلامی لشکر کی دمشق سے روانگی اور مختلف مقامات از صلح و جنگ فتح ۲۹۴
☆ جبلہ بن ایہم غسانی کا واقعہ اور جبلہ کا مرتد ہو کر ملک شام بھاگ جانا ۲۹۶

marfat.com

جنگ قنسرین

☆ اہل قنسرین نے جمع ہو کر متفقہ طور پر اسلامی لشکر سے صلح کرنے کا طے کیا ۲۹۸
☆ حاکم قنسرین لوقا نے مکروفریب سے صلح کرنے کا ارادہ کیا ۲۹۸
☆ حاکم لوقا کے ایلچی اصطخر کا صلح کی پیشکش لے کر قنسرین سے حمص حضرت ابوعبیدہ کے پاس آنا ۲۹۹
☆ حضرت خالد کا مکروفریب پر مطلع ہو جانا' بالآخر صلح واقع ہوئی ۳۰۰
☆ قنسرین کی حد مقرر کرنے ہرقل کی تصویر رکھنا اور تصویر کی آنکھ پھوڑ دینے کا واقعہ ۳۰۱
☆ حمص سے اسلامی لشکر کی روانگی ۳۰۴
☆ اہل رستن اور شیرز سے مصالحت' اسلامی لشکر کا شیرز میں پڑاؤ ۳۰۵
☆ حاکم قنسرین نے فریب کر کے دس ہزار کا لشکر بلایا' جبلہ کے لشکریوں کی مجاہدوں پر دست درازی ۳۰۵
☆ جبلہ بن ایہم کے دس ہزار کے لشکر کے سامنے حضرت خالد صرف دس ساتھیوں کو لے کر گئے ۳۰۷
☆ حضرت خالد نے قنسرین کے حاکم لوقا کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ جائے واردات کا نقشہ ۳۰۸
☆ صرف بارہ مجاہد اسلام دس ہزار کے رومی لشکر کے محاصرہ میں ۳۱۰
☆ ایک کے مقابلے ایک کی لڑائی اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے پانچ رومیوں کو قتل کر ڈالا ۳۱۲
☆ حضرت خالد نے حاکم لوقا کو قتل کر کے رومی لشکر میں زلزلہ ڈال دیا اور رومیوں کا سخت حملہ ۳۱۴
☆ حضور اقدس نے حضرت ابوعبیدہ کو حضرت خالد کی مصیبت کی خبر اور مدد کرنے جانے کا حکم دیا ۳۱۷
☆ حضرت خالد کی زوجہ ام تمیم حضرت خالد کو ٹوپی پہنچانے لشکر حضرت ابوعبیدہ کے آگے آگے ۳۲۱
☆ حضرت ابوعبیدہ عین وقت پر حضرت خالد کی مدد کرنے پہنچ گئے ۳۲۳
☆ حضرت خالد کو ام تمیم نے مقدس گیسوؤں والی ٹوپی دی ۳۲۴
☆ حضور اقدس کے تبرکات کے متعلق دور حاضر کے منافقین کے نظریات ۳۲۵
☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا تبرکات کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں کیا رکھا ہے؟ ۳۲۶
☆ رومی لشکر کی ہزیمت اور فتح قلعہ قنسرین ۳۲۸
☆ اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے اہم مقامات ۳۲۹

جنگ بعلبک

☆ جنگ قنسرین کے بعد حضرت ابوعبیدہ بجانب بعلبک گئے اور حضرت خالد کو حمص بھیجا ۳۳۰
☆ بعلبک کا حاکم بطریق ہربیس اسلامی لشکر سے لڑنے بعلبک سے نکلا ۳۳۰

marfat.com

☆ جنگ بعلبک کا دوسرا دن' حاکم ہربیس نے اسلامی لشکر کے کیمپ پر حملہ کر دیا ۳۳۱
☆ جنگ بعلبک کا تیسرا دن' حاکم ہربیس نے اسلامی لشکر کے کیمپ پر حملہ کر دیا ۳۳۲
☆ جنگ بعلبک کا چوتھا دن' رومی لشکر نے قلعہ سے باہر آ کر سخت حملہ کیا ۳۳۴
☆ حضرت سعید بن زید کا حکم ہربیس کے تعاقب میں پہاڑ کے حصار تک جانا ۳۳۶
☆ فتح قلعہ بعلبک ۳۳۸
☆ حاکم ہربیس نے حضرت ابو عبیدہ سے ایک عجیب بات کہی ۳۳۸
☆ اہل بعلبک نے حاکم ہربیس کو مار ڈالا اور مجاہدوں سے شہر میں داخل ہونے کی درخواست کی ۳۳۸

جنگ حمص (بار اول)

☆ حضرت خالد پہلے سے ہی حمص پہنچ گئے تھے، فتح بعلبک کے بعد حضرت ابو عبیدہ بھی حمص پہنچے ۳۴۳
☆ اہل حمص کو حضرت ابو عبیدہ نے خط لکھا' اہل حمص آمادہ جنگ ہوئے ۳۴۳
☆ جنگ کا پہلا دن' اسلامی لشکر کا سخت حملہ اور رومیوں نے دیوار قلعہ سے جواب دیا ۳۴۳
☆ جنگ کا دوسرا دن' اسلامی لشکر سے صرف غلام لڑنے نکلے ۳۴۵
☆ جنگ کا تیسرا دن' عارضی صلح پر اسلامی لشکر نے حمص سے کوچ کی ۳۴۶

"فتح رستن"

☆ اسلام لشکر حمص سے رستن آیا۔ حاکم نقیطا نے تجدید صلح سے انکار کر دیا ۳۴۷
☆ حضرت ابو عبیدہ نے بیس مجاہدوں کو خطرناک مہم پر بھیجا ۳۴۸
☆ بیس مجاہد صندوقوں میں بند ہو کر قلعہ میں داخل ہوئے ۳۴۹
☆ صندوق سے نکل کر مجاہدوں نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ حضرت خالد مع لشکر قلعہ میں داخل ۳۴۹

"جنگ شیرز"

☆ شیرز کے نئے حاکم نکس نے تجدید صلح کا انکار کیا۔ جنگ کرنے نکلا۔ ایک گرداوے میں قلع فتح ۳۵۱
☆ رُخِ روشن سے اُٹھا دو نقاب ۳۵۲

marfat.com

حل لغات

نمبر	لفظ	لفظ کے معنی اور اس کی تفصیل	حوالہ
1	بَطْرِیق	پادریوں کا سردار، آتش پرستوں کا پیشوا، رومی فوج کا سردار، جمع: بطارقہ Leader or a monk of the nazarites and five worshippers - a Chie of Roman Army.	فیروز اللغات ص205 Royal,Persian, English. Dictionary Page59
2	رَاھِب	عیسائی عابد یا زاہد، تاریک الدنیا Christian Prist	فیروز اللغات، ص702
3	گَبْر	آتش پرست، آگ کی پوجا کرنے والا زردشت کا پیرو Afire worshipper, a follower of zoroaster, infidel	فیروز اللغات ص1080، R.P.E.D Page343
4	قَس	عیسائیوں کا مہتر یعنی سرگروہ، امیر	فتوح الشام حاشیہ، ص43
5	اَحْبَار	حبر کی جمع، یہودیوں کے علماء	فیروز اللغات، ص72
6	مُصَاحِب	ہم نشین، ساتھی، جلیس، ندیم، ہم صحبت Courtier	فیروز اللغات ص1253
7	نَقِیب	لوگوں کے خاندان اور ذاتی حالات سے واقفیت رکھنے والا	فیروز اللغات، ص1372
8	قَیْصَر	بادشاہ روم Title Of Roman Emperors	فیروز اللغات ص:968
9	کِسْریٰ	شاہِ فارس، نوشیروان عادل، خسرو پرویز Title of king of persia	فیروز اللغات ص:1011
10	دَارُالْحَرْب	وہ ملک جہاں غیر مسلموں کی حکومت ہو اور مسلمانوں کو مذہبی فرائض ادا کرنے سے روکا جائے	فیروز اللغات ص:607

marfat.com

11	صُوْمِعَه	گرجا، عیسائیوں کا عبادت خانہ Christian Church	فیروز اللغات ص:867
12	کَنِیْسَه	گرجا، یہودیوں اور عیسائیوں کا عبادت خانہ Jewish Synagogue	فیروز اللغات ص:1038
13	حَوَارِی	حضرت عیسیٰ کے شاگرد، دوست، مددگار، وفاداری سے کام کرنے والا	فیروز اللغات ص:576
14	غَزْوَه	وہ جہاد جس میں رسول مقبول شریک ہوئے، جمع، غزوات	فیروز اللغات ص:913
15	سَرِیَه	وہ جہاد جس میں رسول مقبول شریک نہ ہوئے ہوں بلکہ آپ نے کسی کی سرداری میں لشکر بھیجا ہوا سے بعث بھی کہتے ہیں۔	
16	سپہ سالارِ اعظم	امیر فوج، سالار لشکر Commander-in-chief	فیروز اللغات ص:1028
17	جَیْش	لشکر، فوج، دَل، سپاہ، جمع، جیوش AN army	R.P.E.D page_124
18	مُقَدِّمَةُ الْجَیْش	وہ لشکر جو آگے بھیج دیا جائے Advance Army Force	فیروز اللغات ص:1273
19	طَلِیْعَه	وہ لشکر جو فوج کے آگے دشمن کی نقل و حرکت کا پتہ لگاتا علاوہ ازیں پانی، اترنے کی جگہ وغیرہ کی تلاش میں جاتا ہے:Vanguard	فیروز اللغات ص:880
20	هَرَاوَل	وہ تھوڑی فوج جو لشکر کے آگے آگے چلے، لشکر کا پیش خیمہ	فیروز اللغات ص:1438
21	مَیْمَنَه	دائیں طرف، دائیں بازو کی فوج Right Wing of army	فیروز اللغات ص:1332
22	مَیْسَرَه	بائیں طرف، بائیں بازو کی فوج Left wing of army	فیروز اللغات ص:1330
23	مُقَدِّمَه	فوج کا وہ حصہ جو آگے ہو Front Army Force	فیروز اللغات ص:1273

marfat.com

24	قَلْب	فوج کا درمیانی حصہ Middle wing of army	فیروز اللغات ص:960
25	عَقَب	پیچھے، فوج کا پچھلا حصہ End of army force	فیروز اللغات ص:899
26	مَعْرِکہ	میدان جنگ، رزم گاہ، لڑائی Field of battle	فیروز اللغات ص:1263
27	پڑاؤ	لشکر یا قافلہ کے اترنے کی جگہ Travellers resting place	فیروز اللغات ص:294
28	کیمپ	چھاؤنی، لشکر گاہ، فوجی ڈیرہ، خیمہ زن ہونا Camp	فیروز اللغات ص:1074
29	فِرودگاہ	ٹھہرنے کا مقام، قیام گاہ، اترنے کی جگہ Halting Place	فیروز اللغات ص:931
30	کَمِیْن گاہ	وہ جگہ جہاں چھپ کر دشمن پر حملہ کریں Ambuscade	فیروز اللغات ص:1032
31	یَلْغار	دشمن کی فوج پر حملہ، ہلہ، دھاوا Incursion, Expedition	فیروز اللغات ص:1449
32	یُوْرِش	حملہ، دھاوا، چڑھائی، یلغار Assault	فیروز اللغات ص:1470
33	شَب خون	رات وقتِ بےخبری میں دشمن پر حملہ کرنا Night attack	فیروز اللغات ص:836
34	خَنْدَق	کھائی یا گھڑیا جو شہر یا لشکر کے اردگرد کھودنا Ditch, Fo sse, Moat	R.P.E.D Page 155
35	شَہر پناہ	فصیل، شہر کی چاردیواری Fortification, Castle	فیروز اللغات ص:851
36	بُرج	گنبد، گمٹ	فیروز اللغات ص:194

marfat.com

37	رَجَز	وہ فخر یہ اشعار جس میں سپاہی کی بہادری کی تعریف ہوتی ہے اور میدان جنگ میں سپاہی کو جوش دلانے کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔	فیروز اللغات ص:705
38	خود	لوہے کی ٹوپی جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔ Helmet	فیروز اللغات ص:598
39	زِرَہ	فولاد کا جالی دار کرتہ جو لڑائی میں پہنتے ہیں Iron Armor	فیروز اللغات ص:845
40	حَرْبَة	آلۂ جنگ، جنگی ہتھیار، چوبدستی Warlike Apparatus	فیروز اللغات ص:866
41	عُمُوْد	گرز، ایک ہتھیار جو اوپر سے گول وموٹا اور نیچے سے پتلا ہوتا ہے، اس کو ہندی میں گدا کہتے ہیں۔Mace	فیروز اللغات ص:1091
42	سِپَر	ڈھال، آڑ، روک، محافظ، آڑے آنے والا Shield	فیروز اللغات ص:776
43	سَیف	تلوار، شمشیر، تیغ Sword	فیروز اللغات ص:828
44	نیزہ	برچھی، بھالا، بلم Spear, Dart, Javelin, Pike	فیروز اللغات ص:1393
45	ڈھاٹا	کپڑے کی پٹی جو منہ چھپانے یا داڑھی بٹھانے کے لئے چہرے پر باندھی جائے	فیروز اللغات ص:683
46	مِنْجَنِیق	ایک آلہ جس سے بڑے بڑے پتھر پھینکے جاتے ہیں سنگ باری کی قدیم دستی مشین:Sling	فیروز اللغات ص:1291
47	عروات	پتھر پھینکنے کا آلہ جو منجنیق سے چھوٹا ہوتا ہے۔	فیروز اللغات ص:304
48	ڈھلوانسی	پتھر مارنے کا آلہ، گوپیا، فلاخن، گوپھن، وہ رسی کا پھندہ جس میں رکھ کر پتھر پھینکتے ہیں۔Sling	فیروز اللغات ص:85 فیروز اللغات، ص:937
49	چوب	لکڑی، لاٹھی Wood, stick, stake	R.P.E.D Page130

marfat.com

50	کَرتَب	کمال، ہنر، مہارت، فن سپہ گری Stratagem, art	فیروز اللغات ص:1002
51	چَقاچاق	تلوار وغیرہ کے چلنے کی آواز Clashing of swords	R.P.E.D Page 128
52	عَلَم	فوج کا نشانہ، جھنڈا Ensign, Emblem	R.P.E.D, Page 267
53	تَہلِیل	لا الہ الا محمد رسول اللہ کہنا۔	فیروز اللغات ص:393
54	تَکبِیر	اللہ اکبر کا نعرہ لگانا۔Repeating the creed	فیروز اللغات ص:370
55	اِستِرجَاع	انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا۔	R.P.E.D Page19
56	تَوَقُّف	دیر، وقفہ، ڈھیل Patience, Delay	R.P.E.D Page:107
57	لَفون لَفون	لغت رومی ہے، جس کے معنی ہیں "امان، امان"۔ Mercy, Grace, Spare	فتوح الشام حاشیہ ص:62
58	جِزیَہ	اسلامی حکومت میں غیر مسلم پر سالانہ محصول، خراج، ٹیکس، عورتیں، بچے، بوڑھے اور مذہبی پیشوا اس سے مستثنیٰ تھے۔ Capitaionm, Tribute, Tax	فیروز اللغات ص:458 R.P.E.D Page117
59	فِدیَہ	نقد معاوضہ، مال یا روپیہ جو ادا کر کے قیدی رہا ہو۔ Ransom	فیروز اللغات ص:926
60	غَنِیمَت	میدان جنگ میں دشمن کے لشکر سے حاصل شدہ مال واسباب، لوٹ کا مال Plunder, goodFortune, Spoli, Booty	R.P.E.D, Page 282 فیروز اللغات ص:918

marfat.com

61	يَرْغَمَال	وہ فرد یا افراد جو شرائط کی پابندی کی ضمانت میں دشمن کے حوالہ کیلئے جائیں	فیروز اللغات ص:1467
62	تُوْرِيَه	چھپانا Concealing, Hiding	R.P.E.D Page 106
63	صَلِيْب	عیسائیوں کا مقدس مذہبی نشان' اس شکل + کا' Cross	فیروز اللغات ص:865
64	مَلْحَمَه	وہ کتاب جس میں آئندہ ہونے والے فتنوں اور لڑائیوں کا ذکر ہو' جمع: ملاحم	فتوح الشام ص:167
65	اُوْقِيَه	چالیس درہم کا وزن' انگریزی اونس کے برابر' Ounce	فیروز اللغات ص:138
66	دِرْهَم/دِرَم	چاندی کا سکہ جو دو آنے کے برابر ہوتا ہے۔ دو ماشہ اور آدھی رتی وزن	فیروز اللغات ص:622
67	صَاع	234 تولے کا ایک وزن Equivalent to 234 Tolas	فیروز اللغات ص:857
68	مِثْقَال	ساڑھے چار ماشہ وزن سونے کا ایک سکہ جو عرب میں رائج ہے	فیروز اللغات ص:1203
69	كَتَان	ایک قسم کا باریک کپڑا جس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ چاندنی رات میں وہ کپڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہوا ایسا محسوس ہوتا ہے	فیروز اللغات ص:990
70	وسق	ایک وزن' 60 صاع کا' صاع 234 ' تولہ ہوتا ہے' اونٹ بھر وزن	R.P.E.D Page 490
71	رَانگ	ایک نرم دھات' ایک قسم کا عمدہ سیسہ Lead	فیروز اللغات ص:700
72	مَحْمِل	اونٹ کا کجاوہ' ہودہ A Camel's Saddle	فیروز اللغات ص:1214
73	قَيْلُوْلَه	دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد قدرے آرام کرنا Meridian Nap	فیروز اللغات ص:968

marfat.com

74	سرزنش	ملامت کرنا' برا بھلا کہنا Rebuke, Reprimanding	فیروز اللغات ص:787
75	خِلعَت	وہ پوشاک جو بادشاہ کی طرف سے بطورِ عزت افزائی ملے	فیروز اللغات ص:594
76	نَقب	دیوار میں بڑا سوراخ' سرنگ' شگاف Digging in wall	فیروز اللغات ص:1369
77	خُمس	مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ جو بیت المال میں جمع کیا جائے (20%)	فیروز اللغات ص:596
78	سربراہ	منتظم، مہتمم Subrintendent, Manager	فیروز اللغات ص:787
79	جَست	چھلانگ' پھاند' چوکڑی' کود پھاند' پھلانگ To spring, to leap	فیروز اللغات ص:461
80	باگ	لگام' راس' عنان Rein, Bridle	فیروز اللغات ص:171
81	صَف بندی	قطار بندی' جنگ آزمائی' پرا جمانا' نبرد آزمائی	فیروز اللغات ص:863
82	نَبرد آزما ہونا	لڑائی کرنا' جنگ کرنا' مقابلہ Battle, War	فیروز اللغات ص:1350
83	تیغ زنی	تلوار چلانا' شمشیر زنی	فیروز اللغات ص:404
84	ضرب	مار' چوٹ' دھکا' زخم' صدمہ Blow, Knock, Striking	R.P.E.D Page 244

marfat.com

ملک شام میں اہم کردار ادا کرنے والے مجاہدین

(الف)

حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراح

حضرت ابوسفیان بن حرب بن امیہ

حضرت ابان بن عثمان بن عفان

حضرت ابوہریرہ الدوسی

حضرت ابوایوب انصاری

حضرت اسد بن جابر

حضرت ابی مسلم حضرمی

حضرت ابوذر غفاری

حضرت ابوزبید بن عامر زبیدی

حضرت اسود بن سوید مازنی

حضرت ابولبابہ بن منذر

حضرت اسامہ بن زید طائی

حضرت ابوالجندل بن سہیل

حضرت اصید بن اسامہ

حضرت ارم بن فیاض عیسیٰ

حضرت اوس بن خالد ربعی

حضرت اشہب بن سواد

حضرت ابان بن سعید بن عاص

(ب)

حضرت بکر بن عبداللہ تمیمی

حضرت بلال بن عامر یشکری

حضرت بلال بن حمامہ حبشی (مؤذن رسول)

حضرت بادر بن عون حمیری

حضرت باسیل بن عون بن مسلمہ

(ث)

حضرت ثابت بن علقمہ

(ج)

حضرت جعد بن جیران یشکری

حضرت جریر بن نوفل حمیری

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری

حضرت جابر بن سعید

حضرت جزعل بن عاصم طائی

حضرت جندب بن عامر بن طفیل الدوسی

(ح)

حضرت حسان بن عوف

حضرت حمران بن اسد حضرمی

حضرت حسان بن نعمان طائی

حضرت حبان بن تمیم

حضرت حرث بن عبداللہ

حضرت حرث بن ہشام

marfat.com

حضرت حارث بن سلیم

حضرت حمزہ بن عمر

حضرت حرب بن عدی

حضرت حذیفہ بن یمان

(خ)

حضرت خالد بن ولید بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قریشی

(د)

حضرت دامس ابوالہلول

حضرت دارم بن صابر

(ذ)

حضرت ذوالکلاع حمیری

(ر)

حضرت ربیعہ بن مالک تمیمی

حضرت راشد بن سعد

حضرت ربیعہ بن عامر

حضرت رافع بن عمیر طائی

حضرت رافع بن عبداللہ سہمی

حرضت راشد بن قیس نخعی

حضرت رافع بن سہیل

حضرت راشد بن سعید

حضرت راشد بن زبیر

حضرت رفاعہ بن زہیر یمنی

(ز)

حضرت زمر بن سعید بیاضی

حضرت زبیر بن العوام (حواری رسول)

حضرت زہیر بن اکال الدم

حضرت زید بن وہب

(س)

حضرت سیف بن عباد حضرمی

حضرت سلمٰی بن ہشام

حضرت سعید بن الجبیر الدوسی

حضرت سالم بن فرقد یربوعہ

حضرت سیف بن اسلم طائی

حضرت سعید بن زید بن عمرؓو بن نفیل عدوی

حضرت سعید بن عامر بن جریج انصاری

حضرت سنان بن اوس انصاری

حضرت سعید بن عمرو غنوی

حضرت سراقہ بن قادم خنی

حضرت سالم بن عدی خزاعی

حضرت سعید بن خالد بن سعید

حضرت سیف بن خالد بن سعید

حضرت سیف بن دفاع باہلی

حضرت سعید بن جبیر تمیمی

حضرت سہیلی بن صباح عیسیٰ

حضرت سلام بن غنم عدوی

حضرت سلمٰی بن حبیب

حضرت سہیل بن عمر تمیمی

marfat.com

حضرت سلمہ بن سیف یربوعی

حضرت سالم بن حمید نخعی

حضرت سراقہ بن مرادس کندی (دامس کے مالک)

حضرت سعد بن سعید حنفی

حضرت سالم بن مفرح

(ش)

حضرت شداد بن اوس

حضرت شرحبیل بن حسنہ (کاتب رسول)

(ص)

حضرت صابر بن حنانہ لیثی

حضرت صفوان بن عامر اسلمی

حضرت صفوان فضل المعطل سلمی

حضرت صفوان بن امیہ

حضرت صابر بن اوس

(ض)

حضرت ضحاک بن حسان طائی

حضرت ضرار بن ازور بن سنان بن طارق حجازی

حضرت صخر بن غانم

حضرت ضحاک بن سفیان

حضرت صخر بن حرب اموی

حضرت ضحاک بن حسان

(خالد بن ولید کے ہم شکل)

(ط)

حضرت طلحہ بن نوفل عامری

(ی)

حضرت یزید بن ابی سفیان

حضرت یسار بن عون

حضرت یعقوب بن صباح طائی

(ع)

حضرت عبداللہ بن قرط یمانی

حضرت عبداللہ بن ربیعہ

حضرت عبداللہ بن عمرو الدوسی

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب

حضرت عبداللہ بن جعفر بن عبدالمطلب

حضرت عبداللہ بن یاسر

حضرت عبداللہ بن اویس

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی

حضرت عبداللہ بن انیس جہنی

حضرت عبداللہ بن قرط ازدی

حضرت عبداللہ بن یزید

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق

حضرت عبدالرحمٰن بن حمید جمحی

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ربیعہ عامری

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ بن جبل

حضرت عبدالرحمٰن بن عبید

حضرت عامر بن ابی الوقاص

حضرت عامر بن طفیل الدوسی

حضرت عامر بن ربیعہ

حضرت عامر بن قیس

marfat.com

حضرت عامر بن کاکل فزاری
حضرت عباد بن تعبہ بہانی
حضرت عباد بن سعید حضرمی
حضرت عبادہ بن رافع
حضرت عبادہ بن صامت
حضرت عباس بن قیس
حضرت عبدالمنذر بن عوف
حضرت عبید بن اوس
حضرت عمرو بن العاص بن وائل قرشی سہمی
حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی
حضرت عمرو بن سعدی یشکری
حضرت عمرو بن امیہ ضمری
حضرت عتبہ بن ابی وقاص زہری
حضرت عاصم بن خول یربوعی
حضرت عاصم بن عمرو
حضرت عدی بن حاتم طائی
حضرت عدی بن شہاب
حضرت عیاض بن سہیل بن سعید طائی
حضرت عیاض بن غنم الشعری
حضرت عون بن سالم
حضرت عون بن قارب
حضرت عوف بن ساعد
حضرت عکرمہ بن ابوجہل
حضرت عمار بن یاسر عبسی
حضرت عمارہ سدوسی
حضرت عمیر بن سعید بن عمیر انصاری
حضرت عرفہ بن ناصح نخعی

حضرت عروہ بن مہلہل بن یزید الجبل
حضرت عطیہ بن ثابت
حضرت عطاء بن جعد فسانی
حضرت عیداق بن ہاشم قرشی
حضرت عید بن باہر
حضرت عبدالرحمٰن بن مالک بن حرث اشتر نخعی
حضرت عتبہ بن العاص

(غ)

حضرت غالبہ بن سالم
حضرت غانم بن عبداللہ لیثی
حضرت غیاث بن جرید عامری
حضرت غیاض بن غنم بن طارق ہلالی

(ف)

حضرت فتحان بن زید طائی
حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب

(ق)

حضرت قارع بن مرملہ
حضرت قثامہ بن الکنانی
حضرت قیس بن عامر انصاری
حضرت قیس بن سعید خزرجی
حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی
حضرت قیس بن سعید
حضرت قعقاع بن عمرو تمیمی

marfat.com

(ک)

حضرت کعب بن مالک انصاری

حضرت کعب بن ضمرہ ضمری

(م)

حضرت ماجد بن رویم عبسی

حضرت مازن بن عامر

حضرت مالک بن حرث اشتر نخعی

حضرت مالک بن قناص مرادی

حضرت مالک بن نضر

حضرت مرقال ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص

حضرت مسروق بن نبہان بنسی

حضرت مسعود بن عون جُجی

حضرت میتب بن نجبیہ الغزاری

حضرت مشعر بن حسان

حضرت مصعب بن محارب یشکری

حضرت مصعب بن عدی تنوجی

حضرت مراہ بن مراہم ہندی

حضرت محکم بن عدی نبہانی

حضرت مخلد بن عوف کندی

حضرت مطرب بن عبداللہ تمیمی

حضرت معاذ بن جبل

حضرت معمر بن راشد

حضرت مغیث بن قیس

حضرت مغیرہ بن شعبہ

حضرت مفرح بن عاصم

حضرت مفرط بن جعدہ

حضرت مقداد بن عمر ربعی

حضرت مقداد بن اسود کندی

حضرت ملتمس بن عامر

حضرت معمر بن خویلد سکسکی

حضرت میسرہ بن مسروق عبسی

حضرت میسرہ بن قیس

(ن)

حضرت نبہا بن مرہ

حضرت نجم بن مفرح کتانی

حضرت نجم بن مفرح فہری

حضرت نعمان بن ازدی

حضرت نعمان بن مقرن

حضرت نعیم بن عدی

حضرت نوفل بن دارم

(و)

حضرت واثلہ بن اسقع

حضرت واجد بن ابی العون

حضرت وقاص بن عوف عدوی

حضرت وہبان بن سفیان

(ھ)

حضرت ہاشم بن سعید طائی

حضرت ہشام بن العاص

حضرت ہلال بن مرہ

حضرت ہلال بن زید طائی

حضرت ہاشم بن عتبہ

marfat.com

ملک شام میں شجاعت دکھا کر رومیوں سے جنگ کرنے والیں خواتین اسلام

1 حضرت خولہ بنت ازور
2 حضرت عفیرہ بنت عفار حمیریہ
3 حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق
4 حضرت ہند بن عتبہ (زوجہ ابوسفیان)
5 حضرت ام حکیم بنت حرث
6 حضرت ام تمیم (زوجہ خالد بن ولید)
7 حضرت ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ
8 حضرت فردعہ بنت عملوق
9 حضرت لینا بنت سواء
10 حضرت سلمہ بنت نعمان بن مقر
11 حضرت سلمہ بنت زارع بن عروہ
12 حضرت لبنیٰ بنت سالم
13 حضرت ام ابان زوجہ ابوابان بن سعید بن عاص
14 حضرت سلمہ بنت لوی بن عاصم
15 حضرت ام ابان زوجہ عکرمہ بن ابی جہل
16 حضرت غزنہ بنت عامر
17 حضرت رملہ بنت طلحہ زبیدی
18 حضرت لبنیٰ بنت جریر حمیریہ
19 حضرت سعید بنت عاصم خولانی
20 حضرت خولہ بنت ثعلبہ انصاریہ
21 حضرت کعوب بنت مالک بن عاصم
22 حضرت نعم بنت قناص
23 حضرت ذریعہ بنت حرث
24 حضرت ام حکیم بنت اعوث
25 حضرت سلمیٰ بنت عاصم
26 حضرت مزرعہ بنت عملوق حمیریہ

marfat.com

''ملک شام میں شہید ہونے والے اہم مجاہدین''

فلسطین

حضرت سعید بن خالد بن سعید

حضرت سراقہ بن عدی

حضرت نوفل بن عامر

حضرت سعید بن قیس

حضرت عبداللہ بن خویلد مازنی

حضرت سالم مولیٰ عامر بن بدر یربوعی

حضرت جابر بن راشد حضرمی

حضرت اوس بن سلمہ ہوازنی

اجنادین

حضرت سلمہ بن ہشام مخزومی

حضرت عبداللہ بن عمرو الدوسی

حضرت ہشام بن العاص السہمی

حضرت ہبان بن سفیان

حضرت ذر بن عوف تمیری

حضرت راعت بن رہین خزرجی

حضرت قادم بن مقدام زہری

حضرت ذوالیسار بن خزرجہ تمیمی

حضرت حزام بن سالم عنوی

حضرت سعید بن عاص ابی لیلیٰ کلابی

حضرت امیہ بن حبیب بن یسار

حضرت احد بن عبداللہ بن عبدالدار

حضرت مالک بن نعمان طائی

حضرت سالم بن طلحہ غفاری

دمشق

حضرت ابان بن سعید بن عاص

حضرت خالد بن سعید (برادر عمرو بن العاص)

حمص

حضرت عکرمہ بن ابی جہل

یرموک

حضرت عبداللہ بن اخزم

حضرت سوید بن بہرام

حضرت عامر بن طفیل الدوسی

حضرت جندب بن عامر بن طفیل الدوسی

حضرت یونس (نجیب) راہبر

حلب (نہر)

حضرت سعید بن مفلج

حضرت عباد بن عاصم تجیبی

حضرت زمر بن عامر بیاضی

حضرت خازم بن شہاب

marfat.com

حضرت قاعلہ بن محض طفری
حضرت قیس بن طالب ضمری

حلب (قلعہ کے باہر)

حضرت حسان بن حنظلہ رابعی
حضرت عطاء بن سامر ملابی
حضرت سراقہ بن مسلم بن عوق عدوی
حضرت زید بن سیف عدوی
حضرت سواد بن مالک عدوی
حضرت عامر بن اسلع رابعی
حضرت مروان بن عبید رابعی
حضرت مالک بن جزعلی رابعی
حضرت سلیمان بن رخاع عامری
حضرت عاصم بن فادح عدوی
حضرت مرہ بن سفیان عدوی

حلب (جنگل)

حضرت منادس بن ضحاک طائی
حضرت یاسر بن عوف طائی
حضرت فضل بن ثابت طائی
حضرت معیطہ بن عامر طائی

حلب (قلعہ کے اندر)

حضرت ابوحامد بن سراقہ تمیری
حضرت اوس بن عامر جری
حضرت فارغ بن مسبب تمیمی
حضرت مزارہ بن شداد غنوی
حضرت ربیع بن حابر عبدری

حضرت بلال بن یعرب خثعمی
حضرت امیہ بن قادح داری
حضرت اسود بن ملاعب بن مقدام حضرمی

”بصرای“

حضرت بدر بن حرملہ بجیلی
حضرت علی بن رفاعہ ہمدانی
حضرت مازن بن عوف ہمدانی
حضرت سہل بن ناشطہ بجیلی
حضرت حابر صرارہ ہمدانی
حضرت ربیع بن حامد ہمدانی
حضرت عباد بن بشیر بجیلی

مرج القبائل (پہاڑی علاقہ)

حضرت حرث بن یربوع
حضرت سہم بن جابر
حضرت عبداللہ بن صاعد
حضرت جریر بن صالح
حضرت عید بن باہر
حضرت نعمان بن بجیر
حضرت زید بن ارقم
حضرت ضرارہ بن حاتم
حضرت رواحہ بن سہل

marfat.com

ملک شام میں قتل ہونے والے اہم رومی سردار

نمبر	مقتول کا نام	مقتول کا مختصر تعارف	کس نے قتل کیا	بمقام
1	بطریق باطلیق	دو ہزار سواروں کا سردار	حضرت ربیعہ بن عامر	تبوک
2	بطریق جرجیس	ایضاً۔ اور بطریق باطلیق کا بھائی	حضرت ربیعہ بن عامر	تبوک
3	بطریق لوقا بن سمعان	ایضاً۔ اور شرطہ نام کے مقام کا حاکم	عام مجاہدوں کی یلغار	تبوک
4	بطریق صلیا	ایضاً۔ اور عسقلان وغزۃ کا حاکم۔	عام مجاہدوں کی یلغار	تبوک
5	بطریق روبیس	ایک لاکھ کے رومی لشکر کا سردار	عام مجاہدوں کی یلغار	فلسطین
6	بطریق سردار ریحان	ہرقل نے بصریٰ کی کمک کرنے بھیجا' بصرہ کا حاکم بنا	حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر	بصریٰ
7	بطریق عزرائیل	حاکم دمشق	حضرت خالد بن ولید	دمشق
8	رومی سردار کلوص	ہرقل نے پانچ ہزار سوار دیکر دمشق کی کمک کو بھیجا	حضرت خالد بن ولید	دمشق
9	حمران بن وردان	رومی سردار وردان کا بیٹا	حضرت ضرار بن ازور	بیت لہیا
10	بطریق بولص بن بلقا	کوچ کر کے دمشق سے جاتے ہوئے اسلامی لشکر پہ حملہ کرنے کی سرداری لی	بحکم حضرت خالد' حضرت مسیتب بن نجبۃ الفزازی	مرج راہط
11	بطریق بطرس بن بلقا	بطریق بولص کا بھائی' دس ہزار پیدل کا سردار	حضرت ضرار بن ازور	نہر استریاق
12	بطریق طبریہ	حاکم' طبریہ کا تھا	حضرت ضرار بن ازور	اجنادین
13	بطریق طبریہ	عمان کا حاکم	حضرت ضرار بن ازور	اجنادین
14	مارس بن مناف	عمان کے اطراف کے علاقہ کا حاکم	مجاہدوں کی عام یلغار	اجنادین
15	مرقس بن لبنا	سمین کا حاکم	مجاہدوں کی عام یلغار	اجنادین
16	دمد بن قالا	جولان' کہف اور رقیم کا حاکم	مجاہدوں کی عام یلغار	اجنادین
17	لاون بن جتنہ	جبل السواد اور عاملہ کا حاکم	مجاہدوں کی عام یلغار	اجنادین
18	بطریق مرزعون بن رویلس	غزہ اور عسقلان کا حاکم	مجاہدوں کی عام یلغار	اجنادین
19	نجا بن عبدالمسیح	حلحول اور اس سے متعلق بلاد کا حاکم	مجاہدوں کی عام یلغار	اجنادین
20	جرقیاس بن جردن	یافا اور رملہ کا حاکم	مجاہدوں کی عام یلغار	اجنادین

marfat.com

21	بطریق مریدنس	ارض بلقا کا حاکم	مجاہدوں کی عام یلغار	اجنادین
22	بطریق کورک	نابلس کا حاکم	مجاہدوں کی عام یلغار	اجنادین
23	بطریق سردار وردان	حمص کا حاکم اور نوے ہزار رومی لشکر کا سردار	حضرت ضرار بن ازور	اجنادین
24	بطریق جرجی بن قالا	باب جابیہ سے رات میں ابوعبیدہ کے گروہ پر حملہ کیا	حضرت ابوعبیدہ بن جراح	دمشق
25	حاکم دمشق توما	ہرقل بادشاہ کا داماد	حضرت خالد/عبدالرحمٰن بن ابوبکر	مرج الدیباج
26	بطریق ہربیس	حاکم دمشق توما کا وزیر	حضرت خالد بن ولید	مرج الدیباج
27	بطریق لوقا	قنسرین کا حاکم	حضرت خالد بن ولید	قنسرین
28	بطریق مریس	حمص کا حاکم	حضرت سعید بن زید	حمص
29	بطریق دریحان	ایک لاکھ رومی فوج کا سردار	حضرت ضرار بن ازور	یرموک
30	بطریق مربوس	لان کے مقام کا بادشاہ اور رومی سردار	حضرت ضرار بن ازور	یرموک
31	حاکم روسیہ بطریق	لان کے مقتول بادشاہ مربوس کا داماد	حضرت خالد بن ولید	یرموک
32	بطریق نسطور	مرعش کا بادشاہ اور ہرقل کا داماد	حضرت خالد بن ولید	یرموک
33	بطریق سردار جرجیر	ایک لاکھ رومی سپاہیوں کا سردار	حضرت ابوعبیدہ بن جراح	یرموک
34	بطریق سرجس	سردار جرجیر کا رشتہ دار اور رومی لشکر کا اہم رکن	حضرت ضرار بن ازور	یرموک
35	بطریق سردار بالم نارمنی	رومی لشکر کا سپہ سالار اعظم	حضرت نعمان بن ازدی یا حضرت عاصم بن خول یربوعی	یرموک دمشق
36	حازم بن عبدیغوث غسانی	جبلہ کا بھتیجا اور نصرانی عربوں کے لشکر کا سردار	حضرت دامس ابوالہلول	انطاکیہ
37	عنان بن جرہم غسانی	باب جبلہ شہر کا حاکم اور جبلہ بن ایہم کا چچازاد بھائی	حضرت معاذ بن جبل	لاذقیہ
38	بطریق دادریس	قلعہ اعزاز کا حاکم اور حضرت یوقنا کا چچازاد بھائی	اس کے بیٹے حضرت لوقا بن دادریس	اعزاز
39	بالیس بن ریبوس	ہرقل کا ہمشکل خادم خاص جو ہرقل کی جگہ ٹھہرا تھا	بحکم حضرت ابوعبیدہ گردن ماری گئی	انطاکیہ
40	بطریق فلیس بن جریج	ہرقل بادشاہ کا مصاحب اور مقرب	حضرت عبداللہ بن حذافہ	مرج القبائل
41	بطریق قیدمونا	ہرقل کا معتمد اور قسطنطین کا خاص محافظ اور قسطنطین کے دائیں ہاتھ کی حیثیت رکھتا تھا۔	طلیحہ بن خویلد اسدی؛ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا مگر بعد میں توبہ کرلی اور اسلام کی عظیم خدمات انجام دیں	نخل
42	بطریق جرفاس	تین ہزار کا لشکر لیکر طرابلس کے قلعہ کی حفاظت کرنے قیساریہ سے گیا تھا	حضرت یوقنا عبداللہ	طرابلس
43	بطریق ارمویل بن قسطہ	قلعہ صور کا حاکم	حضرت یوقنا عبداللہ	قلعۂ صور

marfat.com

وہ رومی حاکم اور بطارقہ جو ایمان لائے اور اسلام کی نمایاں خدمات انجام دیں

1- حاکم بصرہ حضرت روماس

2- حاکم حلب حضرت یوقنا عبداللہ

3- حاکم حلب یوقنا کے چھوٹے بھائی جن کو حاکم یوقنا نے شہید کیا وہ حضرت یوحنا۔

4- حاکم اعزاز کے بڑے بیٹے لوقا بن دادریس جنہوں نے اپنے باپ حاکم دادریس کو قتل کیا۔

5- حاکم اعزاز کے چھوٹے بیٹے لاون بن دادریس جنہوں نے حضرت یوقنا کو آزاد کر دیا۔

6- رومۃ الکبریٰ کے حاکم حضرت فلیطانوس جنہوں نے انطاکیہ کی جنگ میں نمایاں کام کیا۔

7- دمشق کا رومی پیشوا راہبر یونس (نجیب) جو حضرت خالد کو حاکم دمشق توما کے تعاقب میں مرج الدیباج تک لے گیا۔

8- حاکم صور کے چچا زاد بھائی باسیل بن منجائیل جنہوں نے حضور اقدس کا دیدار بحیرہ راہب کے صومعہ میں کیا تھا' حضرت یوقنا کو قید سے آزاد کر دیا۔

9- صوبہ فلسطین کے سردار حضرت کعب احبار امیر المؤمنین کی خدمت میں بیت المقدس آئے' ایمان قبول کیا پھر امیر المؤمنین کے ہمراہ مدینہ منورہ آئے۔

وہ رومی جنہوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا مگر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے امان حاصل کرنے کی شرط پر اسلامی لشکر کی مدد کی

1- داؤد نصرانی' سردار وردان کا ایلچی

حضرت خالد کو شہید کرنے کے وردان کے مکر و فریب سے حضرت خالد کو آگاہ کر دیا۔ بمقام اجنادین

2- یوسا بن قرس بطریق دمشق

قلعۂ دمشق کی دیوار سے اپنے ملحق مکان سے حضرت خالد کے لشکر کو قلعہ میں داخل کر دیا۔

3- حمص کا باشندہ ابوالجعید رومی

رومی لشکر سے انتقام سے لیتے ہوئے مکر و فریب کر کے جنگ یرموک میں ہزاروں رومی سپاہیوں کو یاقوصہ ندی میں غرق کر دیا۔

marfat.com

اہم مقامات کے پرانے نام اور ان کے موجودہ جدید انگریزی نام

نمبر	مقام کا نام	جدید انگریزی نام
1	ملک شام	Syria
2	دمشق	Damascus
3	بصریٰ	Bassorah
4	انطاکیہ	Antioch
5	بیت المقدس	Jerusalem
6	ترک	Turki
7	حلب	Allepo
8	حبشہ	Ethiopia/Abyssinia
9	اسکندریہ	Alexandria
10	مصر	Egypt
11	حمص	Homs
12	اردن	Jordan
13	ارمن	Armenia
14	فلسطین	Palastine
15	فارس	Persia/Iran
16	اصفہان	Ispahan
17	قسطنطنیہ	Istambol
18	قیساریہ	Strato,s Tower
19	قاہرہ	Cario
20	حجاز	Saudi Arabia
21	نہاوند	Acity in Iraque
22	نجد	Riyadh (Saudi Arabia)

marfat.com

''ان مقامات کے نام جن کا ذکر اس کتاب میں ہے''

(ا)

اُحُد
اَبْوَاء
اَوْطَاس
اِیْلَہ
اَرِکَہ
اَجْنَادِین
اَرْضِ سَمَاوَہ
اَرْضِ بَلْقَا
اَفْرَنْج
اَبْرَس
اُرْدَن
اِعْزَاز
اَرْتَاح
اِنْطَاکِیَہ
اَذْرُعَمَہ
اَرْضِ عَوَاصِم
اَرْمَن
اَقْصَر
اِسْکَنْدَرِیَہ

(ب)

بَدْر
بَوَاطَہ
بَطْنِ نَخْلَہ
بِیْرِ مَعُوْنَہ
بَیْتِ لَھِیَّا
بِلَادِ عَوَاصِم
بَعْلَبَک
بَیْتُ المقدس
بَحْرِ اَسْوَد
بُقَّہٗ جُنْدَرَاس
بَرَاعَہ
بَنْج
بَیْرُوْت
بَصْرٰی
بُقَاع
پُلِ اُمِّ حَکِیْم
بطاۃ
بَلْدَہ

(ت)

تَبُوْک

marfat.com

تَكْمَر

تَلُ بَنِي سُهَف

تِيْرَه

ترك

تَابِلس

(ث)

ثَنِيَّةُ العقاب

(ج)

جَمُوم

جَرُف

جَبْلَه

جَبَلِ بَارِق

جَرَامِقَه

جُوسِيَه

جَزِيْرَهٔ قُبْرِس

جَبَلِ اَبِي قُبَيْس

جَابِيَه

جَامِعَه

جَوْلَان

جَزِيْرَةُ الرِيْطَش

جَبَلُ السَّوَاد

جَدَّه

جُعْرَانَه

(ح)

حُنَيْن

حُلَيْنِيَه

حَوْرَان

حُمُص

حِصْنِ اَبِي الْقُدْس

حَبِّ مُجَلِّج

حُمَّات

حَلَب

حَارِم

حَلْحُول

حَضْرَمُوت

حِجَاز

(خ)

خَيْبَر

خَبْط

خوزَان

(د)

دُوْمَةُ الْجُنْدَل

دَيْرُ الْبَقِيْع

دَرَاس

دَسْتَق

دَيْرِ سَمْعَان

دَحَازِم

دِمِشْق

دَيْرِ خَالِد

marfat.com

(ذ)

ذَاتُ الرِّقَاع
ذِیْ قَرَد
ذَاتُ السَّلَاسِل
ذَاتُ الْمَنَار
ذُوالْحُلَیْفَه

(ر)

رُوْمَةُ الْکُبْرٰی
رُوْسِیَه
رَاوَنْدَان
رُوْمِیَه
رَمْلَه
رَنِیَه
رَقِیْم
رُوْمَان

(ز)

زَرَاعَه

(س)

سُوَیْق
سَیْفُ الْبَحْر
سَمِیْن
سُوٰی
سِکَنْدَر
سَخْنَه
سَلْمِیْنَه
سُوْرِیَه
سُوَید
سَقَالِیَه
سَبَا
سَکْبَا بَرْس
سَطِیْح

(ش)

شَحُوْرا
شِیْرَز
شَرَطَه
شَق

(ص)

صُوْر
صَیْقَالِیَه
صَیْعَب
صَنْعَاء

(ط)

طَائِف
طَرْف
طَرْطُوْس
طَرَابلس

(ع)

عُیَیْنَه

marfat.com

عَبْص
عَامِلَه
عِرَاق
عَيْنُ التَّمر
عَرَفَة
عَمُورِيَه
عَم
عَكَّه
عَسْقَلَان
عَمَّاه

(غ)

غَطَفَان
غَزَّه
غَزْوَه
غَوْطَه
غَمُوص

(ف)

فِدَك
فَرْضَه
فَارَس
فَلَسْطِين
فَاغِنَه

(ق)

قَيْنقَاع
قَرْقَرَةُ الْكُبْرٰى
قَرَاقِر
قُوْرَص
قلعه نجم
قَامِيَه
قسطنطنيه
قِيْسَارِيَه
قَنَسْرِيْن
قَادُسِيَه

(ک)

کَدِیْد
کَفَرُ الْعَزِیْزَه
کَفَرْطَات
کَهْف
کَیْسَه
کُوْهِ سَلْمٰی
کُوْهِ اِجَاه

(ل)

لَاذِقِیَه
لَان
لِبْرِیَه
لَبْوَه

(م)

مَکَّه مُعَظَّمَه
مَدِیْنَه مُنَوَّرَه
مَیْفَه

marfat.com

مَارِب

مَرْجِ رَاهِط

مُوْتَه

مَرْجُ الصَّفِير

مُعَرَّات

مَرْجُ السَّلْسَلَه

مِيْر مَيْن

مَرْجُ الدِّيْبَاج

مِصر

مَرْجِ وَابِق

مَرْعَش

مَرْجُ الْقَبَائِل

مَعِيعَه

مَاهِيَه

مَارِحَه

مَعَان

(ن)

نَجْرَان

نَجِد

نَهْرِ اِسْتِرْيَاق

نَهْرِ مَقْلُوْب

نَخْل

نَهْرِ سَاخُوْر

نَهْرِ مَعْلُوْن

نِهَاوَنْد

نَاعَم

(و)

وَادِیٔ خَرَار

وَادِی الْحَيَاة

وَزِيْرِ خَالِد

وَادِی الْقُرٰی

(ھ،ی)

يَمَن

يَافَا

يَاقُوْصَه

يَرْمُوْك

marfat.com

"مآخذ ومراجع"

نمبر	اسمائے کتب	مصنف، مفسر، مرتب، مؤلف، مترجم
1	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	امام احمد رضا محدث بریلوی
2	تفسیر خزائن العرفان	صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی
3	مدارج النبوۃ	شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی
4	حدائق بخشش	امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی
5	معازی الصادقہ	امام اجل علامہ محمد بن عمرو الواقدی
6	مواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ	امام علامہ احمد بن محمد المصری القسطلانی
7	The Oxford world atlas book	25Th Edition
8	فتوح الشام	علامہ محمد بن عمرو الواقدی
9	انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول	امام احمد رضا محدث بریلوی
10	فیروز اللغات	الحاج مولوی فیروز الدین
11	The New Royal Persion Eng. Dictionary.	Dr, S. C. Paul (3rd Edition)
12	تقویت الایمان	مولوی اسماعیل دہلوی (وہابی)
13	فتاوی رشیدیہ	مولوی رشید احمد گنگوہی (وہابی)
14	بدر الانوار فی آداب الآثار	امام احمد رضا محدث بریلوی
15	بہشتی زیور	مولوی اشرف علی تھانوی (وہابی)
16	برکات الامداد لاہل الاستمداد	امام احمد رضا محدث بریلوی
17	قرآن مجید کا ترجمہ	مولوی اشرف علی تھانوی (وہابی)
18	مختصر سیرت نبویہ	مولوی عبد الشکور کاکوروی
19	قرآن مجید کا ترجمہ	مولوی محمود الحسن دیوبندی (وہابی)
20	حسن العزیز	خواجہ عزیز الحسن خلیفہ تھانوی (وہابی)
21	کمالات اشرفیہ	مولوی محمد عیسیٰ الٰہ آبادی (وہابی)
22	منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین	امام احمد رضا محدث بریلوی

marfat.com

تقدیم

از: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَکَ الْحَمْدُ یَا اَللّٰہُ! وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

عرصہ سے ایک ایسی کتاب کی سخت ضرورت محسوس کی جارہی تھی جو آسان اُردو زبان میں اسلامی تاریخ پر مشتمل ہو اور بالخصوص اس میں عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان نثاری و سرفروشی کی مفصل داستانیں ہوں۔ بحمدہ تعالیٰ الحاج مولانا عبدالستار صاحب ہمدانی برکاتی رضوی نوری متوطن پور بندر (گجرات) نے زیرِنظر کتاب لکھ کر وہ ضرورت پوری کر دی۔

ہم نے کئی جگہوں سے اس کا تھوڑا تھوڑا حصہ مطالعہ کیا جتنا پڑھا اسے بہت خوب پایا۔ مولانا موصوف نے شروع میں حل لغات بھی لکھ دیا ہے جس سے کتاب کے سمجھنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔ اور کئی صفحات پر پھیلی ہوئی مفصل فہرست مضامین کے ساتھ دوسری بھی کئی طرح کی فہرستیں تحریر کی ہیں۔ جن سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اول ملک شام میں اہم کردار ادا کرنے والے مجاہدین۔ دوم، ملک شام میں شجاعت دکھا کر رومیوں سے جنگ کرنے والی اسلامی خواتین۔ سوم، ملک شام، فلسطین، اجنادین، دمشق، حمص، یرموک اور حلب وغیرہ میں شہید ہونے والے اہم مجاہدین۔ چہارم، ملک شام میں قتل ہونے والے اہم رومی سردار۔ پنجم، وہ رومی حاکم اور بطارقہ جو ایمان لائے اور اسلام کی نمایاں خدمات انجام دیں۔ ششم، وہ رومی سردار جنھوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا مگر اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے امان کی شرط پر اسلامی لشکر کی مدد کی۔ ہفتم، ان مقامات کے نام جن کا ذکر اس کتاب میں ہے اور ساتھ ہی اہم مقامات کے پرانے اور موجودہ انگریزی نام بھی تحریر کر دیئے ہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے ایسے لوگوں کو پہلے مکہ آنا چاہئے کہ وہاں تلوار پیغمبر اسلام کے ہاتھ میں نہیں تھی بلکہ کفار مکہ کے ہاتھوں میں تھی۔ بیشک وہاں تلواریں بھی چلیں، نیزے بھی اٹھے، تیر بھی برسے اور طاقتیں بھی استعمال ہوئیں مگر اسلام پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ اسے مٹانے کے لئے۔

لیکن اس کے باوجود دنیا نے پہلی بار عشق ومحبت کا یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھا کہ اسلام قبول کرنے والے تلوار اور نیزوں سے گھائل ہوتے رہے، پتھروں کی چوٹ پر چوٹ کھاتے رہے، گرم گرم چٹانوں پر چلتے رہے، انگاروں پر لوٹتے رہے اور جسم

marfat.com

کی چر یاں پگھلتی رہیں مگر ان کے دل سے اسلام کی محبت کا نشہ اترنے کی بجائے چڑھتا ہی رہا۔

خلاصہ یہ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار چلا کر نہیں بلکہ قرآن سنا کر اسلام پھیلایا ہے۔ مولانا ہمدانی صاحب نے اس کتاب میں مستند واقعات اور ٹھوس دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اپنی حقانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق سے پھیلا ہے۔ غرضیکہ مولانا موصوف نے یہ ضخیم تاریخی کتاب بڑی محنت اور نہایت عرق ریزی کے ساتھ لکھی ہے۔ جو قارئین کو بڑی معلومات فراہم کرتی ہے اور کتاب میں عبارت کی روانی و جملوں کی بے ساختگی بھی خوب ہے کہ ان سے یہ اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ مولانا کی مادری زبان گجراتی ہے۔

اللہ رب العزت جل مجدہ نے مولانا ہمدانی صاحب کو بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے کہ وہ اپنی غیر معمولی مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کے لئے بھی کافی وقت نکال لیتے ہیں اس لئے اب تک سو سے زائد کتابیں وہ لکھ چکے ہیں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ آج تقریر سے زیادہ تحریری کام کی ضرورت ہے۔ لیکن جماعت میں اکثر باصلاحیت حضرات آرام طلبی وتن آسانی کے خوگر ہیں۔ تو تحریری کام اس رفتار سے نہیں ہو رہا ہے جس کی ضرورت ہے۔ اس لئے مولانا ہمدانی صاحب اس ضرورت کو پوری کرنے کے لئے مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اسلام وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و اشاعت کیلئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا عزم مصمم کر لیا ہے۔ عرب شیوخ میں مفت تقسیم کرنے کے لئے عقائد اہلسنت کی تائید کرنے والی مواہب لدنیہ اور شفاء وغیرہ جیسی اہم عربی کتابیں اپنے خرچ سے بڑے اہتمام کے ساتھ عمدہ کاغذ پر چھپوا چکے ہیں اور اسی مقصد سے آئندہ بھی اسی طرح کی دوسری کتابیں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مولانا ہمدانی صاحب پر سلسلہ برکاتیہ کے بانی حضرت سید شاہ برکت اللہ و دیگر بزرگان مارہرہ مطہرہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی و حضرت مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان علیہم الرحمۃ والرضوان کا خصوصی فیضان ہے جو اس طرح کی دینی خدمات وہ انجام دے رہے ہیں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل مولانا عبدالستار صاحب ہمدانی کو صحت و سلامتی کے ساتھ بہت دنوں کی زندگی عطا فرمائے، ہمیشہ تصنیف و تالیف اور اشاعت کتب کے سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق رفیق بخشے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم و بزرگان دین کے صدقہ وطفیل میں آپ کی ساری مذہبی خدمات کو قبول فرما کر اجر جزیل و جزائے جلیل سے سرفراز فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

جلال الدین احمد امجدی

مہتمم مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج، ضلع بستی (یوپی)

۴ ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ

۲۷ جون ۲۰۰۱ء

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب
(از: اعلیٰ حضرت)

ابو البشر، خلیفۃ اللہ فی الارض، مسجود ملائکہ، حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر حضرت روح اللہ سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد تک اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مقدس انبیاء و رسل خلق خدا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے دنیا میں تشریف لائے اور اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا۔ ہر نبی اور رسول کے زمانے میں اہل باطل نے راہ میں کانٹے بچھائے اور حق کو نیست و نابود کرنے کی سعی ناکام کی لیکن ہمیشہ انبیاء و رسل ہی فاتح اور غالب رہے۔ اہل باطل نے نورِ حق کی روشنی کو بجھانے کے لئے طاقت، ثروت دولت اور حکومت کا بھرپور استعمال کیا۔ جنگ اور قتال کے کئی معرکے رونما ہوئے جس کا تفصیلی بیان قرآن مجید، کتب احادیث اور کتب سیر و تواریخ میں موجود ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد سید المرسلین، افضل الانبیاء محبوب رب العالمین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، حضور اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ خیر تک کے طویل عرصے میں کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں ہوئے۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل تعلیمات و روایات کو رفتہ رفتہ فراموش کرتے گئے یا اس میں اپنی خواہش سے ردوبدل کر دیا اور شرک، کفر، افعال رذیلہ و شنیعہ عام اور رائج ہو گئے۔ اس طرح سے گمراہیت و ضلالت کی ہولناک تاریکی نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ شراب، زنا، قتل، چوری، ڈکیتی، جواء، بدعہدی، دغا، فریب اور بداخلاقی کا بازار گرم تھا۔ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے ہوئے بھی جھجکتے نہیں تھے۔ آدمی انسان نہ رہتے ہوئے وحشی جانور بن گیا تھا۔ عرب، ایران، چین، ہندوستان بلکہ دنیا کا ہر خطہ کفر و ضلالت کی آتش کی لپٹ میں تھا۔ رشد و ہدایت نام کو بھی نہ تھی ایسے سنگین ماحول میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہبری کے لئے اپنے محبوب اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" (پارہ ۶، رکوع ۶، سورۃ المائدۃ، آیت ۱۵)

ترجمہ: "بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب"۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں نور سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات مراد ہے اور روشن کتاب سے مراد قرآن

marfat.com

مجید ہے۔ تفسیر میں ہے کہ ”سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے کفر کی تاریکی دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی“۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۹۸)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف جب چالیس کی ہوئی اور آپ نے اپنی نبوت کا اعلان فرما کر پرچم توحید بلند فرمایا اور بت پرستی سے روکا اور اپنی قوم کو صرف ایک خدا کی پرستش کی ہدایت فرماتے ہوئے کلمہ توحید ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی دعوت دی تو آپ کی قوم آپ کی جانی دشمن بن گئی۔ طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں لیکن آپ نے صبر وتحمل سے کام لیتے ہوئے فریضہ نبوت کو بخوبی انجام دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کا پیغام حق دلوں پر اثر پذیر ہوا اور سعید لوگ اسلام قبول کر کے دولت ایمان سے سرفراز ہونے لگے۔ رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق کی بڑھتی ہوئی مقبولیت دیکھ کر مشرکین عرب بغض وحسد کی آگ میں جل اُٹھے اور انہوں نے حق کے مقابل تمام باطل حربے آزما لئے۔ لیکن ان کی کوئی بھی تدبیر کارآمد نہ ہوئی۔ خصوصاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ قرآن مجید ایسا دل نشیں ہوا کہ ملک عرب کے امراء واکابر اسلام کے زمرے میں شامل ہوگئے۔

اُس وقت ملک عرب کے باشندوں کی فصاحت وبلاغت کا یہ عالم تھا کہ نوعمر لڑکا بھی اعلیٰ قسم کے اشعار فی الفور کہنے کی مہارت رکھتا تھا۔ عربوں کو اپنی زبان دانی پر اتنا ناز تھا کہ جاہل ان پڑھ اور جنگل میں بسنے والے شتربان بہترین شاعر کی حیثیت رکھتے تھے اور اونٹوں کے چرواہے اپنے مقابل پوری دنیا کو عجمی یعنی گونگا اور جاہل سمجھتے تھے۔ جب جاہلوں کی زبان دانی کا یہ عالم تھا تو ملک عرب کے اُدباء وفصحاء کی زبان دانی کا کیا عالم ہوگا؟ لیکن بڑے بڑے بلغاء اور فصحاء کی فصاحت وبلاغت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آفتاب کے مقابل ذرہ کی بھی حیثیت نہ رکھتی تھی۔ بقول امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی:۔

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ صادقہ وعظیمہ ’قرآن مجید کی آیات ونیز آپ کی زبان حق ترجمان سے نکلی ہوئی ہر بات ایسی فصیح اور بلیغ ہوتی تھی کہ ملک عرب کے بڑے بڑے شعراء بھی محوِ حیرت سے دانتوں تلے انگلیاں دباتے تھے۔ کیونکہ آپ کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات وحی خدا ہوتی تھی۔ قرآن شریف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (پارہ ۲۷، رکوع ۵، سورہ النجم، آیت ۳و۴)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (کنزالایمان)

تفسیر روح البیان میں ہے کہ ”نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ“ کی ذات وصفات میں فنا کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچے کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا۔ تجلی ربانی کا یہ استیلائے تام ہوا کہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوتی ہے“۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۹۴۶) بقول امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی۔

marfat.com

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

اور

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

مشرکین عرب نے اعجاز کلام حق سے ٹکرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مبہوت و ساکت ہوگئے۔ ان کی بے مائیگی اور بے کسی کا یہ عالم تھا کہ وہ قرآن مجید کے مقابلے میں ایک چھوٹی سی آیت بھی نہ بنا سکے۔ مشرکین عرب کی بے بسی پر غیرت دلاتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پارہ ۱، رکوع ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۳)

ترجمہ: تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو۔ (کنزالایمان)

قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے مقابلے اپنے کلام کو بے وقعت اور بے نمک محسوس کر کے مشرکین عرب اتنے مایوس و مجبور ہوگئے کہ انہوں نے اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر وحشیانہ اطوار اپنائے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت و دشمنی میں اس حد تک پہنچے کہ طرح طرح کی ایذائیں پہنچا کر سختیاں کرنے کے باوجود بھی دل کی بھڑاس نہ نکلی تو ''دارالندوہ'' میں جمع ہو کر آپ کو شہید کرنے کا مشورہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کی سازش سے مطلع فرما دیا چنانچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق قلبی، اصدق الصادقین، سید المتقین، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کے وقت مکہ معظمہ سے نکل کر مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت فرما گئے۔

قرآن مجید میں ہجرت کا واقعہ مندرجہ ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط وَيَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ط وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۝ (الانفال ۳۰)

ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت کرنے کے بعد تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے اور جب کفار مکہ و مشرکین عرب کی عداوت اور تکالیف حد سے متجاوز ہوگئیں تب آپ نے بحکم رب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی لیکن مدینہ منورہ میں آپ کو عرب کے کفار، مشرکین اور یہود نے ایذائیں اور تکلیفیں پہنچانے کی حسب استطاعت کوششیں کیں۔ مدینہ منورہ کی سرزمین کو اپنے مقدس قدموں سے مشرف فرمانے کے وقت تک یعنی آپ کی ہجرت کے وقت تک مدینہ منورہ میں یہودی کافی تعداد میں آباد تھے۔ تجارتی، ثروتی، سماجی و دیگر اہم امور میں یہودیوں کا کافی اثر اور تسلط تھا

marfat.com

اور مالی اعتبار سے بھی وہ اہل ثروت میں شمار ہوتے تھے۔ مکہ معظمہ کے کفار اور مشرکین کے مدینہ منورہ کے کفار اور یہود کے ساتھ تجارتی اور سماجی مراسم تھے اور ان کے تعلقات اتنے گہرے تھے کہ ایک دوسرے کے سکھ دکھ کے ساتھی ہوا کرتے تھے۔

مکہ معظمہ کے کفار نے اپنے قاصدوں کے ذریعے اپنے ہم خیال وہم پیالہ لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اُکسانے اور اُبھارنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ لیکن مدینہ منورہ میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید و رسالت عام ہو چکی تھی۔ شمع عشق نبوت کے جاں نثار پروانوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور فدائی یکے بعد دیگرے مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آتے ہی جاتے تھے اور مدینہ منورہ مرکز اسلام کی حیثیت سے قوی اور مستحکم ہوتا جا رہا تھا۔ ملک عرب کے رؤسا اور قوم یہود کے علماء میں اہمیت رکھنے والے ذی اثر اور شجاع لوگ اسلام میں داخل ہو کر اسلام کی طاقت بڑھا رہے تھے اور اسلام عروج اور ترقی پر آ رہا تھا۔

مکہ کے مشرکین خصوصاً ابوجہل، ابولہب، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر، ابوسفیان (جو اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے) وغیرہ نے مدینہ کے مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم وستم ڈھائے، دست درازیاں کیں، بغض وحسد میں تشدد کی حدیں بھی تجاوز کر گئے لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر وتحمل سے کام لیا اور اپنے جاں نثار صحابہ کو بھی ہمیشہ صبر کی تعلیم وتلقین فرمائی۔ مسلمانوں کے صبر وتحمل کو کفار و یہود نے کمزوری میں شمار کیا اور ان کے حوصلے بہت زیادہ بڑھ گئے، نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان روزمرہ کفار ومشرکین کے ہاتھ اور زبان سے ایذاء وآزار پاتے۔ لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت نے صحابہ کرام میں اخلاق حسنہ کے وہ محاسن پیدا کر دیئے تھے کہ کسی نے بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

جب مسلمانوں پر ظلم وستم کی بہتات ہونے لگی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم نازل فرمایا کہ:

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا (پارہ ۱۷، رکوع ۱۳، سورہ الحج، آیت ۳۹)

ترجمہ: پروانگی (اجازت) عطا ہوئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا۔ (کنزالایمان)

تفسیر میں اس آیت کی شانِ نزول میں وارد ہے کہ "کفار مکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزمرہ ہاتھ اور زبان سے شدید ایذائیں دیتے اور آزار پہنچاتے رہتے تھے اور صحابہ حضور کے پاس اس حال میں پہنچتے تھے کہ کسی کا سر پھٹا ہے، کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے، کسی کا پاؤں بندھا ہوا ہے۔ روزمرہ اس قسم کی شکایتیں بارگاہِ اقدس میں پہنچتی تھیں اور اصحاب کرام کفار کے مظالم کی حضور کے دربار میں فریادیں کرتے۔ حضور یہ فرما دیا کرتے کہ صبر کرو، مجھے ابھی جہاد کا حکم نہیں دیا گیا۔ جب حضور نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ وہ پہلی آیت ہے جس میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے"۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۶۰۵)

قرآن میں آیات جہاد وقتال

سورہ الحج کی مذکورہ آیت میں جہاد کی اجازت عطا فرمانے کے بعد قرآن شریف میں جہاد اور قتال کے تعلق سے متعدد آیات نازل ہوئیں۔ چند آیات ذیل میں درج ہیں:

marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

☆ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (پارہ ۲، رکوع ۸، سورہ البقرہ، آیت ۱۹۰)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔ (کنزالایمان)

تفسیر: یعنی جو کفار تم سے لڑیں یا جنگ کی ابتداء کریں تم ان سے دین کی حمایت اور اعزاز کے لئے لڑو۔ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ کیا گیا اور کفار سے قتال کرنا واجب ہوا۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۵۵)

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

☆ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (پارہ ۱۰، رکوع ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۲۹)

ترجمہ: لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر۔ (کنزالایمان)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

☆ وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (پارہ ۵، رکوع ۷، سورہ النساء، آیت ۷۵)

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں۔ (کنزالایمان)

تفسیر: یعنی جہاد فرض ہے اس کے ترک کا تمہارے پاس کوئی عذر نہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۶۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ:

☆ وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ (پارہ ۹، رکوع ۱۹، سورہ الانفال، آیت ۳۹)

ترجمہ: اور اگر ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے۔ (کنزالایمان)

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے

☆ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ

(پارہ ۲۸، رکوع ۲۰، سورہ التحریم، آیت ۹)، (پارہ ۱۰، رکوع ۱۶، سورہ التوبہ، آیت ۷۳)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔ (کنزالایمان)

ارشاد رب تبارک وتعالیٰ ہے کہ:

☆ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ وَخُذُوْھُمْ وَاحْصُرُوْھُمْ وَاقْعُدُوْا لَھُمْ کُلَّ مَرْصَدٍ

(پارہ ۱۰، رکوع ۷، سورہ التوبہ، آیت ۵)

ترجمہ: تو مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ اور انہیں پکڑو اور قید کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔ (کنزالایمان)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

☆ قَاتِلُوْھُمْ یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ بِاَیْدِیْکُمْ وَیُخْزِھِمْ وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْھِمْ (پارہ ۱۰، رکوع ۸، سورہ التوبہ، آیت ۱۴)

ترجمہ: تو ان سے لڑو، اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا۔

(کنزالایمان)

marfat.com

مذکورہ آیات کے علاوہ قرآن مجید میں جہاد وقتال کے احکام نازل فرمائے گئے ہیں۔ جہاد کا پہلا حکم ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ اس سے پہلے قتال کی اجازت نہ تھی۔ جب حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے اور صحابہ کرام کی جمعیت ہوگئی تو نصرت الٰہی قائم ہوئی اور اعداء دین کے ساتھ جہاد وقتال کا سلسلہ مستقل طور پر شروع ہوگیا۔

''غزوہ اور سریہ کی تعریف''

غزوہ اور سریہ کے متعلق ارباب سیر کی اصطلاح یہ ہے کہ ہر وہ لشکر کہ جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس خود تشریف فرما ہوں اسے غزوہ یا غزوات کہتے ہیں اور جس لشکر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود موجود نہ ہوں بلکہ کوئی لشکر روانہ فرمایا ہو اسے بعث یا سریہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام کی مقدس جماعت نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہو کر ایسی شجاعت و جاں نثاری کا مظاہرہ کیا کہ کفر و شرک کے ایوان منہدم ہوگئے اور اسلام کی جڑیں اور بنیادیں ایسی مستحکم ہوگئیں کہ قلیل عرصے میں اسلام کا پیغام حق ملک عرب کی سرحدیں عبور کر کے دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ گیا۔ ادیان باطل کے قلعے منہدم ہو کر ہباءً منثورا کی طرح اڑ گئے اور اُفق عالم پر اسلام کا پرچم حق لہرانے لگا۔

غزوات اور سرایا کی تفصیل

☆ غزوات کی تعداد ستائیس ہے۔ ان میں سے صرف نو غزوات میں ہی قتال واقع ہوا۔ اٹھارہ غزوات میں قتال (جنگ) واقع نہ ہوا۔

☆ جن نو غزوات میں قتال وقوع میں آیا وہ حسب ذیل ہیں۔

۱- جنگ بدر ۲ ہجری

۲- جنگ احد ۳ ہجری

۳- جنگ مریسیع (بنی المصطلق) ۵ ہجری

۴- جنگ احزاب (جنگ خندق) ۵ ہجری

۵- جنگ بنو قریظہ ۵ ہجری

۶- جنگ خیبر ۷ ہجری

۷- جنگ فتح مکہ ۸ ہجری

۸- جنگ حنین (ہوازن) ۸ ہجری

۹- جنگ طائف ۸ ہجری

☆ جن اٹھارہ غزوات میں قتال واقع نہیں ہوا وہ حسب ذیل ہیں۔

۱- غزوہ ابواء ۲ ہجری

۱۰- غزوہ بنی نضیر ۴ ہجری

marfat.com

۲-غزوہ بواط ۲ ہجری
۳-غزوہ عشیرہ ۲ ہجری
۴-غزوہ بدر اولیٰ ۲ ہجری
۵-غزوہ قرقرۃ الکدر ۲ ہجری
۶-غزوہ سویق ۲ ہجری
۷-غزوہ قینقاع ۲ ہجری
۸-غزوہ غطفان ۳ ہجری
۹-غزوہ نجران ۳ ہجری
۱۱-غزوہ بدر صغریٰ ۴ ہجری
۱۲-غزوہ دومۃ الجندل ۵ ہجری
۱۳-غزوہ ذات الرقاع ۶ ہجری
۱۴-غزوہ ذی قرد ۶ ہجری
۱۵-غزوہ بنولحیان ۶ ہجری
۱۶-غزوہ حدیبیہ ۶ ہجری
۱۷-غزوہ وادی القریٰ ۷ ہجری
۱۸-غزوہ جیش العسرت (تبوک) ۹ ہجری

☆ سرایا کی تعداد سنتالیس تھی اور بعض چھپن شمار کرتے ہیں

ان میں سے کچھ سرایا کے نام ذیل میں درج ہیں،

۱-سریہ دارارقم ۲ ہجری، ۲-سریہ سعد بن ابی وقاص بجانب وادی خرار ۲ ہجری، ۳-سریہ عبداللہ بن جحش بمقام بطن نخلہ ۲ ہجری، ۴-سریہ عمیر بن عدی ۲ ہجری، ۵-سریہ سالم بن عمیر ۲ ہجری، ۶-سریہ قردہ ۳ ہجری، ۷-سریہ رجیع ۳ ہجری، ۸-سریہ ابوسلمہ مخزومی بمقام موضع قطن ۳ ہجری، ۹-سریہ عبداللہ بن انیس بمقام بطن عریہ ۳ ہجری، ۱۰-سریہ بئر معونہ ۴ ہجری، ۱۱-سریہ ابوعبیدہ بن الجراح بجانب سیف البحر ۵ ہجری، ۱۲-سریہ محمد بن مسلمہ بجانب بنی کلاب ۶ ہجری، ۱۳-سریہ محمد بن مسلمہ بجانب بنی ثعلبہ ۶ ہجری، ۱۴-سریہ محمد بن مسلمہ بمقام نجد ۶ ہجری، ۱۵-سریہ عکاشہ بن محصن بجانب بنی اسد ۶ ہجری، ۱۶-سریہ زید بن حارثہ بمقام وادی القریٰ ۶ ہجری، ۱۷-سریہ زید بن حارثہ بمقام موضع جموم ۶ ہجری، ۱۸-سریہ زید بن حارثہ بمقام موضع عیص ۶ ہجری، ۱۹-سریہ زید بن حارثہ بجانب ام قرفہ ۶ ہجری، ۲۰-سریہ زید بن حارثہ بسوئے چشمہ طرف ۶ ہجری، ۲۱-سریہ زید بن حارثہ بجانب بخشی ۶ ہجری، ۲۲-سریہ زید بن حارثہ بمقام وادی القریٰ باردوم ۶ ہجری، ۲۳-سریہ عبدالرحمٰن بن عوف بجانب بنی کعب ۶ ہجری، ۲۴-سریہ علی مرتضیٰ بجانب فدک ۶ ہجری، ۲۵-سریہ عبداللہ بن رواحہ بمقام خیبر ۶ ہجری، ۲۶-سریہ ابوبکر صدیق ۷ ہجری، ۲۷-سریہ عمر بن الخطاب ۷ ہجری، ۲۸-سریہ بشر بن سعد انصاری ۷ ہجری، ۲۹-سریہ غالب بن عبداللہ لیثی ۷ ہجری بجانب میفہ، ۳۰-سریہ غالب بن عبداللہ بجانب بنی الموج ۷ ہجری، ۳۱-سریہ غالب لیثی بسوئے کدید ۸ ہجری، ۳۲-سریہ فدک ۸ ہجری، ۳۳-سریہ موتہ ۸ ہجری، ۳۴-سریہ عمرو بن العاص بمقام ذات السلاسل ۸ ہجری، ۳۵-سریہ ابوعبیدہ بن الجراح بمقام الخبط ۸ ہجری، ۳۶-سریہ ابوعامر اشعری، جنگ اوطاس ۸ ہجری، ۳۷-سریہ حضرت علی مرتضیٰ بجانب قبیلہ بنی طے ۹ ہجری، ۳۸-سریہ خالد بن ولید بجانب دومۃ الجندل ۹ ہجری، ۳۹-سریہ خالد بن ولید بجانب قبیلہ بنی حارث بن کعب ۱۰ ہجری، ۴۰-سریہ جریر بن عبداللہ بجلی بجانب ذی الکلاع بن کور، ملک طائف ۱۰ ہجری، ۴۱-سریہ اُسامہ بن زید بجانب بحر روم ۱۱ ہجری (بحوالہ مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اردو ترجمہ جلد دوم)

marfat.com

اسلام تلوار سے نہیں بلکہ حقانیت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق سے پھیلا ہے

ہر دَور میں اسلام دشمن عناصر اسلام کی حقانیت کو مجروح کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ خصوصاً کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ اسلام کی عالمگیر مقبولیت کہ جس کا سبب اسلام کی حقانیت ہے اس سے قطع نظر کر کے بنظر تعصب عناداً یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے بل بوتے کی وجہ سے پھیلا ہے اور معاذ اللہ یہ کہتے ہوئے بھی شرم و حیاء نہیں محسوس کرتے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار تھام کر اسلام کی نشر و اشاعت کی ہے۔ کذب اور دروغ گوئی پر مشتمل اپنے اس دعوے کے ثبوت میں حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں واقع غزوات اور سرایا کی فہرست بطور دلیل پیش کرتے ہوئے اور ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف و دیگر روسائے مشرکین عرب کے واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام اپنی حقانیت اور حضور اقدس کے اخلاق کریمہ، انسانیت پر مشتمل تعلیم، اعلیٰ اصول، تمدن و دیگر بے شمار محاسن کی بناء پر لوگوں کے دلوں میں راسخ ہوا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا جائزہ لینے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی ظاہری حیات کے چالیس سال تک یعنی جب تک آپ نے ظاہری نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا۔ وہاں تک آپ کو تمام لوگ ''محمد امین'' صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز لقب سے ملقب کرتے تھے۔ چالیس سال کی عمر شریف میں آپ نے دنیا کو توحید کا پیغام دیا اور تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں رونق افروز رہ کر لوگوں کو کفر کی ظلمت سے ہدایت کی روشنی کی طرف بلاتے رہے۔ مکی زندگی کے کل ترپن ۵۳ سال میں آپ نے اپنی حیات کے ہر شعبہ میں اخلاقی محاسن کا ہی مظاہرہ فرمایا بلکہ چالیس سے ترپن سال کے درمیان کا تیرہ سال کا عرصہ تو آپ نے کفار مکہ کے ظلم و ستم کی کلفت برداشت کرتے ہوئے گزارا۔ آپ پر کئے جانے والے ظلم و ستم کا جواب دینا یا انتقام لینا تو ایک طرف رہا بلکہ آپ نے کبھی بھی ان ظالموں کی کوئی شکایت تک نہیں کی اور پیکر صبر و تحمل بن کر مصائب برداشت کئے۔ جب ظلم و ستم اپنی انتہاء کو پہنچے تو آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ مکہ معظمہ آپ نے بحیثیت مظلوم چھوڑا تھا۔ آپ کے خلاف ظالموں نے ایسا پراگندہ ماحول قائم کر دیا تھا کہ آپ کو رات کی اندھیری میں خفیہ طور پر نکلنا پڑا۔ پھر آپ مدینہ منورہ سکونت پذیر ہوئے اور دس سال کے بعد پردہ فرمایا۔ اس حساب سے آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی۔ جس میں ترپن سال مکی زندگی اور دس سال مدنی زندگی۔ آیت جہاد مدینہ منورہ میں ۲ ہجری میں نازل ہوئی اس وقت

marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچپن سال تھی اور آیت جہاد کے نازل ہونے کے آٹھ سال بعد آپ نے دنیا سے پردہ فرمایا۔ الحاصل جہاد وقتال کی مدت صرف آٹھ سال رہی۔

اب قارئین کرام توجہ فرمائیں کہ جس ذات گرامی نے کل تریسٹھ سال کی ظاہری دنیوی زندگی پائی اس میں سے پچپن سال کا عرصہ اس طرح گزرا کہ آپ پر ظلم وستم کئے گئے، اذیتیں، تکلیفیں، مصائب پہنچائے گئے، لیکن آپ نے اُف تک نہ کیا، صبر وتحمل کرتے ہوئے دشمنوں کے آزار برداشت فرمائے، ظالموں کی بدگوئی کرنے کے بجائے اُنہیں دعائیں دیں، یہاں تک کہ اپنے متبعین کو بھی صبر کی تلقین کرتے ہوئے ظلم وستم برداشت کرنے کی تعلیم وتربیت دی، جس ذات گرامی نے اپنی سماجی، خاندانی، ازواجی، رواجی، تجارتی اور روابطی زندگی میں کسی سے جھگڑا فساد تو کیا بلکہ اونچے سُر میں بات نہ کی ہو، کسی کے ساتھ بدکلامی نہ کی ہو، گالی کا جواب دعا سے دیا ہو، تواضع وانکسار کا جو پیکر جمیل رہا ہو حسن اخلاق کا جو نمونہ عمل رہا ہو، جو سراپا محبت و ہمدردی کا مخزن رہا ہو، جس کے اخلاق واطوار کی طہارت وپاکیزگی کا دشمنوں نے بھی اعتراف کیا ہو، عفو وکرم میں جو بے مثل و مثال ہو، بُردباری میں جو یگانہ عالم ہو، ظلم وستم کو نیست ونابود کرنا جس کا وتیرہ ہو، اس ذات گرامی نے اپنی ظاہری حیات کے ۵۵ سال تک یعنی تقریباً اٹھاسی فیصد زندگی (87.30%) تک تلوار کو تھاما نہیں، اس ذات گرامی پر شمشیر زنی کا الزام عائد کرنا دیانت وانصاف کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔

البتہ! یقیناً! بلاشک وشبہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس میں تلوار تھامی اور جہاد وقتال فرمایا لیکن آپ نے صرف اور صرف دفع ضرر کے لئے تلوار تھامی۔ آپ نے شمشیر کا وار ظلم ڈھانے کے لئے نہیں بلکہ ظلم مٹانے کے لئے کیا۔ جس کا صحیح اندازہ آپ کی حیات طیبہ میں واقع غزوات کو بنظر عمق مطالعہ کرنے سے ہوگا کہ آپ نے کن حالات میں جہاد فرمائے، کن لوگوں کے سامنے جہاد فرمائے، ظالم جفاکش، قزاق اور ستمگر گروہ کے ظلم وتشدد کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کے لئے آپ نے جہاد کی آہنی دیوار قائم فرمادی اور مظلوم وبیکس لوگوں کی نصرت وحمایت کر کے عدل وانصاف کا ماحول قائم فرمادیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر شمشیر زنی میں غلو کرنے کا الزام عائد کرنے والے متعصب عناصر تاریخ دانی، علم سیر اور گزشتہ واقعات کی معلومات سے یک لخت انجان و بے خبر ہیں یا پھر عناداً وقصداً افترا پردازی سے کام لیتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں کہ جس ذات گرامی کی ظاہری حیات کا تقریباً ۸۸ فیصد حصہ گزر چکا ہو اور صرف ۱۲ فیصد ظاہری حیات کے ایام باقی رہے ہوں اور اس قلیل عرصہ میں جس ذات گرامی نے عالم دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے اقوال زریں یعنی احادیث کا عظیم ذخیرہ سرمایہ حیات ونجات کی حیثیت سے عطا فرمانے کے لئے ہمہ وقت سخن طراز ہو علاوہ ازیں اپنی عملی زندگی سے انسانیت، رحم دلی، اخوت، صدق، عدل، انصاف، صداقت، احسان، خدمت، تواضع، انکساری، ترک طمع، قناعت، توکل، تقویٰ، پرہیزگاری، عبادت، ریاضت، رشد وہدایت، کرم وعنایت، جود وسخاوت، وغیرہ بے شمار محاسن واخلاق کی تعلیم وتربیت میں مصروف ہو اس ذات گرامی نے اگر کبھی اپنے مقدس ہاتھوں میں تلوار تھامی ہے تو ظلم کو فروغ دینے کے لئے نہیں بلکہ ظلم وستم کو نیست ونابود کرنے کے لئے۔

marfat.com

ایک ضروری امر کی طرف بھی توجہ درکار ہے کہ سپاہ گری کرنے والا بچپن سے ہی اس پیشہ کی طرف ملتفت ہوتا ہے یا تو اس کا خاندانی اور آبائی پیشہ سپاہ گری ہوتا ہے اور اپنے آباء واجداد کا پیشہ اپنا کر سپاہ گری کرتا ہے لیکن اس کی سپاہ گری ایام جوانی میں شباب پر ہوتی ہے۔ عموماً اٹھارہ سے پینتالیس برس کی عمر تک وہ سپاہ گری کے فن میں عروج پر ہوتا ہے اور اس عمر کے بعد اس کے فن میں زوال شروع ہوتا ہے کیونکہ عمر کا تقاضا اور جسمانی ضعف کا مقتضاء یہی ہے کہ اب آرام واستراحت کرنے کے دن ہیں۔ اور تقریباً پچاس یا پچپن سال کی عمر کے بعد اس کو اپنے فن سے فطری طور پر رغبت کم ہو جاتی ہے۔ البتہ بحالت مجبوری یا وقت کے حالات کبھی للکار دیں تو وہ فن شجاعت دکھانے میں کوتاہی نہیں کرتا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا جائزہ لینے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ آپ نے اپنی ظاہری حیات کے پچپن سال تک آلات جنگ کی طرف قطعاً التفات نہیں فرمایا۔ ۲ ہجری میں سورہ حج کی آیت کے ذریعہ آپ کو جہاد کا اللہ نے اِذن وحکم فرمایا تب آپ کی عمر شریف بچپن سال تھی۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ جس عمر میں عام طور سے آدمی ہاتھ میں تلوار لینے سے اکتاتا ہے اور اِستعفیٰ دے کر یا ریٹائر (Retire) ہو کر اپنے فن کی انتہاء کرتا ہے اس عمر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میں تلوار تھامنے کی ابتداء فرمائی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کے پیش نظر بہت ہی نازک وقت میں اپنے دست اقدس میں تلوار تھامی۔ حالانکہ آپ نے ماضی میں کبھی بھی تلوار پر ہاتھ نہیں آزمایا تھا اور نہ ہی آپ کو اس کا تجربہ وملکہ تھا۔

اسلام کی درخشاں تاریخ کے زریں اوراق شاہد عادل ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن غزوات میں شرکت فرمائی یا اپنے فرستادہ جاں نثاروں کو معرکہ جہاد میں (سریہ) ارسال فرمایا وہ تمام غزوات اور سرایا مظلومین کے دفاع اور ظالمین کے استیصال کے لئے ہی تھے۔ تمام غزوات توکل علی اللہ اور نصر من اللہ کی بنیاد پر ہی تھے۔ کیونکہ ان تمام غزوات میں کہیں بھی مساوات اور برابری کا مقابلہ نہ تھا۔ کفار ومشرکین بھاری تعداد میں بھرپور جنگی ہتھیاروں کے ساتھ ہوتے تھے اور اسلامی لشکر بہت ہی قلیل تعداد میں اور بے سروسامان ہوتا تھا۔ کفار کے لشکر میں بھاری ڈیل ڈول کے، شکم سیر، ہتھیاروں سے لتھ پتھ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر لڑنے والے ہوتے تھے جب کہ اسلامی لشکر کے مجاہدین نحیف وناتواں جسم والے، بھوکے پیاسے، بغیر ہتھیاروں کے پیدل لڑنے والے ہوتے تھے۔ مثلاً:

☆ جنگ بدر ۲ ہجری میں دونوں لشکر کا موازنہ حسب ذیل ہے:

اسلامی لشکر	کیفیت	لشکر کفار
۳۱۳	تعداد	۹۵۰
۷۰	اونٹ	۷۰۰
۳	گھوڑے	۱۰۰
۸	تلواریں	۹۵۰
۶	زرہیں	۹۵۰

marfat.com

نوٹ:۱- کفار کے لشکر میں کھانے پینے کا سامان بڑی کثرت سے تھا۔ روزانہ گیارہ اونٹ ذبح کر کے کھاتے تھے۔ جبکہ اسلامی لشکر میں زادِراہ کی یہ حالت تھی کہ کسی کے پاس ایک صاع تو کسی کے پاس دو صاع کھجوریں تھیں۔

۲- کفار کے لشکر میں عیش و عشرت کا سامان بھی کافی تعداد میں تھا یہاں تک کہ کسی پانی کے کنارے پڑاؤ کرتے تو خیمے نصب کرتے اور ان کے ہمراہ گانے والی طوائفیں اور آلات طرب تھے۔ جبکہ مسلمانوں کے پاس ایک خیمہ تک نہیں تھا۔ صحابہ کرام نے کھجور کے پتوں اور ٹہنیوں سے ایک عریش (جھونپڑی) تیار کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں ٹھہرایا۔ آج اس عریش کی جگہ مسجد بنی ہوئی ہے۔ (حوالہ مدارج النبوۃ، اُردو، جلد ۲ ص ۱۴۷)

نتیجہ: کفار کے لشکر سے ستر آدمی قتل ہوئے جن میں ابوجہل تھا۔ علاوہ ازیں لشکر کفار سے ستر آدمی قید ہوئے۔ جن میں حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔ جو بعد میں ایمان لے آئے۔ اسلامی لشکر سے چودہ حضرات شہید ہوئے تھے۔

☆ جنگ احد ۳ ہجری کی مختصر کیفیت ملاحظہ فرمائیں

۱- قوم قریش نے دارالندوہ میں میٹنگ کر کے بیس ہزار مثقال لشکر کی تیاری کے لئے جمع کئے اور مکہ سے چار مخصوص کو اطراف میں گشت کرنے پر مقرر کئے تاکہ وہ لوگوں کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے اُبھاریں اور کافی تعداد میں لشکر جمع ہو۔

۲- مکہ معظمہ سے لشکر کفار ابوسفیان کی سرداری میں روانہ ہوا۔ لشکر میں تین ہزار آدمی تھے جن میں سے سات سو زرہ پوش تھے۔ دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ لشکر میں تیراندازی میں مہارت رکھنے والے لوگ کثرت سے تھے۔

۳- کافی تعداد میں تلواریں، نیزے خنجر، برچھیاں، تیر، کمان وغیرہ آلات حرب تھے۔

۴- گانے بجانے والی عورتیں اور آلات طرب و نیز کھانے پینے و دیگر آسائش کے سامان سے لشکر کو آراستہ کر کے، مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے فاسد ارادے سے مکہ سے لشکر کو مدینہ منورہ روانہ کیا گیا۔

۵- ابوسفیان نے مدینہ منورہ سے پانچ میل کے فاصلے پر مقام ذوالحلیفہ پر لشکر کو ٹھہرایا اور وہاں تین دن قیام کیا۔

۶- لشکر کفار کے قیام کے دوران مشرکوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا۔ چنانچہ اونٹوں اور گھوڑوں نے کھیتوں کو روند کر پامال کر دیئے اور تمام سبزہ کھا گئے اور حالت یہ ہوئی کہ اطراف مدینہ کے تمام کھیتوں میں سے کسی بھی کھیت میں سبزی باقی نہ رہی۔

۷- لشکر کفار حملہ کر کے اہل مدینہ کو تاخت و تاراج کرنے آپہنچے اس کے پہلے ہی ان کو روکنے اور ان کا مقابلہ کر کے ان کے شر و ضرر سے اہل مدینہ کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار مجاہدین کو لے کر ان سے بمقام اُحد مقابل ہوئے۔ لشکر اسلام میں ایک بھی گھوڑا نہ تھا۔ صرف ایک سو مجاہدین زرہ پوش تھے۔ چند حضرات کے پاس تیر اور کمان تھے۔ کچھ لوگوں کے پاس تلواریں اور نیزے تھے۔ یعنی لشکر کفار کے مقابل اسلامی لشکر تعداد اور ساز و سامان کے اعتبار سے بہت ہی قلیل اور بے سروسامان تھا۔

۸- اسلامی لشکر سے ستر حضرات شہید ہوئے جن میں حضرت حمزہ، حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ، حضرت مصعب بن عمیر،

marfat.com

حضرت سعد بن ربیع، حضرت نعمان بن مالک وغیرہ تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

۹- کفار کے لشکر سے تیس آدمی جہنم رسید ہوئے اور ان کے حوصلے ٹوٹ گئے لہٰذا ابوسفیان لشکر کو لے کر روانہ ہوگئے اور جاتے وقت یہ دھمکی دی کہ اب ہماری اور تمہاری ملاقات آئندہ سال بدر میں ہوگی۔

حوالہ: (۱) مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۱ ص ۱۹۱ تا ۲۲۱، (۲) مغازی الصادقہ از علامہ واقدی، اُردو ترجمہ، ص ۱۴۴ تا ۲۳۰۔

☆ جنگ احزاب (غزوۂ خندق) ۵ ہجری کی کچھ تفصیل اختصاراً پیش خدمت ہے

۱- خیبر سے قبیلہ بنی نضیر کے یہودیوں کا وفد مکہ معظمہ جا کر ابوسفیان سے ملا اور طے کیا کہ ہم سب متحد ہو کر مدینہ پر حملہ کر دیں چنانچہ ابوسفیان مکہ سے قریش کا لشکر لے کر روانہ ہوئے ان کے ساتھ تین سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ سوار تھے۔

۲- خیبر کے یہودیوں نے اپنے ساتھ قبیلہ قیس کے لوگوں کو برانگیختہ کر کے لڑنے کے لئے ساتھ لیا۔

۳- عرب کے دیگر قبائل قبیلہ اسلم، اشجع، ابومرہ، کنانہ، فرازہ اور غطفان بھی بڑی تعداد میں لشکر قریش میں آ کے شامل ہوگئے۔ ان سب کی مجموعی تعداد دس ہزار ہوگئی۔

۴- اسلامی لشکر کی تعداد تین ہزار تھی اور اسلامی لشکر میں صرف چھتیس ہی گھوڑے تھے۔

۵- رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی مشرق کی جانب کوہ سلع کے قریب کھلے میدان میں خندقیں کھودوائیں تاکہ ظالم دشمن شہر کے باشندوں کو اذیتیں نہ پہنچا سکیں۔

۶- لشکر کفار نے چوبیس دنوں تک محاصرہ کیا اور اہل شہر کو تنگ کیا۔

۷- اس غزوہ میں قتال واقع ہوا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کی مدد کے لئے ملائکہ کا لشکر بھیجا اور آسمان سے ایسی تیز آندھی چلی کہ مشرکین کے لشکر کے تمام خیمے منہدم کر دیئے، کھانا پکانے کے لئے دیگیں چولہوں پر چڑھائی تھیں وہ زمین پر اُلٹ گئیں، تیز ہوا سے سنگریزوں نے اُڑ اُڑ کر ان پر شدید چوٹیں لگائیں اور لشکر کفار کے ہر گوشہ سے فرشتوں کی تکبیروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں لہٰذا کفار خوف زدہ ہو کر اپنا مال اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

حوالہ: (۱) مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۲۸۹ تا ۳۰۱، (۲) مغازی الصادقہ، از علامہ واقدی، اُردو، ص ۲۸۴ تا ۲۹۲)

☆ جنگ موتہ ۸ ہجری تین ہزار کے اسلامی لشکر کے سامنے ہرقل بادشاہ کی نصرانی فوج اور قبائل عرب کے مشرکین متحد ہو کر مقابل ہوئے تھے اور ان کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھی۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۴۵۳ تا ۴۵۷)

اس جنگ کی مختصر وضاحت اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں کہ اس جنگ کی وجہ کیا تھی؟ اور اس کا پس منظر کیا تھا؟ اس جنگ کا کیا نتیجہ ہوا؟

مذکورہ جنگوں کے علاوہ دیگر جنگوں میں بھی اس قسم کے تفاوت پائے جاتے ہیں۔ یہاں ہم نے صرف چار مشہور ومعروف جنگوں کا سرسری خاکہ پیش کیا ہے۔ الحاصل رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورتاً اور دفع ضرر کے لئے ہی قتال فرمایا ہے۔

marfat.com

اس قتال سے ظالم کے ظلم وستم کا استیصال فرما کر امن وامان قائم کرنا ہی مقصود تھا۔ کفر وظلمت، ظلم وستم، زورازوری و جفا پیشگی، ناانصافی و زور جتائی اور انسانیت کش جرائم کا پردہ چاک کرنے کے مستحسن عزم سے ہی آپ نے شمشیر کو دست اقدس میں تھامی۔ کسی پر زور یا دباؤ ڈالنے کے لئے آپ نے ہرگز تلوار نہیں اٹھائی۔

اسلام تلوار سے نہیں بلکہ حقانیت کی بناء پر ہی پھیلا ہے کیونکہ اگر اسلام تلوار ہی کے بل بوتے پر پھیلا ہوتا تو اسلام کی جڑیں تادیر مستحکم نہ رہتیں۔ بلکہ قلیل عرصہ میں ہی متزلزل ہو کر اکھڑ گئی ہوتیں لیکن پندرہ سو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی اسلام اپنی شان وشوکت سے قائم ودائم رہتے ہوئے روزافزوں پھیل رہا ہے۔

اسلام تلوار سے پھیلا ہے'' یہ الزام عائد کرنے والے متعصب عناصر کو دندان شکن جواب دینے کے لئے ذیل میں کچھ اہم نکات ضیافت قارئین کی غرض سے پیش خدمت ہیں''۔

''تاریخ کی گواہی''

اب ہم تاریخ کی گواہی سے چند ایسے دلائل پیش کرتے ہیں کہ مخالفین کو بھی ناچار ومجبور ہو کر اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ محبوب رب العالمین، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ظاہری دنیوی سال کو باعتبار عیسوی تقابل کر کے پھر اس کے ضمن میں کچھ گفتگو کی جائے گی۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سال کی عمر شریف اس دنیا میں بسر فرمائی۔ آپ کی ولادت باسعادت سے لے کر دنیا سے پردہ فرمانے تک کا تریسٹھ سال کا جو عرصہ ہے اس عرصہ کے درمیان وقوع میں آئے ہوئے اہم واقعات، حالات، حوادث، امور وغیرہ کو عیسوی سن کے اعتبار سے ٹٹولیں۔

☆ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری

پیدائش	دنیا سے پردہ فرمانا
۱۲ ربیع الاول شریف ہجرت کے ۵۳ سال قبل ۵۷۱ء	۱۲ ربیع الاول شریف ۱۱ ہجری، ۶۳۲ء

نوٹ: قمری سال کے اعتبار سے آپ کی عمر شریف ۶۳ سال اور شمسی سال کے اعتبار سے آپ کی عمر شریف ۶۱ سال ہوتی ہے۔

اب ہم شمسی سال کے اعتبار سے آپ کی حیات طیبہ دیکھیں۔

۱- ولادت ۵۷۱ء، ۵۳ سال قبل ہجرت

۲- اعلان نبوت، ۶۱۰ء، جب آپ کی عمر شریف قمری اعتبار سے چالیس سال تھی۔

۳- ہجرت، ۶۲۲ء، جب آپ کی عمر شریف قمری اعتبار سے ترپن سال تھی۔

۴- جہاد کا حکم، ۶۲۳ء عمر شریف ۵۵ سال ۲ ہجری

۵- رحلت، ۶۳۲ء عمر شریف ۶۳ سال ۱۱ ہجری

marfat.com

☆ مذکورہ بالا تفصیل کو دو حصوں میں تقسیم کریں:

حصہ اول: ولادت ۵۷۱ء سے جہاد کا حکم نازل ہونا ۶۲۳ء یعنی ۲ ہجری تک

حصہ دوم: جہاد کا حکم ۶۲۳ء (۲ ہجری) سے رحمت ۶۳۲ء یعنی ۱۱ ہجری تک

نتیجہ: حصہ اول کی مدت: ۵۳ سال۔ حصہ دوم کی مدت: ۸ سال/ ۶۱ سال

یعنی قرآن مجید کی سورہ حج کی آیت کریمہ اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا (۲۲-۳۹) ۶۲۳ء میں نازل ہوئی اور ۶۲۳ء (۲ ہجری) سے جہاد کا آغاز ہوا۔ ۶۲۳ء سے پہلے اسلامی تاریخ میں ایک بھی جنگ نہیں ہوئی جس کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ (معاذ اللہ)۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانے کا آغاز ۶۲۳ء سے ہوا۔ تو اگر اسلام صرف تلوار ہی سے پھیلا ہوتا تو ۶۲۳ء سے پہلے اسلام کی نشر و اشاعت نہ ہوئی ہوتی۔ لیکن ہم تاریخ (History) کے شواہد و دلائل کی روشنی میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ۶۲۳ء سے پہلے ہی اسلام اپنی حقانیت کی بناء پر لوگوں کے دلوں میں نقش ہو گیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی محاسن اور خصائص کبریٰ نے دنیا کو متاثر کر دیا تھا۔ آپ کے نور نبوت نے ظلمت کدہ میں بھٹکنے والوں کو ہدایت کی روشنی عطا فرما دی تھی۔

ذیل میں ہم چند ایسے واقعات اور امور کی طرف قارئین کرام کی عالی توجہات کو مرکوز کرنے کے لئے اختصاراً صرف اشارہ کرتے ہیں کہ جن پر بنظر عمق خوض و فکر کرنے سے واضح طور پر یہ حقیقت عیاں ہوگی کہ اسلام ہرگز تلوار کے بل بوتے پر نہیں پھیلا بلکہ اسلام اپنی صداقت اور حقانیت کی بناء پر عالم گیر پیمانہ پر پھیلا ہے۔

☆ **۵۸۲ء:** جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف صرف بارہ سال تھی۔ یعنی کہ آیت قتال کے نازل ہونے کے ۴۳ سال پہلے، آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ ملک شام کا سفر فرمایا۔ جب آپ کا قافلہ بصریٰ پہنچا تو بصریٰ کے قریب ایک دیہات میں ایک صومعہ تھا۔ اس صومعہ میں بحیرا نام کا ایک راہب رہتا تھا جو توریت، انجیل اور دیگر آسمانی کتابوں کا زبردست عالم تھا اور اس کا شمار یہود اور نصاریٰ کے احبار میں ہوتا تھا۔ جب بھی کوئی عرب سے آنے والا قافلہ اس کے صومعہ کے قریب آکر ٹھہرتا تو بحیرا راہب اپنے صومعہ سے باہر آکر قافلے کے ہر شخص کو گھور گھور کر دیکھتا۔ گویا اُسے کسی کی تلاش تھی لیکن ہر مرتبہ وہ مایوس اور ناکام ہوتا اور اپنے صومعہ میں واپس لوٹ جاتا۔ لیکن ۵۸۲ء میں حضور اقدس، جان عالم و رحمت عالم و باعث تخلیق عالم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلے کے ہمراہ اس صومعہ کے قریب آکر ٹھہرے تو بحیرا راہب نے اپنے صومعہ سے باہر آکر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بادل آپ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ ہر شجر و حجر آپ کو سلام کر رہا ہے تو اس نے یقین کر لیا کہ مجھ کو جس کی تلاش تھی وہ ذات گرامی یہی ہے۔ بحیرا راہب نے پورے قافلے کی دعوت کی۔ جب حضور اقدس بحیرا راہب کے پاس تشریف لے گئے تو بحیرا راہب نے آپ سے چند سوالات کئے اور تسلی بخش جوابات پائے۔ پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ اقدس پر اس مہر نبوت کو بھی دیکھا جس کا ذکر اس نے آسمانی کتابوں میں پڑھا تھا۔ بحیرا نے مہر نبوت کو بوسہ دیا اور آپ پر ایمان لایا۔ بحیرا ان میں سے ایک ہے جو حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ

marfat.com

کے اظہار نبوت سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی، جلد ۲ص ۴۱)

☆ ۵۸۲ ء: میں بحیرا راہب کا مذکورہ واقعہ جب پیش آیا تب ملک شام کا ایک شخص باسیل بن منجائیل بھی بحیرا راہب کے صومعہ میں موجود تھا اور اس نے اپنی آنکھوں سے مذکورہ معاملہ دیکھا تھا۔ پھر وہ شخص اپنے گھر چلا گیا۔ باسیل بن منجائیل کو پختہ یقین تھا کہ بحیرا راہب حق کے سوا کچھ نہیں کہتا لہٰذا وہ بھی اسی وقت سے گرویدہ ہو گیا۔ پھر وہ شخص قسطنطنیہ (Istambol) چلا گیا۔ پھر وہاں سے قیساریہ (Qaisarieh) جس کا پرانا نام Stratok's Tower ہے وہاں چلا گیا۔ جب باسیل بن منجائیل قیساریہ میں تھا تب اس نے سنا کہ مکہ معظمہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا ہے تو وہ آپ پر ایمان لایا۔ باسیل بن منجائیل ملک شام کے شہر قلعہ صور کے حاکم ارمویل بن قسطہ کا چچازاد بھائی تھا۔

(حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، اردو ترجمہ، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ، ص ۴۱۵)

نوٹ: باسیل بن منجائیل نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ ۶۴۰ ء (۱۹ ہجری) میں ملک شام میں قلعہ صور کی جنگ کے موقع پر انہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا اور اسلامی لشکر کی عظیم خدمات انجام دیں۔ جس کا تفصیلی بیان اس کتاب میں فتوحات ملک شام کے ضمن میں ''فتح قلعہ صور'' کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ۶۱۰ ء: سے پہلے حضرت حبیب نجار اور اصحاب قریہ وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ اگلی آسمانی کتابوں میں پڑھ کر اعلان نبوت کے پہلے ایمان لائے تھے۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، جلد ۲ص ۴۱)

☆ ۶۱۳ ء: یعنی کہ اعلان نبوت کے پانچویں سال مکہ معظمہ سے کچھ مسلمان کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر حبشہ (Ethopia) کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے۔ کیونکہ مکہ معظمہ میں مسلمانوں کا رہنا مشرکوں نے دوبھر کر دیا تھا۔ لہٰذا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت نے حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی۔ اس ہجرت کو ہجرت اول کہتے ہیں۔ ہجرت کرنے والوں میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت جعفر بن ابی طالب وغیرہ جلیل القدر صحابہ کرام تھے۔ جب مشرکین مکہ کو پتہ چلا کہ مسلمان ہجرت کر کے حبشہ گئے ہوئے ہیں تو انہوں نے ایک جماعت کو بحیثیت وفد بہت سارے ہدایا وتحائف کے ساتھ حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا ہے۔ اس وقت کے نجاشی کا نام اَصْحَمَۃ تھا۔ کفار مکہ کے وفد نے نجاشی بادشاہ سے مسلمانوں کی شکایتیں کیں اور زہر اُگل اُگل کر بادشاہ کے کان بھرنے کی بھرپور کوشش کی اور یہ درخواست کی کہ مسلمانوں کو حبشہ سے نکال دیں، بادشاہ نجاشی اصحمہ نے کہا کہ مسلمانوں نے میرے ملک میں پناہ لی ہے لہٰذا میں جب تک ان سے روبرو بات چیت نہ کرلوں وہاں تک کوئی حکم صادر نہیں کرسکتا۔ چنانچہ مسلمان شاہی دربار میں طلب کئے گئے بادشاہ نے مسلمانوں سے دین اسلام کے تعلق سے کچھ سوالات کئے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسلامی احکام کی ایسی نفیس ترجمانی کی کہ بادشاہ کے دل پر رقت طاری ہوگئی۔ پھر نجاشی بادشاہ نہ کہا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام نازل ہوا ہے اس میں سے کچھ تلاوت کرو۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم تلاوت کی۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کو سن کر نجاشی بادشاہ اور اس کے اردگرد پادریوں کا جو

marfat.com

گروہ تھا وہ تمام رونے لگے۔ تمام نے یک زبان کہا کہ "خدا کی قسم! یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا تھا، یہ دونوں کلام ایک ہی مشکوٰۃ سے نکلے ہیں"۔

پھر نجاشی نے کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ وہ ذات گرامی ہے جن کی بشارت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے"۔ اس کے بعد نجاشی نے قریش مکہ کے تحفوں کو لوٹا دیا اور ان کو ذلیل و رسوا کر کے اپنے دربار سے نکال دیا۔ چنانچہ مشرکین مکہ کا وفد خائب و خاسر ہو کر ناکامیاب واپس لوٹا۔

(حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۶۵)

"توجہ درکار!!!"

مذکورہ تمام واقعات ۶۲۳ء میں جہاد کی آیت نازل ہوئی اس کے پہلے کے ہیں۔ بحیرا راہب، باسیل بن منجائیل، حبیب نجار اور اصحاب قریہ کے واقعات تو اعلان نبوت ۶۱۰ء کے پہلے کے ہیں۔ ان کا اعلان نبوت سے پہلے ایمان لانا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ توریت، انجیل اور دیگر کتب سماوی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ اور دین اسلام کی صداقت وحقانیت مذکور تھی جس کو پڑھ کر انہوں نے جان لیا تھا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کن کن اوصاف کی حامل ہوگی اور جب انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل کیا تو انہوں نے حضور کو عین ان تمام اوصاف کے مطابق پایا جو اگلی کتابوں میں مرقوم تھے۔ لہٰذا انہوں نے بلا کسی تامل و تاخیر کے ایمان لانے میں سبقت کی۔ انہوں نے حق پڑھا، حق سنا، حق دیکھا، حق کو جانا، حق کو مانا اور حق کو قبول کیا۔ کوئی تلوار لے کر ان کے سر پر نہ کھڑا تھا کہ بحالت اکراہ و مجبوری انہوں نے کلمہ کا اقرار کیا۔ تلوار سے ان کی کوئی گردن اُڑا دینے والا نہ تھا کہ اپنی جان بچانے کے لئے کلمہ شہادت کا اعتراف کیا بلکہ انہوں نے صدق دل سے اسلام اور رحمت عالم کی حقانیت و صداقت کو اظہر من الشمس ظاہر و باہر دیکھ کر ایمان و اسلام قبول کیا تھا۔

اسی طرح نجاشی بادشاہ کے قصے میں تو یہ حقیقت اور واضح ہوگئی کہ اسلام کو تلوار سے نہیں پھیلایا گیا البتہ تلوار سے اسلام کو ختم کرنے کی ضرور کوشش کی گئی ہے۔ نبوت کے پانچویں سال مکہ سے حبشہ کی طرف مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت کا ہجرت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دین حق اسلام قبول کرنے کی وجہ سے مکہ معظمہ کے کفار مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو گئے تھے۔ کتب سِیَر و تواریخ میں بے شمار واقعات اس قسم کے پائے جاتے ہیں کہ اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان لانے والوں کو اسلام سے منحرف کرنے کے لئے کفار و مشرکین نے مسلمانوں پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ دیئے تھے اور ان کا جینا مشکل کر دیا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان امن و امان کو ترس گئے تھے اور امن و امان اور چین و سکون کی تلاش و جستجو میں ہی انہوں نے مکہ معظمہ سے حبشہ تک کا طویل سفر کیا تھا۔ ایک بڑی جماعت کا مکہ سے حبشہ تک ہجرت کرنا ثابت کرتا ہے کہ انہوں نے اسلام کی صداقت کو ایسا جانا اور مانا کہ تحفظ ایمان کی خاطر اپنے مادر وطن کو خیر آباد و الوداع کر دیا۔ مکہ معظمہ میں ان پر جو ظلم و ستم

marfat.com

ڈھائے گئے وہ صرف اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ہی ڈھائے گئے تھے۔ اگر اسلام تلوار سے پھیلا ہوتا تو اسلام قبول کرنے والی ایک بڑی جماعت مکہ سے ہرگز ہجرت نہ کرتی۔ اسلام نے تلوار نہیں اٹھائی تھی بلکہ اسلام پر تلوار اٹھائی گئی تھی۔ اسلام کو تلوار سے نہیں پھیلایا جا رہا تھا بلکہ اسلام کو تلوار سے مٹانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

کفار مکہ کی اسلام دشمنی تشدد و تعصب کی حدیں عبور کر چکی تھی لہٰذا مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے والوں کو حبشہ میں بھی پریشان کرنے کے فاسد ارادے سے کفار مکہ کا وفد مسلمانوں کے تعاقب میں حبشہ پہنچ گیا۔ حبشہ کے بادشاہ کو اپنا موافق بنانے کے لئے قیمتی تحفے بادشاہ کی خدمت میں پیش کئے یعنی اسلام کو ختم کرنے کے لئے اپنا تن، من اور دھن سب خرچ کرنے لگے۔ تحائف اور ہدایا کے ذریعے شاہی دربار میں رسائی حاصل ہونے پر انہوں نے پہلی فرمائش مسلمانوں کو حبشہ سے جلا وطن کرنے کی کی لیکن انصاف پسند بادشاہ نے مسلمانوں کو گفت و شنید کا موقع دیا۔ جس وقت مسلمان نجاشی بادشاہ کے دربار میں طلب کئے گئے تھے اس وقت مسلمان مظلومیت کی حالت میں تھے۔ ان پر شر انگیزی پھیلانے کا الزام تھا۔ بحیثیت ملزم وہ شاہی دربار میں کھڑے تھے۔ ان کے مستقبل کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ جلا وطنی کی تلوار ان کے سروں پر لٹک رہی تھی۔ مسلمانوں کے ہاتھوں میں تلوار نہ تھی۔ لیکن ''الحق یعلو ولا یعلی ''یعنی'' حق غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا'' کے مطابق شاہی دربار میں حق کی صداقت کا پرچم لہرایا یہاں تک کہ نجاشی بادشاہ نے اسلام کی صداقت کا اعتراف کیا اور دولت ایمان سے مشرف ہوا تو کیا شاہ حبشہ نجاشی نے تلوار کے خوف سے اسلام کی صداقت کا اعتراف کیا تھا؟ ہرگز نہیں، بلکہ معاملہ برعکس تھا۔ تلوار مسلمانوں کے ہاتھوں میں نہیں بلکہ بادشاہ کے تصرف میں تھی۔ بادشاہ کے ادنیٰ اشارے پر مسلمانوں کی گردنیں دھڑ سے الگ ہو سکتی تھیں۔ بادشاہ مختار تھا مجبور نہ تھا۔ اس نے تلوار کے خوف سے اعتراف حق نہیں کیا تھا بلکہ کلام اللہ کی ''لاریب یت'' نے اس کے دل کو حق پذیر کیا تھا۔

شاہ حبشہ نجاشی ان سعادت مندوں میں سے ہیں جن کی نماز جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ ۹ ہجری میں شاہ حبشہ نے رحلت کی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس دن شاہ حبشہ نجاشی نے وفات پائی نبی کریم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آج تمہارے بھائی مرد صالح اصحمہ نے وفات پائی۔ اٹھو اور ان کی نماز جنازہ پڑھو اور اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو۔ اس کے بعد ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے اور ہم نے عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھی۔ (حوالہ مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۶۳۷)

ایک ضروری امر کی وضاحت پیش خدمت ہے کہ جنازہ غائب کی نماز پڑھنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جائز ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ جائز نہیں کیونکہ نماز جنازہ کے شرائط میں سے یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کے سامنے میت کا موجود ہونا ضروری ہے اور غائب کی نماز جنازہ پڑھنے میں نماز پڑھنے والوں کے سامنے میت موجود نہیں ہوتی۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نجاشی بادشاہ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا ذکر مذکورہ بالا حدیث حضرت جابر میں ہے۔ اس کا جواب ائمہ دین یہ دیتے ہیں کہ

marfat.com

نجاشی بادشاہ کے قصے میں بھی وہ نماز جنازہ غائب پر نہ تھی بلکہ زمین کو لپیٹ کر نجاشی بادشاہ کا جنازہ عالم "ماکان وما یکون" غیب جاننے والے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ظاہر کر دیا گیا تھا یا جنازہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا کیا تھا۔ علاوہ ازیں نماز جنازہ میں مقتدیوں کا جنازہ دیکھنا شرط نہیں۔ اگر امام نے جنازہ دیکھ کر پڑھائی تو امام کا دیکھنا مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔

شیخ الاجل، امام العدل، علامہ محمد بن عمرو واقدی رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نجاشی کے جنازہ کو پیش نظر کر دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے ملاحظہ فرما کر جنازہ کی نماز پڑھی۔

marfat.com

حقانیت کی وجہ سے اسلام پھیلا

☆ ۶۱۴ء: یعنی نبوت کے اعلان کے چھٹے سال مکہ معظمہ کی قوم قریش کے سب سے زیادہ غیرت مند، شہ زور، شجاع اور بہادر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ایمان لائے۔ ان کے ایمان لانے کے تین روز کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ حضرت عمر کے ایمان لانے کا واقعہ بھی حیرت انگیز ہے۔ ان کو پتہ چلا کہ ان کی بہن فاطمہ اور ان کے بہنوئی حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کی جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ یہ دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنی بہن کے پاس گئے اور خوب پیٹا یہاں تک کہ وہ لہولہان ہوگئیں۔ ان کی بہن نے کہا کہ تم چاہو تو مجھے قتل کر دو لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں مسلمان ہوگئی ہوں۔ تھوڑے وقفہ کے بعد حضرت عمر فاروق نے اپنی بہن سے فرمایا کہ میں جب گھر میں داخل ہوا تب تم اور سعید بن زید کچھ پڑھ رہے تھے۔ مجھے دکھاؤ کہ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے کہا کہ تم ناپاک اور مشرک ہو اور ہم ایسی کتاب پڑھ رہے تھے کہ جس کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ حضرت عمر نے غسل فرمایا اور سورہ طٰہٰ کو پڑھنا شروع کیا اور آپ پر گریہ طاری ہوگیا اور آپ نے اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ (مواہب لدنیہ، از علامہ احمد بن محمد المصری القسطلانی)

حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں مکہ معظمہ کے بہادروں میں شمار ہوتے تھے ان دونوں کو اسلام قبول کرنے پر کس نے تلوار دکھا کر مجبور کیا تھا؟ بلکہ حضرت عمر تو تلوار لے کر اپنی بہن اور بہنوئی کو مارنے گئے تھے لیکن قرآن مجید کی حقانیت سے اتنے متاثر ہوئے کہ جس تلوار سے اپنے بہن بہنوئی کو مارنے گئے تھے اس تلوار سے اپنے کفر کو کاٹ ڈالا اور ایمان کی لازوال دولت سے مالا مال ہو گئے۔

☆ ۶۱۹ء: یعنی اعلان نبوت کے گیارہویں سال ایام حج میں مدینہ طیبہ کے قریبی علاقہ خزرج کا ایک وفد مکہ معظمہ آیا۔ اس وقت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بمقام منیٰ عقبہ کے قریب تشریف فرما تھے۔ وہ وفد حاضر خدمت اقدس ہو کر اسلام سے مشرف ہو کر مدینہ منورہ لوٹا۔ مدینہ منورہ میں ہر گھر اور ہر مجلس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہونے لگا۔ سال آئندہ مدینہ طیبہ سے ایک دوسرا وفد حاضر بارگاہ رسالت ہو کر ایمان سے مشرف ہوا اور اس وفد میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔ اس وفد کی خواہش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا تا کہ وہ اہل مدینہ کو قرآن کی تعلیم دیں اور دین کے مسائل سکھائیں۔ اسی سال مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز شروع ہوئی۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اشاعت دین میں سعی بلیغ فرمائی۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں نور ایمان کی ضیائیں تاباں

marfat.com

ہوئیں اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اسلام کی صداقت کا پھریرا مدینہ طیبہ میں لہرانے لگا۔

(حوالہ: مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد۲ ص ۸۴ تا ص ۸۶)

☆ ۶۲۱ء: یعنی اعلان نبوت کے تیرہویں سال حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ انصار کی ایک کثیر جماعت لے کر حج کے زمانے میں مکہ معظمہ آئے۔ مدینہ طیبہ سے مشرکین بھی کافی تعداد بارادۂ حج مکہ معظمہ آئے ہوتے تھے۔ حضرت مصعب کے ساتھ قوم اوس اور قوم خزرج کے پانچ سو آدمی آئے ہوئے تھے۔ یہ تمام لوگ مدینہ سے آئے ہوئے مشرکوں سے چھپ کر عقبہ کے قریب پہاڑ پر جمع ہوئے وہاں حضور اقدس سید المرسلین تشریف لے گئے اور تمام کو بیعت اسلام سے مشرف فرمایا۔ مدینہ سے آئے ہوئے اس وفد میں بارہ حضرات مدینہ کے رؤسا اور اکابر تھے۔ دولت ایمان سے سرفراز ہونے کے بعد ان میں ایسا ایمانی جذبہ اور ولولہ پیدا ہوا کہ اس وفد میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو اس وقت منیٰ میں جو مشرکین جمع ہیں ان کو تلوار کی دھار پر رکھ لیں اور قتل کر دیں۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے کہ تلوار سونتوں اور مشرکوں کے ساتھ جنگ کروں''۔ اس کے بعد انصار کا وہ قافلہ مدینہ منورہ لوٹا۔

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ لوٹتے وقت انصار کے قافلے نے بارگاہ رسالت میں التماس وگزارش کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر آپ ہمارے ساتھ مدینہ طیبہ تشریف لے چلیں تو زہے سعادت! آپ جو بھی حکم فرمائیں گے ہم جان و دل سے تابع فرمان ہوں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''مجھے ابھی مکہ معظمہ سے نکلنے کا حکم نہیں ہوا ہے اور میری ہجرت کے لئے کوئی مقام متعین نہیں کیا گیا ہے۔ جس وقت بھی حکم ہوگا اور جہاں کے لئے بھی حکم ہوگا وہاں کو ہجرت کروں گا''۔ یہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ کے قافلے کو رخصت فرما دیا۔ جب مکہ معظمہ کے کفار کو پتہ چلا کہ انصار مدینہ کا قافلہ یہاں آیا تھا اور اسلام قبول کر کے واپس لوٹ گیا ہے تو وہ حسد کی آگ مین جل اٹھے۔ حسرت ویاس سے سینہ پر ہاتھ مارنے لگے اور ذلت وندامت کی خاک سے اپنے سروں کو آلودہ کرنے لگے۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد۲ ص ۸۷ تا ۹۰)

قارئین توجہ فرمائیں کہ مدینہ منورہ سے جوق در جوق مکہ معظمہ آکر اسلام قبول کرنے کی لوگوں کو کس نے ترغیب دی؟ کس نے مستعد کیا؟ کس نے آمادہ کیا؟ صرف اور صرف اسلام اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت نے۔ اسلام میں داخل ہونے والے ان شیدائیوں کو کسی نے تلوار دکھا کر ڈرایا تھا یا دھمکی دی تھی کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ گردن کاٹ دی جائے گی۔ ہرگز نہیں بلکہ ایمان لانے والے انصار کی جماعت کفار ومشرکین سے خوفزدہ تھی اسی لئے تو خفیہ طور پر عقبہ کے قریب واقع ایک پہاڑ پر جمع ہو کر داخل اسلام ہوئے تھے۔ ان حضرات کو مسلمانوں کی تلواروں کا مطلق خوف نہ تھا۔ البتہ کفار ومشرکین کی بتشدد شمشیروں سے ضرور خائف تھے۔ اسلام کے عالمگیر پیغام امن وامان کا تو انہوں نے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کر لیا کہ جب وفد میں سے ایک شخص نے کفار ومشرکین پر تلوار زنی کی اجازت طلب کی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرما دی۔

☆ ۶۲۲ء: شجر اسلام کو پروان چڑھتا دیکھ کر کفار ومشرکین بوکھلا گئے۔ اسلام کی روشنی ہدایت کو مزید پھیلتی روکنے کے لئے

marfat.com

انہوں نے تمام ترکیبیں آزمالیں لیکن ناکام و نامراد رہے۔ لہٰذا ترکش کا آخری تیر استعمال کرتے ہوئے مشرکین نے دارالندوہ میں شیخ نجدی کی رائے اور مشورے سے اتفاق کرتے ہوئے یہ طے کیا کہ آفتاب نبوت و رسالت کی روشنی کو بشکل اسلام پھیلنے سے ہم نہیں روک سکتے تو اب یہ کرو کہ آفتاب رسالت کو ہی غروب کردو یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کردو تاکہ نہ آفتاب رہے نہ اس کی روشنی پھیلے۔ گویا کہ کفار نے ''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری'' والی کہاوت پر عمل کرنے کا مصمم اور پختہ ارادہ کر کے جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی سازش کی لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے فاسد ارادے سے مطلع فرمادیا اور آپ نے ۶۲۲ء میں مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت فرمائی۔

جب اہل مدینہ کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی اطلاع ملی تو مدینہ منورہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لوگ فرط مسرت سے جھوم اٹھے اور آپ کا شاندار استقبال کرنے کی غرض سے روزانہ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر منتظر رہتے۔ بالآخر وہ وقت بھی آپہنچا کہ آفتاب رسالت و ماہتاب نبوت جانِ عالم و رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدوم میمنت لزوم فرمایا۔ وہ دن دوشنبہ مبارکہ کا تھا اور اسی دن سے ہجری سن (قمری ہجری) لکھنے کی ابتداء ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں رونق افروز ہونے کے بعد مسجد قبا شریف کی تاسیس وتعمیر فرمائی اور یہ وہ پہلی مسجد ہے جو اسلام میں تعمیر کی گئی اور یہ وہ پہلی مسجد ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر اسلام لانے کے لئے لوگوں کا تانتا لگ گیا، اطراف کے علاقوں اور قرب وجوار کے دیہاتوں سے گروہ بندی سے لوگ آکر داخل اسلام ہونے لگے اور اسلام نے تقویت و غلبہ حاصل کرنا شروع کیا اور مدینہ منورہ مرکز اسلام کی حیثیت سے مشہور و معروف ہونے لگا۔ شمع رسالت کے پروانوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا۔ یہ تمام واقعات ۶۲۲ء یعنی ۱ھ ہجری کے ہیں اور اس وقت تک رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن جہاد نہ ملا تھا۔ اس وقت تک کوئی بڑی جنگ تو درکنار بلکہ معمولی مقاتلہ بھی رونما نہ ہوا تھا لیکن ہزاروں کی تعداد میں لوگ مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ ان تمام کو کیا تلوار کے بل بوتے پر مسلمان بنایا گیا تھا؟ ''حَاشَا لِلّٰہِ حَاشَا لِلّٰہِ''! رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلکش و دل رُبا شخصیت، آپ کی شیریں مقالی، تواضع، انکساری، اخلاقی محاسن اور اسلام کے حیات بخش اصولوں نے لوگوں کو ایسا گرویدہ اور فریفتہ کردیا تھا کہ اپنے آبائی باطل دین کو لمحۂ واحد میں ترک کر کے پرستار حق میں شامل ہو گئے۔

• ۶۲۲ء ۱ھ ہجری: یہاں ایک ضروری امر کی بھی وضاحت کرنا لازمی ہے کہ مدینہ منورہ میں جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر جو لوگ بشوق و اشتیاق داخل اسلام ہو رہے تھے۔ ان میں قوم کے ادباء، فضلاء، امراء، علماء، صلحاء، رؤساء، امراء اور حکماء بھی شامل تھے۔ وہ تمام صرف رواروی، رواداری یا دیکھا دیکھی کی وجہ سے اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو دیکھا، جانچا، ٹٹولا، پرکھا اور صداقت پر مبنی پا کر اقرار توحید و رسالت کیا تھا۔ یہاں تک کہ اسلام کی سخت ترین دشمن قوم یہود کے جید اور مایہ ناز علماء و فضلاء نے بھی سابقہ کتب سماوی کی روشنی میں اسلام کو حق پایا اور دولت ایمان کی سعادت حاصل کی۔ مثلاً:

marfat.com

حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا

حضرت عبداللہ بن سلام حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ ان کا شمار اکابر علماء یہود میں ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں قدم رنجہ ہوئے اور لوگ آپ کی مجلس مبارک کی حاضری میں سبقت کرنے لگے تو میں بھی ان کے ہمراہ حضور کی بارگاہ میں باریابی سے مشرف ہوا۔ جب میری پہلی نظر آپ کے روئے انور پر پڑی تو میں نے جان لیا کہ یہ کذابوں یعنی جھوٹوں کا چہرہ نہیں ہے۔ پھر میں نے آپ کی زبان اقدس سے پند ونصیحت کے ارشادات سماعت کئے۔ بعدہٗ اپنے گھر لوٹ آیا۔ آپ کی گفتگو سے میں بہت متاثر ہوا تھا لہٰذا دوسری مرتبہ خلوت میں حضور کی خدمت میں حاضری دی۔ اس وقت کی حاضری میں میں نے عالم ماکان و مایکون سے تین ایسے سوالات کئے جس کا جواب نبی کے سوا دوسرا کوئی نہیں دے سکتا۔ جب میں نے اپنے سوالوں کا شافی اور کافی جواب سنا تو باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام نے اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہود ایسی قوم ہے جو کذب و بہتان میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ باوجود کہ وہ میرے علم، میری سیادت اور سرداری کے قائل ہیں لیکن جب ان کو پتہ چلے گا کہ میں ایمان لے آیا ہوں تو وہ بہتان باندھیں گے۔ لہٰذا آپ میرا ایمان لانا ان پر پوشیدہ رکھ کر پہلے میرے بارے میں ان کی رائے دریافت فرمالیں چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پوشیدہ مقام میں بٹھا دیا اور یہودیوں کی ایک جماعت کو بلا کر حضرت عبداللہ بن سلام کے متعلق پوچھا کہ وہ کیسے شخص ہیں؟ تمام نے یک زبان ہو کر کہا کہ ''وہ ہمارے سردار، ہمارے سردار کے فرزند، ہم میں سب سے زیادہ عالم، ہمارے پیشوا، ہم میں بہترین، ہم میں دانا ترین ہیں''۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت یہود سے بار بار حضرت عبداللہ بن سلام کے متعلق پوچھا۔ ہر مرتبہ انہوں نے یہی جواب دیا اور ان کی تعریف و توصیف کے پل باندھے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن سلام باہر آؤ۔ حضرت عبداللہ بن سلام کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے باہر آئے اور فرمایا: اے گروہ یہود! ایمان لے آؤ۔ اس پر گروہ یہود نے کہنا شروع کیا کہ عبداللہ بن سلام ہم میں بدترین و جاہل ہیں اور بدترین اور جاہل ترین کے فرزند ہیں۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۱۰۷ تا ۱۱۳)

اس کو کہتے ہیں بغض و عناد، تھوڑی دیر پہلے جنہوں نے اپنی زبانوں سے ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ جس کی تعریف میں آسمان و زمین کے قلابے ملا دیئے تھے وہی لوگ اسی نشست میں، اسی زبانوں سے چند لمحوں کے بعد حضرت عبداللہ بن سلام کی تذلیل میں آسمان سر پر اٹھا رہے تھے۔ صرف اسلام قبول کرنے کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن سلام اپنی قوم کی نظروں میں مدح وثنا کے بجائے طعن و تشنیع کے مستلزم سزا ہو گئے تھے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے قوم یہود کی افترا پروری سے قطع نظر فرما کر صداقت و ہدایت سے منحرف نہ ہوئے۔ کیا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی گردن پر تلوار کی دھار رکھ کر ایمان لانے پر مجبور کیا گیا تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ ان کو اسلام سے منحرف کرنے کے لئے قوم یہود نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا

marfat.com

مگر وہ اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا البتہ مسلمانوں کو تلوار سے اسلام سے پھرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر اسلام تلوار سے پھیلا ہوتا تو اسلام لانے والے تلوار کے خوف سے اسلام سے پھر جاتے اور مرتد ہو جاتے لیکن تمام باطل طاقتیں متحد ہو کر بھی مسلمانوں کے اعتقاد و یقین میں تزلزل برپا نہ کر سکے اور مسلمان دین حق پر ثابت قدمی سے جمے رہے اور رہیں گے۔

''حکم جہاد کیوں نازل ہوا؟''

اسلام کی بڑھتی ہوئی شان و شوکت دیکھ کر کفار و مشرکین کے ساتھ ساتھ یہود و نصاریٰ بھی حسد و عناد میں تلملا اٹھے۔ قوم یہود و نصاریٰ کے دین کے عالم اسلام میں علی الاعلان داخل ہوئے مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام۔ اسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہ جو اصفہان کے رہنے والے تھے، انہوں نے دین کی تلاش میں دور و دراز کی مسافرت کی تھی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دین نصرانی اختیار کیا تھا اور انجیل کے زبردست عالم تھے۔ جب انہوں نے مدینہ منورہ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا شرف حاصل کیا تو انہوں نے حضور اقدس میں وہ اوصاف جمیلہ پائے جو انہوں نے انجیل میں نبی آخر الزمان کی تعریف میں پڑھے تھے لہٰذا وہ بھی ایمان لا کر اسلام میں داخل ہو گئے۔ علاوہ ازیں روزانہ گروہ کے گروہ امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح آتے اور شمع نبوت و رسالت پر پروانہ وار نچھاور ہوتے تھے لہٰذا ادیان باطل کے سرغنہ کے سروں پر خون سوار ہو گیا۔ مدینہ منورہ کے مشرکین و یہود نے مکہ معظمہ کے کفار و مشرکین سے رابطے بڑھائے اور اسلام دشمنی پر ہاتھ ملائے اور اسلام کی بیخ کنی کے لئے کمربستہ ہوئے۔ مکہ معظمہ، خیبر، وغیرہ مقامات پر فوجیں تشکیل دی جانے لگیں۔ جنگی ہتھیار بھاری تعداد میں جمع کئے جانے لگے۔ علاوہ ازیں سماجی اور معاشرتی زندگی میں انہوں نے مسلمانوں کو سخت اذیتیں دینی شروع کیں۔ ظلم و جفا کا بازار گرم کیا۔ بلکہ مسلمانوں پر ظلم کرنے میں فخر اور فلاح محسوس کرنے لگے۔ بچے بوڑھے، عورتیں، ضعیف، بیمار اور ناتواں کو ستانے میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مسلمان ان کے ظلم و تشدد کا آئے دن شکار ہوتے تھے۔ مجروح و زخمی ہو کر بارگاہ رسالت میں آتے اور ظالموں کے مظالم کی شکایتیں کرتے لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مظلومین کو صبر و تحمل کرنے کی تلقین فرماتے۔

حالات ایسے رونما ہو گئے تھے کہ کفار و مشرکین کی جرأتیں دن بدن بڑھتی جا رہی تھیں۔ اپنے مسلمان بھائیوں پر کئے جانے والے ظلم و ستم دیکھ کر صاحب استطاعت، شہ زور، شجاع اور ذی قوت مومنین کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا، قوت ضبط و تحمل جواب دے چکتی تب وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر جنگ و قتال کی اجازت طلب کرتے لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہی ارشاد فرماتے کہ مجھے جہاد کرنے کا حکم نہیں ملا۔ مسلمانوں کا صبر کرنا اور جواب نہ دینا محض رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین صبر کی بناء پر تھا، حالانکہ اب مسلمان ایسی پوزیشن میں تھے کہ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دے کر ظالموں کے دانت کھٹے کر سکتے تھے۔ لیکن مسلمانوں نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سر پر چڑھایا اور جوابی کارروائی کی طرف

marfat.com

التفات نہ کیا جس کا کفار و مشرکین نے غلط مفہوم اخذ کیا کہ مسلمان ہم سے ڈرتے ہیں یا مسلمانوں میں ہمارا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں لہٰذا ان کے حوصلے خوب بلند ہوئے اور ظلم کی آگ کے شعلے مزید تیز بھڑکنے لگے۔ جب ظالموں کے ظلم کی کوئی انتہاء نہ رہی اور پانی سر سے اونچا ہو گیا تب مشیئت الٰہی نے ظالموں کی سرکوبی کے لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ ۲ ہجری یعنی ۶۲۳ء میں جہاد کی اجازت وحکم نازل ہوا۔

۲ ہجری میں جہاد کا حکم نازل ہونے کے بعد غزوات وسرایا کا آغاز ہوا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جنگ بدر ۶۲۳ء میں شرکت فرمائی اور سب سے آخری غزوہ کہ جس میں آپ تشریف فرما تھے۔ وہ غزوہ جیش العسرت ۶۳۰ء (تبوک ۹ ہجری) ہے۔ یعنی آپ نے اپنی ظاہری حیات کے صرف آٹھ سال ہی غزوات میں شرکت فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے جن جن غزوات میں شرکت فرمائی ہے وہ تمام غزوات دفع ضرر اور طغیان کے لئے ہی تھے آپ کی حیات طیبہ میں جو غزوات وقوع پذیر ہوئے وہ ظلم ڈھانے کے لئے نہیں بلکہ ظلم کو ڈھانے کے لئے تھے۔ آپ نے مظلوم پر اُٹھنے والی ظالم کی تلوار کو روکنے کے لئے تلوار اٹھائی تھی۔ ظلم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے بے سہارا مظلوموں کو نجات دلانے کے لئے آپ نے ظلم کی زنجیروں پر تلوار کی کاری ضربیں لگا کر ان زنجیروں کو پاش پاش فرما دیا اور عالم دنیا کو یہ پیغام عنایت فرمایا کہ ظالم کو ظلم کرنے سے روکنے میں دوہری بھلائی ہے۔ پہلی یہ کہ ظالم کو ظلم سے باز رکھنے میں اس کی بھلائی ہے اور مظلوم کو ظلم کا شکار ہونے سے بچانے میں مظلوم کی بھلائی ہے۔

اگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد نہ فرماتے تو ظلم کی روک تھام نہ ہوتی اور ظلم کو بڑھتے روکنا انسانیت کا اہم فریضہ و تقاضا ہے۔ ظلم کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے ہونا اور اس کا دلیرانہ مقابلہ کرنا بہادری کی علامت ہے اور اس کے برعکس ظلم کو دیکھ کر گھٹنے ٹیک دینا اور سر پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا۔ بزدلی اور کاہشی ہے۔ اس قسم کی بزدلی دکھانے سے ظالم کے حوصلے اور بڑھیں گے اور معاشرے سے امن وامان دائمی طور پر رخصت ہو جائے گا۔ اپنی حقیقی دختر کو اپنے ہی ہاتھوں زندہ دفن کرنا، شراب کے نشے میں دھت ہو کر کسی بھی شریف عورت کی عصمت کُشی کرنا، عورت کو دل بہلانے کا کھلونا سمجھ کر اس کے ساتھ وحشیانہ سلوک کرنا، چوری ڈکیتی، قزاقی، لوٹ مار، امانت میں خیانت، دغا، فریب، دھوکہ بازی، جواء، شراب، زنا، کسی کا مال ناجائز طور پر دبا لینا، بے حیائی، عریانی، فحش کلامی، بیجا تہمت وغیرہ افعال رذیلہ وشنیعہ سے معاشرے کو پاک وصاف کرنا انسانیت کا اولین اخلاقی فریضہ ہے۔ جب تک یہ اُمور قبیحہ کو رخصت نہ کیا جائے گا وہاں تک دختر پروری، پارسائی، دیانت داری، پرہیزگاری، پاک دامنی، ہمدردی راست کلامی، حیا داری، امانت داری، صدق گوئی وغیرہ اخلاقی محاسن کی فضاء قائم کرنا دشوار ہوتا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم دنیا کو امن وامان کا ہی پیغام دیا ہے اور امن وامان کی بنیادیں مستحکم کرنے کی ارادت سے ہی آپ نے جہاد فرمایا تاکہ ستم شعار اور ستم ظریف لوگوں کی ستم گاری کی جڑیں اکھاڑ کر اس کا صحیح معنی میں استیصال کیا جائے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا تھا اور آپ کی رحمت عامہ سے پوری کائنات

marfat.com

بہرہ مند ہوئی ہے اور ہوتی رہے گی لہٰذا آپ نے رحمت کا پہلو اختیار فرما کر ہی جہاد فرمایا تھا۔ جسم کے چھوٹے عضو مثال کے طور پر ہاتھ کی انگلی میں جذام (Leprosy) کا مرض لاحق ہو جائے اور طبیب حاذق کہے کہ اگر انگلی کو کاٹ کر جسم سے الگ نہیں کی گئی تو یہ مرض پورے بدن میں پھیل جائے گا ایسی صورت میں ذی عقل شخص فوراً ہی طبیب حاذق کی رائے پر عمل پیرا ہوگا۔ حکیم صاحب پر یہ الزام قطعاً عائد نہیں کیا جائے گا کہ حکیم جی ہاتھ کی انگلی کے پیچھے پڑ گئے ہیں اور انگلی کو قتل کرنے کے درپے ہوئے ہیں۔ یقیناً جذام سے موثر ہونے والی انگلی کٹنے سے جسم کو تھوڑی دیر کے لئے ایذاء و تکلیف ہوگی لیکن اس کے نتیجہ میں پورا جسم مہلک مرض سے محفوظ رہے گا۔ اسی طرح کسی شریف آدمی کے مکان میں کوئی بدمعاش گھس جائے اور ننگی تلوار دکھا کر صاحب خانہ کی جوان بیٹی کی عزت وعصمت لوٹنا چاہے ایسی صورت میں اس شریف آدمی پر فرض ہے کہ وہ اپنے ہاتھ میں تلوار تھامے اور اپنی نور چشم کی عصمت وعفت کی حفاظت کرے۔ اگر اس نے وقت کی نزاکت سے لاأبالی پن کیا اور میں شریف آدمی ہوں، تلوار ہاتھ میں لینا میرا کام نہیں، اس زعم وگمان میں رہا اور عزت لوٹنے والے کا مقابلہ نہیں کرے گا تو اس کی نظروں کے سامنے اس کے خاندان کی عزت ملیامیٹ ہو جائے گی۔ اس کا خاندان، اس کا سماج اور اس کی وہ بیٹی کہ جس کی عزت لوٹی گئی ہے۔ وہ اس کی بزدلی پر ملامت کرے گی اور اس کو کبھی معاف نہیں کرے گی بلکہ خود اس کا ضمیر بھی اس پر زندگی کی آخری سانس تک لعن طعن کرتا رہے گا۔ اگر اس نے اپنی بیٹی کی عزت بچانے کے خاطر تلوار اُٹھالی ہوتی تو اس کی شرافت پر کوئی حرف نہیں آتا بلکہ اس کی عزت کو چار چاند لگ جاتے کیونکہ اس وقت کا تقاضا یہی تھا کہ تلوار اُٹھا کر ظالم کے پنجہ ستم سے مظلوم کی حفاظت کی جائے۔ اس مثال کو ذہن نشین رکھتے ہوئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات پر منصفانہ اور عادلانہ نظر کر کے غیر جانبدارانہ تجزیہ کریں گے تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ آپ نے انسانیت کی عزت وآبرو بچانے کے لئے ظلم و جفا کی بربریت کے سامنے ہی تلوار اٹھائی تھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم دیا اس سے پہلے آپ نے کبھی بھی کسی سے، کہیں بھی، کوئی بھی جنگ نہ کی تھی۔ اس کے باوجود آپ نے جو جنگی امور انجام دیئے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ کیونکہ:

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم عطا فرمائے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم اولین و آخرین عطا فرمائے تھے۔ اور حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی عطا وعنایت سے ''عالم ما کان وما یکون'' کے منصب اعلیٰ پر فائز تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے انسان کامل اور بے مثل ومثال بنایا۔ اپنے محبوب کو جو علم عطا فرمایا وہ بھی تمام مخلوق میں بے مثل ونظیر تھا۔ آپ کے تبحر علمی کو دیکھ کر آج بھی ماہرین علم وفن انگشت بدندان ہیں۔ کیونکہ:

☆ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پارہ ۵، رکوع ۱۴، سورہ النساء، آیت ۱۱۳)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب وحکمت کے اسرار وحقائق پر مطلع کیا''۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۱۷۴)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے تھے تو ان علوم میں علم حرب یعنی جنگی معاملات کا علم بھی شامل ہے۔ آپ نے اپنے رب کی عطا سے میدان کارزار میں جس طریقے سے اسلامی لشکر کی قیادت فرمائی ہے وہ ایک سپہ سالار اعظم (Commander inchief) کی شایان شان تھی۔ آلات حرب سے آراستہ بھاری تعداد کے لشکر کفار کے سامنے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بے سروسامان اور کم تعداد کے اسلامی لشکر کو ایسی اعلیٰ ترتیب سے مرکب فرماتے کہ یلغار و دفاع کے لوازمات کی کامل طور پر ادائیگی ہو جاتی۔ میمنہ اور میسرہ کی تشکیل، مقدمہ وعقب کا اختصاص، قلب و وسط کا تقرر، صف بندی، اختلاط افراد، وغیرہ امور میں جنگی مہارت وتجربہ کی پختگی عیاں ہوتی۔ رزم گاہ کا جغرافیہ، کمین گاہ کا انتخاب، لشکر کے ہر فرد پر نگرانی، حوصلہ افزائی، جیسے باریک باریک امور کی طرف توجہ کرنا اوران میں کوتاہی نہ ہو اس کا خیال رکھنا۔ مجاہدین کو فضیلت جہاد، راہِ خدا میں قتال کرنے کا اجر عظیم اور بشارت جنت کا مژدہ سنا کر ان میں جوش اور ولولہ پیدا کرنا، دشمن کے مقابلے میں آہنی دیوار کی طرح جمے رہنے کی ترغیب دینا، باہمی ربط وتسلسل برقرار رکھتے ہوئے ہر محاذ سے الگ الگ طرح طرح سے حملہ آور ہونے کی تعلیم نے مٹھی بھر مجاہدوں میں وہ مہارت پیدا کر دی کہ دشمن کا زور آور لشکر پیٹھ دکھا کر راہ فرار اختیار کرنے میں ہی اپنی خیریت وعافیت محسوس کرتا۔ کیونکہ مجاہدین اسلام کی کفن بردوش مختصر سی جماعت

marfat.com

مشرکین کے کثیر لشکر کی صفیں کی صفیں دم بھر میں اُلٹ کر رکھ دیتی تھی۔ اپنے کو بہت بڑا شجاع، ماہر فن جنگ اور آلات جنگ کے استعمال کا کہنہ تجربہ کار سمجھنے والا اور تکبر وغرور کے نشے میں اپنا پاؤں زمین پر نہ رکھنے والا کوئی سرکش جب کسی نحیف اور ناتواں اسلامی مجاہد سے ٹکرایا تو صرف ایک گرداوے میں اس کی ناک خاک آلود ہو جاتی۔ اپنی جسمانی طاقت کے گھمنڈ میں اترانے والا ثقیل جسامت کا کوئی مشرک جب کبھی کسی لاغر جسم والے اسلامی مجاہد سے بھڑا تو اسلامی مجاہد کی روحانی طاقت نے اس کی پسلیاں پیس کر رکھ دیں۔

اپنے لشکر کی بھاری اکثریت اور آلات حرب کی بہتات پر اعتماد رکھ کر اپنی کامیابی اور غلبہ کا یقین رکھنے والا سرکش جب مجاہدوں کی قلیل جماعت سے ٹکرایا تو ایک ہی ضرب میں وہ خاک وخون میں تڑپتا نظر آنے لگا۔ اپنی شجاعت اور بہادری کے گن گانے رجز کے فخریہ اشعار پڑھ کر گلا پھاڑ پھاڑ کر ڈکارنے والے کا کلیجہ مجاہدین اسلام کی صدائے تکبیر وتہلیل سنتے ہی پھٹ جاتا۔ جب میدان جنگ میں دونوں لشکر آمنے سامنے ہوتے تب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر کی صف بندی کرنے بنفس نفیس لشکر میں گشت فرماتے اور لشکر کے ہر فرد کو تنبیہہ فرما کر اس طرح قطار بند کھڑے کرتے کہ کوئی شخص بھی قطار سے بسرِ مُو تجاوز نہ کرتا اور صفیں سیدھی کر کے، ایک دوسرے سے ملحق ہو کر جب استادہ ہوتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ آہنی دیوار قائم کر دی گئی ہے۔ جس کو پھاندنا امر محال ہے۔ لشکر کفار کے روساء اسلامی لشکر کی صف بندی دیکھ کر متحیر اور متعجب ہوتے اور ان کے دلوں پر اسلامی لشکر کا رعب اور دبدبہ چھا جاتا۔ جنگ کے فن میں مہارت رکھنے والے بڑے بڑے سردارانِ مشرکین اپنے لشکر میں صف بندی کرنے کے معاملے میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہارت کے سامنے طفلِ مکتب کی بھی حیثیت نہ رکھتے تھے۔ اسلامی لشکر کی صف بندی دیکھ کر دشمن کے لشکر پر ایسی ہیبت بر پا ہوتی کہ وہ بوکھلا جاتے تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو مجاہدین اسلام کی میدان جہاد میں کی جانے والی صف بندی کی موزونیت اتنی پسند آئی کہ قرآن مجید میں سورہ ''الصف'' نازل ہوئی اور مجاہدین کی صف بندی کی تعریف کی گئی۔

☆ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (پارہ ۲۸، رکوع ۹، سورہ الصف، آیت ۴)

ترجمہ: بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا (صف) باندھ کر، گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی (سیسہ پلائی دیوار) (کنز الایمان)

تفسیر: یعنی ایک سے دوسرا ملا ہوا، ہر ایک اپنی جگہ جمع ہوا، دشمن کے مقابل سب کے سب مثل شے واحد کے۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۹۴)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ کے ۵۵ سال بسر فرمانے کے بعد سب سے پہلی مرتبہ ۶۲۳ء بمطابق ۲ ہجری میں جنگ بدر میں شرکت فرمائی۔ پہلی ہی جنگ میں آپ نے لشکر کی ترتیب اور تہدید ایسے بہترین سلیقہ سے انجام دی کہ دنیا کے سامنے ایک مثال قائم فرما دی۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام علوم وفنون کے ساتھ

marfat.com

ساتھ علم وفنِ حرب بھی ودیعت فرمایا تھا۔ علاوہ ازیں علم غیب کی وجہ سے آپ تمام حوادث پر مطلع تھے۔

☆ جنگ بدر کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ میدان جنگ کا معائنہ فرمایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا: ''یہ فلاں کے مرکر گرنے کی جگہ ہے، یہ فلاں کے مرکر گرنے کی جگہ ہے، یہ فلاں کا مقتل ہے، اور یہ فلاں کی جائے کُشتن ہے اور ایک ایک مارے جانے والے کا نام اور اس کے مقتل کا نشان بتایا اور ان میں سے کوئی ایک بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی جگہ کے برخلاف نہ مارا گیا چنانچہ اس جگہ سے ایک بالشت بھی تفاوت وتجاوز نہ ہوا''۔

(حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۱۴۴ اور ۱۴۷)

مذکورہ واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ غیب بتانے والے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانہ غیب سے علم غیب عطا فرمایا تھا اور آپ یہ جانتے تھے کہ کون، کب، کس طرح اور کہاں مرے گا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جنگ میں باریک بینی سے فوج کی تدوین فرمائی اور اس امر کا بڑی پابندی سے لحاظ فرمایا کہ مجاہدین کا حوصلہ ہر حال میں برقرار رہنا چاہئے۔ لہٰذا ان کے جذبات کو فروغ دینے کے لئے جہاد کی فضیلت کے تعلق سے نازل شدہ آیات قرآنی کو تلاوت فرما کر اور اجر عظیم کی بشارت سنا کر شجاعت کا ولولہ پیدا فرماتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ نے جنگ کے تعلق سے کارآمد نئے امور بھی ایجاد فرمائے۔ مثلاً:

☆ عَلَم:

میدان جنگ میں سپاہی اپنی بہادری اور جوانمردی کا بھرپور استعمال کر کے لڑائی کے کرتب دکھا کر دادِ شجاعت حاصل کرتا ہے لیکن ہر سپاہی کی دلیری کا مدار سردار پر ہوتا ہے۔ اگر لشکر کا سردار مارا جاتا ہے تو پورے لشکر کا حوصلہ پست ہو جاتا ہے اور لشکر شکست سے دوچار ہوتا ہے کبھی کبھی سردار لشکر کے مارے جانے کی غلط افواہ بھی اُڑتی ہے جس کے نتیجہ میں لشکر میں انتشار و اختلال پھیلتا ہے۔ جس کی وجہ سے لڑنے والوں کے حوصلے ٹوٹ جاتے ہیں۔ لہٰذا سردار لشکر کا بقید حیات رہنا لشکر کے لئے روح رواں کے مترادف ہے۔ اسی نظریہ کے تحت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم مشروع کیا اور لشکر کے سردار کے ہاتھ میں عَلَم دیا جانے لگا تا کہ لشکر کا سپاہی دور سے علم دیکھ کر مطمئن رہے کہ میرے لشکر کا سردار سلامت ہے۔ علم کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جس کے ہاتھ میں علم ہوتا ہے وہ تھوڑے وقت کے وقفہ کے بعد علم کو جنبش دیتا ہے یعنی زور سے ہلاتا ہے اور یہ ایک قسم کا اشارہ (Signal) ہوتا ہے کہ میں پورے جوش وخروش سے دشمن کا مقابلہ کر رہا ہوں تم بھی ڈٹ کر مقابلہ کرو اور دشمن کے قدم اکھیڑ دو۔ علم کو جنبش میں آیا ہوا دیکھ کر ہر سپاہی میں ایک نیا جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے سردار کے اشارہ حکم کی بجا آوری میں اپنی جان پر کھیلتا ہے۔

''۲ ہجری میں سب سے پہلا علم جو اسلام میں تیار کیا گیا وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا علم ہے۔ ابوجہل لعین تین سو آدمیوں کو لے کر مدینہ کے قریب آیا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی

marfat.com

اللہ عنہ کو علم دے کر اسّی سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا تھا لیکن کوئی قتال واقع نہیں ہوا اور ابو جہل مکہ مکرمہ کی طرف بھاگ گیا''۔

(حوالہ۔ مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۱۳۴)

علم ایک جھنڈا ہوتا ہے۔ تقریباً بارہ فٹ لمبی لکڑی، بانس یا نیزہ کے سرے پر ایک کپڑا باندھ دیا جاتا ہے اور وہ کپڑا پرچم (Flag) کی طرح لہراتا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے علم تجویز فرمائے تھے۔

۱۔ چھوٹا علم، اس کو عربی میں ''لواء'' کہتے ہیں۔

۲۔ بڑا علم، اس کو عربی میں ''رائیت'' کہتے ہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ موقعوں پر دونوں قسم کے علم دست اقدس میں تھامے ہیں۔ مسند احمد اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے ایک حدیث ان لفظوں میں سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''رائیت'' سیاہ تھا اور آپ کا ''لواء'' سفید تھا''۔ طبرانی کے نزدیک بھی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی مروی ہے۔

لیکن ابن عدی کے نزدیک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اتنا زیادہ روایت کیا گیا ہے کہ ان علموں میں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔

علم کے چھوٹے اور بڑے ہونے کی کیا حکمت ہے اور اس میں کیسی بہترین دور اندیشی استعمال کی گئی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

جب اسلامی لشکر چھوٹی تعداد میں ہوتا تو صرف ایک ہی علم ہوتا تھا لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ لشکر کی تعداد ہزاروں سے بھی متجاوز ہوتی تھی۔ ایسی صورت میں لشکر کے الگ الگ دستے (Division) بنائے جاتے تھے۔ اور ہر دستے (دستہ) پر ایک سردار مقرر کیا جاتا تھا۔ وہ تمام سردار سپہ سالار کے ماتحت ہوتے تھے۔ سپہ سالار ان سرداروں کو جو حکم دیتا اس کی مطابقت میں سردار اپنے ماتحت دستہ (فوج کا حصہ) کو حکم دیتا۔ ہر سردار کو الگ الگ علم دیا جاتا تھا۔ سردار کی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اس کے ماتحت کتنے سپاہی ہیں اس کو خیال میں رکھتے ہوئے اس کو چھوٹا یا بڑا علم دیا جاتا تھا۔ یعنی کسی کو ''لواء'' اور کسی کو ''رائیت'' دیا جاتا تھا۔ عَلَم کی فراہمی میں ایک ضروری بات یہ ہوتی تھی کہ ہر علم کا رنگ جُدا جُدا ہوتا تھا۔ سیاہ، سفید، سرخ، ہرا، پیلا وغیرہ الگ الگ رنگ کے کپڑوں کے علم بنائے جاتے تھے۔ علاوہ ازیں ہر سردار کے ماتحت اس کی قوم کے لوگ ہوتے تھے۔

مذکورہ تقسیم کے نفع بخش نتائج کی طرف التفات کرنے سے بیساختہ زبان سے مرحبا اور صد آفرین کی صدا مترنم ہوگی۔ بڑی تعداد کے لشکر کو الگ الگ حصص میں منقسم کر کے ہر حصے پر ایک سردار مقرر کر دینے سے ہر سردار کو ایک محدود دستہ فوج کی ہی نگرانی کرنی پڑتی ہے جو آسان ہے۔ علاوہ ازیں ہر سردار کے ماتحت اس کی ہی قوم کے آدمیوں کی پلٹن (Regiment) رکھنے کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہر سردار اپنی برادری کے لوگوں کو تلقین کرتا ہے کہ میدان جنگ میں بزدلی دکھا کر اپنی برادری کا نام مت ڈبونا۔ بلکہ میدان جنگ میں شجاعت اور دلیری میں دوسری قوموں سے سبقت لے جانا اور اللہ کے پیارے محبوب صلی

marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے میں ہر ممکن و ناممکن کوشش کر کے اپنی جان کی بازی لگا دینا۔ فرض کرو کہ میمنہ پر مہاجرین ہیں تو میمنہ پر قوم مہاجر سے ہی کسی شخص کو سردار بنایا جاتا۔ اس کو کسی بھی ایک رنگ کا علم دے دیا جاتا۔ اسی طرح ہر حصہ فوج کی تقسیم ہوتی۔ دورانِ جنگ ہر سپاہی اپنے سردار کے علم کو دیکھتا رہے گا۔ حالانکہ لشکر میں کئی علم ہوں گے لیکن ہر علم کا رنگ الگ الگ ہونے کی وجہ سے ہر سپاہی اپنے سردار کے علم کو آسانی سے پہچان لے گا۔ سردار علم کو جنبش دے دے کر اپنے زیردست سپاہیوں کو جوش دلا کر ان کو اُبھارے گا۔ سپہ سالار بھی تمام علم بیک وقت ملاحظہ کرتا رہے گا اور اگر خدانخواستہ کوئی سردار شہید ہو جائے تو علم گرنے کی وجہ سے فوراً پتہ لگ جائے گا کہ ہمارے لشکر کے اس حصے پر دشمنوں کا حملہ شدید ہے لہٰذا وہ ان کی کمک کرنے فوراً پہنچ جائے گا۔ علاوہ ازیں لشکر کے ہر سپاہی کو معلوم رہے گا کہ میرا سردار اس وقت کہاں ہے کیونکہ علم اس کے سردار کی نشاندہی کرتا رہتا ہے کہ فلاں رنگ کا علم فلاں سردار کے ہاتھ میں ہے۔

علاوہ ازیں علم میں کلمہ شریف "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا۔ تاکہ مجاہد جب علم کو دیکھے گا تو کلمہ شریف دیکھ کر توحید و رسالت کی گواہی پر اس کا عقیدہ مزید پختہ ہوگا اور وہ یہ تصور کر کے کہ اس میدان میں اسلام کا کلمہ بلند اور نمایاں ہے اور اس کلمہ کو بلندی سے پستی پر لانے کی کوشش میں باطل طاقت آج اپنا ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے لیکن جب تک میرے دم میں دم ہے میں اسلام کا کلمہ ہرگز مٹنے نہیں دوں گا۔ اس کے لئے مجھے چاہے مٹ جانا پڑے، میرے جسم کے خون کے آخری قطرے سے گلشن اسلام کی آبیاری کر کے اسلام کی آب و تاب پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔ اس تخیل کی تدقیق سے اس میں ایک ایسا جوش و ولولہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ دشمنوں پر قہرِ الٰہی کی بجلی بن کر ٹوٹ پڑتا ہے اور "اعلاء کلمۃ الحق" کی تڑپ اور بیتابی میں مثلِ شیر حملہ آور ہو کر دشمنِ اسلام کے لشکر کی صفیں اُلٹ کر رکھ دیتا ہے۔ گویا وہ زبانِ تلوار سے یوں گویا ہوتا ہے کہ:

پھیر دیجئے پنجۂ دیو لعیں
مصطفیٰ کے بل پر طاقت کیجئے

(از: امام عشق رضا بریلوی)

☆ خندق: ۵ ہجری میں غزوہ احزاب وقوع میں آیا۔ اس غزوہ کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس غزوہ میں مدینہ طیبہ کے گرد خندقیں کھودی گئی تھیں۔ ان خندقوں کی وجہ سے مکہ معظمہ سے آیا ہوا دس ہزار کا لشکر کفار مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکا۔ ملک عرب میں یہ پہلا حادثہ تھا کہ دشمنوں کے شر سے اہل شہر کو امن میں رکھنے کے لئے شہر کے گرد خندقیں کھودی گئی ہوں۔ مکہ سے آیا ہوا لشکر کفار بھی ان خندقوں کو دیکھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاعی انتظام (Arrangement of Defence) پر ششدر ہو کر رہ گیا۔

مختصر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگی امور کا بھی کامل علم عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اپنے جاں نثار صحابہ کو فنِ جہاد کی ایسی اعلیٰ تعلیم و تربیت ودیعت فرمائی کہ آپ کی عنایت فرمودہ تعلیم کو مشعل راہ بنا کر انہوں نے آپ کی رحلت کے بعد قلیل عرصہ میں عظیم فتوحات حاصل کر کے اسلام کا پرچم دنیا کے گوشے گوشے میں لہرا دیا۔

marfat.com

”جہاد کی فضیلت“

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ (پارہ ۱۱، رکوع ۳ سورہ التوبہ، آیت ۱۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں۔

تفسیر: راہ خدا میں جان اور مال خرچ کر کے جنت پانے والے ایمان داروں کی ایک تمثیل ہے۔ جس سے کمال لطف و کرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے انہیں جنت عطا فرما نا ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا اور اپنے کو خریدار فرمایا۔ یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے اس چیز کو خریدے جو نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہماری پیدا کی ہوئی ہے۔ جان ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی ہے۔ مال ہے تو اس کا عطا فرمایا ہوا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۳۶۸)

☆ قرآن مجید میں رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ ؕ (پارہ ۲، رکوع ۹، سورہ البقرہ، آیت ۲۰۷)

ترجمہ: اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں۔ (کنز الایمان)

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد کریمہ ہے کہ:

فَلْیُقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَشْرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ ؕ وَمَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ○ (پارہ ۵، رکوع ۷، سورہ النساء، آیت ۷۴)

ترجمہ: تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہئے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت لیتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اُسے بڑا ثواب دیں گے۔ (کنز الایمان)

مذکورہ بالا آیات قرآنی میں مجاہد کو راہ خدا میں جہاد کرنے کے صلہ میں جنت کا وعدہ اور آخرت کی نعمتوں و آسائش کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ رضائے الٰہی اور اجرِ عظیم کی طلب میں مجاہدین اسلام نے اللہ کی راہ میں موت کی تمنا اور شہادت کی خواہش میں اپنی جان کی مطلق پروا نہ کی۔ اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا اور دنیا کے عیش و آرام اور اپنا مال و اپنی جان اللہ کے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیچ کر اس کے عوض میں آخرت کی لازوال دولت و نعمت خرید لی۔

بقول حضرت رضا بریلوی:

جان و دل تیرے قدم پر وارے
کیا نصیبے ہیں تیرے یاروں کے

marfat.com

''شہید کے مراتب، درجات و حیات''

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (پارہ ۴، رکوع ۱۰، سورہ آل عمران، آیت ۱۹۵)

ترجمہ: تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے، میں ضرور ان کے سب گناہ اُتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں۔ (کنزالایمان)

☆ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (پارہ ۲، رکوع ۳، سورہ البقرہ، آیت ۱۵۴)

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (کنزالایمان)

تفسیر: شانِ نزول: یہ آیت شہداء بدر کے حق میں نازل ہوئی۔ لوگ شہداء کے حق میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا اور وہ دنیوی آسائش سے محروم ہو گیا۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے۔ ان کی ارواح پر رزق پیش کئے جاتے ہیں، انہیں راحتیں دی جاتی ہیں، ان کے عمل جاری رہتے ہیں، اجر اور ثواب بڑھتا رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۴۲)

☆ شہداء کی حیات کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔

(پارہ ۴، رکوع ۹، سورہ آل عمران، آیت ۱۷۰)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔ (کنزالایمان)

تفسیر: اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت شہداء احد کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے۔ وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں۔ جنتی میوے کھاتے ہیں، طلائی قنادیل جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں، جب انہوں نے کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: میں

marfat.com

انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا۔ پس یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابو داؤد)۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں، جسم کے فنا ہونے کے ساتھ فنا نہیں ہوتیں اور زندوں کی طرح شہداء کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں۔ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے کہ حیات روح اور جسم دونوں کے لئے ہے۔ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔ مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ زمانہ صحابہ میں اور اس کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تر و تازہ پائے گئے۔

(تفسیر خزائن العرفان، ۱۴۹، ۱۳۰)

شہدائے کرام کی حیات قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات سے بین طور پر ثابت ہوتی ہے علاوہ ازیں کتب سیر و تاریخ و احادیث میں ایسے سینکڑوں واقعات مرقوم ہیں کہ شہدائے کرام کے اجسام سالہا سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی ان کی قبروں میں تر و تازہ اور صحیح و سالم پائے گئے ہیں۔ اور ان کے اجسام میں زندہ انسان کی طرح خون رواں ہوتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ شیخ محقق، شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ: ''ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ چھیالیس سال کے بعد کسی وجہ سے بعض شہدائے اُحد کی قبروں کو کھولا گیا۔ وہ ویسی ہی تر و تازہ مثل غنچہ ہائے گل اپنے کفنوں میں تھے۔ تم یہی کہو گے کہ انہیں آج ہی دفن کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعضوں کو دیکھا گیا کہ زخموں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں جب زخموں سے ہاتھ اٹھایا گیا تو زخموں سے تازہ خون بہنے لگا۔ جب ان کے ہاتھوں کو چھوڑا گیا تو وہ زخموں پر ہی واپس پہنچ گئے''۔

(حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۲۳۶)

۲۔ تاریخ مدینہ میں امام تاج الدین سبکی قدس سرہ سے شفاء السقام میں منقول ہے کہ: ''جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی امارت کے زمانے میں شہداء اُحد کے قریب سے نہر کھدوا رہے تھے اور وہ نہر شہدائے اُحد کے قریب سے گزری تو ایک کدال حضرت سید الشہداء امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قدم اقدس پر لگا اور اس سے خون بہنے لگا''۔

(حوالہ: ایضاً)

۳۔ حضور اقدس جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو کفار مکہ نے فریب اور دھوکہ سے قید کر لینے کے بعد مکہ معظمہ کے قریب ''موضع تنعیم'' نامی مقام پر لے گئے اور سولی پر چڑھا کر چالیس آدمیوں نے برچھیاں اور نیزے چبھو چبھو کر بڑی ہی بے دردی اور بے رحمی سے شہید کر دیا اور ان کی مبارک لاش کو دار پر ہی لٹکی ہوئی چھوڑ دیا کہ ان کے قتل کی خبر سارے عرب میں پھیل جائے اور لوگ کفار مکہ سے ڈریں۔ حضور اقدس عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر اس وقت ہی ہو گئی تھی جب کہ ان کو شہید کیا گیا تھا۔ بعدہ حضور نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی سے اُتار کر مدینہ طیبہ لے آنے کے لئے حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو روانہ فرمایا۔ یہ دونوں حضرات چھپتے چھپاتے موضع تنعیم پہنچے۔ وہاں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی لاش دار پر لٹکی ہوئی تھی۔ چالیس آدمی دار کے گرد برائے پہرہ دینے سوئے ہوئے تھے۔ رات کا وقت تھا، یہ دونوں حضرات بہت ہی آہستگی سے دار تک پہنچے اور حضرت خبیب کو اُتارا۔ حضرت خبیب کی شہادت کو چالیس دن کا عرصہ گزر گیا تھا

marfat.com

لیکن ہنوز ان کا مقدس جسم تر و تازہ تھا اور ان کے زخموں سے خون ٹپک رہا تھا۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۲۴۶)

۴- حضرت ابی فردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول خدا شہداء اُحد کی زیارت قبور کے لئے تشریف لے گئے، فرمایا: ''اے میرے رب! تو ہی عبادت کا مستحق ہے بلاشبہ تیرا یہ بندہ اور تیرا رسول گواہ ہے کہ یہ جماعت تیری رضا میں شہید ہوئی۔ اس کے بعد فرمایا: ''جو شخص ان کی زیارت کرتا ہے اور ان کی تحیت و سلام بجا لاتا ہے، یہ قیامت تک ان کو جواب دیتے ہیں''۔

اس حدیث کے ضمن میں محقق علی الاطلاق، شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے شہداء اُحد کی حیات کے ثبوت میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے جو حسب ذیل ہے:

''عطاف بن خالد مخزومی اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں شہدائے اُحد کی زیارت کو گیا۔ میرے ساتھ دو غلام تھے جو میرے گھوڑے کی حفاظت کرتے تھے۔ ان کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ چونکہ میں نے سنا ہوا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: انہیں سلام کرو کیونکہ یہ زندہ ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ تو میں نے سلام کیا اور سلام کا جواب سنا۔ پھر شہدائے اُحد نے فرمایا: ''بلاشبہ ہم تمہیں پہچانتے ہیں''۔ اس پر میں ہیبت سے لرزہ براندام ہو کر گر پڑا۔ پھر میں جلدی سے سوار ہو کر روانہ ہو گیا''۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۲۳۶)

شہداء کی حیات کے ثبوت کی شہادت میں اس قسم کے واقعات معتبر و معتمد کتب میں اتنی کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ جن کا صرف اشارۃً تذکرہ کرنے کے لئے بھی دفاتر درکار ہوں گے، لہٰذا صرف چار واقعات کا اختصاراً ذکر کر کے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام صادق قرآن مجید میں شہداء کی حیات کا جو اعلان کیا گیا ہے وہ صرف کہنے تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کی حقیقت کا بے شمار لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے۔

marfat.com

صحابہ کرام کا جذبۂ عشق نبی اور شوق شہادت

ہر نبی اور رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جاں نثار اور حواری ہر دور میں ہوئے اور ہر دور کے حواریوں نے اپنی محبت و وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے نبی کی اطاعت و مددگاری میں ہر ممکن کوشش کی ہے۔لیکن سید الانبیاء والمرسلین، افضل الخلق، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری یعنی ساتھیوں نے عشق رسول کا جو عالم گیر پیغام اور ثبوت دیا ہے اس کی مثال دنیا کی کسی بھی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مقدس اور پاکیزہ جماعت نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ عشق صادق کا سلوک کرتے ہوئے اپنے قول وفعل سے یہی کہا اور کیا کہ: بقول:

کروں تیرے نام پہ جاں فدا ، نہ بس ایک جاں، دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا ، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور محبت میں سرشار ہو کر انہوں نے دنیا کی کسی بھی چیز کی پروانہیں کی۔ بڑی سے بڑی طاقت کو خاطر میں نہیں لائے۔ تحفظ ناموس رسالت کی خاطر اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا۔ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت کو سب سے مقدم جان کر اس محبت کے آداب کی بجا آوری میں ہنسی خوشی اپنی جان تک قربان کر دی۔ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مرمٹنے میں ہی انہوں نے اپنی حیات جانی اور اس شوق میں اپنے سر کٹا کر حیات جاویدانی پا گئے۔ بقول:۔

مرنے والے کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید
زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

☆ جنگ بدر کے موقع پر حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ مشورہ فرمایا اور لشکر کفار کے مقابلے میں جنگ وقتال کے متعلق ان کی رائے طلب فرمائی تو صحابہ کرام نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ:

''حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ 'یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ! خدا کی قسم! آپ ہمیں عدن

marfat.com

(Aden) تک لے جائیں گے تو ہم انصار میں سے کوئی ایک شخص بھی آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرے گا"۔

"حضرت مقداد بن عمرو نے یوں عرض کیا کہ "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ جہاں چاہیں ہمیں لے جائیں۔ ہم کبھی بھی وہ بات اپنے منہ سے نہ نکالیں گے، جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ "فاذھب انت وربك فقاتلا انا ھٰھنا قٰعدون" (۵-۲۴) (یعنی آپ جایئے اور آپ کا رب، تم دونوں لڑو، ہم یہاں بیٹھے ہیں) قسم ہے اس ذات کی جس نے آپکو حق کے ساتھ بھیجا۔ ہم آپ کے ساتھ جائیں گے اور جہاں آپ جائیں گے آپ کے ساتھ مل کر مردانہ وار لڑیں گے"۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بنی اسرائیل کا سلوک:

جب فرعون دریائے نیل میں غرق ہوگیا اور بنی اسرائیل کی قوم نے ایمان قبول کیا اور حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطمینان حاصل ہوگیا تب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آپ بنی اسرائیل کا لشکر لے کر بیت المقدس (Jerusalem) میں داخل ہو جائیں۔ اُس وقت بیت المقدس پر قوم "عَمَالِقَہ" کا قبضہ تھا۔ جو بدترین کافر اور ظالم لوگ تھے۔ قوم عمالقہ کے لوگوں کے جسم بہت ہی بڑے اور طاقتور تھے اور ان کے بدن کی جسامت دیکھ کر ہی آدمی خوفزدہ ہو جائے ایسے بڑے ڈیل ڈول والے لوگ تھے۔ علاوہ ازیں قوم عمالقہ بہت ہی جفاکش اور جنگجو لوگ تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چھ لاکھ بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر قوم عمالقہ سے جہاد کرنے روانہ ہوئے۔ جب یہ لشکر بیت المقدس شہر کے قریب پہنچا تو بنی اسرائیل ایک دم بزدل ہوگئے اور کہنے لگے کہ اس شہر میں قوم عمالقہ کے زور آور اور زبردست لوگ ہیں لہٰذا جب تک یہ لوگ ہیں اور جب تک یہ لوگ شہر میں ہیں ہم ہرگز شہر میں داخل نہ ہوں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم عمالقہ کا حال دریافت کرنے کے لئے اپنے دو خلیفہ حضرت یوشع بن نون اور حضرت کالب بن یوقنا علیہما الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ انہوں نے بیت المقدس شہر میں جا کر قوم عمالقہ کا حال دریافت کیا اور واپس آکر قوم بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اے قوم! گھبراؤ نہیں۔ بے خوف ہو کر شہر میں داخل ہو جاؤ۔ اگر تم شہر میں داخل ہوگئے تو تمہارا ہی غلبہ ہے کیونکہ قوم عمالقہ کے جسم بڑے بڑے ضرور ہیں لیکن ان کے دل نہایت کمزور ہیں۔ اللہ کی مدد پر بھروسہ کرو۔ اللہ نے مدد کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ حضرت یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کی مَن کو ڈھارس دینے والی بات سن کر بھی بنی اسرائیل میں جہاد کا جذبہ پیدا نہ ہوا بلکہ انہوں نے نہایت ہی بزدلی اور نامردی کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ:

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝

(پارہ ۶، رکوع ۸، سورہ المائدہ، آیت ۲۴)

ترجمہ: بولے اے موسیٰ! ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں، تو آپ جایئے اور آپ کا رب، تم دونوں لڑو، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ (کنز الایمان)

marfat.com

قوم بنی اسرائیل کی زبان سے خودغرضی اور جان پروری کی بات سن کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا رنج وصدمہ ہوا۔ اللہ کے مقدس نبی کو صدمہ پہنچانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ قوم بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کا غضب وجلال نازل ہوا اور قوم بنی اسرائیل کے چھ لاکھ لوگ ایک وسیع میدان میں چالیس سال تک بھٹکتے رہے، لیکن اس میدان سے باہر نہ نکل سکے۔ اس میدان کا نام ''میدان تیہ'' ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۲۰۱)

اسی میدان تیہ میں بنی اسرائیل کے کھانے پینے کے لئے ''من وسلویٰ'' نازل ہوا اور پتھر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مار کر پتھر سے پانی کے بارہ چشمے جاری کر دیئے تھے اس واقعہ کا قرآن مجید میں کئی مقامات پر مختلف عنوانوں کے ساتھ بیان ہوا ہے لیکن قرآن مجید کی سورہ المائدۃ میں یہ واقعہ قدرے تفصیل کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی اپنے نبی سے محبت اور حضور اقدس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ کے عشق میں کتنا عظیم فرق ہے کہ بنی اسرائیل چھ لاکھ کی کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود بزدلی دکھا رہے تھے جب کہ شمع نبوت ورسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے اپنے محبوب آقا پر اپنی جانیں کھپا دے رہے تھے اور اپنی جانیں نثار کر رہے تھے۔

☆ شمع رسالت پر صحابہ کا پروانہ وار نثار ہونا:

صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار قریش کی جانب سے عروہ بن مسعود ثقفی کو بات چیت کرنے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بحیثیت نمائندہ بھیجا گیا تھا۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور اقدس جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غرور اور تکبر کے لہجے میں گفتگو کرتے ہوئے شان اقدس کے خلاف جملے کہتے ہوئے مزید یہ کہا کہ آپ کے آس پاس اوباش کمینے اور آوارہ لوفر لوگ جمع ہوگئے ہیں اور جب وقت آئے گا تو آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے جان نثار صحابہ کرام کو بیوفا اور بھاگنے والا کہہ کر صحابہ کرام کے ''فنافی الرسول'' کے جذبہ صادق پر کاری ضرب لگائی تھی۔

عروہ کی بات سن کر اصدق الصادقین، امام المتقین، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جلال آگیا اور آپ نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہوئے عروہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ: ''اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ'' یعنی لات (بت) کی شرم گاہ کو چاٹ'' آگے آپ نے فرمایا کہ: ''اَنَحْنُ نَفِرُّ مِنْهُ وَنَدَعُه'' یعنی ''کیا ہم بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے؟'' عروہ بن مسعود ثقفی نے حضرت صدیق اکبر کی بات پر سر اٹھایا اور کہنے لگا کہ یہ کون ہیں جو ایسی بات کہتے ہیں؟ صحابہ نے بتایا کہ یہ ابوبکر صدیق ہیں۔ لہٰذا عروہ نے کوئی جواب نہ دیا۔

پھر عروہ بن مسعود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا اور دوران گفتگو بار بار حضور کی لحیہ شریف یعنی داڑھی مبارک تک اپنا ہاتھ پہنچاتا تھا اور جس طرح کمینہ خصلت عربوں کی عادت تھی اس طرح گستاخانہ طور پر حرکتیں کرتا تھا۔ عروہ کو اس طرح گستاخانہ لہجے میں بات کرتا دیکھ کر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ غصہ میں لال ہوگئے اور انہوں نے اپنی تلوار کے کندے کو اس کے ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ: ''او بے ادب! اپنے ہاتھ کو بچا کے رکھ اور حد ادب سے تجاوز نہ کر''۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ عروہ اپنے نازیبا حرکت پر تھوڑی ہی دیر میں دو

marfat.com

عاشقوں کی زجروتوبیخ سے سہم گیا اور تکبرانہ اور گستاخانہ طرز گفتگو چھوڑ کر متوسط انداز میں بات کرنے لگا۔ اربابِ سِیَر بیان کرتے ہیں کہ بات چیت کے دوران عروہ بن مسعود گوشہ چشم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود صحابہ کرام کو دیکھ رہا تھا اور صحابہ کرام کے جذبہ آداب وتعظیم اور لحاظ احترام وعظمت کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ صحابہ کرام کے ارتکاب اکرام اور اشتیاق وتوقیر دیکھ کر وہ حیران اور متعجب تھا۔

جب عروہ بن مسعود مشرکوں کے گروہ میں واپس گیا تو اس نے کہا کہ: ''اے گروہ قریش! میں بڑے بڑے متکبر ومغرور سلاطین و بادشاہوں کی مجلسوں میں رہا ہوں اور ان کی صحبتیں اٹھائی ہیں۔ میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں گیا ہوں اور رہا ہوں لیکن میں نے ان میں سے کسی بھی بادشاہ کے کسی بھی خدمت گار کو ایسا ادب واحترام کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب ان کا ادب واحترام کرتے ہیں۔ جب وہ اپنے دہن مبارک سے لعاب شریف نکالتے ہیں تو صحابہ اُسے اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے رخساروں پر ملتے ہیں۔ جب کسی ادنیٰ اور معمولی کام کا حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل کے لئے بزرگ ترین صحابہ بھی سبقت کرتے ہیں۔ جب ان کے حضور کوئی بات کرتا ہے تو وہ آواز کو پست کر کے بات کرتا ہے اور جب وہ گفتگو فرماتے ہیں تو تمام لوگ انتہائی ادب واحترام کے ساتھ سنتے ہیں اور نگاہ ملا کر بات نہیں کرتے۔ ان کے روئے مبارک پر کوئی نگاہ نہیں جما سکتا۔ جب وضو کرتے ہیں تو وضو کا پانی زمین پر نہیں گرتا بلکہ صحابہ اسے بھی اپنے ہاتھوں پر لے لیتے ہیں اور ایسی سبقت کرتے ہیں کہ جھگڑے تک کی نوبت آ پہنچتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر خونریزی شروع ہو جائے گی۔ جب داڑھی شریف میں اور سر میں کنگھی کر کے آراستہ فرماتے ہیں اور کوئی موئے مبارک جسم شریف سے الگ ہوتا ہے تو اس بال شریف کو عزت واحترام کے ساتھ تبرک جان کر لے لیتے ہیں اور اس تبرک کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ وہ حالات ہیں جن کا میں نے مشاہدہ کیا ہے۔

عروہ بن مسعود نے مذکورہ بالا باتیں کہنے کے بعد قوم قریش کے سامنے صحابہ کرام کی شجاعت، مردانگی، یکجہتی، اولو العزمی، جوش جہاد، شوق جہاد، شوق شہادت، آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ایثار ومحبت کا جذبہ وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی قوم سے کہا کہ خدا کی قسم! میں نے ایسا لشکر دیکھا ہے جو تم سے کبھی منہ نہ موڑے گا۔ میدانِ جنگ میں یہ تم سب کو مار ڈالیں گے اور تم پر غالب آجائیں گے۔

نوٹ: حضرت عروہ بن مسعود ثقفی صلح حدیبیہ کے بعد ایمان لائے تھے۔ ایمان لانے کے بعد اپنے وطن پہنچ کر اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دی لیکن ان کی قوم نے انکار کر کے سرکشی پر اتر آئے یہاں تک کہ ایک دن فجر کی نماز کا وقت آیا تو وہ اپنے مکان کے کھڑکی دروازوں کو کھلا رکھ کر علی الاعلان اذان کہہ رہے تھے۔ اذان میں جب کلمہ شہادت پر تھے کہ ان کی قوم کے کسی شخص نے تیر پھینکا اور حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ جلد ۲، ص ۳۵۳ تا ۳۵۶)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اپنے آقا ومولیٰ کے ساتھ والہانہ عشق اور اپنے آقا ومولیٰ کے نام پر مرمٹنے کا جذبہ صادق تھا۔ اس کی مثال کسی بھی تاریخ میں نہیں پائی جاتی ہے۔ آپ کے ارشاد کی بجا آوری میں اپنی جان قربان کر دینے

marfat.com

میں ہی وہ سعادت دارین سمجھ کر جام شہادت پینے میں لمحہ بھر بھی تاخیر و تامل نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ:

☆ حضرت عمر بن الحمام کا شوق شہادت:

جنگ بدر کے دن حضور اقدس، مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

''اور جان لو کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو حق تعالیٰ کی رضا اور طلب ثواب میں ان کافروں سے جنگ کرے گا، پھر وہ خدا کی راہ میں شہید ہو جائے تو اس کے لئے بہشت جاوداں ہے''۔

حضرت عمر بن الحمام رضی اللہ عنہ چند کھجوریں ہاتھ میں لئے کھا رہے تھے، انہوں نے کہا کہ مجھے خوشی اور مژدہ ہو کہ میرے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان اب کوئی فاصلہ نہیں۔ بجز اس کے کہ میں کافروں کے ہاتھ سے شہید ہو جاؤں۔ یہ کہہ کر انہوں نے ہاتھوں سے کھجوریں پھینک دیں اور تلوار ہاتھ میں لے کر کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول ہو گئے اور شہید ہو گئے''۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲، ص ۱۵۲)

یہ تھا صحابہ کرام کا عشق رسول میں مر مٹنے کا جذبہ صادق جس کو صحابہ کرام نے ہر امر، ہر خواہش اور ہر تمنا سے مقدم رکھا، اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کے لئے اپنی جانیں بطور نذرانہ عشق اس طرح پیش کیں کہ تاریخ بھی اس طرح مترنم لہجے میں کہتی ہے کہ:

صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستانِ عرب

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

☆ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ:

شمع نبوت پر نثار ہونے والے پروانوں میں حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جس دن جنگ اُحد کا معرکہ وقوع میں آیا اسی رات ہی ان کی شادی جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن سلول سے ہوئی تھی۔ اپنی زوجہ کے ساتھ مجامعت کرنے کے بعد غسل جنابت کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ کان میں آواز آئی کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں پر کفار مکہ حملہ آور ہوئے ہیں۔ حضرت حنظلہ فوراً معرکہ اُحد کی طرف نکل پڑے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جب میدان اُحد میں پہنچے تب جنگ کی آگ کے شعلے بلند ہو گئے تھے۔ لڑائی کا تنور گرم ہو چکا تھا۔ وہ مجاہدین کے ہمراہ شامل جہاد ہو گئے اور اتفاق سے ان کا سامنا ابوسفیان بن حرب سے ہو گیا۔ حضرت حنظلہ نے ابوسفیان کو گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرا دیا۔ ابوسفیان چلانے لگا کہ اے گروہ قریش میں ابوسفیان ہوں اور حنظلہ میرے قتل پر آمادہ ہوا ہے یہ کہہ کر وہ بھاگنے لگا۔ حضرت حنظلہ نے ابوسفیان کا تعاقب کیا۔ اسی اثناء میں اسود بن شعوب ابوسفیان کی مدد کو آپہنچا اور اس نے حضرت حنظلہ پر حملہ کر کے شدت سے بھالا (نیزہ) مارا کہ نیزہ ان کے سینے سے آر پار نکل گیا اور وہ شہید ہو گئے۔

marfat.com

جنگ ختم ہونے پر تمام شہداء کی لاشوں کو دیکھا گیا تو تمام شہداء کو کفار نے مُثلہ کر دیا تھا یعنی تمام شہداء کے ناک اور کان کاٹ کر لئے تھے سوائے حضرت حنظلہ کے کیونکہ شہید ہونے کے بعد فرشتوں نے ان کی نعش کو آسمان کی طرف اٹھا لیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ وہ حنظلہ بن ابی عامر کو آسمان اور زمین کے درمیان چاندی کے ایک بڑے طشت میں ''ماءِ مزن'' (یعنی برسات کا سفید پانی) سے غسل میت دیتے تھے''۔

ایک فقہی مسئلہ عرض خدمت ہے کہ شہید کے احکام میں سے ہے کہ شہید کو غسل اور کفن نہیں دیا جاتا بلکہ اس کو غسل دیئے بغیر اور جو کپڑے پہنے ہوں ان کپڑوں کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اسلام کو اسی طریقے سے صرف نماز جنازہ پڑھ کر دفن فرماتے تھے۔

حضرت اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ کو فرشتوں کا غسل دینے کا منظر ملاحظہ فرمانے کا جب ذکر فرمایا تو ابواسید الساعدی نے حضرت حنظلہ بن ابی عامر کی لاش کو جا کر دیکھا تو عجیب منظر دیکھا کہ حضرت حنظلہ نہائے ہوئے تھے اور ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیج کر حضرت حنظلہ کی بیوی حضرت جمیلہ سے دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ حضرت حنظلہ میرے پاس سے حالت جنابت میں نکلے تھے۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ: حضرت حنظلہ کو فرشتوں کا غسل دینا جنابت کی وجہ سے ہے کیونکہ انہیں غسل کی حاجت تھی اور شہید ہو گئے۔

(حوالہ: مغازی الصادقہ، از علامہ واقدی، اُردو ترجمہ، ص۲۰۲)

☆ حضرت عمرو بن جموع انصاری کا جذبہ عشق:

حضرت عمرو بن جموع انصاری رضی اللہ عنہ ایک پاؤں سے لنگڑے تھے۔ ان کے چار نوجوان صاحبزادے ہمیشہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہ کر تمام غزوات و جہاد میں اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔ جب جنگ اُحد ۳ ہجری کا معرکہ پیش آیا تو حضرت عمرو بن جموع انصاری نے چاہا کہ وہ بذات خود غزوہ اُحد میں حاضر ہو کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کا شرف حاصل کریں اور جہاد کا اجر عظیم حاصل کریں لیکن ان کی قوم کے لوگوں نے ان سے کہا کہ تم لنگڑے شخص ہونے کی وجہ سے معذور ہو۔ تم پر جہاد فرض نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ: ''ولا علی الاعرج حرج''۔ (پارہ ۲۶، رکوع ۱۰، سورہ الفتح، آیت ۱۷)۔ ترجمہ: اور لنگڑے پر مضائقہ نہیں۔ (کنزالایمان)

علاوہ ازیں تمہارے چار فرزند تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معرکہ اُحد میں حاضر ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرو بن جموع نے کہا کہ میرے بیٹوں کی کتنی خوش نصیبی ہے کہ وہ تو جنت میں چلے جائیں اور میں یہاں بیٹھا رہوں۔ المختصر! وہ جہاد کے شوق میں بے چین بے قرار ہو گئے۔ گھر آ کر اپنی بیوی ہندہ بنت عمرو بن حرام سے اپنے ارادے کا ذکر کیا۔ ان کی بیوی نے کہا کہ تم کس طرح جہاد کر سکتے ہو۔ تم تو معذور ہو۔ اگر تم میدان جنگ میں گئے تو بھاگ کر لوٹ آؤ گے ایسا مجھے نظر آتا ہے۔ اپنی بیوی کی بات سن کر حضرت عمرو بن جموع انصاری طیش میں آ گئے اور اپنے ہتھیار تھامے اور بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہو کر یوں عرض کی کہ: ''اللھم تردنی الی اھلی خزیا وارزقنی شھادۃ'' ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے

marfat.com

میرے گھر والوں کی طرف شرمندہ اور خوار مت لوٹانا اور مجھے شہادت نصیب فرما"۔ یہ دعا مانگ کر آپ اپنے گھر سے معرکہ اُحد کی طرف روانہ ہو گئے اور معروف جنگ ہو گئے۔

حضرت ابوطلحہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن جموح کو میدان کارزار میں دیکھا کہ وہ مٹک مٹک کر چلتے تھے اور یہ کہتے ہوئے جنگ کرتے تھے کہ خدا کی قسم! میں جنت کا مشاق ہوں۔ ان کے چاروں بیٹوں نے اپنے والد کے ہمراہ جنگ میں دلیری اور جوانمردی دکھا کر داد شجاعت حاصل کی یہاں تک کہ حضرت عمرو بن جموح اور ان کے چاروں صاحبزادے معرکہ اُحد میں شہید ہو گئے۔ ان کے ساتھ حضرت عمرو بن جموح کے سالے یعنی ان کی بیوی ہند بنت عمرو بن حرام کے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی شہید ہو گئے۔

ام المومنین، محبوبۂ محبوب رب العالمین، بنت صدیق و آرام جان نبی، سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت عمرو بن جموح کی زوجہ ہند بنت عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اطلاع ملی کہ ان کے شوہر، چاروں بیٹے اور بھائی شہید ہو گئے ہیں تو یہ معرکۂ جنگ میں آئیں اور اپنے شوہر، بھائی اور بیٹوں کے جسموں کو اٹھا کر اونٹ پر لاد کر مدینہ لانا چاہتی تھیں تاکہ انہیں مدینہ میں دفن کریں لیکن اونٹ زانو کے بل بیٹھ جاتا۔ جب بھی اونٹ کو جھڑک کر اٹھانا چاہتیں تو وہ مطلق ہلتا نہیں۔ ایک مرتبہ زور کر کے اونٹ کو کھڑا کیا تو وہ اُحد کی طرف چلنے لگے۔ اُحد کی طرف اونٹ کو چلاتیں تو بغیر کسی دشواری کے چلتا لیکن جب بھی اونٹ کو مدینہ کی طرف ہانکتیں تو اونٹ بیٹھ جاتا۔ پریشان ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تیرے شوہر نے گھر سے نکلتے وقت کیا کہا تھا؟ ہند بنت عمرو بن حرام نے عرض کی کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے شوہر نے گھر سے نکلتے وقت روبقبلہ ہو کر دعا کی تھی کہ اے خدا! مجھے میرے گھر کی طرف نہ لوٹانا۔ حضور نے فرمایا کہ: یہی وجہ ہے کہ اونٹ مدینہ کی طرف نہیں جاتا کیونکہ اونٹ خدا کے حکم پر مامور ہے۔

پھر حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے ہند! تیرا شوہر، تیرے بیٹے اور تیرا بھائی یہ سب جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام کو میدان اُحد میں دفن فرمایا۔ حضرت عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو ایک ہی قبر میں دفن فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(حوالہ: مغازی الصادقہ، از علامہ واقدی، اُردو ترجمہ، ص ۱۹۵ تا ۱۹۷)

☆ حضرت سواد اور عشق رسول:

جنگ بدر میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کے مجاہدین کی صفیں سیدھی فرما رہے تھے تو آپ کے دست پاک میں ایک چھڑی تھی۔ حضرت سواد بن غزیہ جو خوش طبع و خوش فہم صحابی تھے وہ صف سے نکل کر آگے کھڑے ہو گئے۔ حضور نے اس چھڑی (پتلی لکڑی) کو ان کے سینہ پر مار کر فرمایا: "استویا سواد" یعنی "اے سواد صف میں ٹھیک کھڑے رہو"۔ حضرت سواد نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے تکلیف دینے والی مار مجھ پر لگائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

marfat.com

حق کے ساتھ بھیجا اور عدالت و انصاف آپ کے ہاتھ میں ہے، میرا قصاص (بدلہ) دیجئے۔ حضور اقدس سید العادلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لباس مبارک اپنے سینہ اقدس سے دور کر کے فرمایا کہ: ''اے سواد! اسی وقت اپنا قصاص لے لو''۔ حضرت سواد نے فی الفور اپنا چہرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پاک پر رکھ کر اس کا بوسہ لے لیا۔ حضور نے فرمایا ایسا کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ میرا آخری وقت ہے۔ میں اس ہنگامہ جنگ میں شہید ہو جاؤں گا لہٰذا میں نے چاہا کہ زندگی کے آخری لمحات میں میرا جسم آپ کے جسم اقدس سے مَس (Touch) ہو جائے''۔

(حوالہ: مدارج النبوۃ، از: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جلد ۲ ص ۱۴۹)

مذکورہ تمام واقعات سے صرف عشق رسول کا جذبہ صادق عیاں ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے قلبی لگاؤ اور والہانہ عشق کے آداب کے تقاضوں کی تکمیل میں ایثار و قربانی کی ایسی مثالیں پیش کیں ہیں کہ:

کس کا منہ تکیے، کہاں جایئے، کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

(از: امام عشق و محبت، حضرت رضا بریلوی)

☆ حضرت عبداللہ بن زید انصاری نے اپنے لئے اندھا ہونے کی دعا کی:

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ اپنے کھیت پر تھے اور ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی اطلاع ملی۔ حضرت عبداللہ بن زید صاحب اذن اور مستجاب الدعوات تھے۔ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ اے خدا! دنیا کو دیکھنے والی میری آنکھیں لے لے۔ اب ان آنکھوں کا کیا کام جب کہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء کے مشاہدے سے محروم ہوگئیں ہیں۔ میں ان آنکھوں سے تیرے محبوب کے جمال کے دیدار کے سوا اور کچھ دیکھنا نہیں چاہتا اور تیرے محبوب نے پردہ فرمالیا۔ اب مجھے ان آنکھوں کا کام کیا؟ چنانچہ ان کی دعا فوراً قبول ہوئی اور وہ اسی وقت نابینا ہو گئے۔

(بحوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۷۵۵)

بقول امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پر چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

☆ حضرت خبیب بن عدی کا جذبہ عشق اور تصور جان جاناں:

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ جن کا ذکر ''شہید کے مراتب، درجات و حیات'' کے عنوان میں نمبر ۳ پر گزرا ہے۔ جبکہ کفار ان کو شہید کرنے کے لئے مکہ سے موضع تنعیم کی طرف لے جا رہے تھے تو اثنائے راہ کفار ان سے کہنے لگے کہ اس وقت تو تمہاری خواہش یہ ہوگی کہ تمہارے بجائے اس دار پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے اور تم اپنے گھر میں سلامتی کے ساتھ

marfat.com

ہوتے۔ اس پر حضرت خبیب نے فرمایا کہ: ''خدا کی قسم! میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں میں ایک کانٹا چبھے اور میں گھر میں بیٹھا رہوں''۔ اس پر کفار برانگیختہ ہوئے اور آپ کے ساتھ طرح طرح کی سختیاں اور بیہودگیاں کیں اور آپ کو قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اس سنگین ماحول میں اپنے آقا و مولیٰ، جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور تصور میں مستغرق تھے اور اپنے محبوب آقا کے دربار عالی میں اپنی کیفیت کو پہنچانے کے لئے پروردگار عالم جل جلالہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ ''اے خدا! میں اس جگہ دشمنوں کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور دوستوں میں سے کوئی یہاں موجود نہیں جو میرا پیغام تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائے۔ اے خدا! تو ہی میرا سلام بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے''۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں بمقام مدینہ منورہ ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا کہ یکایک حضور پر وحی کے آثار و علامت ظاہر ہوئے۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''رحمۃ اللہ علیہ'' اور فرمایا کہ: خبیب کو قریش نے شہید کر دیا اور یہ جبرئیل امین ہیں جو ان کا سلام مجھے پہنچا رہے ہیں۔ (حوالہ مدارج النبوۃ، از شیخ عبدالحق دہلوی، جلد ۲ ص ۲۴۵)

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اپنے اعزاء و اقرباء کی یاد نہیں آتی اور نہ ہی ان تک اپنا پیغام و سلام پہنچانے کی خواہش ہوتی ہے۔ مگر اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے والہانہ عشق کی یہ کیفیت تھی کہ نظروں کے سامنے موت سر پر منڈلا رہی ہے۔ گھڑی دو گھڑی میں جان جسم سے جدا ہو جائے گی۔ اس کی کوئی فکر نہیں بلکہ ایمان کی جان صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی اور فراق کا رنج و غم ہے۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور باریابی کی ہی خواہش ہے۔ بقول:

سرہانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے
شہ کوثر ترحم، تشنہ جاتا ہے زیارت کا

اور

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابہ ناب
کون لادے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

☆ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول کا اپنے منافق باپ کے سامنے تلوار تان لینا:

عبداللہ بن ابی سلول منافق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور گستاخ تھا۔ لیکن اس کے بیٹے حضرت عبداللہ مخلص مومن اور عاشق رسول تھے۔ غزوہ بنی مصطلق جس کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں۔ غزوہ مریسیع سے لوٹتے وقت عبداللہ بن ابی منافق نے گستاخانہ جملہ کہا کہ اگر ہم عزت والے لوگ مدینہ لوٹ گئے تو ہم مدینہ شہر سے ذلیل لوگوں کو یعنی اصحاب رسول کو

marfat.com

نکال بھگا دیں گے۔ جس کا بیان قرآن مجید میں اس طرح ہے کہ:

یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ۔ (پارہ ۲۸، رکوع ۱۳، سورہ المنافقون، آیت ۸)

ترجمہ: کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت ذلت والا ہے۔ (کنزالایمان)

منافق عبداللہ بن ابی بن سلول نے ''اَعَزُّ'' (بڑی عزت والا) سے خود کو مراد لیا تھا اور ''اَذَلُّ'' (بڑی ذلت والے) سے اصحاب رسول کو مراد لیا تھا۔ عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے حضرت عبداللہ کو جب معلوم ہوا کہ میرے باپ نے ایسا ذلیل جملہ کہا ہے تو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ اگر حضور چاہیں تو میں اپنے باپ کا سر اُتار کر لے آؤں۔ پھر حضرت عبداللہ اپنی تلوار سونت کر شہر کے دروازے پر آکر کھڑے ہوگئے اور اپنے منافق باپ کا انتظار کرنے لگے۔ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مدینہ لوٹا اور شہر کے دروازے پر پہنچا تو حضرت عبداللہ نے اپنے باپ کو شہر میں داخل ہونے سے روکا اور کہا کہ اب تو اپنی زبان سے یہ کہہ کہ ''انا اذل الناس واصحاب محمد اعز الناس'' یعنی میں لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں اور اصحاب رسول لوگوں میں سب سے زیادہ عزت دار ہیں۔ ورنہ میں تیری گردن اُڑا دوں گا۔ عبداللہ بن ابی منافق نے اپنے بیٹے سے کہا کہ کیا تو سچ کہتا ہے؟ اور یوں ہی کرے گا؟ حضرت عبداللہ نے اپنے منافق باپ سے فرمایا کہ: ہاں! میں تیری گردن اُڑا دوں گا۔ جب عبداللہ بن ابی منافق نے اپنے بیٹے کے تیور دیکھے تو سمجھ گیا کہ آج اس کا رنگ بدلا ہوا ہے اور آنکھوں سے شعلے برس رہے ہیں۔ تو وہ سہم گیا اور اپنی جان بچانے کے لئے مذکورہ الفاظ اپنی زبان سے کئی مرتبہ ادا کئے اور اس کا اقرار کیا تب حضرت عبداللہ نے اسے چھوڑا۔ (حوالہ: مدارج النبوة، اُردو ترجمہ، جلد ۲ ص ۵۳۱)

اسی طرح حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے کافر باپ عاص بن وائل کو اور امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے اپنے کافر باپ جراح کو اپنے ہی ہاتھوں سے قتل کر دیا اور دنیا کو یہ سبق دیا کہ نبی کی محبت وعظمت کے مقابلے میں اگر حقیقی باپ بھی آجائے تو ایک مومن نبی کی عظمت کو باپ کی حیات پر ترجیح دیتا ہے۔ صحابہ کرام کا عشق رسول اتنا پاکیزہ تھا کہ وہ اپنے عشق میں دیوانگی کی حد تک پہنچ گئے تھے۔ ان کا جینا صرف عشق رسول کی بناء پر تھا۔ عشق رسول ان کے دلوں کی دھڑکن بن چکا تھا۔ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وغلامی میں وہ اتنے منہمک اور مستغرق ہو چکے تھے کہ انہیں دنیا کی کسی چیز اور کسی نسبت سے کوئی غرض نہ تھی۔ بقول

میں نثار ایسا مسلماں کیجئے
توڑ ڈالیں نفس کا زُنّار ہم

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی محاسن

اب ہم پھر ایک مرتبہ دعویٰ کا اعادہ کرتے ہیں کہ اسلام ہرگز تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ و جمیلہ سے پھیلا ہے۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا بنظر غور جائزہ لینے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی حیات طیبہ کا ہر لمحہ نوع انسانی کے لئے ''اسوۂ حسنہ'' ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو ایسی عالی صفات، منبع البرکات بنائی تھی کہ آپ کے تمام اخلاق و خصائل اس قدر اعلیٰ و ارفع، اتم واکمل، احسن واجمل، اشرف وافضل تھے کہ جن کو احاطہ حصر میں لاکر اس کا کما حقہ بیان کرنا ممکن نہیں۔

☆ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (پارہ ۲۹، رکوع ۳، سورہ القلم، آیت ۴)

ترجمہ: اور بے شک تمہاری خوبو (خلق) بڑی شان کی ہے۔ (کنز الایمان)

حدیث: حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

اُکَمِّلَ مَحَاسِنَ الْاَفْعَال

ترجمہ: مجھے اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا۔

حدیث: سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ

مجھے اخلاق کی خوبیوں کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے۔

☆ ام المومنین، سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ سے حضور اقدس جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا کہ: ''کان خلقه القرآن'' یعنی'' قرآن ہی آپ کا اخلاق تھا''۔

☆ شیخ محقق، شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

جس طرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہیں۔ آپ کے اخلاق کی خوبیاں اور محاسن جمیلہ ہر آن اور ہر حال میں تازہ بہ تازہ اور نوع بہ نوع ہوتے ہیں۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ جلد ۱ ص ۶۵)

marfat.com

امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ:

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا ، تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے، نہ ہوگا شہا ، تیرے خالق حسن وادا کی قسم

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کی وہ ارفع شان ہے کہ آپ کے مقام حقیقت کو خدا کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا۔ جس طرح خدائے تعالیٰ کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند کوئی نہیں پہچان سکا اسی طرح "لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی" یعنی مجھ کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جان سکا"۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت ذات بے مثل و مثال ہے تو آپ کے تمام اوصاف جمیلہ بھی بے مثل و مثال ہیں اور انہیں اوصاف میں سے آپ کے اخلاق کریمہ ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق سے مساوات کر سکے ایسا کوئی بھی شخص آج تک پیدا نہیں ہوا ہے اور نہ کبھی پیدا ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مادر شفیق کے شکم اطہر میں استقرار فرمانا تولد، ایام شیر خواری، بچپن، جوانی اور دنیا سے پردہ فرمانے تک کی ظاہری حیات کے مختلف شعبے مثلاً انفرادی، اکتسابی، رواجی، اقتصادی، تجارتی، معاملات، معاشرتی، ازواجی، خاندانی، انتظامی، مجلسی، سماجی، خدماتی، مذہبی، ناصحی اور جہادی زندگی کے کسی بھی پہلو کو ٹٹول کر دیکھیں گے تو آپ صرف اور صرف دیانتداری، ایمانداری، امانتداری، رواداری، راست بازی، صدق گوئی، راست گفتاری، وفاداری، تواضع وانکساری، غریب پروری، حاجت روائی، عفو وعنایت، جود وسخا، رحم وکرم، عدل وانصاف ایفائے عہد وغیرہ جیسے اخلاقی محاسن کی بہتات و کثرت ہی پائیں گے۔ یہاں اتنی گنجائش و وسعت نہیں کہ تمام اخلاقی محاسن پر سیر حاصل گفتگو کی جائے۔ لہٰذا صرف جہادی زندگی سے تعلق رکھنے والے اور عفو و کرم پر مشتمل کچھ واقعات کی طرف نشاندہی کی جاتی ہے۔

☆ جنگ اُحد میں دندان مبارک شہید کرنیوالوں کے حق میں دعائے خیر فرمانا:

جنگ اُحد میں عبداللہ بن قمیہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا زور سے پتھر مارا کہ آپ کا رخسار مبارک خون آلود ہوگیا اور عتبہ بن ابی وقاص نے جو پتھر مارا تھا اس سے آپ کا لب زیریں یعنی نیچے کا ہونٹ مبارک لہولہان ہوگیا اور آگے کے نچلے دندان مبارک کو شہید کر دیا۔ عبداللہ بن شہاب نے حضور کی کہنی (Elbow) مبارک کو زخمی کر دیا۔ صحابہ کرام کو آپ کی یہ حالت سخت دشوار اور ناگوار معلوم ہوئی۔ وہ عرض کرنے لگے کہ کاش! آپ ان ظالموں پر دعائے ہلاکت فرماتے تاکہ وہ اپنے کرتوت کی سزا کو پہنچتے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ: "مجھے لعنت اور بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ مخلوق خدا کو خدا سے ملانے اور ان پر رحمت و شفقت کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور یہ دعا فرمائی کہ "اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ"۔ ترجمہ: "اے خدا میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ وہ جانتے نہیں"۔

روایت: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب روئے پر انور سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم سے خون جاری ہوا تو میرے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ اپنے منہ کو چپکتے ہوئے خود کی جگہ رکھ کر خون مبارک پی جاتے تھے۔ اس پر

marfat.com

لوگوں نے کلام کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس کے خون میں میرا خون مل جائے اسے آتشِ دوزخ نہیں چھو سکتی''۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد ۲، ص ۲۲۴)

☆ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی سازش سے خیبر کے مقام میں بکری کی زہر آلود ران دینے والی یہودیہ زینب بنت حارث کو اور آپ کو ضرر و نقصان پہنچانے کے فاسد ارادے سے آپ پر جادو کرنے والے یہودی لبید بن الاعصم کو آپ نے معاف فرمادیا۔

☆ ایک مرتبہ آپ قیلولہ فرمارہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چشمانِ مبارک کھولیں تو دیکھا کہ ایک اعرابی برہنہ تلوار لئے ہوئے آپ کے سرہانے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اب آپ کو کون بچائے گا اور مجھ سے محفوظ رکھے گا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ'' یہ سن کر اس اعرابی کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھائی اور فرمایا: اب تو بتا! تجھے اب کون بچائے گا۔ وہ شخص لرزنے اور کانپنے لگا۔ اس پر حضور اقدس نے اس شخص کو چھوڑ دیا اور معاف فرمادیا۔

(حوالہ: مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد ۱، ص ۴۷)

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے جانے والے جانی اور مالی ظلم و ستم پر آپ ہمیشہ صبر فرما کر درگزر کرتے تھے۔ آپ کسی کے ساتھ نہ تو خود سخت کلامی فرماتے تھے اور نہ کسی کی سخت کلامی کا بدلہ لیتے تھے بلکہ عفو و کرم سے کام لیتے تھے۔ اس کا مخالف پر اتنا گہرا اثر پڑتا تھا کہ وہ آپ کے حسنِ اخلاق سے مسخر اور گرویدہ ہو کر اپنے ارتکاب قبیحہ پر پشیمان و نادم ہوتا تھا۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ مخالفین کے تالیف قلوب کے لئے تریاق کا کام کرتے تھے اور آپ کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے آپ کے اخلاق سے متاثر اور اپنے کئے پر متاسف ہو کر آپ کی صداقت و حقانیت کا مقر ہو کر دولت ایمان سے سرفراز ہو جاتا اور پھر وہ اپنے ماضی کے کرتوت کے تدارک میں صدق دل سے اسلام کی خدمت گزاری میں نمایاں کارنامے انجام دے کر مقرب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف حاصل کرتا۔

چند مثالیں اختصاراً ضیافت قارئین کی خاطر پیش خدمت ہیں:

۱۔ حضرت ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف:

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جب تک ایمان نہ لائے تھے وہاں تک انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت و دشمنی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ اسلام کو نقصان پہنچانے کی سربراہی اور سرداری میں وہ ہمیشہ گرمجوشی سے کام لیتے تھے۔ مثلاً

☆ جنگ بدر کے لئے کفار مکہ کو انہوں نے ہی اُکسایا تھا اور لشکر کفار کو مکہ سے بدر بلایا اور پھر خود بھی مکہ سے بدر آ کر لشکر قریش میں شامل ہوئے تھے۔

☆ ہجرت کی شب مشرکین مکہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دینے کی سازش کی تھی۔ اس سازش کے تعین کے لئے دارالندوہ میں روساء مکہ کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی تھی۔ اس میں ابوسفیان نے نمایاں حصہ لیا تھا۔

☆ جنگ بدر کے مقتولین کا انتقام لینے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے ایک عظیم لشکر کی فراہمی کے لئے

marfat.com

ابوسفیان نے دارالندوہ میں میٹنگ کی اور بیس ہزار مثقال کا چندہ مکہ کے تاجروں سے وصول کر کے لشکر کی تیاری کے لئے خرچ کئے۔

☆ حضرت ابوسفیان کی سرداری میں لشکر کفار مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے آیا اور جنگ اُحد کا معرکہ وقوع پذیر ہوا۔ ۳ ہجری

☆ ۵ ہجری میں حضرت ابوسفیان نے خیبر کے یہودیوں سے مدد طلب کی اور یہود و کفار کا مشترکہ لشکر لے کر انہوں نے مدینہ منورہ پر دس ہزار آدمیوں کے ساتھ حملہ کیا اور غزوہ احزاب یعنی غزوہ خندق کا واقعہ پیش آیا۔

☆ غزوہ خندق سے لوٹنے کے بعد ابوسفیان نے مکہ سے ایک بدوی شخص کو مدینہ طیبہ اس غرض سے بھیجا کہ وہ موقع پاتے ہی حضور اقدس جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دے۔ ابوسفیان نے اس شخص کو سواری کا اونٹ اور زادِ راہ اپنی طرف سے دیا تھا۔ وہ شخص مدینہ منورہ آیا' پکڑا گیا' حضور نے معاف فرما دیا۔ لہٰذا وہ مسلمان ہوگیا۔

(مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲، ص ۳۰۲)

☆ ۶ ہجری میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے بنیت عمرہ مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوئے تو ابوسفیان نے حضور کا مکہ معظمہ میں داخلہ روکنے کے لئے مشرکین مکہ کو جمع کیا اور حضور کو روکنے کے لئے جدہ شریف کے راستہ پر واقع موضع بلدہ پر لشکر کا پڑاؤ ڈلوایا۔ بعدہ صلح حدیبیہ ہوئی۔

☆ صلح حدیبیہ کے بعد حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل بادشاہ، شاہ روم کو اسلام کی دعوت کا مکتوب (خط) ارسال فرمایا۔ تب اتفاق سے ابوسفیان بن حرب تجارت کے سلسلے میں ملک شام گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہرقل بادشاہ کے دربار میں جا کر حضور کے خلاف ہرقل بادشاہ کے خوب کان بھرے اور کذب بیانی سے کام لیا۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲، ص ۳۸۱)

مختصر یہ کہ اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بھی تحریک یا کوئی بھی محاذ ہو، ابوسفیان بن حرب اس میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لیتے اور اسلام کے خلاف اپنی تمام تر طاقت و دولت صرف کرتے لیکن ان کی تقدیر میں ایمان لکھا ہوا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح مکہ کے دن ۸ ہجری میں حاضر ہوئے۔ اپنے ماضی کے افعال پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کر کے معذرت خواہ ہوئے اور سورہ یوسف میں مذکورہ برادران حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقولہ عرض کیا۔ یعنی

لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـٕیْنَ ۝۔ (پارہ ۱۳، رکوع ۴، سورہ یوسف، آیت ۹۱)

ترجمہ: "بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطاوار تھے" (کنز الایمان)

جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فرمایا جو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا تھا۔ یعنی

maktabah.org

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ (پارہ ۱۳، رکوع ۴، سورہ یوسف، آیت ۹۲)

ترجمہ: آج تم پر کچھ ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر ایمان لائے۔ حضور نے ان کی تمام خطائیں معاف فرما کر اخلاق کریمہ کا مظاہرہ فرمایا۔ حالانکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے حضور کو اتنا ستایا تھا کہ اگر حضور اقدس کے بجائے اور کسی کو اتنا ستانے کے بعد حاضر خدمت ہوتے تو معافی ملنے کی کوئی امید ہی نہ ہوتی۔ بلکہ جان کے لالے پڑ جاتے۔ لیکن حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال عفو و کرم سے ان پر نگاہ لطف و عنایت فرما کر معاف فرما دیا۔ بلکہ اپنے دامن میں پناہ عطا فرمائی۔ بقول:

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
ترے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

اور

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ، تم پہ کروروں درود

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق جمیلہ نے حضرت ابوسفیان کو ایسا گرویدۂ اسلام کر دیا کہ انہوں نے اپنے ماضی کی خطاؤں کا کفارہ ادا کرتے ہوئے خلوصِ دل سے اسلام کی زریں خدمات انجام دیں۔ اپنی تمام صلاحیتوں کو اسلام کے فروغ کے لئے ہی استعمال کیا اور ان کا شمار اکابر صحابہ کرام میں ہونے لگا۔ حضرت ابوسفیان نے اسلام اور بانی اسلام کی جو بیش بہا خدمات انجام دیں ہیں اس کی کچھ جھلکیاں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ جنگ حنین ۸ ہجری میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے اور حضور کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے۔

☆ جنگ طائف، ۸ ہجری میں حضور کے ساتھ شریک ہوئے۔ اس جنگ میں تیر لگنے کی وجہ سے حضرت ابوسفیان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ حضور نے انہیں جنت میں آنکھ ملنے کا وعدہ فرمایا۔ (مدارج النبوۃ، جلد ۲، ص ۵۲۸)

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عرب کے بڑے بُت منات کے بت خانے کو منہدم کر دیا۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہ کر وحی کی کتابت کی خدمت انجام دیتے تھے۔

☆ ملک شام میں لشکر اسلام کے ساتھ رہ کر بڑی جاں فشانی سے رومیوں سے لڑے۔ خصوصاً جنگ یرموک کے بارہویں دن جب اسلامی لشکر نے ہزیمت اٹھائی اور مجاہدین اسلام پیچھے ہٹنے لگے تب حضرت ابوسفیان نے دادِ شجاعت دلاتے ہوئے اسلامی لشکر کو ثابت قدم رکھا۔

☆ جنگ یرموک میں ہی حضرت ابوسفیان نے تیر لگنے کی وجہ سے اپنی دوسری آنکھ گنوائی اور وہ دونوں آنکھ سے نابینا

marfat.com

ہو گئے۔

☆ ملک شام میں حضرت ابوسفیان نے جنگ دمشق، جوسیہ، رستن، قنسرین، بعلبک، حمص اور یرموک میں اپنی خدمات پیش کیں۔

۲- حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی:

حضور اقدس جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے گستاخ ولید بن مغیرہ کے آپ بیٹے تھے۔ حضرت خالد اشراف واعیان قریش میں سے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں گھوڑوں کی عنان ان کے ہاتھ میں تھی۔ نوعمری کے زمانہ سے ہی وہ شجاع، بہادر، جنگ جو، ماہر فن جنگ اور تلوار کے دھنی تھے۔ عمرہ حدیبیہ تک وہ کافروں کے ساتھ رہے اور اسلام کے خلاف لڑتے رہے۔ مثلاً:

☆ جنگ اُحد ۳ ہجری میں لشکر کفار و مشرکین کے آپ مقدمۃ الجیش تھے۔

☆ جنگ اُحد میں لشکر کفار نے جب ہزیمت اٹھائی اور شکست سے دوچار ہو رہا تھا تب انہوں نے مشرکوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسلامی لشکر کے پیچھے پہاڑ کے شگاف میں سے آکر اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیا اور جنگ کا تختہ پلٹ دیا۔

☆ ۶ ہجری میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے جدہ کے راستے پر موضع بلدہ میں لشکر کفار کے ہراول کی حیثیت سے گئے تھے۔

لیکن ۷ ہجری میں حضرت خالد بن ولید کی قسمت کا ستارہ چمکا۔ جنگ موتہ ۸ ہجری کے دو ماہ قبل اسلام سے مشرف ہوئے۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲، ص ۹۳۵)

بعض اہل سیر حضرت خالد کا اسلام لانا ۸ ہجری میں بتاتے ہیں۔

جب حضرت خالد بن ولید بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور سلام پیش کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ پیشانی سے ان کے سلام کا جواب عنایت فرمایا اور تبسم فرمایا۔ نظر سے نظر کیا ملی؟ کہ حضرت خالد نے اپنا دل سرکار دو جہان کے قدموں میں رکھ دیا۔ خدا کے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ نے ایسا دیوانۂ عشق کر دیا کہ ماضی میں اسلام کشی کی جو خطائیں سرزد ہوئی تھیں ان خطاؤں پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت خالد نے عرض کیا کہ:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ میں نے نیکی کی راہوں میں حق کے ساتھ کیسی کیسی دشمنیاں کی ہیں۔ اب دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ انہیں معاف فرما دے اور میرے گناہوں کو بخش دے''۔

جواب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اسلام قبول کرنا اگلے گناہوں کو محو کر دیتا ہے اور سب خطاؤں کو مٹا دیتا ہے''۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، جلد ۲، ص ۹۵۰)

اپنے سامنے شرمندہ اور نادم ہونے والے کی اس طرح دلجوئی فرما کر مغفرت کی بشارت سنانے کا اخلاق کریمہ ایسا کارآمد

marfat.com

ہوا کہ اُس وقت سے لے کر دم آخر تک حضرت خالد بن ولید نے اسلام کی وہ خدمات انجام دیں کہ حضرت خالد کا مبارک اسم گرامی صرف اسلامی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں سنہری حروف سے منقش ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں اور پردہ فرمانے کے بعد بھی دین اسلام کی تائید و تقویت کے لئے مساعی جمیلہ وعظیمہ انجام دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ مثلاً:

☆ جنگ موتہ ۸ ہجری میں تین ہزار کے اسلامی لشکر سے آپ رومیوں کے ایک لاکھ کے عظیم لشکر سے بھڑ گئے اور رومیوں کو شکست فاش دی۔ جنگ موتہ میں آپ نے جو دلیری دکھائی تھی اس سے خوش ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ''سیف اللہ'' کے لقب سے نوازا۔

نوٹ: جنگ موتہ کا تفصیلی بیان اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں

☆ آپ نے اپنی زندگی میں ایک سو سے بھی زیادہ جنگوں میں شرکت فرما کر عظیم فتوحات حاصل کرنے میں ایسے منہمک وکوشاں رہے کہ آپ کے جسم میں ایک بالشت برابر بھی ایسا حصہ نہیں تھا جہاں نیزہ، تیر اور تلوار کے زخم نہ لگے ہوں۔ ملک شام کی فتوحات اگلے صفحات میں تفصیل سے ذکر کی جائیں گی ان فتوحات میں حضرت خالد بن ولید کی شجاعت، دلیری، جوانمردی، ذی شعوری، فن جنگ کی مہارت، وغیرہ کا بیان پڑھ کر قارئین کرام واقعی حیرت و تعجب زدہ رہ جائیں گے۔

☆ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے چالیس ہزار جنگ جو لوگوں کے لشکر کے ساتھ ۱۱ ہجری میں جنگ یمامہ ہوئی۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت خالد رضی اللہ عنہ تھے۔ اس جنگ میں مسیلمہ مارا گیا۔

☆ مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد اسدی کی سرکوبی کے لئے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد کو اسلامی لشکر کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا۔

☆ حضرت خالد بن ولید نے کاتب بارگاہ رسالت کی حیثیت سے بھی اپنی خدمات پیش کی ہیں۔

۳۔ حضرت عکرمہ بن ابوجہل بن ہشام:

ابوجہل کا نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں سرفہرست آتا ہے۔ اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عُدو اور بدخواہ کی حیثیت سے اس نے اپنا مال پانی کی طرح خرچ کیا اور اپنی جان بھی عداوت رسول میں بدر کے دن ضائع کی۔ اسی ابوجہل کے بیٹے عکرمہ بن ابی جہل بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چل کر حضور اکرم رحمت عالم و جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی اور تکلیف دہی میں مشہور تھے۔ اسلام کے خلاف ہر محاذ پر وہ اشقیاء کے گروہ کے سردار اور سرگروہ تھے۔ اپنے باپ کے وارث اور جانشیں ہونے کی وجہ سے اسلام کی عداوت کی شناعت انہیں ورثہ میں ملی تھی۔ مثلاً ۸ ہجری تک جتنے غزوات ہوئے ان تمام غزوات میں عکرمہ بن ابی جہل نے شرکت کر کے لشکر کفار کی سرداری اور قیادت کی تھی۔

☆ ۳ ہجری جنگ اُحد میں اسلامی لشکر کے پیچھے پہاڑ کے شگاف سے اسلامی لشکر پر حملہ کرنے میں وہ بھی حضرت خالد

marfat.com

بن ولید کے ہمراہ تھے۔

☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے لشکر کفار کا جو ہراول دستہ بنایا گیا تھا اس میں حضرت خالد کے ہمراہی تھے۔

☆ ۸ ہجری فتح مکہ کے دن وہ اپنے ایک زمانے کے ساتھی اور دوست حضرت خالد بن ولید کے مقابلے میں کفار کی جانب سے بمقام خرورہ میں شدت سے لڑے۔

جب مکہ معظمہ فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا تو عکرمہ بن ابی جہل اپنی جان بچانے کے لئے ساحلی علاقے میں چلے گئے۔ عکرمہ کی بیوی حضرت ام حکیم بنت حارث نے اسلام قبول کر کے اپنے شوہر کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے امان حاصل کر کے اس کی جستجو میں نکلی ہوئی تھی۔ جب ام حکیم اپنے شوہر عکرمہ سے ملی تو اطلاع دی کہ میں نے تیرے لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے امان حاصل کر لی ہے۔ عکرمہ نے جب امان ملنے کی خبر سنی تو وہ حیران اور متعجب ہو کر کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے بے شمار ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائیں ہیں اس کے باوجود بھی انہوں نے مجھے امان دی ہے؟ ام حکیم نے کہا ہاں! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اتنے زیادہ رحم دل اور کریم ہیں کہ ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ عکرمہ بن ابی جہل اپنی زوجہ ام حکیم کے ساتھ مکہ معظمہ لوٹ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور نے انہیں مرحبا کہا۔ عکرمہ نے عرض کیا کہ کیا واقعی آپ نے مجھے امان دی ہے؟ فرمایا: ”ہاں! میں نے امان دی ہے“۔ حضرت عکرمہ نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا اور مشرف باسلام ہوئے۔

پھر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے انتہائی شرمساری سے اپنا سر جھکا کر عرض کیا کہ ”یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہر وہ دشمنی، بے ادبی، گستاخی، غیبت اور برائی آپ کے ساتھ جو ہو سکتی تھی میں نے کی ہے“۔ اب دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور مجھے بخش دے۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس اٹھا کر دعا فرمائی اور جو کچھ حضرت عکرمہ نے کیا تھا اس کی معافی و بخشش خدائے تعالیٰ سے مانگی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ محو حیرت تھے۔ جس ذات گرامی کو ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور راہ میں کانٹے بچھانے میں حد درجہ کوشش کی تھی اور جس کی سزا گردن زنی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی لیکن آفرین! صد آفرین! اس ذات کریمہ کے اخلاق جمیلہ پر کہ انتقام لینا تو درکنار بلکہ دعائے مغفرت سے نواز رہے ہیں۔ ہاں ہاں! یہ وہی ہیں جو عفو و کرم میں یکتائے زمانہ ہیں۔ جود و سخا میں بے مثل و مثال ہیں۔ ان کی غلامی سند ہے حیات جاویدانی کی۔ ان کے قدموں پر مٹ جانے میں دائمی بقاء ہے۔ اب ان کے قدموں سے ہی لپٹے رہنے میں فلاح و بھلائی ہے۔ ان کے مقدس عشق میں اپنے آپ کو جلا کر راکھ کر دینے سے ماضی کے گناہ جل کر راکھ ہو جائیں گے اب ان سے کبھی بھی دور نہ ہونا چاہئے۔ بقول:

شمعِ طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
ہاں جلا دے شررِ آتشِ پنہاں ہم کو

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

marfat.com

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے دل میں جذبات کا سمندر اُمنڈ پڑا اور اپنے ولولۂ عشق کا بارگاہ رسالت میں ان الفاظ میں اظہار فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمانہ جاہلیت میں حق کی مخالفت میں جتنا مال خرچ کیا ہے، میری تمنا ہے کہ اس سے زیادہ اب راہ حق میں صرف کروں۔ جتنی جنگیں خدا کے محبوب ومقبول بندوں کے ساتھ لڑی ہیں اس سے دوگنی جنگ اب دشمنان خدا سے لڑوں۔ اس کے بعد حضرت عکرمہ نے کفار ومشرکین کے ساتھ اپنے عہد و پیان، دوستی اور قرابت کے تمام رشتے توڑ دیئے اور پیارے آقا ومحبوب مولیٰ کی غلامی میں کمربستہ ہوگئے۔ بقول:

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض
ہم ہیں عبدِ مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اپنی زندگی کی آخری سانس تک دین اسلام کی خدمت میں ہمہ وقت مشغول ومصروف رہے اور کفار ومشرکین سے ہر محاذ پر لڑتے رہے۔ مثلاً:

☆ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا اسود عنسی نے صنعا کے بادشاہ شہر بن باذان کو قتل کر کے اہل صنعا پر اپنا غلبہ اور تسلط قائم کیا تو اس کی سرکوبی کے لئے حضرت عکرمہ کو اسلامی لشکر کا امیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

☆ اسلام کی بنیادیں مستحکم کرنے آپ اسلامی لشکر کے ہمراہ ملک شام گئے تھے اور دمشق، جوسیہ، رستن، قنسرین، بعلبک اور حمص کی جنگ میں رومیوں سے لڑے اور دادِ شجاعت حاصل کی۔

☆ حمص کے قلعہ کی جنگ میں لڑتے ہوئے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۴۔ حضرت عمرو بن العاص بن وائل قرشی سہمی:

حضرت عمرو بن العاص عرب کے دانشوروں اور روٗسا میں سے تھے۔ وہ صاحب فہم وفراست اور ذہن رسا و باصلاحیت شخص تھے۔ بہت ہی بہادر اور شجاع تھے۔ فن جنگ اور لڑائی کے کرتب میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ ۸ ہجری تک مشرکین کے گروہ میں رہ کر اسلام کے خلاف متحرک رہے اور مسلمانوں سے لڑتے رہے۔

☆ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید پر لبیک کہنے والے مومنین کو کفار مکہ نے شدید تکالیف دینی شروع کیں تو اعلان نبوت کے پانچویں سال (۶۱۳ء) میں کچھ مسلمانوں نے مکہ سے حبشہ ہجرت کی تھی۔ حبشہ سے مسلمانوں کو جلا وطن کرانے، مسلمانوں کے خلاف شاہ حبشہ نجاشی کے کان بھرنے مکہ سے مشرکوں کا ایک وفد عمرو بن العاص کی قیادت میں حبشہ گیا تھا۔

☆ ۵ ہجری میں دس ہزار کا لشکر کفار مدینہ پر حملہ کرنے مکہ سے آپہنچا اور غزوہ خندق (احزاب) وقوع میں آیا۔ اس جنگ میں عمرو بن العاص کفار کے لشکر کے اہم رکن تھے۔

لیکن عمرو بن العاص کی تقدیر میں اسلام اور حضور اکرم کی عظیم خدمات کرنے کی سعادت مکتوب تھی۔ ۸ ہجری میں وہ حبشہ

marfat.com

میں تھے۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے ساتھ ان کے تعلقات اور مراسم تھے بلکہ شاہی دربار تک ان کی رسائی تھی۔ اتفاقاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک خط لے کر حضرت عمرو بن ضمری رضی اللہ عنہ بحیثیت قاصد نجاشی کے پاس آئے۔ جب عمرو بن العاص کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے نجاشی بادشاہ سے کہا کہ عمرو بن امیہ ضمری کو میرے حوالے کر دو تاکہ میں انہیں قتل کر کے قریش کے سامنے سرخ رُو بنوں۔ شاہ حبشہ (Ethopia) نجاشی عمرو بن العاص کی یہ فرمائش سن کر توبہ کرنے کے انداز میں اپنے رخساروں کو تھپتھپایا اور کہا کہ:

''میں کیوں کر اس مقدس ہستی کے قاصد کو تمہارے حوالے کروں جس ہستی کی خدمت میں ناموس اکبر (حضرت جبرئیل کا لقب) حاضر ہوتے ہیں اور وہ ہستی خدا کا رسول برحق ہے''۔

اس کے بعد شاہ نجاشی نے عمرو بن العاص کو فہمائش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اے عمرو! میری بات غور سے سن! اور حضور اقدس کی پیروی اختیار کر''۔

شاہ حبشہ نجاشی کی نصیحت نے حضرت عمرو بن العاص کے دل کی دنیا پلٹ دی۔ ایمان ان کے دل میں نصب ہو گیا اور مدینہ طیبہ کی طرف چل دیئے۔ جب موضع ''ہدہ'' نامی مقام پر پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات حضرت خالد بن ولید سے ہوئی جو ایمان لانے کی نیت سے مکہ سے مدینہ جا رہے تھے۔ دونوں نے ملاقات کی اور اپنے ارادے سے ایک نے دوسرے کو مطلع کیا۔ چنانچہ دونوں حضرات نے ایک ساتھ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ایمان کی لازوال دولت حاصل کی۔ پہلے حضرت خالد نے کلمہ توحید کا اقرار کیا اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اپنا دست اقدس بڑھایئے تاکہ میں بیعت کروں''۔

حضرت عمرو بن العاص کی گزارش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک بڑھایا لیکن عمرو بن العاص نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ حضور نے فرمایا: ''اے عمرو! کیا بات ہے؟ ہاتھ کیوں کھینچ لیا؟

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ ایک شرط کرلوں

فرمایا: کیا شرط کرتے ہو؟

عرض کیا: شرط یہ ہے کہ میرے گناہ بخش دیئے جائیں

فرمایا: اے عمرو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایمان پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور دارِ کفر سے ہجرت کر کے دار السلام آنا اور حج کرنا یہ دونوں عمل ایسے ہیں کہ ہر ایک سابقہ تمام گناہوں کو ناپید اور محو کر دیتا ہے۔

(حوالہ: مدارج النبوۃ، اُردو ترجمہ، جلد ۲، ص ۴۴۹ تا ۴۵۲)

الغرض ۸ ہجری میں فتح مکہ سے چھ ماہ قبل حضرت عمرو بن العاص مشرف ایمان ہوئے اس وقت سے لے کر تادم مرگ انہوں نے اسلام کی عظیم خدمات سرانجام دیں۔ مثلاً:

marfat.com

☆ جنگ ذات السلاسل ۸ ہجری میں ان کو حضور اقدس نے امیر لشکر مقرر فرمایا۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نو ہزار کے لشکر پر انہیں سردار بنا کر فلسطین (Palastine) بھیجا اور فلسطین ان کے ہاتھوں فتح ہوا۔

☆ ملک شام (Syria) کی تمام جنگوں میں آپ حاضر رہے اور ملک شام پر پرچم اسلام لہرانے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔

☆ خلافت فاروقی میں آپ نے مصر (Egypt) کو فتح کیا۔

☆ خلافت عثمانی میں آپ نے اسکندریہ (Alexandria) کو فتح کیا۔

عشق رسول کے کیف میں سرشار ہو کر حضرت عمرو بن العاص ملک شام و مصر کے طاقتور اور جنگ جو حاکموں سے بڑی دلیری سے ٹکرائے۔ قلیل تعداد کے اسلامی لشکر سے لاکھوں کی تعداد پر مشتمل رومی لشکر خاک و خون میں ملا دیئے۔

۵- وحشی غلام کہ جس نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو شہید کیا:

وحشی نام کا ایک حبشی غلام تھا۔ وہ جبیر بن مُطعِم بن مطعم بن عدی کا غلام تھا۔ جنگ بدر میں جبیر بن مطعم بن عدی کے چچا طعیمہ بن عدی کو سید الشہداء حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ علاوہ ازیں ابوسفیان بن حرب کی بیوی ہند کے باپ عتبہ بن ربیعہ کو بھی حضرت حمزہ نے قتل فرمایا تھا۔ جب مکہ معظمہ سے لشکر قریش میدان اُحد کی طرف روانہ ہوا تو جبیر بن مطعم بن عدی نے اپنے غلام وحشی کو لشکر قریش کے ساتھ یہ کہہ کر بھیجا کہ اگر تو حمزہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دے تو تیرے لئے آزادی ہے۔ چنانچہ حبشی غلام لشکر کفار کے ہمراہ معرکہ میدان میں موجود ہوا تھا۔

جب جنگ کے شعلے بلند ہوئے تو لشکر کفار سے سباع بن عبدالعزیٰ خزاعی نکلا اور لڑنے کے لئے مقابل کو طلب کیا۔ اسلامی لشکر سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نکلے اور ایک ہی گرداوے میں سباع کو کاٹ کے رکھ دیا۔ وحشی اس وقت ایک پتھر کی آڑ میں چھپ کر بیٹھا تھا۔ سباع کو قتل کر کے حضرت حمزہ اس پتھر کے قریب ہوئے تو اچانک وحشی کو دیکھا کہ وہ حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے لہٰذا حضرت امیر حمزہ وحشی کی طرف بڑھے تاکہ اس کا کام بھی تمام کر دیں لیکن ایک گڑھے کی وجہ سے ان کا پاؤں پھسل گیا اور زمین پر گر پڑے۔ اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وحشی نے حضرت حمزہ کے پیٹ میں بقوت تمام ایسا نیزہ مارا کہ مثانہ سے پار ہو گیا اور وہ وار مہلک ثابت ہوا اور حضرت امیر حمزہ شہید ہو گئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد وحشی غلام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ (زوجہ ابوسفیان بن حرب) کے پاس آیا۔ لیکن ہند بنت عتبہ کے پاس جاتے وقت وحشی نے اپنے خنجر سے حضرت حمزہ کے شکم اطہر کو چاق کر کے آپ کا جگر (کلیجہ) نکالا اور اپنے ساتھ ہند بنت عتبہ کے پاس لایا۔ وحشی نے آکر ہند بنت عتبہ کے سامنے اس کے باپ کا روز بدر حضرت حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہونے کا صدمہ یاد دلایا اور پوچھا کہ اگر میں تیرے باپ کے قاتل کو مار ڈالوں تو مجھے کیا انعام دو گی۔ ہند بنت عتبہ نے کہا کہ اس وقت میرے بدن پر جو لباس اور زیورات ہیں وہ تیرا ہے۔ تب وحشی نے حضرت حمزہ کا جگر دیتے ہوئے کہا

marfat.com

کہ لے! یہ تیرے باپ کے قاتل حمزہ کا جگر ہے۔ ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہ کے جگر کو وحشی سے لیا اور منہ میں ڈال کر چبایا اور پھر تھوک دیا۔

ہند بنت عتبہ نے خوش ہو کر وحشی کو اپنے دونوں کپڑے، بازو بند، پازیب وغیرہ زیورات اُتار کر بطور انعام دے دیئے اور وحشی سے کہا کہ مجھے حمزہ کی لاش دکھا دے۔ مکہ پہنچ کر تجھے سرخ سونے کی دس اشرفیاں مزید انعام کے طور پر دوں گی۔ وحشی ہند بنت عتبہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پڑی ہوئی تھی وہاں لایا۔ ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہ کی مقدس لاش کے ساتھ ایسی گھناؤنی حرکت کی کہ تاریخ کے اوراق بھی اس پر اشک ندامت بہاتے ہیں۔ ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہ کو مُثلہ کیا۔ یعنی آپ کے ناک اور دونوں کان کاٹ لئے۔ مزید برآں آپ کے مذاکیر (ذکر اور انثیین) بھی کاٹ لئے اور اپنے ساتھ مکہ لے آئی۔ (حوالہ: مغازی الصادقہ، از علامہ واقدی، ص ۲۱۱ تا ۲۱۳)

وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا لہٰذا تمام صحابہ کرام اس کے قتل کے درپے تھے اور اس کی ٹوہ اور تلاش میں تھے لیکن وہ بھاگ کر طائف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔ جس زمانہ میں طائف کا وفد حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا تھا تو لوگوں نے کہا کہ تو بھی وفد کے ساتھ حضور کی بارگاہ میں چلا جا کیونکہ حضور اقدس قاصدوں اور ایلچیوں کو قتل نہیں کرتے لہٰذا تو وفد میں شامل ہو کر پہنچ جا اور اقبال جرم وخطاء کر کے معافی طلب کر لے اور اسلام قبول کر لے۔

وحشی طائف کے وفد کے ساتھ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور آتے ہی کہنے لگا کہ: ''اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ'' حضور اکرم نے سنا اور نگاہ اٹھا کر دیکھا اور پوچھا کہ کیا تو ہی وحشی ہے؟ عرض کیا ہاں! میں ہی وحشی ہوں۔ فرمایا بیٹھ جا اور مجھے بتا کہ میرے چچا کو تو نے کس طرح شہید کیا تھا؟ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پوری کیفیت بیان کی اور بعد میں معذرت ومعافی چاہی۔ حضور نے معاف فرما دیا اور فرمایا تو میرے سامنے نہ آنا اور اپنا چہرہ مجھے نہ دکھانا۔

وحشی کا جو جرم تھا وہ اتنا سخت تھا کہ اس جرم کی سزا سوائے گردن زنی کے کچھ نہیں ہوسکتی لیکن حضور اکرم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ نے عفو وکرم کی عنایت فرمائی۔ خود وحشی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں کئی مرتبہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا لیکن جب بھی حاضر ہوتا تو حضور اقدس کے کہنے پر سامنے نہ آتا بلکہ آپ کی پشت کی طرف بیٹھتا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق نے حضرت حمزہ کے قاتل وحشی کو یہ حقیقت باور کرا دی کہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے کہ جس دین میں ''اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ'' یعنی اللہ ہی کے لئے دوستی اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کا درس دیا جاتا ہے اور یہی اسلام کی صداقت ہے کہ اپنے ذاتی معاملات کے مقابلے میں دین کے معاملات کو اہمیت وترجیح دی جاتی ہے۔ اپنے خاندانی انتقام کو اقرار کلمہ پر فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اپنے جانی دشمن اور قاتل کو بھی اللہ کے لئے معاف کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ماضی کے ارتکاب قبیحہ کا کفارہ ادا کرنے کے لئے اب ہمہ وقت اپنا سراپا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار کرنے کے لئے مستعد رہنا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے قتل حمزہ کے فعل مذموم کے تضاد میں قتل کذاب کا فعل مستحسن انجام

marfat.com

دے کر اپنی خطائے عظیم کا کفارہ ادا کرنے کی کوشش کی۔

جب خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ بن ثمامہ کذاب کے چالیس ہزار کے لشکر کے سامنے چوبیس ہزار کا اسلامی لشکر حضرت خالد بن ولید کی سرداری میں جنگ یمامہ کے محاذ پر گیا تو وحشی بھی اسلامی لشکر میں شامل تھے اور انہوں نے جس حربہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اسی حربہ کا وار مسیلمہ کذاب پر کیا اور اسے جہنم رسید کیا۔ خود وحشی فرماتے ہیں کہ "اَنَا قَاتِلُ خَیْرُ النَّاسِ فِی الْکُفْرِ وَاَنَا قَاتِلُ شَرِّ النَّاسِ فِی الْاِسْلَامِ" یعنی "حالت کفر میں نے سب سے بہتر انسان کو شہید کیا اور اسلام کی حالت میں سب سے بدتر آدمی کو قتل کیا"۔

(حوالہ: مدارج النبوۃ، جلد ۲، ص ۵۰۳)

۶- ہند بنت عتبہ بن ربیعہ، زوجہ ابوسفیان بن حرب:

ہند بنت عتبہ کہ جس نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا اور آپکو مُثلہ کر کے اپنی شقاوت قلبی کا مظاہرہ کیا تھا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت دلی اذیت پہنچائی تھی وہ ہند بنت عتبہ بعد فتح مکہ جب عورتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ایمان کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو ہند بنت عتبہ بھی اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر مستورات کے گروہ کے ساتھ آئی اور مسلمان ہوگئی۔ کلمہ شہادت کا اقرار کرنے کے بعد اس نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھا کر کہا کہ: "میں ہند بنت عتبہ ہوں"۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب مسلمان ہو کر آئی ہے تو اچھا ہوا"۔

بس! صرف اتنی ہی تعزیر یعنی اس میں اشارہ تھا کہ تیرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ تیری گردن مارنا بھی اس کا خوں بہا ہونے کو ناکافی ہے۔ لیکن تو مسلمان ہو کر آئی ہے، یہ تیرے حق میں اچھا ہوا کہ ایمان کے اقرار نے ہماری تلوار اور تیری گردن کے درمیان ایک آہنی سپر قائم کر دی کہ تیرا گناہ ہرگز معاف کرنے کے قابل نہ تھا لیکن تیرا مسلمان ہونا تیری جان بخشی کی ضمانت دیتا ہے۔ لہٰذا تیرے دخول اسلام کے بعد اب ہمارے ہاتھ بندھ گئے ہیں۔ ہمارے عم محترم کے قصاص میں اب سوائے ہاتھ ٹھہرانے کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اچھا ہوا کہ تو مسلمان ہو کر حاضر ہوئی۔ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی بلندی اور شرافت کی علویت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش کے ساتھ نازیبا حرکت کرنے کے تعلق سے ہند بنت عتبہ کو ایک لفظ تک نہیں کہا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ اچھا ہوا کہ تو مسلمان ہو کر آئی۔

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ نے ہند بنت عتبہ کو اتنا متاثر کیا کہ جب وہ اپنے گھر لوٹی تو گھر میں جتنے بُت تھے ان تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور کہنے لگی کہ بتوں کے غرور اور فریب میں اب تک ہم مبتلا تھے۔ بعدہ انہوں نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک صدق دل سے خدمت اسلام اور محبت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہیں۔ اسلام نے ان کو وہ حوصلہ اور جذبہ ودیعت کیا کہ خلافت فاروقی میں وہ اپنے شوہر حضرت ابوسفیان اور اپنے بیٹے حضرت یزید بن ابی سفیان کے ہمراہ ملک شام کے جنگی محاذ پر گئیں اور خواتین اسلام کے ساتھ رہ کر رومی لشکر کے سورماؤں کے سامنے بہادری سے لڑکر ان کے دانت کھٹے کر دیئے۔

marfat.com

جنگ یرموک میں مسلمانوں کے صرف آدھے لاکھ کے لشکر کے مقابلے رومیوں کا تقریباً گیارہ لاکھ کا لشکر حملہ آور ہوا تھا اور اسلامی لشکر پر شدت اور تنگی کا وقت تھا تب حضرت ہند بنت عتبہ نے عورتوں کی جماعت کے ساتھ رہ کر جو شجاعت دکھائی ہے اسے دیکھ کر اسلامی لشکر کے مجاہدین میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا تھا۔ تفصیلی معلومات کے لئے اگلے صفحات میں جنگ یرموک کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں ذیل میں صرف ایک کارنامہ پیش ہے۔

''واقدی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے کہ دیکھا میں نے ہند بنت عتبہ کو کہ اُن کے ہاتھ میں ہندی تلوار تھی اور وہ شمشیر زنی کرتی تھیں مشرکین میں اور پکار کر کہتی تھیں اپنی بلند آواز سے کہ اے گروہ عرب کے! کاٹ ڈالو تم گبروں بے ختنہ برید کو ساتھ تلواروں کے''۔ (حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، اُردو ترجمہ، ص ۲۶۲)

۷- عدی بن حاتم بن عبداللہ بن سعد طائی (مشہور سخی حاتم طائی کے لڑکے)

ملک عرب کے مشہور سخی حاتم طائی کے نام سے شاید ہی کوئی نا آشنا ہوگا۔ اس عدی بن حاتم طائی کا واقع بھی عجیب و غریب ہے۔ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ اور عفو و کرم نے عدی بن حاتم کو اسلام کا گرویدہ اور عشق رسول میں دیوانہ بنا دیا تھا۔ ۹ ہجری تک وہ اسلام لانے کی سعادت سے محروم تھے۔

عدی بن حاتم بھی اپنے والد حاتم طائی کی طرح سخی اور جواد تھے۔ وہ قبیلۂ بنی طے کے سردار تھے۔ وہ اپنی قوم میں عزیز، شریف، فاضل، خطیب اور حاضر جواب تھے۔ قبیلہ بنی طے کی بستی میں ایک بڑا بت خانہ تھا۔ ۹ ہجری میں حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو قبیلہ بنی طے کی اصلاح کے لئے بھیجا لیکن قبیلہ بنی طے کے لوگ مزاحم ہوئے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بت خانے کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ قبیلہ طے کا سردار عدی بن حاتم بھاگ کر ملک شام چلا گیا۔ حضرت علی قبیلہ طے سے کچھ لوگوں کو قید کر کے مدینہ منورہ لائے۔ ان قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن سقانہ بنت حاتم طائی بھی تھی۔ تمام قیدیوں کو مدینہ منورہ میں ایک مکان میں مقید رکھا گیا تھا۔

ایک دن حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان کے قریب سے گزرے کہ جہاں آل حاتم طائی کو قید رکھا گیا تھا۔ حاتم طائی کی بیٹی سقانہ کہ جو نہایت خوبصورت، حسین و جمیل اور فصیح عورت تھی۔ اس نے حضور کو اسیروں کے مکان کے قریب آتے دیکھا تو کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کہ: ''یارسول اللہ! میرے باپ کا انتقال ہوگیا ہے اور میرا بھائی غائب ہے، مجھ پر احسان فرمایئے حق تعالیٰ آپ پر فضل و کرم فرمائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ: تیرا فدیہ کون ادا کرے گا؟ اس نے عرض کیا کہ میرا بھائی عدی بن حاتم۔ فرمایا کہ: ''وہ تو خدا اور رسولِ خدا سے بھاگا ہوا ہے''۔ یہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔

دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا لیکن تیسرے دن حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی اور سقانہ کو سواری اور سفر خرچ عطا فرما کر باعزت رخصت کر دیا۔ سقانہ اپنے قبیلہ میں گئی۔ پھر وہاں سے وہ ملک شام گئی اور اپنے بھائی سے ملی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ اور احسان و عنایت کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ تمہارے متعلق حضور اقدس نے ایسا

marfat.com

فرمایا ہے کہ: ''وہ خدا اور رسول خدا سے بھاگا ہوا ہے''۔ اپنی بہن سفانہ کی بات کا عدی بن حاتم پر گہرا اثر ہوا اور وہ کہنے لگا کہ بھلا خدا اور رسول سے کہاں بھاگ سکتا ہوں۔ پھر وہ بنی طے کے وفد کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ نے حضرت عدی بن حاتم کو شمع نبوت کا پروانہ بنا دیا۔ ماضی کے جرم وعصیاں کی پاداش میں انہوں نے اپنے آپ کو دین اسلام کے لئے وقف کر دیا اور اسلام کی نشر واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ملک شام جانے والے اسلامی لشکر میں شمولیت کی اور ملک شام کی تمام جنگوں میں رومیوں سے دلیرانہ قتال فرمایا۔

☆ جنگ یرموک کے پہلے دن رومی لشکر کی جانب سے جبلہ بن ایہم غسانی ساٹھ ہزار عرب متنصرہ کے ساتھ میدان میں آیا تھا۔ ان ساٹھ ہزار رومی لشکر کے سپاہیوں کے سامنے لڑنے کے لئے حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر سے صرف ساٹھ آدمی لے کر معرکہ جنگ میں گئے تھے۔ یعنی ایک ہزار رومی سپاہی کے مقابلے میں صرف ایک مجاہد اسلام تھا۔ حضرت خالد بن ولید نے لشکر اسلام سے جن ساٹھ دلیر اور شجاع مجاہدوں کا انتخاب کیا تھا ان میں حضرت عدی بن حاتم طائی بھی تھے۔ تعداد کے اتنے عظیم فرق سے لڑی گئی جنگ کی نظیر تاریخ میں کہیں نہیں ملے گی۔ ان کفن بردوش مجاہدین اسلام نے رومیوں کے قدم اکھاڑ کر رکھ دیئے۔ پہلے دن کی جنگ کے نتیجہ کو دیکھنے سے عقل حیران رہ جائے گی کہ اسلامی لشکر سے صرف دس مجاہد شہید ہوئے تھے جب کہ رومی لشکر کے پانچ ہزار سپاہی قتل ہوئے تھے۔ اس جنگ کا تفصیلی مطالعہ کرنے کیلئے قارئین کرام اس کتاب کی اوراق گردانی کی زحمت گوارا فرمائیں۔

۸- ہبار بن الاسود کا جرم عظیم معاف فرمانا:

ہبار بن اسود نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائی تھیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی زینب کو مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ لانے کے لئے اپنے غلام حضرت ابورافع اور سلمہ بن اسلم کو بھیجا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ معظمہ میں ابوالعاص بن الربیع کی زوجیت میں تھیں۔ جب حضرت زینب کو ان کے شوہر حضرت ابوالعاص نے اونٹ پر محمل میں بٹھا کر مدینہ طیبہ روانہ کیا تو ہبار بن الاسود کو پتہ چلا کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بھی ہجرت کر کے جارہی ہیں تو وہ قوم قریش کے چند اوباش لوگوں کو ساتھ لے کر راستہ روک کر کھڑا ہو گیا اور ایک نیزہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مارا۔ آپ اونٹ سے ایک بڑے پتھر پر گر پڑیں۔ حضرت زینب حاملہ تھیں۔ نیزہ لگنے اور پتھر پر گرنے کی وجہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ وہ بیمار ہو گئیں اور اسی بیماری میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ہبار بن الاسود کی اس شنیع حرکت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناراضگی اور جلال تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے ہبار بن الاسود کو قتل کر دینے کا حکم فرمایا۔ فتح مکہ کے ایام میں اس کو بہت تلاش کیا گیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ جب حضور اقدس مکہ معظمہ

marfat.com

سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے تو ایک دن اچانک وہ مجلس شریف میں نمودار ہوا اور زور سے کہنے لگا کہ یارسول اللہ! میں اسلام کا اقرار کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔ میں آپ کا مجرم ہوں اور اپنے گناہوں پر شرمسار ہوں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک جھکا لیا اور ہبار بن الاسود کی معذرت خواہی کی وجہ سے اس پر عتاب کرنے کے بجائے اس کا اسلام قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اے ہبار! میں نے تجھے معاف کیا اور اسلام تمام جرائم کو ختم کر دیتا ہے اور گزشتہ گناہوں کی بنیادوں کو فنا کر دیتا ہے''۔

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کی رفعت کا اندازہ کہ جس شخص نے آپ کی لخت جگر و نور نظر صاحبزادی کے ساتھ ناقابل تلافی ارتکاب شنیع کیا تھا اور جس کا خون بہانا مباح فرما دیا تھا اس شخص کو صرف قبول اسلام کی وجہ سے معاف فرما کر دنیا کو باور کرا دیا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر بھر تکلیفیں دینے والے جس کسی شخص نے آپ کے حسن اخلاق کا تجربہ کیا تو اس کو یہی کہنا پڑا کہ:

کر کے تمہارے گناہ، مانگیں تم ہی سے پناہ
تم کہو دامن میں آ، تم پہ کروروں درود

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

☆ اسی طرح عبداللہ بن الزبعری شاعر کہ جو اپنی شاعری کے ذریعے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور مشرکوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اُبھارتا تھا۔ اس کو اور صفوان بن امیہ، عبداللہ بن امیہ وغیرہ کے ساتھ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اخلاق کا سلوک فرما کر ان کے دلوں کی عداوت کو محبت و اطاعت سے پلٹ کر عالم دنیا کو یہ درس دیا ہے کہ اخلاق سے دلوں کو فتح کیا جاتا ہے۔ تلوار سے نہیں۔ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ سے پھیلا ہوا دین لوگوں کے دلوں میں ایسا نقش ہوگیا کہ اسلام لوگوں کے دلوں سے کسی کے مٹانے سے مٹنا ناممکن اور محال ہوگیا۔ بلکہ مٹانے والے خود مٹ کر رہ گئے۔ اسلام کی حقانیت اور صداقت کا سکہ رائج ہوگیا۔ یہاں تک کہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن گروہ کے خاندان اور نسب سے ہی ایسے مجاہد و مبلغ اُٹھ کھڑے ہوئے کہ انہوں نے اسلام کی شوکت کو چار چاند لگانے کے ساتھ ساتھ عشق رسول کا عالمگیر پیغام عام کیا۔ چند اسماء گرامی ان مقدس حضرات کے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں کہ جن کے آباء واجداد نے اسلام دشمنی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی لیکن ان حضرات نے خدمت اسلام میں اپنا تن من اور دھن سب قربان کر دیا اور موقع آنے پر اپنے قرابتی اور رشتہ داروں کو بھی تہ تیغ کرنے میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہیں کی۔

۱- دشمن رسول ابو جہل بن ہشام کے بیٹے حضرت عکرمہ بن ابی جہل۔

۲- گستاخ رسول ولید بن مغیرہ کے بیٹے حضرت خالد بن ولید۔

۳- رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ۔

۴- عدوِ نبی عاص بن وائل سہمی کے بیٹے حضرت عمرو بن العاص۔

marfat.com

۵- دشمن اسلام جراح کے بیٹے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح۔

۶- دشمن رسول امیہ بن خلف کے بیٹے حضرت صفوان بن امیہ۔

۷- منکر رسالت عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی حضرت ہند بنت عتبہ (زوجۂ ابوسفیان)

ان حضرات کے علاوہ بے شمار عشاق رسول نے دین کی خاطر اپنی جانی اور مالی قربانیاں پیش کر کے اپنے خونِ جگر سے گلشن اسلام کی آبیاری کی اور عشق رسول کے ایسے پھول کھلائے کہ جس کی خوشبو اور مہک نے عالم کو معطر کر دیا۔ صحابہ کرام کے جذبہ عشق نبی نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ جب تک مسلمان کے دل میں اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت جلوہ گر ہے دنیا کی کوئی بھی سلطنت اور طاقت ان پر حکومت نہیں کر سکتی۔ عشق رسول وہ طاقت ہے کہ عاشق رسول جسمانی اعتبار سے نحیف و ناتواں ہونے کے باوجود بھی اگر پہاڑ سے بھی ٹکرا جائے گا تو اس کو پاش پاش کر کے رکھ دے گا۔ اُمنڈتے ہوئے سمندر کی طغیانی اور طوفانی تھپیڑوں کے درمیان سے بھی وہ کشتی عشق سے سفینۂ نوح کی مانند سلامت و سالم کنارے پر پہنچ جائے گا۔ رب العالمین کے اکرم و اعظم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت پر اس کا اعتقاد و یقین اتنا پختہ اور راسخ ہوتا ہے کہ مصائب و آلام کے نازک لمحات میں وہ یہی کہتا ہے کہ:

نہ کیوں کر کہوں یَا حَبِیْبِیْ اَغِثْنِیْ
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

(از: عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

marfat.com

اسلام کے خلاف کفار و یہود کی سازش

مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی کو صرف پانچ یا چھ سال کا ہی عرصہ گزرا ہوگا کہ اسلام کی بنیادیں مضبوط ہوگئیں۔ ۶ ہجری تک تقریباً پچاس کے قریب غزوات و سرایا وقوع میں آچکے تھے اور ہر معرکہ میں اسلام کی فتح مبین ہوئی تھی۔ اپنے بازوؤں کی طاقت پر بَل کھانے والے اور اِترانے والے دشمنانِ اسلام نے تلوار کے ذریعے اسلام کا ہاتھ نیچا کرنے کی سعی میں اسلام پر ہاتھ اٹھایا لیکن ہر محاذ پر اسلام کا ہاتھ اُونچا رہا۔ اسلام کا غلبہ اور تسلط روز بروز بڑھتا جا رہا تھا۔ لوگ گروہ در گروہ اور جوق در جوق داخلِ اسلام ہو رہے تھے۔ ملکِ عرب کے کفار، مشرکین اور یہود متحدہ محاذ کی تشکیل دے کر بھی اسلام کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مدینہ منورہ اسلام کے مرکز کی حیثیت سے پورے ملک عرب میں پاسبانی کرنے لگا۔ ملک عرب میں ہر جگہ اسلام اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا ہوگیا۔ یہود اور مشرکین کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ اسلام کا مقابلہ کرنا اب ہمارے بس کی بات نہیں اس احساس کو حقیقت کے درجہ میں باور کرنے لگے۔ لیکن اسلام کی بڑھتی ہوئی شان و شوکت بھی گوارا کر نہیں سکتے تھے۔ عداوت و حسد کی آگ میں ان کے سینے سوختہ ہوگئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ایک نئی چال چلی۔ ملک شام میں عیسائیوں کی زبردست حکومت تھی۔ ملک شام کا علاقہ بھی زرخیز تھا۔ تجارت اور کاشتکاری کی پیداوار کا مرکز تھا۔ میوات، پھل و دیگر اشیاء خورد ونوش میں دنیا کی اہم منڈیوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ لوگ ہر اعتبار سے آسودہ خاطر اور خوش حال تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں اور ہر ریاست کا مَلِک (بادشاہ) الگ تھا اور ان تمام بادشاہوں کا شہنشاہ ہرقل بادشاہ تھا۔ ملک شام میں ہرقل بادشاہ کی فوجی طاقت کی زبردست دھاک و شہرت تھی۔ اس کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ ملک شام کے قرب و جوار کے ممالک اس پر لشکر کشی کا تصور کرنے سے بھی کانپتے تھے کیونکہ ہرقل بادشاہ کے لشکر نے فارس (Persia) اور ترک (Turki) کی عظیم فوجی طاقت کے پرزے اُڑا کر رکھ دیئے تھے۔ ملک عرب کے مشرکین اور یہود کے ملک شام میں تجارتی اور اقتصادی مراسم و تعلقات تھے۔ کیونکہ ملک عرب اور ملک شام کی سرحدیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں علاوہ ازیں ملک عرب کے اکثر مقامات میں ملک شام سے تجارتی سامان کثیر تعداد میں برآمد (Export) ہوتا تھا۔ دونوں ممالک کے تجار گاہے گاہے تجارتی سفر (Business Tour) کی وجہ سے ایک دوسرے کے تقرب (Contect) میں آتے تھے۔ ملک عرب میں تجارت کی باگ ڈور اور منڈی (Market) کفار و یہود کے زیر تسلط ہونے کی وجہ سے ملک شام میں ان کی اور ان کے یہاں رومیوں کی آمد و رفت زیادہ تھی۔ ملک عرب کے کفار و یہود نے ایک نئی سازش کا اختراع کیا

marfat.com

اور اسلام کے خلاف عیسائیوں کو برانگیختہ کرنا شروع کیا۔ ہرقل بادشاہ کو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کا خوف دلایا اور یہاں تک ڈرایا کہ اگر مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے قدموں کو ابھی سے نہ روکا گیا تو عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ مسلمان جزیرۃ العرب کی سرحد پھلانگ کر ملک شام کو تاخت و تاراج کرنے آ پہنچیں گے اور ملک شام پر قابض ہو جائیں گے۔ تم کو محکوم بنا کر رکھیں گے اور تم پر حکمرانی کریں گے۔ غرض کہ عیسائی سلطنت کو ذہنی طور پر مسلمانوں کی عداوت پر اُکسا دیا۔

''عیسائیوں کے ساتھ جنگ کا آغاز ہونا''

ملک عرب کے کفار اور یہود نے ملک شام کے ساتھ اپنے تجارتی روابط کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک شام کے شہر بصریٰ کے گورنر تک رسائی حاصل کر لی اور بصریٰ کے گورنر کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ ہمدردی اور خیر خواہی کا لبادہ اوڑھ کر اسلامی دشمنی کا مقصد اصلی پورا کرنے کے پکے اور مصمم ارادے سے اپنی تحریک جاری رکھی۔ اس دوران ۷ ہجری میں غزوہ خیبر کا معرکہ ہوا۔ خیبر کا قلعہ یہودیوں کا مرکز تھا۔ خیبر آٹھ قلعوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ خیبر ایک بڑے شہر کا نام ہے۔ اس کے آٹھ قلعہ تھے۔ ۱۔ کیسہ، ۲۔ ناعم، ۳۔ صعب، ۴۔ شق، ۵۔ غموص، ۶۔ بطاۃ، ۷۔ سطیح اور ۸۔ سالم۔ امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت و قوت کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر اس کی ڈھال بنا کر جنگ لڑے تھے۔ وہ آہنی دروازہ قلعہ غموص کا تھا۔ ملک عرب میں یہودیوں کی آبادی خیبر میں بکثرت آباد تھی۔ لیکن ۷ ہجری میں خیبر کی فتح نے ملک عرب کے یہودیوں کی کمریں توڑ دیں۔ لہٰذا اب ان کی تمام توجہات ملک شام کی عیسائی سلطنت کو اسلام کے خلاف ورغلانے کی طرف مرکوز ہوئیں۔ ملک عرب کے یہود کی مقام خیبر میں شکست فاش نے کفار اور مشرکین کے بھی حوصلے پست کر دیئے۔ لہٰذا وہ بھی ملک شام کی عیسائی سلطنت کو اپنی امیدگاہ کی حیثیت سے دیکھنے لگے۔ ملک عرب کے کفار و یہود ہر ممکن کوشش کرتے تھے کہ کسی بہانے ملک شام کی عیسائی حکومت کو اسلام سے بھڑا دیا جائے تا کہ وہ دور سے تماشہ دیکھتے رہیں اور اپنی شکستوں کا انتقام لینے کا اطمینان حاصل کریں اور ان کی دلی خواہش پوری ہوگئی۔ کچھ ایسے حالات رُونما ہوئے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں ملک شام کی عیسائی سلطنت اور اسلام کے درمیان جنگ کا دروازہ کھل گیا۔ ۸ ہجری میں جنگ موتہ ہوئی اور ۹ ہجری میں غزوہ تبوک وقوع میں آیا۔

''شام روم ہرقل کو اپنی سلطنت کے زوال کا علم ہوگیا تھا''

ملک شام کی حکومت کو ''سلطنت روم'' کہا جاتا تھا۔ وہاں کے بادشاہ کو ''قیصر روم'' کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اُس وقت جو قیصر روم تھا اُس کا نام ''ہرقل'' تھا۔ ہرقل وہ سب سے پہلا بادشاہ ہے جس نے سکہ اور اشرفیاں بنائیں اور دیناروں پر حکومت کا ٹھپہ لگایا۔ ہرقل بادشاہ کی حکومت کا دارالسلطنت (راجدھانی Capital) ملک شام کا مضبوط قلعہ والا شہر حمص تھا۔ بعد میں شہر انطاکیہ (Antioch) کو دارالسلطنت بنایا گیا۔ حالانکہ ہرقل بادشاہ ملک شام کے شہر ''قسطنطنیہ'' (Istambol)

marfat.com

کا باشندہ تھا۔ اس کا آبائی مکان وہیں تھا۔

جب ملک فارس (Persia) کے ساتھ روم کی جنگ ہوئی تھی تو روم (شام) کے کچھ علاقے رومیوں کے ہاتھ سے نکل کر فارسیوں (آتش پرستوں) کے قبضے میں چلے گئے تھے۔ لہٰذا ہرقل بادشاہ نے منت مانی تھی کہ اگر وہ مقبوضہ علاقہ واپس مل جائیں تو میں قسطنطنیہ سے برہنہ پا بیت المقدس (Jerusalem) حاضری دوں گا اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھوں گا اور عبادت کروں گا۔ چنانچہ جب رومی لشکر نے فارسیوں کو شکست دی اور مقبوضہ علاقے رومیوں کے قبضے میں واپس آئے تو ہرقل بادشاہ نے حکم دیا کہ قسطنطنیہ سے بیت المقدس تک کے راستہ میں فرش بچھایا جائے اور فرش پر خوشبودار پھول ڈالے جائیں۔ ہرقل بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور وہ پھولوں پر پاؤں رکھتا ہوا بیت المقدس گیا اور اپنی منت پوری کی۔

ہرقل بادشاہ جب بیت المقدس میں تھا تو ایک رات اس نے ستاروں کی روش، فلکی اثرات اور نتائج پر غور کیا۔ علم نجوم و زیجات (Astronomy) کے ذریعے اس نے معلوم کرلیا کہ اس کی ذات اور سلطنت میں تغیر و تبدل واقع ہوگا۔ لہٰذا وہ مغموم ہوکر گہری سوچ وفکر میں ڈوب گیا۔ اس کے مصاحبوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو مکدر اور غمگین دیکھ رہے ہیں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ ہرقل نے کہا کہ فلکی سیاروں کی روش سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ''ملک الختان'' نے ظہور کیا ہے یعنی اس قوم کے بادشاہ نے ظہور کیا ہے جس قوم میں ختنہ کرنے کی سنت رائج ہے اور عنقریب اس کا دست تسلط ہماری مملکت کے علاقہ میں داخل ہوگا اور ہمارے شہروں کے باشندوں پر وہ فتح و غلبہ حاصل کرے گا۔ اے میرے ساتھیو! مجھے بتاؤ کہ ایسی کونسی قوم ہے جن میں ختنہ کرنے کی سنت ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ملک عرب میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جس کے عجیب و غریب احوال کی اطلاعیں آرہی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ نبی آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور ہم کو بتحقیق معلوم ہوا ہے کہ وہ شخص مختون ہیں یعنی ختنہ کٹے ہوئے ہیں۔ ہرقل نے کہا کہ ستاروں کی رہنمائی سے مجھ پر جو منکشف ہوا ہے اور جس جماعت کے بادشاہ کے ظہور کا پتہ چلا ہے وہ یہی جماعت ہے۔

اسی وقت سے ہرقل بادشاہ کو ملک شام میں اسلام کے تسلط کی فکر لاحق ہوگئی۔ لہٰذا اس نے دفاعی اقدام کی پیروی شروع کردی۔

marfat.com

جنگ موتہ کا پس منظر

جنگ موتہ ۸ ہجری میں ہوئی تھی۔ موتہ ایک موضع کا نام ہے۔ جو شہر بلقاء کے قریب اور بیت المقدس سے دو منزل تقریباً ایک سو میل (Mile) کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسلامی تاریخ میں جنگ موتہ کا شمار اہم سرایا میں ہوتا ہے۔ اس جنگ میں سخت قتال واقع ہوا تھا اور اس جنگ کی فتح کے بعد ملک عرب کے بیرون دیگر ممالک پر اسلام کی ہیبت کا سکہ بیٹھ گیا۔

جنگ موتہ کے وقوع کا سبب یہ ہے کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کے حاکم کو اسلام کی دعوت کا مکتوب گرامی (خط) لکھا تھا۔ قارئین سے التماس ہے کہ یہاں جس مقام بصریٰ کا ذکر ہوتا ہے وہ ملک شام کا شہر ہے۔ حالانکہ ایک بصرہ (Basra) نام کا شہر ملک عراق میں بھی ہے، جو دنیا کی مشہور و معروف بندرگاہ (Port) بھی ہے۔ لیکن اس وقت عراق کی بندرگاہ بصرہ کا ذکر نہیں ہو رہا ہے۔ خیر! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن عُمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو وہ خط عطا فرما کر بحیثیت قاصد بصریٰ کی جانب روانہ فرمایا تھا۔ مدینہ منورہ سے بصریٰ جاتے ہوئے راستے میں "موتہ" نام کا گاؤں آتا ہے۔ حضرت حارث جب موتہ پہنچے تو وہاں کا حکم شرحبیل (Surahbil) بن عمر غسانی نے ان کو دیکھ لیا اور انجان پردیسی مسافر کے روپ میں کوئی جاسوس میرے علاقے میں آیا ہے؟ یہ تحقیق کرنے کے لئے ان کو روکا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں اور کیوں جاتے ہو؟ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں مدینہ سے آیا ہوں، قاصد ہوں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر بصریٰ کے حاکم کے پاس جا رہا ہوں۔ شرحبیل غسانی ہرقل بادشاہ کے معزز امراء میں سے تھا اور اسلام کا کٹر دشمن تھا۔ شرحبیل نے حضرت حارث ازدی رضی اللہ عنہ کو بلا کسی قصور کے اور قاصد و ایلچی ہونے کے باوجود شہید کر دیا۔ حالانکہ بین الاقوامی قانون (International Rule) کے مطابق اس زمانہ میں بھی کسی بھی بادشاہ کے نزدیک قاصد و ایلچی (Ambasador*) کو قتل کرنا سخت ممنوع و معیوب تھا اور دنیا کے ہر بادشاہ کے نزدیک قاصدوں کی امان (Mercy) امر مسلم تھی۔ جیسا کہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمۃ الکذاب کا ایلچی بارگاہ رسالت میں آیا کفری کلمات کہے اور حضور کی سخت گستاخیاں کیں لیکن ایلچی ہونے کی وجہ سے اُسے بلا کسی تعزیر (Punishment) کے جانے دیا گیا۔

حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ پہنچی۔ مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی یہاں تک کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اقدس پر یہ معاملہ بہت شاق گزرا۔ موتہ کے حاکم شرحبیل نے قتل قاصد کے احداث

---

* Ambassador

marfat.com

کا سنگین جرم کر کے اپنی بربریت کا ثبوت دینے کے ساتھ مسلمانوں کے ضمیر و تحمل کو للکار کر سرکشی کا مظاہرہ کیا تھا لہٰذا پیکرِ حسنِ اخلاق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سرکوبی کے لئے موتہ پر لشکر بھیج کر استیصال جرم و جفا اور نفاذ رحم و وفا کا درس دیا۔

''جنگ موتہ''

جب مدینہ منورہ میں یہ خبر بھی پھیلی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کی سرکوبی کے لئے موضع موتہ میں لشکر روانہ کرنے کا ارادہ فرمایا ہے تو مجاہدین اسلام جذبہ شوق شہادت میں جمع ہونے لگے اور دیکھتے دیکھتے ہی تین ہزار کا لشکر موضع جرف میں مجتمع ہو گیا۔ پھر حضور اقدس وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ: ''میں زید بن حارثہ کو تمہارا امیر مقرر کرتا ہوں۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب امیر بنیں۔ اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر مقرر ہوں۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس کو چاہیں امیر بنالیں''۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید کپڑے کا عَلَم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور اسلامی لشکر نے مدینہ منورہ سے کوچ کی۔ حضور اقدس نے لشکر کو رخصت کرنے لشکر کے ساتھ ''ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع'' نامی مقام تک مشایعت فرمائی۔ ثنیۃ الوداع پر آپ نے توقف فرمایا اور امیر لشکر کو نصیحت فرمائی کہ میدان جنگ میں اُترنے سے پہلے حاکم موتہ شرحبیل کو اور ان تمام لوگوں کو جو وہاں موجود ہوں اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ تمہاری دعوت پر اسلام قبول کرلیں تو ان سے ہرگز مت لڑنا اور اگر وہ تمہاری دعوت کو ٹھکرا دیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر جہاد کرنا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نصیحت لشکر کو دعائے خیر دیتے ہوئے رخصت فرمایا۔

مجاہدین اسلام کا لشکر حضرت زید بن حارثہ کی سرداری میں مدینہ سے روانہ ہو کر موتہ کی طرف آرہا ہے یہ خبر جب موتہ کے حاکم شرحبیل غسانی کو ملی تو اس نے بہت بڑا لشکر جمع کیا۔ علاوہ ازیں شرحبیل نے ہرقل بادشاہ سے بھی مدد مانگی۔ ہرقل نے بہت بڑی تعداد میں لشکر بھیج دیا۔ ہرقل نے شرحبیل کی مدد کے لئے جو لشکر بھیجا تھا اس لشکر میں قبائل عرب کے مشرکین بھی بہت بڑی تعداد میں شامل ہوئے تھے۔ چنانچہ دشمنوں کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ سے بھی متجاوز ہوگئی تھی۔

صرف تین ہزار کے اسلامی لشکر کے سامنے رومیوں کا ایک لاکھ کا لشکر مقابلہ کرنے آپہنچا تھا۔ جب لشکر اسلام میں دشمنوں کی کثرت کی اطلاع آئی تو مسلمانوں نے یہ مشورہ کیا کہ اس معاملہ کی اطلاع فوراً مدینہ منورہ بھیجنا چاہئے تا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مدد کے لئے مزید لشکر ارسال فرمائیں یا ہمیں واپس بلالیں۔ بظاہر اسلامی لشکر میں تھوڑی تشویش و گھبراہٹ پھیلی تھی یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ جو بارگاہ رسالت کے مقرب و مقبول شاعر تھے۔ انہوں نے مجاہدین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے توحید و رسالت کے متوالو! کیا تم اس چیز سے گھبراتے ہو جس کی خواہش اور تمنا میں ہم ہمارے گھروں سے نکلے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں موت۔ یاد رکھو! ہم دو خوبیوں سے ہرگز خالی نہیں۔ یا تو ہم فتح مند ہو کر غالب آکر اپنی مراد پائیں گے یا شہادت کی سعادت حاصل کر کے جنت میں اپنے ان ساتھیوں سے مل جائیں گے جو ہم سے پہلے شہادت کا مرتبہ حاصل کر

marfat.com

چکے ہیں۔ اُس وقت اسلامی لشکر "معان" نامی مقام میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اسلامی لشکر کو اپنی تقریر سے ایسا جوش اور جنبش میں لا دیا تھا کہ لشکر کا ہر مجاہد جامِ شہادت نوش کرنے کی تڑپ اور طلب میں اپنے سروں کا نذرانہ راہِ خدا میں پیش کرنے معان سے موتہ آ پہنچا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "میں غزوہ موتہ میں حاضر تھا۔ جب مشرکوں کا لشکر نمودار ہوا تو اتنی کثرت سے گھوڑے، ہتھیار، ریشمی کپڑے اور دیگر ساز و سامان میں نے دیکھے کہ میری آنکھیں چوندھیا گئیں۔ دونوں لشکر آمنے سامنے آئے اور صفیں سیدھی ہوئیں۔ اسلامی لشکر کی طرف سے امیر لشکر حضرت زید بن حارثہ علم لہراتے ہوئے میدان کارزار میں آئے اور شجاعت و دلیری کے جوہر دکھائے ان کی تلوار بجلی کی مانند گھومتی تھی اور طوق عدو کو آن کی آن میں جسم سے جدا کرتی تھی۔ مجاہد اسلام کی شمشیر کی تاب کی دشمنوں میں سکت نہ تھی لہٰذا تیروں کی بوچھار سے حضرت زید بن حارثہ کے جسم کو چھلنی کی مانند مجروح کر دیا۔ حضرت زید بن حارثہ بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

☆ حضرت جعفر بن ابی طالب (جعفر طیار) کی شہادت:

حضرت زید بن حارثہ کے شہید ہونے پر بموجب فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر کا علم حضرت جعفر بن ابی طالب نے سنبھال لیا۔ آپ اپنے گھوڑے سے اُتر کر پیادہ ہو کر لڑنے لگے۔ آپ کی شمشیر زنی کی سرعت اور برق رفتاری سے دشمنوں کے لشکر میں تہلکہ مچ گیا۔ آپ نے دشمن کے لشکر کی صفیں کی صفیں اُلٹ کر رکھ دیں۔ کسی بھی دشمن کو ہمت نہ ہوتی تھی کہ اکیلا آ کر آپ سے ٹکرائے لہٰذا مجموعی طور پر حملہ آور ہوئے۔ اس حربہ میں آپ کا داہنا ہاتھ کٹ کر جسم سے الگ ہو گیا۔ آپ نے علم کو بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ پھر آپ کا بائیں ہاتھ بھی کٹ گیا، تو اب دشمنوں کے حوصلے بڑھے اور آپ کے قریب آنے کی ہمت ہوئی۔ ایک ظالم نے نزدیک آ کر آپ کی کمر پر تلوار کی ایسی شدید ضرب ماری کی آپ کا جسم دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ موتہ کے معرکہ پر موجود تھا۔ جب میں نے مقتولوں اور شہیدوں کے درمیان حضرت جعفر کی نعش کو تلاش کیا تو ان کے مبارک جسم پر میں نے پچاس سے زیادہ زخم شمار کئے اور ان زخموں میں سے کوئی ایک زخم بھی ان کی پشت کی جانب نہ تھا بلکہ تمام زخم سینہ کی جانب ہی تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ جلد ۲، ص ۳۵۸)

☆ حضرت عبداللہ بن رواحہ (شاعر اسلام) کی شہادت:

حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے بعد لشکر اسلام کا علم حضرت عبداللہ بن رواحہ نے تھام لیا۔ آپ رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے میدان کارزار میں مشغول قتال ہوئے۔ آپ بلند آواز سے اشعار پڑھتے تھے جس کا مضمون یہ تھا کہ: "اے نفس! تو کیوں شہادت میں ذوق و شوق نہیں رکھتا اور جنت میں داخل ہونے میں کیوں دیر لگاتا ہے"۔

marfat.com

ارباب سیر و تاریخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔ ان کے چچازاد بھائی نے خوب اصرار کر کے تھوڑا گوشت کھانے کو دیا۔ انہوں نے گوشت کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالا اور دانتوں سے چبایا کہ اسی وقت حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کی خبر آئی۔ انہوں نے اسی لمحہ گوشت کو یہ فرماتے ہوئے تھوک دیا کہ: ''اے نفس! جعفر تو دنیا سے چلے گئے اور تو ابھی تک دنیا میں مشغول ہے؟ اے نفس! شہادت کی طرف مائل ہو جا۔ شہادت سے مت بھاگ، خدا کے نام پر قربان ہو جا''۔ یہ کہتے ہوئے معرکہ پیکار میں داخل ہوئے اور اعدائے دین سے قتال کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

☆ حضرت خالد بن ولید کا امیر لشکر بننا اور جنگ کا تختہ پلٹ دینا:

اسلامی لشکر کو مدینہ طیبہ سے روانہ کرتے وقت عالم ماکان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کے امیر کے تقرر کے سلسلہ میں حضرت زید کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کے نام ارشاد فرمائے تھے اور یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت عبداللہ کے بعد مسلمان کسی ایک شخص کی امارت پر متفق ہو جائیں۔ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ شہید ہوئے تب حضرت ثابت بن احرام انصاری نے سبقت دکھا کر علم کو تھام لیا اور باآواز بلند پکارا کہ اے گروہ مومنین! کسی ایک کی امارت پر متفق ہو جاؤ۔ تمام نے بیک زبان کہا کہ تم ہی اس کام کو سنبھالو۔ حضرت ثابت نے جواب دیا کہ میں اس منصب کو سنبھال نہیں سکتا۔ لہٰذا تمام نے حضرت خالد بن ولید کا انتخاب کیا۔ اس پر حضرت خالد نے حضرت ثابت سے کہا کہ: اے ثابت! آپ مجھ سے زیادہ اس منصب کے مستحق اور لائق ہو کیوں کہ آپ اصحاب جنگ بدر میں سے ہو۔ مجھ سے عمر میں زیادہ ہو اور بزرگ ہو''۔ حضرت ثابت نے کہا: ''اے خالد! شجاعت و جوانمردی تمہارا کام ہے اور میں نے اس علم کو تمہارے لئے ہی تھاما ہے''۔ المختصر! حضرت خالد بن ولید نے تمام مجاہدوں کے اصرار پر لشکر اسلام کا علم اپنے ہاتھوں میں لیا۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد نے علم تھاما تھا اس وقت جنگ کی نوبت یہ تھی کہ اسلامی لشکر کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مشرکین نے اپنی تمام طاقت کا استعمال کر کے اُن پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اُمنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح مجاہدوں کی چھوٹی جماعت کو اپنے نرغہ میں لے لیا تھا۔ کہاں صرف تین ہزار پردیسی اور بے سروسامان مجاہدوں کی مختصر فوج اور کہاں ایک لاکھ مقیم اور تمام جنگی ساز و سامان سے آراستہ لشکر عظیم، بظاہر ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ رومی لشکر کا سیلاب لشکر اسلام کو تنکے کی طرح بہا لے جائے گا۔ اسلامی لشکر کے اہم شہ سوار یکے بعد دیگرے شہید ہو رہے تھے۔ لشکر مشرکین کے حوصلے بڑھ رہے تھے اسلامی لشکر کے سپاہی بڑی شدت اور تنگی میں تھے۔ پیچھے کو ہٹ رہے تھے۔ منتشر ہو رہے تھے۔ مایوسی کا عالم چھایا ہوا تھا۔ حضرت خالد بڑی شجاعت سے مشرکوں کے حملے کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے اور اسلامی لشکر کو ثابت قدم رکھنے میں کوشاں تھے۔ اس وقت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے باآواز بلند پکارا کہ: ''اے گروہ مسلمین! جنگ کرتے ہوئے مرجانا فرار ہو کر مرنے سے بہتر ہے''۔ اس للکار نے لشکر اسلام میں ایک نیا جوش و حوصلہ پیدا کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید نے لشکر اسلام کو پلٹ کر یکبارگی حملہ کرنے پر اُکسایا۔ حضرت خالد نے اس نازک وقت میں اسلامی لشکر کے ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو سنبھالا اور سب نے متحد ہو کر جوابی حملہ کیا۔ حضرت خالد مثل شیر ببر دشمنوں پر ٹوٹ

marfat.com

پڑے اور مشرکین کی ایک بڑی جماعت کو تہِ تیغ کیا۔ ایسا لگتا تھا کہ دشمنوں کے لشکر میں بھیڑ بکریاں ہیں جو خدا کے دین کے شیر کے سامنے مبہوت ہو کر لقمہ اجل ہو رہے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید نے جنگ موتہ کے دن اپنی ان گزشتہ غلطیوں کی تلافی کر دی جو مشرکوں کی حمایت میں انہوں نے جنگ اُحد وغیرہ میں لشکر اسلام کو نقصان پہنچایا تھا۔ جنگ موتہ میں حضرت خالد کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور یہ امر اُن کی فضیلت بن کر ظاہر ہوا کہ ''خالد سیف من سیوف اللہ'' یعنی ''خالد خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے''۔ یہ بات اس مقولہ کے مطابق تھی کہ: ''ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے''۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ''سیف اللہ'' کا جو لقب حاصل ہوا وہ جنگ موتہ کے روز کے لئے منحصر و موخر کیا گیا تھا۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید اور ان کے ساتھیوں نے ڈٹ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ آفتاب غروب ہونے پر جنگ موقوف ہوئی اور دونوں لشکر نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ کر اپنے اپنے کیمپ میں واپس ہوئے۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو حضرت خالد نے علم اٹھایا اور لشکر کو میدان میں اتارا۔ اس دن حضرت خالد نے جوش کے ساتھ ہوش کی آمیزش کرتے ہوئے صفوں کی ترتیب میں ایسی تبدیلی کی کہ دشمن مبہوت ہو گئے۔ گزشتہ کل جو لوگ میمنہ پر رہ کر لڑتے تھے ان میں میسرہ پر اور جو میسرہ پر تھے ان کو میمنہ پر لے لیا۔ اسی طرح مقدمہ والے حصہ کو ساقہ اور ساقہ کو مقدمہ بنا دیا۔ لیکن عیسائیوں اور مشرکوں کا لشکر گزشتہ کل کی ترتیب سے آیا۔ ان کے میمنہ والوں نے اسلامی لشکر کے میمنہ کو دیکھا تو آج ان کے تمام سپاہی دوسرے ہی معلوم ہوئے۔ اسی طرح میسرہ، مقدمہ اور ساقہ میں بھی ہوا۔ دشمنوں نے یہ گمان کیا کہ آج اسلامی لشکر کی امداد کے لئے دوسرا لشکر آ پہنچا ہے اور اس وہم و گمان کی وجہ سے ان کے دلوں میں رعب و خوف پیدا ہو گیا لہٰذا وہ میدان جنگ میں بزدلی سے لڑے اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے قدم اکھڑ گئے۔ پیٹھ دکھا کر راہ فرار اختیار کی۔ حضرت خالد نے دشمن کے مفرور لشکر کا تعاقب کیا اور کثیر تعداد میں مشرکوں کو تہِ تیغ کر کے دلیری اور مردانگی کا پورا پورا حق ادا کیا۔

marfat.com

محبوب خدا کا علم غیب

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، علماء ملت اسلامیہ، سلف صالحین اور تمام بزرگان دین کا پختہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم بھی عطا فرمایا تھا اور محبوب رب العالمین اپنے رب کی عنایت سے مغیبات پر مطلع تھے۔ ان کی مقدس نگاہوں کے سامنے سے حجابات ہٹا دیئے گئے تھے اور روئے زمین ان کے لئے سمیٹ کر ایک ہتھیلی کی مانند کر دی گئی تھی کہ جس طرح آدمی اپنی ہتھیلی کو بلا کسی تکلف و تردّد دیکھ سکتا ہے، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا بلکہ کائنات کی ہر شئی کو اپنی چشمان دوررَس سے ملاحظہ فرمانے کا تصور و اختیار رکھتے تھے۔ اس کا ثبوت جنگ موتہ کے ضمن میں مذکور واقعہ سے آجائے گا۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے صحت روایت کے ساتھ مذکورہ واقعہ بیان کیا ہے کہ:

''جب اسلامی لشکر جنگ موتہ میں لشکر کفار کے ساتھ مقابلہ میں مصروف قتال تھا اس وقت حضور اقدس عالم ماکان وما یکون، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما تھے۔ آپ کی نظر مبارک سے حجابات اٹھ گئے تھے اور جنگ موتہ کے تمام حالات بچشم خود اس طرح ملاحظہ فرما رہے تھے، گویا کہ آپ میدان کارزار میں خود تشریف فرما ہو کر معائنہ فرما رہے ہوں۔ آپ اپنے صحابہ سے فرماتے جاتے کہ زید بن حارثہ نے علم اٹھایا ہے اور اب وہ شہید ہو گئے۔ ان کے بعد جعفر بن ابی طالب نے علم لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اب عبداللہ بن رواحہ نے علم تھاما ہے۔ اب وہ بھی شہید ہو گئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم، آپ یہ فرماتے جاتے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے جاتے تھے، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے اب علم اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور ان ہی کے ہاتھ پر فتح حاصل ہو گی۔ اسی دن سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا لقب ''سیف اللہ'' (اللہ کی تلوار) مشہور ہو گیا''۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی، جلد ۲، ص ۴۶۰)

قارئین کرام غور فرمائیں! کہاں معرکہ جنگ موضع موتہ اور کہاں مدینہ منورہ، اتنی دور کی مسافت کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے تمام حالات من وعن اسی وقت مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کرام کے سامنے اس طرح بیان فرما دیئے کہ گویا آپ میدان جنگ میں موجود ہو کر دیکھ رہے ہوں۔ ایسے تو بے شمار واقعات کتب احادیث اور کتب سیر و تواریخ میں مرقوم ہیں۔ اس وقت ان تمام واقعات کا ذکر و بیان نہ کرتے ہوئے صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ:

marfat.com

فضلِ خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

مذکورہ بالا شعر کی تفصیل تشریح ملاحظہ فرمانے فقیر سراپا تقصیر کی کتاب ''عرفات رضا در مدح مصطفیٰ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

حضور اقدس رحمت عالم کو قطعی و یقینی طور پر بعطائے الٰہی غیب کا علم حاصل تھا اور یہ بات حد تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ غیب پر مطلع ہونا اور جو کچھ ماضی میں ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے ان تمام علوم غیبیہ کی خبر دینا آپ کے تصرف و اختیار میں تھا۔ قرآن و حدیث اس حقیقت پر شاہد عادل کی حیثیت سے ناطق ہیں، جو صاحب اس مسئلہ کی تحقیق و تدقیق معلومات حاصل کرنے کا شوق رکھتے ہوں وہ امام عشق و محبت، مجدد دین و ملت، شیخ الاسلام والمسلمین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی مندرجہ ذیل تصانیف کی طرف رجوع فرمائیں:

۱- الدولة المكيه بالمادة الغيبيه

۲- خالص الاعتقاد

۳- انباء المصطفى بحال سر و اخفى

٤- ازاحة العيب بسيف الغيب

٥- اللؤلؤ المكنون فى علم البشير ماكان ومايكون

اس وقت ہم قارئین کرام کے ساتھ ملک شام میں اسلامی لشکر کو حاصل شدہ فتوحات کے تعلق سے تمہیدی گفتگو کر رہے ہیں اور اس کتاب کا عنوان فتوحات شام کا تذکرہ ہے، لہٰذا عنوان کو صرف نظر کر کے دیگر عنوانات کی طرف التفات کرنا نہیں چاہتے اس لئے عقائد کے تعلق سے جو اُمور ضمناً آتے ہیں ان کی طرف بہت ہی اختصار کے ساتھ صرف اشارہ کر دیتے ہیں۔

اگلے صفحات میں ملک شام (Syria) میں جو معرکہ جہاد رونما ہوئے تھے ان کا تفصیلی تذکرہ کرنا مقصود ہے لہٰذا اس وقت ہم صرف اس نظریہ کے تحت تمہیدی گفتگو کر رہے ہیں کہ ملک شام میں اسلامی لشکر بھیجنے کی ضرورت کیوں درپیش ہوئی۔ ملک عرب کے کفار و یہود کی گندی سیاست و پالیسی کی وجہ سے ملک شام کی طاقتور عیسائی سلطنت اسلام کے سامنے ٹکرانے پورے طمطراق کے ساتھ میدان میں آئی تھی۔ پہلا معرکہ جنگ موتہ کے نام سے وقوع میں آیا اور تب سے اسلام اور نصرانیت کی جنگ (War) کا آغاز ہوا۔

marfat.com

غزوۂ تبوک (جَیْشُ الْعُسْرَت)

مشرکوں اور عیسائیوں کے مشترکہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ تعداد کے لشکر نے جنگ موتہ میں صرف تین ہزار کے اسلامی لشکر سے ایسی منہ کی کھائی کہ ان کے حواس باختہ ہوگئے۔ لشکر طاقت کے غرور و گھمنڈ کا شیش محل پتے کی طرح ہوا میں اُڑ گیا۔ ان کے وہم و گمان سے وَرا ایسی شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا کہ ان کی بندھی مٹھی لاکھ کی کھل کر راکھ ہوگئی۔ جنگ وقتال کے معاملہ میں ان کی جو ہوا بندھی ہوئی تھی وہ اڑ گئی۔ شاہ فارس (Persia) خسرو پرویز کی عظیم جنگی طاقت پر غالب آنے والے رومی مٹھی بھر مسلمانوں سے مغلوب ہوگئے تھے۔ جنگ موتہ کی شکست سے عیسائی سلطنت کی آبرو دوکوڑی کی ہوگئی تھی لہٰذا ان کے لئے اپنی آبرو بنانا لازمی اور ضروری ہوگیا تھا۔ دلوں میں انتقام کی آگ شعلہ زن ہورہی تھی۔ جنگ موتہ کی شکست کا بدلہ لینے کی غرض سے رومیوں نے وسیع پیمانے پر جنگی تیاریاں شروع کردیں۔ موضع موتہ کے حاکم شرحبیل غسانی نے شاہ روم ہرقل کو دوبارہ پھر اکسایا اور مدد طلب کی۔ چالیس ہزار کی مسلح فوج لے کر ہرقل بادشاہ بذات خود کمک کرنے آپہنچا۔ ہرقل بادشاہ نے ملک عرب کے عیسائی یعنی عرب متنصرہ کے جنگ جو قبائل کو بھی اسلام کے خلاف اپنے لشکر میں بڑی تعداد میں شامل کئے تھے۔

اُن دنوں ملک شام سے ایک تجارتی قافلہ مدینہ طیبہ آیا اور اطلاع دی کہ شاہ روم ہرقل نے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے۔ اس لشکر میں عرب کے نصرانی قبائل مثلاً قبیلہ لخم، قبیلہ جذام، قبیلہ عاملہ اور قبیلہ غسان وغیرہ کے لوگ بھی بھاری تعداد میں شامل ہوئے ہیں، ہرقل کا جمع کردہ یہ لشکر عظیم مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے آنے والا ہے۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے بھی لشکر جمع کرنے کے لئے صحابہ کرام کو حکم دیا اور اطراف مدینہ کے قبائل میں منادی کرادی تاکہ لوگ مع ساز و سامان جنگ میں جمع ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کی طرف لشکر کشی کا ارادہ فرما کر علم نفسیات (Psychology) میں مہارت تامہ کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ کیونکہ اگر رومی لشکر حملہ کرنے کی نیت سے جمع ہوا ہے اور مدینہ طیبہ کی جانب کوچ کرکے آتا ہے تو یہ امر در پردہ اس کی شان و شوکت کا باعث ہوتا ہے کہ ملک شام سے مدینہ پر حملہ کرنے آیا ہے۔ لہٰذا اگر ہم خود ہی ان کے سامنے جائیں تو یہ امران کے لئے باعث خوف ہوگا کہ جس پر ہم حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ خود سامنے چل کر جب آیا ہے تو ضرور اس میں اتنی طاقت و قوت ہوگی کہ وہ ہم سے نبرد آزما ہو سکے۔

اس غزوہ کا ایک نام جیش عسرت بھی ہے کیونکہ اس غزوہ میں لشکر اسلام کے مجاہدوں کو بھوک، پیاس اور دیگر مصائب و تکالیف کا بھرپور سامنا کرنا پڑا تھا۔ کیونکہ دور و دراز کا سفر تھا۔ طویل مسافت سخت گرمی کا موسم لشکر کی کثیر تعداد زادِ راہ کی عدم

marfat.com

فراہمی، ساز و سامان کی قلت، سواری کے جانوروں کا کم یاب ہونا وغیرہ وجوہات کی بناء پر یہ سفر سخت کلفت و مشقت کا تھا۔ کرم خوردہ کھجوروں کا آٹا گھن لگے جوار، بوسیدہ گھی سفر کا توشہ تھا۔ مجاہدین درختوں کے پتے کھا کر سفر کی مسافت طے کرتے تھے۔ درختوں کے پتے کھانے کی وجہ سے ان کے مسوڑوں میں ورم آ گئے تھے اور ہونٹ سوج کر اونٹ کے ہونٹوں کی مانند ہو گئے تھے۔ حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے جو آسودہ حال تھے انہوں نے بڑی فراخ دلی سے سخاوت کر کے لشکر اسلام کے لئے مال و اسباب مہیا کرنے میں اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کیا۔ مثلاً (۱) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال و اسباب دے دیا۔ (۲) حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام مال کا نصف پیش فرمایا۔ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ اور سات سو گھوڑے مجاہدوں کی سواری کے لئے عنایت کئے۔ علاوہ ازیں دو سو اونٹ مع اسباب کے اور دو سو اوقیہ چاندی پیش خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اموال کو ضرورت مندوں پر خرچ فرمایا تاکہ وہ اپنی ضروریات کا سامان فراہم کر کے سفر کی تیاری کر سکیں لیکن لشکر کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ زادِ راہ کی سخت قلت محسوس کی جاتی تھی۔ لشکر کی تعداد اوسطاً تقریباً چالیس ہزار تھی۔

مدینہ منورہ سے ماہ رجب ۹ ہجری بروز پنجشنبہ لشکر نے کوچ کی اور جب لشکر مدینہ منورہ کے باہر ''ثنیۃ الوداع'' مقام پر آیا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اور جھنڈوں کی ترتیب فرمائی۔ پھر لشکر کے الگ الگ دستوں کے امیر مقرر فرمائے۔ حضرت خالد بن ولید کو مقدمہ پر، حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو میمنہ پر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو میسرہ پر مقرر فرمایا۔ اسلامی لشکر قطع منازل اور طے مراحل کے بعد تبوک نامی مقام میں پہنچا۔ تبوک مدینہ طیبہ سے چودہ منزل کے فاصلہ پر ملک شام کی سرحد کے قریب جزیرۂ عرب کا ایک علاقہ ہے۔

(The Oxford World Atlas Book, 25th Edition, Page No.33)

اسلامی لشکر نے تبوک میں کچھ دنوں کے لئے پڑاؤ کیا تاکہ لشکر کے مجاہدین طویل سفر کی مسافت کی کوفت سے آسودہ ہو جائیں اور استراحت کریں۔ ہرقل بادشاہ اور اس کے لشکر کو جب خبر ہوئی کہ بڑی تعداد میں اسلامی لشکر تبوک تک آ پہنچا ہے تو ان پر ایک ہیبت چھا گئی۔ دین اسلام کی شان و عزت اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز و عظمت کا تصور ان کے ذہنوں پر چھا گیا۔ وہ یہ سوچنے لگے کہ جس پر ہم حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے وہ خود سامنے سے چل کر یہاں تک آ پہنچے ہیں تو ضرور وہ اتنی قوت و استطاعت کے حامل ہوں گے کہ ہم پر حملہ آور ہوں۔ ان کے ذہنوں پر ایک غیر مترقبہ اثر ہوا اور احساس کمتری کے شکار ہوئے اور فطری طور پر ایک انجان خوف و رعب ان پر طاری ہو گیا۔ رومی لشکر میں اسلامی لشکر کی ہیبت و شوکت کا غلغلہ پھیل گیا اور انہوں نے راہ فرار اختیار کرنے میں اپنی خیر و عافیت جان کر نو دو گیارہ ہو گئے۔ لہٰذا اسلامی لشکر بغیر کسی جنگ و قتال مدینہ منورہ واپس آیا۔ تبوک میں جنگ واقع نہ ہوئی لیکن بغیر جنگ کئے اسلام کی شان و شوکت میں اتنا اضافہ ہوا کہ پورے ملک شام اور اطراف و اکناف کے سلاطین کے دلوں میں بھی رعب و خوف نے گھر کر لیا۔ علاوہ ازیں اس سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معجزات و علامات نبوت ظہور پذیر ہوئے وہ اس سفر کے فیض بخش نتائج کی حیثیت سے کتب سیر میں مسطور ہیں، جن کا یہاں پر تفصیلی ذکر ممکن نہیں۔

marfat.com

عیسائیوں کا تیسری مرتبہ عزم جنگ، لشکر اسلام کی کوچ اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے پردہ فرمانا

جنگ موتہ ۸ ہجری اور غزوہ تبوک ۹ ہجری کے دونوں محاذ پر رومی لشکر کی ذلت و رسوائی کے باوجود ملک شام کی عیسائی سلطنت کے قیصر روم شاہ ہرقل کی عقل ٹھکانے نہ آئی بلکہ مزید فتور پیدا ہوا۔ ماضی کے تجربات سے نصیحت حاصل کرنے کے بجائے مزید فضیحت کی طرف قدم آگے بڑھائے۔ ۱۱ ہجری میں ہرقل بادشاہ نے مدینہ منورہ پر کوچ لے جانے کے لئے پھر وسیع پیمانے پر جنگی تیاری شروع کردی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نصرانی سلطنت کے شر و ضرر کے استیصال و سرکوبی کے لئے ایک لشکر فراہم کر کے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر کر کے روانگی کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت اسامہ بن زید کے والد حضرت زید بن حارثہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے جس کا بیان گزشتہ اوراق میں قارئین کی نظروں سے گزرا۔ حضرت زید کے قاتلوں سے قصاص لینے اور دین اسلام کو ضرر پہنچانے والے عناصر کو تازیانہ سیف سے سبک کرنے کے لئے حضرت اسامہ بن زید ۲۶ صفر ۱۱ ہجری کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے حضرت اسامہ نے مدینہ کے قریب مقام جرف میں پڑاؤ کیا تاکہ اطراف و جوانب سے مجاہدین لشکر میں شامل ہونے وہاں آجائیں۔

۲۸ صفر ۱۱ ہجری کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم دردسر اور شدید بخار کی وجہ سے جسمانی طور پر بظاہر علیل ہوئے لہٰذا حضرت اسامہ نے کوچ کرنے میں عجلت نہ کی اور توقف کیا اور قرب و جوار سے مجاہدوں کو جمع کرتے رہے۔ جب لشکر اسلام تمام جنگی ساز و سامان سے آراستہ ہوگیا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۱ ہجری کے دن رخصت کی اجازت حاصل کرنے حاضر ہوئے۔ حضرت اسامہ آئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑے ہوگئے اور اپنا سر جھکا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور اور دست منور کو بوسہ دیا۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس آسمان کی جانب اٹھا کر حضرت اسامہ کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت اسامہ حجرہ شریف سے باہر آئے اور لشکر گاہ میں چلے گئے۔ دوسرے دن ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۱ ہجری دوشنبہ کو لشکر کے کوچ کا حکم دیا ہی تھا کہ حضرت اسامہ کی والدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے پیغام بھیجا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نزع کے عالم میں ہیں۔ حضرت اسامہ فوراً مدینہ طیبہ آئے۔ اسی دن آفتاب رسالت و ماہتاب نبوت، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا۔

marfat.com

ملک الموت کا خدمت اقدس میں حاضر ہونا اور اجازت طلب کرنا:

محقق علی الاطلاق، عاشق رسول، شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت شریف کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے کہ:

''مروی ہے کہ ملک الموت نے حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ پھر وہ حضور اکرم کے پاس آئے اور آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے'' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یا احمد! حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں، جو کچھ بھی آپ فرمائیں کہ میں آپ کی روح قبض کروں اگر آپ اجازت دیں اور اگر فرمائیں تو قبض نہ کروں۔ اس میں حق تعالیٰ نے آپ کو اختیار مرحمت فرمایا ہے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا'' اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! حق تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے اور آپ کو بلاتا ہے''۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ملک الموت! جو تمہیں حکم دیا گیا ہے، اپنے اس کام میں مشغول ہو جاؤ''۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا'' زمین پر میرا آنا یہ آخری ہے۔ دنیا میں میرے آنے کی ضرورت آپ کا وجود گرامی تھا۔ میں آپ کے لئے دنیا میں آتا تھا''۔ (مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد: ۲، ص: ۷۲۹)

سبحان اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کا بھی اختیار عطا فرمایا تھا کہ اگر محبوب کی مرضی ہو تو ہی ملک الموت روح اقدس قبض کریں اور اگر محبوب کی مرضی نہ ہو تو بغیر روح قبض کئے واپس لوٹ جائیں، نبی اعظم ورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابری اور ہمسری کا دعویٰ کرنے والے گروہ کو اس تصرف کی حقیقت سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ جن کی مرضی اور اجازت کے بغیر ملک الموت روح قبض کرنے کی جرأت نہ کریں اس ذات گرامی سے ہمسری اور برابری کا دعویٰ کرنا عقل کے طوطے اڑانے کے مترادف ہے۔ نبی سے ہمسری کا دعویٰ کرنے والے کچھ افراد ایسے بھی گزرے ہیں کہ جو چلتی ٹرین میں یا بیت الخلاء میں یا نجاست سے لتھ پتھ چارپائی میں لقمہ اجل ہوئے ہیں اور بے بسی اور بے کسی کے عالم میں عبرت ناک موت ہوئی ہیں۔ ایسے لوگوں کی ذلت وعبرتناک موت سے ان کا نبی کے ساتھ ہمسری کا باطل دعویٰ کافور ہو جاتا ہے۔

حضور اقدس کی مفارقت میں صحابہ کا الم واضطراب:

شب چہارشنبہ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۱ ہجری کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر انور میں برائے استراحت داخل کیا گیا۔ دفن کے بعد صحابہ کرام سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ: اے گروہ صحابہ! تمہارے دلوں نے کیسے گوارا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو سپرد خاک کرو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے بنت رسول! اے زہرا! آپ نے ٹھیک فرمایا۔ ہم بھی یہی خیال کرتے تھے کہ جسم اقدس کو کس طرح سپرد خاک کریں؟ اسی غم میں ہم بھی مبتلا تھے لیکن ہم کر بھی کیا سکتے تھے۔ شریعت کے حکم کے بجا آوری کے بغیر چارہ بھی نہیں۔

marfat.com

صحابہ کرام کی یہ حالت تھی کہ وہ خاک حسرت وندامت اپنے حال و وقت کے سر پر ڈالتے تھے۔ اپنے محبوب آقا کے فراق وہجر کی آتش میں جل رہے تھے۔ بے چینی و بیقراری کے عالم میں تڑپ تڑپ کر گریہ وزاری کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی دن مدینہ طیبہ میں اس دن سے بہتر و نورانی تر نہ تھا جس دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تھے اور کوئی دن مدینہ طیبہ میں اس دن سے بدتر اور تاریک تر اس دن سے زیادہ نہیں تھا جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان سے پردہ فرمایا تھا۔

حضور اقدس جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے سانحہ نے صحابہ کرام کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ رنج وغم سے ان کی حالت غیر ہوگئی تھی۔ مدینہ منورہ میں کہرام مچا ہوا تھا۔ ہر طرف غم واندوہ کی بکائیں سننے میں آئی تھیں۔ روتے روتے لوگوں کے حال دگرگوں ہوگئے تھے۔ نمناک اور اشکبار آنکھیں، سسکیاں اور نالۂ غم کی ہچکیاں ہر شخص کے ساتھ لازم وملزوم کی حیثیت سے ملحق تھیں۔ اَجِلّہ صحابہ کرام مثلاً حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے صاحب تحمل کی قوت ضبط بھی جواب دے چکی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی رخ زیبا کے دیدار سے اب ہم محروم ہوگئے ہیں یہ خیال آتے ہی ان کو اپنی زندگی بوجھ معلوم ہوتی تھی۔ بقول:

اک تیرے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
ان کا اُنس اسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

صحابہ کرام پر اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فراق اتنا شاق گزرتا تھا کہ روتے روتے وہ آپے سے باہر ہو جاتے تھے۔ محبوب آقا کے بغیر جینا ہی ان کے لئے دشوار تھا جسے دیکھو وہ شکستہ حال وبال اور شکستہ خاطر و دل ہے۔ ہر ایک کا چہرہ شکستہ رنگ نظر آتا ہے۔ قرار جان و دل رخصت ہوگیا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تو تلوار تان لی اور فرمایا کہ: جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں اس کے لئے میری تلوار کی ضرب ہے۔ کون کس کو سنبھالے، کون کس کو تسلی دے، کون کس کو سہلائے؟ لیکن ایسے نازک وقت میں خلیفۃ المسلمین، امیر المومنین، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مضطرب و بیقرار صحابہ کرام کی جماعت کو سنبھالا۔

marfat.com

فتنوں کی آندھی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا استقلال

باتفاق رائے جمیع المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین منتخب ہوئے۔ تمام صحابہ کرام نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے محبوب آقا و جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت کے صدمے سے باہر بھی نہ ہوئے تھے اور آپ نے بھی پوری طرح امور خلافت کا انتظام بھی نہ فرمایا تھا کہ فتنوں کی آندھی شروع ہوئی۔ عرب کے کچھ قبائل نے زکوٰۃ کا انکار کر دیا، نبوت کے جھوٹے دعویدار اٹھ کھڑے ہوئے، منافقوں نے بھی سر اٹھایا، عیسائیوں نے عرب کے یہود و کفار کی اشتراکیت میں مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں، حالات کی سنگینی اور وقت کی نزاکت کا خیال کر کے مسلمانوں میں بے چینی و اضطراب رونما ہو گیا۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مطلق نہیں گھبرائے۔ آپ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہیں ہوا بلکہ کامل عزم و اعتماد کے ساتھ ہر فتنہ کا تدارک اور صفایا کرنے پر مستعد ہو گئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے استقلال محکم اور یقین پختہ کا اندازہ اس بات سے آجائے گا کہ جب مذکورہ فتن کی خبریں مدینہ منورہ پہنچیں تو بعض صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ جب تک یہ فتنے ختم نہ جائیں وہاں تک حضرت اسامہ بن زید کی سرداری میں ملک شام جانے والا لشکر جو اس وقت مدینہ منورہ کے قریب مقام جرف میں پڑاؤ کئے ہوئے ہے اسے ملک شام کی طرف روانہ نہ کیا جائے بلکہ مدینہ منورہ میں واپس بلا لیا جائے کیونکہ اس نازک وقت میں دشمنان اسلام کو معلوم ہوگا کہ لشکر اسلام مدینہ سے باہر گیا ہوا ہے تو ان کے حوصلے بڑھیں گے اور وہ دلیر بن کر رخنہ اندازی، فتنہ پروری اور حملہ آوری میں سرگرم ہوں گے۔ لہٰذا اسامہ بن زید کا لشکر مدینہ میں موجود رہے یہ ضروری ہے تاکہ منافقین و مرتدین پر داب (رعب، دبدبہ، دھاک) رہے اور ضرورت پڑنے پر ان کی سرکوبی میں لشکر کام بھی آئے۔

لیکن امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ صادق پر ہزاروں صدائے داد و تحسین کہ آپ نے فرمایا کہ: جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا ہے۔ ابوبکر میں وہ جرأت و طاقت نہیں کہ اُسے واپس بلا لے۔ جس لشکر کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا ہے وہ روانہ ہو کر ہی رہے گا، ہرگز نہیں رُکے گا۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ لشکر اسامہ بن زید کے بھیجنے سے میں مرتدوں کا لقمہ بن جاؤں گا تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روانہ فرمایا ہوا لشکر واپس نہیں بلاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ملک شام کی

marfat.com

جانب روانہ فرمایا۔ حضرت اسامہ ماہ ربیع الآخر ۱۱ ہجری میں روانہ ہوئے۔ مقام ابنیٰ میں عیسائیوں کے لشکر سے زبردست مقابلہ ہوا۔ کافی تعداد میں عیسائی مقتول ہوئے۔ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ نے اپنے والد کے قاتل کو بھی قتل کیا اور کثیر مالِ غنیمت حاصل کر کے چالیس دن کے بعد مدینہ منورہ فاتحانہ واپس آئے۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پختہ دلی سے کام لیتے ہوئے تمام فتن کا اِستیصال (بیخ کنی' جڑ سے اکھاڑنا) فرما دیا۔ جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے کا انکار کر کے ''نص قطعی'' یعنی قرآن کے صریح حکم کا خلاف کیا تھا ان کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کسی قسم کی نرمی یا رعایت نہیں برتی بلکہ سختی سے کام لیا۔ آپ کی سختی دیکھ کر بعض صحابہ نے مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! اس وقت اسلام بہت ہی نازک وقت سے دوچار ہے لہٰذا آپ نرمی اختیار فرمائیں تو بہتر ہے۔ اس وقت مصلحت اسی میں ہے کہ سختی نہ کی جائے۔ اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رسی کا ایک ٹکڑا بطور زکوٰۃ ادا کرتا تھا لیکن اب دینے سے انکار کرتا ہے تو اس کے لئے میری تلوار ہے۔ یعنی اس پر میری تلوار کا وار ہوگا۔ چنانچہ آپ نے بڑی اولوالعزمی اور ثابت قدمی سے زکوٰۃ دینے کا انکار کرنے والوں کے ساتھ سختی سے کام لیا اور فتنہ ارتداد کا سر کچل کر رکھ دیا۔ مرتدوں نے نئے سرے سے اسلام قبول کیا اور صدق دل سے تمام اسلامی احکام بجالائے۔

☆ نبوت کے جھوٹے دعویدار (۱) مسیلمہ بن ثمامہ المعروف مسیلمۃ الکذاب، (۲) اسود بن کعب عنسی، (۳) طلیحہ بن خویلد اسدی، (۴) سجاح بنت الحارث بن سوید تمیمہ کی سرکوبی و استیصال میں عزم محکم سے کام لیا۔ مسیلمۃ الکذاب جنگ یمامہ میں مارا گیا۔ اس کی بیوی سجاح بنت الحارت ایک جزیرہ میں چھپ گئی اور ہلاک ہوگئی۔ اسود بن کعب عنسی، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ لڑتے ہوئے مارا گیا اور طلیحہ بن خویلد اسدی ملک شام بھاگ گیا۔ طلیحہ بن خویلد اسدی خلافت فاروقی میں اسلام لایا۔ صدق دل سے ایمان پر قائم رہا اور اسلامی لشکر میں شامل ہو کر جہاد کرتے ہوئے ''جنگ نہاوند'' میں شہادت پائی۔ طلیحہ بن خویلد اسدی کا واپس اسلام قبول کرنے کا حال اس کتاب میں ''فتح طرابلس، صور، قیساریہ وغیرہ'' عنوان کے تحت مذکور ہے۔ انشاء اللہ قارئین کرام اُس عنوان میں مطالعہ فرمائیں گے۔

marfat.com

ملک شام میں اسلامی لشکر بھیجنے کا پس منظر

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے فوراً بعد عظیم فتن کی آندھی چلی جن کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں گزرا لیکن جب یہ فتنے شباب پر تھے تب ملک شام کی نصرانی سلطنت نے موقع غنیمت سمجھ کر وقت کا فائدہ اٹھانے کی غرض سے پھر ایک مرتبہ مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کی عظیم پیمانے پر تیاری کر دی۔ جنگ موتہ، غزوہ تبوک اور سریہ اسامہ بن زید کے ذریعے اسلامی لشکر نے ذلت و رسوائی کا جو مزہ چکھایا تھا اس سے ان کے دلوں میں حسد اور انتقام کی آگ شعلہ زن تھی۔ ہارا جواری پگڑی رکھے مثل کے مثالی بنتے ہوئے ماضی قریب کی فضیحت و ہزیمت سے سبق و نصیحت حاصل کرنے کے بجائے پھر اُچھلنا شروع کیا۔ جس طرح بلی کو چھیچھڑے کے خواب آتے ہیں اس طرح شامیوں کو ملک عرب پر حملہ کر کے اسلامی سلطنت کا تختہ پلٹ دینے کے خواب آنے لگے۔ اسلام میں پیدا شدہ فتن اور اسلامی لشکر کو اندرون ملک ماحول و انتظام کی بحالی کے لئے جنگ میں الجھا ہوا جان کر اس وہم و گمان میں مبتلا تھے کہ اب سنہری موقع ہاتھ لگا ہے لہٰذا انہوں نے لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ ملک شام میں ہو رہی لشکر کی تیاری کی خبر امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملی لیکن اس وقت آپ نبوت کے جھوٹے دعویدار، مرتدین اور مانعین و منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی میں مصروف تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عزم محکم و عمل پیہم نے بہت ہی جلد تمام فتن کو کچل کر رکھ دیا اور ملک عرب میں پھر امن و سکون کا ماحول قائم ہو گیا۔

جب ملک عرب کی فضاء ہموار و خوشگوار ہوگئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی نصرانی سلطنت کی طرف توجہ مرکوز فرمائی اور فکر رسا و فکر فردا کرتے ہوئے یہ تجزیہ اخذ فرمایا کہ جب دیکھو تب قیصر روم چھچھورا پن کر کے چونچ مارنے کی حرکتیں کرتا ہے۔ اپنے بزدل لشکر کی کثرت پر چوہے کے ہاتھ ہلدی لگی وہ بھی پنساری بن بیٹھا کہ زعم میں مبتلا ہے لہٰذا اب اس کا کان مروڑنا ضروری ہے۔ قیصر روم ہم پر لشکر کشی کرے اس کے پہلے ہی اسلامی لشکر کو ملک شام بھیج دینا مناسب ہے تاکہ مجاہدوں کے گرز کے تازیانہ سے اس کے اوسان ٹھکانے پر لا کر اس کی ہمیشہ کی چھیڑ چھاڑ کا سد باب کیا جائے۔ بقول:-

دل اعدا کو رضاؔ تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

marfat.com

''فتوحات ملک شام اور اعلانِ جہاد''

عیسائیوں کی پیش دستی نے مسلمانوں کو ملک شام پر لشکر کشی پر آمادہ کیا اور اسلامی لشکر کے سرفروش و کفن بردوش مجاہدوں نے تحفظ ناموس رسالت اور فروغ اسلام کے لئے اپنے سردھڑ کی بازی لگا کر پورے ملک شام پر پرچم اسلام لہرا دیا۔ اس خدمت عظیم کی ادائیگی میں مجاہدین اسلام نے جو شجاعت و دلیری کا مظاہرہ کیا ہے اور جو پرخلوص قربانیاں دی ہیں اس کی نظیر و مثال تاریخ میں نایاب ہے۔ اسلام کی سنہری تاریخ میں طلائی حروف سے یہ تمام واقعات مرقوم و مسطور ہیں۔

علامہ محمد بن عمرو الواقدی کہ جن کا شمار ارباب سیر و تواریخ میں ہوتا ہے انہوں نے ان تمام واقعات کو اپنی تصنیف ''فتوح الشام'' میں بالتفصیل بیان فرمائے ہیں۔ جن کو پڑھ کر ہر مومن مسلمان کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے کہ ہمارے اسلاف نے عشق رسول کے جذبہ صادق کے کیف میں اپنی جانوں پر کھیل کر ''شجاعت اور بہادری'' کی بھی عزت افزائی کی ہے۔ ہمارے درخشاں ماضی کی چمک دمک اور شان وشوکت کی تابانی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اسلام نہ کسی سے دبا ہے نہ دبے گا اور نہ دب سکتا ہے، عشق رسول ایک ایسی طاقت ہے کہ اس کا حامل اگر پہاڑے سے بھی ٹکرائے گا تو اسے ریزہ ریزہ کر دے گا۔ امنڈتے ہوئے سمندر کی طغیانی سے بے خوف و بے پروا ہو کر عاشق رسول اس میں چھلانگ لگا دیتا ہے اور سفینہ عشق رسول کی بدولت اسے آسانی سے عبور کر لیتا ہے۔ اس حقیقت کی بین شہادت ملک شام کی فتوحات کے تذکرۂ صادقہ کے مطالعہ سے حاصل ہوگی۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف میں غلو، لغو، کذب بیانی، وغیرہ سے قطعی طور پر اعراض و احتراز کرتے ہوئے صرف اور صرف بیان امر واقعی سے ہی کام لیا ہے۔ موضوع اور ضعیف روایات متروک فرما کر صحیح روایات ہی اخذ فرمائی ہیں، راویوں کی ثقاہت و متابعت کا کامل التزام فرما کر اپنی تمام تصانیف کو صحت و صداقت سے آراستہ فرما کر اپنے آپ کو ''ثقہ راوی'' کے زمرہ میں شامل کرایا ہے۔ علامہ واقدی قدس سرہ کی تصانیف علمائے ملت اسلامیہ کی نظروں میں معتمد و مستند ہیں۔ علامہ واقدی نے ارقام تاریخ اسلام کے لئے جو عرق ریزی کی ہے ملت اسلامیہ تاقیامت ان کی مرہون منت و شکر گزار رہے گی۔ بلکہ ان کی تصانیف کو ایمانی و عرفانی دستاویز کا مرتبہ دے کر ان کو صحیح معنوں میں خراج عقیدت و داد تحسین کے تحائف و ہدایا پیش کرتی رہے گی۔ علامہ واقدی کے قلم حق ارقام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال وارشاد اور افعال و انعقاد کا ذکر کر کے ملت اسلامیہ کو عقائد حقہ، صادقہ، مستحسنہ، موکدہ کی تدریس و تدقین فرمائی ہے۔ عشق رسول کے جذبہ صادق کے ابر کرم سے اُبھرے ہوئے دلوں کی بنجر کاشت کی آبیاری کی ہے۔ علامہ واقدی قدس سرہ کی تمام تصانیف کا ماحصل اور لب لباب یہی ہے کہ عشق رسول کی بدولت ہی صحابہ کرام کی مقدس جماعت فتح و نصرت سے سرخرو ہو کر دنیا کی بڑی طاقتوں اور عظیم سلطنتوں پر غالب آئی تھی۔ عشق رسول ہی ان کے لئے سب کچھ تھا۔ ان کی جان، ان کی حیات، ان کی زندگی، ان کا ثبات، ان کے دل کی دھڑکن، ان کے سانسوں کی آمد و رفت، ان کا ہتھیار، ان کی سپر، ان کی ڈھال، ان کے غم کا ازالہ، ان کے درد کا مداوا، ان کی پناہ، ان کی حفاظت ان کی نصرت، ان کی رفعت، بلکہ ان کی بقاء کا انحصار بھی عشق رسول تھا۔

marfat.com

جان ہے عشقِ مصطفیٰ، روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ، نازِ دوا اٹھائے کیوں

(از:- امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

علامہ واقدی قدس سرہ کی تصانیف کا مطالعہ کرتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی قلم سے روشنائی کے بدلے عشق رسول کی روشنائی ٹپکتی ہے اور مطالعہ کرنے والا کیف عشق کے احفاظ سے صدائے احسنت بلند کرتا ہے۔ جس عشق رسول نے صحابہ کرام کو سربلندی عطا فرمائی تھی۔ اسی عشق رسول نے علامہ واقدی کو ارباب سیرو تواریخ پر برتری و برگزیدگی بخشی ہے۔

☆ ابوالحسن النوزی اور ابوطلحہ بن العوام روایت کرتے ہیں کہ ابو یزید محمد بن عبدالاعلیٰ الصعانی نے فرمایا کہ میں نے معتمر بن سلیمان سے اس قدر حدیثیں سنی ہیں کہ نہ شمار کرسکتا ہوں نہ یاد رکھ سکتا ہوں۔ نیز وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ تواریخ میں علامہ واقدی کی کتاب سے زیادہ تر معتبر کسی کتاب کو نہیں پاتا ہوں۔

(حوالہ: مغازی الصادقہ ترجمہ معازی الرسول،ص ۳۵۷)

☆ امام عشق ومحبت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنی تصنیف لطیف ''منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین'' میں علامہ محمد بن عمرو واقدی قدس سرہ کا شمار ''ثقہ راوی'' کے زمرے میں کر کے ان کی تصانیف کو معتمد ومستند کا درجہ دے کر علامہ واقدی کی جناب میں خراج عقیدت کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

اب ہم علامہ واقدی کی کتاب ''فتوح الشام'' کو مآخذ و مرجع بنا کر ملک شام میں لشکر اسلام کی فتوحات کا تذکرہ شروع کرتے ہیں، علامہ واقدی کی تصنیف سے اقتباس کر کے صرف اصل واقعہ اخذ کر کے واقعہ ومعرکہ کی منظرکشی کی سعی بلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے تعلق سے اسلامی عقیدہ، صحابہ کرام کا اعتماد ویقین، فرقہ باطلہ کے فاسدم عقائد ونظریات کا رد اور موجودہ دور میں مسلمانوں کی پس ماندگی و بزدلی اور احساس کمتری کے وجوہات، اسباب، اثرات ومہلک نتائج پر سیر حاصل گفتگو کرنے کے بعد اس کے تدارک و معالجہ کی اہم ضرورت و تدبیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قارئین کرام کو ملک شام کی سیر وتفریح کرانے کی خدمت کا شرف حاصل کریں گے۔

حضرت صدیق اکبر کا صحابہ کرام سے مشورہ اور اعلان جہاد:-

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام پر کوچ لے جانے کے اپنے فیصلہ و ارادہ کو عملی جامہ پہنانے سے قبل اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ اور رائے معلوم کرنے کی غرض سے ایک دن صحابہ کرام کی جماعت کو جمع کر کے فرمایا کہ اے گروہ صحابہ! آپ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگی کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کی سرکشی اور زیادتیوں کا سدباب کرنے کے لئے ملک شام کی عیسائی سلطنت سے جہاد کرنے کا ارادہ فرمایا تھا لیکن آپ کے عزم کے استکمال کے قبل اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلالیا۔ لہٰذا میں لشکر اسلام کو ملک شام کی جانب ارسال کرنے کا قصد رکھتا ہوں اور یہ بھی جان لو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ

marfat.com

فرمانے سے پہلے مجھ سے فرمایا تھا کہ:

''میرے لئے زمین لپیٹی گئی، پس میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھا اور عنقریب میری اُمت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میں نے دیکھا ہے''۔

لہٰذا اے جماعت مسلمین! مجھے اس امر میں تمہاری عمدہ رائے اور مشورے ظاہر کرو۔ تمام صحابہ نے بیک زبان یہی جواب دیا کہ اے ہمارے سردار! ہم آپ کے حکم کے تابع و محکوم ہیں۔ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری ہم پر فرض ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

''اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج'' (پارہ ۵ ررکوع ۵، سورہ النساء، آیت ۵۹)

ترجمہ: ''حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں'' (کنزالایمان)

لہٰذا اے امیر المومنین! آپ کو جو منظور ہو اس کا حکم فرمایئے اور جہاں کہیں بھی ہم کو بھیجنا چاہیں ارسال فرمائیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سائر مومنین کا یہ جواب سن کر بہت خوش و مسرور ہوئے اور آپ نے اسی دن جہاد کا اعلان کر دیا۔ ملک عرب کے تمام شہروں اور قصبات کے ملک و حکام و امراء کو ایک ہی مضمون و عبارت کا خط لکھا کہ میں ملک شام کی طرف اسلامی لشکر کو بھیجوں تا کہ وہ کفار و اشرار کا مقابلہ کرے اور اس ملک کو فتح کرے۔ اللہ کی اطاعت کی طرف دوڑو اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ خط لے کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یمن اور مکہ معظمہ اور ان کے اطراف کی جانب گئے۔ امیر المومنین کے خط نے مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ پیدا کر دیا۔ لوگ لبیک کہتے ہوئے امنا واطعنا کی صدائیں بلند کرتے ہوئے جہاد کی تیاری میں لگ گئے۔ زادِ راہ اور سامان جنگ فراہم کرنے میں مصروف ہو گئے اور حضرت انس بن مالک کو یہ کہہ کر مدینہ طیبہ روانہ کیا کہ آپ پہلے جا کر ہمارے آنے کی اطلاع امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا دیں۔ ہم آپ کے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں لہٰذا حضرت انس نے مدینہ لوٹ کر امیر المومنین کو متفرق مقامات سے متعدد قبائل کی آمد کی اطلاع و خوشخبری سنائی۔ چند ہی دنوں کے بعد مجاہدین اسلام جوق در جوق اور گروہ در گروہ مدینہ طیبہ میں آ کر جمع ہونے لگے۔

☆ یمن سے قوم حمیر زیر سرداری حضرت ذوالکلاع الحمیری سب سے مقدم آمد کی۔

☆ ان کے بعد قوم مذحج، سردار اُن کے حضرت قیس بن ہبیرہ المرادی تھے۔

☆ ان کے بعد قبائل قوم طے، سردار اُن کے حضرت حابس بن سعید الطائی تھے۔

☆ ان کے بعد قوم ازد، سردار اُن کے حضرت جندب بن عمرو الدوسی، اس گروہ میں حضرت ابو ہریرہ بھی تھے۔

☆ ان کے بعد قوم بنو عبس، سردار اُن کے حضرت میسرہ بن مسروق تھے۔

☆ ان کے بعد قوم کنانہ، سردار اُن کے حضرت قسم بن اشیم الکنانی تھے۔

تمام مجاہدین کا لشکر اطراف مدینہ میں جمع ہوا۔ تمام مجاہدین اپنے ساتھ سامان جنگ، گھوڑے، سواری کے دیگر جانور، زادِ راہ اور اہل و عیال کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔

marfat.com

''اسلامی لشکر کی مدینہ سے ملک شام روانگی''

اسلامی لشکر مدینہ کے قریب ٹھہرا ہوا تھا۔ اطراف مدینہ سے بھی کافی تعداد میں مجاہدین عزم جہاد لئے لشکر میں شامل ہو رہے تھے۔ لشکر کی تعداد میں روزانہ اضافہ ہو رہا تھا۔ لشکر کے مجاہدین شہر مدینہ منورہ سے اشیاء خورد ونوش اور اپنے جانوروں کا دانہ و چارہ مول لیتے تھے۔ چند دنوں میں مدینہ کے تاجروں کا اناج کا ذخیرہ ختم ہونے کو آیا اور اشیائے صرف کی قلت اور کم یابی محسوس کی جانے لگی۔ کھانے پینے اور چارے کی فراہمی میں تکلیف ہونے لگی لہٰذا باہر سے آئے ہوئے قبائل کے سرداروں نے مشورہ کیا کہ یہاں زیادہ اقامت کرنے میں قلت اشیاء کی تکلیف مزید بڑھے گی۔ مناسب یہ ہے کہ ہم حضرت امیر المومنین کی خدمت میں جا کر استدعا کریں کہ ہمیں ملک شام کی جانب کوچ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ تمام قبائل کے سردار متحدہ طور پر امیر المومنین کی خدمت میں گئے اور اپنا مدعا گوش گزار کیا۔ امیر المومنین نے ان کی گزارش کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اسی وقت استادہ ہو گئے۔ اپنے ہمراہ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی شیر خدا، حضرت سعید بن زید، حضرت عمر بن نفیل بن زید و دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو لے کر اس مقام پر تشریف لائے جہاں مجاہدین اسلام فروکش تھے۔ مجاہدین نے تہلیل و تکبیر سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ امیر المومنین نے تمام کو دعائے خیر سے نوازا اور بعدہٗ آپ نے حسب ذیل ترتیب سے اسلامی لشکر کو روانہ فرمایا۔

☆ حضرت یزید بن ابی سفیان کو نشان فوج عطا کر کے ایک ہزار سواروں پر سردار مقرر فرمایا۔

حضرت ربیعہ بن عامر کو نشان فوج عطا کر کے ایک ہزار سواروں پر سردار مقرر فرمایا۔

امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور ثنیۃ الوداع نامی مقام تک لشکر کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے گئے اور حسب ذیل وصایا فرمانے کے بعد روانہ فرمایا:

☆ کوچ کرتے وقت بہت تیز رفتاری سے چلنے کا اپنے ساتھیوں کو اصرار مت کرنا، ☆ کوئی شخص بھی لشکر سے الگ ہو کر اکیلا نہ چلے، ☆ اہم کام میں مشورہ کرنا، ☆ عدل و انصاف کا طریقہ اختیار کرنا، ☆ ظلم و ستم سے باز رہنا، ☆ جب دشمن پر فتح پاؤ تو کمسن بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، ☆ کھجور اور پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا، ☆ کھیتوں کو نہ جلانا، ☆ جن جانوروں کا کھانا حلال ہے ان کے علاوہ کسی بھی جانور کو بلا وجہ ذبح نہ کرنا، ☆ کفار سے بھی اگر عہد و پیمان کرو تو اس میں بیوفائی نہ کرنا، ☆ صلح کو نہ توڑنا، ☆ تارک الدنیا لوگوں کو قتل نہ کرنا اور نہ ہی ان کے عبادت خانوں کو ڈھانا، ☆ دشمن کے سامنے تین باتیں پیش کرنا' اوّل یہ کہ اسلام قبول کریں۔ دوم یہ کہ اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو جزیہ ادا کریں۔ سوم یہ کہ اسلام اور جزیہ دونوں کا انکار کریں تو ان کے سروں پر اپنی تلواریں سونتنا۔

ملک شام کی طرف یہ پہلا لشکر تھا جو حضرت صدیق اکبر نے روانہ فرمایا۔ حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت ربیعہ بن عامر دونوں کے لشکر تبوک (Tabuk) اور جابیہ (Jabiya) کے راستے سے دمشق (Damascus) کی طرف کوچ کرتے ہوئے آگے بڑھے۔

marfat.com

پہلا معرکۂ جنگ بمقامِ تبوک

ہرقل بادشاہ نے مدینہ منورہ میں اپنے کچھ جاسوس مخبری کے کام پر متعین کر رکھے تھے اور وہ عرب متنصرہ یعنی نصرانی عرب تھے۔ جب اسلامی لشکر بارادہ کوچ ملک شام جمع ہو رہا تھا تو جاسوسوں نے ہرقل بادشاہ کو اطلاع بھیجی کہ لشکر اسلام عنقریب ملک شام پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کرنے والا ہے۔ اطلاع ملتے ہی ہرقل نے ارکان حکومت کو فوراً جمع کیا اور ان کو اسلامی لشکر کی کوچ کی تفصیل بتائی۔ ارکان حکومت نے کہا کہ ہم ضرور ان سے لڑیں گے۔ ان کو ہمارے ملک میں داخل ہونے سے باز رکھیں گے بلکہ ان کے ملک پر دھاوا بول دیں گے اور ان کے کعبہ کو کھود کر پھینک دیں گے اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ قیصر روم ہرقل نے ارکان دولت کا یہ جواب سنا تو اس کا سینہ مارے خوشی کے پھول گیا اور اس نے فوراً آٹھ ہزار سواروں کا لشکر حسب ذیل ترتیب دے کر روانہ کیا۔

☆ دو ہزار سواروں پر بطریق باطلیق کو سردار مقرر کیا۔

☆ دو ہزار سواروں پر باطلیق کے بھائی بطریق جرجیس کو سردار مقرر کیا۔

☆ دو ہزار سواروں پر شرطہ کے حاکم لوقا بن شمعان کو سردار مقرر کیا۔

☆ دو ہزار سواروں پر غزۃ اور عسقلان کے حاکم صلیبا کو سردار مقرر کیا۔

مذکورہ چاروں سردار شجاعت اور عقل میں مشہور زمانہ تھے۔ جنگی امور اور فن میں یکتائے زمانہ تھے۔ ان چاروں کی سرداری میں آٹھ ہزار کا رومی لشکر اپنے مذہبی مراسم ادا کرنے کے بعد تبوک کی جانب روانہ ہوا۔ اسلامی لشکر تین دن سے تبوک میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ چوتھے دن لشکر کوچ کی تیاری کر رہا تھا کہ ناگاہ رومی لشکر دور سے آتا ہوا نظر آیا۔ آٹھ ہزار سواروں کے لشکر کے چلنے کی وجہ سے غبار مثل بادل کے اٹھتا نظر آ رہا تھا۔ غبار دیکھ کر اسلامی لشکر محتاط و ہوشیار ہو گیا۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے ایک ہزار مجاہدوں کو کمین گاہ میں چھپا دیا اور حضرت ربیعہ بن عامر کو ان پر امیر مقرر کیا۔ باقی ماندہ ایک ہزار کو رومی لشکر سے مقابلہ کرنے میدان میں عیاں رکھا اور صفوں کو ترتیب دینے لگے۔

آٹھ ہزار کا رومی لشکر اکڑتا اور اتراتا ہوا آگے بڑھتا ہوا آہستہ آہستہ اسلامی لشکر کے قریب آ رہا تھا۔ رومی لشکر کے سپاہیوں کے خود، زرہیں، نیزے، تلواریں اور سپر آفتاب کی روشنی میں مثل آئینہ چمک رہے تھے اور ان سے شعاعیں اٹھ رہی تھیں۔ گویا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آہنی انسانوں کا سمندری سیلاب آ رہا ہے۔ رومی سپاہی ناقوس بجا بجا کر سونے اور چاندی کی

marfat.com

صلیبان کو بلند کر کر کے کلمات کفر باآواز بلند رٹتے ہوئے اور شور کرتے ہوئے ایک دل دھڑکا دینے والی ہیبت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ اب دونوں لشکر کے درمیان بہت ہی کم فاصلہ رہ گیا تھا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کا آسانی سے جائزہ لے سکے اتنی نزدیکی ہوگئی تھی۔ فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ دھڑکنیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ رومی لشکر کی کثرت اور ساز وسامان کی فراہمی دیکھ کر اسلامی لشکر میں کرب واضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ دل کی بیقراری چہرے سے نمایاں ہونے لگی۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے رومی لشکر کی تعداد کا تخمینہ لگایا تو ان کو رومی لشکر کی تعداد آٹھ سے دس ہزار تک کی معلوم ومحسوس ہوئی۔ اسلامی لشکر صرف دو ہزار کا تھا۔ ایک ہزار میدان میں اور ایک ہزار کمین گاہ میں پوشیدہ۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے اسلامی لشکر میں اضطراب کے آثار بھی محسوس کئے لہٰذا انہوں نے مجاہدین کو ڈھارس دیتے ہوئے فرمایا کہ اے گروہ مومنین! اس بات کا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ کئی معرکوں میں فرشتوں کو بھیج کر تمہاری اعانت ونصرت فرمائی ہے۔ اے اسلام کے خدمت گارو! رومی لشکر کی تعداد کو خاطر میں مت لاؤ۔ رومیوں کی کثرت اور تمہاری قلت سے مطلق خوف نہ کھاؤ۔ تمہارا ناصر اور مددگار پروردگار عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ○ (پارہ ۲، رکوع ۱۷، سورہ البقرہ، آیت ۲۴۹)

ترجمہ''بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے''۔ (کنز الایمان)

اے مسلمانو! ہمارے محبوب آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ (یعنی''جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے'')

لہٰذا اے توحید ورسالت کے متوالو! غم نہ کھاؤ، خوف نہ کرو، اللہ کی مدد پر اعتماد کامل رکھو، ملک شام میں یہ تمہارا پہلا معرکہ ہے، اسلامی لشکر کی تم پہلی قسط ہو، تم یقین اور امید رکھو کہ اسلامی لشکر کی دیگر قسطیں عنقریب تمہاری کمک کو پہنچنے والی ہیں۔ تم اپنے گمان میں اپنے مسلمان بھائیوں کو اپنے قریب جانو۔ دشمن تم پر حاوی ہوکر تمہارے قتل کی جرأت نہ کریں اس بات کا خیال رکھتے ہوئے احتیاط اور ہوشیاری سے کام لو۔

حضرت یزید بن ابی سفیان پند ونصائح کے ذریعہ مجاہدین میں ایک جوش پیدا کر رہے تھے کہ رومی لشکر بالکل قریب آپہنچا۔ رومیوں نے اسلامی لشکر کی قلیل تعداد دیکھی تو ان کے حوصلے بلند ہوگئے۔ رومی سرداروں نے اپنے لشکر کو للکار کر پکارتے ہوئے کہا کہ ان مٹھی بھر عربوں کو نیزوں کی نوک پر لو اور ایک کو بھی زندہ بھاگنے نہ دو۔ صلیب سے مدد مانگو۔ صلیب کی برکت سے ضرور تم کو فتح وغلبہ حاصل ہوگا۔ اپنے سرداروں کے اکسانے اور جوش دلانے پر رومی لشکر نے دفعۃً یلغار کر دی۔ آٹھ ہزار کے رومی لشکر نے ایک ہزار کے اسلامی لشکر کو نرغہ میں لے لیا۔ جنگ کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ تلواروں کی جھنکار، نیزوں کی بوچھار، صمصام کی بھرمار اور اسلام کے کفن بردوش مجاہدین بڑی دلیری سے دشمنوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ قتل وقتال شباب پر تھا۔ عین اسی وقت حضرت ربیعہ بن عامر ایک ہزار سواروں کو لے کر کمین گاہ سے نکلے۔ گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں اور بجلی کی مانند دشمن کے لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ دوسری جانب سے اسلامی لشکر کے نئے حملے سے رومی لشکر بوکھلا گیا۔ اسلامی لشکر کی

marfat.com

کمک آ پہنچی ہے اس وہم وگمان میں ان کے اوسان خطا کر گئے۔ قدم ڈگمگا گئے۔ دل کانپ اُٹھے، حوصلے ٹوٹ گئے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان کے ساتھیوں نے حضرت ربیعہ بن عامر کے لشکر کی صدائے تکبیر سنی تو اس صدا کے صرف سننے سے نیا ان میں نیا جوش پیدا ہوا۔ حملے کی شدت اور جست وخیز کی سرعت سے رومی ہڑ بڑا اُٹھے۔ تلواروں کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہاتھ لرزنے لگے۔ اپنا دفاع کرنے کی بھی سکت نہ رہی۔ رومی لشکر پورے دباؤ میں آ گیا۔ اس کے سپاہی پیچھے ہٹنے لگے۔ اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے ان کے سروں پر تلوار رکھ کر گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کر دیا۔ رومی لشکر کو ثابت قدم رکھنے کے لئے رومی سردار باطلیق سپاہیوں کو جنگ کی ترغیب دینے لگا۔ حضرت ربیعہ بن عامر نے قریب جا کر اس کو شدت سے نیزہ مارا جو اس کے سُرین توڑ کر دوسری جانب نکلا۔ باطلیق نیزہ کی مار کی تاب نہ لا سکا۔ زور سے چنگھا اور بری طرح ڈکارتا ہوا زمین پر مردہ ہو کر گرا۔ باطلیق کی موت سے رومی لشکر میں کہرام مچ گیا۔ بدحواسی کے عالم میں راہ فرار اختیار کی اور پیٹھ دکھا کر بھاگنا شروع کیا۔

مجاہدوں نے مفرور رومیوں کا تعاقب کیا اور شمشیرزنی کے جوہر دکھاتے ہوئے ان کو کافی دور تک ہانک بھگایا۔ اس معرکہ میں رومی لشکر کے دو ہزار دو سو (۲۲۰۰) سپاہی قتل ہوئے۔ اسلامی لشکر سے ایک سو بیس (۱۲۰) مجاہدوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔

بھاگتے ہوئے رومی کا ٹھہرنا، گفتگو، پھر جنگ شروع اور لشکر اسلام کی عظیم فتح:

رومی لشکر کے سپاہی اسلامی لشکر کے مجاہدوں سے خوفزدہ ہو کر اپنی جان کی خیر منانے دُم دبا کر بھاگ رہے تھے۔ مقتول رومی سردار باطلیق کے بھائی سردار جرجیس نے اچانک مفرور رومی لشکر کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور پھر مخاطب ہو کر کہا کہ اے بندگان صلیب! ہم کون سا منہ لے کر قیصر روم ہرقل کے سامنے جائیں گے۔ مسلمانوں کے چھوٹے سے لشکر نے ہمارے بڑے لشکر کو شکست فاش دے کر ہمارے بہادروں کی لاشوں سے زمین کو بھر دیا ہے لہٰذا میں ایسی ذلت اور ہزیمت کے عالم میں بادشاہ کے روبرو جا کر ندامت اور شرمساری اٹھانا نہیں چاہتا۔ نیز میرے بھائی سردار باطلیق کو مسلمانوں نے بڑی بے دردی سے قتل کیا ہے اور جب تک میں اپنے بھائی کا انتقام نہ لے لوں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ اگر تم میرا ساتھ دو تو فبہا ورنہ میں اکیلا ٹھہرتا ہوں، تم کو بزدلوں کی طرح بھاگنا ہے تو بھاگ جاؤ۔

سردار جرجیس کی مذکورہ ولولہ خیز گفتگو نے رومی لشکر میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا اور تبوک سے بھاگ کر جہاں تک پہنچے تھے وہیں پر لشکر ٹھہر گیا۔ خیمے نصب کر کے لشکر کا پڑاؤ کیا۔ لشکر کو ٹھہرا کر جرجیس سردار نے اپنے معتمد نصرانی عرب جس کا نام قداح بن واثلہ تھا اس کو اسلامی لشکر کی طرف بطور ایلچی بھیجا تا کہ وہ اسلامی لشکر سے کسی عاقل و دانا شخص کو بحیثیت نمائندہ طلب کر کے اپنے پاس لائے تا کہ اس سے دریافت کر کے معلوم کرے کہ اسلامی لشکر ہم سے کیا چاہتا ہے؟

علامہ محمد بن عمرو واقدی روایت کرتے ہیں کہ جب قداح بن واثلہ رومی سردار جرجیس کا پیغام لے کر اسلامی لشکر میں آیا تو حضرت ربیعہ بن عامر اس کے ساتھ جانے کے ارادہ سے کھڑے ہوئے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے حضرت ربیعہ کو

marfat.com

سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ: اے میرے ایمانی بھائی! رومی لشکر میں تمہارا جانا مجھے مناسب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ تم نے رومی لشکر کے سردار کو قتل کیا ہے لہٰذا اندیشہ ہے کہ رومی تمہارے ساتھ غدر اور بیوفائی کریں گے۔ حضرت ربیعہ نے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی کہ:

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(پارہ ۱۰، رکوع ۱۳، سورہ التوبۃ، آیت ۵۱)

ترجمہ: ''تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے''۔ (کنز الایمان)

القصہ حضرت ربیعہ بن عامر قداح بن واثلہ کے ساتھ رومی لشکر کے کیمپ میں جانے کے لئے روانہ ہوئے لیکن روانہ ہوتے وقت انہوں نے حضرت یزید بن ابی سفیان سے کہا کہ میں جب تک رومی لشکر کے کیمپ میں رہوں تب تک آپ مسلسل رومی لشکر کی حرکت و سکنت پر نگرانی رکھیں اور اسلامی لشکر کو حملہ کے لئے تیار رکھیں اگر رومی میرے ساتھ غدر اور بیوفائی کریں تو تم فوراً دھاوا بول دینا۔ حضرت ربیعہ بن عامر رومی لشکر کے کیمپ میں پہنچ کر جرجیس کے خیمہ میں داخل ہوئے لیکن گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لئے ہوئے زمین پر بیٹھ گئے۔ جرجیس نے حضرت ربیعہ سے کہا کہ اے عربی برادر! تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ فرمایا: اسلام یا جزیہ یا پھر جنگ، جرجیس نے کہا کہ ہم تمہارے لشکر کے ہر پیدل سپاہی کو ایک وسق یعنی اونٹ پر لادا جاسکے اتنا غلہ اور ایک دینار و نیز تمہارے لشکر کے ہر سوار کو دس وسق غلہ اور ایک سو دینار دیں گے۔ علاوہ ازیں تمہارے خلیفہ کو ایک ہزار دینار اور ایک سو وسق غلہ دیں گے لیکن اس شرط پر کہ تم ہم سے صلح کرلو اور صلح نامہ بھی تحریر کرلیا جائے کہ فریقین میں سے کوئی بھی کسی فریق پر حملہ نہ کرے۔ حضرت ربیعہ بن عامر نے جرجیس کی پیشکش کو منظور نہ کیا اور فرمایا کہ: ہماری جو تین شرطیں ہیں یعنی (۱) قبول اسلام یا (۲) جزیہ یا (۳) جنگ، جو میں تم کو پہلے بتا چکا ہوں، ان شرائط کے علاوہ اور کسی بھی شرط پر ہم تم سے صلح نہیں کرسکتے۔

ہرقل بادشاہ نے رومی لشکر کے ساتھ دین نصرانی کے زبردست راہب اور مراحل کے عالم کو برکت و نصرت کی دعا کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس کا نام ''صیقلہ'' تھا۔ سردار جرجیس نے صیقلہ کو اپنے خیمہ میں بلایا تاکہ وہ حضرت ربیعہ کے ساتھ دین اسلام اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے سوالات کرے اور تحقیق کرے کہ دین اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ صیقلہ نے حضرت ربیعہ بن عامر سے، نبی آخر الزمان، معراج، رمضان کے روزے، نیکی کا اجر، درود و سلام کے تعلق سے کتب سابقہ میں مذکور شہادت و بشارت کی روشنی میں سوالات کئے۔ حضرت ربیعہ بن عامر نے صیقلہ کے تمام سوالات کے قرآن مجید کی آیات کے حوالوں سے اطمینان و تسلی بخش جوابات مرحمت فرمائے۔ جن کو سن کر صیقلہ بحر حیرت میں غرق ہوگیا اور قریب تھا کہ وہ جرجیس کو اسلام کی صداقت کا اعتراف و اقرار کرنے کا حکم دے کہ ایک حادثہ ...... پیش ...... آیا!!

دوران گفتگو جرجیس کے احباب میں سے ایک شخص نے حضرت ربیعہ بن عامر کو پہچان لیا کہ یہ شخص تو سردار جرجیس کے

marfat.com

بھائی باطلیق کا قاتل ہے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر جرجیس کے پاس آیا اور حضرت ربیعہ کے متعلق کان میں بات کہی۔ سنتے ہی جرجیس آگ بگولا ہو گیا۔ غصہ کے مارے اس کی آنکھیں لال ہو گئیں۔ فوراً تلوار کو میان سے نکال کر حضرت ربیعہ پر حملہ کرنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت ربیعہ بن عامر پہلے سے ہی احتیاط برتتے ہوئے چوکنا تھے۔ قبل اس کے جرجیس ان پر وار کرنے میں کامیاب ہوا انہوں نے بجلی کی سرعت سے اپنی شمشیر کو برہنہ کر کے جرجیس کے سر کو اڑا دیا۔ جرجیس کے ساتھی یہ دیکھ کر برانگیختہ ہو گئے اور تمام کے تمام حضرت ربیعہ کی طرف لپکے تا کہ ان کو پکڑ کر شہید کر دیں لیکن حضرت ربیعہ نے ایک جست لگائی اور گھوڑے کی پیٹھ پر جا پہنچے اور اپنے وفادار گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ اپنے مالک کا اشارہ پاتے ہی وفادار اسپ چراغ پا ہو کر ایسا چمک کر دوڑا کہ جو بھی سامنے آتا اس کو اڑا دیتا۔ حضرت ربیعہ بھی گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے ہوئے اپنی تلوار گھمانے لگے۔ رومی لشکر میں ایک ہلچل مچ گئی۔ رومی گھبراہٹ و ہڑبڑاہٹ میں نادانستہ دوڑ بھاگ کرنے لگے۔ دُور کھڑے ہوئے حضرت یزید بن ابی سفیان نے رومیوں کی کھلبلی دیکھی تو تاڑ لیا کہ ضرور کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔ لہٰذا انہوں نے نعرہ تکبیر کہتے ہوئے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ ادھر حضرت ربیعہ بن عامر تن تنہا رومیوں کے نرغہ میں جان کو ہتھیلی میں لئے دشمنوں سے ٹکر لے رہے تھے کہ اسلامی لشکر آ پہنچا اور جو مقاتلہ ہوا ہے اس کی صحیح منظر کشی ممکن نہیں۔ رومی سپاہی بھی اپنی جان پر آ کر لڑتے تھے۔ لیکن اسلامی لشکر کے شیروں کا مقابلہ کرنا ان کے لئے ناممکن مرحلہ تھا۔ مجاہدوں نے رومیوں کو اپنی تلواروں اور نیزوں کی نوکوں پر لیا۔ رومیوں کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ اس پر طرہ یہ کہ جب دونوں لشکر اپنی پوری تاب و توانی سے مصروف جنگ تھے عین اسی وقت حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اسلامی لشکر لے کر وہاں پہنچے۔ اپنے بھائیوں کو مشرکوں سے جنگ کرتے دیکھ کر وہ بھی شامل جنگ ہو گئے۔ رومیوں کو ہر طرف سے گھیر لیا اور شمشیر زنی کی وہ بہتات کی کہ رومی لشکر کا ایک سپاہی بھی زندہ نہ بچا۔ سنگریزوں کے بجائے رومی لشکر کے سپاہیوں کی لاشوں سے میدان بھر گیا۔

وہ چقا چاق خنجر سے آتی صدا
مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام

(از:- امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

نوٹ: ''ابھی کاتب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شرحبیل بن حسنہ کا ذکر ہوا ہے ان کے نام میں اکثر لوگ غلطی کرتے ہیں۔ شرجیل بولتے ہیں یہ غلط ہے۔ صحیح نام ش، رح، بی، ل یعنی (Shurahbeel) ہے۔ شرجیل (Sharjil) غلط ہے''۔

رومی لشکر کی ہزیمت و تباہی کا یہ عالم تھا کہ آٹھ ہزار کے رومی لشکر سے نام کو بھی ایک فرد بھی زندہ نہ تھا۔ تمام موت کی آغوش میں واصل جہنم ہو گئے تھے۔ آٹھ ہزار کے لشکر کا مال و سامان، خیمے، گھوڑے، تلواریں، نیزے، سپر، خود، زرہیں، وغیرہ سامان حرب، اشیاء صرف، ملبوس اور دیگر بہت ساری چیزیں میدان میں ''لاوارث'' پڑی ہوئی تھیں، جو اسلامی لشکر کے قبضہ میں بحیثیت ''غنیمت'' آئیں۔ ملک شام میں اسلامی لشکر کی یہ پہلی فتح تھی اور سب سے پہلا مال تھا جو غنیمت میں حاصل ہوا تھا۔

marfat.com

مالِ غنیمت اور اس کے احکام

اب ہم قارئین کرام کی خدمت میں غنیمت کے تعلق سے بہت اختصاراً گفتگو کریں گے۔ غنیمت کے تعلق سے جو شرعی احکام ہیں ان تمام احکام کو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں لہٰذا ایک دو بنیادی حکم کا تذکرہ کیا جائے گا جس کو جان کر غنیمت کیا ہے اور کس طرح تقسیم ہوتی ہے اس کی سرسری معلومات حاصل ہو جائیں گی۔

غنیمت کہ جس کو مالِ غنیمت بھی کہا جاتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں غنیمت اس مال کو کہا جاتا ہے جو مسلمانوں کو کفار و مشرکین سے جنگ میں بطریق قہر وغلبہ حاصل ہو۔ جیسا کہ ابھی ابھی آپ جنگ تبوک کے سلسلہ میں مطالعہ فرما چکے کہ آٹھ ہزار کے رومی لشکر کا ساز وسامان اسلامی لشکر کے ہاتھ لگا۔ اب ہم غنیمت کے تعلق سے کچھ گفتگو کریں۔

یہ امر مسلم ہے کہ جب دو لشکر میدان جنگ میں ٹکراتے ہیں تو ایک کو فتح حاصل ہوتی ہے اور ایک کو شکست۔ جیتنے والا لشکر ہارنے والے لشکر کے جنگی ساز وسامان اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیتا ہے۔ لشکر کا سپہ سالار اس مال کو اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق لشکر میں تقسیم کرتا ہے یا پھر جس بادشاہ کا لشکر ہوتا ہے اس کو پہنچا دیتا ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس کے درمیان ہزاروں سال کا فاصلہ ہے۔ اس دوران بے شمار سلطنتیں، حکومتیں، امارات، بادشاہت وقوع میں آئیں اور ہر ایک کے پاس اپنے ملکی انتظام کی بحالی، دشمن سے حفاظت اور سرکشوں کے ضرر سے دفاع کے لئے فوجیں تھیں جن میں گاہے گاہے جنگ وقتال ہوتا تھا۔ عہد ماضی میں روئے زمین پر ہزاروں کی تعداد میں جنگیں ہوئی ہیں اور جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے کہ ہر جنگ میں ایک کی جیت ہوتی ہے اور دوسرے کی ہار ہوتی ہے اور جیتنے والے لشکر کا ہارنے والے لشکر کے مال و اسباب پر قبضہ ہوتا تھا۔ لیکن مقبوضہ مال جس کو مالِ غنیمت کہا جاتا ہے اس کے تصرف اور تقسیم کا کوئی قاعدہ اور اصول نہ تھا نتیجۃً غنیمت کے مال کی وجہ سے آپسی جنگ و جدال، جھگڑا فساد، مار پیٹ، چوری، ڈکیتی، خیانت، عداوت، بغاوت وغیرہ جیسے رذیل معاملات پیش آتے تھے۔ آپسی اعتماد اور عہد و وفا پر کاری ضرب لگتی تھی۔ مثال کے طور پر زید نام کے بادشاہ کا لشکر بکر نام کے بادشاہ کے لشکر سے میدان جنگ میں ٹکرایا۔ زید بادشاہ کے لشکر کو فتح ہوئی اور بکر بادشاہ کے لشکر نے شکست فاش اٹھائی۔ زید بادشاہ کے لشکری بکر بادشاہ کے لشکر کا مال و اسباب جو میدن جنگ میں ہوگا اس کو لوٹیں گے۔ اس لوٹ مار کی کیفیت پر غور کریں۔ لشکر کا ساز وسامان کسی ایک خیمہ میں تو نہیں پڑا ہوگا بلکہ میدان میں جہاں لشکر کا پڑاؤ ہوگا وہاں ہزاروں کی تعداد میں خیمے نصب ہوں گے۔ علاوہ ازیں معرکہ جنگ اور میدان کارزار میں ہزاروں مقتولین

marfat.com

کی لاشیں پڑی ہوں گیں اور ان مردہ جسموں پر قیمتی لباس، سونا، چاندی، ہیرے اور جواہر کے زیورات، زرہ، خود، اسلحہ وغیرہ ہوگا۔ مالِ غنیمت جمع کرنے اور لوٹنے والے بھی ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے۔ ہر شخص کی یہی کوشش ہوگی کہ جتنا ہو سکے اتنا قیمتی اور زیادہ مال حاصل کرلوں۔ اسی طمع اور لالچ میں وہ اپنی تمام کوشش کرے گا۔ اگر میں نے تاخیر کی تو قیمتی مال اوروں کے ہاتھ لگ جائے گا۔ یہ خیال کر کے ہراساں ہراساں اور مارا مارا پھرے گا۔ ایک لاش پر قیمتی زیورات تھے اس پر دو شخص آ پہنچے۔ ہر ایک قیمتی زیورات حاصل کرنے میں سعی بلیغ کرے گا۔ نوبت چھینا چھپٹی اور مار پیٹ پر آجائے گی۔ زور آور شخص کمزور کے ہاتھ کچھ نہیں آنے دے گا اور سارا مال اپنی جیب میں ڈال کر روانہ ہو جائے گا۔ کمزور شخص منہ تکتا رہ جائے گا اور کف افسوس ملتا رہے گا۔ لیکن اس لئے جانے والے کو اچھی طرح پہچانتا ہوگا کہ فلاں قبیلہ کا فلاں شخص تھا۔ کوئی بات نہیں۔ بعد میں نپٹ لوں گا۔ جنگ کے میدان سے واپس اپنے گھروں پر لوٹنے کے بعد وہ کمزور شخص اپنے حلقہ کے زور آوروں سے رابطہ قائم کرے گا۔ مقتول کی لاش پر میں نے قبضہ کرلیا تھا اور اس کے جسم سے قیمتی زیورات اُتار رہا تھا کہ فلاں شخص آدھمکا اور میرا حق چھین لیا۔ لہٰذا میرا ساتھ دو۔ آدھا آدھا ہم دونوں کا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ مال اُگلوانے کے سلسلہ میں جھگڑا فساد بلکہ قتل تک معاملہ پہنچ جائے گا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ مالِ غنیمت تمام کا تمام بادشاہ کے خزانے میں جمع کرانے کا حکم ہوتا تھا، سپاہی ''قیمتی مال اپنی جیب میں اور معمولی مال بادشاہ کے پیٹ میں'' پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔ معرکہ کارزار میں میں نے مقتول کے جسم سے قیمتی زیورات اُتارے تھے۔ تب کسی نے مجھ کو دیکھا نہیں لہٰذا یہ مال باپ کا یا پوتی (میراث 'ورثہ) سمجھ کر خیانت کرے گا یا ایسا بھی ہوتا ہے کہ سپاہی دیانتداری سے کام لیتے ہوئے مالِ غنیمت سپرد کردے گا۔ بادشاہ کا خزانہ لبریز ہوجائے گا لیکن جس کی محنت اور مشقت کی بدولت مال حاصل ہوا ہے اس سپاہی کو کچھ نہیں ملے گا یا معمولی سا معاوضہ ملے گا۔ لہٰذا سپاہی میں احساس ناشکری کا مادہ پیدا ہوگا۔ وہ یہ سوچنے لگا کہ محنت میں نے کی، سردھڑ کی بازی میں نے لگائی، اپنی جان کو خطرے میں میں نے ڈالا، بھوک پیاس کی اور لڑائی کی شدت وکلفت میں نے برداشت کی، زخموں سے جسم میرا چکنا چور ہوا، بادشاہ تو اپنے شاہی محل میں عیش وعشرت میں محوخواب تھا لیکن سب مال وہ لے گیا۔ بڑی ناانصافی اور زیادتی میرے ساتھ کی گئی ہے۔ لہٰذا اس میں بغاوت اور غداری کا جذبہ پیدا ہوگا۔ مذکورہ وجوہات کے علاوہ اور بھی بہت سارے اسباب ایسے تھے کہ غنیمت کی وجہ سے آپسی اختلافات پیدا ہوتے تھے۔ مثلاً غنیمت کی تقسیم میں جانبدارانہ رویہ، طرفداری، بے اعتدالی، بے ترتیبی، بے توجہی، بے حسابی، بے دادی، بے دخلی، بے ڈھبی، بے ڈھنگی، بے ضابطگی، بے طریقی، بے لحاظی، بے محلی، بے مصرفی وغیرہ کی وجہ سے غنیمت کی وجہ سے بہت سارے فتنے پیدا ہونے کے قوی امکانات ہیں تاریخ میں ایسی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ غنیمت کے بٹوارے اور حصہ بٹائی سے مطمئن نہ ہونے کی وجہ سے وفادار کہلانے والے گروہ نے علم بغاوت و مخالفت بلند کر کے خانہ جنگی کی آگ میں ایوان سلطنت کو جلا کر راکھ کر دیئے ہیں۔ المختصر! اسلام سے پہلے غنیمت کے معاملہ میں کوئی باضابطہ قانون نہ تھا۔ موقع اور وقت کے پیش نظر غنیمت کا معاملہ سلجھایا جاتا تھا اور عدل وانصاف کی ایسی تیسی کر کے

marfat.com

جبر و غضب سے کام لیا جاتا تھا۔

اسلام ایک ایسا دین منصف اور مذہب عادل و کامل مذہب ہے کہ انسان کی زندگی کے ہر پہلو کو عدل و انصاف سے آراستہ فرمایا ہے۔ اسلام نے نوع انسانی کو جو ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے۔ ایسا معتدل دستور العمل کسی بھی مذہب وملت میں نہیں پایا جاتا۔ اسلام کے دستور العمل کے ہر قانون میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ تمام اسلامی احکام فرمان الٰہی کی بجا آوری کے متحمل ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی تہذیب سے متضمن، عدل و انصاف کے متکفل، معاشی امور کو مستحکم بنانے والے محاسن پر مبنی ہونے کی وجہ سے ہر اعتبار سے نفع بخش ہیں۔

اسلامی تاریخ کے اوراق بہت ساری جنگوں کے تذکرہ سے آراستہ ہیں۔ اسلامی لشکر نے قریب قریب تمام جنگوں میں فتح و نصرت حاصل کی ہے اور کثیر تعداد میں غنائم پائے ہیں۔ لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم کے معاملہ میں عالم دنیا کو ایک نئی راہ اور روشنی عطا فرمائی ہے۔ عظیم سلطنتوں کے لشکر اعظم کے کمانڈر آف چیف جن امور کو سطحی اور سرسری نظر سے دیکھنے سے عاجز و قاصر تھے ان امور کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دور رس اور خردبین نگاہوں نے نفع بخش زاویہ سے ملاحظہ فرمایا کہ جو احکام اور قانون نافذ فرمائے ہیں وہ نظام شریعت اسلام کی بنیاد کے لئے آہنی استحکام بخش ثابت ہوئے ہیں۔ غنیمت کے تعلق سے اسلام میں جس وسیع پیمانے پر احکام صادر کئے گئے ہیں اتنے احکام کسی بھی مذہب میں قطعاً اور یقیناً نہیں پائے جاتے کسی ملک کے محکمۂ فوج کے آئین میں بھی شاید نہ پائے جائیں گے۔

☆ اسلامی لشکر کو جب غنائم حاصل ہونے لگے اور مجاہدین اسلام کے ہاتھ غنائم سے بھر جانے لگے تو غنائم کے تعلق سے احکام نازل ہونے شروع ہوئے۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ج (پارہ ۹، رکوع ۱۵، سورہ الانفال، آیت ۱)

ترجمہ: ''اے محبوب! تم سے غنیموں کا پوچھتے ہیں، تم فرماؤ غنیموں کے مالک اللہ اور رسول ہیں''۔ (کنزالایمان)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے غنیمت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں غنیمت سے منسوب کر کے پوری سورہ نازل فرمائی ہے۔ جس کا نام سورۃ الانفال ہے۔ اس سورہ میں دس رکوع اور پچھتر آیات ہیں۔ الانفال کے معنی غنیمت کے ہوتے ہیں۔ لغت کے حوالے ملاحظہ فرمائیں:-

☆ انفال: لوٹ کا مال، Plunder-Spoil

(حوالہ:- دی رایل پرشین، انگلش ڈکشنری، ص ۴۰)

☆ غنیمت: لوٹ کا مال، مفت ملی ہوئی چیز، قابل قدر، عمدہ، جمع:- غنائم

Plunder, Pillage, Booty, good fortune, Abundance

(حوالہ: (۱) فیروز اللغات، ص: ۹۱۸ (۲) دی رایل پرسین انگلش ڈکشنری، ص ۲۸۲)

چونکہ میدان جنگ میں فتح حاصل کرنے والا لشکر شکست پانے والے لشکر کا تمام مال و اسباب چھین لیتا ہے۔ لہٰذا اس کو

marfat.com

اصطلاح لغت میں لوٹ کا مال کہتے ہیں۔ کیونکہ جو لوٹ کا مال ہوتا ہے وہ کسی بھی قسم کی قیمت یا معاوضہ ادا کئے بغیر مفت حاصل ہوتا ہے اور میدان جنگ میں جو غنائم حاصل ہوتے ہیں وہ بھی مفت ہی حاصل ہوتے ہیں۔ اس حقیقت اور معنی پر محمول کر کے لغت کی اصطلاح میں غنیمت کو لوٹ کا مال کہا جاتا ہے۔ چوری، قزاقی، ڈکیتی، دھوکہ بازی، بے ایمانی، بدعہدی، فریب یا کسی کی جیب کاٹ کر حاصل کئے ہوئے مال کو ہرگز غنیمت نہیں کہا جائے گا۔

اب ہم سورہ انفال کی مندرجہ آیت کی طرف رجوع کریں۔ اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ: اے محبوب! تم سے غنیمت کے بارے میں لوگ پوچھتے ہیں یعنی یہ پوچھتے ہیں کہ میدان جنگ میں جو غنیمت کا مال حاصل ہوتا ہے اس میں اپنا حصہ پوچھتے ہیں یعنی یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حاصل شدہ مالِ غنیمت میں سے ہم کو کتنا ملے گا؟ اس سوال سے ذاتی نفع، نفس کی طمع اور لالچ کی ذہنیت کا شائبہ آشکار ہوتا ہے کہ اسلامی لشکر کا مجاہد دنیا کے مال کی طرف اپنی توجہ اور التفات مرکوز کر کے اس کے حصول کا خواہش مند ہو رہا ہے اور یہ امر ایک مخلص مومن کی شایانِ شان نہیں کیونکہ اسلام کا مجاہد مال کی لالچ میں نہیں بلکہ اللہ اور رسول کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہے۔ اس کے جہاد کی سعی کا بدلا دنیا کا مال نہیں بلکہ آخرت کی دائمی نعمتیں ہیں۔ لہٰذا مجاہد کی نیت خالص کو مال دنیا کی طمع کی آمیزش سے مبرا اور منزہ کرنے کے لئے یہ حکم نازل فرمایا گیا کہ:-

اَلْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ یعنی "غنیموں کے مالک اللہ اور رسول ہیں"

تاکہ مجاہد میدان جنگ میں اپنی تمام تر قوت و طاقت سے لڑتے وقت اپنے دل میں یہ خیال پیدا نہ کرے کہ جنگ میں فتح کے انعام میں مالِ غنیمت بھی حاصل ہوگا بلکہ وہ مالِ غنیمت سے بے پرواہ، بے اعتنا، بے تعلق، بے توجہ، بے خیال اور بے دخل ہو کر اپنی نیت کو صرف اللہ اور رسول کی رضا مندی کے لئے خالص بنائے اور پوری جاں فشانی سے مصروف جہاد و قتال ہو۔ اس کو ہر وقت یہ خیال متحضر رہے کہ جو مالِ غنیمت حاصل ہوگا اس میں میرا کچھ بھی نہیں۔ سب کچھ اللہ اور رسول کا ہے۔ میرا کام تو صرف "اعلاء کلمۃ الحق" ہے اور اس کام کے لئے مجھے اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر زندہ رہا تو "غازی" اور اگر مر گیا تو "شہید" کا رتبہ ملے گا۔ اسی جذبہ ایثار و قربانی کو مطمح نظر بنا کر مجاہد اسلام میدان جنگ میں مثل شیر حملہ آور ہو کر دشمن کے لشکر کی صفیں کی صفیں اُلٹ کر رکھ دیتا ہے۔

حزب اللہ اور جیش الرحمٰن کے کفن بردوش مجاہدوں نے غنائم کے حصول کی طمع سے بعید رہ کر اللہ اور رسول کی خوشنودی کی خاطر اخلاص نیت کے ساتھ اپنا سب کچھ قربان کر کے دکھا دیا۔ صرف زبانی اقرار تک محدود نہ رہتے ہوئے اسے عملی جامہ پہنا کر ثابت کر دیا اور عالم دنیا کو یہ عالمگیر پیغام دیا کہ:-

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

(از:- امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

marfat.com

☆ مجاہدین اسلام کی بے لوث وطمع خدمات جہاد پر انعامات رب نعیم ومنعم کی رحمت ونعمت کا نزول شروع ہوتا ہے اور غنیمت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ

(پارہ ۱۰، رکوع ۱، سورہ الانفال، آیت ۴۱)

ترجمہ: ''اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول وقرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے''۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں مجاہدوں کے لئے غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا گیا ہے۔ ابتداء میں تو یہ حکم تھا کہ ''غنیموں کے مالک اللہ اور رسول ہیں''۔ یعنی غنیمت کے مال سے مجاہدوں کو کچھ بھی نہ ملے گا۔ تمام مالِ غنیمت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے۔ مجاہدوں نے پہلے حکم پر سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے ''امنا واطعنا'' کی عملی تصویر بن کر سرفروشی اور جاں نثاری پر ثابت قدمی دکھائی۔ اب دوسرا حکم نازل ہوا اور مجاہدوں کو غنائم سے بڑا حصہ (Major Share) دیا جارہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: -''فان للّٰہ خمسہ وللرسول'' یعنی ''پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول کے لئے''۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ حاصل شدہ مالِ غنیمت سے پانچواں حصہ یعنی ۲۰ فیصد (20%) اللہ اور اس کے رسول کا اور چار حصے یعنی ۸۰ فیصد (80%) مجاہدوں کا۔

اب ہم اللہ ورسول کا جو پانچواں حصہ ہے اس کے متعلق شرعی احکام دیکھیں۔ تفصیل سے وضاحت کرنا یہاں ممکن نہیں لہٰذا اختصاراً بنیادی قانون پیش خدمت ہیں۔

مندرجہ بالا سورہ الانفال کی آیت ۴۱ میں اللہ اور رسول کا پانچواں حصہ مقرر کیا گیا اس میں قرابت والے، یتیم، مسکین اور مسافر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ پانچویں حصہ (20%) میں سے ذی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین اور اور بن السبیل بھی حصہ پائیں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے وضاحت فرمائی ہے کہ:-

''مالِ غنیمت پانچ حصوں پر تقسیم کیا جائے۔ اس میں سے چار حصے غانمین کے' غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان سے ایک حصہ مال کا پچیسواں ۲۵ حصہ ہوا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو ملیں گے اور یہ پانچوں حصے انہیں تین پر تقسیم ہو جائیں گے۔ یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا''۔

(حوالہ:- تفسیر خزائن العرفان، ص: ۳۲۷)

مذکورہ تقسیم کو واضح طور پر سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل خاکہ ذہن نشین کرنے کی قارئین کرام کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے۔

marfat.com

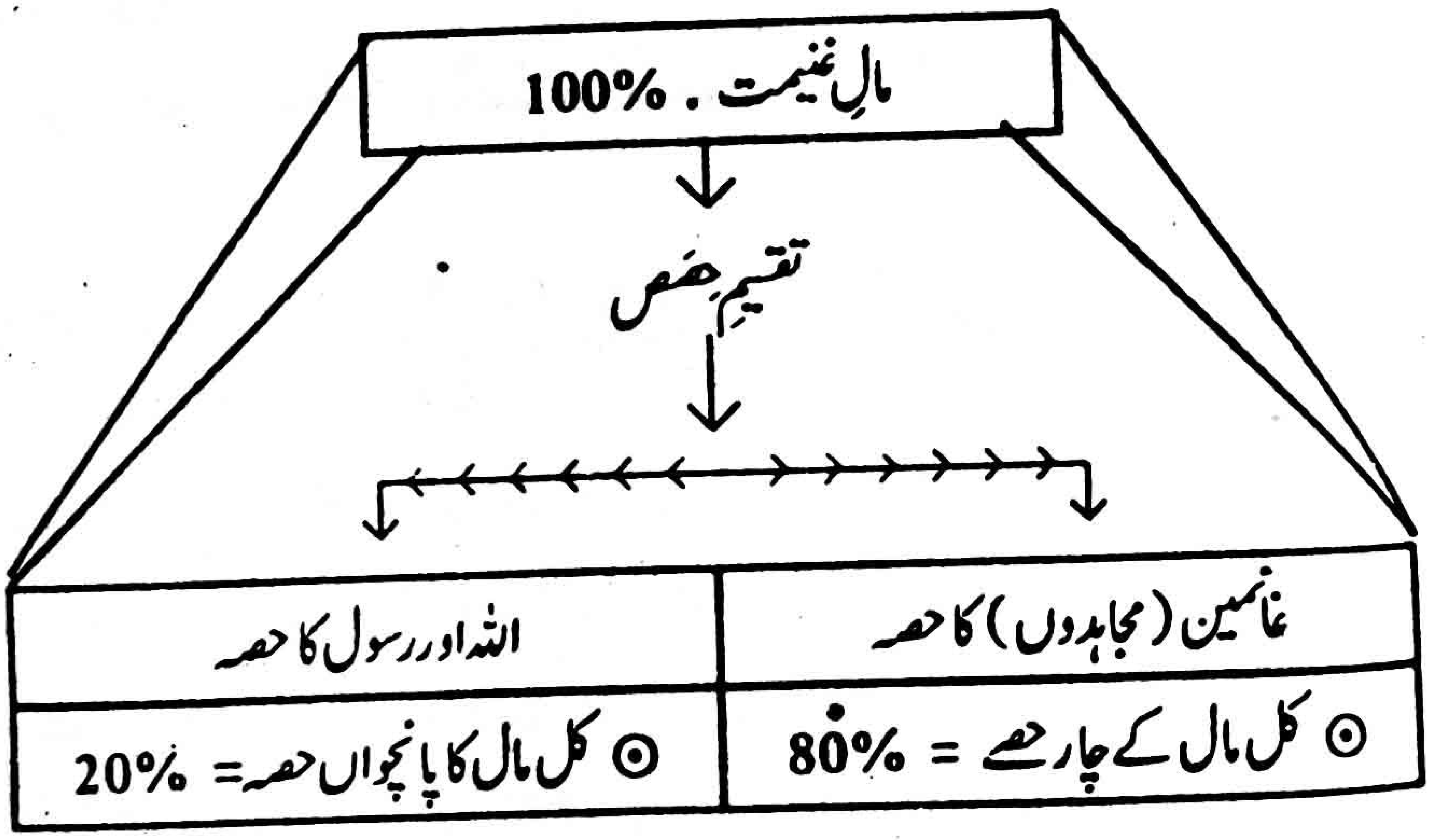

تقسیم کا طریقہ	تقسیم کا طریقہ	
☆ اگلے صفحات میں ''مجاہدوں میں غنائم کی تقسیم میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار'' عنوان کے تحت تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔	۱- رسول اقدس کا حصہ	4%
	۲- حضور کے رشتہ داروں کا حصہ	4%
	۳- یتیموں کا حصہ	4%
	۴- فقراء مساکین کا حصہ	4%
	۵- مسافروں (ابن السبیل) کا حصہ	4%
	میزان	20%

نوٹ: مندرجہ بالا تقسیم میں ۲۰ فیصد میں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ۴ فیصد اور آپ کے قرابت داروں کا حصہ ۴ فیصد ملا کر ۸ فیصد حصہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد یتامیٰ، مساکین اور مسافروں پر تقسیم ہونے لگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور آپ کے قرابت داروں کا حصہ صرف آپ کی ظاہری حیات تک تھا۔ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد تمام مال یعنی کل مال کے پانچویں حصے کے پانچوں حصے یعنی کل مال کا ۲۰ فیصد (20%) مال یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے حصے میں آنے لگا۔

غنائم کے انعام و اکرام سے مجاہدوں کی حوصلہ افزائی:-

صرف اللہ اور رسول کی خوشنودی و رضامندی حاصل کرنے کی نیت سے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے اخلاص و تزکیہ

marfat.com

نفس کو اللہ تعالیٰ نے غنیمت کے بڑے حصہ کے تحفے سے نوازکران کی خدمات کا اجرِ عظیم آخرت کے لئے موخر اور ذخیرہ فرمانے کے ساتھ مال ومتاعِ دنیا کا تحفہ مقدم اور موصول عطا فرمایا۔ اس سے مجاہدوں کی حوصلہ افزائی اور قدردانی ہوئی۔ اس حقیقت کو یوں سمجھو کہ ایک بہت بڑے رئیس تاجر کے ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں پچاس ملازم کام کر رہے ہیں۔ ان کو صرف کھانے پینے اور ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے کافی ہو اتنی ہی معمولی سی تنخواہ دی جاتی تھی۔ لیکن پھر بھی وہ تمام ملازمین بڑی محنت اور دیانتداری سے کام کر کے اپنے مالک کو لاکھوں کا منافع کما دیتے تھے۔ ہر مہینہ ملازمین کی تنخواہ اور دیگر ضروری اخراجات صرف کرنے کے بعد لاکھوں کا خالص منافع (Net Income) مالک کی تجوری میں ذخیرہ ہوتا تھا۔ مالک کو اپنے تمام کارکنندہ پر اعتماد کامل تھا اور وہ ان کی خدمات کا روزانہ معائنہ کرتا تھا اور اپنے ملازمین کی دیانتداری اور اخلاص نیت کا وہ معترف بھی تھا۔ ایک دن مالک نے اپنے تمام ملازمین کو جمع کر کے فرمایا کہ اب تک تم لوگوں نے بڑی محنت و مشقت برداشت کر کے میری تجارت کو عروج و بلندی کی منزل میں پہنچا دیا ہے۔ میں تمہاری فرض شناسی سے بہت خوش ہوں لہٰذا میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب سے اس تجارت میں جو بھی آمدنی ہوگی اس میں سے میں صرف پانچواں حصہ (20%) لے کر بقیہ چار حصے (80%) کا منافع تم لوگوں کو بطور انعام و اکرام مستقل دیتا رہوں گا۔ ذرا غور فرمائیں! مالک کی اس سخاوت سے اس کے نوکروں کی خوشی و فرحت کا کیا عالم ہوگا؟ اُن کے وہم و گمان میں بھی جو بات نہ تھی بلکہ ایسی بات وہ خواب میں بھی سوچ نہیں سکتے تھے وہ بطور حقیقت ان کے سامنے کھڑی تھی تمام ملازمین مالک کی سخاوت اور چھوٹے لوگوں کی قدردانی کرتے ہوئے انعام و اکرام کی نوازش پر آفریں صد آفریں پکار اٹھیں گے۔ ان کی کتنی بڑی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اب ان کے کام کرنے کا حوصلہ اور طریقہ کتنا باہتمام، بااستبشار، بااستحکام، بااستقرار، بااستقلال اور باخلاص ہوگا۔ اب تک یقیناً خلوص نیت سے کام انجام دیا تھا لیکن اب دوہرے جوش وخروش سے اپنے فرائض انجام دینے میں منہمک ہوں گے۔ علاوہ ازیں اپنے مالک کی شکرگزاری اور اطاعت و تعظیم میں کسی قسم کی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے۔

بلا مثال و تمثیل جن مجاہدین اسلام کو غنائم سے کچھ نہیں ملتا تھا ان کو دفعۃً اسّی ۸۰ فیصد (80%) حصہ عطا فرما کر مالک بے نیاز جل جلالہ نے ان کو ذریعہ معاش کے اکتساب کی کلفت اور جھنجٹ سے بے نیاز و سبکدوش فرما دیا۔ اب مجاہدوں کو فکر معاش نہیں۔ اپنی تمام توجہات صرف دین اسلام کی نشرواشاعت اور جہاد فی سبیل اللہ کی طرف مرکوز کریں گے۔ رب تبارک وتعالیٰ کی طرف سے انعام و اکرام کی نوازش کی شکرگزاری میں وہ اپنا خون راہ خدا میں پانی کی طرح بہانے کے لئے ہر وقت مستعد رہے گا اور جنگ کے میدان میں اترتے ہی مثل شیر ببر حملہ آور ہو کر دشمنوں کو بھیڑ اور بکری کی طرح پھاڑ کر رکھ دے گا۔ علاوہ ازیں شکرِ نعم کے شوق میں عبادت و ریاضت، تقویٰ و پرہیزگاری، کثرت صوم وصلوٰۃ، ذکر و اذکار، تلاوت و وظائف، اطاعت و فرمانبرداری وغیرہ اعمال صالحہ کی طرف اپنی رغبت بڑھا کر حکم "والشکر والی" کی تعمیل میں مصروف رہے گا۔

☆ مجاہدوں میں غنائم کی تقسیم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار:-

مال غنیمت میں سے ۲۰ فیصد اللہ اور رسول کا حصہ نکالنے کے بعد بقیہ ۸۰ فیصدی مال مجاہدوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ لیکن

marfat.com

اس تقسیم میں کس کو کتنا حصہ دینا اس کا کامل اور کل اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

زمانہ جاہلیت میں جب عربوں کی کسی سے جنگ ہوتی تھی اور جو مالِ غنیمت حاصل ہوتا تھا تو اس کی تقسیم میں بے اعتدالی اور ناانصافی ہوتی تھی۔

''زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ غنیمت میں سے ایک چہارم (۲۵ فیصد) مال سردار لے لیتا۔ باقی قوم کے لئے چھوڑ دیتا۔ اس میں سے مالدار لوگ بہت زیادہ لے لیتے تھے اور غریبوں کے لئے بہت ہی تھوڑا بچتا تھا''۔

(حوالہ:۔تفسیر خزائن العرفان، ص: ۹۸۳)

لیکن اسلام نے ناانصافی کی تمام رُسوم اٹھا دیں اور میزان عدل وانصاف قائم کر کے حقدار کو اس کا حق دلایا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کے تعلق سے جو قوانین واحکام نافذ فرمائے ان میں عدل وانصاف کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ فوج کی فراہمی اور جنگی امور کے انتظام کا پہلو بھی نمایاں ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع علوم عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ ان علوم کے صحیح استعمال کی مہارت کاملہ بھی ودیعت فرمائی تھی۔ غنائم کی تقسیم کے سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (پارہ ۲۸، رکوع ۴، سورہ الحشر، آیت ۷)

ترجمہ: ''اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو، اور جس سے منع فرمائیں باز رہو''۔ (کنزالایمان)

تفسیر: ''یعنی غنیمت میں سے کیونکہ وہ تمہارے لئے حلال ہے''۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص: ۹۸۳)

اب ہم لشکر کی تشکیل (Constitution) اس کے محکمہ (Department) ہر محکمہ کی منفرد ذمہ داری (Independent Duty) اس کے عہدے کے لائق افراد کا تقرر وغیرہ پر سرسری گفتگو کریں۔ لیکن اس گفتگو کے آغاز سے قبل ایک وضاحت کر دیں کہ ہم چودہ سو سال پہلے کی فوج کی بات کر رہے ہیں۔ اس زمانہ میں جدید آلات جنگ تو کیا بندوق یا ٹرک بھی نہ تھی۔ کسی قسم کی کوئی مشینری ایجاد نہ ہوئی تھی۔ تمام امور ہاتھ سے (Manually) انجام دیئے جاتے تھے۔ نہ بجلی ایجاد ہوئی تھی، نہ ٹیلی فون کی سہولت تھی۔

اس زمانہ میں جب لشکر مرتب ومرکب کیا جاتا تھا تو لشکر مختلف نوع واقسام کے افراد، بہائم اور اشیاء پر مشتمل ہوتا تھا۔ لڑنے والے سپاہی بھی کئی طرح کے ہوتے تھے۔ کوئی گھوڑے پر سوار ہے، کوئی اونٹ پر تو کوئی دراز گوش یا خچر پر سواری کے گھوڑے بھی الگ الگ مثلاً عتیق، اصیل، ہجین، شہری وغیرہ۔ لشکر میں سپاہی بھی کئی قسم کے ہوتے تھے، کوئی تلوار زنی پر معمور ہے، کوئی تیر اندازی پر متعین ہے، کوئی علمبردار ہے، کوئی مخبری کے کام پر مقرر ہے، کوئی زخمیوں کی مرہم پٹی یعنی جراحی کی خدمت انجام دے رہا ہے، کوئی طباخی (Cooking) میں مصروف ہے، کوئی خیمے نصب کرنے اور سامان کا بوجھ اٹھانے کی حمالی کرتا ہے۔ اسی طرح لشکر کے دستے بھی الگ الگ ہوتے تھے۔ مقدمہ، میسرہ، میمنہ، قلب، وسط، عقب، خلف وغیرہ کسی کو خطرے کے مقام میں لڑنا پڑتا ہے مثلاً مقدمہ والے کو لشکر کے آگے رہ کر لڑنا پڑتا ہے اور یہ سب سے زیادہ خطرے کا مقام ہوتا

marfat.com

ہے۔کوئی محفوظ اور سلامت جگہ پر استادہ ہوتا ہے، مثلاً معقب یعنی فوج کے پیچھے کے حصہ والے پر کم خطرہ ہوتا ہے۔اسی طرح کوئی بغیر سواری کے یا پیادہ ہوتا ہے۔ الغرض مختلف نوعیت اور الگ الگ طبقات کے افراد سے فوج مرکب ہوتی ہے۔ اگر غنیمت میں سب کا حصہ یکساں و برابر ہوگا تو جو لوگ زیادہ خطرے مول لیا کرتے ہیں ان کی صحیح قدردانی نہ ہوگی۔ جو شخص اپنی ملکیت کا قیمتی گھوڑا لے کر لشکر میں شامل ہوا ہے اس کو اگر پا پیادہ سپاہی کے برابر حصہ دیا جائے گا تو اس کی بے قدری ہوگی۔ لہٰذا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سپاہی کا حصہ اس کے کام کی نوعیت، اہمیت، وقعت، منزلت، ضرورت ارتقاعیت کو پیش نظر رکھ کر مقرر فرمایا تاکہ عدل واعتدال بھی قائم رہے اور سپاہیوں کی مناسب قدردانی کر کے ان کی حوصلہ افزائی اور شجاعت کی رغبت دلائی جائے۔ مثلاً:-

☆ پا پیادہ لڑنے والے مجاہد سے سوار مجاہد کا حصہ مزید تعین فرمایا تاکہ مجاہد نے اپنی سواری کے جانور کو چارہ وغیرہ کھلانے میں جو اخراجات برداشت کئے ہوں اس کا معاوضہ مل جائے تاکہ وہ دوبارہ جب بھی ضرورت پیش آئے تب گھوڑے پر سوار ہو کر حاضر ہو جائے۔ علاوہ ازیں پا پیادہ کو بھی مستقبل میں سواری لے کر آنے کی رغبت ہو۔

☆ گھوڑے پر سوار ہو کر آنے والے کو اپنا حصہ مزید ملنے کے علاوہ گھوڑے کا بھی حصہ الگ سے دیا جاتا اور اس حصہ کا اعتبار گھوڑے کی نسل پر منحصر ہوتا۔ یعنی عربی نسل کے اصیل گھوڑے کا حصہ غیر نسل کے کم اصل اور ہجین گھوڑے سے دوگنا دیا جاتا تھا۔ کیونکہ کم اصل گھوڑے کے مقابلے میں اصل گھوڑے کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ہجین اور کم اصل گھوڑے کے مقابلے میں عربی نسل کا اصل وعتیق گھوڑا جنگ کے میدان میں زیادہ کارآمد ہوتا ہے۔ لہٰذا اصل گھوڑے کا حصہ زیادہ مقرر کرنے سے آئندہ جنگ میں سپاہی اسی نسل کے گھوڑے کا انتخاب کر کے اسلامی لشکر کی جنگی طاقت میں اضافہ کرے گا۔

☆ اسی طرح جو شخص مخبری کے کام پر گیا ہوا ہے اور میدان جنگ میں موجود نہیں پھر بھی اس کو غنائم کے حصہ سے بہرہ مند فرمایا۔

☆ دو لشکر آمنے سامنے توقف کئے ہوں اور یلغار نہ ہوئی ہو اور دشمن کے لشکر سے کوئی شخص معرکہ میدان میں آکر لڑنے کے لئے مقابلہ طلب کرے اور اسلامی لشکر سے کوئی شخص اس کا مقابلہ کرنے جائے اور دشمن کو قتل کر دے تو مقتول کا تمام سازوسامان، گھوڑا وغیرہ مقابلہ کے لئے جانے والے اکیلے شخص کو دیا جائے گا۔ اس میں لشکر کے دیگر مجاہدوں کو حصہ نہیں دیا جائے گا۔ اس انعام کی نوازش میں یہ دوراندیشی ہے کہ اگر دشمن کے لشکر سے کوئی آکر مقابلہ کے لئے للکارے تو مجاہدین اسلام مقابلہ میں نکلنے میں سستی اور کاہلی نہ کریں بلکہ سرعت اور سبقت کر کے دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کر کے اسلامی لشکر کی ہیبت اور دبدبہ قائم کریں۔

☆ اسی طرح لشکر کے ہر محکمہ کے افراد کے حصص اس کے کام کی نوعیت کے اعتبار سے مقرر کئے گئے۔ جن کا انفرادی اور تفصیلی جائزہ اس وقت ممکن نہیں۔ اگر ان تمام کے حصص پر ہی گفتگو کی جائے تو اس عنوان پر ایک مستقل اور ضخیم کتاب مرقوم ہو

marfat.com

جائے گی۔ لہٰذا اس عنوان کی مفصل گفتگو میں ساعت وقرطاس کی قلت مانع اور طول تحریر کی مسافت کا خوف سدِ راہ ہے۔ لہٰذا قارئین کرام کی بارگاہ میں معذرت کی استدعا والتماس عفو ہے۔ کتب تفاسیر واحادیث وسیر وتواریخ وفقہ میں مرقوم ومسطور تفصیل کے مطالعہ سے معلومات میں اضافہ فرمائیں۔ غنیمت کے تقسیم کے تعلق سے ناظرین کی ضیافت طبع کی خاطر کچھ احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث: حضرت زبیر بن العوام جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے، نیز وہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور جن کا لقب حواریٔ رسول تھا، وہ حضرت زبیر بن العوام روایت فرماتے ہیں کہ جنگ حنین کے دن میرے ساتھ دو گھوڑے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پانچ سہم (حصے) اور میرے گھوڑے کو چار سہم عطا فرمائے۔ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: سچے ہیں زبیر بن العوام، بہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن ان کو پانچ سہم عطا فرمائے تھے"۔

(حوالہ فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص: ۲۷۵)

حدیث: "حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کم اصیل گھوڑے کے لئے ایک حصہ اور اصیل گھوڑے کے لئے دو حصے مقرر فرمائے"۔

(حوالہ:- حاشیہ فتوح الشام، ص: ۲۷۴)

حدیث: جنگ بدر کو جاتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک اور حضرت حارث بن صمہ بن عمرو بن عتیک کو مقام روحا میں کسی کام سے بھیجا۔ یہ دونوں حضرات لشکر سے جدا ہوگئے اور جنگ بدر کے معرکہ میں موجود نہ تھے لیکن لشکر کے کام سے گئے ہوئے تھے لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مالِ غنیمت سے ان دونوں کو حصہ عطا فرمایا۔ (حوالہ:- مغازی الصادقہ، از:- علامہ واقدی، ص: ۱۱۸)

حدیث: "حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غنائم کی تقسیم میں اہل شمشیر کو فضیلت دو اور ہر ذی حق کو اس کا حق دو"۔ (حوالہ:- حاشیہ فتوح الشام از علامہ واقدی، ص: ۲۷۴)

حاصل کلام یہ کہ اسلام نے دنیا کے سامنے عدل وانصاف کی ایسی مثال قائم کی ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ زمانہ جاہلیت میں لشکر کے سپاہی کو غنائم سے برائے نام ہی کچھ دیا جاتا تھا اور اس کی حق تلفی کی جاتی تھی لیکن اسلام نے ذی حق کو اس کا حق دلا کر عدل واعتدال قائم کیا۔ لشکر کے ہر شخص کو حسب مرتبہ اور فعل کی نوعیت وخصوصیت کو مدنظر رکھ کر اس کی محنت کا مناسب معاوضہ واجورہ عطا کیا گیا تا کہ کسی کو احساس محرومی وناقدری نہ ہو۔ ہر شخص مشکور ومطمئن رہے تا کہ کام کرنے والے کا حوصلہ برقرار رہے اور اس کے جوش وجذبہ میں کسی قسم کی کمی لاحق نہ ہو۔ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ لشکر کا سردار ۲۵ فیصد لے لیتا حالانکہ ۲۵ فیصد کہنے کو ہی ہوتا تھا۔ حقیقت میں وہ ۲۵ فیصد سے بہت زیادہ لے لیتا تھا۔ مال کا مغز سردار کے پیٹ میں چلا جاتا تھا۔ اس کے بعد اہل ثروت اور طاقت اپنا ہاتھ صاف کرتے اور قیمتی مال اپنے جھولے میں ڈال لیتے۔ مال کا گوشت ان کے

marfat.com

لشکر میں بانٹ جاتا۔ سپاہیوں کے لئے لوٹنا چھوٹتا بے قدر و قیمت اور ردی مال بچتا۔ سوکھی ہڈیاں ان کے حصے میں آتیں۔ محنت و جاں فشانی وہ کرتے، کلفت و مشقت وہ برداشت کرتے، جان کو ہتھیلی میں لے کر خطروں سے وہ کھیلتے لیکن معاوضہ برائے نام ہوتا۔ مال کھائے مداری اور مار کھائے بندر والی کہاوت جیسا معاملہ ہوتا اور اس میں بھی ظلم یہ ہوتا کہ سپاہیوں کے لئے مغز چوسنے کے بعد جو مال بچتا اس کی تقسیم میں بھی چھینا جھپٹی اور کھینچا تانی ہوتی۔ کسی کو ملا، کسی کو نہیں۔ کوئی جو کچھ ملا اس پر بادلِ ناخواستہ مطمئن ہے اور مطلق محروم رہنے والا کف افسوس ملتا ہے۔ نہ مال کا شمار ہوتا، نہ لشکر کی تعداد کا صحیح اندازہ لگایا جاتا، نہ حصے کی مقدار طے ہوتی، نہ مہذب طریقے سے بٹوارا ہوتا بلکہ افراط و تفریط کا طرزِ عمل اختیار کیا جاتا۔

لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماضی کے دستور اور رسم و رواج کی ناانصافی اور بے اعتدالی کے طور طریقے نیست و نابود فرما کر عدل پروری اور انصاف پرورش کا نظام قائم فرما دیا۔ غنیمت کے مال کا شمار ہوتا، اس کی موجودہ قیمت بازار کے نرخ سے متعین کی جاتی۔ متعدد اقسام کے اسباب کی الگ الگ فہرست مرتب کی جاتی، سب کا میزان (Total) لگایا جاتا، مجاہدوں کی تعداد، ان کے کام کی نوعیت، مراتب، سواری کے گھوڑے کا شمار، ان کے اقسام وغیرہ جیسی کیفیات کا باریکی سے جائزہ لیا جاتا اور اس کے بعد حصص کی مقدار طے کر کے ہر ایک کو حسب المراتب عزت و اکرام کے ساتھ اس کا حصہ دیا جاتا۔ قارئین کرام کی فرحت طبع کی خاطر ذیل میں تقسیم غنائم کے طریقہ کی افہامی تمثیل پیش ہے۔

☆ فرض کرو کہ فتح حاصل کرنے والے اسلامی لشکر کی تعداد سات سو ہے۔ اس میں پانچ سو مجاہد گھوڑوں پر سوار ہیں۔ ان پانچ سو گھوڑوں میں سے تین سو گھوڑے خالص عربی نسل کے اصیل اور عتیق ہیں اور دو سو گھوڑے کم اصل اور ہجین ہیں۔ اس طرح کل پانچ سو سپاہی سواری والے ہیں اور بقیہ پاپیادہ کی تعداد دو سو ہے۔ کل ملا کر سات سو سپاہی ہوئے۔ فتح کے صلہ میں لشکر کو جو مالِ غنیمت حاصل ہوا اس کی قیمت دس لاکھ درہم ہے۔ اب یہ مال حسب ذیل طریقہ سے مجاہدوں میں تقسیم ہوگا۔

☆ کل مال دس لاکھ (10,00,000) میں سے اللہ و رسول کا پانچواں حصہ (20%) جس کو اسلامی اصطلاح میں ''خمس'' کہتے ہیں وہ نکالا جائے گا۔ جو دو لاکھ ہوگا۔

۱۰،۰۰،۰۰۰ کل مالِ غنیمت

۲،۰۰،۰۰۰ خمس

۸،۰۰،۰۰۰ بچت۔ آٹھ لاکھ درہم مجاہدوں میں حسب ذیل ترکیب سے تقسیم ہوں گے۔

☆ پانچ سو سپاہی گھوڑے پر سوار ہو کر لڑے لہٰذا ہر ایک کو دو سہم (حصے)	۱۰۰۰ سہم
☆ دو سو سپاہی پاپیادہ لڑے لہٰذا ہر ایک کو ایک سہم	۲۰۰ سہم
☆ تین سو گھوڑے عربی نسل کے اصیل و عتیق ہونے کی وجہ سے ہر گھوڑے کے دو سہم	۶۰۰ سہم
دو سو گھوڑے کم اصل اور ہجین ہونے کی وجہ سے ہر گھوڑے کا ایک سہم	۲۰۰ سہم
میزان	۲۰۰۰ سہم

marfat.com

یعنی کل مال کے دو ہزار سہم (حصے) کیئے جائیں گے اور ہر سہم چار سو درہم کا ہوگا۔ لہٰذا:-

☆ جس مجاہد نے عربی نسل کے گھوڑے پر سوار ہو کر شمشیر زنی کی ہے اس کو حسب ذیل حصہ ملے گا:

☆ شمشیر زنی کی اہمیت کی وجہ سے اس کے کام کی قدر و منزلت پر' دو سہم = ۸۰۰ درہم

عربی نسل کے اصیل گھوڑے کا استعمال کرنے کی وجہ سے گھوڑے کے دو سہم ۸۰۰ درہم

مجاہد کل حصہ پائے گا چار سہم ۱۶۰۰ درہم

☆ جس مجاہد نے کم اصل اور ہجین گھوڑے پر سوار ہو کر شمشیر زنی کی ہے اس کو حسب ذیل حصہ ملے گا:

شمشیر زنی کی اہم خدمت کی قدر و منزلت کی وجہ سے اس کو = دو سہم ۸۰۰ درہم

☆ کم اصل و ہجین گھوڑے پر سوار ہونے کی وجہ سے گھوڑے کا = ایک سہم ۴۰۰ درہم

مجاہد کل حصہ پائے گا تین سہم ۱۲۰۰ درہم

☆ جس مجاہد نے پاپیادہ جہاد میں شرکت کی اور شمشیر زنی نہیں کی اس کو = ایک سہم = ۴۰۰ درہم

☆ جس مجاہد نے کم اصل و ہجین گھوڑے پر سوار ہو کر شمشیر زنی نہیں کی اس کو حسب ذیل حصہ ملے گا:

شمشیر زنی نہ کرنا اور صرف جہاد میں شرکت کرنا اور دیگر خدمات انجام دینا' ایک سہم ۴۰۰ درہم

☆ کم اصل و ہجین گھوڑے پر سوار ہونے کی وجہ سے گھوڑے کا' ایک سہم ۴۰۰ درہم

مجاہد کل حصہ پائے گا دو سہم ۸۰۰ درہم

مذکورہ تقسیم قارئین کے افہام و تفہیم کے لئے قیاسی و اختراعی مثال قائم کر کے پیش کی ہے۔ حالانکہ غنیمت کے تقسیم کے باعتبار الگ الگ مراتب و خدمات بہت ہی وسیع پیمانے پر احکام ہیں۔ مختصر یہ کہ اسلام نے دنیا کو باور کرا دیا کہ ہمارے یہاں ہر معاملے میں انصاف و اعتدال ہی ہے۔ نیکی کرنے والے کی نیکی اور عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں ہوتا۔ آخرت میں تو یقیناً اجر عظیم ملے گا لیکن دنیا میں بھی اسے مال و دولت کے انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔

☆ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ○ (پارہ ۱۱، رکوع ۴، سورہ التوبہ، آیت ۱۲۰)

ترجمہ: ''بے شک اللہ نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتا''۔ (کنزالایمان)

جہاد فی سبیل اللہ بہت بڑی نیکی ہے اور قرآن میں کیئے گئے وعدہ کے مطابق نیکی کرنے والے کو اس کی نیکی کا نیگ یعنی بدلہ، معاوضہ، اجر اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی ضرور عطا کرے گا۔ دنیا میں جہاد کرنے کی قدردانی کرتے ہوئے مالِ غنیمت کے انعام سے نوازا گیا۔ اس انعام غنیمت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مجاہدوں کو حسب المراتب حصص دینے سے اسلامی لشکر خود بخود تشکیل و ترتیب پا گیا۔ دیگر ممالک کے بادشاہ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے ہمیشہ فوج کا دستہ (Army Force) مستعد کرتے ہیں۔ فوج کے سپاہی و افسران کی تنخواہیں اور دیگر اخراجات کثیر برداشت کرتے تھے لیکن

marfat.com

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم کی تقسیم کی جو ترتیب متعین فرمائی تھی اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ فوج کے مستقل اور دائمی اخراجات سے برأت حاصل ہوئی۔ جب بھی لشکر کشی کی ضرورت محسوس ہوئی ایک اعلان کر دیا کہ دین اسلام پر وقت آپڑا ہے۔ دشمنان اسلام سے مقابلہ ہونے والا ہے لہٰذا مجاہدین جہاد کے لئے حاضر ہو جائیں۔ بس اتنا اعلان کرنا کافی ہو جاتا تھا۔ کسی کو یہ کہنے کی بھی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی کہ اچھی نسل کے گھوڑے پر سوار ہو کر آنا بلکہ ہر مجاہد یہ کوشش کرتا تھا کہ اچھی نسل کے گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤں تاکہ عمدہ نسل کے گھوڑے کی وجہ سے غنیمت سے زائد حصہ حاصل ہو۔ اسی طرح جنگ کے میدان میں دشمن کے مقابلے میں شمشیرزنی کرنے سے بھی کوئی مجاہد گریز واعراض نہ کرتا تھا کیونکہ ہر مجاہد کو معلوم تھا کہ شمشیرزنی کرنے والے مجاہد کی مناسب قدر دانی کر کے غنیمت کے انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے۔ اسلام کی یہ جمہوریت پر مشتمل پالیسی (Democracy) اتنی نفع بخش ثابت ہوئی کہ لشکر اسلام میں شامل ہونے والا ہر مجاہد اعلیٰ قسم کے گھوڑے اور بلند حوصلے کے ساتھ شامل ہوتا اور معرکہ کارزار میں شجاعت کے کرتب دکھا کر دشمن کی چھاؤنی میں ماتم قائم کر دیتا۔

☆ احکام شریعت حضور اقدس کے زیر اختیار وتصرف ہیں:-

ایک ضروری امر کی بھی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ غنیمت کے تعلق سے جو احکام وضوابط ہیں اس پر امت کو عمل کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے دور میں غنیمت کے تعلق سے کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو وہ حضرات اس کا فیصلہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کی روشنی ومتابعت میں کرتے تھے لیکن جب تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ نہیں فرمایا تھا تب تک اسلامی احکام وقوانین رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مرضی پر منحصر تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام شریعت کے تعلق سے بھی تمام اختیارات عطا فرمائے تھے۔ جس دستور کو چاہیں اسے برقرار رکھیں جس قانون کو چاہیں اسے موقوف ومنسوخ فرما دیں۔ جس حکم میں چاہیں اس میں ترمیم وتبدل فرمائیں جس کو چاہیں عطا کریں، جس کو نہ چاہیں محروم فرما دیں، جس کے لئے جو بھی چاہیں حلال کر دیں، جس کے لئے جو کچھ بھی چاہیں حرام فرما دیں۔ یہ امر مسلم ومختار ہے کہ احکام شریعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مفوض ہیں۔ آپ مختار کل ہیں۔ آیات قرآن ومتن احادیث اس پر شاہد عادل ہیں۔ تمام صحابہ، تابعین، علماء، ائمہ، صلحاء بلکہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے اور تمام کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ:-

تیری قضا خلیفہ احکام ذی الجلال
تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے

(از - امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

امام عشق ومحبت، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے اس شعر کی تفصیلی تشریح فقیر سراپا تقصیر کی کتاب ''عرفان رضا در مدح مصطفیٰ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

مالِ غنیمت میں اللہ و رسول کے پانچویں حصہ کی وضاحت

جیسا کہ اوراق سابقہ میں مذکور ہوا ہے کہ مالِ غنیمت میں اللہ و رسول کا پانچواں (20%) حصہ ہوتا ہے پھر اس کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ (۱) حضور اقدس کا حصہ (۲) حضور اقدس کے قرابت داروں کا حصہ (۳) یتیموں کا حصہ (۴) مسکینوں کا حصہ (۵) اور مسافروں کا حصہ۔ یہ پانچوں حصوں کا مال یعنی کل مالِ غنیمت کا ۲۰ فیصدی مال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں پیش کیا جاتا اور حضور اقدس اس مال کو صحیح مصرف میں صرف فرماتے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور آپ کے قرابت داروں کا حصہ بھی زیادہ تر حاجت مند مومنین کے استعمال میں ہی آتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے کچھ نہ رکھتے تھے۔ بلکہ جو کچھ بھی آپ کے پاس ہوتا تھا عطا فرما دیتے تھے۔ آپ نے کسی بھی ضرورت مند کو مایوس نہیں کیا آپ نے کبھی بھی کسی سائل کے سوال کو ''نا'' کہہ کر رد نہیں کیا۔ کسی کو ''نا'' کہنا آپ کی عادت ہی نہیں تھی۔

☆ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ کریم سب سے بڑھ کر سخی اور سب سے بڑھ کر جود والے تھے''

☆ احادیث صحیحہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کوئی ایسا سوال نہ کیا گیا اور نہ کوئی ایسی چیز مانگی گئی جس کے جواب میں آپ نے ''لا'' یعنی نہیں فرمایا ہو۔ ہر شخص آپ سے جو کچھ مانگتا قبول کرتے اور مرحمت فرماتے۔

(مدارج النبوۃ، جلد ۱ ص ۹۲)

بقول:-

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور ''نا'' کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

(از:- امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

☆ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں نوے ہزار درہم لائے گئے آپ نے انہیں چٹائی پر رکھ کر تقسیم کرنا شروع کر دیا اور کسی سائل کو محروم نہ رکھا، یہاں تک کہ سب تقسیم فرما دیئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆ صحیح بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ''بحرین'' سے کچھ مال لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: اسے مسجد میں پھیلا دو (اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے) پھر آپ مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور اس مال کی طرف نظر تک نہ ڈالی۔ پھر جب آپ واپس مسجد میں تشریف لائے تو نماز سے فارغ ہو کر مال کے نزدیک تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو بانٹنا شروع کیا اور جب آپ اٹھے تو ایک درہم بھی باقی نہ رہا تھا۔

marfat.com

حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ مال ایک لاکھ درہم تھے جسے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے بحرین کے خراج سے بھیجا تھا اور یہ پہلا مال تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تھا۔

☆ جنگ حنین (ہوازن) ۸ ہجری میں اسلامی لشکر کی فتح عظیم ہوئی اور غنیمت کا مال جمع کر کے ''جعرانہ'' نام کے مقام پر لایا گیا۔ چھ ہزار بردے (غلام) چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار زیادہ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مال غنیمت میں آیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست جود وسخا لوگوں پر کشادہ فرمایا اور تمام مال تقسیم فرما دیا۔ (مدارج النبوۃ، جلد ۲، ص ۵۳۲)

طول تحریر کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ بالا چند واقعات پر اکتفا کرتے ہوئے صرف اتنا عرض کرنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں جود وکرم اور سخاوعطا کی صفت ذاتی طبعی اور پیدائشی تھی۔ جو کچھ آپ کے پاس موجود ہوتا عطا فرما دیتے اور اس شان سے عطاء فرماتے کہ اپنے لئے کچھ باقی نہ رکھتے اور فقر و مال کے نہ رہنے کا خوف واندیشہ نہ فرماتے۔ ایسے واقعات کی تفصیلی معلومات کے لئے فقیر سراپا تقصیر کی کتاب ''عرفانِ رضا در مدحِ مصطفیٰ'' میں مندرجہ ذیل اشعار کی تشریح میں مرقوم واقعات ملاحظہ فرمائیں:-

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں، دُر بے بہا دیئے ہیں
واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(از- امام احمد رضا بریلوی)

غنیمت سے اللہ و رسول کا پانچواں حصہ (20%) جس کو ''خمس'' کہتے ہیں وہ حصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوتا تو خمس میں سے آپ اپنے لئے اور اپنے قرابت داروں کے لئے کچھ نہ لیتے بلکہ تمام مال فقراء، یتامیٰ اور مساکین کے لئے عنایت فرما دیتے۔ اس مال میں سے ضرورت مندوں کی ضروریات پوری فرماتے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ جہاد میں شرکت کرنے کی نیت سے کوئی مومن مخلص آیا لیکن سفر جہاد کے لئے زادِ راہ اور سامان جنگ نہیں ہے تو اس کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے ساز وسامان عنایت فرما دیتے۔ اس طرح غریبوں، محتاجوں، مسکینوں، یتیموں، مسافروں اور خستہ حالوں کی ضروریات ''خمس'' سے پوری فرماتے۔ اور ''خمس'' کا مال ''بیت المال'' کی صورت میں متبدل ہو جاتا۔ اسلام میں بیت المال کا طریقہ رائج کر کے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب پروری اور مسکین نوازی کی مثال پیش کی ہے۔

اگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ''خمس'' سے اپنا اور اپنے قرابت داروں کا معین حصہ لیتے اور جمع کرتے تو آپ کے پاس اور آپ کے قرابت داروں کے پاس کافی مال جمع ہوتا اور آسائش زندگی کے سامان فراہم کر کے عیش و آرام کی زندگی بسر کر سکتے تھے لیکن آپ نے دنیا اور مال دنیا کی طرف لحظہ بھر بھی التفات نہیں فرمایا۔ بلکہ الفقر فخری، یعنی ''فقیری پر میں نازاں ہوں''

marfat.com

فرمایا۔ اس کا اندازہ ذیل میں مذکورہ صرف دو واقعات سے ہوجائے گا۔

☆ شہنشاہ کونین کی شہزادی، جگر پارۂ رسول، راحتِ جانِ نبی، سیدۃ النساء، خاتونِ جنت، سیدہ، طاہرہ، طیبہ، زاہرا، سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کا تمام کام اپنے مبارک ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں۔ آگ کے سامنے بیٹھ کر روٹی پکانا، جھاڑو دینا، چکی پیسنا وغیرہ۔ یہاں تک کہ آپ کے مقدس ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ ایک مرتبہ اپنے والد شفیق، رب کے رفیق، جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایک خادمہ طلب کی تاکہ وہ گھریلو کام میں آپ کا ہاتھ بٹائے۔ مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو خادم سے بہتر ہے۔ جب تم سونے کا ارادہ کرو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاصل شدہ غنیمت کے مال کے ''خمس'' میں سے اپنے قرابت داروں کا متعین حصہ ان پر صرف فرماتے تو شہزادی رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چکی پیسنے کی نوبت نہ آتی بلکہ ایک کے بجائے دس خادمہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔

☆ بیہقی شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانہ میں جتنے بھی دینار کا شانہ اقدس میں تھے وہ تمام فقراء پر تقسیم فرمادیئے۔ گھر میں صرف سات دینار باقی رہے جو ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رکھے ہوئے تھے۔ آپ جب علیل ہوئے تو فرمایا: ''اے عائشہ! وہ سات دینار کہاں ہیں؟ عرض کیا ''میرے پاس ہیں'' آپ نے فرمایا: ''ان کو خرچ کردو'' یہ فرمانے کے بعد آپ بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ: ''کیا تم نے ان دیناروں کو خرچ کر دیا؟ عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ابھی تک خرچ نہیں کرسکی''۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دینار طلب فرمائے اور ان دنانیر کو اپنے دست اقدس میں رکھ کر فرمایا کہ اے دنانیر کیا تیرا یہ خیال ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب سے اس حال میں ملے گا کہ تو میرے پاس موجود ہو پھر آپ نے ان دیناروں کو مسکین پر تصدق فرمادیئے۔

جب وہ دوشنبہ (پیر) کی شام ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھر کا چراغ روشن کرنے کا ارادہ کیا تو چراغ میں تیل ہی نہ تھا۔ لہٰذا آپ نے کسی کو چراغ لے کر ہمسایہ انصاری عورت کے پاس بھیجا اور یہ کہلایا کہ اگر تمہارے گھر میں تیل ہو تو اس میں چند قطرے ڈال دیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نزع کے عالم میں ہیں۔

(حوالہ:- مدارج النبوۃ، از:- شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جلد: ۲، ص: ۴۲۱)

سبحان اللہ! ابھی سات دینار خیرات فرمائے گئے ہیں اور گھر میں چراغ کے اندر تیل تک موجود نہیں۔ اس میں مدعیان طریقہ اتباع کو نصیحت ہے کہ مال دنیا کی رغبت اور طمع سے اجتناب کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف راغب و مائل رہنا چاہئے۔ بقول

مالک کونین ہیں ، گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(از:- امام احمد رضا محدث بریلوی)

غنیمت کے عنوان کو طول نہ دیتے ہوئے اب ہم قارئین کرام کو ملک شام پر اسلامی لشکر کی کوچ کے بیان و تذکرہ کی طرف واپس لے چلتے ہیں۔ حالانکہ غنیمت کا عنوان اتنا وسیع ہے کہ ہم نے اس عنوان پر جو کچھ بھی عرض خدمت کیا ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ لیکن ہم قارئین کرام کو ملک شام کے سفر پر لے کر نکلے ہیں اور یہ سفر اتنا طویل ہے کہ ہزاروں صفحات ارقام کرنے کے باوجود بھی ہمارا سفر ادھورا ہی شمار ہوگا۔ اب تک تو ہم نے ملک شام کی سرحدوں میں دخول بھی نہیں کیا بلکہ ملک شام کی سرحد کے قریب ''تبوک'' نامی مقام پر پہنچے ہیں جہاں پر اسلامی لشکر نے فتوحات شام کے سلسلہ میں پہلی فتح حاصل کی ہے۔ رومی لشکر کے آٹھ ہزار سپاہیوں کو تہ تیغ کر کے کثیر تعداد میں مالِ غنیمت حاصل کیا جو ملک شام کی فتوحات کا پہلا مال تھا۔

غنیمت کے حصول پر ہم نے قارئین کرام کے ملک شام کے سفر کا ایک چھوٹا سا وقفہ کر کے غنیمت کے احکام کی گفتگو کرنے کے لئے توقف کیا۔ اس بہانے سفر کی تکان دور کر کے قدرے آرام و استراحت کا موقع بن گیا۔ آیئے اب ہم ہمارا ملک شام کا سفر دوبارہ پھر شروع کرتے ہیں۔

☆ حصول غنیمت بمقام تبوک اور تمام غنیمت ارسالِ مدینہ منورہ:

جیسا کہ اگلے صفحات میں مذکور ہوا کہ آٹھ ہزار کے رومی لشکر کا مال و اسباب مسلمانوں کو غنیمت میں حاصل ہوا۔ غنیمت کا دستور یہ تھا کہ بیت المال کے لئے خمس (20%) نکال کر مدینہ منورہ امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دیا جائے اور باقی چار حصے (80%) مجاہدین پر تقسیم ہو لیکن حضرت یزید بن ابی سفیان، حضرت ربیعہ بن عامر اور حضرت شرحبیل بن حسنہ ان تینوں نے باہم مشورہ کیا کہ یہ مالِ غنیمت ملک شام کی فتح کے سلسلہ میں حاصل ہونے والا پہلا مال ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ امیر المومنین کی خدمت میں خمس بھیجنے کے بجائے کل مال بھیج دیا جائے تا کہ یہ مال دیکھ کر مسلمانوں میں جہاد کی رغبت پیدا ہو اور زیادہ سے زیادہ لوگ ملک شام کی طرف جہاد کا قصد کریں۔ علاوہ ازیں یہ مالِ غنیمت سے جنگی اسباب و دیگر سامان سفر خرید کر ان لوگوں کو دیا جائے، جو جہاد کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن اسباب کے فقدان کی وجہ سے عازم سفر نہیں ہو سکتے۔ اس طرح مسلمانوں کو تقویت عزم جہاد حاصل ہوگی۔ ان تینوں سرداروں نے اپنا ارادہ تمام مجاہدین کے سامنے پیش کر کے ان کی رائے طلب کی۔ تمام مجاہدوں نے اس امر کو بخوشی منظور کیا اور سب نے متفق ہو کر اس بات کی اجازت دی کہ تمام مال خلیفۃ المسلمین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج دیا جائے۔ چنانچہ حضرت شداد بن اوس کی رہبری میں چھوٹے قافلے کے ہمراہ تمام مال مدینہ منورہ روانہ کر دیا گیا۔

حضرت شداد بن اوس غنیمت کا مال لے کر مدینہ منورہ آئے اہل مدینہ کثیر تعداد میں مال دیکھ کر بہت مسرور ہوئے تو تہلیل و تکبیر کی صدائیں بلند کیں۔ جس کو سن کر امیر المومنین نے دریافت فرمایا کہ: کیا ماجرہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت

marfat.com

شداد بن اوس ملک شام کی پہلی فتح کا مالِ غنیمت لے کر آئے ہیں لہٰذا اہل مدینہ فرطِ مسرت میں تہلیل وتکبیر سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ الختصر! حضرت شداد بن اوس تمام مال لے کر مسجد نبوی کے پاس آکر ٹھہرے۔ سواریوں سے اتر کر مسجد نبوی میں دو رکعتِ تحیۃ المسجد ادا کی پھر شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ کی حاضری سے مشرف ہوئے۔ اتنے میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے۔ حضرت شداد نے آپ سے ملاقات کی اور جنگ کی تمام کیفیات بیان کیں۔ امیر المومنین بے حد مسرور ہوئے اور آپ نے حضرت شداد کو مجاہدین اسلام کی عظیم فتح پر مبارکباد دی اور اس فتح کو اسلام کی فتوحات عظیمہ کے لئے نیک شگون تصور فرمایا۔

مکہ معظّمہ و دیگر مقامات سے مجاہدین کا آکر مدینہ منورہ میں جمع ہونا اور نیا لشکر آراستہ:۔

امیر المومنین نے تمام مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم فرمایا اور ایک مزید لشکر آراستہ کرنے کا طے فرمایا۔ اہل مدینہ اور قرب و جوار کے لوگ جہاد کی تیاری میں مصروف ہوگئے۔ علاوہ ازیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو جہاد کی ترغیب دینے کے لئے ایک خط اہل مکہ کے نام تحریر کیا اور حضرت عبداللہ بن حذافہ کے ہاتھوں روانہ کیا۔ امیر المومنین نے اہل ہوازن، یعنی کلاب' اہل ثقف وغیرہ کو بھی بذریعہ خط جہاد کے لئے آمادہ ہونے کا لکھا تھا۔

چند دنوں میں مکہ معظمہ سے حضرت سہیل بن عمرو، حضرت حارث بن ہشام اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل اپنے ہمراہ قوم بنی مخزوم، قوم عامر، قوم ہوازن اور قوم ثقف کے لوگوں کو بڑی تعداد میں لے کر مدینہ منورہ آپہنچے۔ طائف، حضرموت، قبیلہ کلاب وغیرہ کے بھی بہت لوگ مدینہ منورہ اسلامی لشکر میں جمع ہونا شروع ہوئے۔ ساکنان مدینہ منورہ سے مہاجرین وانصار کی جماعتیں بھی لشکر میں شامل ہونے "جرف" پہنچ گئیں۔ مقام جرف مجاہدوں سے بھر گیا۔ ایک عظیم لشکر جمع ہوگیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر پر امین الامۃ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو سردار مقرر کیا بلکہ ملک شام کی طرف گئے ہوئے اور اب جارہے اور آئندہ جانے والے تمام لشکر کا سپہ سالارِ اعظم (Commander in chief) مقرر فرمایا۔

"مدینہ سے اسلامی لشکر کی دوسری قسط روانہ"

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حسب ذیل ترتیب سے اسلامی لشکر کی دوسری قسط روانہ فرمائی۔

☆ حضرت عمرو بن العاص کو نو ہزار (۹۰۰۰) کی فوج کے ساتھ "ایلہ" کے راستے سے فلسطین کی جانب روانہ فرمایا۔ اس لشکر کو تاکید فرمائی کہ تم "تبوک" کے راستے سے فلسطین کی طرف مت جانا بلکہ براہ (via) ایلہ جانا۔ اس لشکر کا جو مقدمۃ الجیش (طلیعہ) تھا اس میں حضرت سہیل بن عمرو، حضرت عکرمہ بن ابی جہل، حضرت ہشام بن حرث اور حضرت سعید بن خالد کو شامل فرمایا۔ لشکر کا علم حضرت سعید بن خالد کے ہاتھ میں تھا وہ علم کو جنبش دے کر مجاہدوں میں جہاد کا جذبہ پیدا کرتے تھے اور رَجَز کے اشعار پڑھ کر شجاعت پر اُبھارتے تھے۔

marfat.com

☆ حضرت عمرو بن العاص کے لشکر کو روانہ کرنے کے ایک دن کے بعد امین الامۃ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو "جابیہ" کی طرف روانہ فرمایا۔

☆ حضرت ابوعبیدہ کے لشکر کو روانہ فرمانے کے بعد حضرت خالد بن ولید کو قوم بنی لخم، قوم جذام اور لشکر زحف پر سردار مقرر کر کے "ایلہ" اور "فارس" کی طرف روانہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا علَم "رأیت" جو سیاہ رنگ کا تھا، وہ علم حضرت خالد بن ولید کو عطا فرمایا۔ حضرت خالد بن ولید رخصت ہو کر اپنے لشکر کو لے کر "عراق" کی جانب روانہ ہوئے۔

حضرت خالد بن ولید کے ساتھ جو "لشکر زحف" تھا ان کی تعداد نو سو (۹۰۰) تھی یہ تمام سوار نہایت بہادر اور لڑائی کے فن کے ماہر تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شامل ہوئے تھے اور دادِ شجاعت حاصل کی تھی۔

مذکورہ تمام لشکروں کو روانہ فرما کر امیر المومنین مدینہ طیبہ واپس آئے آپ اسلامی لشکر کے لئے بہت ہی فکرمند تھے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی حفاظت، نصرت اور فتح کی دعا مسلسل مانگ رہے تھے۔ اپنے مجاہد بھائیوں کی فکر کے آثار آپ کے چہرہ پاک سے نمایاں تھے۔ حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ملک شام فتح ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اے عثمان! آپ سچ کہتے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ ملک شام کی فتح کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا درست ہے اور اس میں کچھ خلاف نہیں۔ بے شک ہم روم اور فارس پر غالب ہوں گے۔

marfat.com

جنگ فلسطین (Palastine)

اوراق سابقہ میں قارئین کرام پڑھ چکے ہیں کہ اہل مدینہ گیہوں، جَو، انجیر، روغن، زیت وغیرہ ملک شام سے منگواتے تھے۔ ملک شام کے کچھ تاجر بسلسلہ تجارت مدینہ منورہ میں کئی دنوں سے مقیم تھے۔ مدینہ میں ان لوگوں نے عظیم اسلامی لشکر کو ملک شام کی طرف روانہ ہوتا دیکھا تھا۔ لہٰذا انہوں نے لشکر کی روانگی کی کیفیت و نیز مقام تبوک میں اسلامی لشکر نے ہرقل کے آٹھ ہزار لشکر کا صفایا کردینے کی حقیقت سے ہرقل بادشاہ کو مطلع کیا۔

اطلاع ملتے ہی ہرقل بادشاہ نے ارکان دولت اور لشکر کے اہم افراد کو اپنے شاہی دربار میں جمع کر کے حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں نے تمہارے بھائیوں کو تبوک میں مار ڈالا ہے اور اب ہمارے ملک پر چڑھائی کرنے آرہے ہیں۔ مسلمانوں کا لشکر عنقریب ہم تک پہنچنے والا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ وہ کہیں میرے تخت کے مالک نہ ہو جائیں۔ لہٰذا تم اپنے مذہب، اپنے اہل وعیال، اپنے مال واسباب اور خود اپنی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو جاؤ عیش وعشرت اور کاہلی کو چھوڑ کر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں کود پڑو۔ شجاعت اور بہادری سے مسلمانوں کا مقابلہ کر کے ان کو بھگا دو، ورنہ تمہارا ملک و دولت مسلمان چھین لیں گے۔ تمہاری عورتوں کو کنیز اور تمہارے بچوں کو غلام بنا دیں گے۔

ہرقل کی یہ تقریر سن کر حاضرین دربار تبوک میں اپنے ساتھیوں کی ہلاکت پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ان کے رونے پر ہرقل بادشاہ کو غصہ آیا اور اس نے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ عورتوں کی طرح رونے سے کچھ نہیں ہونے والا۔ رونا چھوڑ دو بزدلی اور کاہلی ترک کر کے مردِ میدان بن جاؤ ورنہ تمہارا وجود باقی نہیں رہے گا۔

ہرقل بادشاہ کی ڈانٹ ڈپٹ کا حاضرین پر کافی اثر ہوا اور ان میں جوش جنگ وجدال پیدا ہوا۔ تمام نے بیک زبان حلف اٹھایا کہ ہمارے جسم کے خون کے آخری قطرے تک مسلمانوں سے مقابلہ کریں گے اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ لوگوں کے اس عزم واستقلال کو دیکھ کر ہرقل بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اس نے ایک صلیب سونے کی منگوائی اور رومی لشکر کے سردار "روبیس" کو دیتے ہوئے کہا کہ میں نے تجھ کو ایک لاکھ سواروں کے لشکر پر حاکم مقرر کیا۔ اے بہادر سردار! اپنے لشکر کو لے کر جلد از جلد کوچ کر اور اہل عرب کو فلسطین میں داخل ہونے سے باز رکھ اور یاد رکھ کہ شہر فلسطین سرسبز وشاداب اور میوہ دار ہے۔ یہ نفیس شہر ملک شام کی ناک ہے۔ ہماری عزت ہے۔ سردار روبیس اسی دن لشکر کو لے کر روانہ ہو گیا۔

marfat.com

اسلامی لشکر فلسطین میں اور جنگ فلسطین وقوع کے مرحلہ میں:-

اسلامی لشکر کو لے کر حضرت عمرو بن العاص مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے تب سے مسلسل سفر کی مسافت طے کرتے تھے۔ طویل سفر ہونے کی وجہ سے مجاہدین تھک گئے تھے۔ سواری کے جانور بھی لاغر اور کمزور ہو گئے تھے۔ جب فلسطین کا علاقہ آیا تو وہاں کا سرسبز وشاداب خطہ، لہلہاتے کھیت، گھاس اور چارہ سے بھرپور میدان، پانی کی فراوانی، پھل وغیرہ کی کثرت کی وجہ سے لشکر نے پڑاؤ کیا۔ تمام مجاہدین کو استراحت کے لئے توقف کرنے کی خواہش تھی تاکہ سفر کی تھکان دور کر کے تروتازہ ہو جائیں اور ہمارے جانور بھی ہریالی گھاس چر کر فربہ اور توانا ہو جائیں۔ اسلامی لشکر ارض فلسطین میں ٹھہر گیا۔ اسلامی لشکر کے مجاہدین نے قدرے آرام حاصل کیا۔ ایک دن حضرت عمرو بن العاص نے لشکر کے اہم ارکان کو برائے مشورہ بلائے کہ اب یہاں سے کب اور کس طرف بڑھیں؟ یہ حضرات مشغولِ مشورہ تھے کہ اچانک حضرت عامر بن عدی وہاں آئے۔ حضرت عامر بن عدی مخلص مومن صحابی تھے۔ ملک شام میں بغرض تجارت اور اپنے یگانوں سے ملنے اکثر و بیشتر آتے جاتے رہتے تھے۔ لہٰذا وہ ملک شام کے شہروں اور راستوں سے اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے۔ حضرت عامر بن عدی کو جب اطلاع ملی کہ اسلامی لشکر نے فلسطین میں کیمپ کیا ہے تو وہ بغرض ملاقات آئے تھے لیکن ان کے چہرے سے اضطراب وتفکر کے آثار نمایاں ہو رہے تھے بلکہ وہ بہت زیادہ گھبرائے ہوئے تھے۔ عمرو بن العاص نے ان سے فرمایا کہ: اے ابن عدی! تمہاری گھبراہٹ و پریشانی کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ اے سردار! تمہارے مقابلے کے لئے ہرقل بادشاہ کا لشکر جرار امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح آرہا ہے کہ جہاں سے گزرتا ہے وہاں کے درختوں کو اکھاڑتا ہوا اور سبزوں کو روندتا ہوا اس طرح چلتا ہے کہ زمین میں زلزلہ ڈالتے ہیں۔ عمدہ سواریوں پر اعلیٰ قسم کے آلات حرب سے آراستہ اس لشکر کا ہر سپاہی اسلامی لشکر کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ حضرت عامر بن عدی نے مزید اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ وہ لشکر ''وادی الاحمر'' میں جمع ہوا ہے۔ میں نے وادی الاحمر کے قریب واقع ایک پہاڑ پر چڑھ کر اس لشکر کو دیکھا ہے اور ان کی تعداد کا تخمینہ کیا تو تقریباً ایک لاکھ کی تعداد معلوم ہوتی ہے۔

حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ جو لشکر تھا اس کی تعداد صرف نو ہزار تھی۔ لہٰذا کچھ لوگ بہ تقاضائے بشری مضطرب ومتفکر ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص نے لشکر کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ بڑی بھاری تعداد میں دشمن کا لشکر ہماری جانب آرہا ہے۔ ہم صحابی رسول اپنے محبوب آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دیوانے ہیں ہم موت سے نہیں ڈرتے۔ شہادت ہماری خواہش وتمنا ہے۔ تحفظِ ناموسِ رسالت کی خاطر ہم دشمنوں کے وار اپنے سینوں پر جھیلنے کا حوصلہ رکھتے ہیں اور ہم زخمی ہو کر بھی پست حوصلہ نہیں ہوتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ: بقول

میرے ہر زخمِ جگر سے یہ نکلتی ہے صدا
اے ملیح عربی کر دے نمک داں ہم کو

(از:- امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا کہ اے شمع رسالت کے پروانو! اللہ کی نصرت اور مدد پر یقین کامل

marfat.com

رکھو۔ جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ اور مجھ کو مشورہ دو کہ اس معاملہ میں ہمیں کیا تدبیر کرنی چاہئے۔ کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ لشکر کو لے کر جنگل میں چھپ جائیں۔ جب رومی لشکر غافل ہوگا تب ان پر چھاپا مار دیں گے۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا کہ یہ رائے سے تمام حاضرین متفق ہیں؟ حضرت عامر بن سہیل نے کہا کہ اے سردار! یہ طریقہ تو بزدلی کا ہے۔ اسلامی لشکر کا ہر شخص مرد آزما ہے۔ ہر فرد مردِ میدان ہے۔ ہم ہماری مردانگی دکھائیں گے۔ جنگل میں چھپ کر چھاپا مارنے کی نامردی ہم نہیں کریں گے بلکہ ''مرد مرے نام کو'' پر عمل کرتے ہوئے کھلے میدان میں دشمنوں کا مقابلہ کریں گے۔

حضرت عامر بن سہیل کی پرجوش تجویز کی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم نے بھرپور تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ: خدا کی قسم! ہم دشمنوں سے خوفزدہ ہو کر پوشیدہ نہ ہوں گے اور نہ اپنے قدم پیچھے ہٹائیں گے بلکہ پورے استقلال کے ساتھ قدم آگے بڑھا کر دشمنوں کا دلیرانہ مقابلہ کریں گے۔ موت کے ڈر سے ہم ہرگز واپس نہ لوٹ جائیں گے کیونکہ جو شخص واپس لوٹ جائے گا وہ خدا کے حکم کی نافرمانی کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی ولولہ خیز گفتگو سے اسلامی لشکر کو جوش میں لے آئے۔ حضرت عمرو بن العاص نے ان کو ایک ہزار سواروں پر سردار مقرر کرتے بطور طلیعہ روانہ کیا تا کہ وہ دشمن کے لشکر کا سراغ معلوم کریں، ان کی حرکت و جنبش پر نگرانی کریں اور اسلامی لشکر کو خبردار کریں۔

لشکر عبداللہ بن عمر فاروق اور رومی لشکر کے درمیان جنگ:-

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق علم اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے قوم بنی کلاب اور اہل طائف و ثقیف کے ایک ہزار سواروں کو لے کر روانہ ہوئے۔ مسلسل ایک دن اور ایک رات چلتے رہے۔ صبح کے وقت انہوں نے گرد اٹھتے ہوئے دیکھی۔ ساتھیوں سے کہا کہ دُور سے جو غبار اٹھتا ہوا نظر آرہا ہے اس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ دشمن کے لشکر کا طلیعہ آرہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فاروق نے لشکر کو توقف کرنے کا حکم دیا، کچھ پرجوش مجاہدوں نے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم جا کر دیکھ آئیں کہ یہ غبار کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہمارا ایک دوسرے سے جُدا ہونا مناسب نہیں لہٰذا اسی مقام پر ٹھہرے رہو۔

تھوڑی دیر میں دور سے نظر آنے والا غبار لشکر بالکل قریب ہوگیا۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ رومی لشکر نمودار ہوا۔ یہ لشکر دس ہزار (۱۰،۰۰۰) کی تعداد میں تھا جس کو رومی سردار روبیس نے بطور طلیعہ بھیجا تھا۔ جب رومی لشکر قریب آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر فاروق نے ساتھیوں سے کہا کہ اے توحید و رسالت کے متوالو! یہ لشکر ہم پر حملہ کرنے آرہا ہے لہٰذا ان کو مہلت نہ دو اللہ تعالیٰ تم کو غالب و فتح مند کرے گا۔ دشمنوں پر ٹوٹ پڑو حضرت عبداللہ بن عمر فاروق کے جوش دلانے پر اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ کو بیک آواز اس طرح کہا کہ تکبیر و تہلیل کی صدائے بلند سے کوہ وصحرا گونج اٹھے۔ دشمنوں پر ایک خوف ولرزہ طاری ہوا۔ وہ متحیر ہو کر سوچ رہے تھے کہ یہ کیا آواز ہے؟ اسی وقت اسلامی لشکر کے شیر رومی لشکر کے گیدڑوں پر ٹوٹ پڑے۔ سب سے پہلے حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور حضرت سہیل بن عمرو نے حملہ کیا۔ ان کے بعد حضرت ضحاک بن ابی سفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ للکارتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ مہاجرین و انصار بھی مردِ میدان کی شایانِ شان شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ٹوٹ پڑے۔ اسلامی لشکر کی اس طرح کی دفعۃً یلغار سے رومی لشکر ہل گیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ

marfat.com

مٹھی بھر مسلمان ہم پر اس طرح حملہ آور ہوں گے۔

الغرض دونوں لشکر آپس میں مل گئے۔ تلواروں اور نیزوں نے اپنا کام دکھایا۔ مجاہدوں کی تلواروں میں وہ شدت اور قوت تھی کہ رومی سپاہی اس کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ ان کی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ مجاہد اسلام کی ایک ضرب میں ہی رومی سپاہی خاک و خون میں تڑپتا نظر آتا۔ پت جھڑ میں سوکھے پتے جس طرح درخت سے ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرتے ہیں اس طرح وہ اپنے گھوڑوں سے گر گر کر زمین پر گرتے تھے۔ شدت زخم کی وجہ سے چیختے اور تڑپتے تھے اور دم توڑتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رومیوں کے ساتھ بڑی دلیری سے مصروف جنگ تھے کہ ایک بڑے ڈیل ڈول کا رومی سوار جو رومی لشکر کا اہم رکن تھا وہ اپنے گھوڑے کو گرداوے دے رہا تھا اور اپنے ساتھیوں کو اُکساتا اور اُبھارتا تھا حالانکہ وہ خود گھبرایا ہوا تھا۔ اس کے چہرے سے خوف و ڈر کے اثرات نمایاں تھے وہ حضرت عبداللہ بن عمر فاروق پر آ پڑا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس کا وار خالی کر دیا اور جوابی وار کیا۔ وہ رومی پہلوان نے بھی جنگ کے کرتب دکھاتے ہوئے حضرت عبداللہ کا وار چکا دیا۔ حضرت عبداللہ کو اس کی جنگی مہارت کا اندازہ آ گیا۔ حضرت عبداللہ نے زور سے اپنے گھوڑے کی لگام کھینچی۔ گھوڑا بلند آواز سے ہنہنا کر پچھلے دونوں پاؤں پر کھڑا ہو کر ٹھہر گیا۔ رومی پہلوان محو حیرت ہو کر گھوڑے کو دیکھ رہا تھا کہ دفعۃً حضرت عبداللہ نے میان سے تلوار نکال کر گھوڑے کو پاؤں کی ایڑی ماری۔ وفادار گھوڑا گویا اپنے مالک کا ارادہ جان گیا ہو اس طرح کودا اور ایک آن میں رومی پہلوان کے گھوڑے کے قریب پہنچ گیا۔ رومی پہلوان نے اپنے نیزہ سے حضرت عبداللہ پر وار کرنا چاہا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر فاروق نے بجلی کی سرعت سے اپنی تلوار سے اس کے نیزہ کا پھل کاٹ کر نیزہ کو چوب بنا دیا۔ رومی پہلوان نے نیزے کی لکڑی پھینک کر گھوڑے کی زین میں لٹکی ہوئی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ پہنچایا اور میان میں سے تلوار نکال رہا تھا اتنی دیر میں تو حضرت عبداللہ بن عمر نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے شانہ کی رگ کاٹتی ہوئی پہلوان کے جسم کے دو حصے کر دیئے۔ وہ اپنے گھوڑے سے زمین پر گرا تب ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایک پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فاروق نے اس رومی پہلوان جو لشکر طلیعہ کا امیر تھا اس کے جسم پر کا تمام اسباب لے لیا۔

جب رومیوں نے دیکھا کہ ان کا سردار بری طرح قتل ہوا ہے تو ان کے دل ہل گئے، قدم لڑکھڑا گئے، حوصلہ پست ہو گیا۔ ہر ایک کو اپنی جان کی فکر لگی ہوئی تھی۔ اب لڑنے کا نظریہ متبدل ہو گیا تھا۔ حملہ کرنے کے بجائے اب دفاعی طریقہ اختیار کیا لیکن مجاہدین اسلام کی برق آسا اور برق افشار شمشیروں کے سامنے زیادہ وقت ٹھہر نہ سکے، ٹپاٹپ بوندوں کی مانند ان کے سر جسموں سے الگ ہو کر ٹپکنے لگے اور زمین کو دم سفوح سے سرخ کرنے لگے۔ اسلامی لشکر کے مجاہدوں کی شجاعت دیکھ کر رومی سپاہی نے راہ فرار اختیار کرنے میں خیریت دیکھی۔ رومی لشکر میں انتشار پھیلا۔ مجاہدین اسلامی نے ان کے سروں پر تلواریں رکھیں اور بڑی تعداد میں رومی مقتول ہوئے۔ چھ سو (۶۰۰) رومی سپاہی قید ہوئے۔ اس معرکہ میں حضرت عبداللہ بن عمر فاروق کے علاوہ حضرت ضحاک بن ابی سفیان اور حضرت حرث بن ہشام نے بڑی جوانمردی اور دلیری کا مظاہرہ کیا اور دشمنوں پر غالب آنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس معرکہ میں سات مجاہد شہید ہوئے تھے۔

marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق کے حکم سے مجاہدین نے مقتولین کا مال سامان اور دیگر اسباب جنگ کو یکجا کیا تو کثیر تعداد میں مالِ غنیمت ہاتھ لگا تھا۔ حضرت عبداللہ مع اسیران جنگ، مالِ غنیمت اپنے لشکر کو لے کر واپس اس مقام پر لوٹے جہاں حضرت عمرو بن العاص اسلام کے مجاہدوں کا لشکر لئے پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ اس طرح فتح وغنیمت کے ساتھ حضرت عبداللہ کے لوٹنے سے حضرت عمرو بن العاص بہت خوش ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص نے قیدیوں سے رومی لشکر کا حال دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہرقل بادشاہ نے سردار روبیس کو ایک لاکھ کا لشکر دے کر تمہارے مقابلے کے لئے روانہ کیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ مسلمانوں کو ملک شام سے ہانک بھگا دے۔ اسی ایک لاکھ کے لشکر سے سردار روبیس نے دس ہزار سواروں کا بطور طلیعہ بھیجا تھا جس نے تمہارے چھوٹے لشکر کے ہاتھوں ہزیمت اٹھائی ہے لیکن اب بھی سردار روبیس کے ساتھ نوے ہزار (۹۰،۰۰۰) کا لشکر ہے جو عمدہ قسم کے جنگی سازوسامان سے آراستہ ہے اور ہرقل بادشاہ کے ملازمین میں سردار روبیس سے بڑھ کر کوئی شخص لڑائی کا ماہر اور آزمودہ کار نہیں۔ وہ لشکر عنقریب تم تک پہنچنے والا ہے اور تم کو ہلاک وتباہ کر دے گا۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا کہ جس طرح رومی لشکر کی طلیعہ کا سردار مارا گیا اسی طرح انشاء اللہ سردار روبیس بھی مارا جائے گا اور اس کے لشکر کا بھی وہی حال ہونے والا ہے جو لشکر کے طلیعہ کا ہوا ہے۔ پھر حضرت عمرو بن العاص نے تمام اسیروں پر اسلام پیش کیا، جس کا انہوں نے انکار کیا لہٰذا تمام کی گردنیں ماری گئیں۔ اسلامی لشکر سے جو سات مجاہد شہید ہوئے تھے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ (۱) نوفل بن عامر (۲) سراقہ بن عدی (۳) سعید بن قیس (۴) سالم مولیٰ عامر بن بدر الیر بوعی (۵) عبداللہ بن خویلد (۶) جابر بن راشد الحضر می اور (۷) اوس بن سلمہ الہوازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

فلسطین کا خونی معرکۂ جنگ:-

رومی قیدیوں کی گردنیں مارنے کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے اسلامی لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رومی لشکر اسلامی لشکر کی طرف آرہا تھا۔ لہٰذا اسلامی لشکر خود چل کر سامنے جائے تو اس سے رومیوں کے ذہن پر ایک نفسیاتی اثر (Psychological Effect) ہو کہ اسلامی لشکر قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود ہماری کثرت تعداد سے قطعاً ڈرتا نہیں۔ جس پر ہم حملہ کرنے جارہے ہیں وہ خود سامنے سے چل کر ہم سے ٹکرانے آئے ہیں۔ اس طرح رومی لشکر پر رعب ڈالنے کی دوراندیشی سے حضرت عمرو بن العاص نے لشکر روانہ (Flag March) کیا۔ ابھی لشکر نے تھوڑا ہی فاصلہ کیا طے تھا کہ رومی لشکر دکھائی دیا۔ لشکر کیا تھا؟ اُمنڈتا ہوا سیلاب تھا۔ لشکر میں نوصلیبیں بلند نظر آرہی تھیں اور ہر صلیب کے نیچے دس ہزار سوار تھے۔ رومی لشکر کی کل تعداد نوے ہزار تھی جب کہ اسلامی لشکر صرف نو ہزار کا تھا۔ یعنی ایک مسلمان کے مقابلے میں دس رومی تھے۔ رومی لشکر کے سردار روبیس کو اپنے لشکر کے طلیعہ کی خواری اور ہلاکت کی و نیز طلیعہ کے بطریق سردار کے مارے جانے کی اطلاع مل چکی تھی لہٰذا وہ طیش وغضب میں تھا۔ اپنے لشکر کو بڑے جوش سے ابھارتا تھا اور اپنے بھائیوں کے انتقام کا جذبہ دلاتا تھا۔ رومی لشکر کے سپاہی پوری طرح مشتعل تھے اور اسلامی لشکر کو لقمۂ چرب سمجھ کر آگے بڑھ رہے تھے۔

حضرت عمرو بن العاص نے رومی لشکر کو دیکھتے ہی فوراً اسلامی لشکر کو ترتیب دینا شروع کر دیا۔ میمنہ پر حضرت ضحاک بن

marfat.com

ابی سفیان، میسرہ پر سعید بن خالد، ساقی میں ابوالدرداء کو، قلب میں خود ٹھہرے۔ آپ نے اپنے آقا و مولیٰ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پائی ہوئی تعلیم و تربیت سے استفادہ کرتے ہوئے اسلامی لشکر کی ایسی عمدہ صف بندی کی کہ مجاہدوں کے گھوڑے اس طرح استادہ تھے کہ باگ سے باگ اور رکاب سے رکاب ملی ہوئی ہے۔ گویا کہ ایک لوہے کی مضبوط دیوار کھڑی کی گئی ہے۔ ہر صف کا یہی عالم تھا۔ صف بندی کی نفاست، درستی اور سجاوٹ دیکھ کر رومی سردار روبیس دنگ رہ گیا۔ اس طرح کی صف بندی اس نے کبھی دیکھی ہی نہ تھی۔ جنگی مہارت میں سردار روبیس ملک شام میں مشہور و معروف تھا لیکن اسلامی لشکر کی صرف صف بندی دیکھ کر وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو گیا اور ایک ناپدید (پوشیدہ، مخفی) خوف اس پر چھا گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اسلامی لشکر کی صف بندی کا یہ عالم ہے تو شمشیر زنی کا معاملہ کیسا ہوگا؟ اس کے ذہن میں اپنے لشکر طلیعہ کی ہلاکت کا دھندلا سا منظر دکھائی دینے لگا اور گویا اس کا ضمیر کہہ رہا تھا کہ میرا اور میرے ساتھیوں کا بھی وہی حال ہونے والا ہے۔ لہٰذا اس نے حملہ کرنے سے توقف کیا اور اسلامی لشکر کے سامنے تھوڑے فاصلہ پر لشکر کو ٹھہرا دیا تاکہ دیکھے کہ اسلامی لشکر کی طرف سے کیا کارروائی ہوتی ہے۔ اس میں اب اتنی ہمت و حوصلہ نہ تھا کہ حملہ کرنے میں سبقت کرے۔

☆ **حضرت سعید بن خالد بن سعید کا مقابلہ کے لئے نکلنا اور شہید ہونا:۔**

جب رومی لشکر نے توقف کیا اور کسی قسم کا کوئی حربہ ان کی جانب سے نہ ہوا تو اسلامی لشکر سے حضرت سعید بن خالد نکل کر میدان میں آئے۔ بلند آواز سے للکارا اور لڑنے کے لئے مقابل طلب کیا لیکن رومی لشکر میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ سب کے سب خاموش اور ساکت کھڑے رہے۔ ایسا لگتا تھا کہ آدمی نہیں بلکہ بے جان پتھر کی مورت بنے ہوئے ہیں۔ حضرت سعید بن خالد اپنے گھوڑے پر سوار میدان میں چکر لگاتے تھے اور پکار پکار کر مقابل طلب کرتے تھے لیکن رومی لشکر سے کوئی نہیں نکلا۔ تب انہوں نے رومی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کر دیا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ بھیڑ اور بکریوں کا ٹولا ہے اور اس پر شیر حملہ آور ہوا ہے۔ حضرت سعید بن خالد نے رومی لشکر کی صفیں اُلٹ کر رکھ دیں اور بہت سے رومی سپاہیوں کو جہنم رسید کر دیا۔ تب رومیوں نے حرکت کی اور مجتمع ہو کر حضرت سعید پر ٹوٹ پڑے۔ نیزوں، برچھیوں اور تلوار کی نوکوں سے ان کے مقدس جسم کو چھلنی کر دیا لیکن حضرت سعید آخری دم تک لڑتے رہے اور خدا و رسول کی راہ میں اپنی جان دے دی۔

قضاء حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو ان کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

(از:۔ امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت سعید بن خالد رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سانحہ سے اسلامی لشکر میں رنج و غم چھا گیا۔ حضرت عمرو بن العاص سب سے زیادہ ملول ہوئے کیونکہ حضرت سعید بن خالد ان کے بھتیجے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص نے اسلامی لشکر کو یلغار کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر فاروق، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابودرداء، حضرت ذوالکلاع حمیری وغیرہ شہسواران اسلام نے حملہ کرنے میں سبقت کی اور ان حضرات کی متابعت میں پورا اسلامی لشکر رومیوں پر ٹوٹ پڑا۔ اب رومی لشکر بھی پوری طاقت سے

marfat.com

مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوگیا تھا۔ نوے ہزار (۹۰،۰۰۰) رومیوں نے مٹھی بھر مجاہدوں کو گھیر کر نرغہ میں لے لیا تھا۔ تلوار سے تلوار اور نیزہ سے نیزہ ٹکرا رہا تھا۔ گرد وغبار کے بادل اٹھ رہے تھے۔ ایک عجیب شور وغل برپا تھا۔ رومی لشکر کا سردار روبیس اپنے سپاہیوں کو پکار پکار کر کہتا تھا کہ اے بندگان صلیب! ان عربوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا۔ صلیب تمہاری مدد کر رہی ہے۔ دین مسیح کی حمایت میں اپنی جان کی پروا مت کرنا۔ صلیب کی برکت سے تم ضرور غالب آؤ گے۔ اپنے سردار کی آواز پر رومی سپاہی نہایت جوش وخروش سے لڑنے لگے۔ اسلامی کے مجاہدوں پر بڑی شدت اور تنگی کا وقت تھا۔ مجاہدین تہلیل وتکبیر کی صدائیں بلند کرتے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ دعا کرتے تھے:۔

"اَللّٰهُمَّ انْصُرْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى مَنْ يَّتَّخِذُ مَعَكَ شَرِيْكًا"

ترجمہ: "اے پروردگار! مدد فرما امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ان لوگوں پر جو تیرے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں"

علامہ محمد بن عمرو واقدی قدس سرہ نے حضرت عبداللہ بن عمر فاروق سے روایت کیا ہے کہ اس دن صبح سے لے کر دوپہر تک شدت سے جنگ جاری رہی۔ اس دن سخت گرمی تھی اور ہوا بھی آگ کے شعلے برسا رہی تھی۔ زوال کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر نے لشکر موحدین کی نصرت کے لئے وہ دعا مانگی جو اُن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی تھی۔ حضرت عبداللہ نے دعا کے الفاظ ابھی ختم ہی کئے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان میں ایک سوراخ ہوگیا ہے اور اس سوراخ سے سبز گھوڑے نکل رہے ہیں۔ ان گھوڑوں پر ہاتھوں میں سبز نشان لئے ہوئے سوار ہیں، ان کے ہاتھوں میں جو نشان تھے ان کی نوکیں چمکتی تھیں اور کوئی پکارنے والا پکار رہا تھا کہ:

"اَبْشِرُوْا يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَتَيْكُمُ النَّصْرُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى"

ترجمہ: "بشارت ہو تم کو اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، بتحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدد آگئی"

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق فرماتے ہیں کہ:۔

"پس میں نے یہ دیکھ کر کہا کہ فتح حاصل ہوئی اُمت کو ببرکت دعا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پس کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ دیکھا میں نے رومیوں کو پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے اور مسلمان ان کے پیچھے تعاقب میں ہیں اور منادی آواز فتح کی دے رہا ہے اور تھے جانور مسلمانوں کے زیادہ تر دوڑنے والے رومیوں کے جانوروں سے پس مار ڈالا ہم نے بیچ اس لڑائی فلسطین کے دس ہزار رومیوں کو یا زیادہ اس سے"۔

(حوالہ:۔فتوح الشام، از علامہ محمد بن عمرو والواقدی، اردو ترجمہ، مترجم:۔سید عنایت حسین سید نیوری، مطبوعہ: نولکشور لکھنؤ، سال طباعت ۱۹۰۳ء (بار چہارم)، ص:۲۶)

نوٹ: مندرجہ بالا عبارت کا حوالہ ہم نے کتاب، مصنف ومترجم، مطبوعہ، سال طباعت اور بار طباعت کے ساتھ بالتفصیل لکھا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کتاب کو ماخذ ومرجع بنا کر ہم ملک شام کی سیر کو نکلے ہیں اس کتاب کا

یہ پہلا حوالہ ہے جو ہم نے لفظ بلفظ نقل کیا ہے لہٰذا تفصیل کے ساتھ حوالہ نقل کیا ہے۔ اب ہر مرتبہ تفصیل کے ساتھ حوالہ نقل نہ کرتے ہوئے صرف نام کتاب اور صفحہ نمبر درج کر دیا جائے گا۔

القصہ! رومی لشکر نے ہزیمت اٹھائی اور پیٹھ دکھا کر بھاگے۔ مجاہدوں نے ان کا تعاقب کیا اور بھاری تعداد میں رومیوں کی گردن زنی کی۔ جب رات کی سیاہ زلفیں بکھریں اور ان زلفوں نے دنیا کو اپنے سایہ میں لے کر تاریکی پھیلائی تب اسلامی لشکر اپنے کیمپ میں واپس آیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھائی۔ رات کا اندھیرا گھٹا ٹوپ چھا گیا۔ تمام لشکر دن بھر جنگ کرنے کی وجہ سے کافی تھک گیا تھا لہٰذا سب نے استراحت میں شب بسر کی۔

صبح مردم شماری کرنے پر پتہ چلا کہ اسلامی لشکر سے ایک سوتیس (۱۳۰) مجاہدوں نے جام شہادت نوش فرمایا ہے لہٰذا میدان جنگ سے شہیدوں کی لاشیں جمع کیں۔ لیکن ان لاشوں میں حضرت سعید بن خالد کی لاش نہ تھی۔ حضرت عمرو بن العاص بذات خود حضرت سعید بن خالد کی لاش کو تلاش کرنے نکلے۔ کافی تلاش و جستجو کے بعد حضرت سعید کی لاش اس حالت میں دستیاب ہوئی کہ ان کے جسم کو گھوڑوں کے سموں نے ایسا روندا تھا کہ تمام ہڈیاں چور چور ہوگئی تھیں۔ حضرت عمرو بن العاص نے اپنے بھتیجے حضرت سعید کی نعش کو اس حالت میں دیکھا تو ان سے ضبط نہ ہو سکا اور مشغول گریہ ہوئے۔ حضرت سعید کے لئے خوب روئے اور دعائے مغفرت و رحمت کی۔ پھر تمام لاشوں کو نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا۔

شہداء کی تدفین سے فراغت پانے کے بعد مجاہدوں نے رومی لشکر کا متروکہ مال و اسباب جمع کرنا شروع کیا۔ کثیر تعداد میں مال غنیمت حاصل ہوا جو اسلامی احکام کے مطابق منقسم کیا گیا۔

''حضرت سعید کی شہادت کی انکے والد کو اطلاع، صدمہ، قبر کی زیارت کیلئے سفر کرنا، قاتلوں سے انتقام''

غنائم کی تقسیم سے فرصت پا کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم، امین الامۃ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا۔ اس خط میں جنگ فلسطین کی پوری تفصیل مرقوم فرمائی اور رومی لشکر سے کل گیارہ ہزار (۱۱،۰۰۰) سپاہیوں کے مقتول ہونے کا اور کثیر مال غنیمت حاصل ہونے کا حال بھی تحریر فرمایا۔ خط کے اختتام میں اسلامی لشکر کے ایک سوتیس (۱۳۰) مجاہدوں کی اور خصوصاً حضرت سعید بن خالد کی شہادت کا ذکر بھی کیا۔ حضرت عمرو بن العاص کا خط لے کر حضرت ابو عامر الدوسی روانہ ہوئے۔ اس وقت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ملک شام کی سرحد کے قریب اسلامی لشکر کا پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ وہ اس وقت ملک شام کی حد میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابو عامر نے حضرت ابوعبیدہ کے کیمپ میں پہنچ کر ان کی خدمت میں خط پیش کیا۔ حضرت ابوعبیدہ خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے لیکن مجاہدوں کی شہادت کی خبر پڑھ کر ملول و رنجیدہ ہوئے۔ حضرت ابو عامر نے جنگ فلسطین کے تمام حالات حضرت ابوعبیدہ کی مجلس میں

marfat.com

تفصیل کے ساتھ بیان کئے اور حضرت سعید بن خالد کی شجاعت و بہادری اور ان کی شہادت کا آنکھوں دیکھا حال کہہ سنایا۔

اس وقت حضرت سعید بن خالد کے والد حضرت خالد بن سعید حضرت ابوعبیدہ کے پاس موجود تھے۔ اپنے بیٹے کی شہادت کا حال سنکر بیتاب ہوگئے۔ اپنے بیٹے کو یاد کر کے بے ساختہ رونے لگے اور اس درد وحُزن سے روئے کہ تمام حاضرین بھی رو پڑے۔ غمگین کا سماں بندھ گیا۔ غم واندوہ کی محفل ہوگئی حاضرین نے حضرت خالد بن سعید کی خدمت میں تعزیت کہی اور صبر کی تلقین وتسلی دی۔ کچھ دیر بعد حضرت خالد بن سعید کی طبیعت کو کچھ سکون ہوا تو فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت کے ارادے سے ارض فلسطین کی جانب روانہ ہونے کے قصد سے اور اجازت طلب کرنے کی غرض سے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر کیا ہوا؟ علامہ واقدی سے ہی سماعت فرمائیں:۔

''پس ابوعبیدہ بن الجراح نے اُن سے کہا کہ کہاں جاؤ گے اے خالد! حالانکہ تم ایک رکن ہو ارکانِ مسلمانوں سے۔ خالد نے کہا کہ میں صرف بارادۂ زیارت قبر اپنے بیٹے کے جاتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ میں بھی اپنے بیٹے سے جاملوں۔ پس ابوعبیدہ نے سکوت کیا اور عمرو بن العاص کو خط کا جواب لکھا''۔ (حوالہ فتوح الشام، ص:۲۸)

ناظرین کرام! خود فرمائیں کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ اجلہ صحابہ کرام میں سے تھے۔ امین الامۃ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کہ جن کا شمار ''عشرۂ مبشرہ'' میں ہوتا ہے۔ وہ حضرت ابوعبیدہ کہ جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ''امین امت'' کا لقب عنایت فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ:۔

''لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَّاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ''

ترجمہ: ''ہرامت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ ہیں''

وہ جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن سعید کی جلالت و بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ ''تم ایک رکن ہو ارکان مسلمانوں سے'' یعنی حضرت خالد بن سعید اکابر صحابہ کرام میں سے ہیں۔ وہیں جلیل القدر اور ذی مرتبت صحابیٔ رسول سرحد ملک شام سے ارض فلسطین کا سفر صرف اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت کے لئے کر رہے ہیں اور اپنا سفر صرف اور صرف ''زیارت قبر'' کے لئے ہے اس کا اعتراف واقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''میں صرف بارادۂ زیارت قبر اپنے بیٹے کے جاتا ہوں''۔

یہ جملہ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت خالد بن سعید نے صرف ''زیارت قبر'' کی نیت سے ہی سفر کیا۔ زیارت قبر کے علاوہ ان کا سفر سے اور کوئی منشاء ومطلب نہیں تھا۔ ثابت ہوا کہ ''زیارت قبر'' کی نیت وارادہ سے دور دراز کا سفر کرنا ''سنت صحابہ'' ہے۔ اگر ''زیارت قبر'' کی نیت سے سفر کرنا کفر، شرک، ناجائز، حرام، بدعت، یا خلاف قانونِ شریعتِ اسلام ہوتا بلکہ اس میں گناہ کا ہلکا سا شائبہ بھی ہوتا تو حضرت خالد بن سعید ہرگز ہرگز صرف زیارت قبر کی نیت سے سفر نہیں کرتے اور نہ ان کو ایسے سفر کرنے کی امین الامت اجازت دیتے بلکہ صاف ممانعت فرمادیتے کہ اے خالد! تم اپنی محبت دلی کے جذبہ کے تحت اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت کا عزم کر رہے ہو لیکن اس طرح کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت ابوعبیدہ

marfat.com

رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن سعید کو "سفر زیارت قبر" سے منع نہ فرمایا بلکہ ان کے ہاتھوں حضرت عمرو بن العاص کو خط بھیجا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ انہوں نے اس سفر کی اجازت دی۔

ایک جلیل القدر صحابی کا "ارتکاب فعل سفر" اور ایک جلیل القدر صحابی کا "اجازت فعل سفر" ہمارے لئے سند ہے۔ "استحباب فعل سفر زیارت قبر" کی لیکن افسوس! صد افسوس! دور حاضرہ کے منافقین زیارت قبر کی غرض سے کئے جانے والے مبارک اسفار کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں اور شرک و بدعت کے فتوے نافذ و صادر کرتے ہیں۔ اپنے فاسد اعتقاد کو درست ثابت کرنے کے لئے "لاتشدوالرحال" والی حدیث کے من گھڑت معنی و مطلب اختراع کرتے ہیں اور اپنے دل میں بھری ہوئی اولیاء کرام کی عداوت اور انکار تعظیم کی خراش نکالنے کے لئے حدیث کے غلط معنی و مفہوم بیان کرتے ہیں۔

☆ حضرت خالد بن سعید کا اپنے بیٹے کی قبر پر آنا اور اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کلام کرنا:۔

حضرت خالد بن سعید لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ کا خط لے کر ارض فلسطین پہنچے اور حضرت عمرو بن العاص کو خط دیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے اٹھ کر حضرت خالد بن سعید کی تعظیم کی اور ان سے مصافحہ کیا۔ حضرت خالد بن سعید اپنے صاحبزادے کے فراق وغم میں رو رہے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص نے ان کی تعزیت کی اور تسکین دی۔ تمام مجاہدوں نے بھی حضرت خالد بن سعید سے ملاقات کی اور فریضۂ تعزیت ادا کیا۔ حضرت خالد بن سعید نے مجاہدوں سے اپنے بیٹے کی کوشش جہاد اور کیفیت شہادت کے متعلق استفسار کیا تو مجاہدوں نے بتایا کہ انہوں نے دلیری اور جوانمردی کے ساتھ دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے شجاعت اور بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن کے لشکر میں قیامت برپا کر دی۔ دین اسلام کی خدمت انجام دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی اور خدمت دین میں معروف و مشغول رہتے ہوئے باوقار شہادت پائی ہے۔

پھر حضرت خالد بن سعید نے مجاہدوں سے اپنے بیٹے کی قبر کا پتہ معلوم کیا اور نشان قبر کو تلاش کر کے اپنے بیٹے کی قبر پر پہنچے اور ؟ ؟ ؟

"اور کہا اے میرے بیٹے! روزی کرے اللہ تعالیٰ مجھ کو صبر تمہارے اوپر اور ملاوے وہ مجھ کو تمہارے ساتھ۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون، پھر کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قدرت اور مُکنت دی تو میں تمہارا بدلا لوں گا اور نزدیک اللہ کے امید مُزد اور ثواب کی رکھتا ہوں میں تمہارے لئے"۔ (حوالہ:۔ فتوح الشام، ص: ۴۸)

حل لغت: (۱) مُکنت: قدرت، طاقت، توانائی، تونگری، (فیروز اللغات، ص: ۱۲۷۸)

مُزد: مزدوری، صلہ، بدلا، اُجرت، تنخواہ، (فیروز اللغات، ص: ۱۲۳۸)

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے فعل نے ایک اور اختلافی معاملہ بھی حل کر دیا کہ سماع موتی یعنی صاحب قبر کا سننا برحق ہے۔ دور حاضرہ کے مناقین نے اس مسئلہ کے ضمن میں بھی شور وغوغا مچا رکھا ہے اور تحریر و تقریر کے ذریعے بڑی شدت سے پروپیگنڈا کرتے پھرتے ہیں کہ صاحب قبر سننے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ بلکہ اپنی رسوائے زمانہ کتب میں یہاں تک لکھ دیتے ہیں کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ انبیاء و اولیاء کے متعلق بھی ایسا رذیل و ذلیل جملہ کہتے اور لکھتے ان کو لرزہ تک نہیں آتا

marfat.com

بلکہ شقاوت قلبی کی بدولت ایسے جملے کے گستاخانہ الفاظ کے گفت و کتب کے ذریعہ توہین و تنقیص انبیاء و اولیاء میں جری بنتے ہیں، سماع موتی حق ہے اور اس پر امت کے علماء و عرفاء کا اتفاق و اجماع ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت حاصل ہے۔ لیکن اب چودھویں صدی کے مسلم نما منافقین عناداً انکار و اختلاف پر اڑے ہوئے ہیں۔ لیکن حضرت خالد بن سعید نے اپنے بیٹے حضرت سعید بن خالد کی قبر پر جا کر ان کو مخاطب کر کے جو کلمات کہے ان کو ہم نے علامہ واقدی کی کتاب سے حرف بحرف منقول کر دیئے۔ لہٰذا اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ:

(۱) اگر میت کا سننا (سماع موتی) برحق نہیں تو حضرت خالد بن سعید نے اپنے بیٹے سے ان کی قبر پر جا کر مخاطبت کیوں کی؟

(۲) اگر سماع موتی حق نہیں تو کیا جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت خالد بن سعید کو اس حقیقت کا علم نہیں تھا؟

(۳) کیا اب چودہ سو سال کے بعد ہی اس مسئلہ سے واقفیت رکھنے والے عالم وجود میں آئے ہیں۔ ماضی کے تمام حضرات کیا ناواقف اور جاہل تھے؟

ناظرین کرام کی غیر جانبدارانہ عدالت میں استغاثہ ہے کہ آپ بغور اور فکر رساں سے فیصلہ فرمائیں کہ صحابیٔ رسول کا فعل ہمارے لئے حجت اور قابل اعتماد ہے۔ یا دور حاضر کے منافقین کی دریدہ دہنی؟ جیسا کہ:۔

☆ ''جو بعض لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت پوری کر دے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی شرک نہیں کیا۔ اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے، یہ بات غلط ہے۔ اس لئے کہ اس کے مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور سے اور نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں''۔ (حوالہ:۔ تقویۃ الایمان، مصنف:۔ مولوی اسماعیل دہلوی)

(ناشر: دار السلفیہ، ممبئی، تاریخ اشاعت: اپریل ۱۹۹۷ء، ص: ۴۴)

تقویت الایمان کی مندرجہ عبارت کو قارئین کرام بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ بزرگان دین دور اور نزدیک سے سن لیتے ہیں یہ اعتقاد رکھنا ہی شرک ہے۔ یہاں استعانت اور غیر اللہ سے مدد مانگنے کا معاملہ نہیں بلکہ تقویت الایمان کا مصنف یہ کہہ رہا ہے کہ دور اور نزدیک سے سن لینے کا عقیدہ رکھنا ہی شرک ہے یعنی کسی کو اس کی قبر سے بہت بعید کے فاصلے سے مخاطب کر کے پکارو یا اس کی قبر سے بالکل ملحق ہو کر مخاطب ہو کر پکارو۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے یعنی شرک ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی نے کسی کو اس کی قبر سے دور کے فاصلہ سے مخاطب کر کے پکارا یا قریب سے پکارا وہ پکارنے والا مشرک ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ورد جاری رکھتے ہوئے قارئین کرام غور فرمائیں کہ مندرجہ بالا عبارت شرک کے فتوے کی مشین گن نہیں بلکہ ایٹم بم ہے کہ ایک فتوی سے ملت اسلامیہ کے بے شمار موحدین و مومنین کے ایمان کے پرزے اُڑا دیئے۔ جس کام کو ایک جلیل القدر صحابی رسول نے کیا اس کام کو صدیوں کے بعد سابئ رسول شرک قرار

marfat.com

دے رہا ہے۔

(۱) اگر صاحب قبر کو مخاطب کر کے پکارنا شرک ہے تو کیا حضرت خالد بن سعید اس حکم سے ناواقف تھے؟ کیا ان کو شرک جیسے اہم امور کے حکم کی شرعی معلومات نہ تھی؟

(۲) قارئین کرام میزان عدل کے ایک پلہ میں جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت خالد بن سعید کا یہ فعل رکھیں اور دوسرے پلے میں سابیٔ (گستاخ) رسول مولوی اسماعیل دہلوی کا قول رکھیں اور فیصلہ کریں کہ دور حاضرہ کے منافقین کا اعتقاد کتنا گھناؤنا اور فاسد ہے۔

اس بحث کو طول نہ دیتے ہوئے صرف اتنا کہنا ہے کہ ہمارے لئے ایک صحابیٔ رسول کا فعل سند ہے۔ حالانکہ اس کے اثبات و جواز میں قرآن و احادیث کے دلائل سے لبریز کتب معتمدہ و مستندہ بڑی کثرت سے موجود ہیں۔ سماع موتی اور جواز ندا کے جواز و اثبات میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ قارئین کی معلومات میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ اعتقاد کی پختگی کے لئے بے حد فائدہ بخش ہیں۔

(۱) حَیَاۃُ الْمَمَاتِ فِیْ بَیَانِ سَمَاعِ الْاَمْوَاتِ

(۲) اَنْوَارُ الْاِنْتِبَاہْ فِیْ حَلِّ نِدَائِے یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

(۳) بَرَکَاتُ الْاِمْدَادْ لِاَہْلِ الْاِسْتِمْدَادْ

(۴) اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی لِنَاعِتِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَاءِ

☆ اپنے بیٹے کا انتقام لیتے ہوئے حضرت خالد بن سعید نے رومیوں کو قتل کیا:-

اپنے نور نظر اور دلبند کی قبر کی زیارت سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن سعید خدمت حضرت عمرو بن العاص میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ تھوڑا سا لشکر بطور سریہ اپنے ساتھ لے کر مشرکوں کی تلاش و جستجو میں جاؤں۔ امید ہے کہ میں ان میں سے کسی کو پالوں اور قتل کر دوں تاکہ اپنے لخت جگر کا انتقام لے کر دل کو تسکین دوں۔ حضرت عمرو بن العاص نے قوم حمیر کے تین سو (۳۰۰) سواروں کو ان کے ہمراہ کر دیئے۔ حضرت خالد بن سعید جوش انتقام اور ولولۂ جنگ کے جذبہ سے اتنے متاثر تھے کہ اسی وقت تین سو سواروں کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد وہ ایک سرسبز میدان میں پہنچے۔ سخت دھوپ اور شدت کی گرمی تھی لہٰذا سب نے یہ ارادہ کیا کہ دن کا وقت یہاں گزار دیں تاکہ ہمارے جاندار چارہ اور گھاس کھالیں اور پھر رات کے وقت یہاں سے روانہ ہوں گے۔ لہٰذا سب نے اس میدان میں توقف کیا اور اپنے جانوروں کو چرنے کے لئے کھول دیئے۔ اس میدان کے قریب ہی ایک بلند پہاڑ تھا۔ حضرت خالد بن سعید اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان میں ٹھہرے ہوئے تھے اور اپنے ساتھیوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے تھے۔ دوران گفتگو انہوں نے نظر اٹھا کر پہاڑ کی جانب دیکھا تو پہاڑ کی چوٹی پر ان کو چند آدمی دکھائی دیئے۔ حضرت خالد بن سعید نے ساتھیوں سے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ لوگ جاسوس ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن کا کوئی لشکر اس

marfat.com

میدان کے اطراف میں پوشیدہ ہو اور یہ لوگ ہماری مخبری کر دیں اور مبادا ہم پر دشمن کا لشکر آپڑے۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ ہم ان جاسوسوں پر جاپڑیں اور اپنے قبضہ میں لے لیں۔ ساتھیوں نے کہا کہ اے خالد! یہ کس طرح ممکن ہے؟ کیونکہ ہم میدان میں ہیں اور وہ لوگ پہاڑ کی بلندی پر ہیں اور پہاڑ کا جغرافیہ اس طرح کا ہے کہ اس پر چڑھنا امر دشوار ہے۔ حضرت خالد بن سعید نے اپنے ساتھ دس مجاہدوں کو لیا اور باقی مجاہدوں کو حکم دیا کہ میں جب تک واپس پلٹ کر نہ آؤں تب تک تم اسی جگہ پر ٹھہرے رہنا۔

حضرت خالد بن سعید اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ کے قریب گئے۔ گھوڑوں سے اتر کر اپنے تہہ بند کو باندھا، تلوار کو گردن میں لٹکا لیا اور پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا۔ پہاڑ کی بلندی پر جانے کے لئے اس جگہ کوئی راستہ نہ تھا کہ آدمی اس پر چل سکے لیکن مجاہدوں کا عزم و استقلال اتنا مضبوط تھا کہ پہاڑ بھی اس کے سامنے نرم تھا۔ تمام مجاہد پہاڑ کی چٹانوں سے مثل سوسمار (گوہ) چپک گئے اور رینگتے ہوئے آہستہ آہستہ پہاڑ کی بلندی عبور کرنے لگے۔ ایسا خطرناک مرحلہ تھا کہ ذرا سی غلطی ہوئی یا پاؤں پھسلا یا ہاتھ سے چٹان سرک گئی تو سیدھے زمین پر اس طرح گرتے کہ ایک بوند پانی مانگنے کا بھی ہوش نہ رہے لیکن تمام مجاہد اللہ کی نصرت و مدد سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ پتھر کی چٹانوں کی آڑ میں چھپتے چھپاتے اس جگہ پہنچ گئے جہاں رومی لشکر کے جاسوس ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ کل چھ اشخاص تھے۔ ماحول سے غافل اپنی گفتگو میں کھوئے ہوئے تھے کہ مجاہدوں نے ان کو للکارا۔ وہ چونک پڑے گھبراہٹ و خوف کے عالم میں اپنے ہتھیاروں کی طرف لپکے لیکن مجاہدوں نے ان کو اتنا موقع نہ دیا۔ دو کی گردنیں اڑا دیں اور چار کو گرفتار کر لیا۔

گرفتار ہونے والے چار شخصوں کو حضرت خالد بن سعید نے زدوکوب کی ضیافت سے نوازا اور ان کا حال دریافت کیا کہ وہ کون ہیں؟ اور یہاں کیا کرنے آئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اس پہاڑ کے اطراف دیہات دیر البقیع، جامعہ اور کفر العزیزہ کے رہنے والے ہیں، ہم کو یہ اطلاع ملی کہ ملک عرب کا لشکر ہمارے علاقہ میں آیا ہوا ہے تو دیہات کے لوگ اپنے دیہاتوں سے بھاگ کر مضبوط قلعوں والے شہروں میں رہنے چلے گئے ہیں۔ ہم نے قلعوں سے بھی زیادہ محفوظ و سلامت اس پہاڑ کو جانا اور پہاڑ میں آکر پناہ گزیں ہوئے۔ اطراف کے علاقوں کی خبر کے تجسس میں ہم اس پہاڑ کی چوٹی پر آئے تھے اور تم نے ہم کو گرفتار کر لیا۔ حضرت خالد بن سعید نے ان لوگوں سے رومی لشکر کا حال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہرقل بادشاہ نے بمقام ''اجنادین'' بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے اور وہ فلسطین کی طرف کوچ کرنے والا ہے تا کہ اسلامی لشکر کو بیت المقدس (Jerusalem) میں داخل ہونے سے باز رکھے۔ ان چار اسیروں نے مزید یہ بھی اطلاع دی کہ اجنادین میں جو رومی لشکر ہے اس کے لئے رسد (اناج و اشیائے خوردن) لینے کیلئے رومی لشکر کے سرداروں میں سے ایک سردار ہمارے علاقہ میں آیا ہوا ہے اور اس نے بہت سارا غلہ وغیرہ ذخیرہ کر لیا ہے اور اس کو تمہارے لشکر کا خوف ہے لہٰذا وہ رسد لے کر جلد از جلد روانہ ہو جانا چاہتا ہے۔

حضرت خالد نے ان اسیروں سے پوچھا کہ رومی سردار رسد لے کر کس راستہ سے اجنادین جائے گا؟ انہوں نے کہا کہ

وہ اسی راستہ سے گزرے گا جہاں تم میدان میں ٹھہرے ہوئے ہو، اس پہاڑ میں ایک بڑا درہ ہے وہ اس درہ میں سے ہو کر گزرے گا۔ حضرت خالد نے پوچھا کہ وہ اس وقت کہاں ٹھہرا ہوا ہے؟ جواب میں کہا کہ اس پہاڑ کے قریب ایک بڑا ٹیلہ جس کا نام ''تل بنی سیف'' ہے وہاں پر وہ مع رسد وحمال کے ٹھہرا ہوا ہے۔ حضرت خالد بن سعید نے ان سے فرمایا کہ اگر تم اپنی زندگی کی خیریت چاہتے ہو تو ہم کو ''تل بنی سیف'' تک پہنچا دو۔ ہم تم کو چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے قبول کیا۔

حضرت خالد بن سعید ان چار اسیروں کو لے کر اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ تل بنی سیف کی طرف چل دیئے۔ جب دو پہاڑوں کے درمیان واقع درہ کے پاس پہنچے تو وہاں توقف کیا اور میدان میں ٹھہرے ہوئے اپنے ساتھیوں کو بھی پہاڑ کے درہ کے پاس بلوالیا۔ جب وہ آگئے تو اب وہ سب ساتھ مل کر عجلت کے ساتھ تل بنی سیف نام کے ٹیلے کی طرف آگے بڑھے۔ جب اسلام کے کفن بردوش کی جماعت اس ٹیلے پر پہنچی تو دیکھا کہ تقریباً چھ سو (۶۰۰) رومی سپاہی اور کچھ دیہاتی غلام جلدی جلدی جانوروں پر رسد کے بورے لاد رہے ہیں۔ وہ ماحول سے بے خبر رسد لے کر فوراً روانہ ہونے کی فکر میں تھے۔ ان کا سردار چیخ چیخ کر رسد جلدی لادنے کے حکم چھوڑتا تھا۔ وہ رسد کے لادنے لدانے میں مشغول تھے کہ مجاہدوں نے ان پر یلغار کر دی۔ حضرت خالد بن سعید اور حضرت ذوالکلاع حمیری نے ایسا شدت سے حملہ کیا کہ رومی مبہوت ہو گئے۔ رسد لادنے والے غلام اور حمّال تو فوراً دم دبا کر بھاگ نکلے، رومی سپاہیوں نے تلوار تان لیں اور مقابل ہوئے۔ ان کا سردار بلند آواز سے ان کو لڑنے کی ترغیب اور ہمت دے رہا تھا۔ حضرت خالد بن سعید رومی سردار کی جانب لپکے اور ایک نیزہ اس ستمگر کو ایسا مارا کہ وہ مردہ ہو کر زمین پر گرا۔ مجاہدوں نے بھی بڑی دلیری سے ان کے سروں پر شمشیریں رکھیں اور تین سو بیس (۳۲۰) رومی سپاہیوں کو کاٹ کر پھینک دیا۔ باقی بچے ہوئے سپاہی مفرور ہو گئے۔

حضرت خالد بن سعید نے رومی لشکر کے رسد اور جانوروں پر قبضہ کرلیا۔ نیز مقتولین کے ہتھیار، کپڑے و اسباب کو جمع کیا۔ بڑی کثرت کا غلہ اور مال غنیمت لے کر بخیر و عافیت حضرت عمرو بن العاص کے کیمپ میں بمقام فلسطین واپس آئے۔ حضرت عمرو بن العاص مجاہدوں کے سلامت لوٹنے اور ساتھ میں غنائم کثیرہ لانے سے بہت خوش ہوئے اور حضرت خالد بن سعید اور ان کے ساتھیوں کو مبارکباد اور دعائے خیر و برکت سے نوازا۔ پھر حضرت عمرو بن العاص نے جنگ فلسطین اور تل بنی سیف سے حاصل شدہ رسد و غنائم کی کیفیت کا مفصل خط اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور امیر المومنین خلیفۃ المسلمین، اصدق الصادقین، امام المتقین، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لکھا۔

سپہ سالار اعظم کے عہدہ سے حضرت ابوعبیدہ کی معزولی اور حضرت خالد بن ولید کا تقرر

حضرت عمرو بن العاص کی طرف سے حضرت عامر بن طفیل الدوسی نے خط لے کر امیر المومنین کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے وہ خط پڑھ کر مسلمانوں کو سنایا۔ خط سن کر اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اور صدائے تہلیل وتکبیر سے فضاء کو مترنم کر دیا۔ بعدہٗ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عامر الدوسی سے ملک شام میں اسلامی لشکر کا حال دریافت کیا۔ حضرت عامر دوسی نے بتایا کہ حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کو ملک شام میں الگ الگ مقامات پر متفرق کر دیا ہے اور حضرت ابوعبیدہ ابھی تک اوائل ملک شام میں مقیم ہیں اور ملک شام میں داخل نہیں ہو پائے ہیں۔ علاوہ ازیں ہرقل بادشاہ نے بمقام اجنادین ایک عظیم لشکر جمع کیا ہے تا کہ وہ اسلامی لشکر سے ٹکرائے اور غالب ہو جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عامر الدوسی کی زبانی تمام کیفیت سماعت فرمائی تو انہوں نے سوچا کہ ابوعبیدہ نرم طبیعت اور بھولے مزاج کے شخص ہیں اور رومیوں کی فوج کثیر کے لشکر سے جنگ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے لہٰذا آپ نے اکابر صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ اگر حضرت ابوعبیدہ کے بجائے حضرت خالد بن ولید کو سپہ سالار اعظم کے عہدہ و منصب پر تقرر کیا جائے تو زیادہ مناسب رہے گا۔ کیونکہ وہ مرد شجاع اور جنگی امور میں مہارت رکھتے ہیں۔ تمام صحابہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے تائید کی لہٰذا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو اسلامی لشکر کے سپہ سالار کے عہدہ پر مقرر کیا اور ایک خط حضرت نجم بن مفرح کنانی کو دیا اور حضرت خالد بن ولید کی طرف روانہ کیا۔ اس خط کی اہم عبارت ملاحظۂ قارئین کی خاطر ذیل میں درج ہے:-

"وَاِنِّیْ قَدْ وَلَّیْتُکَ عَلٰی جُیُوْشِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمَرْتُکَ لِقِتَالِ الرُّوْمِ وَقَدْ جَعَلْتُکَ الْاَمِیْرَ عَلٰی اَبِیْ عُبَیْدَۃَ وَمَنْ مَّعَہٗ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"

ترجمہ: "اور تحقیق میں نے سردار کیا تم کو مسلمانوں کے لشکروں پر اور حکم کیا تم کو رومیوں سے قتال کرنے کا اور تحقیق میں نے تم کو ابوعبیدہ اور ان کے ساتھ کے مسلمانوں پر امیر مقرر کیا"۔ (حوالہ:- فتوح الشام، ص:۳۱)

حضرت خالد بن ولید اُن دِنوں عراق کی جانب علاقہ ملک فارس (Persia) میں آتش پرستوں سے مصروف جہاد تھے

marfat.com

اور قریب تھا کہ آپ شہر ''قادسیہ'' کو فتح کرلیں۔ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خط لے کر حضرت مجم بن مفرح وہاں پہنچے اور حضرت خالد بن ولید کو خط دیا۔ خط پڑھ کر آپ نے کہا کہ مجھ کو اللہ اور اللہ کے رسول کے خلیفہ کی اطاعت منظور ہے۔ حضرت خالد کو امیر المومنین کا خط پہنچانے حضرت عامر بن طفیل دوسی بھی مدینہ طیبہ سے حضرت مجم بن مفرح کے ہمراہ گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولید نے فوراً ایک خط حضرت ابوعبیدہ کے نام تحریر کیا۔ اس میں انہوں نے حضرت ابوعبیدہ کو ان کی معزولی اور اپنی تقرری کی اطلاع لکھی اور یہ بھی لکھا کہ:-

''قَدْ وَلَّانِیْ اَبُوْ بَکْرٍ عَلٰی جُیُوْشِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا تَبْرَحْ مِنْ مَّکَانِكَ حَتّٰی اَقْدَمَ عَلَیْكَ''

ترجمہ: ''تحقیق حضرت ابوبکر نے مجھے مسلمانوں کے لشکر پر سردار مقرر کیا ہے۔ پس جب تک میں تمہارے پاس آؤں تب تک تم جس جگہ ہو وہیں ٹھہرے رہنا''۔ (حوالہ:- فتوح الشام، ص:۳۱)

حضرت خالد نے وہ خط حضرت عامر بن طفیل الدوسی کو دے کر حضرت ابوعبیدہ کی جانب روانہ کیا اور حضرت خالد نے اپنے ساتھ کے اسلامی لشکر کو ملک شام کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت خالد لشکر کو لے کر ''عین التمر'' کے راستے سے سفر کرتے ہوئے ''ارض ساوہ'' پہنچے۔ اب ان کو وہاں سے ''ارکہ'' نامی مقام پر جانا تھا وہاں سے ملک شام میں داخلہ کرنا تھا۔ لیکن:-

☆ بغیر پانی کے علاقہ کا نہایت مشکل سفر طے کرنے کی نرالی تدبیر:-

لیکن ارضِ ساوہ سے ارکہ تک سفر نہایت دشوار اور مشکل تھا۔ کیونکہ اس مسافت کے درمیان کہیں پانی ملنے کا امکان نہ تھا اور تقریباً تین یا چار دن کا سفر تھا۔ ارض ساوہ میں کثرت سے پانی تھا لیکن آگے کا سفر بغیر پانی کے بنجر علاقے کا تھا۔ اسلامی لشکر میں پانی بھرنے کے لئے مشکیں اور برتن کی قلت تھی۔ اگر ارض ساوہ سے تمام برتن اور مشکیں پانی کی بھر کر ساتھ لیں تو وہ پانی لشکر کے سپاہیوں کو صرف دو یا تین دن تک کفایت کرے لیکن سواری کے جانوروں کو پلانے کے لئے پانی کی فراہمی امر محال تھا۔ پیاس سے تمام گھوڑے مر جائیں، حضرت رافع بن عمیرہ الطائی صحابیِ رسول جو ملک شام کے علاقوں اور راستوں کی اچھی خاصی واقفیت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی رائے اور مشورہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ تیس اونٹوں کو سات دن تک پیاسا رکھو اور پھر میں جس طرح کہوں کرو۔ چنانچہ لشکر نے ارضِ ساوہ میں سات دن توقف کیا اور تیس اونٹوں کو سات دن تک پیاسا رکھا۔

جب لشکر نے کوچ کی تیاری کی تب حضرت رافع بن عمیر نے سات دن کے پیاسے اونٹوں کو خوب پانی پلا کر ان کے منہ باندھ دیئے اور سپاہیوں سے کہا کہ تمام برتن اور مشکیزے پانی سے بھر لو اور تمام مجاہدوں نے اس طرح کیا اور لشکر وہاں سے کوچ کرتا ہوا آگے بڑھا۔ جب کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو وہاں حضرت رافع بن عمیرہ دس اونٹ ذبح کر کے ان کے پیٹوں سے پانی نکال کر پکھالوں یعنی بڑی مشکوں میں بھر لیتے اور جب وہ پانی ٹھنڈا ہو جاتا تو گھوڑوں کو پلا دیتے اور اونٹ کا گوشت لشکر کے مجاہدوں کے کھانے کے استعمال میں لاتے۔ اس طرح ہر منزل میں کرتے یہاں تک کہ تیس اونٹ ذبح ہو گئے لیکن سفر طے نہ ہوا۔ اب لشکر کی حالت خراب ہوئی۔ آدمیوں کے پینے کے لئے برتنوں اور مشکوں میں پانی نہیں تھا۔ جانوروں کو پلانے کے

marfat.com

لئے اب پانی والا کوئی اونٹ بھی نہیں تھا۔ تمام لشکر پیاس کی شدت وکلفت برداشت کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ پانی کی عدم موجودگی میں سب کا برا حال تھا سواری کے گھوڑوں کے قدم بھی لڑکھڑانے لگے۔ مجاہدوں کے حلق اور زبانیں خشک ہوگئیں۔ مزید برآں شدت کی گرمی اور دھوپ کی وجہ سے لشکر کے سپاہی سوکھ کر کانٹا ہوگئے۔ پاؤں بوجھل ہوگئے چلنے کی طاقت نہ رہی۔ قوت تحمل و برداشت جواب دے چکی، دور دور تک کہیں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ سب کی حالت غیر تھی۔ بعض تو راہ میں بیٹھ گئے۔ اب ایک قدم چلنے کی بھی سکت نہ تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ پورا لشکر پانی نہ ملنے کی وجہ سے پیاسا ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت خالد نے مجاہدوں کو ہمت اور تسلی دی اور اب عنقریب پانی ملنے کی امید دلائی۔ لیکن خود کی بھی حالت قریب ہلاکت تھی۔ اب اللہ کی نصرت اور مدد کے سوا اور کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی۔ بقول:-

زمیں تپتی ، کٹیلی راہ ، بھاری بوجھ ، گھائل پاؤں

مصیبت ، جھیلنے والے ، تیرا اللہ والی ہے

(از:- امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت خالد بن ولید لشکر اسلام کی حالت دیکھ کر پریشان تھے۔ لشکر کی تعداد آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی تھی۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر چند اشخاص راہ میں ٹھہر جاتے تھے۔ ضعف وناتوانی کی وجہ سے کھڑا رہنا بھی مشکل تھا۔ حضرت خالد پریشانی واضطراب کے عالم میں حضرت رافع بن عمیرہ طائی کے پاس آئے اور کہا کہ اب ہمارا لشکر قریب ہلاکت ہوگیا ہے۔ کوئی تدبیر سوچو! ہمارے بہادر مجاہدوں کی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔

حضرت رافع نے کہا اے سردار! اب ہم ''قراقر'' اور ''سوی'' نام کے مقام کے قریب آگئے ہیں۔ آپ لشکر کو وہاں تک پہنچانے کی کوشش کرو۔ چنانچہ حضرت خالد نے مجاہدوں کو ہمت وامید دے دے کر بڑی مشکل سے قراقر نامی مقام تک پہنچایا۔ لیکن اکثر مجاہدین راستہ میں پیچھے رہ گئے تھے۔ مقام قراقر میں آکر حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی وہاں کی زمین کو ٹٹولتے ہوئے ایک درخت کے قریب آکر ٹھہر گئے اور ساتھیوں سے کہا کہ اس جگہ کو کھودو۔ چند فٹ گہرائی تک کھودا کہ دفعۃً وہاں سے پانی کا چشمہ مثل دریا کے اُبل پڑا۔ مجاہدوں نے فرط مسرت سے تہلیل وتکبیر کی صدائیں بلند کیں۔ سب نے پانی پیا اور جلدی جلدی مشکیزوں میں پانی بھر کے روانہ ہوئے تا کہ راہ میں بچھڑے ہوئے ساتھیوں کو جا کر سیراب کریں۔ القصہ پانی کے فقدان کی مصیبت ٹل گئی۔ راہ میں بچھڑ جانے والے مجاہدین پانی ملنے پر قوت وتوانائی حاصل کر کے وہ بھی مقام قراقر میں آپہنچے۔ مقام قراقر میں لشکر نے توقف کیا اور سفر کی کلفت سے نجات حاصل کی قدرے آرام واستراحت کرنے کے بعد لشکر نے کوچ کی اور مقام ارکہ کے قریب آپہنچا۔ ارکہ اب صرف ایک منزل کے فاصلہ پر تھا۔ یہاں کا علاقہ زرخیز اور سرسبز وشاداب تھا۔ لشکر نے قلیل عرصہ کے لئے یہاں پر توقف کیا۔ اس دوران چند مجاہدین بارادہ رومی لشکر کی اطلاع حاصل کرنے اور علاقہ کا معائنہ کرنے کی غرض سے لشکر سے نکل کر قریب کے ایک کھیت کی طرف گئے تو وہاں ان کو کچھ اونٹ اور بکریاں نظر آئیں۔ مجاہدین بعجلت چل کر وہاں گئے تو کیا دیکھا کہ:-

marfat.com

☆ حضرت خالد بن ولید کے نامہ بر رومی چرواہے کی قید میں:۔

ایک چرواہا شراب پی رہا تھا اور اس کے قریب ایک شخص اہل عرب سے مشکیں بندھا ہوا پڑا تھا۔ مجاہدوں نے قریب جا کر دیکھا تو وہ حضرت خالد بن ولید کے نامہ بر حضرت عامر بن طفیل الدوسی تھے۔ ان کو اس حالت میں دیکھ کر مجاہدین دوڑتے ہوئے حضرت خالد کے پاس آئے اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ حضرت خالد بن ولید فوراً گھوڑا دوڑاتے ہوئے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ رومی چرواہا شراب کے نشے میں نیم بیہوشی کی حالت میں دُھت ہو کر پڑا ہوا ہے اور اس کے قریب حضرت عامر بن طفیل دوسی رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید نے حضرت عامر سے پوچھا کہ تم کس طرح اور کیوں کر قید ہو گئے؟

حضرت عامر بن طفیل نے اپنی داستانِ اَلم سناتے ہوئے کہا کہ قادسیہ سے آپ کا خط لے کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آپ کی روانگی کے پہلے میں چل پڑا تھا۔ عین التمر، ارض ساوہ اور قراقر کے راستے سے مسافت طے کرتا ہوا میں اس مقام پر جب پہنچا تب شدت کی دھوپ اور گرمی تھی۔ پیاس کی وجہ سے میرا بُرا حال تھا۔ اس چرواہے کو مع اپنی بکریوں اور اونٹوں کے دیکھ کر میں اس کے پاس آیا تاکہ اس سے دودھ مول لے کر اپنی پیاس بجھاؤں۔ جب میں اس کے قریب آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شراب پی رہا ہے۔ میں نے اس سے دودھ طلب کیا تو اس نے شراب کا برتن میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے کہا کہ شراب پیتا ہے اور میری طرف بھی شراب بڑھاتا ہے۔ شراب پینا حرام ہے تب اس نے مکر و فریب کرتے ہوئے کہا کہ تم کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ شراب نہیں ہے بلکہ خالص پانی ہے۔ اپنی سواری سے نزول کر کے خود ہی دیکھ کر اور سونگھ کر تحقیق کر لو کہ شراب ہے یا پانی؟ اگر شراب ہو تو جو چاہو وہ سزا دینا۔ میں اس کی باتوں میں آگیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر پالان سے اُترا اور زانو کے بل بیٹھ گیا تاکہ دیکھوں کہ اس کے بڑے کاسے میں شراب ہے یا پانی۔ اچانک اس نے اپنے پاس رکھی ہوئی لاٹھی اٹھا کر میرے سر پر دے ماری کہ مجھے ایسا لگا کہ شاید میرے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور میں غش کھا کر گر پڑا۔

جب ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو رسیوں میں مضبوط بندھا پایا اور یہ چرواہا میرے پاس بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تم اصحاب محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے معلوم ہوتے ہو۔ لہٰذا جب تک میرا مالک جو بادشاہ ہرقل کے پاس گیا ہوا ہے وہ نہ لوٹے گا تب تک میں تجھ کو اسی طرح قید رکھوں گا۔ میں نے پوچھا کہ تیرا مالک کون ہے اس نے کہا کہ اہل عرب سے نصرانی مذہب ہے (عرب متنصرہ) اور اس کا نام قداح بن واثلہ ہے۔

حضرت عامر نے حضرت خالد سے کہا کہ میں تین دن سے اسی حالت میں ہوں یہ شخص میرے پاس آکر بیٹھ کر شراب پیتا ہے اور پھر باقی ماندہ شراب مع برتن کے مجھ پر ڈال دیتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید کو حضرت عامر بن طفیل کی زبانی داستان غم سن کر بہت غصہ آیا۔ وہ چرواہا شراب کے نشے میں چور پڑا ہوا تھا۔ حضرت خالد نے چرواہے کو تلوار کی ضرب ماری اور اس کا سر پھاڑ ڈالا۔ حضرت خالد کے ہمراہ آئے ہوئے ساتھیوں نے تمام مویشی پر قبضہ کر لیا اور حضرت عامر کو قید سے آزاد کیا۔ حضرت خالد نے حضرت عامر سے پوچھا کہ میں نے تم کو حضرت ابوعبیدہ کے نام جو خط دیا تھا وہ کیا ہوا؟ حضرت عامر نے جواب دیتے

marfat.com

ہوئے کہا کہ وہ خط ابھی تک میرے عمامہ میں پوشیدہ اور محفوظ ہے۔ ابوعبیدہ کو میرا خط پہنچاؤ اور اب سفر میں پوری احتیاط سے کام لینا۔ حضرت عامر نے حضرت خالد سے الوداع کر کے حضرت ابوعبیدہ کی جانب راہ اختیار کی۔

''فتح ارکہ، تدمر از صلح''

حضرت خالد نے حضرت عامر بن طفیل الدوسی کو حضرت ابوعبیدہ کی جانب روانہ کرنے کے بعد لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ قراقر سے ارکہ قریب ہی تھا لیکن بیچ میں بھیانک جنگل واقع تھا۔ جنگل پار کر کے لشکر ارکہ پہنچا۔ اسلامی لشکر ارکہ کی طرف آرہا ہے یہ خبر سنتے ہی ارکہ کے اطراف کے علاقہ میں بسنے والے لوگ بھاگ کر ارکہ کے قلعہ میں محصور ہو گئے۔ ارکہ کا حاکم ہرقل بادشاہ کا معتمد اور مقرب شخص تھا۔ وہ میدان جنگ کا آزمودہ کار تھا۔ اس نے ارکہ کے لوگوں کو جنگ کے لئے آمادہ کیا۔ قلعہ کے تمام دروازے بند کر دیئے اور شہر پناہ پر چڑھ کر اسلامی لشکر کا مقابلہ کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ ارکہ شہر میں ہل چل مچی ہوئی تھی کیونکہ اسلامی لشکر کی آمد کی اطلاع سب کو ہو چکی تھی علاوہ ازیں ارکہ کے حاکم کی طرف سے بڑے پیمانے پر مقابلہ کے لئے لوگ جمع کئے جا رہے تھے۔

ارکہ میں ''شمعان'' نام کا ایک حکیم رہتا تھا جو کتب سماوی کا زبردست عالم، قوم روم کا مذہبی پیشوا اور ملاحم کا جاننے والا تھا۔ ملاحم ان کتابوں کو کہتے ہیں کہ جن میں مستقبل میں ہونے والے فتن اور جنگوں کی پیشین گوئیاں لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ حکیم شمعان ارکہ کے کچھ معزز لوگوں کے ساتھ اپنے مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کو خبر پہنچی کہ اسلامی لشکر ارکہ پر حملہ کرنے آپہنچا ہے۔ خبر سنتے ہی اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا اور مضطرب و بیقرار ہو کر کہنے لگا کہ ''وقت قریب آگیا'' ''وقت قریب آگیا''۔ حکیم شمعان کی مجلس میں موجود لوگ اس کی زبان سے بار بار اس جملہ کو سن کر تعجب اور حیرت میں پڑ گئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کون سا وقت قریب آگیا؟ حکیم شمعان نے کہا کہ سلطنت روم کی ہلاکت کا وقت قریب آگیا۔ میرے پاس ایک ملحمہ (کتاب) ہے اس میں اس قوم کا ذکر ہے۔ نیز اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ:-

> ''قوم عرب کا پہلا نشان یہاں پر عراق کی جانب سے آئے گا اور وہ نشان فتح مندی کا ہوگا۔ وہ نشان سیاہ ہوگا اور ان کا سردار لمبا، چوڑا، طویل و موٹا، اس کے دونوں شانوں میں کافی فرق اور اس کے چہرے پر چیچک کے نشان ہوں گے۔ وہی شخص سردار اُن کے لشکر کا ہوگا اور اسی کے ہاتھوں فتح ہوگی''۔

لوگوں نے حکیم شمعان کی بات سن کر قلعہ کی دیوار سے اسلامی لشکر کو جھانک کر دیکھنے لگے تو واقعی اسلامی لشکر کا نشان سیاہ تھا جس کو حضرت خالد بن ولید اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھے اور حضرت خالد بن ولید طویل قد و قامت والے تھے اور ان کے دونوں شانے کشادہ تھے نیز ان کے چہرے پر چیچک کے نشان بھی تھے۔ حکیم شمعان نے جو علامات بیان کی تھیں ان کا لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا لہٰذا وہ ارکہ کے حاکم کے پاس آئے اور کہا کہ حکیم شمعان ہمارے مذہب کا ذی شان پیشوا ہے اور وہ کوئی بھی بات حکمت کے خلاف نہیں کہتا آج اس نے ہم سے قوم عرب کے لشکر کے متعلق جو آگہی

marfat.com

کی اس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے لہٰذا بھلائی اور بہتری اسی میں ہے کہ تم اسلامی لشکر سے ٹکرانے کا ارادہ ترک کر کے ان سے صلح کرلو تا کہ ہمارے مال واسباب اور اہل وعیال ہلاکت سے محفوظ رہیں۔

ارکہ کا حاکم اسلامی لشکر سے جنگ کرنے کے مصمم ارادے سے جنگی تیاری کر رہا تھا اور یک لخت جنگ موقوف کر کے صلح کی پیشکش پر آجانا اس کو گراں معلوم ہوا اس کا غرور اور تکبر صلح کی پیشکش کو دفعۃً منظور کرنے سے روکتا تھا لہٰذا اس نے کہا کہ مجھے صبح تک مہلت دو شب میں اطمینان سے سوچ کر صبح جواب دوں گا۔ قوم نے کہا ٹھیک ہے حاکم ارکہ رات بھر سوچتا رہا کہ اکابر قوم صلح کی طرفداری کر رہے ہیں اور میں جنگ کی تدبیر کر رہا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ صلح کر لیں اور مجھے عربوں کو سونپ کر بَلی کا بکرا بنادیں نیز عربوں کے لشکر سے مقابلہ کرنا بھی مشکل ہے فلسطین کے معرکہ میں سردار روبیس کی بڑی فوج مسلمانوں کی چھوٹی جماعت کے ہاتھوں بری طرح پٹ گئی ہے اور عربوں کا رعب وخوف ملک شام کے تمام لشکروں کے سپاہیوں پر چھا گیا ہے اگر جنگ میں شکست ہوئی تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔ عربوں کے ہاتھ سے ہزیمت اٹھانے کے ساتھ ساتھ میری اپنی قوم کی لعنت وملامت بھی میرے سر ہوگی لہٰذا اکابر قوم کی رائے سے متفق ہونا ہی مناسب ہے۔

صبح اکابر قوم ارکہ نے آکر حاکم ارکہ سے جواب طلب کیا تو اس نے بھی صلح کی موافقت کی۔ لہٰذا قوم کے اکابر حضرت خالد کے پاس آئے اور صلح کی گفتگو کر کے دو ہزار درہم چاندی اور ایک ہزار اشرفی پر مصالحہ کیا۔ حضرت خالد بن ولید نے اہل ارکہ کو صلح کی دستاویز لکھ دی۔ حضرت خالد بن ولید بعد صلح ابھی ارکہ میں موجود تھے کہ ''سخنہ'' اور ''تدمر'' کے حاکم نے بھی آکر صلح کی اور سالانہ جزیہ دینے کی شرط منظور کی۔ اہل سخنہ اور اہل تدمر سے صلح کرنے کے بعد حضرت خالد بن ولید ''حوران'' اور ''بصریٰ'' کی طرف روانہ ہوئے۔

marfat.com

''جنگ بصرہ''

حضرت خالد بن ولید کا خط لے کر حضرت عامر بن طفیل الدوسی حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کی خدمت میں آئے خط پڑھ کر حضرت ابوعبیدہ مسکرائے اور خوش ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے یہ جملہ کہا:۔

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ السَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ لِلّٰہِ وَلِخَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ''

ترجمہ: ''تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ کی اور اللہ کے رسول کے خلیفہ کی اطاعت منظور ہے''۔

حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم کے عہدہ سے اپنی معزولی سے مطلق ملول نہیں ہوئے بلکہ مسرور ہوئے اور اسی وقت تمام مجاہدین لشکر اسلام کو جمع کر کے اپنی معزولی اور حضرت خالد بن ولید کی منصوبی سے مطلع کیا۔

حضرت ابوعبیدہ نے اپنی معزولی سے پہلے حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول کو چار ہزار سواروں کا لشکر دے کر بصرہ کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ حضرت شرحبیل لشکر لے کر بصریٰ پہنچے اور قلعہ شہر کے تھوڑے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔

☆ حاکم بصرہ ''روماس'' اور اس کا حیرت خیز بھاری جسم:۔

شہر بصرہ کے حاکم کا نام ''روماس'' تھا وہ ہرقل بادشاہ اور رومیوں کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتا تھا۔ کتب سابقہ اور ملاحم کا عالم تھا اور اسے رومیوں کے مذہبی پیشوا کی سی حیثیت حاصل تھی۔ روماس حاکم کا جسم بہت ہی تعجب خیز تھا طویل قد و قامت اور کثیف جسامت کی وجہ سے وہ ملک شام میں منفرد الجسم تھا اپنے بہت بھاری ڈیل ڈول کی وجہ سے وہ ملک شام میں مشہور تھا۔ دور دراز سے لوگ اس کا جسم دیکھنے کے لئے آتے تھے وہ اکثر و بیشتر علمی مجلس منعقد کر کے لوگوں کو علم و حکمت کی باتیں سنایا کرتا تھا۔ شہر بصرہ بہت آباد اور شاداب تھا تجارت کی بڑی منڈی میں اسکا شمار ہوتا تھا۔ حجاز و یمن کے تاجر وہاں پر خرید و فروخت کے لئے آیا جایا کرتے تھے۔ بصرہ میں ایک خاص موسم میں ایک میلہ لگتا تھا۔ اس میلے میں کافی لوگ شرکت کرتے تھے میلے کے ایام میں حاکم روماس علمی محافل کا انعقاد کرتا تھا۔ ایک لوہے کی کرسی پر بیٹھ کر وہ علم و حکمت کی باتیں لوگوں کو سناتا تھا لوگ جوق در جوق اس کی محفل میں اس کی باتیں سننے اور خاص کر اس کے ڈیل ڈول کو دیکھنے کی غرض سے شرکت کرتے تھے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ چار ہزار کا لشکر لے کر جب بصرہ پہنچے تب بصرہ میں میلہ لگا ہوا تھا حاکم روماس کی تقریر ہو رہی تھی دوران تقریر اطلاع آئی کہ اسلامی لشکر نے قلعۂ شہر کے قریب نزول کیا ہے۔ خبر سنتے ہی حاکم روماس نے روساء و اکابر شہر کو جمع کیا اور کہا کہ تشویش و فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں بذات خود جا کر اسلامی لشکر کے سردار سے گفتگو کرتا ہوں اور ان

marfat.com

کا منشاء و مطلب دریافت کرتا ہوں حاکم روماس گھوڑے پر سوار ہو کر اسلامی لشکر کے کیمپ کے قریب جا کر ٹھہرا اور پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب! میں حاکم بصرہ روماس ہوں اور چاہتا ہوں کہ تمہارے لشکر کے سردار سے گفتگو کروں۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ اس کے سامنے آئے۔

روماس نے حضرت شرحبیل سے اسلام اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیے اور جواب پائے پھر اس نے موجودہ امیر المومنین کے متعلق پوچھا حضرت شرحبیل نے فرمایا کہ اس وقت عبداللہ عتیق بن ابی قحافہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق خلیفۃ المسلمین ہیں۔ روماس نے کہا کہ اے برادر عربی! میں اپنے دین کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم حق پر ہو لیکن اس وقت میں براہ ہمدردی اور مہربانی مشورہ دیتا ہوں کہ تم یہاں سے پلٹ جاؤ کیونکہ اس وقت بصرہ میں ملک شام کے متفرق مقامات سے کثیر تعداد میں لوگ آئے ہوئے ہیں اور تم بہت قلیل تعداد میں ہو۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم اپنے وطن پلٹ جاؤ ہم تمہارا راستہ نہیں روکیں گے اور یہ بات بھی جان لو کہ تمہارے خلیفۃ المسلمین ابوبکر میرے دوست ہیں۔ اگر وہ یہاں ہوتے تو مجھ سے نہ لڑتے۔

حضرت شرحبیل نے جواب میں فرمایا کہ ہمارے امیر المومنین حضرت ابوبکر کی وہ عالی ذات گرامی ہے کہ اگر ان کے اپنے بیٹے یا بھتیجے بھی دین وملت کے خلاف ہوں تو وہ ان کو بھی معاف نہیں کریں گے کیونکہ وہ خدا کے حکم کی تعمیل پر مامور ہیں یہ معاملہ ان کا ذاتی نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم سے جہاد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا جب تک تم تین باتوں میں کسی ایک کو اختیار نہ کرو گے ہم تم سے جدا نہ ہوں گے۔ دین اسلام اختیار کرو یا جزیہ دو یا ہم سے لڑو۔

حاکم روماس نے کہا کہ میرا اختیار ہوتا تو ہرگز تم سے نہ لڑتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو لیکن میرے شہر میں دور دراز سے رومی قوم جمع ہوئی ہے اور وہ لڑنے پر آمادہ ہے پھر بھی میں واپس جا کر انہیں سمجھانے کی کوشش کروں گا اور نصیحت کرتا ہوں اور دیکھوں کہ انہیں کیا منظور ہے۔

☆ حاکم روماس کا قوم کو سمجھانا قوم کا انکار اور آمادۂ جنگ ہونا:-

حاکم روماس نے واپس آ کر اپنی قوم کو جنگ سے باز رہنے کی نصیحت کی۔ جنگ فلسطین میں سردار روبیس کی ہزیمت کی مثال پیش کر کے اسلامی لشکر کا رعب وخوف ظاہر کیا۔ حضرت خالد بن ولید کی عنقریب آمد سے بھی ڈرایا۔ جنگ کے مہلک اور تباہ کن نتائج سے آگاہ کیا اور صلح کرنے اور جزیہ ادا کرنے کا مشورہ دیا۔

حاکم روماس کی تقریر سن کر قوم مشتعل ہوگئی عربوں کو جزیہ ادا کر کے قوم کو ذلیل ورسوا کرنے کا مشورہ دینے والے حاکم کو قتل کر دو۔ ایک اشتعال برپا ہوگیا اور رومیوں نے روماس کی سخت مخالفت کی بلکہ بعض متعصب نصرانی حاکم روماس کے قتل پر آمادہ ہوگئے۔ حاکم روماس نے لوگوں کے تیور دیکھے تو اس نے بھی رنگ بدلا اور قوم کو اپنی موافق کرنے کی غرض سے بات کا پہلو بدلتے ہوئے کہا کہ اے حاملان صلیب! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں واقعی عربوں سے صلح کرنا چاہتا ہوں؟ ارے! میں تو تمہاری غیرت وحمیت کا امتحان لے رہا تھا۔ مجھے تمہاری غیرت اور خودداری پر ناز ہے۔ اب میرا عزم پختہ بھی جان لو۔ اگر تم

marfat.com

سب عربوں سے صلح کرنے پر متفق ہو جاتے تو بھی میں عربوں سے ہرگز صلح نہ کرتا بلکہ تن تنہا ان سے جنگ کرتا اور ایک اور بات بھی میری سن لو! ہم عربوں سے ضرور لڑیں گے اور میں حاکم روماس لڑائی میں تم سب سے مقدم رہوں گا۔ حاکم روماس کی زبانی اس قسم کی پر جوش اور جذباتی گفتگوسن کر رومیوں میں جوش اور خوشی کی لہر دوڑ گئی اور تمام رومی جنگی سازوسامان سے آراستہ ہو کر بقصد لڑائی میدان میں جمع ہو کر صف بستہ ہونے لگے۔

☆ معرکۂ جنگ اور حضرت خالد کے لشکر کی عین وقت پر آمد:۔

بارہ ہزار کا رومی لشکر قلعۂ شہر سے باہر نکل کر معرکۂ جنگ میں آنے لگا اسلامی لشکر کی تعداد صرف چار ہزار تھی ایک کے مقابلے میں تین کا معاملہ تھا۔ رومی لشکر طوفان صَرصَر کی مانند شوروغل کرتا ہوا اسلامی لشکر کی جانب آگے بڑھ رہا تھا جوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ دُور سے ہی تلواریں گھوماتے اور نیزے نچاتے اُچھلتے کودتے دوڑے چلے آرہے تھے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ نے دیکھا کہ رومی لشکر تیز آندھی کی مانند آرہا ہے تو اسلامی لشکر کے مجاہدوں کو پکار کر کہا کہ اے حاملان قرآن! تحقیق جان لو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"الجنة تحت ظلال السيوف"

یعنی: ''جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے''۔

پھر فرمایا کہ: ''اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب خون کا وہ قطرہ ہے جو اس کی راہ میں بہایا جائے۔ اے مجاہدو! دشمنوں سے خوب جہاد کرو اور ان کی صفیں اُلٹ دو''۔

بارہ ہزار رومیوں کا لشکر آدھمکا۔ چار ہزار مجاہد بارہ ہزار رومیوں کے گھیرے میں آگئے۔ جنگ کی آگ شعلہ زن ہوئی۔ شمشیر زنی کا بازار گرم ہوا۔ نیزہ کوبی عام ہوئی۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ، تلواروں کی کاٹ کٹ، زخمیوں کی چیخ پکار، نیزوں کی تیز دھار اور موت کی راہ ہموار کے عالم میں خون کے فوارے اُڑنے لگے۔ آم کے درخت سے پکے ہوئے آم کی طرح بدن سے سر گرنے لگے۔ کفن بردوش مجاہدین اسلام، جان ہتھیلی میں رکھ کر موت کی بازی کھیل رہے تھے۔ ثابت قدمی سے رومیوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ صبح دوپہر تک رومی لشکر کے طوفانی حملے کے تھپیڑوں سے ٹکر لے رہے تھے۔ دشمنوں کی طمع بڑھتی جارہی تھی۔ اسلامی لشکر کے مجاہد پر شدت کا وقت تھا۔ ایسے مصیبت کے عالم میں اسلامی لشکر کے سردار حضرت شرحبیل نے آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ یا حیّ! یا قیوم! یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ! یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ! اے ہمارے رب! تو نے تیرے پیارے نبی کی زبان سے ملک شام اور فارس کی فتح کا وعدہ کیا ہے۔ کافروں پر ہماری مدد کر۔

حضرت ماجد بن روہم العبسی نے روایت کی ہے کہ بصرہ کی لڑائی میں حضرت شرحبیل نے اپنی دعا کو تمام بھی نہیں کیا تھا کہ اللہ کی مدد آگئی۔ جب جنگ کا معرکہ مثل تنور گرم تھا اور اسلامی لشکر کے مجاہدین رومیوں کے گھیرے میں آچکے تھے اور رومی یہ گمان کر رہے تھے کہ اب ہم غالب ہو چکے کہ دفعۃً حوران کے راستہ سے ایک غبار بلند ہوتا ہوا نظر آیا۔ وہ غبار ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا سیاہ بدلیاں آسمان سے نازل ہو کر سطح زمین کے قریب آگئی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں اس غبار سے پیش پیش چلتے

marfat.com

...اوالے گھوڑے اور جھنڈے دکھائی دیئے۔ دو سوار بہت ہی قریب آگئے اور بلند آواز سے پکارا کہ اے شرحبیل! بشارت ہو تم کو کہ ...اللہ تعالیٰ کی مدد تم تک آپہنچی۔ میں خالد بن ولید ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہوں۔ ان دونوں شہسواروں کی متابعت کرتے ہوئے قوم لخم وجذام اور تمام مجاہدین کا لشکر نمودار ہوا۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جس کا نام "رایت العقاب" تھا اور وہ علم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو مدینہ منورہ سے روانہ کرتے وقت عنایت فرمایا تھا۔ وہ مقدس علم "رایت العقاب" نمایاں نظر آرہا تھا۔ جس کو حضرت رافع بن عمیرالطائی اٹھائے ہوئے تھے۔ حضرت شرحبیل کے لشکر کے مجاہدوں نے جب دیکھا کہ محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس علم نصرت الٰہی کی آمد کی نشاندہی کرتا ہوا اور انوار وتجلیات بکھیرتا ہوا آپہنچا ہے تو ان میں ایک نیا جوش پیدا ہوا۔ حضرت خالد کے لشکر نے اس شان سے نعرۂ تکبیر وتہلیل بلند کیا کہ دشمنوں پر لرزہ براندام ہوگیا۔ حضرت خالد بن ولید کا لشکر آپہنچا ہے یہ سنتے ہی رومیوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ حضرت خالد بن ولید کا نام سنتے ہی ان کی ہوا نکل گئی۔ تھوڑی دیر پہلے رومی سپاہی اسلامی لشکر کے مغلوب ہونے کے دن ہی دن میں خیالی خواب دیکھ رہے تھے لیکن حضرت خالد بن ولید کی آمد کی خبر سنتے ہی اب ان کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ قبل اس کے کہ حضرت خالد کا لشکر ان پر ٹوٹ پڑے رومیوں نے بھاگ کر شہر میں پناہ لی۔ قلعہ میں گھس کر قلعہ کے دروازے بند کر دیئے۔

حضرت خالد بن ولید کے لشکر نے حضرت شرحبیل کے لشکر سے ملاقات کی۔ دعا وسلام کے بعد حضرت خالد نے حضرت شرحبیل سے فرمایا کہ ہرقل بادشاہ بمقام اجنادین میں بہت بڑا لشکر جمع کر رہا ہے اور یہ وقت متفرق ہو کر رہنے کا نہیں ہے بلکہ مجتمع ہو کر رہنے کا ہے۔ تم کو شہر بصرہ پر یورش کرنے کی عجلت نہ کرنی چاہئے۔ حضرت شرحبیل نے کہا کہ میں حضرت ابوعبیدہ کے حکم کی تعمیل میں یہاں آیا ہوں۔

☆ جنگ بصرہ کا دوسرا دن، حضرت خالد اور حاکم روماس میں مصنوعی جنگ، بصرہ والوں نے روماس کو معزول کر کے دریحان کو حاکم بنایا، خونی معرکۂ جنگ

پہلے دن بعد دوپہر کو رومی لشکر میدان جنگ سے فرار ہو کر قلعہ میں گھس گیا اور جنگ موقوف ہوگئی۔ حضرت خالد نے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا۔ دوسرے دن صبح کو رومی لشکر جوش وخروش کے ساتھ شہر بصرہ کے قلعہ کا دروازہ کھول کر نکلا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہرقل بادشاہ نے "دریحان" نامی سردار کو مع لشکر بصرہ کی کمک کو بھیجا تھا وہ آپہنچا تھا۔ رومی لشکر کو ماندہ سمجھ کر آمادہ جنگ ہوئے ہیں لہٰذا ہم کو بھی جلدی نکل کر میدان میں آجانا چاہئے تاکہ ہماری تھکان کے متعلق رومیوں کا گمان کافور ہو جائے اور ان پر ہمارا رعب ودبدبہ قائم ہو۔

حضرت خالد اسلامی لشکر کو میدان میں لائے اور صف بندی کی ترتیب شروع فرمائی۔ میمنہ پر حضرت رافع بن عمیرہ طائی، میسرہ پر حضرت ضرار بن الازور، پیدل فوج پر حضرت عبدالرحمٰن بن حمید جمحی کو مقرر کیا۔ آپ کے ساتھ لشکر زحف کا جو مخصوص دستہ (Special Brigade) تھا۔ اس کو لشکر کے مختلف حصوں (Wing) میں متفرق کر دیا اور سب کو حکم دیا کہ جب میں

marfat.com

حملہ کروں تب تم بھی حملہ آور ہونا۔ بعدہٗ حضرت خالد لشکر کو جہاد کی فضیلت اور ترغیب دے رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ رومی لشکر کی صفیں اِدھر اُدھر ہٹنی شروع ہوئیں اور ان صفوں کے درمیان سے ایک بھاری ڈیل ڈول کا لمبا چوڑا اور موٹا، کثیف، جسامت کا ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔ اس کے اور گھوڑے کے جسم پر سونا، چاندی، حریر، یاقوت سے لدے ہوئے لباس اور زیورات چمکتے تھے۔ وہ سوار دونوں لشکروں کے بیچ خالی میدان میں آ کر ٹھہرا اور کہا کہ اے گروہ عرب! میرے مقابلہ کے لئے تمہارا سردار ہی نکلے کیونکہ میں بصرہ کا سردار اور حاکم روماس ہوں۔ تاکہ سردار سے سردار کا برابر کا مقابلہ ہو۔ حاکم روماس کے اس طرح للکار کر دعوت مُبارَزَت دینے پر حضرت خالد فوراً لشکر سے نکل کر اس کے سامنے آئے۔

حاکم روماس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم مسلمانوں کے سردار ہو؟ حضرت خالد نے فرمایا کہ ہاں! مسلمان لوگ مجھے ایسا سمجھتے ہیں اور میں ان کا سردارِ وقت اس تک ہوں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہوں اور جب بھی مجھ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوگی، ان پر میری سرداری باقی نہیں رہے گی۔ روماس نے کہا کہ میں نے کتب سابقہ اور ملاحم میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی ہاشمی قرشی عربی مبعوث کرے گا، جن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا۔ حضرت خالد نے فرمایا ہاں! وہی ہمارے آقا و مولیٰ اور پیغمبر ہیں۔

پھر حاکم روماس نے، قرآن مجید، حرمت شراب، حرمت زنا، فرضیت نماز، فرضیت حج اور، فرضیت جہاد کے متعلق سوالات کئے۔ حضرت خالد نے تمام سوالات کے اطمینان بخش جوابات مرحمت فرمائے۔ حاکم روماس نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تم حق پر ہو اور میں تم کو دوست رکھتا ہوں۔ میں نے اپنی قوم کو تمہارے متعلق خوب ڈرایا دھمکایا لیکن انہوں نے میری ایک نہ سنی اور میرے قتل کے درپے ہوگئے۔ اس وقت بھی میں اپنی قوم کے ڈر سے تمہارے مقابلہ کے لئے نکلا ہوں میں ہرگز تم سے لڑنا نہیں چاہتا تم دین پر قائم ہو۔ تمہاری حقانیت اور صداقت کا میں قائل و معترف ہوں۔ صرف اپنی قوم کے سامنے دکھاوا کرنے لڑنے نکلا ہوں۔

حضرت خالد نے روماس سے فرمایا کہ جب تو اسلام کی حقانیت کا اقرار و اعتراف کرتا ہے تو پھر کلمۂ شہادت پڑھ کر علی الاعلان مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا تاکہ قبول اسلام سے تیرا اور ہمارا حال برابر ہو جائے اور تو ہمارا دینی بھائی بن جائے۔ حاکم روماس نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے ڈر ہے کہ میری قوم مجھ کو قتل کر کے میرے اہل و عیال کو قید کر لے لیکن میں واپس جا کر ایک مرتبہ مزید کوشش کرتا ہوں اور مسلمان ہونے کی ترغیب دیتا ہوں۔ شاید اللہ انہیں راہ راست پر گامزن فرمائے۔ اتنا کہہ کر حاکم روماس نے رومی لشکر کی جانب پلٹنے کے لئے اپنے گھوڑے کو موڑا اور جانے کے قصد سے گھوڑے کو ایڑی ماری۔ حضرت خالد نے اُسے روکا اور فرمایا کہ اے حاکم بصرہ! ذرا دماغ سے کام لے! تو مجھ سے لڑے بغیر صرف گفتگو کر کے واپس جائے گا اور واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی حقانیت و صداقت باور کرانے کی سعی کرے گا تو یقیناً تیری قوم تجھ پر شبہ کرے گی اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تیرے خون کے پیاسے ہو جائیں گے لہٰذا تو تھوڑی دیر صرف دکھاوے کی خاطر مجھ سے لڑتا کہ تیری قوم کا اعتماد برقرار رہے اور تیری شخصیت ان کی نظروں میں مشکوک نہ بنے۔ لہٰذا پہلے میں تجھ پر حملہ کرتا ہوں اور پھر تو مجھ پر حملہ کرتا کہ ہمارے گٹھ جوڑ پر کسی کو شک نہ ہو۔

marfat.com

حضرت خالد کی پیش کردہ تجویز منظور کرتے ہوئے حاکم روماس حضرت خالد کے ساتھ مشغول جنگ ہوا۔ دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ دونوں لشکر کے سپاہی اپنے اپنے سردار کی حوصلہ افزائی کرنے زور زور سے چیخ چیخ کر اس کی بہادری کو سراہنے لگے۔ دونوں سردار بھی گویا حقیقۃً لڑ رہے ہوں اس طرح لڑائی کے ڈھنگ اور کرتب دکھانے لگے۔ اس طرح تھوڑی دیر تک لڑتے رہے۔ پھر حاکم روماس نے حضرت خالد سے کہا کہ اب آپ حملہ میں شدت کرو تاکہ میں پیٹھ پھیر کر بھاگ جاؤں۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ ہرقل بادشاہ نے بصرہ کے کمک کے لئے دریحان نام کے جنگجو اور ماہر جنگ سردار کو بھیجا ہے لہٰذا تم اس سے ہوشیار رہنا اور پوری احتیاط سے کام لینا۔ حضرت خالد نے اس اطلاع دینے پر روماس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس پر غالب کرے گا اور ہماری مدد فرمائے گا۔

پھر حضرت خالد نے حملہ کرنے میں شدت دکھائی۔ حاکم روماس نے ایسا سوانگ بچایا کہ گویا اس میں حضرت خالد کے حملہ کی تاب نہیں۔ اس طرح کا دکھاوا کرتے ہوئے بھاگا۔ حضرت خالد نے تھوڑے فاصلہ تک اس کا تعاقب کیا لیکن گھوڑے کی رفتار متوسط رکھی اور روماس گھوڑے کو تیز دوڑاتا ہوا رومی لشکر میں پہنچ گیا۔ رومیوں نے اپنے سردار کو ہزیمت اٹھا کر واپس پلٹا ہوا دیکھ کر اس سے پوچھا کہ لڑائی کا کیا حال رہا۔ روماس نے کہا کہ کچھ مت پوچھو۔ بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگا ہوں۔ عرب بہت بہادر اور سخت ہیں۔ ان کی تلوار کا وار ایسا شدید ہوتا ہے کہ شیر اور زرہ کو بھی چیر کر رکھ دے مجھ کو تو موت نظر آنے لگی تھی ہم میں عربوں کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں۔ میدان جنگ میں ان کے سامنے ٹھہرنا دشوار ہے لہٰذا میرا کہنا مانو اور جس طرح ارکہ اور تدمر کے لوگوں نے ان سے صلح کی ہے تم بھی اسی طرح عربوں سے صلح کر لو۔ تمہاری بہتری اور بھلائی کا خواہاں ہونے کی وجہ سے میں تم کو نفع بخش رائے دے رہا ہوں۔

حاکم روماس کی بات سن کر رومی غصہ میں بھر گئے۔ خشمناک ہو کر اس کو لعن وطعن کرنے لگے۔ خوب جھڑکا اور جی بھر کے برا بھلا کہا۔ اگر ہرقل بادشاہ کا لحاظ نہ ہوتا تو اسے قتل کر دیتے، قوم نے حاکم روماس سے کہا کہ بزدلی اور نامردگی نے تجھے گھیر لیا ہے، چوڑیاں پہن کر اپنے مکان میں عورتوں کے ساتھ بیٹھ جا۔ لڑائی کرنا اب تیرے بس کی بات نہیں۔ عربوں سے ہم نپٹ لیں گے۔ حاکم روماس کے لئے یہ معاملہ تو من بھاتا اور من بھایا ہو گیا۔ اس کی عین خواہش اور آرزو یہی تھی کہ لشکر اسلام کے حقانی مجاہدوں سے میں لڑنے سے باز رہوں۔ لہٰذا اس نے کسی قسم کی مخالفت اور مخاصمت کئے بغیر لوگوں کا فیصلہ سر پر چڑھاتے ہوئے اپنے مکان کی راہ پکڑی۔

حاکم روماس کو گھر بٹھا کر اہل بصرہ نے سردار "دریحان" کو اپنا حاکم منتخب کر لیا۔ دریحان اپنے تقرر پر بیحد مغرور اور مغرور ہوا۔ گھمنڈ اور تکبر کے نشے میں ڈھت ہو کر شیخی مارتے ہوئے کہا کہ اے اہل بصرہ! اب تم میرا کمال وفن دیکھنا۔ ان عربوں کو تو میں مسل کر اور پس کر رکھ دوں گا۔ لہٰذا وہ زرہ، خود وغیرہ پہن کر اور ہتھیاروں سے آراستہ اور عمدہ لباس میں بن سنور کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آیا اور پکار کر کہا کہ تمہارے سردار کو میرے مقابلہ میں بھیجو۔ حضرت خالد بن ولید اس کے مقابلہ کے لئے میدان کی طرف نکلنے کا قصد کر رہے تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو

marfat.com

روکا اور کہا کہ اے سردار! ہماری بقاء اور ثبات تمہارے سبب سے ہے اور تم مسلسل لڑتے رہنے کی وجہ سے تھک گئے ہو لہٰذا برائے اِستراحت توقف کرو اور مجھ کو دشمن کے مقابلہ میں جانے کی اجازت مرحمت فرماؤ۔ حضرت خالد نے اجازت دی اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر میدان میں اُترے۔

میدان میں آتے ہی حضرت عبدالرحمٰن نے دریحان پر شیرانہ حملہ کیا۔ حضرت عبداللہ کے حملہ کی سرعت و جست سے دریحان ہڑبڑا گیا۔ لیکن بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے دفاع کیا اور جوابی حملہ کیا۔ طرفین میں اس شدت سے معرکہ آرائی ہوئی کہ دونوں لشکر کے لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر ان کی لڑائی کا دل دھڑک منظر دیکھتے تھے۔ دونوں اپنی جنگی مہارت کا بخوبی مظاہرہ کر رہے تھے۔ برابر کی ٹکر اور مقابلہ جما تھا۔ لیکن اللہ کے دین کے شیر کے سامنے رومی بھیڑیا زیادہ عرصہ ٹھہر نہ سکا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے تلوار کی دو تین ضربیں اتنی شدت سے رسید کیں کہ وار چکا کر ڈھال پر لیتے وقت دریحان کے پسینے چھوٹ گئے۔ ڈھال پر تلوار کی زد ایسی شدید تھی کہ اسے ہلا کر رکھ دیا۔ دریحان کا دل بھی ساتھ میں ہل گیا۔ رعب اور خوف سے اس کا دل بھر گیا۔ دل دھک دھک کرنے لگا۔ موت نظروں کے سامنے رقص کرنے لگی۔ مارے ڈر کے اس کا دل دہل گیا۔ دل اُفتادہ ہو کر پیٹھ پھیری اور اب بھاگنے میں ہی خیر و عافیت ہے اس بات کا یقین ہو گیا لہٰذا گھوڑے کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی اور رومی لشکر کی طرف بھاگا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے بھی گھوڑے کو ایڑی ماری اور پیچھا کیا لیکن دریحان تو موت دیکھ کر بھاگا تھا۔ موت کا پنجہ اس کی گردن تک پہنچنے سے باز رہے اس کوشش میں تمام تر طاقت لگا کر بھاگا اور رومی لشکر میں جا پہنچا۔ دریحان رومی لشکر میں جب واپس پلٹا تب خوف و ہیبت سے بھرا ہوا تھا۔ سانس پھول گئی تھی۔ زندگی اور موت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا تھا اور بلائے موت سے بچ کر آیا تھا لہٰذا ہوش و حواس باختہ ہو گئے تھے۔ مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ بولنے کی بھی سکت نہ تھی۔ گھبراہٹ کی وجہ سے زبان نہ ہلا سکتا تھا۔ اپنے سردار کا اس طرح حال دیگرگم ہوتا دیکھ کر رومی لشکر پر بھی تھرتھراہٹ طاری ہو گئی۔ کہاں تھوڑی دیر پہلے کا سردار دریحان جو شیخی اور غرور کے نشے میں زمین پر پاؤں نہ رکھتا تھا اور عربوں کو کچا چبا جانے کے پٹاخے چھوڑتا تھا اور کہاں اس وقت کا سردار دریحان؟ سانپ سونگھ گیا یا کسی نے دم ہوا کر دیا؟ دریحان کی بے غایت درجہ کی بے برگی اور بے چارگی دیکھ کر رومی لشکر پر خوف و خشیت کی چادر تن گئی اور رعب و اضطرار نے ان کے دلوں میں گھر کیا۔

حضرت خالد بن ولید دور سے رومی لشکر کا معائنہ کر رہے تھے۔ انہوں نے جان لیا کہ سردار دریحان کی حالت دیکھ کر رومی لشکر مضطرب و مبہوت ہے۔ لہٰذا اس موقع کا پورا فائدہ اٹھا کر اسی وقت ان پر یلغار کر دینی چاہئے۔ لہٰذا انہوں نے پورے لشکر کو یکبارگی دھاوا بولنے کا حکم دیا۔ حکم ملتے ہی اسلامی لشکر رومیوں پر ٹوٹ پڑا۔ رومیوں نے دفاعی اقدام کرتے ہوئے مقاتلہ و مقابلہ کیا۔ لیکن اسلامی لشکر کا حملہ ایسا سخت تھا کہ رومی لشکر ٹھہر نہ سکا۔ مجاہدوں کی تلواریں قہر الٰہی کی بجلی کی مانند ان پر اس شدت سے پڑیں کہ میدان کارزار سرخ آب کا تالاب نظر آنے لگا۔ رومی لشکر کے قدم اکھڑ گئے اور قلعہ شہر کو مفر اور مقر بناتے ہوئے بھاگنے کی مردانگی دکھائی۔ رومی لشکر شہر میں داخل ہو گیا اور شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے۔ شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے اور ناقوس بجا بجا کر اور کلمہ کفر کے ساتھ شور کرنے لگے۔ ہزاروں کی تعداد میں رومی سپاہی مقتول ہوئے۔ اسلامی لشکر

marfat.com

سے دو سو تیس (۲۳۰) مجاہدوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت خالد نے نماز جنازہ پڑھا کر شہداء کو دفن کیا۔ آفتاب غروب ہو گیا۔ اسلامی لشکر قلعہ کے باہر اپنے کیمپ میں واپس ہوا لیکن قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ رومی لشکر قلعہ میں محصور ہو گیا۔

☆ حاکم روماس کی تدبیر سے رات میں ہی بصرہ کا قلعہ فتح ہو گیا:۔

رات کے وقت اسلامی لشکر کے کیمپ کی نگرانی اور نگہبانی کے لئے حضرت خالد بن ولید نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق، حضرت معمر بن راشد اور حضرت مالک اشترنخعی کی سرداری میں لشکر زحف کے ایک سو سواروں کو مقرر کر دیا۔ یہ نگہبان حضرات لشکر کے اردگرد گشت کرتے تھے اور گھومتے تھے۔ جب رات کا چوتھائی حصہ گزرا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص موٹے بالوں کے کمبل جیسا لباس پہنے ہوئے اسلامی لشکر کے کیمپ کی طرف آرہا ہے۔ انہوں نے اس شخص کو للکارا اور اس کی طرف لپکے۔ اس شخص نے بلند آواز سے کہا کہ اے عربی برادر وتوقف کرو اور مجھ سے اپنے ہاتھوں کو روکو، میں حاکم بصرہ روماس ہوں اور ضروری کام سے تمہارے سردار سے ملنے آیا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن روماس کو لے کر حضرت خالد کے خیمہ میں آئے۔

حضرت خالد نے روماس کو دیکھتے ہی پہچان لیا، مسکرائے اور خیر مقدم کیا۔ روماس نے کہا کہ تمہارے ساتھ مصنوعی جنگ کر کے جب میں واپس گیا تو میری قوم نے مجھ کو معزول کر کے اپنے گھر بٹھا دیا ہے۔ میرا مکان قلعہ کی دیوار سے بالکل ملا ہوا ہے۔ جب رات کی تاریکی چھائی تو میں نے اپنے غلاموں اور لڑکوں کو حکم دیا کہ قلعہ کی دیوار کی جانب جو مکان کی دیوار ہے اس کو کھود کر ایک دروازہ بنا ڈالو لہٰذا انہوں نے بنا ڈالا اور میں اسی دروازہ سے نکل کر تمہارے پاس آیا ہوں۔

تمہارے پاس اس وقت آنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ تم میرے ساتھ تمہارے بہادر اور اعتماد والے ایک سو سواروں کو بھیجو، جن کو میں اس دروازے سے اپنے مکان میں داخل کر دوں اور پھر ہم شہر پر قبضہ کر لیں گے۔ تم لشکر لے کر شہر کے صدر دروازہ پر کھڑے رہنا۔ ہم اندر سے دروازہ کھول دیں گے۔

حضرت خالد نے حاکم روماس کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کی زیر سرداری ایک سو سوار روانہ کئے۔ ان سواروں میں حضرت ضرار بن ازور بھی تھے۔ حاکم روماس نے ان مجاہدوں کو اپنے مکان میں داخل کر لئے۔ وہاں ان کے لئے ہتھیاروں کا خزانہ کھول دیا۔ تمام مجاہدوں کو رومی سپاہی کا لباس پہنا دیا اور سو مجاہدوں کو چار گروہ میں تقسیم کر کے شہر کے چاروں کونوں میں بھیج دیئے۔ ان چاروں گروہ کو یہ تاکید کی کہ جب تم تکبیر کی آواز سنو تب تم سب بھی مل کر باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا۔ پھر حاکم روماس نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو اپنے ساتھ لیا اور اس برج کی طرف گیا جہاں بیٹھ کر حاکم دریحان اپنے مخصوص احباب کے ہمراہ آئندہ کل کی جنگ کے متعلق رائے اور مشورہ کر رہا تھا۔ روماس حاکم نے عیسائیوں کے مذہبی پیشوا (بطریق) کا لباس پہنا تھا۔ اور حضرت عبدالرحمٰن نے رومی سپاہی کا روپ اختیار کیا تھا۔ دونوں اس برج کی طرف گئے جس میں دریحان تھا۔ حاکم روماس نے اپنے لباس اور حلیہ کو ایسا تبدیل کر دیا تھا کہ دریحان ان کو پہچان نہ سکا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کس غرض سے اس وقت میرے پاس آئے ہو؟ روماس نے کہا کہ میں ایک بطریق ہوں اور میرے ساتھ میرا دوست ہے جو تمہارے ملاقات کا مشتاق ہے۔ دریحان نے کہا کہ ان کا تعارف کیا ہے؟ روماس نے کہا کہ یہ شخص عبدالرحمٰن

marfat.com

ہیں اور خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق کے صاحبزادے ہیں۔ تیرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تیری روح کو دوزخ میں بھیج دیں۔ جب دریحان نے یہ کلام سنا تو مارے غصہ آگ بگولا ہو گیا اور حضرت عبدالرحمٰن پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت عبدالرحمٰن نے اسے اتنا موقع ہی نہ دیا کہ وہ اپنے ہتھیار سنبھالے۔ ایک جست لگا کر سرعت سے اس کے شانے پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ایک ہی وار میں وہ زمین پر مردہ گرا۔

دریحان کے اچانک اس طرح قتل ہونے سے دریحان کے احباب بھڑک اٹھے اور وہ تمام کے تمام حضرت عبدالرحمٰن اور حاکم روماس کی طرف لپکے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے بلند آواز سے نعرہ تکبیر ''اللہ اکبر'' کہا۔ باہر کھڑے ہوئے مجاہدوں نے پر جوش آواز میں اس کا جواب دیا۔ ایک گروہ کے جواب تکبیر سے دوسرے گروہ نے جواب دیا۔ پھر تیسرے اور چوتھے گروہ نے جواب دیا۔ اس طرح شہر کے ہر گوشہ سے تکبیر کی صدا بلند ہونے لگی۔ حالانکہ شہر میں صرف ایک سو مجاہد ہی داخل ہوئے تھے لیکن الگ گوشوں میں متفرق تھے اور متفرق گوشوں سے تکبیر کی آوازیں بلند ہوئیں تو دریحان کے مصاحب اور شہر کے رومی باشندے یہ سمجھے کہ بڑی تعداد میں اسلامی لشکر شہر میں داخل ہو گیا ہے لہٰذا وہ خوف وڈر میں مبتلا ہوئے۔ مجاہدین اسلام بدستور صدائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ رات کا وقت تھا گنے چنے لوگ ہر سڑکوں پر اور گلیوں میں تھے۔ جن کو مجاہدوں نے تلوار کی نوکوں پر لیا۔ ایک شور وغل بلند ہوا۔ لوگوں نے اپنے مکانوں کے دروازے اور کھڑکیاں تک بند کر لیں۔ مجاہدین شان وشوکت سے تلوار کے جوہر دکھاتے ہوئے شہر کے صدر دروازے پر پہنچ گئے اور اسے کھول ڈالا۔

حضرت خالد بن ولید لشکر لے کر دروازے کے باہر موجود تھے، دروازہ کھلتے ہی اسلامی لشکر شہر میں داخل ہوا اور نعرہ تکبیر کی صدا بلند کی۔ ایک ساتھ ہزاروں مجاہدوں نے نعرہ تکبیر بآواز بلند کہا اور جو شورِ صدا پھیلا وہ ایسا بارعب تھا کہ شہر کے باشندے ہی نہیں بلکہ درودیوار بھی کانپتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔ مجاہدوں نے شدت سے رومیوں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ رومیوں میں کہرام مچ گیا۔ بچے، بوڑھے اور عورتوں نے چیخ چیخ کر ''لفون، لفون'' پکارنا شروع کیا۔ حضرت خالد بن ولید نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ بتایا گیا کہ امان طلب کرتے ہیں، حضرت خالد نے فوراً تلواریں اٹھا لینے کا حکم صادر فرمایا اور بصرہ والوں کو امان دے دی اور باقی رات سب نے آرام اور چین میں بسر کی۔

☆ حاکم بصرہ روماس کا عَلَی الْاِعْلَان اسلام قبول کرنا:۔

صبح ہوتے ہی حضرت خالد نے اہل بصرہ کو جمع کیا اور اعلان امان کو پھر ایک مرتبہ دوہرایا۔ رومیوں نے اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم پہلے سے ہی عقل وشعور کا صحیح استعمال کر کے تم سے مصالحہ کر لیتے تو نوبت اس حال تک نہ پہنچتی۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ٹلتا نہیں۔ وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ پھر اہل بصرہ نے حضرت خالد سے پوچھا کہ کیا آپ یہ بتائیں گے کہ کس شخص کی راہبری اور اعانت سے آپ اس مضبوط شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے؟ حضرت خالد نے مروت اور حیاء کی وجہ سے حاکم روماس کا نام نہیں بتایا اور بات سنی اَن سنی کر کے ٹال دی۔ لیکن حاکم روماس نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے خدا کے دشمنو! میں نے خدا کی رضامندی حاصل کرنے اور جہاد کا اجر پانے کی غرض سے لشکر اسلام کو راہ بتائی ہے۔ تمام

marfat.com

رومیوں نے متعجب ہوکر پوچھا کہ کیا تو ہمارے طریقۂ دین و مذہب پر نہیں؟ حاکم روماس نے کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اللہ کو اپنا معبود، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول، اسلام کو دین۔ قرآن کو پیشوا، کعبہ کو قبلہ اور مسلمانوں کو اپنا بھائی تسلیم کرلیا ہے۔ حضرت روماس نے اس طرح اقرار و اعلان ایمان و اسلام کر کے اسلامی لشکر کو شہر میں داخل کرنے کا بھی اعتراف کیا۔ حضرت روماس کی بات سن کر رومی بہت ناراض ہوئے اور ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کرنے کا سوچنے لگے۔ حضرت روماس نے لوگوں کے چہروں سے ان کے دلی ارادوں کا قیاس کرلیا اور حضرت خالد سے کہا کہ اے سردار! اب میں ان لوگوں کے ساتھ شہر میں نہیں رہوں گا بلکہ آپ کے لشکر میں شامل ہوکر ملک شام کی فتح کے سلسلہ میں اپنی خدمات پیش کروں گا اور جب پورا ملک شام فتح ہو جائے گا تب یہاں واپس آؤں گا۔

علامہ واقدی نے معمر بن سالم بن نجیہ بن مفرح سے روایت فرمایا ہے کہ حاکم روماس نے اسلامی لشکر کے ساتھ شام کی تمام جنگوں میں شریک جہاد ہوکر اپنی مخلصانہ خدمات پیش کیں۔ جب پورا ملک شام فتح ہوگیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی درخواست پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت روماس کو بصرہ کا حکم مقرر فرمایا۔ حضرت روماس نے قلیل عرصہ وہاں حکومت کی اور ایک بیٹا چھوڑ کر انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ تعالیٰ ورسولہ عنہ)

☆ حاکم روماس کی بیوی کے قبول اسلام کا عجیب واقعہ:-

حاکم بصرہ روماس نے حضرت خالد بن ولید سے درخواست کی کہ جب میں اس شہر میں رہنے والا نہیں لہٰذا آپ میرے ساتھ چند مجاہدوں کو بھیج دو جو مجھ کو میرا مال و اسباب اور اہل و عیال کو میرے گھر سے لانے میں اعانت کریں لہٰذا حضرت خالد نے چند اشخاص ان کے ساتھ بھیجے۔ جب حاکم روماس اپنے گھر گئے تو ان کی زوجہ نے ان سے سخت جھگڑا مول لیا۔ وہ غصہ میں بھری ہوئی ایک شیرنی کی مانند بپھری ہوئی تھی اپنے شوہر سے تیز زبان میں گفتگو کر رہی تھی۔ حضرت روماس کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں سے اس خاتون نے کہا کہ میرا فیصلہ اسلامی لشکر کے سردار کے پاس ہوگا۔ لہٰذا اُسے حضرت خالد بن ولید کے پاس لایا گیا۔ حضرت روماس کی بیوی کے متعلق لوگوں نے حضرت خالد کو بتایا کہ اس کو اپنے شوہر سے سخت نالش و شکایت ہے اور وہ آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ حضرت خالد نے اجازت دی تو حاکم روماس کی بیوی نے بواسطہ مترجم رومی زبان میں اپنی عرض داشت کہی۔ جس کا علامہ واقدی نے اپنی تصنیف میں ان الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ:-

"اس نے بواسطہ ترجمان کے بیان کیا کہ حال میرا یہ ہے کہ رات کو میں نے بحالت خواب ایک شخص نہایت خوبصورت کو مثل ماہ شب چاردہ (چودھویں) کے دیکھا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ شہر بصرہ اور تمام ملک شام اور عراق اسی گروہ عرب کے ہاتھ سے فتح ہوگیا۔ میں نے ان شخص سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر مجھ کو بجانب اسلام کے دعوت فرمائی اور میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر مجھ کو آپ نے دو سورتیں قرآن مجید کی سکھائیں۔ پس خالد بن الولید نے یہ کلام اس کا سن کر تعجب کیا اور بواسطہ ترجمان کے اس سے کہا کہ وہ دو سورتیں پڑھے۔ پس اس نے سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھ کر سنائیں اور خالد بن الولید

marfat.com

کے ہاتھ پر اپنے اسلام کو تازہ کیا اور اپنے شوہر روماس سے کہا کہ یا تو میرا دین قبول کر یا مجھ کو چھوڑ دے۔ پس خالد بن الولید رضی اللہ عنہ یہ کلام اس کا سن کر ہنسے اور کہا ''سبحان من وفقھما'' (پاک ہے وہ ذات جس نے دونوں میں موافقت بخشی)۔ پھر بواسطۂ ترجمان کے اس عورت سے کہا کہ تیرا شوہر تجھ سے پہلے مسلمان ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ عورت بہت خوش ہوئی''۔ (حوالہ:۔فتوح الشام، از:۔ علامہ واقدی، ص:۴۲)

قارئین کرام مندرجہ بالا عبارت کو ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ مطالعہ فرمائیں اور اس کے ایک ایک جملہ پر غور فرمائیں۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات عالیہ اور اختیارات تامہ کی وہ شان رفیع ہے کہ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی جس کو چاہیں دولت ایمان عطا فرمائیں۔ حاکم بصرہ روماس کی بیوی کو صرف اسلام سے ہی مشرف فرما کر فیض منقطع نہیں فرمایا بلکہ ایمان کی دولت عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی جلیل الشان سورتوں کی تعلیم بھی فرمائی۔ یہاں تک کہ اسے یاد (حفظ) کروا دیں۔ حاکم روماس کی بیوی خواب میں حضور اقدس، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئی اور خواب میں ہی جمال جہاں آراء کے دیدار سے بہرہ مند ہوئی۔ حاکم روماس کی بیوی نے حضور اقدس کے جمال اقدس کا ذکر ان الفاظ میں کیا کہ ''چودھویں رات کے چاند کی مانند نہایت خوبصورت''۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل و مثال پیدا فرمایا اور اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں کائنات کو وجود بخشا اور انہیں کے نور کی خیرات چاند اور سورج کو ملی۔ بقول:۔

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

حاکم روماس کی زوجہ کے خواب کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ اس نے قرآن مجید کی سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص تلاوت کر کے سنا دیں۔ بے شک اللہ کے حبیب کی عنایت سے وہ دولت ایمان سے ایسی مشرف ہوئی اور ایمان اس کے دل میں ایسا راسخ ہوا کہ اب وہ یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر بھی میری طرح کفر و شرک کی غلاظت و قباحت سے پاک و صاف ہو جائے۔ اپنے شوہر سے صرف اس لئے جھگڑتی ہے کہ وہ مذہب باطل سے منحرف ہو کر دین حق کی جانب رجوع کرے لیکن اس کے شوہر کی تقدیر تو پہلے ہی سے چمک اٹھی تھی۔ حاکم روماس کی بیوی کو جب پتہ چلا کہ میرا شوہر بھی زمرۂ اسلام میں شامل ہو گیا ہے تو اس کے سرور اور مسرت کی انتہا نہ رہی۔ گویا وہ اپنی تقدیر پر ناز کرتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض اتم واکمل کی شکرگزار تھی۔ بقول:۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم، اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

marfat.com

جنگ دمشق (بار اوّل)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فتح بصرہ کے بعد لشکر اسلام کو دمشق کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ بصرہ سے دمشق جانے سے پہلے آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو خط لکھا کہ میں دمشق کی طرف روانہ ہو رہا ہوں لہٰذا تم بھی اپنے ساتھ جو لشکر ہے اسے لے کر دمشق میں پہنچو۔ ایک خط امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ:۔

"آپ کے حکم کے مطابق میں ملک شام آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں ارکہ، سخنہ، حوران، تدمر اور بصرہ کو فتح کیا اب میں دمشق کی جانب روانہ ہوتا ہوں"۔

مذکورہ دونوں خط روانہ کرنے کے بعد حضرت خالد نے بصرہ سے کوچ کرتے ہوئے ایک گاؤں "ثنیہ" میں پہنچے اور توقف کیا۔ اس گاؤں کو اب "ثنیہ العقاب" کہا جاتا ہے۔ وہاں سے "غوطہ" نامی شہر کی طرف کوچ کی اور وہاں ایک دیر (کھنڈر) میں ٹھہرے۔ اب اس جگہ کو "دیر خالد" کہا جاتا ہے حضرت خالد نے اس مقام پر حضرت ابوعبیدہ کے انتظار میں توقف کیا۔

☆ ہرقل بادشاہ نے زیر سرداری "کلوص" دمشق کی کمک کرنے رومی لشکر روانہ کیا:۔

بادشاہ ہرقل بمقام "اجنادین" زبردست لشکر جمع کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں اسے اطلاع ملی کہ بصرہ مسلمانوں نے فتح کر لیا ہے اور اب اسلامی لشکر دمشق کی جانب روانہ ہوا ہے۔ لہٰذا ہرقل بادشاہ نے دارالسلطنت انطاکیہ (Antoch) میں رومی لشکر کے سرداروں کی میٹنگ بلائی اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ ہرقل بادشاہ نے کہا کہ شہر دمشق (Damascus) ملک شام کی بہشت ہے اگر مسلمانوں نے دمشق بھی فتح کر لیا تو ہماری عزت وشوکت کو بڑا صدمہ پہنچے گا اور ہمارے لئے مصیبت کا باعث ہوگا میں نے مسلمانوں کے لشکر کی تعداد سے دوگنی تعداد کا لشکر دمشق کے لئے تیار رکھا ہے لہٰذا اب تم میں سے کون اس کی قیادت کا ذمہ اپنے سر لینے کو تیار ہے؟ جو شخص تم میں سے مسلمانوں کے لشکر کو شکست دے کر بھگا دے گا اس کو میں وہ تمام شہر جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے ان تمام شہروں کو بطور انعام دے کر مالک بنا دوں گا۔ ہرقل بادشاہ کے دربار میں حاضر سرداروں میں سے ایک سردار "کلوص" نام کا کھڑا ہوا اور ہرقل کو اطمینان دلایا کہ میں اس کی مراد پوری کر کے ہی رہوں گا۔ ہرقل نے ایک سونے کی صلیب اس کو دی اور پانچ ہزار سواروں پر اس کو سردار مقرر کر کے دمشق کی جانب روانہ کیا ہرقل نے جس سردار کو پانچ ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا تھا وہ سردار کلوص کی بہادری اور دلیری پورے ملک شام میں مشہور تھی۔ جب شاہ فارس کسریٰ نے ملک شام پر لشکر کشی کی تھی تب کلوص نے بڑی شجاعت سے مقابلہ کر کے شاہ فارس کے لشکر کو شکست دی تھی۔ کلوص پانچ ہزار

marfat.com

سواروں کو لے کر انطا کیہ سے روانہ ہو کر ''حمص'' پہنچا اس کی آمد کی خبر سنتے ہی اہل حمص نے اس کا شاندار استقبال کیا۔ حمص میں بھی کافی تعداد میں رومی سپاہی مع ہتھیاروں کے موجود تھے کلوص نے ایک دن اور رات وہاں قیام کیا پھر وہ وہاں سے روانہ ہو کر جوسیہ پہنچا۔ وہاں بھی اس کا رومیوں نے استقبال کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر وہ ''بعلبک'' نامی مقام پر آیا وہاں کے باشندے اس کے پاس روتے پیٹتے آئے اور کہا کہ اے سردار کلوص دمشق کو مسلمانوں سے بچا کیوں کہ انہوں نے ارکہ، سخنہ، حوران، تدمر اور بصرہ پر قبضہ کرلیا ہے اور اب دمشق کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کلوص نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ان کا لشکر تو ''جابیہ'' نامی مقام میں پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ یہ لوگ ارکہ سے بصرہ تک کیسے پہنچے لوگوں نے کہا کہ جابیہ میں جو اسلامی لشکر ہے وہ تو ابھی تک وہیں ہے لیکن مسلمانوں کا ایک لشکر ملک عراق کی جانب سے آدھمکا ہے اور اس لشکر کے سردار خالد بن ولید نے ہی یہ سب کارنامہ انجام دے کر ہم پر قیامت قائم کر رکھی ہے۔ کلوص نے سب کو اطمینان دلایا اور کہا کہ میں عربوں کو ملک شام سے بھگا دوں گا۔

☆ دمشق کے حاکم عزرائیل اور ہرقل کے فرستادہ سردار کلوص میں باہمی اختلاف:-

کلوص پانچ ہزار سواروں کا لشکر لے کر دمشق پہنچا دمشق کا حاکم عزرائیل نام کا بطریق تھا جو رومیوں کا مذہبی رہنما ہونے کی وجہ ہرقل بادشاہ کا مقرب تھا اور رومیوں میں اس کی بہت ہی عزت تھی ہرقل نے عزرائیل کی کمک کے لئے تین ہزار کا مسلح لشکر پہلے سے ہی بھیج رکھا تھا۔ علاوہ ازیں دمشق کے قرب و جوار کے علاقوں سے، حمص اور جوسیہ وغیرہ سے بھی بھاری تعداد میں رومی دمشق میں آپہنچے تھے۔ ان کی تعداد بارہ ہزار تھی لہٰذا دمشق میں کل بیس ہزار رومیوں کا لشکر اسلام کے خدمت گاروں سے جنگ کرنے جمع ہوا تھا۔ دمشق شہر رومی لشکر کے سپاہیوں سے مثل پانی کے برتن چھلک رہا تھا۔

کلوص جب دمشق آیا تو وہاں بھی اس کا شاندار استقبال کیا گیا۔ دمشق کے حاکم عزرائیل اور کلوص کے درمیان پرانی اَن بَن تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے سخت مخالف تھے بلکہ سردار کلوص تو عزرائیل کو دمشق کے حاکم کے عہدے پر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح سے عزرائیل کو حاکم دمشق کے عہدہ اور منصب سے معزول کر کے میں چڑھ بیٹھوں۔ جب دمشق کے رؤساء امراء کلوص سے بغرض ملاقات اور عربوں سے جنگ کرنے کے تعلق سے اس کے نظریات اور تدابیر کے امور میں گفتگو کرنے آئے تو کلوص نے اپنی بہادری کی شیخی مارنے میں آسمان زمین کے قلابے ملا دیئے۔ اس نے یہاں تک ڈینگ ہانکی کہ اسلامی لشکر کے سردار کا سر کاٹ کر اپنے نیزہ کی نوک پر لٹکاؤں گا۔ کلوص کی اس طرح شیخی بازی سن کر اہل دمشق کو ڈھارس اور ہمت بندھی۔ وہ اس کی باتیں سن کر بہت خوش ہوئے اس کی بہادری اور شجاعت کے گن گانے لگے۔ کلوص نے اپنے دل میں حاکم دمشق عزرائیل کی بھری عداوت کی خراش نکالنی شروع کی اور کہا کہ عربوں کو تو میں چٹکی بجاتے میں نیست و نابود کر سکتا ہوں لیکن یہ کام اس امر پر موقوف ہے کہ تم عزرائیل کو اپنے شہر سے نکال دو اور یہ کام میں اکیلا انجام دوں۔ میں نہیں چاہتا کہ عربوں کو بھگا دینے کا کام میری شجاعت کی وجہ سے انجام پذیر ہو اور عزرائیل خوامخواہ داد و تحسین میں شریک ہو۔ اہل دمشق نے کلوص سے کہا کہ یہ وقت آپسی اختلافات وجدال کا نہیں۔ ہمارے آپسی اختلاف اپنی جگہ برقرار ہیں، لیکن وقت

marfat.com

کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سب متحد ہو کر عربوں کا مقابلہ کریں۔ دو کے بجائے دس سردار کے ہاتھوں عربوں کو بھگانے کا کام انجام دیا جائے تو اس کو بھی سراہنا چاہیے لہٰذا ہم سب اہلِ دمشق گزارش کرتے ہیں کہ تم اپنے آپسی اور ذاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر شانہ سے شانہ ملا کر عربوں کے مقابلے میں ایک ہو جاؤ۔ اہلِ دمشق کی اس رائے پر کلوص خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔

حاکم دمشق عزرائیل کو جب پتہ چلا کہ سردار کلوص نے مجھے حاکم کے منصب سے معزول کرنے کی مہم چلائی ہے تو وہ بھی ضد پر اکڑ گیا اور سردار کلوص کی معیت میں رہ کر اسلامی لشکر سے جنگ کرنے کا صاف انکار کر دیا۔ اختلاف نے طول پکڑا اور بات بڑھتی گئی لیکن دمشق کے دانشوروں نے اس معاملہ میں مداخلت کی اور باتفاق رائے اور فریقین کی رضامندی سے یہ بات طے پائی کہ اسلامی لشکر کے سامنے ایک دن کلوص لڑے اور ایک دن عزرائیل لڑے اور جس کی باری کے دن اسلامی لشکر کو شکست ہو وہ دمشق کا حاکم بنے بظاہر تو معاملہ رفع دفع ہو گیا لیکن دونوں کی قلبی عداوت بدستور قائم رہی بلکہ عداوت پورے شباب پر آئی اور ہر ایک اپنے خصم کی ہلاکت کا خواہاں ہو گیا۔

☆ دمشق کا خوں ریز معرکۂ جنگ:-

جیسا کہ اوراق سابقہ میں عرض کیا کہ حضرت خالد بن ولید بمقام دیر وزیر خالد میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور لشکر حضرت ابوعبیدہ کا انتظار کر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ دمشق کی جانب سے رومیوں کی فوج ٹیڑیوں کی مثل آگے بڑھتی ہوئی آرہی ہے۔ آپ فوراً اپنی زرہ جو جنگ یمامہ میں مدعیٔ نبوت مسیلمۃ الکذاب کو قتل کر کے حاصل کی تھی اسے پہن لیا اور اپنی کمر کو عمامہ سے باندھ کر بآواز بلند مجاہدوں کو پکارتے ہوئے فرمایا کہ اے توحید کے پرستارو! دشمنانِ دین تم پر آپہنچے ہیں اے حاملانِ قرآن تم ان مشرکوں کو اپنی تلواروں اور نیزوں کی نوک پر لو! اللہ کے دین کی مدد کرو بیشک اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اے شمع رسالت کے پروانو! تم قرآن مجید کی اس آیت کے مصداق ہو کہ:-

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ (پارہ ۱۱، رکوع ۳، سورہ التوبہ، آیت: ۱۱۱)

ترجمہ: "بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے جان و مال خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں"۔ (کنز الایمان)

حضرت خالد کا کلام سن کر تمام مجاہدین فوراً مسلح اور سوار ہو کر دشمن کے مقابلے میں آگئے۔ رومیوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کا چھوٹا سا لشکر ہماری بڑی فوج سے خائف ہو کر منہ چھپانے کے بجائے سینہ سپر ہو کر مستعد جنگ ہوا ہے۔ لہٰذا رومی لشکر نے قلیل فاصلہ پر توقف کیا۔ اس دوران حضرت خالد بن ولید نے اسلامی لشکر کی صف بندی اور ترتیب کا کام کر ڈالا۔ میمنہ پر حضرت رافع بن عمیرہ طائی، میسرہ پر حضرت میسب کو، دائیں بازو میں حضرت شرحبیل بن حسنہ کو، بائیں بازو میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو، ساقہ پر سالم بن نوفل کو اور خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ وسط میں ٹھہرے۔ اسی اثناء میں رومی لشکر بھی

marfat.com

مرتب اور آراستہ ہو گیا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے تھے ایک طرف بیس ہزار کا رومی لشکر تھا اور دوسری طرف پانچ ہزار سے کچھ زیادہ کا اسلامی لشکر تھا رومی لشکر تعداد کے اعتبار سے چار گنا تھا لیکن رومی لشکر کا ہر سپاہی حضرت خالد کے نام سے تھر تھر کانپتا تھا۔ لہٰذا رومی لشکر سے کوئی بھی لڑنے نہ نکلا۔ وہ اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ اسلامی لشکر کون سا قدم اٹھاتا ہے۔

حضرت خالد بن ولید نے دیکھا کہ رومی سردار جامد ہو کر ٹھہرے ہوئے ہیں اور معرکہ جنگ میں کوئی نہیں آرہا ہے تو آپ نے حضرت ضرار بن الازور کو حکم دیا کہ ان پر ٹوٹ پڑو اور اپنی تلوار کا مزہ چکھاؤ۔ حضرت ضرار بن الازور طویل قد وقامت اور سیاہ فام شخص تھے۔ ان کی آنکھیں موٹی موٹی تھیں اور سینہ کشادہ تھا۔ ہاتھ اور بازو شیشم کی مانند تھے۔ میدان جنگ میں وہ زرہ یا خود نہیں پہنتے تھے۔ صرف ایک پاجامہ پہنتے تھے اور باقی بدن ننگا ہوتا۔ ان کی ڈراؤنی صورت اور بدن کی ہئیت دیکھ کر ہی دشمن لرز جاتا اور ایک انجان خوف اس پر طاری ہو جاتا۔

حضرت ضرار نے اپنی برق رفتار سواری کا رخ رومی لشکر کی طرف موڑا اور مثل طوفانِ صَرصَر ان پر ٹوٹ پڑے۔ صفیں اُلٹ کر رکھ دیں۔ کثرت سے سپاہیوں کو کاٹ ڈالا۔ ان کی شمشیر زنی کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا ایسا محسوس کرتا تھا کہ سوکھی لکڑیوں کے ڈھیر پر آرا چل رہا ہے۔ رومی لشکر میں ہل چل مچ گئی۔ سواروں کی گردنیں بادِ صَرصَر سے سوکھے پتوں کی طرح اُڑتی تھیں اور سر کٹے ہوئے جسم گھوڑوں سے ٹپٹپا کر زمین پر گرتے تھے پیدل فوج کی طرف رخ موڑا تو ایک گرداوے میں پیادہ سپاہیوں کو خاک وخون میں ملا دیا۔ رومی لشکر کا ہر فرد ان کی سرعت اور کرتب جنگ دیکھ کر حیرت زدہ تھا۔ کسی میں اتنی ہمت وحوصلہ نہ تھا کہ قریب جا کر وار کرے۔ لہٰذا تیر اور پتھر برسانے شروع کئے حضرت ضرار اسلامی لشکر میں واپس آئے۔

حضرت خالد نے اب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کو میدان میں اتارا۔ وہ بھی حضرت ضرار کی مانند رومی لشکر میں کہرام مچا کر واپس آئے۔ پھر حضرت خالد بن ولید بذات خود میدان میں آئے نیزہ بازی کا طریقہ اور شمشیر زنی کا فن دکھا کر رومیوں کو تعجب میں ڈال دیا۔ حضرت خالد اپنے گھوڑے کو میدان میں گھوماتے تھے اور کرتب جنگ کا مظاہرہ کرتے تھے رومی سردار کلوص آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حضرت خالد کی جنگی مہارت دیکھ رہا تھا۔ اس نے گمان کیا کہ یہی مسلمانوں کے سردار معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت خالد میدان میں گھومتے ہوئے پکار پکار کر لڑنے والا طلب کرتے تھے۔ لیکن مقابلہ کے لئے ایک بھی مائی کا لال نہ نکلا۔ اتفاقاً حضرت خالد اور سردار کلوص کی نظریں چار ہوئیں دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا کلوص یہ سمجھا کہ میرا زرق برق لباس اور ساز وسامانِ جنگ دیکھ کر حضرت خالد نے مجھے پہچان لیا ہے کہ میں ہی لشکر کا سردار ہوں اور وہ مجھ پر حملہ کرنے آرہے ہیں لہٰذا وہ لشکر کی صف اول سے پیچھے کو ہٹا اور لشکر کے بیچ میں گھسنے کی عجلت کرنے لگا۔ اس کی اس حرکت سے ایک شور وغل ہوا اور حضرت خالد کے ملتفت ہونے کا سبب بنا اور واقعی حضرت خالد اس طرف آنے کو آگے بڑھے۔ کلوص نے دیکھا کہ حضرت خالد میری طرف آرہے ہیں تو وہ بزور تمام لشکر کے بیچ میں گھس کر بھاگا۔ حضرت خالد نے اس کا تعاقب کیا اور تن تنہا رومی لشکر کی صفوں کے درمیان داخل ہو گئے لیکن سردار کلوص ہاتھ نہ لگا۔ وہ اپنے لشکر میں پانی میں نمک کی طرح گھل گیا۔ کلوص کے محافظ مزاحم ہوئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت خالد کی برق رفتار شمشیر کی بدولت دس اشخاص کے جسموں سے

سرغائب۔ آپ نے رومیوں کو للکارا کہ میرے اکیلے کے مقابلے میں تم دس اشخاص ایک ساتھ آؤ پھر بھی رومیوں کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔

☆ رومی سردار کلوص اور حضرت خالد کے درمیان مقابلہ اور کلوص کا قید ہونا:۔

جب حضرت خالد کے بار بار پکارنے پر بھی رومی لشکر سے کوئی مقابل نہ نکلا تو حاکم دمشق عزرائیل نے کلوص سے کہا کہ ہرقل بادشاہ نے مجھ کو لشکر کا سردار مقرر کیا ہے۔ مسلمانوں کا سردار کب سے لڑنے والا طلب کرتا ہے مگر نہ تو مقابلہ کے لئے جاتا ہے اور نہ کسی کو بھیجتا ہے۔ ہمارے لئے یہ شرم اور ندامت کی بات ہے۔ کلوص نے کہا کہ اگر تجھ کو ندامت اور عار کا اتنا خیال ہے تو جا، تو بذات خود جا۔ عزرائیل نے کہا میں کیوں جاؤں؟ سردار لشکر تو بنا بیٹھا ہے لہٰذا تو جا۔ کلوص نے کہا دمشق کے حاکم کے عہدے پر تو چڑھ بیٹھا ہے۔ مسلمانوں کا حملہ دمشق پر ہوا ہے۔ لہٰذا تیری ذمہ داری ہے پہلے تو جا بعد میں میرا نمبر۔ تیرے اور میرے درمیان یہ شرط طے پائی ہے کہ ایک دن تو لڑے گا اور ایک دن میں لڑوں گا۔ دمشق میں مجھ سے پہلے تو آیا ہے لہٰذا پہلے تو نکل۔ آج تو لڑ، کل میں لڑوں گا۔ دونوں ایک دوسرے کو بھیجنے کی کوشش میں لاطائل (بے فائدہ) حجت کرتے تھے اور معاملہ بڑھ کر صرف تُو، تُو کا نہ رہتے ہوئے بات تُو تُو، میں میں تک پہنچ گئی اور صورتحال یہ ہوگئی کہ حضرت خالد سے لڑنا بھول کر آپس میں تلواریں تان لیتے لیکن لشکر کے دیگر اراکین نے مداخلت کر کے یہ طے کیا کہ دونوں کے نام قرعہ (Lot) ڈالا جائے اور جس کے نام قرعہ نکلے وہ مقابلہ کے لئے جائے۔ چنانچہ دونوں کے نام قرعہ ڈالا گیا اور رومی لشکر کے سردار کلوص کے نام قرعہ نکلا۔ سردار کلوص کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اس کے چہرے کا رنگ فق ہوگیا۔ عزرائیل اس کی مضطرب حالت دیکھ کر بہت خوش ہو رہا تھا اور اس سے طنزاً کہا کہ مسلمانوں کے سردار نے جس طرح اپنی شجاعت دکھائی ہے تو بھی اسی طرح اپنی شجاعت ظاہر کر۔ آج تیرا نمبر ہے آج تو جا کر شجاعت دکھا۔ آئندہ کل میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھاؤں گا۔ کل سب کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ بہادر اور شہسوار ہے۔ کلوص اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور بادل ناخواستہ حضرت خالد کے مقابلے میں گیا۔ میدان میں آتے ہی اس نے حضرت خالد پر نیزہ کا وار کیا لیکن حضرت خالد نے اس کا وار خالی پھیرا۔ کلوص بہت زیادہ مشتعل اور جذباتی ہو کر لڑنے لگا۔ حاکم دمشق عزرائیل کے طنز اور طعنوں نے اس کے دل میں آگ لگا دی تھی اور وہ اپنے دل کی آگ ٹھنڈی کرنے شدت سے حملہ کر کے عزرائیل کو دکھا دینا چاہتا تھا کہ شجاعت میں تیری میرے سامنے کچھ بھی حیثیت نہیں۔ حضرت خالد اور کلوص کے درمیان نیزہ بازی بڑے زور شور سے ہوئی نیزوں کے ٹکرانے سے آگ کی چنگاریاں اُڑتی تھیں۔ کلوص کی اب جرأت بڑھ رہی تھی۔ اس پار یا اُس پار کے نظریہ کو اپنا کر وہ اپنی جان پر کھیل رہا تھا۔ کلوص پورے جوش سے نیزہ بازی کے کرتب دکھا رہا تھا۔ حضرت خالد نے جوش کے ساتھ ہوش کی آمیزش کی تھی۔ کلوص کے جوش وخروش کے بمقابل شروع میں سخت حملے نہ کئے بلکہ کلوص کو حملہ کرنے کے موقعے دیتے رہے اور دفاع کرتے رہے تاکہ کلوص کی قوت صرف ہو کر جلدی ختم ہو جائے کلوص ہڑبڑاہٹ کے عالم میں وار پر وار کر رہا تھا اور حضرت خالد اس کے وار کو پھیرے دیتے تھے۔ اب کلوص تھک گیا تھا اس کے وار میں شدت نہ رہی اور تھکن کے آثار عیاں ہونے لگے اب حضرت خالد

marfat.com

نے جوابی وار کی ابتداء کی اور ایسے شدید حملے کئے کہ کلوص حضرت خالد کے حملوں سے کنارہ کشی چاہنے لگا حضرت خالد اس کی یہ کمزوری جان گئے اور اپنے گھوڑے کو تھوڑا پیچھے ہٹایا۔ کلوص کو تھوڑی راحت محسوس ہوئی اور یہ گمان کیا حضرت خالد بھی میری طرح تھک گئے ہیں لیکن حضرت خالد نے اپنے گھوڑے کو کودا کر کلوص کے گھوڑے کے قریب کر دیا تا کہ کلوص کے ہاتھ میں جو لمبا نیزہ ہے وہ وار کرنے کے لئے کار آمد نہ ہو سکے۔ آپ نے گھوڑے کے زین سے چھوٹا نیزہ کھینچ کر اس کے حلق میں پیوست کر دیا اور بلند آواز سے ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' پڑھ کر اس کو گھوڑے کی زین سے الگ کر کے کھینچ لیا اور اپنے ہاتھوں میں دبوچ کر گھسیٹتے ہوئے اسلامی لشکر کی طرف لے گئے۔ کلوص کے حلق میں نیزے کا وار لگا تھا مگر مہلک نہ تھا۔ البتہ زخم شدید تھا کلوص زخم کی کلفت کی وجہ سے چلاتا تھا۔ حضرت خالد نے کلوص کو اپنے ساتھیوں کے حوالے کرتے ہوئے حکم دیا کہ اس کی مشکیں خوب مضبوط باندھ دو۔

☆ حاکم دمشق عزرائیل کا بادل ناخواستہ مقابلہ کرنے نکلنا:-

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رومی لشکر کے سردار کلوص کو قید کر کے اپنے ساتھیوں کو سپرد فرمایا اور پھر دوبارہ میدان میں جانے کا عزم کیا لیکن ان کا گھوڑا نڈھال ہو گیا تھا تیز سانس لے کر کانپ رہا تھا لہٰذا حضرت خالد نے اپنا گھوڑا بدل دیا اور میدان کی طرف جانے لگے کہ حضرت ضرار بن الازور نے ان کو روکا اور کہا کہ اے سردار! آپ رومی سردار کی لڑائی میں سخت محنت اٹھا چکے ہو، لہٰذا آپ آرام کرو اور مجھ کو اجازت دو کہ میں لڑنے جاؤں۔ حضرت خالد نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اے ضرار راحت اور آرام تو عالم آخرت میں ہے اور جو آج محنت و مشقت کرے گا وہ کل راحت حاصل کرے گا۔ یہ فرما کر آپ میدان کی طرف روانہ ہوئے آپ کو روانہ ہوتے دیکھ کر سردار کلوص زور زور سے چلانے لگا اور رومی زبان میں کچھ کہنے لگا۔ حضرت خالد رک گئے اور حاکم بصرہ حضرت روماس سے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے روماس نے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ تم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں واپس پلٹو اور میری بات سنو۔ پھر اس نے کہا کہ دمشق کے حاکم عزرائیل اور مجھ میں اختلاف ہے لہٰذا تم عزرائیل کو مقابلہ کے لئے طلب کرنا اور قتل کر دینا اگر تم نے عزرائیل کو قتل کر دیا تو شہر دمشق تمہارے قبضے میں آجائے گا۔ حضرت خالد نے فرمایا میں تو کسی مشرک کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ پھر آپ گھوڑے دوڑاتے ہوئے میدان میں آگئے اور مقابل طلب کیا۔

رومی لشکر کے اراکین نے حاکم عزرائیل سے کہا کہ شرط کے مطابق سردار کلوص پہلے مقابلہ کے لئے نکلا لیکن اتفاق سے قید ہو گیا ہے لہٰذا اب تیری باری ہے۔ لہٰذا اب تو مقابلے کے لئے نکل اور اس عرب بدوی کو قتل کر۔ عزرائیل نے کہا کہ اگر مسلمانوں کا سردار مارا گیا تو اس کی جگہ دوسرا شخص قائم مقام ہو جائے گا لیکن اگر میں مارا گیا تو تم سب بغیر چرواہے کی بکریوں کی مانند بے سہارا ہو جاؤ گے لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ ہم سب مل کر یلغار کر دیں۔ رومی لشکر کے اراکین نے کہا کہ اس صورت میں بہت سپاہی مارے جائیں گے۔ اپنی جان بچانے کے لئے پوری قوم کو ہلاکت میں مت ڈال۔ اراکین لشکر نے عزرائیل کو خوب ڈانٹا اور دھمکایا اور قتل کر دینے کی دھمکی دی تب وہ ناچار ہو کر بادل ناخواستہ آمادۂ جنگ ہوا۔

marfat.com

حاکم عزرائیل کو عربی زبان میں گفتگو کرنے کا ملکہ تھا۔ وہ میدان میں آیا اور حضرت خالد سے کہا کہ اے برادر عربی! میرے قریب آؤ تا کہ میں تم سے کچھ سوال کروں۔ حضرت خالد نے فرمایا تو میرے قریب آ تا کہ میں تیرا سر توڑوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کا قصد کیا۔ عزرائیل نے چلا کر کہا اے برادر! توقف کرو۔ تمہارا حکم مان کر میں تمہارے قریب آتا ہوں۔ حضرت خالد نے دیکھا کہ یہ شخص ڈر گیا ہے لہٰذا آپ نے حملہ کرنے میں توقف کیا۔ عزرائیل نے قریب آکر کہا کہ میری سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ تمہارے لشکر میں شہسوار اور بہادر لڑنے والے موجود ہونے کے باوجود تم سردار ہو کر بار بار مقابلہ کرنے کیوں نکلتے ہو؟ اگر تم کو کچھ ہو گیا تو تمہارا لشکر مثل بغیر چرواہے کی بکریوں کے ہو جائے گا۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے پہلے میرے دونوں ساتھی یعنی حضرت ضرار اور حضرت عبدالرحمٰن کو دیکھا ہے۔ ان دونوں نے تمہارے لشکر پر قیامت برپا کر دی تھی اگر میں ان دونوں کو واپس نہ بلاتا تو وہ تم سب کو چیر پھاڑ کر رکھ دیتے۔ میرے تمام ساتھی ایسے ہی بہادر اور شیر دل ہیں۔ لہٰذا میری موت سے کوئی فرق واقع نہ ہوگا۔ پھر حضرت خالد نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہا کہ میں دمشق کا حاکم ہوں اور میرا نام عزرائیل ہے۔ حضرت خالد سن کر ہنسے اور فرمایا اے دشمن خدا! جس کے نام پر تیرا نام رکھا گیا ہے وہ حضرت عزرائیل ملک الموت تیرے مشتاق ہیں تا کہ تجھ کو جلد از جلد دوزخ میں پہنچا دیں۔ پھر عزرائیل نے حضرت خالد سے پوچھا کہ کلوص کے ساتھ تم نے کیا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ وہ ہاتھ پاؤں بندھا ہوا حالت اسیری میں پڑا ہوا ہے۔ عزرائیل نے کہا کہ وہ ایک بلا ہے، اس کو ابھی تک قتل کیوں نہیں کیا؟ فرمایا اس لئے کہ تم دونوں کو ایک ساتھ قتل کرنا ہے۔

حضرت خالد کی بات سن کر عزرائیل سہم گیا اور اس نے لالچ دلاتے ہوئے کہا کہ اگر کلوص کو قتل کر کے اس کا سر مجھ کو دے دو تو اس کے عوض میں آپ کو ایک ہزار مثقال سونا، دس ریشمی کپڑے اور پانچ گھوڑے بطور انعام دوں گا۔ فرمایا کہ یہ تو کلوص کے خون کا عوض ہوا۔ تیرے قتل کرنے کا عوض کیا دے گا؟ عزرائیل نے کہا مجھ سے تم کیا لو گے؟ فرمایا تیرا سر جزیہ میں لوں گا، حالانکہ تو ذلیل وخوار ہوگا۔ عزرائیل نے نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ اے عربی برادر! میں جتنی تمہاری تعظیم اور بزرگی کا لحاظ کرتا ہوں تم اتنی ہی میری اہانت وتذلیل کرتے ہوئے زبان درازی سے کام لیتے ہو۔ لہٰذا اب میں تمہارے ساتھ سختی اور شدت اختیار کرتا ہوں۔ اپنے کو مجھ سے بچاؤ کیونکہ میں تمہارا قاتل ہوں۔ میں ملک الموت کا ہم نام ہوں۔

حضرت خالد کو اس کی بیہودہ گفتگو پر طیش آ گیا اور مثل شعلۂ آگ عزرائیل پر حملہ آور ہوئے عزرائیل اپنے کو بچاتا ہوا جوابی حملے کرنے لگا۔ اب عزرائیل کی جرأت بڑھ رہی تھی خالد کے حملے ابھی شباب پر نہیں آئے تھے بلکہ متوسط درجہ کے وار کرتے تھے لہٰذا عزرائیل نے یہ گمان کیا کہ ان سے لڑنا اتنا مشکل نہیں جتنا میں سمجھ رہا تھا۔ خوانخواہ ان کو شہرت دے دی گئی ہے لہٰذا اب اُس کے حوصلے بڑھنے لگے۔ حالانکہ عزرائیل کا شمار ملک شام کے نامور بہادروں میں ہوتا تھا۔ عزرائیل اب اپنے اصل رنگ میں آ گیا اور تکبر وغرور کے نشے میں مخمور ہو کر حضرت خالد سے کہا کہ اگر میں چاہوں تو تم کو پلک جھپکنے میں زمین پر مردہ گرا سکتا ہوں لیکن تم پر مہربانی اور شفقت کی نظر رکھتے ہوئے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے حال پر رحم کرتے ہوئے عفو وکرم سے کام لیتا ہوں لہٰذا اب تم اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو تا کہ میں تمہیں قید کروں، جس طرح تم نے کلوص کو قید کیا اور

marfat.com

لوگ دیکھیں کہ کلوص کو قید کرنے والے کو عزرائیل قید کر کے لے آیا۔ پھر تم کو اس شرط پر رہا کر دوں گا کہ ملک شام کے جن شہروں پر تم نے قبضہ کر لیا ہے وہ ہم کو سپرد کر دو اور ملک شام سے جزیرہ عرب کی طرف کوچ کر جاؤ۔

حضرت خالد نے فرمایا اے دشمن خدا! عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا کہ ہم دونوں میں سے کون غالب آتا ہے۔ یہ فرما کر آپ نے بھی اپنا جبلی رنگ دکھاتے ہوئے ایسے حملے کئے اور لڑائی کے داؤ دکھائے کہ عزرائیل کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اس نے اپنا طرز گفتگو بدلتے ہوئے کہا کہ اے برادر عربی اتنا غصہ کیوں کرتے ہو؟ میں تو یونہی مذاق کرتا تھا؟ حضرت خالد نے فرمایا لیکن میرا مزاج خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تلوار مارنا ہے۔ آپ نے بڑھ کر تلوار کی ضرب لگائی لیکن عزرائیل نے لوہے کی زرہ (Iron Armour) پہن رکھی تھی لہٰذا تلوار نے کچھ کام نہیں کیا لیکن تلوار کی ضرب اتنی شدید تھی کہ عزرائیل لڑکھڑا گیا۔ اس کا دل اندوہگیں ہو گیا اور اس نے یقین کے درجہ میں جان لیا کہ ان کا مقابلہ کرنا امر محال ہے۔ جان چھڑا کر راہِ فرار اختیار کرنے میں ہی خیریت ہے لہٰذا پیٹھ پھیر کر بھاگا۔

عزرائیل کو بھاگتا دیکھ کر حضرت خالد نے اس کا تعاقب کیا لیکن عزرائیل کا گھوڑا بہت ہی تیز رفتار تھا لہٰذا حضرت خالد اس سے کافی فاصلہ پر رہے گئے۔ حضرت خالد کے گھوڑے کا بند بند تھک کر جکڑ جانے کی وجہ سے گھوڑا اُبھر گیا تھا۔ عزرائیل نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ حضرت خالد کا گھوڑا سست ہو گیا ہے تو اس نے اپنا گھوڑا ٹھہرا دیا۔ حضرت خالد اس کے قریب پہنچے تو عزرائیل نے پھر شیخی کرتے ہوئے کہا کہ شاید تم نے یہ گمان کیا ہوگا کہ میں تم سے ڈر کر بھاگا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے تمہارے ساتھ مکر کیا ہے تاکہ تم کو تمہارے لشکر سے دور لا کر گرفتار کر لوں۔ عزرائیل نے حضرت خالد کے گھوڑے کو دیکھا تو وہ پسینے میں شرابور تھا اور بہت تیز تیز سانس لے رہا ہے۔ اب یہ گھوڑا کارآمد نہیں ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ میرے گھوڑے کے بچھڑ جانے سے تو نے طمع کی ہے لیکن میں پیدل بھی تیرا مقابلہ کر سکتا ہوں، یہ فرما کر آپ گھوڑے کی زین سے اُتر گئے اور تلوار نکال کر اس پر حملہ کرنے بڑھے۔ حضرت خالد کو پاپیادہ دیکھ کر عزرائیل کی طمع اور جرأت بڑھی اور اس نے آپ پر تلوار کا وار کیا لیکن حضرت خالد نے اس کا وار خالی پھیر دیا اور بجلی کی سرعت سے تلوار کی ضرب لگا کر اس کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔ عزرائیل زمین پر گرا لیکن فوراً کھڑا ہو گیا۔ اور ہرن کی رفتار سے رومی لشکر کی طرف بھاگا لیکن حضرت خالد نے بھی دوڑنے میں تیز رفتاری سے کام لیتے ہوئے اس کو پالیا اور اس کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں دبوچ لیا۔ عزرائیل کے منہ سے جھاگ اڑنے لگا۔ وہ بری طرح سے حضرت خالد کی گرفت میں آگیا تھا۔

عزرائیل نے حضرت خالد کی مضبوط پکڑ سے چھوٹنے کے لئے خوب ہاتھ پیر ہلائے لیکن ناکام رہا۔ وہ حضرت خالد کے ہاتھوں میں تڑپ رہا تھا اور بلک رہا تھا۔ حضرت خالد نے اُسے ہاتھ پر اُٹھالیا اور چاہا کہ زمین پر زور سے پٹک کر اس کا کام تمام کر دیں۔ رومیوں نے اپنے حاکم کو ایسی بے بسی کی حالت میں دیکھا تو اس کی رہائی کے قصد سے حملہ کرنے حضرت خالد کی جانب اُمنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح بڑھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس وقت اسلامی لشکر سے دور اور رومی لشکر سے قریب تھے۔ تن تنہا تھے۔ عزرائیل کو ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے تھے اور سامنے سے رومی فوج دوڑتی ہوئی آرہی تھی۔ حالانکہ

marfat.com

رومی لشکر کو حضرت خالد کی طرف بڑھتے دیکھ کر اسلامی لشکر کے مجاہدین حضرت خالد کی مدد اور حفاظت کے لئے بہت تیز بھاگے لیکن فاصلہ زیادہ تھا۔ بظاہر حضرت خالد کی جان کا خطرہ کھڑا ہو گیا تھا۔ بچنا مشکل تھا۔ ایک اکیلی جان پر ٹوٹ پڑنے کے لئے ہزاروں جانیں آ رہی تھی۔ بڑا نازک مرحلہ تھا۔

لیکن! دفعۃً؟

☆لشکر حضرت ابوعبیدہ کی آمد:-

ہزاروں کی تعداد میں رومی حضرت خالد بن ولید کی طرف بڑھ رہے تھے کہ نعرۂ تکبیر کی کان کے پردے پھٹ جائیں ایسی بلند آواز سنائی دی۔ رومیوں کے لشکر کے قریب ہی اسلامی لشکر کے نشان نظر آئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح سینتیس (۳۷) ہزار کا لشکر جرار لے کر آپہنچے تھے۔ رومیوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کا عظیم لشکر آپہنچا ہے تو ان کے حواس باختہ ہو گئے۔ حضرت خالد کی طرف بڑھنا موقوف کر کے قلعہ کی طرف رخ پھیرا "سردار جائے چولہے میں ہم چلے قلعہ میں" کا رویہ اختیار کیا۔ گرتے گرتے، دوڑتے کودتے، ایسے بھاگے کہ قلعہ کے اندر داخل ہو کر ہی دم لیا۔ حاکم عزرائیل حضرت خالد کے ہاتھوں میں دھرا کا دھرا رہ گیا۔ تمام رومی بھاگ نکلے اور ان کا حاکم عزرائیل حضرت خالد کی قید میں آ گیا۔

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کے قریب پہنچ کر سواری سے اُترنا چاہا لیکن حضرت خالد نے قسم دے کر انہیں سواری سے اُترنے نہ دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اکرم، خدا کے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوعبیدہ کو دوست رکھتے تھے اور ان کی بہت عزت فرماتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! خدا کی قسم! حضرت ابوبکر صدیق نے تم کو سردار مقرر کیا اس امر سے میں بہت خوش ہوا ہوں۔ اہل فارس اور مشرکین عرب کے ساتھ تمہاری جنگی خدمات سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ واقعی تم ہی سپہ سالار کے منصب کے لائق ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق نے بہترین انتخاب کیا ہے۔ حضرت خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اے امین الامت! اگر خلیفۃ المسلمین کا حکم نہ ہوتا تو میں ہرگز آپ کی موجودگی میں یہ عہدہ منظور نہ کرتا کیونکہ آپ مجھ سے پہلے ایمان لائے ہو اور خاصانِ درگاہِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو۔ آپ کا بڑا رتبہ اور درجہ ہے۔ خدا کی قسم! آپ کے مشورے کے بغیر میں کوئی کام نہیں کروں گا اور کسی معاملہ میں آپ سے مخالفت نہیں کروں گا۔ پھر دونوں صحابہ نے آپس میں مصافحہ کیا۔ حضرت خالد پاپیادہ تھے لہٰذا ان کے لئے گھوڑا لایا گیا۔ وہ سوار ہوئے اور دونوں یعنی حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد گھوڑوں پر سوار باتیں کرتے ہوئے اسلامی لشکر کے کیمپ کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں حضرت خالد نے دونوں سرداروں کی گرفتاری و نیز اب تک کی کارگزاری کی کیفیت حضرت ابوعبیدہ کو کہہ سنائی۔ حاکم عزرائیل کو لشکر کے مجاہدین مقید کر کے ساتھ چلتے تھے اس طرح مقام دیر وزیر خالد میں دونوں اسلامی لشکر کی ملاقات ہوئی مسلمانوں نے سلام، مصافحہ و معانقہ کیا اور آپس میں ملنے سے بہت مسرور ہوئے۔ شب آرام میں بسر ہوئی۔

(فتوح الشام، ص: ۵۲)

marfat.com

☆ جنگ دمشق (بار اول) کا دوسرا دن اور قلعہ دمشق کا محاصرہ:۔

رومی لشکر کے سردار کلوص اور دمشق کے حاکم عزرائیل کے قید ہو جانے سے اہل دمشق نے ہرقل بادشاہ کے داماد ''توما'' کو دمشق کا حاکم بنایا تھا۔ ''توما'' جنگی امور میں بہت ماہر تھا اور اسی وجہ سے شاہ ہرقل اس پر بہت اعتماد رکھتا تھا۔ دوسرے دن حاکم توما لشکر لے کر قلعہ سے نکلا اور دیر وزیر خالد کے قریب وسیع میدان میں توقف کیا اسلامی کیمپ سے حضرت خالد نے رومی لشکر کو آتے دیکھا تو حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ رومیوں پر اسلامی لشکر کا رعب اور خوف طاری ہو چکا ہے۔ مناسب ہے کہ آپ اور میں دونوں مل کر یلغار کر دیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا کہ تمہارا فیصلہ مناسب ہے۔ چنانچہ اسلامی لشکر نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے یلغار کر دی۔ تکبیر کی آواز سے کوہ وصحرا گونج اٹھے۔ اسلامی لشکر کے کفن بردوش مجاہدوں نے ایسا سخت حملہ کیا کہ پہلے حملے میں ہی رومیوں کے دل ہل گئے مجاہدوں نے رومیوں پر شاسٹ تلواروں کے وار کر کے میدان کو لاشوں سے بھر دیا رومیوں کو لشکر کی ترتیب اور صف بندی کا بھی موقع میسر نہ ہوا اور مجاہدوں نے ان کو تلواروں کی نوک پر لیا۔ موت کی تیز آندھی رومی لشکر پر چل گئی۔ دُم دَبا کر ایسے بھاگے جیسے شیر کو دیکھ کر گیدڑ بھاگتا ہے۔ مجاہدوں نے دیر خالد سے قلعۂ دمشق تک ان کا تعاقب کیا اور جو بھی ہاتھ لگا اسے واصل جہنم کیا۔ رومی لشکر دمشق کے قلعہ میں گھس گیا دروازے بند کر لئے۔ مجاہدوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ باب مشرقی پر حضرت خالد اور باب جابیہ پر حضرت ابوعبیدہ لشکر کے ساتھ ٹھہرے۔ رومی قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر دیکھنے لگے کہ اسلامی لشکر اب کیا کرتا ہے؟ جب اہل دمشق قلعہ کی دیوار سے دیکھ رہے تھے اس وقت حضرت خالد نے رومی لشکر کے سردار کلوص اور دمشق کے سابق حاکم عزرائیل کو بلایا اور دونوں کے سامنے اسلام پیش کیا لیکن دونوں نے اسلام قبول کرنے سے صاف انکار کیا لہٰذا حضرت خالد نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ دونوں کو قلعہ کی دیوار کے قریب لایا گیا اور قلعہ کی دیوار پر موجود ہزاروں رومیوں کی نظروں کے سامنے دونوں کی گردنیں ماری گئیں۔ حضرت ضرار بن ازور نے عزرائیل کو اور حضرت رافع بن عمیرہ طائی نے کلوص کو قتل کیا۔ اپنی نظروں کے سامنے دونوں سردار کی ہلاکت کا منظر دیکھ کر اہل دمشق تلملا اُٹھے۔ غم و ہیبت نے ان کو گھیر لیا۔ اہل دمشق نے دونوں سرداروں کے مارے جانے کا حال اور دمشق کا محاصرہ ہو جانے کا حال ہرقل بادشاہ کو لکھا ایک قاصد کو خط دے کر اس کی کمر میں رسی باندھ کر رات کے وقت اس کو قلعہ کی دیوار سے لٹکا کر نیچے اتارا وہ قاصد دمشق سے انطاکیہ پہنچا اور ہرقل بادشاہ کو خط دیا۔

☆ سردار ''وردان'' کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ ہرقل نے دمشق روانہ کیا:۔

جب ہرقل بادشاہ نے اہل دمشق کا خط پڑھا تو خط کو پھینک دیا اور رونے لگا۔ ارکان دولت اور مصاحب دربار کو جمع کیا اور دمشق کی داستان سنائی اور کہا کہ میں نے تم کو قبل اس کے بھی عربوں کی دلیری سے آگاہ کر کے متنبہ کیا ہے کہ مسلمان میرے تخت تک کے مالک ہو جائیں گے لیکن تم نے ہمیشہ میری بات کو لا اعتناء کرتے ہوئے اس کو اہمیت نہ دی بلکہ لا اُبالی کا طرز اپنایا لیکن اب پانی سر سے اونچا ہو گیا ہے۔ عرب کے ریگستان کے رہنے والے اور چنا، جو اور خرمے جیسی خشک غذا کھانے والے ہمارے سرسبز و شاداب علاقوں کے لذیذ میوات کا مزہ چکھ چکے ہیں اور اب وہ سخت لڑائی کے بغیر یہاں سے ٹلنے والے

نہیں۔ ہمارے لہلہاتے کھیت اور بارونق شہر ان کو اچھے معلوم ہوئے ہیں اور وہ پورے ملک شام پر قبضہ اور تسلط کے درپے ہوئے ہیں۔ اگر یہ بات باعث شرم و عار نہ ہوتی تو میں انطاکیہ چھوڑ کر اپنے آبائی شہر قسطنطنیہ (Istambol) چلا جاتا اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ چین و سکون کے ساتھ حفاظت سے رہتا لیکن اب نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ میں بذات خود عربوں کے مقابلے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حاضرین مجلس نے کہا کہ اے بادشاہ! آپ کیوں زحمت گوارا فرماتے ہیں۔ آپ کے لشکر کے سرداروں میں ایک بہادر شخص ایسا ہے کہ جس نے لشکر فارس کے سامنے شجاعت کے جوہر دکھا کر سب کو دنگ کر دیا تھا اور وہ شخص قلعہ حمص (Homs) کا حاکم ''وردان'' ہے۔ عربوں کے لئے وہ اکیلا کافی ہے۔

ہرقل نے حاکم حمص وردان کو بلایا اور اسے عربوں کے مقابلہ میں جانے کا حکم دیا۔ وردان نے کہا کہ اے بادشاہ! آپ نے مجھے یاد کرنے میں بڑی دیر کر دی۔ آپ نے مجھے فراموش کر کے دوسرے سرداروں کو عربوں کے مقابلے میں بھیج کر ہر محاذ پر ہزیمت اٹھائی اور بازی ہاتھ سے نکل گئی اگر شروع سے ہی میری خدمت لی گئی ہوتی تو میں کب کا عربوں کو بھگا چکا ہوتا۔ ہرقل نے کہا کہ میں عربوں کی اہمیت کچھ نہیں سمجھتا تھا اور ان کے سامنے تیرے جیسے جلیل القدر صاحب شجاعت کو بھیجنا تیری شان کے خلاف سمجھتا تھا۔ لیکن عربوں کی جسارت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ان کے استیصال کے لئے تیرا جانا لازمی ہوگیا ہے۔ میں نے تجھ کو بارہ ہزار سواروں پر سردار مقرر کیا ہے لہٰذا تو جلد از جلد کوچ کرنے کی تیاری کر اور جب تو بمقام بعلبک اور اجنادین پہنچے تو وہاں ہمارا جو لشکر ہے اسے حکم کر کہ مسلمانوں کا ایک لشکر عمرو بن العاص کی سرداری میں ارض فلسطین میں پڑاؤ کئے ہوئے ہے اس لشکر کو خالد بن ولید تک نہ پہنچنے دے۔ فلسطین سے دمشق جانے والے تمام راستے مسدود کر دے۔ پھر تو وہاں سے دمشق کی کمک کو پہنچ جا۔

وردان نے کہا کہ اے بادشاہ! میں آپ کی مراد پوری کروں گا۔ خالد بن ولید اور اس کے ساتھیوں کے سر کاٹ کر لاؤں گا اور آپ کے قدموں میں ڈال دوں گا۔ پھر یہاں سے ملک حجاز پر لشکر کشی کر کے مسلمانوں کے کعبہ کو کھود ڈالوں گا اور مدینہ کو مسمار کر کے کھنڈر بنا دوں گا۔ آپ اجازت عطا فرمائیں، آپ کا یہ خادم اسی وقت کوچ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہرقل نے وردان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کہ عربوں سے مقابلہ کر کے تو فتح حاصل کرے گا اور اپنا کہا کر کے دکھائے گا تو میں وہ تمام شہر جو مسلمانوں نے فتح کر لئے ہیں وہ تمام شہر اور حجاز کا جس قدر ملک تو فتح کرے گا وہ سب کا تجھے مالک کر دوں گا۔ یہ وعدہ میں مقدس انجیل کا حلف اٹھا کر کرتا ہوں اور ہاں! اس سے بڑھ کر ایک انعام یہ کہ میرے انتقال کے بعد ملک شام کا تو ہی بادشاہ ہوگا اور ان تمام وعدوں کی دستاویز لکھ جاؤں گا۔

ہرقل نے وردان کو خلعت (شاہی لباس) دیا اور ایک صلیب سونے کی دی جس کے چاروں کناروں میں قیمتی یاقوت جڑے ہوئے تھے اور کہا کہ جس وقت تیرا دشمن سے مقابلہ ہو تب اس صلیب کو آگے رکھنا یہ صلیب تیری مدد کرے گی۔ پھر وردان نے کنیسہ میں جا کر عبادت کی اور کنیسہ کے پادریوں نے مذہبی مراسم ادا کر کے اس کے لئے فتح و نصرت کی دعا کی۔ کنیسہ سے نکل کر وردان انطاکیہ شہر کے صدر دروازے ''باب فارس'' پر آیا وہاں لشکر جمع کیا گیا اور جب بارہ ہزار کا لشکر مکمل

marfat.com

ہو گیا تو اس نے کوچ کی۔ وردان کے لشکر کو رخصت کرنے ہرقل بادشاہ لشکر کے ہمراہ لوہے کے پل تک گیا۔ وردان کا لشکر معرات کے راستے سے عماۃ نامی مقام سے گزرتا ہوا شہر دمشق کی طرف آگے بڑھا۔

☆ دمشق کے قلعے کا بیس دن تک محاصرہ، جنگ مگر کوئی نتیجہ نہیں:۔

ادھر دمشق کے قلعہ کا اسلامی لشکر نے محاصرہ جاری رکھا تھا۔ روزانہ اسلامی لشکر کے مجاہدین قلعہ کے اِرد گرد بارادہ جنگ موجود رہے تھے۔ اہل دمشق قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر ان پر پتھر اور تیر کی بارش برساتے تھے مجاہدین چمڑوں کی ڈھالیں ہاتھ میں رکھتے تھے اور اپنے کو بچاتے تھے۔ موقع پا کر مجاہدین یمن کے تیران کو مارتے تھے۔ اس طرح بیس دن کا عرصہ گزر گیا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ رومی قلعہ میں محصور ہونے کی وجہ سے سخت تنگی وضیق میں تھے۔ قلعہ میں رسد بھی ختم ہونے کے قریب تھا۔ علاوہ ازیں اہل دمشق کے کھیت قلعہ کے باہر تھے لہٰذا ان کے کاشت کاری کے کاروبار کا ضرر ہو رہا تھا۔ قلعہ میں غلہ وغیرہ نہیں آسکتا تھا۔ اشیاء صرف کی بھی قلت تھی لہٰذا وہ سخت مصیبت میں تھے۔ محاصرہ نے طول پکڑا تھا۔

حضرت شداد بن اوس روایت کرتے ہیں کہ اسلامی لشکر نے بیس دن تک دمشق کا محاصرہ جاری رکھا تھا کہ اسلامی لشکر میں خبر آئی کہ ہرقل بادشاہ نے بمقام ''اجنادین'' رومیوں کا بھاری لشکر جمع کیا ہے۔ خبر سنتے ہی حضرت خالد باب شرقی سے روانہ ہو کر باب جابیہ حضرت ابوعبیدہ کے پاس آئے اور صورتحال سے مطلع کرتے ہوئے اپنی رائے پیش کی کہ ہم دمشق کا محاصرہ ترک کر کے اجنادین میں جمع رومی لشکر سے نپٹ لیں بعد میں دمشق کا مسئلہ حل کریں گے اور اگر اللہ نے ہم کو فتح دی تو پھر یہاں واپس پلٹ آئیں گے۔ پہلے اجنادین میں جمع رومی لشکر سے نپٹ لیں بعد میں دمشق کا مسئلہ حل کریں گے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ میری رائے اس کے برعکس ہے کیونکہ بیس دن تک قلعہ میں محصور رہنے کی وجہ سے اہل دمشق تنگ آگئے ہیں اور ہمارا رعب ان کے دلوں میں سما گیا ہے۔ اگر ہم یہاں سے کوچ کر گئے تو ان کو راحت حاصل ہوگی اور وہ کھانے پینے کی چیزیں قلعہ میں کثیر تعداد میں ذخیرہ کرلیں گے اور جب ہم اجنادین سے یہاں آئیں گے تو وہ لوگ طویل عرصہ تک ہمارا مقابلہ کرنے کی استطاعت کے حامل ہو جائیں گے اور ان پر تنگی کی جو صورتحال اب ہم نے قائم کر دی ہے تب نہ کر سکیں گے۔ حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے محاصرہ جاری رکھا اور دمشق کے قلعہ کے متفرق دروازوں پر اسلامی لشکر کے تمام متعین سرداروں کو حکم دیا کہ اپنی اپنی طرف سے حملہ میں شدت اختیار کریں۔ حضرت خالد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہر جانب سے اسلامی لشکر نے شدید حملے شروع کیے۔

اس طرح دمشق کے محاصرہ کو کل اکیس دن گزر گئے۔ حضرت خالد نے مجاہدوں کو حملے کی شدت بڑھانے کی ترغیب دیتے ہوئے خود نے باب شرقی سے سخت حملے جاری رکھے۔ اہل دمشق اب بالکل تنگ آگئے تھے اور ہرقل بادشاہ کی کمک کے منتظر تھے۔ حضرت خالد نے پے در پے حملے جاری رکھے۔ وہ اسی طرح مصروف جنگ تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ قلعہ کی دیوار پر جو رومی تھے وہ دفعۃً تالیاں بجا کر ناچنے کودنے لگے اور خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ حضرت خالد محوِ حیرت سے ان کو دیکھنے لگے۔ وہ لوگ پہاڑوں کی جانب واقع ''بیت لہیا'' کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنے اپنے قریب کھڑے لوگوں کو کچھ دکھا رہے

marfat.com

تھے۔ حضرت خالد بن ولید نے پہاڑ کی جانب دیکھا تو ایک بڑا غبار اس طرح اٹھتا ہوا نظر آیا کہ اس کی وجہ سے آسمان تاریک نظر آتا تھا۔ دن کے وقت میں بھی اندھیرا چھاتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت خالد فوراً سمجھ گئے کہ دمشق کی کمک کرنے ہرقل بادشاہ کا لشکر آرہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں چند مخبروں نے مخبری کی کہ اے سردار! ہم نے پہاڑ کی گھاٹی کی طرف ایک لشکر جرار دیکھا ہے اور وہ بیشک رومیوں کا لشکر ہے۔ حضرت خالد نے ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم'' پڑھا اور فوراً باب شرقی سے باب جابیہ پر آئے اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو صورتحال سے آگاہ کیا اور کہا کہ اے امین الامۃ! میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تمام لشکر لے کر ہرقل بادشاہ کے فرستادہ لشکر سے نبرد آزمائی کرلوں لہٰذا اس امر میں آپ کا مشورہ کیا ہے؟ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! یہ مناسب نہیں کیونکہ اگر ہم نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تو اہل دمشق قلعہ سے باہر آکر ہم سے جنگ کریں گے۔ آگے سے ہرقل کا لشکر حملہ آور ہوگا اور پیچھے سے اہل دمشق حملہ کریں گے۔ ہم رومیوں کے دو لشکر کے درمیان میں آجائیں گے اور مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ اس پر حضرت خالد نے کہا کہ تو پھر آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ ؟ ؟ ؟؟

☆ حضرت ضرار کا پانچ سو (۵۰۰) سواروں کے ساتھ بارہ ہزار لشکر سے مقابلہ کرنے جانا:۔

تم اپنے لشکر سے کسی جوانمرد بہادر اور جنگ آزمودہ مجاہد کے ساتھ ایک جماعت کو روانہ کرو اور ان کو حکم دو کہ اگر ان کو اس لشکر سے لڑنے کی استطاعت وقوت کا یقین ہو تو لڑلیں ورنہ ہمارے پاس واپس پلٹ آئیں۔ پھر ہم اور کوئی تدبیر تجویز کریں گے۔ حضرت خالد اس طرح کا مشورہ کرنے کے بعد پھر اپنی جگہ باب شرقی پر آئے اور حضرت ضرار بن الازور کو بلا کر فرمایا کہ میں نے تم کو پانچ سو سواروں پر سردار مقرر کیا ہے۔ تم ان سواروں کو لے کر ''بیت لہیا'' کی جانب سے آنے والے رومی لشکر کی طرف جاؤ۔ اگر تم ان کو روک سکو تو ٹھیک ہے ورنہ واپس آجانا۔ حضرت ضرار بن الازور فوراً پانچ سو سواروں کو لے کر روانہ ہوگئے اور بیت لہیا نام کے مقام پر آئے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں آزر سنگ تراش بت تراشا کرتا تھا۔ حضرت ضرار نے وہاں آکر دیکھا کہ دشمن کا لشکر پھیلی ہوئی ٹیڑھیوں کی طرح پہاڑ کی گھاٹی سے اُتر رہا تھا۔ لشکر کے تمام سپاہی لوہے کی زرہوں میں لپٹے ہوئے تھے، اور ان کے سروں پر لوہے کے خود (Helmet) تھے۔ آفتاب کی روشنی میں ان کی زرہیں، خود، تلواریں اور نیزے مثل آئینہ چمک رہے تھے۔

حضرت ضرار بن ازور کے ساتھیوں نے دشمن کی کثیر تعداد دیکھ کر حضرت ضرار سے کہا کہ اے سردار! یہ لوگ بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔ بہتر ہے کہ ہم پلٹ جائیں اور حضرت خالد بن ولید کو مطلع کریں۔ حضرت ضرار نے فرمایا: قسم ہے خدا کی! میں خدا کی راہ میں ضرور شمشیر زنی کروں گا اور پیٹھ پھیر کر ہرگز بھاگنے والوں کے زمرے میں داخل نہیں ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝

(پارہ:۹، رکوع:۱۶، سورہ الانفال، آیت:۱۵)

marfat.com

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب کافروں کے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دو''۔ (کنزالایمان)

حضرت ضرار نے مزید فرمایا کہ اگر میں بھاگ کر واپس جاؤں گا تو اللہ کا گنہگار اور نافرمان شمار کیا جاؤں گا۔ حضرت ضرار کی گفتگو سن کر حضرت رافع بن عمیرہ الطائی بھی جوش میں آئے اور انہوں نے مجاہدوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے گروہ مسلمین! ان گبروں سے کیا ڈرنا؟ اللہ تعالیٰ نے تم کو اکثر لڑائیوں میں مدد دی ہے اور صبر کرنے سے خدا کی مدد قریب ہوتی ہے۔ ہمارے قلیل گروہ نے ہمیشہ کثیر جماعت کو شکست دی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اگلے لوگوں کی راہ پر چلو اور تواضع وزاری سے اللہ کی طرف رجوع کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام مجید میں صاف ارشاد فرمایا ہے کہ:-

''كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ''

(پارہ: ۲، رکوع: ۱۷، سورہ البقرۃ، آیت: ۲۴۹)

ترجمہ: ''بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے''۔ (کنزالایمان)

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی کی پرجوش تقریر نے مجاہدوں کے دل جنبش میں لا دیئے۔ تمام نے بیک زبان یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھاگتا ہوا نہ دیکھے، ہم زندگی کی آخری سانس تک دشمنوں سے لڑیں گے۔

☆ پانچ سو مجاہد بارہ ہزار رومیوں پر ٹوٹ پڑے:-

حضرت ضرار بن الازور تمام ساتھیوں کو لے کر بیت لہیا کے قریب کمین گاہ میں چھپ گئے اور رومی لشکر کا انتظار کرنے لگے۔ حضرت ضرار نے صرف شلوار پہنی تھی۔ اوپر کا جسم ننگا کر کے ہاتھ میں لمبا نیزہ لئے ہوئے عربی نسل کی گھوڑی پر سوار تھے۔ تھوڑی دیر بعد رومیوں کا بارہ ہزار کا لشکر اپنی متکبرانہ شان وشوکت سے آتا ہوا نظر آیا۔ تمام مجاہد ہوشیار ہوگئے۔ جب لشکر قریب آیا تو حضرت ضرار بن ازور اپنے ساتھیوں کے ساتھ نعرہ تکبیر کہتے ہوئے ٹوٹ پڑے۔ اچانک اس طرح کے حملہ سے رومی لشکر کے سپاہیوں کے دلوں میں رعب سما گیا۔ حضرت ضرار بپھرے ہوئے شیر کی طرح رومیوں پر حملہ کر کے ان کو لقمۂ اجل بنا رہے تھے۔ ان کے جسم وقامت کی ہیئت، سُرعت اور جست کو دیکھ کر رومی متحیر تھے۔

ایک شخص رومی لشکر کا نشان فوج اٹھائے ہوئے تھا۔ حضرت ضرار نے اس کے سینے میں نیزہ پیوست کر دیا۔ لشکر کے میمنہ پر ایک شخص عمدہ لباس پہنے ہوئے لشکر کے اہم ارکان میں سے تھا۔ اس کو بھی حضرت ضرار نے نیزہ کی ایک ضرب سے خاک میں ملا دیا۔ ہرقل بادشاہ نے وردان کے لشکر کو روانہ کرتے وقت جو سونے کی صلیب دی تھی اس کو ایک بطریق اٹھائے ہوئے تھا اور وہ تاتاری گھوڑے پر سوار تھا۔ حضرت ضرار اس کی طرف لپکے اور ایسا نیزہ مارا کہ اس کے سُرین کو پھاڑتا ہوا اس کی آنتوں کو چیرتا ہوا دوسری جانب نکلا اور وہ مُردہ ہو کر زمین پر گرا۔ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری۔ جب وردان نے صلیب کو زمین پر گرتے دیکھا تو اس امر کو اس نے شگونِ بد میں شمار کیا اور اس کو اپنی ہلاکت کا خوف لاحق ہوا۔ وردان نے گھوڑے سے اُتر کر صلیب کو اٹھانے کا قصد کیا لیکن چند مجاہدوں نے صلیب کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ وردان کو ہمت نہ ہوئی کہ مجاہدوں کے حصار سے صلیب کو اٹھائے۔ دفعۃً حضرت ضرار نے پکار کر مجاہدوں سے کہا کہ یہ صلیب میرا حق و

marfat.com

حصہ ہے۔ اس کو مت اُٹھاؤ۔ ویسے ہی پڑی رہنے دو۔ حامل صلیب رومی کے ساتھیوں کے قتل سے فراغت پا کر اس صلیب کو میں اُٹھاؤں گا۔ وردان نے جب حضرت ضرار کو دیکھا تو آپ کی صورت وہیبت کو دیکھ کر کانپنے لگا اور لشکر کے بیچ میں گھسنے کے ارادہ سے پیچھے کی جانب ہٹنے لگا اس کے ساتھیوں نے کہا اے سردار کہاں جاتے ہو۔ وردان نے حضرت ضرار کی جانب اشارہ کر کے کہا کہ میں اس شریر شخص سے بھاگتا ہوں ایسی ڈراؤنی صورت وہیبت والا شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت ضرار نے وردان کو بھاگتا دیکھ کر اس کا تعاقب کیا۔ وردان کے محافظوں نے حضرت ضرار اور وردان کے درمیان حائل ہو کر حضرت ضرار کو اس تک پہنچنے سے باز رکھا۔ حضرت ضرار نے وردان کے کئی محافظوں کو اپنے نیزہ کی نوک کا مزہ چکھا کر ان کو زندگی سے بے مزہ کر دیا۔ وردان کا بیٹا حمران بن وردان حضرت ضرار پر حملہ آور ہوا اور اس نے آپ کے بائیں بازو پر نیزہ مارا، نیزہ لگتے ہی خون کا فوارہ چھوٹا اور حضرت ضرار کو سست کر دیا لیکن ایک لمحہ کے بعد آپ نے بشدت تمام حمران کے دل پر نیزہ مارا۔ نیزہ لگتے ہی دل کٹ گیا اور وہ واصل جہنم ہو گیا۔ حضرت ضرار نے حمران کے جسم سے نیزہ کھینچا تو نیزے کا پھل حمران کے جسم میں پیوست رہ گیا اور نیزہ بغیر پھل کے مثل چوب کے باہر نکلا۔ رومیوں نے حضرت ضرار کے ہاتھ میں بغیر پھل کا نیزہ دیکھا تو شیر بن گئے اور حضرت ضرار پر لپکے اور حضرت ضرار کو گرفتار کر لیا۔

حضرت ضرار کا گرفتار ہونا مجاہدوں پر شاق گزرا۔ سب نے سخت حملہ کر کے حضرت ضرار کو چھڑانے کی کوشش میں جان ہتھیلی میں لے کر لڑے لیکن حضرت ضرار کو چھڑا نہ سکے۔ اب مجاہدوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ چھوٹی جماعت کے مقابلہ میں رومیوں کا لشکر جرار اور اس پر طرہ یہ کہ اسلامی لشکر کا شیر ببر رومیوں کی قید میں جکڑ گیا۔ مجاہدین نے بھاگنے کا ارادہ کیا تب حضرت رافع بن عمیرہ طائی نے پکار کر کہا کہ اے قرآن کے حفظ کرنے والو! اے قرآن کے اٹھانے والو! بھاگ کر کہاں جاؤ گے۔ کیا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ جو شخص جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگے گا وہ اللہ کے غضب میں مبتلا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ (پارہ ۹، رکوع ۱۶، سورہ الانفال، آیت: ۱۶)

ترجمہ: ''اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی''۔ (کنزالایمان)

تفسیر: ''یعنی مسلمانوں میں سے جو جنگ میں کفار کے مقابلہ سے بھاگا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوا۔ اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ سوائے دو حالتوں کے ایک تو یہ کہ لڑائی کا ہنر یا کرتب کرنے کے لئے پیچھے ہٹا ہو وہ پیٹھ دینے اور بھاگنے والا نہیں ہے۔ دوسرے جو اپنی جماعت میں ملنے کے لئے پیچھے ہٹا ہو اور وہ بھی بھاگنے والا نہیں''۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص: ۳۲۱)

حضرت رافع بن عمیرہ طائی نے مزید فرمایا کہ جنت کے کچھ دروازے ایسے ہیں جو صرف مجاہدین صابرین کے علاوہ کسی کے لئے نہیں کھولے جائیں گے۔ اے دین کے خدمتگارو! صبر کرو اور صلیب کے پوجنے والوں پر حملہ کرو۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں

marfat.com

تمہارے ساتھ ہوں۔ میں حملہ کرنے میں تم سے آگے رہوں گا۔ اگر تمہارے سردار ضرار گرفتار ہو گئے یا شہید کر دیئے گئے تو کیا ہوا؟ اللہ تو زندہ ہے اور تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس کلام کو سنتے ہی مجاہدوں نے شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومیوں سے برابر ٹکر لی اور مقابلہ کرنے میں کوئی کمزوری نہیں دکھائی۔

☆ مجاہدوں کی مدد کرنے حضرت خالد کا بیت لہیا جانا:۔

جب حضرت ضرار رومیوں کی قید میں آئے تھے تب اسلامی لشکر سے ایک شخص تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت خالد کے پاس آیا اور اس نے حضرت ضرار کی گرفتاری اور بہت سے مجاہدوں کے شہید ہونے کی اطلاع دی اور یہ بھی کہا کہ مجاہدین اس وقت مصیبت میں گرفتار ہیں۔ حضرت خالد نے پوچھا کہ رومی لشکر کی تعداد کتنی ہے؟ عرض کیا کہ بارہ ہزار ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے دشمنوں کی تعداد کم ہونے کا گمان کر کے مجاہدوں کو مقابلہ کے لئے بھیجنے کی جرأت کی تھی۔ حضرت خالد نے پوچھا کہ رومی لشکر کا سردار کون ہے؟ کہا کہ حمص کا حاکم وردان ہے اور اس کے لڑکے حمران کو حضرت ضرار نے قتل کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت خالد نے "لاحول" پڑھا۔ پھر اپنے معتمد کو حضرت ابوعبیدہ کے پاس بھیج کر اس امر میں ان کا مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہلا بھیجا کہ باب شرقی پر اپنی جگہ پر کسی کو قائم مقام بنا کر تم خود دشمنوں کے [illegible] لئے جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ تم دشمنوں کو اس طرح پیس ڈالو گے جس طرح چکی غلہ کو پیس ڈالتی ہے اور دشمنوں کو بیہوش [illegible] کے مٹی میں ڈال دو گے۔

حضرت خالد نے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی کو اپنی جگہ قائم مقام مقرر کیا اور ایک ہزار سوار ان کے ساتھ کر دیئے اور باقی سواروں کو اپنے ساتھ لئے اور انہیں حکم دیا کہ گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دو اور نیزے سیدھے کر لو اور جب دشمن کے قریب پہنچو تو سب یکبارگی حملہ کرنا اور دشمن کو اپنا دفاع کرنے کا موقع نہ دینا۔ شاید اس طرح ہم ضرار تک پہنچ جائیں گے۔ اگر وہ زندہ ہونگے تو ان کو چھڑا لیں گے اور اگر رومیوں نے جلدی کر کے انہیں شہید کر دیا ہوگا تو انشاء اللہ ہم رومیوں سے ضرار کا بدلہ ضرور لیں گے۔ ان کے لشکر میں تباہی مچا دیں گے اور رومیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیں گے۔ پھر حضرت خالد اور ساتھیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے گھوڑوں کو دوڑائے۔ گھوڑے تیز رفتار سے دوڑنے کے بجائے ہوا میں اڑتے جا رہے تھے اور ایک آندھی کے تیز جھونکے کی طرح مجاہدین اسلام اپنے دینی بھائیوں کی نصرت و اعانت کرنے کو دتی ہوئی بجلی کی رفتار سے گھوڑوں پر بیت لہیا کی جانب چھوٹے۔

☆ ایک نقاب پوش عجیب دلیر مجاہد سوار:۔

حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیت لہیا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ حضرت خالد سب سے آگے تھے اور رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے گھوڑے کی رفتار تیز سے تیز کرتے جا رہے تھے۔ ناگاہ انہوں نے دیکھا کہ ان کے آگے سیاہی مائل سرخ رنگ کے گھوڑے پر ایک سوار بڑی تیزی سے جا رہا ہے۔ وہ سوار بلند قد و قامت والا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک

لمبا نیزہ تھا۔ اس نے سیاہ لباس اس طرح کا پہنا تھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا۔ اس نقاب پوش سوار نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کر دی تھی اور اس کا گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا۔ وہ نقاب پوش سوار گھوڑے کے زین پر اس طرح چپک کر بیٹھا تھا کہ گویا وہ گھوڑے کے جسم سے پیوست اور چسپاں ہے گھوڑے کو ایڑی مارنا، کودانا، دوڑانا اور گھوڑے کو موڑنے و پھیرنے کا اس کا انداز اس کی شہسواری، پھرتی، دانائی، ہوشیاری اور دلیری کی شہادت دے رہا تھا۔ اس نے لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی اور کمر کو ایک چادر سے مضبوط باندھ رکھا تھا۔ شوق جہاد میں مضطرب و بیقرار ہو کر زرہ پہن رکھی تھی اور کمر کو ایک چادر سے مضبوط باندھ رکھا تھا۔ شوق جہاد میں مضطرب و بیقرار ہو کر سب سے آگے مثل آگ کے شعلہ جا رہا تھا۔ گھوڑے سواری کے فن کا ماہر اور مشاق معلوم ہوتا تھا۔ اس کے تیور اس کی بلند حوصلگی اور شجاعت کی گواہی دے رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ دشمن پر وہ ایک آندھی کی طرح چھا جائے گا۔ حضرت خالد بن ولید بھی اس سوار کو دیکھ کر محو حیرت تھے اور اس کو پہچاننے کی کوشش کرتے تھے کہ یہ کون بہادر مجاہد ہے جس نے مشرکوں سے لڑنے کے لئے اپنے سر پر کفن باندھ رکھا ہے۔ تھوڑی دیر میں حضرت خالد کا قافلہ بیت لہیا کے قریب پہنچ گیا۔

علامہ واقدی روایت کرتے ہیں کہ حضرت رافع بن عمیرہ طائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر رومی لشکر کے ساتھ موت کا سامنا کر رہے تھے بلکہ موت کے منہ میں جا پڑے ہوئے تھے۔ بڑے صبر اور استقلال سے مقابلہ کر رہے تھے کہ دفعتہً حضرت خالد بن ولید لشکر لے کر کمک کو پہنچ گئے۔ وہ نقاب پوش سوار سب سے پہلے رومیوں پر حملہ آور ہوا۔ اس کے حملہ کی نوعیت یہ تھی کہ جس طرح باز چڑیا کے جھنڈ پر حملہ کرتا ہے اس طرح وہ رومی لشکر پر ٹوٹ پڑا اور رومی لشکر کو ہلا کر رکھ دیا۔ رومی لشکر کی صفیں کچے دھاگہ کی طرح توڑ کر رکھ دیں۔ وہ سوار رومی لشکر کے وسط میں گھس کر اوجھل ہو گیا مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ لشکر سے اس حالت میں باہر نکلا کہ اس کا نیزہ خون سے بھرا ہوا تھا۔ پھر وہ لشکر میں غائب ہوا اور باہر نکلا اور ایک ہی گرداوے میں کئی رومیوں کو خاک و خون میں تڑپا کر دیا۔ قہر الٰہی کی بجلی بن کر جس پر گرتا تھا اس کو جلا کر راکھ کر دیتا تھا۔ اس کے نیزے کی ضرب اتنی شدید تھی کہ سپر کو پھاڑ کر سپر اٹھانے والے کو ہلاک کرنا اور ایک خربوزہ چیرنا اس کے لئے یکساں تھا۔ موت سے بے خوف ہو کر وہ نقاب پوش اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالے ہوئے تھا۔ پھر اچانک وہ رومیوں کے لشکر میں پوشیدہ ہو گیا اور ایک گروہ کو پچھاڑ ڈالا۔ اس کا قلق اور اضطراب ہر لحہ بڑھتا جاتا تھا اور اس کے حملے کی شدت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ حضرت رافع بن عمیرہ طائی نے جب اس نقاب پوش سوار کے کرتب اور لڑائی کے ڈھنگ دیکھے تو یہ گمان کیا کہ یہ سوار حضرت خالد بن ولید ہیں کیونکہ ایسے حملے حضرت خالد کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ حضرت رافع اسی سوچ میں تھے کہ حضرت خالد ان کے پاس پہنچے۔ حضرت رافع نے حضرت خالد سے پوچھا کہ جب آپ میرے پاس ہیں تو یہ کفن بردوش اور نقاب پوش مجاہد کون ہے جو دشمنان خدا سے لڑنے میں دلیری کر کے اپنی جان راہ خدا میں خرچ کرتا ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں بھی نہیں جانتا کہ یہ سوار کون ہے۔ حالانکہ اس کی دلیری اور شجاعت نے مجھ کو بھی تعجب میں ڈال رکھا ہے۔

حضرت خالد بن ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ رومیوں پر حملہ کر دیا اور دونوں لشکر ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ وہ نقاب

marfat.com

پوش سوار رومی لشکر کے قلب سے باہر نکلا۔ اس کا نیزہ خون سے شرابور تھا۔ اس کے گھوڑے سے پسینے کی دھاریں ٹپکتی تھیں۔ وہ سوار اپنے دائیں بائیں اس طرح نیزہ مارتا تھا کہ جو بھی اس کی زد میں آجاتا اوندھے منہ گر کر خاک و خون میں تڑپتا تھا۔ رومی سپاہی اس نقاب پوش سوار سے ایسے ڈر گئے تھے کہ اس کو اپنی طرف آتا دیکھ کر رومی بھاگتے تھے۔ گویا یہ سوار ان کے لئے موت تھا۔ چند رومی سپاہی متحد ہو کر اس سوار پر حملہ آور ہوئے لیکن موت سے بے پروا ہو کر وہ سوار تن تنہا دلیری سے ان سے نبرد آزما ہو کر اعلیٰ شجاعت کا مظاہرہ کیا لیکن رومی کثیر تعداد میں تھے اور ایسا لگتا تھا کہ اس پر غالب ہو جائیں گے لیکن حضرت خالد بن ولید اور ان کے ساتھیوں نے رومیوں پر حملہ کر کے اس سوار کو نرغہ سے نکال کر بچایا۔ وہ سوار اسلامی لشکر میں آملا۔ مجاہدوں نے اس نقاب پوش سوار کو دیکھا تو ایسا محسوس ہوا کہ وہ ایک سرخ رنگ کا پھول ہے وہ سوار خون سے آلودہ اور لت پت تھا۔

حضرت خالد بن ولید نے اس نقاب پوش سوار سے فرمایا کہ خدا تجھ کو جزائے خیر دے اے نوجوان! تو کون ہے؟ اللہ کی راہ میں اپنی جان صرف کرنے والے جوان تیرا نام کیا ہے؟ لیکن اس سوار نے حضرت خالد کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اعراض کرتے ہوئے خاموش رہا۔ مجاہدوں نے کہا کہ اے مرد نیک لشکر کا سردار تجھ سے سوال کرتا ہے اور تو اعراض کر کے جواب نہیں دیتا؟ صرف لشکر کے سردار ہی نہیں بلکہ تمام مسلمان تیرے تعارف کے لئے بیقرار ہیں۔ لہٰذا صرف اتنا بتا دے کہ تیرا نام کیا ہے؟ اور تو کس قبیلہ کا ہے اس نقاب پوش سوار نے کوئی جواب نہیں دیا اور چپ رہا پھر حضرت خالد بن ولید نے خوب اصرار کیا تو اس سوار نے ......؟ ......؟؟

> ''نقاب کے پیچھے سے عورت کی آواز میں کہا کہ اے سردار! میں نے نافرمانی کرتے ہوئے جواب دینے میں روگردانی نہیں کی۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں تاخیر کرنے اور آپ کے سوال کا جواب دینے میں دیر لگانے کی وجہ صرف شرم و حیاء ہے کیونکہ میں پردے میں بیٹھنے والی ہوں۔ میں نے جو کام کیا ہے وہ میرے دل کی رنجیدگی کی وجہ سے کیا ہے۔ حضرت خالد نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ جواب میں کہا کہ میرا نام ''خولہ'' ہے میں ازور کی بیٹی ہوں اور ضرار بن ازور کی بہن ہوں۔ میں عورتوں کے گروہ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ کو خبر ملی کہ میرے بھائی ضرار کو رومیوں نے قید کر لیا ہے اور آپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ میرے بھائی کی رہائی کیلئے جا رہے ہیں تو میں اپنا حلیہ تبدیل کر کے آپ کے ساتھ شامل ہو گئی اور کیا میں نے جو کیا''۔

حضرت خولہ کو اپنے بھائی کے نہ ملنے کا بہت غم اور افسوس تھا اپنے بھائی کے فراق میں رونے لگیں ان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت خالد بھی رونے لگے۔

☆ حضرت خالد کا رومیوں پر حملہ اور حضرت خولہ بنت ازور کی شجاعت:۔

حضرت خالد نے حضرت خولہ کو اطمینان اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اب ہم سب یکبارگی حملہ کریں گے اور ہم کو اُمید ہے کہ خدا ہم کو تمہارے بھائی تک پہنچا دے تاکہ ہم ان کو قید سے چھڑا لیں حضرت خولہ نے کہا کہ اس حملہ میں میں سب سے آگے رہوں۔ چنانچہ مجاہدوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا۔ حضرت خولہ نے ایسے شدید حملے کئے کہ رومی لشکر میں گھبراہٹ پھیل

marfat.com

گئی۔ رومی سپاہی حضرت خولہ کی جنگی مہارت دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر سب اہل عرب اس سوار کی طرح بہادر ہیں تو ہم میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ حضرت خالد نے بھی ایسے کرتب جنگ دکھائے کہ رومیوں کے قدم ڈگمگانے لگے۔ وردان نے اپنے لشکر کی بزدلی اور نامردی کو تاڑ لیا۔ لہٰذا اپنے لشکر کو ثابت قدم رکھنے کے لئے اہل دمشق کی کمک کی اُمید دلائی، فتح وغلبہ کا یقین دلایا لیکن حضرت خالد نے رومیوں کو دائیں بائیں متفرق اور پریشان کر دیا۔ حضرت خالد نے ہر چند کوشش کی کہ کسی طرح وردان تک پہنچ کر اس کا کام تمام کر دوں لیکن وردان محافظوں کے جھرمٹ میں اور فاصلے پر ہونے کی وجہ سے اس تک نہ پہنچ سکے۔

حضرت خولہ کا یہ حال تھا کہ وہ رومی لشکر میں گھس کر دائیں بائیں پھاڑ دیتی تھیں۔ نیزے کا سرعت سے استعمال کر کے کئی رومیوں کے سینے چھلنی کر دیئے۔ حضرت خولہ نیزہ زنی کرتی جاتی تھیں اور اپنے بھائی کو ڈھونڈتی تھیں اور اپنے بھائی کے فراق و غم میں درد بھرے اشعار پڑھ کر اپنے بھائی کو پکارتی تھیں۔ ہر مسلمان مجاہد سے اپنے بھائی کا حال دریافت کرتی تھیں لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں نے ضرار کو بحالت قید یا مقتول دیکھا۔ حضرت خولہ کو اپنے بھائی کا کہیں بھی سراغ نہ ملا تو وہ مایوس اور نا اُمید ہو گئیں اور حزن والم پر مشتمل اشعار پڑھتی تھیں اور آہ و بکا کرتی تھیں۔ ان کی مضطرب و بیقرار حالت دیکھ کر تمام مجاہدین پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ تمام مجاہدین حضرت ضرار کے لئے رو رہے تھے اور بارگاہ خداوندی میں ان کی حیات اور ان سے ملاقات کی رو رو کر دعائیں مانگتے تھے اور گویا کہ مجاہدین کی پرخلوص دعائیں قبول ہوئیں اور:۔

حضرت خالد بن ولید نے حضرت ضرار کا سراغ پانے کے لئے پھر ایک مرتبہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا وہ حملہ کی تیاری کر رہے تھے کہ رومی لشکر سے کچھ سواروں کو تیز گھوڑے دوڑاتے ہوئے اسلامی لشکر کی طرف آتے دیکھا مجاہدین یہ سمجھے کہ شاید یہ سوار حملہ کرنے آ رہے ہیں۔ حضرت خالد اپنے ساتھیوں کے ساتھ فوراً کھڑے ہو گئے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد اور آمادہ ہو گئے۔ جب وہ رومی سوار قریب آئے تو انہوں نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے اور گھوڑوں سے نیچے اتر کر اور ہاتھوں کو اوپر اٹھائے ہوئے ''لغون لغون'' چلانے لگے۔ حضرت خالد نے انہیں امان دی اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم شہر حمص کے باشندے ہیں۔ سردار وردان کے ورغلانے پر ہم تم سے لڑنے آئے تھے لیکن اب ہم کو یقین ہو گیا ہے کہ تمہارا مقابلہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں تم ہم کو اور ہمارے اہل وعیال کو امان دو اور ہم کو بھی ان لوگوں میں شمار کرو جن سے تم نے صلح کی ہے۔ آپ جو بھی معاوضہ طلب فرمائیں گے ہم حاضر خدمت کر دیں گے۔ بلکہ ہمارے شہر کے دیگر باشندوں کو بھی صلح پر رضامند کریں گے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ جب ہم تمہارے شہر میں آئیں گے تب تم سے صلح کریں گے۔ اس وقت ممکن نہیں۔ پھر حضرت خالد نے ان رومی سواروں کو حوالات میں ڈالنے کا حکم فرمایا اور ان سے حضرت ضرار کے متعلق پوچھا کہ ان کو قید کرنے کے بعد رومی لشکر کے سردار نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ زندہ ہیں یا انہیں شہید کر دیا گیا؟

☆ حضرت ضرار کا سراغ ملنا اور رہائی پانا:۔

رومی سواروں نے کہا کہ شاید آپ اس شخص کے متعلق پوچھتے ہیں جو ننگے بدن تھا اور جس نے ہمارے بہت سے سپاہیوں

marfat.com

کو مار ڈالا اور ہمارے سردار کے بیٹے کو بھی قتل کر کے ہمارے سردار کو رنج و غم میں ڈالا ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا ہاں! ہاں! میں ان کے متعلق ہی پوچھ رہا ہوں جلدی بتاؤ وہ کہاں ہیں؟ رومی سواروں نے کہا کہ ان کا حال یہ ہے کہ وردان نے ان کو ایک اونٹ پر بٹھا کر سو سواروں کی نگرانی میں ہرقل بادشاہ کے پاس بھیجنے کے لئے ''حمص'' روانہ کیا ہے۔ حمص سے ان کو انطاکیہ بھیجا جائے گا۔ یہ امر سردار وردان نے اس لئے کیا ہے کہ وہ ہرقل بادشاہ کے سامنے اپنی بہادری اور شجاعت کا اظہار کرے کہ ہم نے اسلامی لشکر سے ایسے خونخوار شخص کو گرفتار کرنے کی بہادری کی ہے۔

حضرت ضرار کا سراغ ملنے پر حضرت خالد بن ولید بہت خوش ہوئے آپ نے فوراً حضرت رافع بن عمیرہ طائی کو بلایا اور کہا کہ اے رافع تم ملک شام کے تمام راستوں سے اچھی طرح واقف ہو تمہاری تجویز اور تدبیر کی وجہ سے ہم نے ارض سماوہ سے ارکہ تک کا بغیر پانی کا علاقہ طے کیا تھا۔ اونٹوں کو ذبح کر کے اس کے پیٹ سے پانی نکال کر گھوڑوں کو پلانا اور اس کا گوشت مجاہدوں کو کھلانا یہ تمہاری تدبیر بہت کامیاب رہی تھی۔ آج پھر تم ایک مرتبہ ملک شام کے راستوں کی مہارت کا استفادہ کرو اور ضرار بن ازور کو چھڑاؤ۔ رومی سردار وردان نے حضرت ضرار کو سو سواروں کی نگرانی میں حمص کی جانب روانہ کیا ہے۔ لہٰذا تم کوئی درمیان سے جانے والے کم مسافت کے چھوٹے راستے سے ان کا تعاقب کرو اور وہ لوگ ضرار کو لے کر حمص پہنچیں ان سے قبل ان سے جا ملو اور ضرار کو چھڑا لو۔

حضرت خالد بن ولید کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت رافع بن عمیرہ نے اسلامی لشکر سے ایک سو سوار چن لئے اور روانگی کا ارادہ کیا۔ حضرت خولہ بنت ازور کو خبر ملی تو وہ خوشی سے مچل گئیں۔ فوراً مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت خالد کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اے سردار! آپ کو اس مقدس ذات پاک جو بہترین خلائق ہیں یعنی رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیتی ہوں کہ مجھ کو بھی اس جماعت کے ساتھ جانے کی اجازت عنایت فرماؤ تا کہ میرے بھائی کو چھوڑانے کے معاملہ میں اپنی خدمت پیش کروں۔ حضرت خولہ کو اجازت دے دی۔ لہٰذا وہ بھی حضرت رافع بن عمیرہ کے ساتھ روانہ ہوئیں وہ مسلمانوں کے پیچھے پیچھے تھوڑا فاصلہ رکھ کر چلتی تھیں۔

جب یہ گروہ ''مسلمینہ'' نامی مقام پر پہنچا تو حضرت رافع نے وہاں کے میدان میں اِدھر اُدھر گشت کر کے زمین پر گھوڑوں کے نشان قدم تلاش کئے لیکن ان کو کہیں بھی گھوڑوں کے نشان قدم نظر نہ آئے لہٰذا انہوں نے کہا کہ اے گروہ مسلمین بشارت ہو کہ رومی قافلہ اب تک یہاں نہیں پہنچا اور اُمید ہے کہ وہ عنقریب آ پہنچے۔ حضرت رافع نے تمام مجاہدوں کو ''وادی الحیات'' نام کے مقام پر ایک کمین گاہ میں چھپا دیا اور رومی قافلہ کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ایک غبار ظاہر ہوا اور ایک قافلہ نظر آیا۔ حضرت رافع نے دیکھا کہ ایک سو رومی سوار حضرت ضرار کو اپنے بیچ میں گھیرے ہوئے آ رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ قافلہ قریب آیا سب سے پہلے حضرت خولہ نے کمین گاہ سے نکل کر تکبیر کہہ کر حملہ کیا اور ان کے بعد حضرت رافع اور مجاہدوں نے باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے حملہ کیا۔ یہ حملہ کیا تھا؟ ایک چٹکی بجانے جیسا معاملہ تھا۔ ایک سو رومی کے مقابلے میں ایک سو مجاہد تھے ایک گھڑی میں تمام رومی سر کٹی ہوئی حالت میں زمین پر لیٹے پڑے تھے۔ تمام مجاہدوں نے اور خصوصاً حضرت خولہ نے حضرت

marfat.com

ضرار کو سلام و مرحبا کہا اور سلامت رہائی پر مبارکباد پیش کی حضرت ضرار نے تمام کا شکریہ ادا کیا اور خیریت پوچھی پھر مجاہدوں نے مقتول رومیوں کے گھوڑے ہتھیار کپڑے اور مال و اسباب لے لئے۔

مجاہدین مال غنیمت ایک جگہ جمع کر رہے تھے کہ اچانک کچھ رومی سوار بیت لہیا کی جانب سے تیز گھوڑوں پر بھاگتے ہوئے آرہے تھے۔ حضرت رافع نے ان کو دیکھ کر گمان کیا یہ لوگ بیت لہیا میں حضرت خالد کے لشکر کے ہاتھوں پٹ کر بھاگے ہیں لہٰذا حضرت رافع اور ان کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر ان پر حملہ کیا رومیوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا بلکہ ''لفون لفون'' پکارنے لگے لہٰذا تمام کو گرفتار کرلیا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں آپہنچے اور حضرت ضرار اور حضرت رافع وغیرہ سے اتفاقیہ ملاقات ہوگئی۔ حضرت رافع کی زبانی حضرت ضرار کی رہائی کی کہانی سن کر حضرت خالد بہت خوش ہوئے۔ حضرت ضرار کو سلامت رہائی کی مبارکباد دی اور حضرت رافع کی عظیم خدمت کی تعریف کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔

حضرت رافع نے خالد سے ان کے یہاں آنے کا سبب پوچھا تو حضرت خالد نے بتایا کہ حضرت ضرار کی رہائی کے امر پر حضرت رافع کو روانہ کرنے کے بعد اسلامی لشکر نے ایسا سخت حملہ کیا کہ وردان کے لشکر نے پیٹھ دکھا کر چاروں اطراف کی جانب بھاگنا شروع کیا۔ مجاہدوں نے مفرور رومیوں کا ہر جانب تعاقب کیا۔ وردان کہاں پوشیدہ ہوگیا وہ کسی کو پتہ نہ چلا۔ حضرت خالد نے اس کو بہت تلاش کیا تاکہ اس کو قتل کر دیں لیکن وہ ہاتھ نہ آیا۔ کچھ رومی سوار وادی الحیات کے راستے سے بھاگے۔ شاید ان میں وردان ہے یہ گمان کر کے حضرت خالد نے ان کا تعاقب کیا تھا اور یہاں آپہنچے تھے۔

القصہ! حضرت خالد بن ولید وہاں سے تمام ساتھیوں کے ہمراہ قلعۂ دمشق پر واپس آئے اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو فتح کی خوشخبری اور تمام روداد سنائی اسلامی لشکر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور سب نے قلعہ دمشق کی فتح کا پختہ یقین کیا۔

اسلامی لشکر دمشق میں مقیم تھا اور قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا تھا کہ بصرہ سے حضرت عباد بن سعید حضرمی حضرت خالد کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ رومیوں کا نوے ہزار کا لشکر بمقام ''اجنادین'' جمع ہوا ہے۔ حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارا لشکر ملک شام میں متفرق مقامات میں منتشر ہے لہٰذا ان تمام کو خط لکھ دو کہ وہ ہم کو آکر اجنادین میں ملیں اور ہم بھی اب قلعۂ دمشق کا محاصرہ ترک کر کے اجنادین کی جانب کوچ کریں۔

marfat.com

جنگ اجنادین

ہرقل بادشاہ کو وردان کے لشکر کو بمقام بیت لہیا شکست فاش حاصل ہونے کا اور وردان کے بیٹے حمران کے قتل ہونے کا مفصل حال معلوم ہو چکا تھا لہٰذا ہرقل نے اس کو خط لکھا اور خوب ڈانٹ ڈپٹ لکھی اور یہاں تک لکھا کہ ماضی میں تو نے رومی لشکر کی جو خدمات انجام دیں ہیں اس کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تیرے قتل کا حکم صادر کرتا اب تجھ کو ایک موقع دیتا ہوں۔ اجنادین میں ہمارا نوے ہزار کا جو لشکر ہے اس پر تجھ کو سردار مقرر کرتا ہوں لہٰذا تو وہ لشکر لے کر دمشق کی کمک کر اور تھوڑا لشکر فلسطین کی جانب روانہ کر تا کہ وہ فلسطین میں جو اسلامی لشکر ہے اس کو وہیں لڑائی میں اُلجھا رکھے اور اس لشکر کو دمشق کی طرف نہ جانے دے ہرقل کا خط ملتے ہی وردان فوراً اجنادین پہنچ گیا اور رومی لشکر کی سرداری سنبھالی۔

اسلامی لشکر کی ملک شام میں کیفیت اور تعداد:

ملک شام میں اسلامی لشکر کی کیفیت اور تعداد حسب ذیل تھی:

- ☆ ۲۳،۰۰۰ ہزار کا لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے ساتھ جو دمشق میں آ کر حضرت خالد کے ساتھ مل گیا تھا۔
- ☆ ۴،۰۰۰ کا لشکر حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ تھا جن کو حضرت ابوعبیدہ نے بصرہ کی طرف بھیجا تھا۔
- ☆ ۱،۵۰۰ کا لشکر زحف جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھا جو حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ دمشق میں تھا۔
- ☆ ۹،۰۰۰ کا لشکر حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ بمقام فلسطین میں تھا۔
- ☆ ۲،۰۰۰ کا لشکر حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت ربیعہ بن عامر کے ساتھ بمقام ارض بلقا میں تھا۔
- ☆ ۱،۰۰۰ کا لشکر حضرت معاذ بن جبل کے ساتھ بمقام حوران میں تھا۔
- ☆ ۱،۰۰۰ کا لشکر حضرت نعمان بن مقرن کے ساتھ بمقام تدمر میں تھا۔

۵۱۵۰۰ (اکاون ہزار پانچ سو)

حضرت خالد بن ولید نے تمام لشکر کے سرداروں کو ایک ہی مضمون کا حسب ذیل خط لکھا:

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اِخْوَانَكَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ عَوَّلُوْا عَلَی الْمَسِیْرِ اِلٰی اَجْنَادِیْنَ فَاِنَّ هُنَالِكَ مِنَ الْعَدُوِّ لَتِسْعِیْنَ اَلْفًا وَهُمْ یُرِیْدُوْنَ الْمَسِیْرَ اِلَیْنَا لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ فَاِذَا وَصَلَ اِلَیْكَ كِتَابِیْ هٰذَا فَاَقْبِلْ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی

اَجنَادِيْنَ فَاِنَّكَ تَجِدُنَا هُنَالِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ''

ترجمہ: بعد حمد وصلوٰۃ کے مطلب یہ کہ تمہارے بھائی مسلمانوں نے ارادہ روانگی کا بجانب اجنادین کے کیا ہے۔ اس واسطے کے وہاں نوے ہزار فوج دشمنوں کی ہے جو قصد آنے کا ہماری طرف رکھتی ہے بغرض بجھانے نور اللہ تعالیٰ کے اپنے مونہوں سے حالانکہ اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کا اگرچہ کافر لوگ اس کو برا جانیں پس جس وقت پہونچے یہ خط میرا تمہارے پاس تو جو مسلمان تمہارے ساتھ ہیں ان کو لے کر اجنادین میں آؤ کہ تم ہم کو وہیں پاؤ گے اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور سلامتی ہو تم پر اور تمہارے ساتھی مسلمان پر۔ (حوالہ فتوح الشام، ص ۶۴)

ہر سردار کے پاس الگ الگ قاصد روانہ فرمائے۔ خطوط کی روانگی کے بعد حضرت خالد نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ حکم ملتے ہی مجاہدوں نے فوراً خیمے اکھیڑنے شروع کئے اور خیمے اور مال اسباب لپیٹ کر اونٹوں پر لادنا شروع کیا۔ مال غنیمت کے اونٹوں کو اور مال واسباب کے اونٹوں کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ لشکر کے پیچھے کی جانب رکھا اور سوار و مجاہدین کو لشکر کے آگے رکھا۔ حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں عورتوں اور بچوں کے قافلہ کے ساتھ لشکر کے پیچھے رہوں اور آپ لشکر کے آگے رہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ وردان اپنا لشکر لے کر اجنادین سے دمشق کی طرف روانہ ہوا ہو اور اس سے آمنا سامنا ہو جائے اگر تم لشکر کے آگے رہو گے تو تم ان کو روک سکو گے اور مقابلہ کر سکو گے۔ لہٰذا تم آگے رہو اور میں پیچھے رہتا ہوں۔ حضرت خالد نے فرمایا آپ کی رائے مناسب ہے میں آپ کی رائے اور تجویز کے خلاف نہیں کروں گا۔

اسلامی لشکر دمشق سے اجنادین کی جانب روانہ، اہل دمشق کا پیچھے سے حملہ:

حضرت خالد بن ولید لشکر کے سواروں کے ساتھ لشکر کے آگے روانہ ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ لشکر کے پیچھے مستورات اور اطفال کے قافلہ کے ساتھ مع مال واسباب روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ ایک ہزار سوار بغرض نگرانی اور حفاظت تھے۔ جب اسلامی لشکر دمشق کا محاصرہ ترک کر کے روانہ ہوا تو لشکر کو کوچ کرتے دیکھ کر اہل دمشق مارے خوشی کے اچھلنے کودنے لگے اور تالیاں بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ اسلامی لشکر کی کوچ کے متعلق اہل دمشق نے مختلف آراء ظاہر کیں کسی نے کہا کہ اجنادین میں ہمارے عظیم لشکر کے جمع ہونے کی خبریں سن کر ملک شام میں اپنے دوسرے لشکر کے پاس جمع ہونے گئے ہیں کسی نے کہا کہ محاصرہ سے تنگ آ کر کسی اور مقام پر لشکر کشی کرنے جا رہے ہیں اور بعض نے تو یہاں تک کہا کہ ملک حجاز کی طرف بھاگ کر جا رہے ہیں۔

دمشق میں بولص بن بلقا نام کا ایک بطریق رہتا تھا وہ بڑا دانشمند اور ماہر جنگ تھا تیر اندازی میں پورے ملک شام میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ تمام نصرانی اور خود ہرقل بادشاہ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ تھا بولص اب تک کبھی بھی اور کہیں بھی اسلامی لشکر کے مقابلہ میں نہیں آیا تھا۔ جب اسلامی لشکر دمشق سے روانہ ہوا تھا تب اہل دمشق نے قلعہ کی دیوار سے دیکھا تھا کہ عورتوں، بچوں اور مال واسباب کا قافلہ لشکر کے پیچھے ہے لہٰذا ان کو یہ طمع ہوئی کہ اس پر چھاپہ مار دیا جائے۔ اپنے اس فاسد ارادے کی تکمیل کے لئے ان کی نظروں میں صرف ایک ہی شخص تھا اور وہ بولص بن بلقا تھا۔ مفسدین اس کے پاس آئے اور اپنی

marfat.com

تجویز پیش کی۔ بولص نے ڈانٹتے ہوئے جواب دیا کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ عربوں کے مقابلے میں تم نے ہمیشہ بزدلی اور کم ہمتی کا ہی مظاہرہ کیا ہے اور اسی وجہ سے میں نے آج تک عربوں سے مزاحم ہونے سے کنارہ کشی اختیار کی ہے۔ میں تم جیسے نامردوں کو ساتھ لے کر عربوں سے لڑنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ اہل دمشق نے بطریق بولص سے کہا کہ اے ہمارے معزز پیشوا! اگر تم ہماری قیادت کرنے پر رضامند ہو جاؤ تو ہم حق مسیح اور انجیل کی قسم پر وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ثابت قدم رہیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی فرار نہ ہوگا۔ اور ہم تم کو پورا اختیار دیتے ہیں کہ ہم میں سے جو کوئی بھی بھاگنے کی کوشش کرے تم اس کی گردن مار دینا۔

بطریق بولص نے اہل دمشق کا عزم و استقلال دیکھا تو وہ رضامند ہو گیا اور دمشق میں جتنے سوار اور پیدل لڑنے والے تھے تمام کو جمع کیا اور اس نے حسب ذیل لشکر جمع کر لیا۔۔

☆ اپنی سرداری میں چھ ہزار جنگجو سواروں کو رکھا۔

☆ اپنے بھائی بطرس کی سرداری میں دس ہزار آزمودہ کار لڑنے والے منتخب کئے۔

اس طرح کل سولہ ہزار کا لشکر لے کر وہ اسلامی لشکر کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اسلامی لشکر کی کیفیت یہ تھی کہ حضرت خالد بن ولید مع اپنے ہمراہیوں کے گھوڑے پر سوار ہو کر بہت آگے نکل گئے تھے۔ جب کہ حضرت ابو عبیدہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے قافلے اور مال و اسباب کے ساتھ اونٹ کی چال سے چلتے ہوئے کئی میل کے فاصلے سے پیچھے چل رہے تھے۔ اچانک ان کے ہمراہی نے پیچھے کی جانب ایک غبار اٹھتا ہوا دیکھا اور حضرت ابو عبیدہ کو آگاہ کیا۔ غبار دیکھ کر حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا کہ بیشک! ہمارے دشمن اہل دمشق ہمارے تعاقب میں آ رہے ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ نے قافلے کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور تمام عورتوں، بچوں اور مال و اسباب سے بار بردار اونٹوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور ان کو اپنی جگہ متحد ہو کر بیٹھے رہنے کی تاکید کی اور ایک ہزار سواروں کو دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے مستعد اور کمربستہ رہنے کا حکم دیا۔ اب رومی لشکر کا غبار بڑھتا جا رہا تھا اور نزدیک آ رہا تھا۔ لشکر کا شور و غل بھی صاف سنائی دینے لگا اور اب رومیوں کا لشکر تیز آندھی کی طرح آ پہنچا۔ ایک ہزار کفن بردوش مجاہدوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ ایک ہزار سواروں نے رومی لشکر کے چھ ہزار سواروں سے برابر کی ٹکر لی اور شجاعت کے جوہر دکھائے لیکن رومی لشکر کے دس ہزار پیدل دَل نے عورتوں، بچوں اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا کیونکہ ان کی نگرانی پر مقرر ایک ہزار مجاہد سوار مصروف جنگ تھے۔ بطریق بولص کے بھائی بطرس نے عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور سب کو لے کر ''نہر استریاق'' چلا گیا اور اپنے بھائی بطریق بولص سے کہا کہ میں نہر استریاق نامی مقام پر تمہارا انتظار کرتا ہوں۔

ادھر حضرت ابو عبیدہ ایک ہزار مجاہدوں کے ہمراہ رومی لشکر کے چھ ہزار سواروں کے بیچ میں گھر چکے تھے۔ جنگ کی آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ مجاہدوں کو صبر کے ساتھ ثابت قدم رہ کر لڑنے کی ترغیب دیتے تھے اور خود بھی شدید قتال کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت ابو عبیدہ یہ جملے فرماتے تھے کہ قسم ہے خدا کی! رائے وہی اچھی تھی جو خالد بن ولید نے تجویز

کی تھی کہ وہ لشکر کے حصہ خلف میں رہیں۔ حضرت ابوعبیدہ اور ان کے ساتھی سخت مصیبت میں مبتلا تھے لیکن پھر بھی دلیری سے مقابلے میں جمے ہوئے تھے۔ جب رومی لشکر نے عورتوں کے قافلے کو قید پکڑ لیا اور حضرت ابوعبیدہ اور ان کے ساتھیوں پر بلائے ناگہانی آ پڑی تھی تب حضرت سہیل بن صباح وہاں سے حضرت خالد کی طرف بھاگے۔ ان کی سواری میں یمن کا گھوڑا تھا۔ حضرت سہیل نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی۔ وہ گھوڑا کودنے والی بجلی کی طرح چلا بلکہ ہوا میں اڑا یوں کہنا بھی مناسب ہوگا۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت سہیل نے حضرت خالد کے لشکر کو پالیا اور قریب پہنچتے ہی بلند آواز سے پکارا کہ اے مجاہدو! واپس پلٹو، واپس پلٹو، تمہارے بھائی سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ حضرت خالد کا لشکر یہ پکار سن کر تھم گیا۔ حضرت خالد نے پوچھا اے سہیل! کیا معاملہ ہے؟ حضرت سہیل نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا کہ رومیوں نے ہماری عورتوں اور بچوں کو قید پکڑ لیا ہے، مال واسباب لوٹ لیا ہے اور شدید حملہ کر دیا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ اور ان کے ساتھی سخت مصیبت میں ہیں۔

حضرت سہیل بن صباح سے یہ کیفیت سن کر حضرت خالد بن ولید نے استرجاع پڑھا۔ ان کی نظروں کے سامنے اپنے دینی بھائیوں کی حالت کا قیاسی منظر کھڑا ہوگیا۔ اپنے دینی بھائیوں کے حال پر بیقرار ہوگئے اور اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا کہ اے مجاہدو! باگیں پھیرو اور واپس پلٹو، ہمارے بھائیوں پر رومی آ پڑے ہیں۔ امین الامت دشمنوں کے نرغہ میں آ گئے ہیں۔ حضرت خالد کی آواز پر سب سے پہلے حضرت رافع بن عمیرہ طائی ایک ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے روانہ ہوتے ہی حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ پھر ایک ہزار سواروں کے ساتھ حضرت ضرار بن ازور کو اور ان کے پیچھے حضرت خالد بذات خود ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس طرح روانہ ہوئے کہ سب نے اپنے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں اور ان کے گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے ہوئے اس مقام پر جا پہنچے جہاں حضرت ابوعبیدہ رومی لشکر سے مصروف جنگ تھے۔ حضرت خالد کا لشکر جاتے ہی رومیوں پر قہر الٰہی کی بجلی کی مانند ٹوٹ پڑا۔ مجاہدوں کی تلواروں نے اس کثرت سے رومیوں کو کاٹا کہ لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔

حضرت ضرار بن ازور عورتوں کے قید ہونے پر سخت مشتعل تھے اور وہ مثل آگ کے شعلے حملہ آور تھے۔ اتفاق سے ان کا سامنا بطریق بولص سے ہوگیا۔ بولص ان کو دیکھتے ہی پہچان گیا کیونکہ اس نے دمشق کے قلعہ کی دیوار سے حضرت ضرار کو لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہی ڈراؤنی صورت اور اوپر کا بدن ننگا دیکھ کر وہ چونک اٹھا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ اس شیطان کو میرے پاس مت آنے دو۔ مجھے اس شریر سے الگ رکھو۔ حضرت ضرار نے فرمایا کہ میں شیطان تب کہلاؤں گا جب تیری طلب اور لڑائی میں کوتاہی کروں۔ یہ کہتے ہوئے حضرت ضرار اس کی طرف بڑھے۔ بولص نے گھوڑا دوڑایا اور بھاگا۔ بولص کو بھاگتا دیکھ کر حضرت ضرار نے دور سے ہی اس پر نیزہ پھینکا۔ نیزے سے محفوظ رہنے کی غرض سے بولص نے اپنے آپ کو گھوڑے سے زمین پر گرا دیا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا اور جان ہتھیلی میں لے کر بھاگا۔ حضرت ضرار نے اس کا تعاقب کر کے پکڑ لیا اور اس کی گردن مروڑ کر اس کا دم نکالنے کا قصد کیا۔ بولص چلایا کہ اے عربی! مجھ کو باقی رکھ اور مت مار کیونکہ میری بقا میں تمہاری عورتوں کی بقا ہے۔ حضرت ضرار نے ہاتھ روک لیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ اس دوران حضرت خالد، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت ابوعبیدہ، حضرت

marfat.com

رافع اور ان کے ساتھیوں نے رومیوں میں کثرت سے تیغ زنی کر کے ان کے پانچ ہزار نو سو (۵۹۰۰) کو قتل کر ڈالا۔ چھ ہزار سواروں میں سے صرف ایک سو ہی زندہ بچے تھے اور وہ بھی تمام کے تمام گرفتار ہو گئے تھے۔ جن میں ان کا سردار بطریق بولص بھی تھا۔ یہ جنگی حادثہ ''شحورا'' نامی مقام میں ہوا تھا۔

اب سب سے اہم مسئلہ ان عورتوں کو چھڑانے کا تھا جن کو بطریق بولص کا بھائی بطرس قید کر کے ''نہر استریاق'' نامی مقام پر لے گیا تھا۔ جو ایک سو سوار قید ہوئے تھے ان سے حضرت خالد نے معلوم کر لیا کہ عورتوں کو لے کر بطرس کہاں گیا ہوا ہے۔ حضرت ضرار بن ازور کو جب پتہ چلا کہ ان کی بہن خولہ بھی قید ہو گئی ہیں تو وہ بیقرار ہو گئے۔ حضرت خالد نے ان سے فرمایا کہ بے صبری نہ کرو۔ ہم نے ان کا سردار اور ایک سو سوار کا گروہ پکڑ لیا ہے۔ اگر ہماری عورتوں کو چھڑانے کی کوئی سبیل نہ ہوئی تو ان قیدیوں کے عوض ہماری عورتوں کو چھڑا لیں گے۔ حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ کے ہمراہ سب لشکر کو اجنادین کی جانب روانہ کر دیا تاکہ اگر وردان کا لشکر آ پہنچے تو وہ اسلامی لشکر کی کمک کریں۔ حضرت خالد نے اپنے ساتھ دو ہزار سوار رکھے تاکہ قید ہونے والی معزز خواتین اسلام کی رہائی کا معاملہ حل کریں۔ ایک سو رومی قیدیوں کو حضرت ابوعبیدہ کے ہمراہ بھیج دیئے مقام ''شمورا'' سے حضرت خالد ''نہر استریاق'' کی جانب دو ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لشکر کے آگے حضرت خالد بن ولید، حضرت رافع بن عمیرہ طائی، حضرت میسرہ بن مسروق، حضرت ضرار بن ازور اور روساء مسلمین تھے۔ ان کے پیچھے دو ہزار مجاہدین قطار بند گھوڑے دوڑاتے ہوئے آ رہے تھے۔ جب حضرت خالد نہر استریاق پر اس مقام پر پہنچے جہاں بطرس کا دس ہزار کا پیدل لشکر خواتین اسلام کو قید میں رکھ کر پڑاؤ کئے ہوئے تھا تو حضرت خالد نے دور سے دیکھا کہ لشکر کے بیچ سے گرد اٹھتی ہوئی معلوم ہو رہی ہے اور تلواریں اور نیزے چمک رہے ہیں۔ یہ تمام علامتیں لڑائی کی تھیں جو بطرس کے لشکر میں خواتین اسلام اور نامرد رومی سپاہیوں کے درمیان ہو رہی تھی۔

خواتین اسلام کی شجاعت' رومی لشکر سے خواتین اسلام کی جنگ:۔

بطرس خواتین اسلام کو قید کرنے کے بعد جب نہر استریاق پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ تمام عورتوں کو میرے سامنے پیش کرو۔ حضرت خولہ بنت ازور سب سے زیادہ خوبصورت تھیں۔ بطرس نے کہا کہ یہ میرے لئے ہے۔ اس عورت کے معاملہ میں کوئی مجھ سے جھگڑا نہ کرے۔ اسی طرح ہر اسلامی خاتون کی نسبت رومی سپاہی کہنے لگے کہ یہ میرے لئے یا فلانی میرے لئے ہے۔ پھر خواتین کو ان کے خیموں میں بھیج دیا۔ رومی سپاہی اسلامی لشکر کا لوٹا ہوا مال و اسباب ایک جگہ جمع کر رہے تھے اور وہ لوگ بطریق بولص کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ آ کر سب کو اس کے حصے کا مال اور پسند کی عورت تقسیم کر دے۔

خواتین اسلام جب اپنے خیموں میں آئیں تو سب مشورہ کرنے جمع ہوئیں۔ قید ہونے والی خواتین میں قوم حمیرہ و عمالقہ و تبابعہ کی عورتیں بھی تھیں۔ ان قبیلوں کی عورتیں شجاعت اور بہادری و نیز گھوڑے کی سواری میں پورے ملک عرب میں مشہور تھیں۔ تمام عورتوں کو مخاطب کر کے حضرت خولہ بنت ازور نے کہا کہ اے اسلام کی بہادر بیٹیو! کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ رومی ہم پر غالب آ جائیں اور ہم ان مشرکوں کی باندیاں بن کر رہیں؟ ہماری وہ بہادری کہ جس کا ذکر ملک عرب کی مجلسوں میں

ہوتا ہے وہ بہادری کہاں چلی گئی؟ ہماری شجاعت اور دانشمندی کو آج کیا ہو گیا ہے؟ اے اسلام کی غیرت مند خواتین! ان مشرکوں کی باندی بن کر جینے سے مر جانا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔ ذلت کی حیات سے عزت کی موت بہتر ہے۔ آج وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہماری بہادری کا مظاہرہ کریں اور ان رومیوں سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کریں۔

حضرت خولہ کی پرجوش گفتگو کا جواب دیتے ہوئے حضرت عفیرہ بن عفار حمیریہ نے کہا کہ اے خولہ! اس وقت ہم ایسی مجبوری کی حالت میں ہیں کہ ہمارے پاس تلوار، نیزہ اور سواری کا گھوڑا کچھ بھی نہیں۔ ہم بے سروسامان اور نہتا ہیں۔ ہم ان مسلح رومیوں کے سامنے کر بھی کیا سکتی ہیں؟ حضرت خولہ نے کہا: اے بہادر شہزادی! خیموں کی چوبیں تو ہیں، وہ ہمارا ہتھیار ہیں۔ خیموں کی لکڑیاں لے کر ہم سب ان رومی ناکسوں پر حملہ کر دیں، شاید اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرما دے اور ہم ان پر غالب آ جائیں۔ ورنہ اور کیا ہوگا؟ یہی نہ کہ؟ کہ وہ ہم کو شہید کر دیں گے۔ اس طرح مر جانے سے ہم اور ہمارے خاندان شرم و عار سے نجات اور راحت حاصل کریں گے۔ حضرت عفیرہ بنت عفار نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اے عقل و دانش کی ملکہ! خدا کی قسم! تم نے جو بات کہی اس سے بہتر کوئی بات نہیں اور جو تدبیر تم نے بتائی اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔

تمام خواتین حضرت خولہ بنت ازور کی تجویز کو منظور کرتے ہوئے اظہار شجاعت پر کمر بستہ ہوئیں۔ خیموں کو منہدم کر کے چوبیں نکال لیں اور ہر عورت نے اپنے ہاتھ میں ایک ایک چوب لے لی اور ایک بارگی شور و غل مچاتی ہوئیں رومیوں سے مقابلہ کرنے نکل پڑیں۔ گویا کہ سراپا نزاکت نے پیکر شجاعت کا روپ اختیار کر لیا۔ مستورات کا گروہ ایک نامعلوم جذبہ کے تحت عازم جنگ و قتال ہوا تھا۔ تاریخ میں خواتین اسلام کا تذکرہ طلائی حروف سے منقش کرانے اپنا خون بہا دینے پر آمادہ ہوئی تھیں۔ بلکہ رومی نر کو ذلت و رسوائی کے کنگن پہنا کر اس کو مادہ بنانے پر آمادہ ہوئی تھیں۔ حضرت خولہ بنت ازور سب سے پیش پیش چلتی تھیں۔ ایک چوب ان کے ہاتھ میں تھی اور ایک ایک چوب کاندھے اور پیٹھ پر باندھ رکھی تھیں تاکہ دوران لڑائی ایک چوب ٹوٹ جائے تو فوراً دوسری چوب استعمال میں لائی جا سکے۔ حضرت خولہ اپنی دینی بہنوں اور سہیلیوں کو نصیحت کرتی تھیں کہ سب متحد اور یکجا ہو کر لڑو اور کوئی ایک دوسرے سے جدا نہ ہو اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔

خواتین کا گروہ قدم بڑھاتے ہوئے آگے چلا۔ ایک رومی سپاہی سامنے آیا۔ حضرت خولہ نے چوب کی ضرب شدید اس کے سر پر رسید کی۔ ایسا لگتا تھا کہ چوب نہیں تلوار ماری ہے کیونکہ ایک ہی ضرب میں اس کا سر تربوز کی طرح پھٹ گیا اور وہ دنیا سے چل بسا۔ حضرت خولہ کی اس دلیرانہ جرأت دیکھ کر بطرس نے خواتین کو دھمکاتے ہوئے کہا کہ یہ کیا ہنگامہ مچا رکھا ہے؟ عفیرہ بنت عفار نے طنزاً جواب دیا کہ تاکہ ہم اپنے کو عارِ عرب سے بچائیں اور تمہاری کھوپڑی توڑ کر تمہاری حیات کا سلسلہ منقطع کر دیں۔ بطرس کے حکم پر سپاہیوں نے چاروں اطراف سے خواتین کو گھیر لیا لیکن کسی کو قریب جانے کی ہمت نہیں ہوتی تھی کیونکہ جو بھی ان کے قریب جاتا تھا اس کے گھوڑے کے وہ ہاتھ پاؤں توڑ ڈالتی تھیں اور اس کو گھوڑے سے گرا کر اس کو لاٹھیوں سے پیٹ کر مار ڈالتی تھیں۔ علامہ واقدی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس طرح خواتین اسلام نے تیس رومیوں کو مار ڈالا۔ بطرس نے جب یہ حال دیکھا تو اس نے سپاہیوں کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت خولہ نے بھی خواتین کو حملہ کے لئے

marfat.com

مستعد کیا۔ حضرت خولہ بنت ازور بپھری ہوئی شیرنی کی طرح ڈکارتی تھیں اور شجاعت و بہادری کے اشعار پڑھ کر خواتین کو ابھارتی تھیں اور پکار پکار کر کہتی تھیں کہ اے دخترانِ اسلام! تم کو ضرور مرنا ہے لیکن بزدلوں کی طرح مت مرنا بلکہ بڑے بہادروں کی شان سے موت کو محبوب جان کر مرنا ہے۔

بطرس حضرت خولہ کے قریب آیا اور نہایت نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ اے عربی خاتون! شدت سے باز رہو اور نرمی اختیار کرو۔ میں تمہاری تعظیم و احترام کرتا ہوں اور تمہارے لئے اپنے دل میں وہ امر رکھتا ہوں کہ تم خوش ہو جاؤ گی۔ میں وہ ہوں کہ ملک شام کی پری رُو عورتیں مجھ پر فریفتہ ہو کر میری خواہش میں بیقرار رہتی ہیں لیکن میں کسی کی طرف التفات نہیں کرتا۔ میرے ملک میں وسیع کھیت، سرسبز و زرخیز زمینیں، مویشی، مکانات اور بے شمار مال و اسباب ہے، وہ سب تمہارا ہے بشرطیکہ مجھ کو تم اپنا مالک بنانے پر راضی ہو جاؤ۔ بطرس کی اس بیہودہ بدتمیزی پر الفاظ کا طمانچہ رسید کرتے ہوئے حضرت خولہ نے جواب دیا کہ اے کافرہ، ناکس اور بدکارہ کے بیٹے! قسم ہے خدا کی! اگر میں تجھ پر ظفر اور غلبہ پاؤں گی تو اس چوب سے تیرے سر کا بھیجا توڑ دوں گی۔ تجھ کو اپنا مالک تسلیم کرنا تو درکنار تجھ کو میں اپنی بکریوں اور اونٹوں کے چرواہے کے قابل بھی نہیں سمجھتی۔ حضرت خولہ کا جواب سن کر بطرس غصہ سے برانگیختہ ہو گیا اور اس نے سپاہیوں سے کہا کہ اے نامردو! اس سے بڑھ کر تمہارے لئے شرم و عار کی بات کیا ہو گی کہ عرب کی عورتیں تم پر غالب آ گئیں۔ لہٰذا تم مسیح اور ہرقل کے غضب سے ڈرو۔ بطرس کے اس کلام سے رومی سپاہی جنبش میں آئے اور خواتین اسلام پر حملہ کر دیا۔ خواتین نے بڑی دلیری اور شجاعت سے ان کا مقابلہ کیا۔ لڑائی کا تنور گرم ہوا۔ رومیوں نے تلواریں اٹھائیں لیکن ان کی تلواریں خواتین اسلام تک نہ پہنچ سکتی تھیں کیونکہ ان کے ہاتھوں میں خیمے کی لمبی اور دراز چوبیں تھیں جس سے وہ شمشیرزن کو اپنے سے دور رکھتی تھیں اور موقع پاتے ہی ضرب چوب سے ان کے سروں کو توڑتی تھیں۔ وہ اس طرح مصروف مقابلہ تھیں کہ حضرت خالد بن ولید کا لشکر نہر استریاق پہنچا اور دور سے اٹھتے ہوئے غبار کو دیکھا۔ حضرت خالد نے رومی لشکر کے پڑاؤ کے نزدیک توقف کیا اور:۔

حضرت خالد کا خواتین اسلام کی کمک کرنا اور رومیوں کو ہلاک کرنا:۔

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی کو بھیجا تاکہ وہ قریب جا کر تفتیش کر آئیں کہ یہ اٹھتا ہوا غبار کس وجہ سے ہے۔ حضرت رافع نے جا کر دیکھا تو حیرت میں غرق ہو گئے۔ جانباز خواتین جوش و خروش کے ساتھ رومیوں کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ حضرت رافع فوراً واپس آئے اور صورت حال سے حضرت خالد کو مطلع کیا۔ تمام مجاہدین کو حضرت خالد نے حکم دیا کہ تیز رفتاری سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ایک ساتھ پہنچو لیکن جب ان رومیوں کے قریب پہنچو تب چاروں طرف پھیل جانا اور رومیوں کو بیچ حصار میں لے لینا۔ حضرت خالد کا حکم ملتے ہی مجاہدوں نے نشان بلند کئے، نیزے سیدھے کر لئے اور گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں اور ایک ساتھ اس طرح روانہ ہوئے کہ جیسے ہزاروں کمانوں میں سے ایک ساتھ ہزاروں تیر چھوٹے ہیں۔ اچانک اسلامی لشکر کے آ پہنچنے سے بطرس کا دل دھڑکنے لگا۔ اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ تمام رومی سپاہیوں پر لرزا طاری ہو گیا۔ اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تھا۔

مقدس خواتین اسلام پر نظر بد کر کے ان کی عصمت و عزت سے کھیلنے کا ناپاک خواب دیکھنے والوں کو اب نظروں کے سامنے موت نظر آنے لگی۔ بطرس نے اپنا رویہ تبدیل کرتے ہوئے خواتین اسلام سے کہا کہ اے گروہ خواتین! میرے دل میں تمہارے لئے مہربانی اور تعظیم آ گئی ہے کیونکہ ہم بھی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی رکھتے ہیں۔ صلیب کے طفیل میں تم سب کو چھوڑ دیتا ہوں۔ جب تمہارے مرد یہاں آئیں تو ان کو کہنا کہ ہمارے ساتھ نیک سلوک کیا گیا ہے اور یہ بھی کہنا کہ ...!! بطرس کے الفاظ منہ میں رہ گئے کیونکہ اسلامی لشکر سے دو شخصوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ وہ دو اشخاص میں سے ایک نے زرہ وغیرہ پہن رکھی تھی اور دوسرے ننگے بدن تھے۔ دونوں عربی سواروں نے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دی تھیں اور ان کے ہاتھ میں نیزے چمکتے تھے۔ دونوں اس شان سے آتے تھے کہ جیسے شیر اپنے شکار پر حملہ کرنے آتا ہو۔ ان دونوں اشخاص میں ایک حضرت خالد بن ولید تھے اور دوسرے حضرت ضرار بن ازور تھے۔ وہ قریب آئے کہ فوراً حضرت خولہ نے پکارا کہ اے بھائی! تمہاری بہن یہاں ہے۔ اللہ نے ہم کو مدد دی اور بچھڑے ہوئے بھائی بہن کو پھر ایک مرتبہ ملا دیا۔

بطرس نے جب یہ سنا کہ حضرت ضرار کو خولہ نے جس طرح مخاطب کر کے پکارا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی حقیقی بہن ہے اور میں نے ان کی بہن کے ساتھ بہت بدتمیزی کی ہے لہٰذا یہ ننگے بدن اور ڈراؤنی شکل وصورت والا عربی سوار مجھ کو کچا چبا جائے گا۔ یہ خیال آتے ہی بطرس کے اوسان خطا ہو گئے۔ اس طرح بھاگا جیسے کوئی موت کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ بطرس کو بھاگتا دیکھ کر حضرت خولہ اس کے تعاقب میں دوڑیں۔ حضرت خولہ کو کسی رومی کے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھ کر حضرت خالد اور حضرت ضرار نے اپنے گھوڑے اس جانب موڑے۔ اب اسلامی لشکر بھی رومی کیمپ میں داخل ہو چکا تھا۔ بطرس نے حضرت ضرار کو اپنے قریب آتے دیکھ کر کہا کہ اے برادر عربی! مبارک ہو، اپنی بہن سنبھالو۔ یہ میری طرف سے تم کو ہدیہ اور تحفہ ہے۔ حضرت ضرار نے فرمایا کہ میں نے تیرا ہدیہ قبول کیا اور اس ہدیہ وتحفہ کا بدلا میرے پاس نیزہ کی نوک کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ کہہ کر حضرت ضرار نے اس کے سینہ پر نیزہ مارا۔ حضرت خولہ نے پوری طاقت کا استعمال کرتے ہوئے اس کے گھوڑے کے پیروں میں چوب پھنکاری اور گھوڑا جھکا، بطرس گھوڑے کی زین سے زمین پر گرا۔ حضرت ضرار نے فوراً نیزہ اس کے سرین میں پیوست کر دیا جو جسم کے آر پار نکل گیا اور اس کو مردہ کر دیا۔ حضرت ضرار نے اس کا سر کاٹ کر نیزے کی نوک پر لٹکا لیا۔

اپنے سردار کے سر کو نیزے پر لٹکا دیکھ کر رومیوں کے دل بیٹھ گئے اور پیٹھ دکھا کر بھاگنا شروع کیا مجاہدوں نے تعاقب کیا اور شدت سے تیغ زنی کی۔ کل تین ہزار (۳۰۰۰) رومی ذلت و رسوائی کے عالم میں مقتول ہوئے باقی دمشق کی طرف بھاگ نکلے۔ حضرت خالد نے مجاہدوں کو حکم دیا کہ جلد از جلد مال غنیمت جمع کر کے اجنادین کی جانب روانہ ہو جاؤ کیونکہ حضرت ابوعبیدہ اجنادین کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں اور اس علاقے میں وردان کا عظیم لشکر اپنے جبڑے پھاڑے ہمارا منتظر ہے۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تمام کام بعجلت انجام دینے کے بعد لشکر اسلام اجنادین کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں ''مرج رلھط'' نام کے مقام پر حضرت ابوعبیدہ کے لشکر سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت ابوعبیدہ خواتین اسلام کی رہائی اور رومیوں کی ہزیمت کی کیفیت

marfat.com

سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت خالد کو مبارکباد اور دعائے خیر سے نوازا۔

حضرت ابوعبیدہ کے لشکر میں وہ ایک سو قیدی تھے جن کو بطریق بولص کے ساتھ شحورا نامی مقام پر گرفتار کیا گیا تھا۔ حضرت خالد نے بولص کو بلا کر اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ ورنہ تیرا حال بھی تیرے بھائی بطرس جیسا کروں گا۔ بولص نے پوچھا کہ میرے بھائی بطرس کے ساتھ تم نے کیا معاملہ کیا؟ حضرت خالد نے حضرت ضرار کے نیزے کی جانب اشارہ کیا۔ بولص نے دیکھا کہ اس کے بھائی بطرس کا کٹا ہوا سر نیزے کی نوک پر لٹک رہا تھا۔ بولص رونے لگا اور کہا کہ اب بھائی کے بغیر زندگی کا کوئی لطف نہیں۔ مجھ کو بھی میرے بھائی کے ساتھ ملا دو۔ چنانچہ حضرت خالد کے حکم سے حضرت میتب بن نجیبۃ الفزاری نے اس کی گردن اڑادی۔

ملک شام میں متفرق اسلامی لشکروں کا ''اجنادین'' میں جمع ہونا:

جیسا کہ اوراق سابقہ میں مذکور ہوا کہ حضرت خالد بن ولید نے ملک شام میں متفرق اسلامی لشکر کے سرداروں کو خطوط ارسال کر کے انہیں اجنادین پہنچنے کی تاکید کی تھی اس کے مطابق تمام سردار اپنے اپنے لشکر کے ساتھ اجنادین پہنچ گئے۔ حضرت عمرو بن العاص فلسطین (Palastine) میں تھے اور وہاں سے اجنادین کی طویل مسافت ہونے کی وجہ سے وہ پہنچ نہیں سکے تھے۔ علامہ واقدی کی کتاب ''فتوح الشام'' میں اجنادین کی جنگ کے تذکرہ میں کہیں بھی حضرت عمرو بن العاص کا ذکر نہیں۔ جنگ اجنادین کے فوراً بعد جنگ دمشق (باردوم) ہوئی تھی اس کے احوال میں علامہ واقدی نے حضرت عمرو بن العاص کا ذکر کیا ہے لہٰذا صورت حال یہ ہوئی تھی کہ حضرت عمرو بن العاص فلسطین سے جب اجنادین آئے تھے تب جنگ اجنادین اختتام پذیر ہو چکی تھی اور اسلامی لشکر اجنادین سے کوچ کر کے دمشق جا رہا تھا اور حضرت عمرو بن العاص دمشق جانے والے اسلامی لشکر سے ملحق ہوئے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص کا لشکر جنگ اجنادین میں شریک نہیں ہوا تھا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت یزید بن ابی سفیان، حضرت نعمان بن مقران اور حضرت معاذ بن جبل کے لشکر بمقام اجنادین جمادی الاول ۱۲ھ میں جمع ہوئے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل کے لشکر میں حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ بھی شامل تھے۔ تمام لشکر کے سرداروں نے مع اپنے مجاہدین کے حضرت خالد بن ولید اور حضرت ابوعبیدہ اور ان کے لشکر سے ملاقات کی۔

رومیوں کا لشکر بمقام اجنادین:

رومی لشکر پہلے سے اجنادین میں موجود تھا بلکہ جب بیت لہیا کا معرکہ ہوا تھا اس کے پہلے سے ہی ہرقل بادشاہ نے اجنادین میں فوج جمع کرنا شروع کر دی تھی۔ قریب و بعید سے رومی جنگجو لوگ روز بروز لشکر میں شمولیت کرتے تھے اور رومی لشکر کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا تھا۔ رومی لشکر اجنادین کے میدان میں ٹڈی دل کی طرح پھیلا ہوا تھا بلکہ ابھر رہا تھا۔ رومی لشکر نوے صف میں ترتیب دیا گیا تھا اور ہر صف میں ایک ہزار سپاہی تھے۔ حضرت خالد بن ولید نے رومی لشکر کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے حضرت ضرار بن ازور کو بھیجا اور ان کو خاص تاکید کی کہ تم رومی لشکر کی تعداد کا تخمینہ کر کے چلے آنا۔ خود اعتمادی اور جرأت پسندی سے کام کرتے ہوئے تن تنہا ان سے مت الجھنا۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

marfat.com

"وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ وَاَحْسِنُوْا" (پارہ:۲،رکوع:۸،سورۃ البقرہ، آیت:۱۹۵)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ۔" (کنزالایمان)

حضرت ضرار نے کہا کہ میں احتیاط سے کام لوں گا اور ایسا کوئی بھی قدم نہیں اٹھاؤں گا کہ بذات خود مصیبت و ہلاکت میں مبتلا ہو جاؤں۔ پھر حضرت ضرار اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رومی لشکر کی جانب گئے گویا کہ وہ کوئی مسافر ہوں اور سیر و تفریح کے لئے نکلے ہوں اس انداز سے رومی لشکر کے قریب گئے اور لشکر کے ساز و سامان، خیمے، نشان لشکر وغیرہ کو دیکھنے لگے۔ ایسا محسوس ہوا کہ خیموں کا شہر بسا ہوا ہے۔ رومی سپاہی کے جسم پر لوہے کے غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ خیموں پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر جھنڈے لہرا رہے تھے۔ حضرت ضرار نے شمار کیا تو نوے جھنڈے تھے اور ہر جھنڈے کے نیچے ایک ہزار سپاہی جمع تھے۔ آفتاب کی روشنی میں سپاہیوں کے خود، زرہیں، نیزے، تلواریں وغیرہ اس طرح چمک رہے تھے کہ ایک ساتھ ہزاروں قمقمے روشن کئے گئے ہوں ایسا محسوس ہوتا تھا۔ حضرت ضرار رومی لشکر کا معائنہ کرنے میں کھوئے ہوئے تھے کہ رومی لشکر کے سردار وردان نے ان کو دیکھ لیا۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی مسلمان جاسوس ہمارے کیمپ کی جاسوسی کرنے آیا ہوا ہے ایسا لگتا ہے لہٰذا اسے گرفتار کر کے میرے پاس حاضر کرو۔

تیس رومی سوار حضرت ضرار کی طرف لپکے۔ ان کو دیکھ کر حضرت ضرار نے اپنے گھوڑے کا رخ اسلامی لشکر کی جانب پھیرا اور بھاگے۔ رومی سپاہی نے یہ گمان کیا کہ یہ ڈر کر بھاگ رہا ہے لہٰذا یقیناً یہ مشکوک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مخبری کے کام کے لئے ہی آیا ہو لہٰذا اس کو گرفتار کرنا ضروری ہے۔ رومی سپاہیوں نے آپس میں کہا کہ گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دو شکار ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ رومی سپاہیوں نے حضرت ضرار کا تعاقب کیا۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد حضرت ضرار نے زور سے اپنے گھوڑے کی لگام کھینچی۔ ایک دم میں گھوڑا چراغ پا ہو کر ٹھہر گیا اور ہنہنانے لگا۔ حضرت ضرار نے گھوڑے کا رخ اسلامی لشکر کی جانب سے پھیر دیا اور رومی لشکر کی جانب کر دیا۔ سامنے سے تیس رومی سپاہی انہیں گرفتار کرنے تیز رفتاری سے آ رہے تھے۔ درمیان میں تھوڑا فاصلہ تھا۔ حضرت ضرار نے گھوڑے کو ایڑ ماری۔ گھوڑا گویا اپنے مالک کے دل کا ارادہ سمجھ گیا ہو۔ گھوڑے نے لمبی جست لگائی اور ہوا سے باتیں کرتا ہوا اپنی تمام طاقت استعمال کرتے ہوئے دوڑا۔ رومی سپاہی سامنے سے آ رہے تھے حضرت ضرار نے اپنا نیزہ راست کر لیا اور رومی سپاہیوں کے برابر مقابل گھوڑا دوڑاتے ہوئے ان کے درمیان پہنچ گئے اور ایک سپاہی کے سینے میں نیزہ پیوست کر دیا۔ وہ مردہ ہو کر زمین پر گرا۔ رومی سپاہی ہڑبڑا اٹھے۔ اس طرح کے بازگشت حملے کا انہوں نے تصور نہیں کیا تھا۔ وہ کچھ سوچیں اور سمجھیں اور کوئی قدم اٹھائیں اتنی دیر میں تو حضرت ضرار نے نیزہ سے آرائشی کرتے ہوئے تین سپاہیوں کو ڈھا دیا۔ حضرت ضرار مثل شیر نر رومی بھیڑیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اپنے چار ساتھیوں کو پلک جھپکنے کی دیر میں کشتہ دیکھ کر ان کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ رومی سپاہیوں نے بھاگنے میں ہی عافیت گمان کی۔ اپنی سواریوں کے رخ رومی لشکر کی جانب پھیر کر پیٹھ دکھا کر بھاگنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر پہلے رومی سپاہی حضرت ضرار کا تعاقب کر رہے تھے لیکن اب معاملہ برعکس تھا۔ رومی سپاہی بھاگ رہے تھے اور حضرت ضرار تعاقب کر رہے تھے۔ تعاقب کرتے ہوئے حضرت ضرار نے

marfat.com

نیزہ زنی جاری رکھی اور جس کے بھی قریب پہنچ جاتے اس کے سینے میں نیزہ گھسیڑ دیتے اور اس کو سواری سے زمین پر مردہ گرا دیتے۔ اس طرح رومی لشکر کی حد آنے تک حضرت ضرار نے نیزہ زنی کرتے ہوئے تعاقب کیا۔ تیس میں سے صرف گیارہ سپاہی رومی لشکر میں زندہ واپس گئے اور انیس سپاہی کی لاشیں میدان میں بکھری پڑی تھیں۔ حضرت خالد بن ولید دور سے حضرت ضرار کا یہ کارنامہ دیکھ رہے تھے۔ حضرت ضرار رومی سپاہیوں کا تعاقب کرتے ہوئے رومی لشکر تک گئے اور جب بچے ہوئے گیارہ سپاہی لشکر میں داخل ہو گئے تب حضرت ضرار واپس پلٹ کر اسلامی لشکر میں آئے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اے ضرار! میں نے تم کو تاکید کی تھی کہ خود اعتمادی کے بھرم میں کسی قسم کی کوئی جرأت مت کرنا، پھر بھی تم نے رومی سپاہیوں سے لڑائی کیوں مول لی؟ حضرت ضرار نے کہا کہ اے سردار! آپ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے میں نے ان پر حملہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا میں نے تو صرف مقابلہ کیا ہے۔ اے سردار! اگر آپ کی ڈانٹ اور ملامت کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کے لشکر پر حملہ کئے بغیر واپس نہ آتا بلکہ رومی لشکر میں کہرام مچا دیتا۔ بقول:

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

رومی لشکر کی صف بندی اور وردان کا لشکر سے خطاب:

رومی لشکر بہت دنوں سے اجنادین میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا لہٰذا لشکر کی ترتیب اور صف بندی کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا تھا لیکن اسلامی لشکر کی آمد کے بعد رومی سردار وردان نے نظر ثانی کرتے ہوئے ترتیب شدہ لشکر کا معائنہ کیا اور معمولی ترمیم و تجدید کی۔ رومی لشکر میں عیسائیوں کے مذہبی قائد و پیشوا یعنی بطارقہ اور اطراف کے علاقوں کی ریاستوں کے ملوک (بادشاہ) بھی کافی تعداد میں تھے۔ وردان نے تمام بطارقہ، ملوک، ارکان لشکر اور نشان برداروں کو خصوصاً اور تمام رومی سپاہیوں کو عموماً خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قیصر روم ہرقل کو تم پر ناز اور بھروسہ ہے۔ اس لشکر میں ملک شام کے آزمودہ جنگجو بہادر شہسوار موجود ہیں لہٰذا ہرقل بادشاہ کی امیدیں تم سے وابستہ ہیں اور تمہاری ذمہ داری ہے کہ عربوں کو ذلت و رسوائی کی شکست دے کر بادشاہ کی آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ اگر تم نے ثابت قدمی اور اتفاق باہمی سے مقابلہ کیا تو کامیابی تمہارے قدم چومتی آئے گی۔ صلیب سے مدد مانگو، صلیب تمہاری اعانت کرے گی۔ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تم سے بہت کم ہے۔ ان کے ایک سپاہی کے مقابلے میں تم تین ہو۔ لہٰذا ان کا رعب اور خوف دل سے نکال دو اور بلند ہمتی سے کام لو۔ اگر تم نے اس جنگ میں بزدلی دکھا کر شکست اٹھائی تو مسلمانوں کا رعب طاری ہو جائیگا اور پھر ان کا مقابلہ کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوگی اور تمہارا ملک، تمہاری جاگیر، تمہاری دولت کے وہ مالک ہو جائیں گے اور تمہارے مردوں کو غلام اور عورتوں کو کنیزیں بنائیں گے۔

وردان کی تقریر نے رومیوں کو جنبش میں لا دیا اور تمام رومیوں نے حق مسیح اور انجیل کے حلف اٹھائے اور خون کے آخری قطرے تک اسلامی لشکر سے مقابلہ کرنے کا عزم محکم کیا۔

marfat.com

اسلامی لشکر کی صف بندی اور حضرت خالد بن ولید کی ترغیب جہاد:

حضرت خالد نے حضرت ضرار اور دیگر ذرائع سے رومی لشکر کی تعداد نوے ہزار ہے وہ معلوم کر لیا تھا۔ آپ نے اسلامی لشکر کو صف بندی سے مرتب فرمانا شروع کیا۔ ☆ میمنہ پر حضرت معاذ بن جبل ☆ میسرہ پر حضرت سعید بن عامر انصاری ☆ دائیں بازو پر حضرت نعمان بن مقران ☆ بائیں بازو پر حضرت شرحبیل بن حسنہ ☆ ساقہ میں حضرت یزید بن ابی سفیان کو چار ہزار سواروں کے ساتھ عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے اور ☆ قلب میں حضرت خالد خود ٹھہرے۔ حضرت خالد نے اپنے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق، حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی، حضرت رافع بن عمیرہ طائی، حضرت میسّب بن فزاری، حضرت ذوالکلاع حمیری، حضرت ربیعہ بن عامر وغیرہ کو ٹھہرایا۔ صف بندی کا کام ختم کر کے حضرت خالد لشکر میں صفوں کے درمیان گشت کرتے تھے اور مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دیتے تھے۔ حضرت خالد بلند آواز سے فرماتے تھے کہ اے گروہ مسلمین! اللہ کے دین کی مدد کرو، اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اللہ کی راہ میں مشرکوں سے جہاد کرو اور دشمن سے جنگ کرتے وقت صبر و استقلال سے کام لو۔ جب تک میرا حکم نہ ہو حملہ مت کرو۔ اللہ سے مدد طلب کرو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں فتح و غلبہ عنایت فرمائے گا۔

دونوں لشکر کا مقابلہ کے لئے میدان میں آنا:۔

حضرت خالد اسلامی لشکر کے کیمپ سے لشکر کو میدان میں لے آئے۔ وردان نے دیکھا کہ اسلامی لشکر میدان میں آ پہنچا ہے تو اس نے بھی لشکر کو میدان کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ رومی لشکر نے اپنی کثرت کی وجہ سے میدان کے طول و عرض کو بھر دیا۔ رومی سپاہی کلمۂ کفر بلند کرتے ہوئے اور صلبان ونشان کو ظاہر کرتے ہوئے تکبر و غرور سے چلتے ہوئے میدان میں آئے۔ درمیان میں تھوڑا فاصلہ چھوڑ کر دونوں لشکر آمنے سامنے ٹھہرے۔ دونوں لشکر مقابلہ کے لئے بالکل تیار تھے۔

فوراً رومی لشکر سے ایک بوڑھا شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے برآمد ہوا۔ اس کے ساتھ گبرلوگ تھے۔ وہ بوڑھا اسلامی لشکر کے قریب آیا اور عربی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے پکار کر کہا کہ تمہارا سردار میرے سامنے آئے اور مجھ سے گفتگو کرے۔ حضرت خالد بن ولید گھوڑا بڑھا کر اس کے سامنے آئے۔ بوڑھے نے کہا کیا تم ہی مسلمانوں کے سردار ہو؟ حضرت خالد نے فرمایا کہ ہاں! مسلمان مجھ کو ایسا سمجھتے ہیں۔ لیکن میں ان کا سردار اس وقت تک ہوں جب تک میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہوں اور اگر مجھ سے کوئی کمی اور تبدل واقع ہو جائے تو مسلمانوں پر میری سرداری باقی نہ رہے گی۔ بوڑھے نے کہا کہ تمہاری تواضع اور مذہب کی اطاعت و پابندی کی وجہ سے ہی تم ہم پر غالب ہو گئے ہو۔ اگر تم اپنے طور طریقہ میں تغیر اور تبدل کرتے تو ہرگز ہم پر غالب نہ ہوتے۔

پھر اس بوڑھے نے کہا کہ ہمارا ملک شام وہ ہے کہ اہل فارس اور جرامقہ ...... اس کے شہروں پر قبضہ کرنے آئے تھے لیکن شکست فاش اٹھا کر پشیمان واپس لوٹ گئے۔ تم اہل عرب ہمارے کچھ شہروں پر قابض ہو گئے ہو لیکن قبضہ اور غلبہ ہمیشہ باقی نہیں

marfat.com

رہتا۔ ہمارے لشکر کے سرداروں نے تم پر شفقت اور مہربانی کی نظر کرتے ہوئے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تمہارے لشکر کے ہر سپاہی کو ایک کپڑا، ایک عمامہ اور ایک دینار اور تمہارے لئے ایک سو دینار و دس کپڑے اور تمہارے خلیفہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو ایک ہزار دینار اور ایک سو کپڑے اس شرط پر دیئے جائیں کہ تم ملک شام چھوڑ کر ملک حجاز واپس چلے جاؤ۔ اس بوڑھے راہب نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ آج یہاں پر جو رومی لشکر موجود ہے اس میں ملک کے جنگ آزمودہ، جنگ جو اور سر ہنگام لوگوں نے شرکت کی ہے اور ہمارے لشکر کی تعداد چیونٹیوں کی طرح ہے۔ اس لشکر کو تم ان لشکروں کی مانند مت گمان کرو جن کو تم نے ماضی قریب میں شکست دی ہے۔ اس لشکر کو شکست دینا تو بہت دور کی بات ہے بلکہ اس لشکر سے ٹکر لینا اور اس کے مقابلے میں کھڑا رہنا بھی تمہارے لئے امر محال ہے لہٰذا تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اپنی حرکتوں اور جرأتوں سے باز آؤ اور ہمارے ملک سے چلے جاؤ۔

حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ قسم ہے حق تعالیٰ کی! ہم ہرگز تمہارے ملک سے نہ جائیں گے جب تک تم تین باتوں میں سے ایک کو قبول و اختیار نہ کرو۔ (۱) کلمۂ شہادت کا اقرار کر کے مسلمان ہو جاؤ۔ یا (۲) جزیہ ادا کرو۔ یا (۳) ہم سے جنگ کرو۔ حضرت خالد نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ تم اپنے لشکر کی تعداد کی کثرت بیان کر کے ہم پر اپنا رعب اور خوف قائم کرنے کی کوشش کرتے ہو لیکن ہم تمہاری تعداد کو مطلق خاطر میں نہیں لاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کا وعدہ فرمایا ہے:

"وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ" (پارہ:۲۱، رکوع:۸، سورۃ الروم، آیت:۴۷)

ترجمہ: "اور ہمارے ذمۂ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔" (کنز الایمان)

اے نصرانی راہب! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم، ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زبان سے ہماری مدد کا وعدہ فرمایا ہے، ہم ہمارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرمائے گئے ہر وعدہ پر یقین کامل رکھتے ہیں اور دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے نہیں گھبراتے۔ بقول:

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

(از: امام احمد رضا بریلوی)

حضرت خالد نے مزید فرمایا کہ اے راہب! تم نے ہم کو کپڑوں اور دیناروں کی لالچ اور طمع میں مبتلا کرنے کی کوشش بیجا کی ہے کیونکہ ہم دنیا کی دولت کے حصول کی خاطر جہاد نہیں کرتے بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول کی خوشنودی و رضامندی حاصل کرنے راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ دنیا کے مال و متاع ہماری نظروں میں ہیچ ہیں۔ بقول:

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مرگئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

marfat.com

حضرت خالد بن ولید کی گفتگو سن کر بوڑھا راہب خاموش ہو گیا۔ اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا لہٰذا اس نے کہا کہ میں آپ کی گفتگو سے اپنے سردار کو مطلع کرتا ہوں۔ ان کو جو مناسب معلوم ہو وہ قدم اٹھائے۔

معرکۂ جنگ اور حضرت ضرار کی شجاعت:

بوڑھا راہب حضرت خالد کے پاس سے لوٹ کر وردان کے پاس آیا اور تمام گفت وشنید کی کیفیت بیان کی۔ وردان نے کہا کہ شاید وہ ہم کو مثل ان لشکروں کے گردانتے ہیں جنہیں وہ شکست دے چکے ہیں لیکن ان کو کیا پتہ کہ ہمارا لشکر ان کو صرف ایک گرداوے میں بیہوش کر کے زمین پر ڈال دے گا۔ اب ہمارے لئے لازمی ہو گیا ہے کہ ان عربوں کو اپنی تلواروں کا مزہ چکھائیں۔ وردان نے لشکر کو حکم دیا کہ حملہ کے لئے تیار ہو جاؤ لہٰذا رومی لشکر کے پیدل دستے نے چھوٹے نیزے اور کمانیں ہاتھ میں لے لئے۔ تیروں کو کمانوں پر چڑھائے اور تمام تیراندازوں نے اسلامی لشکر پر نشانہ باندھا اور تیر چلانے کے لئے مستعد ہو گئے۔ ہزاروں تیرانداز قطار بند تیرافگنی کے لئے تیار کھڑے تھے اور سردار کے حکم کے منتظر تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت معاذ بن جبل نے مجاہدوں کو پکارا اور کہا کہ اے توحید کے پرستارو! بیشک جنت کا دروازہ تمہارے لئے کھول دیا گیا ہے۔ فرشتے قریب آ رہے ہیں۔ جنت کی حوریں آراستہ اور مزین ہو کر تمہارا انتظار کرتی ہیں۔ بشارت ہو کہ اپنی جان کے عوض جنت کی دائمی زندگانی کا صلہ دینے کا اللہ تعالیٰ وعدہ دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

"اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ" (سورۃ التوبہ، آیت:۱۱۱)

ترجمہ: "بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔"

(کنز الایمان)

حضرت خالد نے بھی مجاہدوں کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ میدان میں ثابت قدمی سے ڈٹے رہنا اور دشمن کو پیٹھ نہ دکھانا کیوں کہ میدان جہاد سے فرار ہونا گناہ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اللہ سے اعانت طلب کرو، وہ ضرور تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور !

وردان کا حکم ملتے ہی رومیوں نے تیروں کی بوچھاڑ شروع کی۔ بہت سے مجاہد زخمی ہوئے اور کئی مجاہد شہید ہوئے۔ حضرت ضرار بن ازور نے اپنے پورے جسم کو زرہ میں مستور کر لیا اور ان کی متابعت میں دیگر مجاہدوں نے بھی ایسا ہی کیا اور یہ تمام سر سے کنواں کھودنے جیسا مشکل اور ناممکن کام انجام دینے کے عزم سے برستے ہوئے تیروں کے سامنے آگے بڑھے۔ تیرانداز رومی لشکر کے مقدم حصہ میں صف اول میں کھڑے ہوئے تیر پھینک رہے تھے لہٰذا مجاہدین اس ارادہ سے چلے کہ ہم کسی صورت سے تیراندازوں تک پہنچ جائیں اور شمشیر زنی اور نیزہ زنی کر کے ان کو تتر بتر کر دیں۔ مجاہدوں کو رومیوں کی سب سے بڑی کمزوری (Weak point) معلوم تھی کہ وہ ہماری تلوار اور نیزہ کے مقابل آنے سے گریز کرتے ہیں اور یہ حقیقت تھی کہ مجاہدین اسلام کی تلوار کی رومیوں میں تاب نہ تھی۔ حضرت ضرار نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی اور آن کی آن میں وہ مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں پہنچ گئے جہاں رومی تیرانداز استادہ تھے۔ جاتے ہی حضرت ضرار نے نیزہ سے سینے چھلنی

marfat.com

کرنے شروع کر دیئے۔ رومیوں نے ان پر کثرت سے تیر اور پتھر برسائے لیکن حضرت ضرار زرہ میں مکمل مستور ہونے سے محفوظ رہے۔ حضرت ضرار کے نیزہ کی سرعت دیکھ کر رومی تیر اندازوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ تیر اندازوں کی صف میں کہرام مچ گیا۔ حضرت حسان بن عوف نے بیان کیا ہے کہ میں بھی حضرت ضرار کے ساتھ تھا۔ حضرت ضرار نے جاتے ہی نیزہ زنی کے وہ کرتب دکھائے کہ تھوڑی ہی دیر میں تیس رومیوں کو مار ڈالا۔

حضرت ضرار کی شجاعت و دلیری پر محو حیرت ہو کر رومی سپاہی انگشت بدنداں تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ شخص انسان ہے یا جن؟ ہم پر قہر و بلا بن کر ٹوٹ پڑا ہے۔ نہ معلوم کون شخص ہے؟ حضرت ضرار نے زرہ کو چہرے سے ہٹا لیا اور کہا کہ میں ضرار بن ازور تمہارا دشمن اور تمہارے سردار کے بیٹے حمران کا قاتل ہوں۔ میں واقعی تمہارے لئے بلا ہوں اور خدا کی طرف سے تم کو مٹانے پر مقرر ہوا ہوں۔ حضرت ضرار کا نام سنتے ہی رومیوں کی ہوا نکل گئی۔ پیچھے پلٹنے لگے اور رومی لشکر میں گھس کر سلامت جگہ چھپنے لگے۔ وردان دور سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا یہ بدوی کون شخص ہے؟ کسی نے کہا یہ وہی شخص ہے جو ننگے بدن لڑتا ہے اور نیزہ زنی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا لیکن آج وہ زرہ پہن کر آیا ہے۔

صرف اتنے تعرف سے وردان نے حضرت ضرار کو پہچان لیا کہ یہی میرے لخت جگر کا قاتل ہے لہٰذا اس نے پکار کر کہا کہ کون ہے جو میرے بیٹے کے قاتل سے میرا بدلہ لے اور مجھ سے منہ مانگا انعام حاصل کرے۔ ''طبریہ'' نامی مقام کا حاکم بولا کہ اے سردار! میں تمہارا بدلہ لینے جاتا ہوں اور تمہارے بیٹے کے قاتل کو زندہ یا مردہ لا کر تمہارے قدموں میں ڈالتا ہوں۔ اسی طرح کی شیخی مار کر وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا میدان میں آیا اور اشتعال طبع سے حضرت ضرار پر وار کیا جس کو حضرت ضرار نے خالی پھیرا اور ایسا جوابی وار کرتے ہوئے نیزہ مارا کہ نیزہ اس کی زرہ کو پھاڑتا ہوا اس کے سینہ میں پیوست ہو گیا اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام ہو گیا وردان یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ طبریہ کے حاکم کو کشتہ دیکھ کر کف افسوس ملتے ہوئے کہا کہ میرے لشکر میں ایک بھی شخص ایسا نہیں جو اس عرب کو قتل کر سکے لہٰذا اب مجھے ہی اس کے مقابلہ میں جانا ہوگا۔ یہ کہہ کر وردان نے اپنے گھوڑے کو میدان کی طرف آگے بڑھایا۔ اسی وقت ایک بطریق جس کا نام ''اصطفان'' تھا اور ''عمان'' کا حاکم تھا، اس نے وردان کے گھوڑے کی رقاب تھام لی اور رقاب کو بوسہ دیتے ہوئے کہا کہ اے معزز سردار! اس ناکس بدوی کے لئے آپ کو زحمت گوارا کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ خادم کس دن کام آئے گا۔ حکم اور اجازت عنایت فرمایئے! اس بدوی کو قتل کرنا میرے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے لیکن حضور والا! خادم کو انعام میں کیا عطا فرماؤ گے؟ وردان نے کہا کہ منہ مانگا انعام دوں گا۔ اصطفان نے کہا کہ میں عمان کا حاکم ہوں۔ مال و دولت کی مجھ کو کوئی کمی نہیں صرف ایک کمی ہے۔ وردان نے کہا جلدی کہو کیا چاہتے ہو؟ اصطفان نے کہا کہ آپ کی صاحبزادی کا ہاتھ مانگتا ہوں۔ مجھے بحیثیت داماد قبول فرماؤ۔ وردان نے کہا اگر تو نے اس بدوی کو قتل کر دیا تو میری بیٹی تیری ہی ہے بلکہ صرف تیرے ہی لئے ہے اور اس وعدہ پر میں یہاں موجود ملوک شام اور بادشاہ کے خاصان کو گواہ کرتا ہوں۔ وردان کی لڑکی حسن و جمال میں ملک شام کی تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت تھی۔ اصطفان نے ایک مرتبہ اس کو دیکھا تھا اور دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہو گیا تھا اور اس کو پانے کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔ اسی لئے وہ

marfat.com

حضرت ضرار کے مقابلہ کا خطرہ اٹھانے پر بھی آمادہ ہو گیا تھا اور وردان سے اس کی بیٹی سے نکاح کا وعدہ لے لیا تھا۔

اصطفان کا حضرت ضرار کے مقابلے میدان میں آیا:

اپنی محبوبہ کے متعلق وردان سے قول و قرار حاصل کر کے اصطفان دلیری سے حضرت ضرار کے مقابلے میدان میں آیا۔ آگ کے شعلہ کی طرح دہکتا ہوا حضرت ضرار کی طرف لپکا۔ مشتعل ہو کر حضرت ضرار پر وار کیا لیکن حضرت ضرار نے اس کا وار خالی پھیر دیا اور جوابی وار کیا جس کو اصطفان نے ڈھال پر لیا۔ دونوں ایک دوسرے پر وار کرنے لگے اور اپنے خصم کا وار خالی پھیرتے گئے یہاں تک کہ لڑائی نے طول پکڑا۔ دونوں لشکر کے لوگ نظر کی ٹکٹکی باندھ کر فریقین کے کرتب اور جنگ اور لڑائی کے ڈھنگ دیکھنے لگے۔ اور اپنے لشکر کے نمائندے کی حوصلہ افزائی کرنے آوازیں کسنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید بڑی بیقراری سے دونوں کی لڑائی دیکھ رہے تھے اور اصطفان کی جنگی مہارت دیکھ کر اندازہ کر لیا کہ یہ جنگی امور کا ماہر اور کہنہ مشق معلوم ہوتا ہے۔ اس کے وار کرنے کا اور مخالف کے وار کو خالی پھیرنے کا طرز اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ دلیر جنگجو شخص ہے حالانکہ حضرت ضرار کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہ تھی لیکن اتنی دیر تک لڑائی پر جمنے رہنا اور مات نہ کھانا بھی اصطفان کے لئے بڑی بات تھی لہٰذا حضرت خالد نے حضرت ضرار کو پکار کر فرمایا کہ اے ضرار! یہ کیا سستی اور غفلت ہے کہ دشمن مہلت پاتا ہے اور کوئی نتیجہ نہیں آتا؟ حضرت خالد کی اس تنبیہ پر حضرت ضرار اپنے گھوڑے کی زین پر بیٹھے بیٹھے کانپنے لگے اور پھر اپنے سردار کے حکم کی بجا آوری میں اصطفان پر شدت سے حملے کرنے شروع کئے۔ لیکن اصطفان نے تمام وار خالی پھیر دیئے۔

حضرت ضرار نے اپنے گھوڑے کو دھمکی دی کہ تیری شکایت روضۂ انور پر کروں گا اور......؟

اصطفان نے بھی جوابی حملے شروع کر دیئے۔ رومی تالیاں بجا کر اور شور مچا کر اصطفان کو جوش اور شجاعت پر ابھارتے تھے۔ دونوں سخت لڑائی میں منہمک تھے یہاں تک کہ آفتاب گرم ہو گیا اور سخت دھوپ کرنے لگی۔ دونوں پسینے سے تر ہو گئے اور دونوں کے گھوڑے بھی پسینے سے شرابور ہو گئے۔ گھوڑوں میں اب کھڑے رہنے کی بھی سکت نہ تھی۔ گھوڑوں کے قدم لڑکھڑانے لگے لہٰذا دونوں پاپیادہ ہو کر لڑنے لگے۔ دفعۃً حضرت ضرار نے دیکھا کہ رومی لشکر سے ایک شخص کوتل گھوڑا لے کر برآمد ہوا اور میدان کی طرف آنے لگا۔ وہ اصطفان کا غلام تھا اور اپنے مالک کو گھوڑا دینے آ رہا تھا۔ اگر اس نے آ کر اصطفان کو گھوڑا دے دیا تو یہ امر حضرت ضرار کے لئے باعث خطرہ و ہلاکت تھا لہٰذا اس کو روکنا ضروری تھا۔ حضرت ضرار نے قریب میں کھڑے اپنے گھوڑے کی طرف دوڑ لگائی اور چھلانگ لگا کر اس کی پیٹھ پر سوار ہو گئے۔ اصطفان نیزہ راست کئے ہوئے حضرت ضرار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ حضرت ضرار نے گھوڑے کو ایڑی ماری لیکن گھوڑا چلنے کا نام نہیں لیتا۔ گھوڑا اتنا نڈھال ہو گیا تھا کہ ایک قدم چلنے کی بھی طاقت نہ تھی۔ بڑا نازک مرحلہ تھا۔ سامنے سے اصطفان کا غلام گھوڑا لے کر آ رہا تھا قریب سے اصطفان نیزہ راست کئے ہوئے وار کرنے آ رہا تھا۔ اگر حضرت ضرار کا گھوڑا چلے تو ہی کام بنے۔ اصطفان کے غلام کو روکنا ضروری تھا اور اصطفان کے نیزے کے وار سے محفوظ رہنا اشد ضروری تھا اور اس کا مدار گھوڑے کے چلنے پر منحصر تھا۔ لیکن گھوڑا اپنی جگہ سے ہلتا تک نہیں۔ موت قریب سے کودتی ہوئی آ رہی تھی اور سامنے سے بلا دوڑتی ہوئی آ رہی تھی۔ بڑا نازک مرحلہ تھا لیکن گھوڑے نے حضرت ضرار کو بے بس و

marfat.com

بے کس بنا دیا تھا۔ بظاہر بچنے کی کوئی امید نہ تھی لیکن شمع رسالت کے پروانے حضرت ضرار بے بس و بے کس نہ تھے کیونکہ: بقول۔

کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو، میں تم پر فدا، تم پہ کروروں درود

اور

مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں درود
مجھ سے بس بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

ایسے وقت میں جب کوئی یاس و امید نہ تھی حضرت ضرار نے اپنے آقا و مولیٰ، رحمت عالم، مختار کل، مالک کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ کی طرف رجوع کیا اور اپنے گھوڑے کو چلتا کرنے کے لئے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سہارا لیتے ہوئے اپنے گھوڑے سے مخاطب ہوئے اور جو فرمایا وہ لفظ بلفظ ہم علامہ واقدی کی کتاب سے نقل کر کے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

''دفعۃً ایک سوار صفوف روم سے نکلا ایک گھوڑا کوتل لئے ہوئے اور وہ غلام اصطفان کا تھا۔ پس جب ضرار نے اس کو دیکھا چلا کر اپنے گھوڑے سے کہا اور لوگ سنتے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ مضبوطی اور چالاکی کر تو میرے ساتھ ایک گھڑی نہیں تو شکایت کروں گا میں تیری قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ پس ہنہنانے لگا گھوڑا ان کا اور بازو کھول کر چلا اور بڑھ کر لیا ضرار نے اصطفان کے غلام کو اور ضرب نیزے سے مار ڈالا اس کو پھر لے لیا کوتل گھوڑے کو اور سوار ہوئے اس پر اور چھوڑ دیا اپنے گھوڑے کو بجانب مسلمانوں کے پس آ ملا وہ مسلمانوں میں۔'' (فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص:۷۷)

قارئین کرام سے التماس ہے کہ ''فتوح الشام'' کتاب کی مندرجہ بالا عبارت کو ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ بنظر عمق مطالعہ فرمائیں اور اس پر غور و فکر فرمائیں تو یہ نتیجہ اخذ ہوگا کہ:

☆ حضرت ضرار نے جب دیکھا کہ اب بچنے کی کوئی تدبیر نہیں اور گھوڑا نکما ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اپنی توجہ مرکوز کی اور ان کا یقین اور اعتقاد اتنا پختہ تھا کہ یہ وہ بارگاہ ہے جو مدینہ میں آرام فرما ہونے کے باوجود بھی پوری کائنات پر ان کی حکومت ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے گھوڑے سے کہا کہ میں تیری شکایت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس کروں گا۔

☆ شکایت کس سے کی جاتی ہے۔ اس سے جو شکایت سن سکے۔ صرف سننے تک ہی اس کا تصرف محدود نہ ہو بلکہ شکایت سن کر شکایت کرنے والے کی تکلیف کا ازالہ کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور جس کے خلاف شکایت کی گئی ہو تو اس کو تعزیر کرنے کا اختیار بھی رکھتا ہو۔ حضرت ضرار نے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گھوڑے کی شکایت

marfat.com

کرنے کی بات کہہ کر اس بات کی شہادت دی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی پوری کائنات پر تصرف اور اختیار رکھتے ہیں۔

☆ شکایت کرنے کی دھمکی بھی اس کو ہی دی جاتی ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ جہاں میری شکایت کی جانے والی ہے وہ بارگاہ کا اختیار اور تصرف اتنا وسیع ہے کہ اگر واقعی میری وہاں شکایت پہنچ گئی تو اچھا نہ ہوگا لہٰذا وہ یہ کوشش کرے گا کہ شکایت کا موقع ہی نہ دوں۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا اسی نظریہ کے تحت ہی دوڑا تھا کیونکہ اس گھوڑے کو حضرت ضرار نے صاف لفظوں میں دھمکی دی تھی کہ میں تیری شکایت کائنات کے مالک و شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کر دوں گا۔ گھوڑا بھی جانتا تھا کہ واقعی اگر میری شکایت اس بارگاہ میں کی گئی تو میرے لئے باعث ندامت ہے۔ لہٰذا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات کا اعتراف کرتے ہوئے گھوڑے نے حکم کی تعمیل کی۔

بقول:

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

(از امام احمد رضا بریلوی)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات کا مالک و مختار بنا کر پیدا فرمایا تھا۔ انسان، جنات، حیوانات، جمادات اور نباتات آپ کی رسالت وعظمت کے قائل تھے۔ کتب احادیث میں ایسے کئی مستند واقعات پائے جاتے ہیں کہ تمام مخلوق نے خالق کائنات کے محبوب اور مختار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت وعظمت کی بجا آوری کی ہے۔

لیکن افسوس!!!

دور حاضرہ کے منافقین اختیارات انبیاء کے منکر ہیں۔ توحید کی آڑ میں تنقیص انبیاء اولیاء کے درپے رہتے ہیں۔ کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں:

☆ ''اولیاء وانبیاء، وامام زادہ، پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور عاجز بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔''

(حوالہ تقویۃ الایمان، از: مولوی اسمٰعیل دہلوی، ناشر دار السلفیہ، بمبئی، ص ۹۹)

☆ اللہ کی شان بہت بڑی ہے۔ سب انبیاء اور اولیاء اس کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ (حوالہ ایضاً ص ۹۲)

☆ ''اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔'' (حوالہ ایضاً ص ۷۰)

وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے امام اول فی الہند مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب سے ماخوذ مندرجہ بالا تین عبارت کو

marfat.com

قارئین بنظر غور دیکھیں۔ ان تینوں عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ تمام انبیاء اور خصوصاً حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ☆ بندہ عاجز ☆ بڑے بھائی ☆ ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ☆ کسی چیز کا مختار نہیں لکھ کر علی الاعلان تعظیم و احترام رسول کا انکار کیا ہے۔ اس عنوان پر مزید کوئی گفتگو نہ کرتے ہوئے قارئین کرام کی غیر جانبدار اور منصف عدالت میں استغاثہ ہے کہ میزان عدل میں آپ مولوی اسمٰعیل دہلوی اور صحابہ کرام کے اعتقاد کو الگ الگ پلوں میں رکھ تولیں اور انصاف فرمائیں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے اعتقاد، اَجِلَّہ صحابہ کے مقدس اور پاکیزہ اعتقاد سے کس قدر متضاد ہیں۔ ہم صحابہ کرام کے اعتقاد پر یقین رکھیں یا امام المنافقین دہلوی صاحب کے اعتقاد فاسدہ پر؟ دور حاضرہ کے منافقین کے متعلق صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ:

ذکر روکے ، فضل کاٹے ، نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں ، امت رسول اللہ کی

(از: امام احمد رضا بریلوی)

اب ہم ہمارے معزز قارئین کرام کو ملک شام بمقام اجنادین معرکۂ جنگ میں حضرت ضرار اور حاکم عمان اصطفان کی لڑائی کا معائنہ کرنے کے لئے چلتے ہیں۔

حضرت ضرار نے اپنے گھوڑے کو روضۂ انور پر شکایت کرنے کی دھمکی دی۔ دھمکی سنتے ہی گھوڑا زور سے ہنہنانے لگا گویا وہ اپنی زبان میں حضرت ضرار سے عرض کر رہا تھا کہ میری شکایت اس مقدس بارگاہ میں مت کرنا۔ میں اس مقدس ذات گرامی کے روبرو شرمندہ ہونا نہیں چاہتا اور گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا اپنے بازو کھول کر چلا۔ حضرت ضرار نے اصطفان کے غلام کے قریب جاتے ہی نیزہ کی ایک ضرب میں اس کو ختم کر دیا اور اس کا گھوڑا لے لیا۔ حضرت ضرار نے اپنا تھکا ہوا گھوڑا اسلامی لشکر کی طرف ہانک دیا اور اصطفان نے جان لیا کہ میرا آخری وقت آگیا ہے ضرار مجھ کو قتل کئے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت ضرار نے اس پر حملے کا قصد کیا کہ دفعۃً انہوں نے دیکھا کہ رومی لشکر سے چند سوار میدان کی طرف آرہے ہیں۔

اصطفان کی کمک کرنے وردان کا اور حضرت ضرار کی کمک کرنے حضرت خالد کا نکلنا:

جب وردان نے دیکھا کہ اصطفان کے سر پر موت منڈلا رہی ہے تو وہ اپنے ساتھ ملک شام کے مشہور دس بطارقہ کو لے کر اصطفان کی کمک کرنے میدان میں آنے کے قصد سے روانہ ہوا۔ وردان کو کمک کے لئے آتا دیکھ کر اصطفان میں ہمت آگئی اور وہ حضرت ضرار کے وار اپنی ڈھال پر جھیلنے لگا۔ حضرت خالد نے دیکھا کہ وردان اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ میدان کی طرف روانہ ہوا ہے تو حضرت خالد بھی اپنے ساتھ دس مجاہدوں کو لے کر میدان میں پہنچ گئے۔ حضرت ضرار اصطفان سے، حضرت خالد وردان سے اور دس مجاہد دس رومیوں سے مقابل ہوئے۔ ہر شخص اپنے مقابل سے لڑنے لگا۔

اصطفان لڑتے لڑتے تھک گیا۔ اس کے بازو شل ہوگئے۔ وہ کانپنے لگا۔ مارے ڈر کے اس کا برا حال تھا۔ حضرت ضرار نے اس پر نیزہ کا وار کیا۔ وار سے بچنے کے لئے اصطفان نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا اور بھاگنے لگا۔ حضرت ضرار بھی گھوڑے سے اتر کر اس کے تعاقب میں دوڑے اور پکڑ لیا۔ اب دونوں کشتی لڑنے لگے۔ حضرت ضرار نے کشتی لڑتے ہوئے

marfat.com

موقع پا کر اسطفان کے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر اوپر اٹھالیا اور پوری طاقت سے زمین پر دے پٹکا اور اس کے سینہ پر چڑھ گئے۔ اب اسطفان کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ اس نے مدد کے لئے وردان کو پکارتے ہوئے کہا کہ اے سردار مجھے بچاؤ۔ وردان اس وقت حضرت خالد سے مصروف لڑائی تھا اور وہ بھی مصیبت میں پھنسا ہوا تھا۔ اس نے اسطفان کو جواب دیا کہ مجھ کو ان درندوں سے کون بچائے گا۔ وردان کے قدم بھی لڑکھڑا رہے تھے۔ رومی لشکر نے دیکھا کہ ہمارا سردار قریب ہلاکت ہے تو پورے لشکر نے یلغار کر دی۔ ادھر سے اسلامی لشکر بھی دوڑا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے دوڑتے ہوئے آرہے تھے۔ درمیان میں جو میدان تھا اس میں بارہ مجاہدین بارہ رومیوں سے مشغول لڑائی تھے۔ حضرت ضرار اسطفان کے سینے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ رومی لشکر امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح آرہا تھا قبل اس کے رومی لشکر حضرت ضرار کو روند ڈالے حضرت ضرار نے اسطفان کا سر تلوار سے کاٹ ڈالا۔ اسطفان اتنے زور سے چلایا کہ دونوں لشکر میں اس کی آواز سنی گئی۔ اسطفان کا سر کاٹنے کے بعد حضرت ضرار کھڑے ہو گئے اور فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ حضرت ضرار خون میں نہائے ہوئے تھے۔

حضرت ضرار نے گھوڑے پر سوار ہو کر بلند آواز سے تکبیر کہی اور ان کا جواب دیتے ہوئے اسلامی لشکر نے بھی تکبیر کہی۔ دونوں لشکر آپس میں مل گئے۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی مجاہدین اسلام نے بڑی دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ آفتاب غروب ہونے کے قریب ہوا۔ لہٰذا جنگ موقوف کر دی گئی۔ دونوں لشکر اپنے اپنے کیمپ میں واپس آ گئے۔ اس دن رومی لشکر کے کل تین ہزار آدمی مقتول ہوئے۔ ان قتل ہونے والوں میں ملک شام کے مختلف مقامات کے دس حاکم و بادشاہ بھی تھے۔ اسلامی لشکر سے تیس مجاہدوں نے جام شہادت نوش کیا۔ رومی لشکر کا سردار وردان ہجوم کا فائدہ اٹھا کر میدان سے فرار ہو گیا اور رومی لشکر میں اپنے خیمہ میں پناہ گزیں ہو گیا۔

مکر وفریب سے حضرت خالد کو شہید کرنے کی وردان کی سازش:

رات کے وقت وردان نے رومی لشکر کے سرداروں اور اراکین کی میٹنگ بلائی اور آج کی جنگ کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لئے بڑے شرم اور غیرت کی بات ہے کہ کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود ہم نے ہزیمت اٹھائی اور کافی تعداد میں ہمارے آدمی مقتول ہوئے اگر آج کی طرح آئندہ کل بھی بزدلی اور نامردی کا مظاہرہ کرو گے تو ہمارا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ وردان نے مزید یہ بھی کہا کہ عرب ہم پر غالب ہو جاتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے دین کے سخت پابند ہیں۔ اپنے پروردگار کو ہمیشہ یاد کر کے عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے ہمارے دین کے احکام اور فریضۂ عبادت کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور سراپا معاصی وعصیاں میں غرق ہیں۔ لہٰذا اللہ کی طرف سے عربوں کو فتح و نصرت کی عنایت ہوتی ہے اور ہم ہزیمت و شکست سے دوچار ہوتے ہیں۔ لہٰذا اے دین مسیح کے معاونو! اپنے گناہ اور معاصی سے توبہ کرو تا کہ مسیح اور صلیب تمہاری مدد کر کے تمہیں عربوں پر غلبہ دے۔ وردان کی تقریر سن کر سب رونے لگے اور سب نے توبہ کی اور کہا کہ اب تک جو ہوا سو ہوا۔ لیکن اب ہم ان عربوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ ہم عہد کرتے ہیں کہ جب تک ہم میں ایک شخص بھی زندہ نہ رہے گا۔ وہاں تک ہم ان سے لڑیں گے۔ اے

marfat.com

سرکار کل میدان جنگ میں ہمارا کہنا کر کے دکھا دیں گے۔

وردان نے جب اپنی قوم کا عزم محکم اور قوی استقلال دیکھا تو خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ اسی وقت وردان کا ایک مصاحب کھڑا ہوا اور کہا کہ اے سردار! قوم کی باتوں میں مت آ۔ یہ قوم اعتماد و بھروسہ کرنے کے قابل نہیں۔ اس وقت شجاعت اور جوش وخروش کی باتیں کرتے ہیں لیکن کل جنگ کے میدان میں عربوں کو دیکھتے ہی ان کا جوش ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ ہمارا سابقہ جن عربوں سے پڑا ہے اس کا مقابلہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے کیونکہ ان کا ایک شخص ہمارے پورے لشکر پر حملہ کرنے چلا آتا ہے اور ہماری صفیں الٹ دیتا ہے۔ موت سے بے خوف ہو کر بلکہ موت کی خواہش میں وہ آمادۂ قتال ہوتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے اپنے نبی اور رسول کے اس قول کو دل سے یقین کر لیا ہے کہ جو مسلمان میدان جنگ میں مارا جائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ موت اور زندگی ان کے نزدیک برابر ہے بلکہ موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کا سردار خالد بن ولید جنگی امور میں اتنا ماہر ہے کہ وہ ہم کو کسی بھی محاذ پر کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ اپنے لشکر کے سپاہیوں کو جنگ پر ابھارنا، ان میں جوش وخروش پیدا کرنا، حوصلہ افزائی کرنا اور ان سے چاہا کام لینے کا فن اس میں اس طرح موجزن ہے کہ اس کے ایک اشارے پر اس کے سپاہی مر جانے یا مار ڈالنے میں لمحہ بھر تاخیر نہیں کرتے اور وہ بذات خود بھی دلیر جنگجو اور بہادر شہسوار ہے۔

وردان نے مصاحب سے کہا کہ تمہاری سب باتیں درست ہیں لیکن اس کا تدارک کیا ہے؟ یہ عرب صلح پر بھی آمادہ نہیں ہوتے۔ جب بھی صلح کی پیش کش کرو تو تب وہ ایک ہی جواب دیتے ہیں کہ ہماری تین شرطوں میں سے کسی ایک کو قبول کرو۔ مصاحب نے کہا ایک تدبیر ہے تم مسلمانوں کے سردار کو مار ڈالو اس سردار کی وجہ سے ہی مسلمانوں کے لشکر کا حوصلہ برقرار ہے۔ اگر کسی طرح خالد بن ولید کو مار ڈالو تو مسلمانوں کا حوصلہ پست ہو جائے گا اور وہ شکست اٹھا کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت خالد کو شہید کرنے کی صرف بات سن کر وردان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، ایک ہلکی سی کپکپی اس پر طاری ہو گئی۔ وردان نے تھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ تم خالد بن ولید کو مار ڈالنے کی بات کرتے ہو لیکن صورت حال یہ ہے کہ آج میں اس کے ہاتھ سے مرتے مرتے بمشکل بچ کر آیا ہوں۔ تم ایسے امر محال کا مشورہ مت دو بلکہ کوئی ایسی تدبیر بتاؤ جو ممکن اور آسان ہو۔ مصاحب نے کہا کہ سینہ بسینہ کھلے میدان کی جنگ میں تو مسلمانوں کے سردار کو قتل کرنے کا تو میں بھی سوچ نہیں سکتا لیکن مکر و فریب سے با آسانی اس کو ہلاک کر سکتے ہیں۔ وردان نے کہا کہ تو اس بات بھی اچھی طرح واقف ہو جا کہ ان عربوں کو فریب دینا بھی آسان نہیں کیونکہ وہ مکر وفریب کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں اور ہر فریب سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا تم کوئی ایسا حیلہ تجویز کرو کہ جس میں خطرہ کم اور کامیابی کی کامل توقع ہو۔ اگر مناسب ہوگا تو میں وہ فریب ضرور کروں گا۔

مصاحب نے کہا کہ تم اسلامی لشکر کے سردار کو پیغام بھیجو کہ میں تم سے صلح کے معاملے میں اکیلے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ صرف ہم دونوں سردار ہی وہ گفتگو کریں گے اور تیسرا کوئی بھی نہ ہو اور اسلامی لشکر کے سردار کو وہ جگہ کا پتا بتا دو کہ فلاں جگہ ہم دونوں کل صبح ملاقی ہوں گے۔

marfat.com

جب اسلامی لشکر کا سردار تمہاری دعوت صلح کو منظور کر لے تو رات میں اس جگہ کے قریب دس اشخاص مسلح پوشیدہ کر دو۔ جب مسلمانوں کا سردار تم سے بات چیت کرنے آئے تو تم اسے باتوں میں لگا کر اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دینا وہ تمام اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس کو ہلاک کر دیں۔ تم گفتگو کرنے کے لئے دونوں لشکر کے درمیان کی کوئی جگہ منتخب کرنا اور وہ جگہ اسلامی لشکر سے اتنے فاصلہ پر ہو کہ اس کی مدد کرنے اس کے لشکر سے کوئی آ پہنچے اتنی دیر میں تو اس کا کام تمام ہو جائے۔

سازش کے تحت وردان نے حضرت خالد کو دعوت دینے نمائندہ بھیجا لیکن نمائندے نے؟:

اپنے مصاحب کی بات سن کر وردان خوش ہو گیا اور اپنے بھروسہ اور اعتماد کے ایک شخص کو بلایا۔ اس شخص کا نام داؤد تھا جو شہر ''حمص'' (Homs) کا رہنے والا تھا۔ داؤد کو عربی زبان پر اچھا عبور حاصل تھا اور گفتگو کرنے میں بہت ہی ہوشیار و چالاک تھا۔ وردان نے داؤد سے کہا کہ تو میرے نمائندہ کی حیثیت سے مسلمانوں کے لشکر کے پاس جا اور ان سے درخواست کر کہ آج کے دن وہ لڑائی موقوف رکھیں اور کل صبح ان کا سردار میدان کے بیچ میں جو ریت کا ٹیلہ ہے وہاں اکیلا آئے اور میں بھی بذات خود وہاں اکیلا آؤں گا تاکہ ہم دونوں سردار آپس میں بات چیت کر کے مصالحت کی کوئی صورت نکالیں۔ داؤد متعصب قسم کا پکا نصرانی تھا۔ اس نے وردان سے کہا کہ افسوس ہے تجھ پر کہ تو بادشاہ ہرقل کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر مستعد ہوا ہے۔ کیونکہ بادشاہ نے تجھ کو لشکر جرار دے کر عربوں سے لڑنے بھیجا ہے اور تو بزدلی دکھا کر صلح کرنے پر آمادہ ہوا ہے۔ اگر بادشاہ کو پتہ چلا کہ تیری طرف سے صلح کی پیش کش کرنے میں گیا تھا تو تیرے ساتھ مجھ پر بھی بادشاہ کا عتاب ہو گا۔ لہٰذا مجھ سے تو یہ کام نہیں ہو گا۔ تب وردان نے داؤد سے کہا کہ صلح کی گفتگو کا تو بہانہ ہے میں مسلمانوں کے سردار کے ساتھ مکر و فریب کر کے اس کو ریت کے ٹیلہ کے پاس اکیلا بلانا چاہتا ہوں۔ اس ریت کے ٹیلے کے پیچھے رات کے وقت سے میرے دس بہادر سپاہی چھپ کر بیٹھے ہوں گے۔ جیسے ہی خالد بن ولید مجھ سے گفتگو کرنے آئیں گے میں اپنے پہلے سے چھپے ہوئے آدمیوں کو آواز دوں گا۔ وہ آ کر اسے قتل کر دیں گے۔ داؤد نے کہا کہ یہ تو نامردی اور بزدلی کا کام ہے۔ وردان نے کہا جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔ پھر وردان نے داؤد کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ میں تجھ سے اس معاملہ میں مشورہ نہیں پوچھتا ہوں لہٰذا زبان درازی مت کر اور تجھ سے جو کہا جائے وہ کر۔ ورنہ تیری زبان کاٹ کر پھینک دوں گا۔ سردار ہونے کے ناطے میرا حکم ہے کہ تو اسی وقت جا اور خالد بن ولید سے گفتگو کر کے اس کو کسی بھی طرح آنے کے لئے رضامند کر لے کیونکہ عربی زبان میں تو فصیح اور بلیغ گفتگو کرنے میں مہارت رکھتا ہے اور اسی وجہ سے اس کام کے لئے میں نے تیرا انتخاب کیا ہے۔ داؤد وردان کے تیور دیکھ کر سہم گیا اور اس نے کہا کہ اے سردار! میں تیرے حکم کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا۔ وردان نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مشن میں کامیاب ہوا تو تجھ کو بیش بہا انعام و اکرام سے نوازوں گا۔

داؤد گھوڑے پر سوار ہو کر اسلامی لشکر کے قریب آیا اور پکار کر کہا کہ میں رومی لشکر کے سردار کا ایلچی ہوں۔ تمہارے سردار سے اہم معاملہ کی گفتگو کرنے آیا ہوں۔ حضرت خالد بن ولید اس کے پاس آئے۔ داؤد نصرانی نے کہا کہ اے عربی برادر! ہمارا سردار خونریزی کو پسند نہیں کرتا۔ کل جس کثرت سے انسان مقتول ہوئے ہیں اس کو دیکھ کر ہمارا نرم دل اور رحم دل سردار بہت

marfat.com

ملول اور رنجیدہ ہوا ہے۔ لہٰذا وہ یہ چاہتا ہے کہ تم دونوں سردار آپس میں مصالحت کی گفتگو کرلو۔ ہمارے سردار نے آپ کے لئے یہ پیام بھی دیا ہے کہ تم کو کچھ مال دے کر صلح کی کوئی تجویز کی جائے اور صلح نامہ بھی تحریر کرلیا جائے تا کہ فریقین کا خون رائیگاں نہ جائے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ انسانوں کا خون بہایا جائے۔ داؤد نصرانی نے کہا کہ مجھ کو آپ سے یہی امید تھی۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ کل صبح سورج نکلنے کے بعد اس میدان میں جو ریت کا ٹیلہ ہے وہاں اکیلے آجاؤ، سردار وردان بھی وہاں اکیلے ہی آئیں گے۔ تم دونوں سردار کھلے دل سے گفتگو کر لینا اور صلح کی کوئی صورت طے کر لینا۔

داؤد نصرانی کی بات سن کر حضرت خالد خاموش ہو گئے اور گہری سوچ میں پڑ گئے۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد فرمایا کہ اگر رومی سردار اخلاص نیت سے صلح پر آمادہ ہوا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر وہ کوئی مکر وفریب کی چال چلنا چاہتا ہے تو سن لو کہ ہم اہل عرب مکر وفریب کی جڑ تک پہنچ جاتے ہیں اور مکار کے مکر وفریب سے فوراً آگاہ ہو جاتے ہیں۔ داؤد نصرانی نے کہا کہ اے برادر! عربی آپ کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہ کرو۔ بلکہ ہم پر اعتماد و بھروسہ رکھو۔ ہماری نیت میں خیر و بھلائی کے سوا کچھ بھی نہیں لہٰذا حضرت خالد نے آئندہ کل بتائی ہوئی جگہ پر آنے کا قبول کرلیا۔

داؤد نصرانی نے حضرت خالد کو وردان کے مکر وفریب سے مطلع کر دیا:

داؤد نصرانی نے حضرت خالد سے آئندہ کل آنے کا وعدہ لے کر رومی لشکر میں واپس جانے کے قصد سے اپنا گھوڑا موڑا اور چند قدم جانے کے بعد وہ ٹھہر گیا۔ اس کے دل میں حضرت خالد کا رعب بھر گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر وردان نے ان کو مکر و فریب سے قتل بھی کر ڈالا پھر بھی وہ اسلامی لشکر کو شکست نہیں دے سکے گا۔ اسلامی لشکر کا حوصلہ پست نہیں ہوگا بلکہ اسلامی لشکر کے سپاہی اپنے سردار کا انتقام لینے دوہرے جوش وخروش سے لڑیں گے اور ان کے سردار کے قتل کی سازش کا تمام ذمہ میرے سر عائد کر کے مسلمان مجھ کو اور میرے اہل وعیال کو تباہ و برباد کر دیں گے۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ میں خالد بن ولید کو حقیقت حال سے آگاہ کر دوں اور اپنے اہل وعیال کے لئے امان حاصل کرلوں۔ چنانچہ وہ واپس مڑا۔ حضرت خالد ابھی تک اپنی جگہ کھڑے کچھ سوچ رہے تھے۔ داؤد نصرانی ان کے قریب آیا اور کہا کہ اے برادر عربی! اگر میری اور میرے اہل وعیال کی جان بخشی کا وعدہ کرو اور امان دینے کا عہد کرو تو ایک ضروری امر کی اطلاع دوں۔ حضرت خالد نے فرمایا کہو، کیا کہنا چاہتے ہو؟ داؤد نصرانی نے کہا کہ وردان نے آپ کے ساتھ مکر وفریب کرنے کا ارادہ کیا ہے اور داؤد نے وردان کی سازش کی پوری تفصیل کہہ سنائی۔ حضرت خالد نے داؤد سے فرمایا کہ جا میں نے تجھ کو امان دی۔ پھر داؤد نصرانی لشکر میں پلٹا اور وردان کو اطلاع دی کہ اسلامی لشکر کا سردار کل صبح ریت کے ٹیلے کے قریب گفتگو کرنے آئے گا۔ وردان یہ سن کر خوش ہوا اور کہا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ صلیب مجھ کو میرے عزم میں کامیابی اور فتح دے گی۔

خود اپنے دام میں صیاد آگیا:

حضرت خالد بن ولید جب داؤد نصرانی سے گفتگو کر کے اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس آئے تو وردان کی بیوقوفی پر مسکرا رہے تھے۔ ان کو مسکراتا دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا اے ابا سلیمان! تم کو اللہ ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے کیا بات ہے؟ حضرت

marfat.com

خالد نے حضرت ابوعبیدہ کو وردان کے مکر وفریب اور اس کے نمائندہ نے اس کے مکر وفریب سے آگاہ کرنے کی تفصیل بتائی۔ حضرت ابوعبیدہ نے پوچھا کہ اس معاملہ میں تم نے کیا سوچا ہے؟ حضرت خالد نے فرمایا کہ میں اکیلا جاؤں گا اور ان تمام سے نپٹ لوں گا۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا قسم خدا کی! تم ان کے لئے کافی ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہماری قوت اور طاقت کا استعمال کرنے کا حکم دیتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

(پارہ ۱۰، رکوع ۴، سورۃ الانفال آیت ۶۰)

ترجمہ: اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں۔ (کنز الایمان)

لہٰذا اے خالد! اس نے تمہارے لئے دس آدمی برائے حملہ مقرر کئے ہیں اور گیارہواں وہ خود ہے۔ اس لئے تم بھی اسی مقدار میں اپنے آدمیوں کو پہلے سے چھپا کر بٹھا دو۔ جب وردان اپنے آدمیوں کو پکارے تب تم بھی اپنے ساتھیوں کو پکارنا تاکہ برابر کا مقابلہ ہو جائے۔ علاوہ ازیں پورا اسلامی لشکر مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار تیار رہے گا تاکہ تم وردان کو قتل کرو اسی وقت ہم رومی لشکر پر یلغار کر دیں گے۔ حضرت خالد نے کہا کہ اے امین الامت! میں آپ کی رائے کے خلاف نہ کروں گا۔ حضرت خالد نے اسلامی لشکر کے دس شجاع اشخاص کا انتخاب فرمایا۔ (۱) حضرت رافع بن عمیرہ طائی (۲) حضرت میتب بن نجیبہ الفزاری (۳) حضرت معاذ بن جبل (۴) حضرت ضرار بن ازور (۵) حضرت سعید بن زید بن عمرو بن فضیل عدوی (۶) حضرت سعید بن عامر بن جریج (۷) حضرت ابان بن عثمان (۸) حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی (۹) حضرت زفر بن سعید بیاضی اور (۱۰) حضرت عدی بن حاتم الطائی۔ ان تمام حضرات کو حضرت خالد نے وردان کے مکر وفریب سے آگاہ کیا اور ان کو تاکید کی کہ تم ریت کے ٹیلہ کے دائیں طرف چھپ کر بیٹھ جاؤ اور جب میں پکاروں تب تم فوراً نکل کر میرے قریب آ جانا۔ حضرت ضرار بن ازور نے حضرت خالد سے کہا کہ اے سردار! اگر آپ اجازت دو تو ہم رات میں ہی ان چھپنے والے رومیوں پر حملہ کر دیں اور ان کو مار کر ان کی جگہ بیٹھ جائیں اور جب وردان اپنے آدمیوں کو آواز دے تب بجائے وردان کے آدمیوں کے ہم نکل کر آئیں۔ حضرت خالد حضرت ضرار کی بات سن کر ہنسے اور فرمایا کہ تمہاری تجویز بہت ہی عمدہ ہے جاؤ میں نے تم کو اس کام کی اجازت دی اور تمہارے ساتھیوں پر تم کو سردار مقرر کیا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی عطا فرمائے۔

رات ہی میں رومی سپاہیوں کا صفایا اور حضرت ضرار کا مشن کامیاب:

جب رات ہوئی تو وردان نے اپنے منصوبہ کے تحت دس آدمیوں کو ریت کے ٹیلے پر بھیج دیا۔ وہ دس آدمی رات کے ابتدائی وقت میں وہاں پہنچ گئے اور ٹیلے کے قریب ایک کمین گاہ میں ٹھہرے۔ وہاں پہنچ کر وہ تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتوں میں اور آئندہ کل اسلامی لشکر کے ساتھ کئے جانے والے مکر وفریب کے متعلق گفتگو کرنے میں مصروف رہے۔ پھر خوب شراب پی اور اپنے ہتھیار کھول کر سرہانے کے پاس رکھ کر سو گئے تاکہ صبح جلد ہو۔ رات کا جب تہائی حصہ باقی تھا تب حضرت ضرار بن

marfat.com

ازور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسلامی لشکر کے کیمپ سے روانہ ہوئے۔ جب یہ تمام مجاہدین ریت کے ٹیلے کے قریب پہنچے تو حضرت ضرار نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم سب یہاں توقف کرو۔ میں آگے جا کر دشمنوں کا سراغ معلوم کر کے آتا ہوں اور جب تک میں واپس نہ آؤں تم لوگ یہیں پر ٹھہرے رہنا اور ایک خاص تاکید کہ آپس میں گفتگو بھی مت کرنا تاکہ اگر دشمن یہیں کہیں قریب میں ہوں تو اس کو ہمارے آنے کا پتہ نہ چلے۔ پھر حضرت ضرار نے اپنی زرہ نیزہ اور دیگر ساز و سامان کو اتار دیا اور اوپر کا بدن عریاں کر کے ہاتھ میں تلوار لے کر دشمنوں کی کھوج میں چلے۔ حضرت ضرار بہت ہی احتیاط کے ساتھ اور کسی قسم کی آواز نہ ہو اس بات کا خیال رکھتے ہوئے سنبھل سنبھل کر چلتے تھے۔ رات کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اندھیری رات تھی مگر تاروں کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ صبح قریب تھی۔ حضرت ضرار بہت ہی چوکنا ہو کر کان اونچے کر کے ہر طرف نظر دوڑاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ تھوڑا فاصلہ طے کرنے پر ان کے کان میں خراٹوں کی آواز آئی۔ حضرت ضرار اب بہت ہوشیار ہو گئے اور جہاں سے خراٹوں کی آواز آ رہی تھی اس طرف بڑھے۔ قریب ہی میں دس رومی اپنے ہتھیار اپنے سرہانے رکھ کر گہری نیند میں سوئے پڑے تھے اور خراٹوں کی آواز بلند کر رہے تھے۔

حضرت ضرار فوراً اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہا کہ بشارت ہو کہ رومی سپاہی عالم مستی میں غافل سوئے پڑے ہیں۔ تم سب اپنی زرہیں اتار دو، نیزے رکھ دو اور صرف ہاتھ میں ایک ایک تلوار لے لو اور میرے ساتھ چلو۔ تمام مجاہدین حضرت ضرار کے کہنے کے مطابق روانہ ہوئے۔ حضرت ضرار نے ان کو حکم دیا کہ ہر مجاہد ایک ایک رومی کے سر کے پاس کھڑا ہو جائے اور تلوار سے اس کا سر قلم کر دے لیکن ایک ضروری امر کو فراموش نہ کریں کہ سب کی تلوار کی ضرب ایک ساتھ ہی ہونی چاہئے تاکہ ایک ہی وار میں سب ختم ہو جائیں۔ تلوار کی ضرب آگے پیچھے ہونے میں یہ خوف ہے کہ اس کے قریب والا بیدار ہو جائے اور مقابلہ کے لئے کھڑا ہو جائے یا بھاگ جائے اور وردان کو مطلع کر دے اور ہمارے کئے کرائے پر پانی پھیر دے۔

تمام مجاہدین دبے پاؤں بہت ہی احتیاط برتتے ہوئے سوئے ہوئے رومی سپاہیوں کے قریب جا پہنچے۔ تمام رومی بدستور غافل سوئے پڑے تھے۔ ہر رومی سپاہی کے سر کے قریب ایک ایک مجاہد کھڑا ہو گیا۔ سب نے تلواریں تان لیں اور حضرت ضرار کے اشارے پر دس تلواریں ایک ساتھ رومیوں کی گردنوں پر گریں اور ایک ہلکی سی چیخ رومیوں کے حلق سے نکلی اور فوراً دب گئی۔ دس رومیوں کے بغیر سر کے جسم تھوڑی دیر تڑپے اور پھر ساکن ہو گئے۔

حضرت خالد اور وردان کی ملاقات، وردان کا قتل، رومی لشکر کی ہزیمت:

• دوسرے دن صبح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ سے رخصت کی اجازت حاصل کر کے ریت کے ٹیلہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وردان بھی وہاں آ پہنچا۔ دونوں اپنے اپنے گھوڑوں سے اتر کر بیٹھ گئے۔ وردان نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے حضرت خالد سے کہا کہ تم ہم سے اب کیا چاہتے ہو۔ حالانکہ تم نے ہمارے بہت انسانوں کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا بولو! اب کیا چاہئے! مانگو! جو مانگنا ہو وہ مال مانگو! میں تم کو مطالبہ کیا ہوا مال بطور صدقہ اور خیرات دینے میں بخل نہیں کروں گا۔ کیونکہ تم قحط زدہ ملک کے ننگے اور بھوکے لوگ ہو لہٰذا مناسب مطالبہ کرو، تم کو ضعیف و لاغر سمجھ کر بطور امداد عنایت کروں گا۔ وردان نے

marfat.com

اس طرح کی ترش و تلخ گفتگو سے بات کا آغاز کیا۔ کیونکہ وہ صلح کرنے آیا ہی نہ تھا بلکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ اس طرح کی بات چیت سے معاملہ تو تو ،میں میں، سے ہاتھا پائی تک پہنچ جائے اور ریت کے ٹیلے کے پیچھے چھپے ہوئے میرے آدمیوں کو جلد از جلد پکارنے کی نوبت پیش آ جائے لیکن اس کو معلوم نہیں تھا کہ اس کے آدمی رات میں ہی فی النار جہنم ہو گئے ہیں۔ حضرت ضرار نے وردان کے دسوں آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد ان کے کپڑے اور ہتھیار لے لئے تھے اور ان کی لاشوں کو ایک گڑھا کھود کر ڈال دیا اور اوپر سے ریت ڈال کر زمین ہموار کر دی اور ان رومیوں کے کپڑے سب مجاہدوں نے پہن لئے تھے تا کہ اگر وردان کا کوئی نمائندہ ان کی حرکت پر نگرانی کرتا ہو تو دور سے ایسا معلوم ہو کہ رومی سپاہی بیٹھے ہوئے ہیں۔

وردان کی اس طرح کی گفتگو کا منشاء حضرت خالد اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ کسی طرح جھگڑا مول لینا چاہتا ہے حالانکہ حضرت خالد بھی یہی چاہتے تھے۔ حضرت خالد کے لئے تو من بھاتا معاملہ ہو رہا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہوئے فرمایا کہ اے نصرانی کتے! اللہ تعالیٰ نے ہم کو صدقہ اور خیرات سے بے پروا کر دیا ہے۔ ہم تیرے صدقات و خیرات کے محتاج نہیں اگر تو اسلام قبول نہیں کرتا تو جزیہ ادا کر اور وہ بھی اس طرح کے ادائے جزیہ سے تو ذلیل و خوار ہو۔ ورنہ تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان حاکم ہے۔ ہم تادم مرگ تم سے قتال کرتے رہیں گے اور ہاں! تو نے ہم کو ضعیف اور لاغر گردانا ہے لیکن تم ہمارے نزدیک مثل کتوں کے ہو۔ ہمارا ایک مجاہد تمہارے ایک ہزار سپاہی کو ضعیف و کمزور سمجھ کر ان سے بھڑنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ حضرت خالد نے مزید فرمایا کہ اے نصرانی مکار فریبی! تو نے مجھ کو یہاں صلح کی گفتگو کرنے بلایا ہے لیکن تو نے صلح کی گفتگو کرنے کے بجائے ہماری تذلیل و توہین کا رویہ اختیار کیا ہے اور اگر تو گفتگو کے بہانے میرے ساتھ مکر و فریب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو دیکھ! میں اپنے لشکر سے دور یہاں اکیلا ہوں۔ تیرا جو بھی ارادہ ہو وہ ظاہر کر، میں انشاء اللہ تیرے لئے کافی ہوں۔

حضرت خالد کا یہ دندان شکن جواب سن کر وردان کھڑا ہو گیا اور چھلانگ لگا کر حضرت خالد کے دونوں بازو پکڑ کر چمٹ گیا۔ حضرت خالد نے بھی اس کو برابر دبوچ لیا۔ وردان زور سے چلانے لگا کہ اے میرے وفادار محافظو! جلدی دوڑو، میں نے عربوں کے سردار پر قابو پا لیا ہے، جلدی آؤ اسے قتل کر دو۔ وردان کی آواز سن کر ٹیلے کی پشت میں چھپے ہوئے صحابی رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجلی کی سرعت سے دوڑے۔ سب نے تلوار ہاتھ میں لے لیں تھیں اور حضرت ضرار سب سے آگے کھلی تلوار لئے مثل شیر کے جوش و خروش سے جست لگاتے ہوئے آ رہے تھے۔ وردان نے گمان کیا کہ میرے آدمی آ رہے ہیں۔ اس کا دل باغ باغ ہو گیا لیکن ایک لمحہ میں اس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ حضرت ضرار کو تیز آندھی کی مانند اپنی طرف آتے دیکھ کر اس کے ہاتھ پاؤں سنسنانے لگے۔ پورے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ہاتھ کی پکڑ ڈھیلی ہو گئی، حضرت خالد کو چھوڑ دیا اور حضرت خالد کے قدم پکڑ کر گڑگڑانے لگا اور کہا کہ اے خالد! تم مجھ کو جلدی مار ڈالو مگر اس شیطان کو (معاذ اللہ حضرت ضرار کی طرف اشارہ کیا) مجھ سے دور رکھو، اس کی صورت دیکھ کر میرا برا حال ہو رہا ہے۔ حضرت خالد نے بہت ہی سکون سے جواب دیا کہ اطمینان رکھو! وہی تمہارے قاتل ہیں۔ اتنی دیر میں تو حضرت ضرار آ پہنچے اور انہوں نے وردان پر وار

marfat.com

کرنے کا قصد کیا لیکن حضرت خالد نے ان کو ہاتھ کے اشارہ سے منع کیا لہٰذا وہ رک گئے۔ حضرت ضرار کے ساتھی بھی اب آ پہنچے۔ کل گیارہ مجاہدوں کے حصار کے بیچ میں رومی لشکر کا سردار کسمپرسی کے عالم میں زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ تمام مجاہدوں نے تلواریں سونت لی تھیں، اور حضرت خالد کے حکم کے منتظر تھے۔ وردان مارے ڈر کے کانپ رہا تھا۔ حضرت خالد کے اور مجاہدوں کے قدموں پر لوٹتا تھا۔ روتا ہوا گڑگڑاتا تھا۔ اس کے حلق سے آواز بھی نہ نکلتی تھی اور وہ ا......ما......ن......ا...... ما......ن کہہ کر التجا کرتا تھا۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ امان اس کو دی جاتی ہے جو امان کا مستحق ہوتا ہے۔ تو نے صلح کے بہانے مکر و فریب کا جال بچھایا اور خود پھنس گیا۔

''وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ'' (پارہ:۳، رکوع:۱۳، سورۂ ال عمران، آیت:۵۴)

ترجمہ: ''اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔'' (کنز الایمان)

حضرت خالد نے اتنا فرمانے کے بعد حضرت ضرار کی طرف دیکھا اور آنکھوں آنکھوں میں حکم دے دیا اور حضرت ضرار نے وردان کی رگ شانہ پر تلوار کا وار کیا۔ چخ...... ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔ وردان کی موت کی ہچکی بھی نہ نکلی اور اس کا سر اس کے دھڑ سے الگ ہو گیا۔ حضرت ضرار کی متابعت میں ان کے ساتھیوں نے بھی چخا چخ، تلواریں ضرب زدن کیں اور وردان کے ناپاک جسم کو کئی ٹکڑوں میں منقسم کر دیا۔

رومی لشکر پر لشکر اسلام کی یورش اور رومیوں کی شکست فاش:

حضرت خالد نے وردان کے سر کو تلوار کی نوک پر لٹکایا اور اپنے ساتھیوں کو رومی لشکر کی جانب جانے کا حکم دیا۔ تمام مجاہدین رومی لشکر کی طرف بڑھے۔ حضرت خالد ان کے آگے تھے اور ان کے ہاتھ میں جو تلوار تھی اس کی نوک پر وردان کا سر تھا۔ جب اس ہیئت سے رومیوں نے ان کو اپنی طرف آتے دیکھا تو سمجھے کہ وردان اپنے مکر و فریب میں کامیاب ہو گیا ہے اور اسلامی لشکر کے سردار کا سر کاٹ کر اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ آ رہا ہے لہٰذا رومی لشکر میں ناقوس بجنے لگے۔ صلبان بلند کی گئیں، اور رومی سپاہی تالیاں بجا کر ناچنے کودنے لگے۔ ادھر اسلامی لشکر سے حضرت ابو عبیدہ نے یہ منظر دیکھا تو ان کے دل و جگر پر چھریاں چلنے لگیں اور خوف کیا کہ حضرت خالد مبتلائے مصیبت ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے رومی لشکر پر یلغار کا حکم دیا۔ مجاہدین بڑے ہی جوش و خروش سے چھوٹے۔ بعض حضرت خالد کے لئے دعائیں مانگتے تھے اور بعض جوش انتقام میں چلاتے تھے۔

رومی لشکر فرط مسرت و انبساط میں محو رقص و سرور تھا کہ حضرت خالد اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے قریب پہنچ گئے۔ تب رومیوں کو پتہ چلا کہ نوک شمشیر پر اسلامی لشکر کے سردار کا نہیں بلکہ ہمارے سردار وردان کا سر ہے۔ پھر کیا تھا؟ رومیوں کے حواس باختہ ہو گئے۔ ان کی آنکھوں سے چنگاریاں اڑنے لگیں رومی لشکر میں ماتم چھا گیا اور تھوڑی دیر پہلے جو خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے وہ سینہ کوٹنے لگے۔ حضرت خالد اب رومی لشکر کے بالکل قریب آ گئے تھے اور حضرت ابو عبیدہ بھی اسلامی لشکر لے کر پہنچنے کے قریب آ گئے تھے۔ حضرت خالد نے پکارا کہ اے رومیو! اے صلیب کے پوجنے والو! میں خالد بن ولید صحابی رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہوں۔ یہ سر تمہارے سردار کا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت خالد نے وردان کے سر کو رومی لشکر پر

marfat.com

پھینکا اور رومی لشکر پر حملہ کیا۔ حضرت ضرار اور ان کے ساتھی بھی رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوعبیدہ بھی اسلامی لشکر لے کر آ گئے اور رومیوں پر یورش کر دی۔ مجاہدوں نے نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی جس کو سنتے ہی رومیوں کے دلوں کو پنکھے لگ گئے اور ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ رومیوں نے پیٹھ دکھائی اور بھاگنا شروع کیا۔ مجاہدوں نے رومیوں کو نیزہ اور شمشیر کی نوک پر لیا اور جس طرح کھیتوں میں کاشت کاٹی جاتی ہے اس طرح رومیوں کو بکثرت کاٹا۔ رومی چاروں اطراف سے بھاگ رہے تھے اور اسلام کے مجاہدین ان کا تعاقب کرتے تھے۔ جو بھی ہاتھ لگتا تھا اسے تہ تیغ کرتے تھے۔ صبح سے لے کر عصر تک مجاہدوں نے رومیوں کو تہ تیغ کرنا جاری رکھا۔

ارباب سیر واہل تاریخ بیان کرتے ہیں کہ نوے ہزار کے رومی لشکر سے پچاس ہزار رومی سپاہی مارے گئے اور باقی کے بھاگ نکلے۔ بعض قیساریہ (Strato's Tower) کی طرف اور بعض دمشق کی طرف بھاگ گئے۔ جنگ اجنادین کا معرکہ بروز سنیچر، ۲۸ جمادی الاول ۱۳ھ کے دن وقوع پذیر ہوا تھا۔ رومی لشکر کے سپاہی اپنے خیمے، مال واسباب، کپڑے، ہتھیار وغیرہ چھوڑ کر جان بچانے کے لئے بھاگے تھے۔ حضرت خالد نے وہ تمام مال غنیمت جمع کرنے کا حکم دیا۔ بے شمار سونے کی صلیبیں، سونے چاندی کے برتن، سونے کی زنجیریں، ریشمی کپڑے، ہتھیار، خیمے اور دوسری قیمتی چیزیں ہاتھ آئیں۔ حضرت خالد نے تمام مال غنیمت محفوظ کر لیا اور فرمایا کہ یہ مال فتح دمشق کے بعد تقسیم کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اسی دن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین سے اجنادین پہنچے۔ قارئین کی مزید معلومات کے لئے گوش گزار ہے کہ جنگ اجنادین میں اسلامی لشکر کے چار سو پچھتر (۴۷۵) مجاہدوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

☆ اب تک فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصرہ (۶) بیت لہیا (اجنادین)

فتح اجنادین کی امیر المومنین کو اطلاع اور مدینہ منورہ سے نیا اسلامی لشکر ملک شام روانہ:

حضرت خالد بن ولید نے فتح اجنادین کی اطلاع کا تفصیلی خط امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، اصدق الصادقین، امام المتقین، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن حمید جمحی کو دیا اور اسی وقت روانہ ہونے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملک شام گئے ہوئے اسلامی لشکر کی بہت فکر تھی کیونکہ کئی دنوں سے ملک شام سے کوئی اطلاع نہیں آئی تھی لہٰذا آپ تشویش کے عالم میں روزانہ صحابہ کرام کی ایک جماعت لے کر مدینہ کے باہر ملک شام کی طرف جانے والے راستہ تک آتے تھے کہ شاید کوئی قاصد ملک شام سے پیغام لے کر آئے۔ حسب معمول آپ وہاں تشریف لے گئے تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن حمید وہاں پہنچے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا تو حضرت عبدالرحمٰن بن حمید نے آپ کو حضرت خالد کا خط دیا۔ پہلے آپ نے خط کو آہستہ آہستہ پڑھا لیکن جوں جوں پڑھتے جاتے تھے آپ کا چہرہ چمکتا جاتا تھا۔ پھر آپ نے باآواز بلند خط پڑھ کر اپنے ہمراہ آئے ہوئے صحابہ کرام کو سنایا اور پھر مدینہ منورہ شہر میں واپس لوٹ آئے۔ مدینہ میں خبر پھیلی کہ ملک شام سے قاصد آیا ہے اور عظیم فتح کی خوشخبری لایا ہے تو لوگوں کا

marfat.com

جم غفیر مسجد نبوی کے پاس جمع ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبر نے حضرت خالد کا خط بلند آواز سے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ خط سن کر مسلمانوں میں جہاد کا ایسا شوق پیدا ہوا کہ صرف مدینہ منورہ ہی نہیں بلکہ مکہ معظمہ میں بھی جب یہ خبر بجلی کی طرح پہنچی تو وہاں سے بھی لوگ جہاد کے ارادے سے گروہ در گروہ مدینہ آ پہنچے۔

دیکھتے ہی دیکھتے مدینہ طیبہ میں سات ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔ مکہ معظمہ سے جو مجاہدین آئے تھے ان میں حضرت ابوسفیان بن حرب اور عیداق بن ہاشم بھی شامل تھے۔ یمن سے حضرت عمرو بن معدی کرب الزبیدی اور مالک اشترنخعی بھی کثیر تعداد میں مجاہدین کو لے کر مع اطفال و مستورات آئے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات ہزار کا لشکر ملک شام روانہ کیا اور لشکر کی روانگی کی اطلاع حضرت خالد بن ولید کو پہنچانے کے لئے ملک شام سے حضرت خالد کے قاصد کی حیثیت سے آئے ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن حمید کو ہی لشکر کے آگے خط دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حمید امیر المومنین کا خط لے کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اکیلے روانہ ہو گئے تاکہ وہ جلد از جلد حضرت خالد کے پاس پہنچ کر انہیں امیر المومنین کا خط اور سات ہزار کے لشکر کی روانگی کی خبر پہنچا دیں۔

marfat.com

جنگ دمشق (بار دوم)

جس دن حضرت خالد بن ولید نے حضرت عبدالرحمٰن بن حمید کو خط دے کر مدینہ منورہ امیرالمومنین کی خدمت میں روانہ کیا تھا اسی دن انہوں نے اسلامی لشکر کو اجنادین سے دمشق کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا تھا۔لہٰذا لشکر نے اجنادین سے اپنا کیمپ سمیٹ لیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ اہل دمشق کو اجنادین میں رومی لشکر کی شکست فاش کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی لیکن انہیں یہ خبر ملی کہ اسلامی لشکر اب دمشق کی طرف آرہا ہے تو وہ بہت گھبرائے۔ دیہات اور اطراف میں بسنے والے بھاگ بھاگ کر دمشق کے قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے۔قلعہ میں کافی تعداد میں غلہ اور اشیائے صرف جمع کر لیں تاکہ اگر اسلامی لشکر کا محاصرہ طول پکڑے تو ذخیرہ ختم نہ ہو۔ علاوہ ازیں ہتھیار اور سامان جنگ بھی مہیا کر لیا۔ قلعہ کی دیواروں پر منجنیق، پتھر، ڈھال، تیر، کمان وغیرہ سامان چڑھا دیا تاکہ قلعہ کی دیوار سے محاصرہ کرنے والے اسلامی لشکر پر حملہ کیا جائے۔

اسلامی لشکر کی تعداد اب کافی زیادہ تھی۔ تقریباً پچاس ہزار کے قریب لشکر کی کل تعداد تھی۔ اسلامی لشکر نے دمشق سے آدھے کوس کے فاصلہ پر ''دیر'' (وزیر خالد) نامی مقام پر کیمپ کیا۔ پھر اسلامی لشکر قلعہ کی طرف آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔

حضرت خالد بن ولید نے دمشق کے متفرق دروازوں پر حسب ذیل ترتیب سے سرداروں کو متعین فرمایا:

(۱) باب جابیہ پر — حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو

(۲) باب صغیر پر — حضرت یزید بن ابی سفیان کو

(۳) باب توما پر — حضرت شرحبیل بن حسنہ کو

(۴) باب فرادیس پر — حضرت عمرو بن العاص کو

(۵) باب کیسان پر — حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی کو

(۶) باب شرقی پر — حضرت خالد بن ولید بذات خود

(۷) باب مرقش بند رہتا تھا، وہاں جنگ نہ تھی لہٰذا وہاں کسی کو نہ رکھا۔ وہاں لڑائی نہ تھی اس لئے مجاہدوں نے اس دروازے کا نام ''باب السلامہ'' رکھ دیا۔

(۸) حضرت ضرار بن ازور کو دو ہزار (۲۰۰۰) سوار کے ساتھ لشکر کے طلیعہ کی حیثیت سے مقرر کیا تاکہ وہ ہر باب پر

marfat.com

گشت کریں اور جہاں ضرورت ہو وہاں کمک کریں۔ علاوہ ازیں قلعہ کے باہر کوئی رومی جاسوس نظر آئے تو اس کو گرفتار کر کے حضرت خالد کے پاس بھیج دیں۔

جب رومیوں کو پتہ چلا کہ اسلامی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا ہے تو وہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے اور تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی، ساتھ میں منجنیق (Sling) سے پتھر بھی برسانے شروع کئے۔ اسلامی لشکر نے قلعہ کے نیچے سے تیروں سے جواب دیا۔ دونوں طرف سے بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید باب شرقی پر مصروف جنگ تھے کہ ان کے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن حمید مدینہ طیبہ سے امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق کا خط لے کر آئے۔ حضرت خالد نے وہ خط پڑھا اور پھر ہر دروازہ پر وہ خط پڑھنے بھیجا۔ تمام دروازوں پر متعین سرداروں نے بلند آواز سے وہ خط پڑھ کر سنایا۔ تمام مجاہدین اس خط میں دی گئی اطلاع یعنی حضرت ابوسفیان، حضرت عمرو بن معدی کرب اور حضرت مالک اشترنخعی کی مع سات ہزار کے لشکر کی آمد کی خبر سن کر بہت خوش ہوئے۔ حضرت خالد موقع ملتے ہی تمام دروازوں پر گشت کرتے تھے۔ معائنہ کرتے تھے اور ضروری ہدایات کرتے تھے۔ صبح سے لے کر شام تک فریقین نے ایک دوسرے پر تیر اور پتھر پھینک کر حملے کئے۔ لیکن کوئی نتیجہ نہ آیا۔ غروب آفتاب کے وقت جنگ موقوف کر دی گئی۔ رات کے وقت تمام اسلامی سردار اپنے محاذ پر ٹھہرے رہے۔ ہر دروازے پر مجاہدین بلند آواز سے تکبیر اور تہلیل کہتے تھے اور اپنی بیداری کا ثبوت دینے کے ساتھ ساتھ ماحول کو گرما کر رومیوں کو مرعوب کرتے تھے۔ رومی بھی گھنٹے بجا کر اور کلمات کفر بول کر شور وغل مچاتے تھے اور ہاتھ میں شمعیں روشن کئے قلعہ کی فصیل پر گھومتے تھے۔ رومیوں نے اس کثرت سے مشعلیں روشن کی تھیں کہ رات کے وقت بھی دن کا اجالا معلوم ہوتا تھا اور آس پاس کا منظر صاف نظر آتا تھا۔ حضرت ضرار بن ازور اپنے ساتھیوں کے ساتھ قلعہ کے ہر دروازے پر گشت کرتے تھے۔ اور سخت نگہبانی کرتے تھے۔

رات کے وقت اہل دمشق کا حاکم توما کے پاس برائے مشورہ جمع ہونا:

رات کے وقت دمشق کے رؤسا، امراء اور دانشمند لوگ حاکم توما کے محل میں آئے اور حاکم توما سے کہا کہ مسلمانوں نے لشکر جرار کے ساتھ ہم پر یورش کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہے لہٰذا تم ہرقل بادشاہ سے کمک طلب کرو یا پھر مسلمانوں سے مصالحت کر لو اور وہ جو مانگیں وہ دے کر ان کو یہاں سے رفع دفع کرو کیونکہ ہم میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ ہم ذہنی الجھن اور بلا میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ توما حاکم نے تکبر اور غرور کے نشے میں دھت ہو کر کہا کہ ہرقل اعظم کے سر کی قسم! میں عربوں کی کوئی حقیقت وحیثیت نہیں سمجھتا ہوں۔ میں جب ان کے مقابلے کے لئے نکلوں گا تب تم دیکھنا کہ میں ان کی صفیں الٹ دوں گا اور اگلوں کو پچھلوں سے ملا دوں گا۔ میں ہرقل اعظم کا داماد اور ماہر جنگ ہوں۔ ملک شام میں میرا کوئی ثانی نہیں۔ میرا وہ رعب اور دبدبہ ہے کہ اگر میں شہر پناہ کے دروازے کھول بھی دوں تو ان عربوں کو میرے ہوتے ہوئے شہر میں پاؤں رکھنے کی بھی جرأت نہ ہو گی۔ اہل دمشق نے کہا کہ اے ہمارے حاکم! تم نے ان عربوں کو لڑتے نہیں دیکھا۔ ان کی دلیری کا یہ عالم ہے کہ ان کے لشکر کا ضعیف اور بوڑھا شخص ہمارے پندرہ بیس نوجوانوں پر اکیلا بھاری پڑتا ہے۔ اور ان کا

marfat.com

سردار خالد بن ولید ایسا خطرناک ہے کہ ہمارا کوئی شہ زور اس کا مقابلہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ حاکم توما نے کہا کہ خوانخواہ عربوں سے اتنا ڈرتے ہو۔ ان ننگے بھوکے عربوں سے کیا ڈرنا کہ جن کے پاس جنگ کا ساز وسامان بھی نہیں۔ اہل دمشق نے کہا کہ تم غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ فلسطین، بیت لہیا، محورا، نہر استریاق اور اجنادین میں انہوں نے ہمارا اتنا ہتھیار چھینا ہے کہ ان کے پاس ضرورت سے دگنا ہتھیار ہے۔ یہ جب ملک شام میں آئے تھے تب ان کے پاس سامان جنگ کہاں تھا؟ اس کے باوجود ہم پر غالب آ گئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس بات کا یقین دلایا ہے کہ جو کافر میدان جنگ میں مارا جائے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور جو مسلمان جہاد کرتے ہوئے مرے گا۔ وہ جنت میں جائے گا لہٰذا وہ اپنے نبی کے وعدہ پر کامل اعتماد رکھ کر جان ہتھیلی میں لے کر لڑتے ہیں اور موت کی پروانہیں کرتے لہٰذا اے حاکم! کسی بھی صورت سے یہ مسئلہ حل کر۔ چاہے صلح سے ہو یا پھر دلیری سے لڑ کر۔ ورنہ ہم ان عربوں سے صلح کر لیں گے اور ان کے لئے شہر کے دروازے کھول دیں گے۔

اہل دمشق کی یہ دھمکی سن کر حاکم توما کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اس کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں میری قوم اپنا کہنا کر کے نہ دکھا دے۔ لہٰذا اس نے اہل دمشق کو ڈھارس دلاتے ہوئے کہا کہ ہرقل بادشاہ کا لشکر جرار عنقریب ہماری کمک کرنے آ رہا ہے اور آئندہ کل میں بذات خود ان سے لڑنے نکلوں گا اور ان کو پس کر رکھ دوں گا۔ ان کے سرداروں کو تو ایک ایک کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ لیکن تم بھی میری طرح ہمت اور اولوالعزمی سے کام لیتے ہوئے میرے ساتھ عربوں کا مقابلہ کرو۔ یقین جانو کہ اگر تم نے بہادری سے عربوں کا مقابلہ کیا تو ان کے قدم اکھڑ جائیں گے اور راہ فرار اختیار کرنے کے علاوہ ان کے پاس کوئی چارہ نہ رہے گا۔ تم خواہ مخواہ ان کی شہ میں آ گئے ہو اور ڈرتے ہو۔ تم کل دیکھنا کہ عربوں کا بھرم کھل جائے گا اور ان کی بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی۔ میں کل عربوں پر بلائے ناگہانی کی طرح نازل ہو کر ان کو تباہ کر دوں گا۔ اہل دمشق حاکم توما کی شیخی بھری باتوں میں آ گئے اور کہا کہ اے سردار! ہم تمہارے ساتھ شانہ سے شانہ ملا کر آخری دم تک عربوں سے لڑیں گے۔ حاکم توما اہل دمشق کے عہد و پیمان سے مسرور ہوا اور ان کو تسلی دے کر رخصت کیا۔ اہل دمشق نے حاکم توما کا شکریہ ادا کیا اور مطمئن ہو کر اس کے پاس سے اپنے گھر چلے گئے۔ تمام رومیوں نے آئندہ کل اسلامی لشکر سے مقابلہ کرنے کا مصمم عزم و ارادہ کر لیا۔ رات سکون سے بسر ہوئی۔ دونوں لشکر کے نگہبان اپنی ذمہ داری رات بھر نبھاتے رہے یہاں تک کہ شب تار کی سیاہ زلفوں کے بادل بکھر گئے اور روشنی بکھیرتی ہوئی صبح کی پو پھٹی۔

''جنگ دمشق کا دوسرا دن''

جب صبح صادق ہوئی تو ہر سردار نے اپنے اپنے لشکر کے ساتھ جماعت سے نماز فجر پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر حملہ کرنے قلعہ کی طرف آگے بڑھے۔ رومیوں نے اسلامی لشکر کو قلعہ کی فصیل کی طرف آتے دیکھ کر چلانا اور پکارنا شروع کیا۔ ہزاروں کی

marfat.com

تعداد میں تیرانداز کمان میں تیر چڑھا کر حملہ کے لئے آمادہ ہو گئے۔ منجنیق چلانے والوں نے منجنیقیں پتھروں سے آراستہ کر لیں۔
حضرت خالد نے اسلامی لشکر کو حکم دیا تھا کہ کوئی بھی شخص سوار ہو کر مقابلہ کرنے نہ جائے بلکہ پاپیادہ جائے اور اپنے آپ کو ڈھال کی آڑ میں چھپا کر بہت ہی احتیاط برتتے ہوئے آگے بڑھے کیونکہ رومی دشمن قلعہ کی دیوار سے تیر اور پتھر برساتے ہیں لہٰذا ہر باب پر اسلامی لشکر پیادہ ہی قلعہ کی طرف گے بڑھا۔ جیسے ہی اسلامی لشکر قریب آیا رومیوں نے شدت سے تیر اور پتھر برسانے شروع کئے لیکن لشکر اسلام کے جانباز مجاہد ثابت قدم رہے۔ باب توما پر حاکم توما رومیوں کو جنگ کی ترغیب دیتا تھا اور اکساتا تھا۔ اس کے ساتھ دمشق کا سب سے بڑا راہب تھا۔ راہب کے ہاتھ میں سونے کی ''صلیب اعظم'' تھی۔ اس بڑے راہب نے صلیب اعظم کو باب توما کے برج پر گاڑ دیا۔ اور اس کے پاس بہت سے راہب، بطریق اور دین نصرانیہ کے عابد جمع ہوئے۔ ایک نصرانی عالم کے ہاتھ میں انجیل تھی۔ اس نے انجیل کو صلیب کے پاس رکھا۔ پھر تمام راہبوں نے بلند آواز سے کلمۂ کفر کہے اور توما کے لئے بوسیلہ صلیب وانجیل دعا مانگی۔ دعا کے اختتام پر حاکم توما نے سختی سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔

حضرت ابان بن سعید بن عاص کی شہادت:

باب توما پر حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اپنے لشکر کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ جب حاکم توما نے شدت سے تیر اور پتھر برسائے تو حضرت شرحبیل کے ساتھیوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور سخت لڑائی لڑے۔ بہت سے مجاہد زخمی ہوئے۔ کسی کا سر پھٹا، کسی کا ہاتھ ٹوٹا، کسی کا پاؤں گھائل ہوا، کسی کے بازو میں تیر گھس گیا۔ الغرض تمام دروازوں کے مقابلے میں باب توما پر رومیوں کا حملہ بہت شدید تھا۔ حضرت ابان بن سعید بن عاص کو ایک زہر آلود تیر لگا۔ تیر کو نکال کر حضرت ابان نے زخم پر عمامہ باندھ لیا لیکن تھوڑی ہی دیر میں زہر ان کے جسم میں سرایت کر گیا۔ حضرت ابان بن سعید غش کھا کر گرے۔ مجاہدین ان کو اٹھا کر خیمہ میں لے آئے۔ اور ان کا علاج کرنے کی غرض سے زخم پر باندھا ہوا عمامہ کھولا۔ حضرت ابان کی حالت بہت نازک تھی۔ بچنے کی بہت کم امید تھی۔ زہر کا اثر ان کے جسم سے ظاہر ہو رہا تھا۔ حضرت ابان کو اس امر کا احساس ہو گیا تھا کہ اب زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ دار الفنا سے دار البقاء کی طرف جانے کا وقت آ گیا ہے۔ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ بقول:

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت ابان بن سعید نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا گویا وہ کوئی منظر دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہرے پر ایک عجیب چمک پھیل گئی۔ اور وہ انگلی اٹھا کر آسمان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پکار اٹھے کہ:

''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ= هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ''

marfat.com

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ وہ ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا ہے اور رسولوں نے تصدیق کی ہے۔''

اتنا کہنے کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ بقول:

جان دے دو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت ابان بن سعید کا نکاح اجنادین کی جنگ کے دوران ہوا تھا۔ ان کی زوجہ محترمہ اُمّ ابان بنت ربیعہ کے ہاتھ کی مہندی کا رنگ اور ان کے ہاتھ و سر میں عطر کی خوشبو ابھی تک باقی تھی۔ حضرت اُمّ ابان کا شمار ملک عرب کی ان شجاع اور دلیر خواتین میں ہوتا تھا جو راہ خدا میں دشمنان دین سے جہاد کرنے میں پیش پیش رہتی تھیں۔ جب ان کو اپنے سرتاج کی شہادت کی اطلاع ملی تو بھاگتی ہوئی اور ٹھوکریں کھاتی ہوئی آئیں اور اپنے شوہر کی لاش کے پاس کھڑی ہوگئیں۔ غم واضطراب میں سراپا غرق تھیں لیکن صبر واستقلال کا پیکر بنی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امیدوار تھیں۔ اپنی زبان سے ناشکری کا ایک جملہ بھی نہیں نکالا۔ اپنے شوہر کو مخاطب کر کے ان کے ہجر وفراق میں اشعار کہتی تھیں۔ ان عربی اشعار کا صرف ترجمہ ذیل میں پیش خدمت ہے:

''گوارا ہو تم کو وہ چیز جو دی گئی ہے' تم تو حور عین کی طرف اور سایہ پروردگار کی طرف چل دیئے' اس پروردگار عالم کی طرف چل دیئے جس نے ہم دونوں کو ملایا تھا پھر جدا کر دیا۔ قسم ہے رب جہاں کی! میں ہر حال میں جہاد کروں گی اور کوشش کروں گی کہ تم سے جلد از جلد مل جاؤں کیونکہ میں تمہاری آرزومند ہوں۔ تھوڑے ہی دنوں کی رفاقت میں نہ تم مجھ سے آسودہ ہوئے اور نہ میں تم سے سیراب ہوئی مگر اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہم میں جدائی واقع ہو' میں نے حرام کیا اپنے اوپر اس امر کو کہ تمہارے بعد کوئی دوسرا شخص مجھ کو مَس کرے' میں نے اپنی جان اللہ کی راہ میں وقف کی اور عنقریب تم سے آملوں گی' اللہ سے امید کرتی ہوں کہ یہ امر جلد واقع ہو۔''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۹۷)

حضرت خالد بن ولید نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابان بن سعید کو دفن کیا۔ حضرت ابان بن سعید کی تدفین تک ان کی زوجہ نے مطلق آہ وگریہ نہ کیا۔ بلکہ صبر وتحمل سے کام لیا۔

حضرت ابان بن سعید کی زوجہ حضرت اُمّ ابان بنت عتبہ کی شجاعت:

حضرت ابان بن سعید کی تدفین کے بعد حضرت اُمّ ابان اپنے خیمے کی طرف پلٹیں لیکن ان کا ہر قدم ایک عزم محکم اور پختہ ارادے کے ساتھ اٹھ رہا تھا۔ اپنے شوہر کے انتقام کا ولولہ موجزن تھا۔ اپنے خیمہ میں آکر ہتھیار تھامے۔ اپنے چہرے پر کپڑا باندھا اور اپنی ہیئت بدل ڈالی اور حضرت خالد بن ولید سے اجازت لئے بغیر باب توما پر حضرت شرحبیل بن حسنہ کے لشکر

marfat.com

میں آ کر شامل ہو گئیں جہاں ان کے شوہر شہید ہوئے تھے۔ باب توما پر اس وقت سخت لڑائی جاری تھی۔ حضرت اُمّ ابان ان مجاہدوں میں شامل ہو کر سخت لڑائی لڑتی تھیں۔ باب توما کی برج پر ایک شخص حاکم توما کے آگے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ''صلیب اعظم'' تھی اور وہ صلیب سونے کی تھی اور اس میں قیمتی جواہر جڑے ہوئے تھے۔ صلیب اعظم اٹھانے والا شخص رومیوں کو جنگ کی ترغیب دیتا تھا اور صلیب کے وسیلہ سے فتح و کامیابی کی دعا مانگتا تھا۔ حضرت اُمّ ابان نے اس شخص کا نشانہ لیا اور تیر چلایا۔ تیر نے مطلق خطا نہ کی اور برابر نشانہ پر لگا۔ تیر لگتے ہی صلیب اٹھانے والا تلملا اٹھا اور تیر کی ضرب لگنے کی وجہ سے اچھلا اور اس کے ہاتھ سے صلیب چھوٹ کر نیچے گری۔ صلیب کے گرتے ہی مجاہدین نے لپک کر اس کو اٹھا لیا اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کے حوالے کر دیا۔ شہر پناہ کی دیوار سے حاکم توما نے دیکھا کہ صلیب اعظم نیچے گر کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی ہے تو وہ بوکھلا گیا اور اسے اپنی ہلاکت کا خوف محسوس ہوا۔ حاکم توما نے رومیوں کو پکار کر کہا کہ اے صلیب کے پرستارو! ہماری بزرگ اور مقدس صلیب عربوں نے چھین لی ہے۔ ہمارا مذہبی شعار دشمنوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے اور یہ امر ہمارے لئے باعث عار و ندامت ہے۔ میں صلیب اعظم کو واپس لینے میدان میں جاتا ہوں۔ جس کے دل میں دین مسیح کی تعظیم و احترام ہو وہ میرا ساتھ دے۔ یہ کہہ کر حاکم توما سرعت سے زینہ اتر کر نیچے آیا اور دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ دروازہ کھولتے ہی رومی لشکر بھی حاکم توما کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا۔

میدان میں آ کر توما نے مجاہدوں پر تیر اور پتھر برسانے شروع کئے۔ قلعہ کی دیوار سے بھی حملہ کی سختی ہوئی لہٰذا حضرت شرحبیل نے مجاہدوں کو پیچھے ہٹ کر دیوار سے اتنے فاصلہ پر ٹھہرنے کا حکم دیا کہ دیوار کے اوپر سے پھینکے جانے والے تیروں اور پتھروں کا ڈر نہ رہے۔ لہٰذا مجاہدوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ حاکم توما یہ سمجھا کہ میں دروازہ کھول کر لڑنے میدان میں آیا ہوں اس لئے مسلمان میرے رعب و خوف کی وجہ سے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ رومی لشکر کے سپاہیوں نے بھی یہی گمان کیا اور قلعہ کی دیوار پر موجود رومیوں نے بھی ایسا ہی سوچا۔ لہٰذا ان کے حوصلے بلند ہوئے اور کثرت سے رومی قلعہ سے نکل کر میدان میں آنے لگے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ مجاہدوں نے بڑی ثابت قدمی سے رومیوں کا مقابلہ کیا۔ رومیوں کی تعداد بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی اور حاکم توما سب کو ترغیب دیتا تھا۔ حاکم توما مست اونٹ کی مانند جھومتا ہوا دائیں بائیں حملہ کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اپنی حفاظت کے لئے رومی گبروں اور دلیروں کا گروہ اپنے اردگرد رکھا تھا دفعتہً توما نے دیکھا کہ صلیب اعظم حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ مثل چیتے کے جست لگا کر حضرت شرحبیل پر حملہ آور ہوا۔ توما نے چلا کر اور فحش گالی دیتے ہوئے حضرت شرحبیل سے کہا کہ تم پر ہلاکی لانے والی بلا بشکل توما آ پہنچی ہے، اپنی جان کی خیریت چاہتے ہو تو صلیب میرے حوالے کر دو۔ حضرت شرحبیل نے صلیب کو زمین پر ڈال دیا اور تلوار و ڈھال لے کر توما کے مقابلہ میں آ گئے دونوں میں شدت کی شمشیر زنی شروع ہو گئی توما صلیب کی وجہ سے غضبناک ہو کر بہت ہی زور سے وار کرتا تھا اور حضرت شرحبیل توما کے تمام وار ڈھال پر لے کر خالی پھیرتے تھے لہٰذا توما مشتعل ہو کر حملے کی شدت میں اضافہ کرتا تھا اور قریب تھا کہ ب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

marfat.com

حضرت ام ابان نے حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ توما کو لڑتے دیکھ کر مجاہدوں سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ بتایا گیا یہی شخص دمشق کا حاکم توما ہے جو ہرقل بادشاہ کا داماد ہے اور اسی نے تمہارے شوہر کو شہید کیا ہے۔ اپنے شوہر کے قاتل کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھ کر حضرت ام ابان کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے۔ فوراً کمان میں تیر چڑھایا اور توما کا نشانہ باندھا اور "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" کہہ کر تیر پھینکا۔ تیر توما کی دائیں آنکھ میں پیوست ہو گیا۔ تیر لگتے ہی توما بھیڑیے کی طرح چیخا۔ حضرت اُمّ ابان نے دوسرے تیر کو کمان میں رکھ کر نشانہ باندھا تو ما پر ماریں مگر توما کے محافظوں نے توما کو گھیرے میں لے لیا۔ حضرت اُمّ ابان نے پے در پے تیر برسائے اور کئی رومیوں کو زخمی کر دیا۔ دو گبروں کو جہنم رسید کر دیا۔ تیر لگنے کی وجہ توما نڈھال ہو گیا اور شدت درد سے بھونکنے لگا اور پیٹھ پھیر کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ قلعہ کی طرف بھاگا۔ توما کو بھاگتا دیکھ کر تمام رومی سپاہی بھی قلعہ کی طرف بھاگے۔ مجاہدوں نے ان کا تعاقب کیا اور قلعہ کے دروازے تک پہنچا دیا اور اس دوران تین سو رومیوں کو قتل کر ڈالا۔

حاکم توما اور رومی قلعہ میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ حاکم توما درد کی وجہ سے بری طرح ڈکرتا تھا۔ فوراً جراحوں اور معالجین کو بلایا گیا۔ حاکم توما کی آنکھ کی مرہم پٹی کی گئی۔ اہل دمشق نے توما سے کہا اے سردار! آج ہم پر دو مصیبتیں آئیں۔ ایک تو یہ کہ ہم سے صلیب اعظم چھین لی گئی اور دوسری یہ کہ تیری آنکھ پھوٹ گئی۔ اسی لئے تو ہم نے کہا تھا کہ ان عربوں سے مقابلہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ آج کے دن کی فضیحت سے نصیحت حاصل کر اور عربوں سے مصالحت کی کوئی صورت اختیار کر۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ جاگتے کی کنیا سوتے کا کٹڑا پر عمل کرنا مناسب ہے لہٰذا تیرے دماغ کو چوتھے آسمان سے زمین پر لا اور ہماری بات دماغ میں بسا۔

حاکم توما کی شیخی، ہوا کو گرہ دینے کی باتیں کرنا:

حاکم توما اپنی آنکھ کے زخم کی کلفت سے بے چین و بیقرار تھا۔ لوگوں کی باتیں سن کر مزید پریشان ہوا۔ غضب ناک ہو کر کہا کہ ایسا بزدلانہ مشورہ دے کر تم اپنے ضمیر کے مردہ ہونے کا ثبوت دیتے ہو۔ ہماری صلیب اعظم ہم سے چھین لی گئی اس سے بڑا صدمہ کیا ہو سکتا ہے؟ میری آنکھ ضائع ہوئی لیکن یقین جانو کہ مقدس صلیب عربوں سے واپس حاصل کروں گا اور میری ایک آنکھ کے بدلے عربوں کی ہزار آنکھیں پھوڑوں گا تا کہ شاہ ہرقل کو معلوم ہو جائے کہ اس کے بہادر داماد نے اپنا بدلہ لے لیا۔ اے صلیب کے پرستارو! میں عنقریب عربوں کے سردار کے ساتھ فریب کر کے مار ڈالوں گا اور ان کو ملک شام سے بھگا دوں گا۔ ہمارا جو مال و اسباب انہوں نے لوٹا ہے وہ ان سے چھین کر واپس لے لوں گا بلکہ ایک لشکر لے کر ملک حجاز پر یورش کروں گا اور ان کے سردار ابوبکر تک پہنچ جاؤں گا اور ان کی نشانیوں یعنی خانہ کعبہ اور روضۂ انور کو مٹا دوں گا۔ ان کی مسجدوں کو کھود ڈالوں گا۔ ان کے شہروں کو تباہ و برباد کر کے اجاڑ دوں گا۔ ان کے گھروں کو گوہوں اور وحشی جانوروں کا مسکن بنا دوں گا۔ اس طرح توما کافی دیر تک بکواس کرتا رہا۔ پھر وہ قلعہ کی دیوار پر چڑھا۔ رومیوں کو لڑنے کی ترغیب دینے لگا۔ پورا دن جنگ جاری رہی یہاں تک کہ آفتاب نے اپنا چہرہ افق کے ریشمی آنچل کے کناروں میں چھپا

marfat.com

دیا۔ جنگ موقوف۔ گزشتہ شب کی طرح آج بھی اسلامی لشکر کے سردار اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے۔ تمام دروازوں پر اذان کہی گئی اور عشاء کی نماز با جماعت پڑھی گئی۔

رات میں سوئے ہوئے اسلامی لشکر پر حاکم دمشق کا حملہ:

رات کے وقت حاکم توما نے رومی لشکر کے تمام سرداروں اور شہر کے معزز و جنگ جُو لوگوں کو اپنے محل میں بلائے اور کہا کہ میں نے ایک تدبیر سوچی ہے وہ یہ ہے کہ ہم تعداد میں اور اسلحہ میں مسلمانوں سے بہت زیادہ ہیں۔ مسلمانوں کا لشکر ہمارے شہر کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ قلعہ کے چھ دروازوں پر ان کے الگ الگ سردار اپنا لشکر لے کر ٹھہرے ہیں۔ لہٰذا آج رات میں جب مسلمان غافل سوئے پڑے ہوں تب ہم سب یکبارگی ان پر حملہ کر دیں اور انہیں ختم کر دیں۔ حملہ کی صورت یہ ہوگی کہ تمام دروازوں کے پاس ہمارے بہادر لڑنے والے جمع ہو جائیں اور پوری طرح مسلح ہوں۔ تمام دراز ے ایک ہی وقت اور ایک ساتھ کھولے جائیں اور تمام دروازوں سے ہم نکلیں اور شبخون مار دیں۔ حملہ کرنے کے لئے ناقوس بجایا جائے گا۔ ناقوس کی آواز سن کر تمام دروازے کھول دیئے جائیں اور ہر دروازے سے نکل کر حملہ کر دیں اور مسلمانوں کو مار ڈالیں۔ اہل دمشق نے حاکم توما کی تدبیر کو بہت پسند کیا اور تمام اہل دمشق رات میں اسلامی لشکر پر حملہ کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

آدھی رات کا جب وقت ہوا تو توما نے ہر باب پر جدا جدا گروہ کو مقرر کیا اور سب کو ہدایت و نصیحت کی مثلاً باب شرقی والے گروہ سے کہا کہ تم بہت احتیاط سے کام لینا کیونکہ اس دروازہ پر مسلمانوں کا سردار ہے۔ اسی طرح ہر باب کے گروہ کو متنبہ کیا۔ ہر دروازے پر گشت اور معائنہ کرنے کے بعد توما نے ناقوس بجانے کا حکم دیا۔ ناقوس بجتے ہی قلعہ کے تمام دروازے کھول دیئے گئے ہر دروازے سے رومی لوگ مثل پھیلی ہوئی ٹیڑھیوں کے نکلنے شروع ہوئے۔ تمام نے زرہیں پہنی ہوئی تھیں اور ہاتھ میں تلوار، نیزہ وغیرہ تھے۔ قلعہ سے باہر آ کر تمام رومی متفرق اسلامی کیمپوں پر ایک ساتھ حملہ آور ہوئے۔

حضرت خالد بن ولید نے ''وَا مُحَمَّدَاہ'' پکارا:

آدھی رات کے بعد جب رومی حملہ کرنے قلعہ سے باہر آئے تب کچھ مجاہدین مشغول عبادت ہو کر شب بیداری کر رہے تھے۔ اور کچھ تہجد کی نماز کے لئے وضو کر رہے تھے کہ انہوں نے ناقوس کی آواز سنی پھر دروازہ کے کھلنے کی آواز آئی اور تھوڑی ہی دیر میں زرہ اور ہتھیاروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں لہٰذا وہ ہوشیار ہو گئے اور اپنے ہمراہیوں کو جگانا اور خطرہ سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔ تمام مجاہدین چونک کر مثل شیر اٹھ کھڑے ہوئے اور جلدی جلدی مقابلے کے لئے نکلے۔ انہیں مسلح ہونے کا بھی موقع نہیں ملا۔ صرف تلوار اور ڈھال لے کر دوڑے۔ قلعہ دمشق کے تمام ابواب اور اسلامی لشکر کے سرداروں کا ہر باب پر ٹھہرنا اور اسلامی لشکر کیمپ کا جغرافیہ ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے ذیل میں درج ہے۔ ذہن میں یہ خاکہ مستحضر (یاد) رکھ کر مطالعہ کرنے سے جنگ کی کیفیت کا صحیح اندازہ آنے کے ساتھ ساتھ مطالعہ کا لطف بھی دوچند ہوگا۔

marfat.com

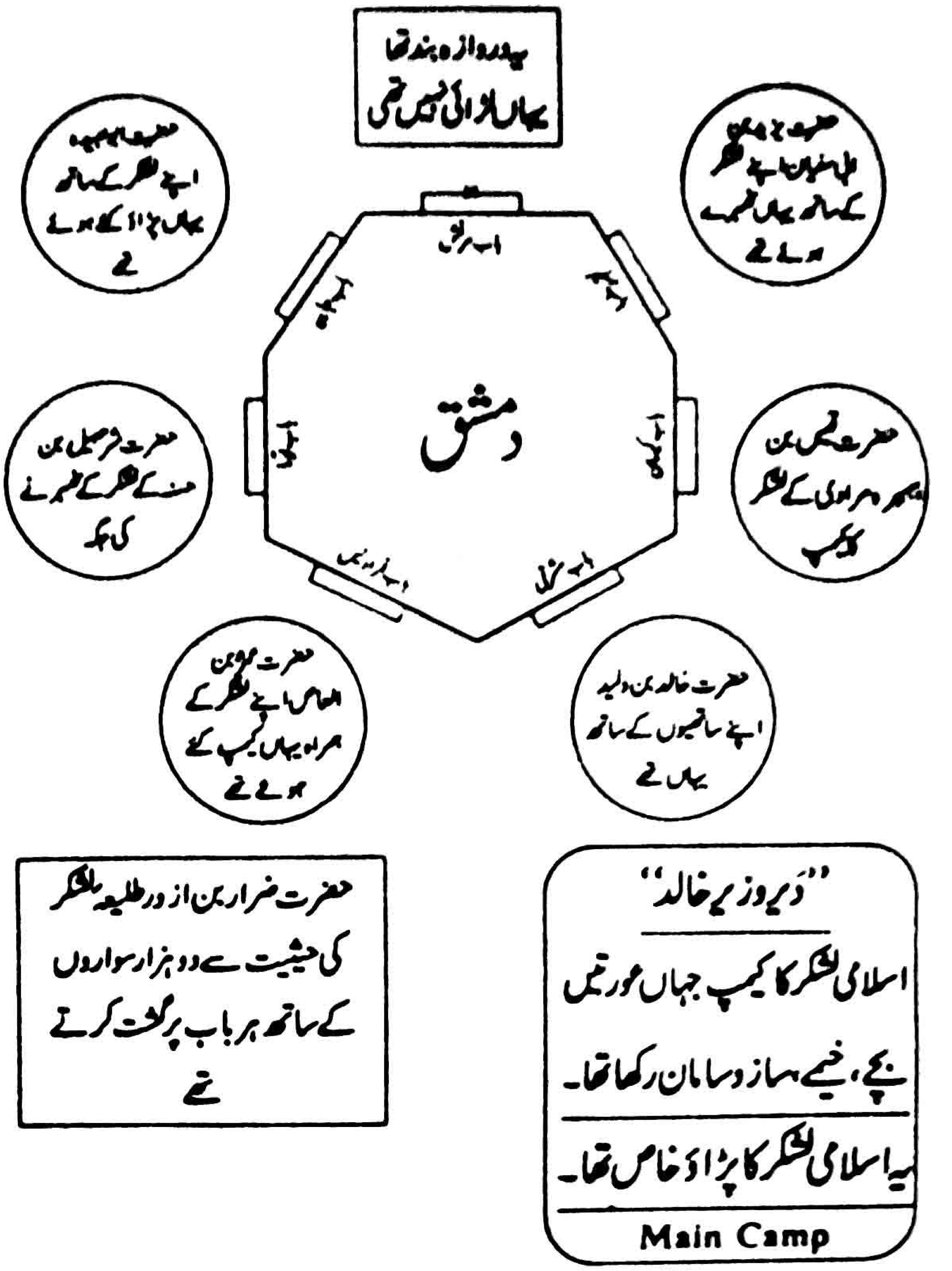

رات کے وقت رومیوں نے متفرق ابواب پر جب یورش کی تھی اور اچانک چھاپہ مارا تھا تب حضرت خالد بن ولید باب شرقی کے مقابل جو کیمپ تھا وہاں نہیں تھے بلکہ ''دیر'' نام کے مقام پر جہاں اسلامی لشکر کا خاص پڑاؤ (Main Camp) تھا وہاں کی حفاظت و نگرانی کے لئے ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس کیمپ میں خواتین و اطفال اور مال و اسباب کی نگرانی ضروری تھی۔ لہٰذا وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تقریباً ایک یا دو ہزار کے لشکر کے ساتھ دیر وزیر خالد کے کیمپ میں تھے اور باب شرقی پر حضرت رافع بن عمیرہ طائی کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے رات کی نگرانی اور سرداری سونپی تھی۔ جب رومیوں نے ایک ساتھ تمام ابواب سے نکل کر اسلامی لشکر پر چھاپا مارا تو مجاہدین نے بھی ان کو جواب دیتے ہوئے مقابلہ کیا تھا لہٰذا ایک زبردست شور و غل بلند ہوا تھا۔ رات کا وقت ہونے کی وجہ سے آدھے کوس کے فاصلہ پر واقع ''دیر'' نامی مقام میں اسلامی کیمپ تک آواز پہنچی۔ پھر کیا ہوا؟ یہ جاننے سے پہلے علامہ واقدی کی زبانی صورت حال کی کیفیت سماعت فرمائیں:

''ایک شخص نے اس کے ساتھیوں سے صاحب ناقوس کے پاس جا کر حکم اس کے بجانے کا دیا۔ پس ایک ایسی

marfat.com

آواز سخت بجائی اس نے کہ سوائے اس کے اور آواز نہ تھی۔ یہاں تک کہ کھولا قوم نے سب دروازوں کو اور دوڑ پڑے لوگ اسی وقت اور نکلا تو ملعون دروازے سے اور سنی مسلمانوں نے آواز۔ پس دوڑے وہ لوگ بجانب صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور وہ غافل تھے قوم کے فریب سے مگر یہ کہ جاگتے اور ہوشیار تھے۔ پس جب سنا لوگوں نے آواز کو جگا دیا بعضوں نے بعض کو اور آوازیں دینے لگے اور اٹھ کھڑے ہوئے لوگ اپنی خواب گاہوں سے مثل شیر حملہ آور کے۔ پس نہیں پہنچے ان تک دشمن ان کے مگر یہ کہ وہ ہوشیار ہو گئے تھے۔ اور متوجہ مقابلہ دشمن ہوئے مگر بے ترتیب تھے۔ پس لڑے لوگ بیچ اندھیری رات کے اور کام کیا تلواروں نے اور سنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز کو۔ پس اٹھ کھڑے ہوئے بدحواس گھبرائے ہوئے۔ بسبب سننے آواز اور فریاد کے اور چلا کر کہا: ''وَاغَوْثَاهُ، وَاِسْلَامَاهُ، وَامُحَمَّدَاهُ، اَكِيْدُوْا قَوْمِیْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، اَللّٰهُمَّ انْظُرْ اِلَيْهِمْ بِعَيْنِكَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَانْصُرْهُمْ وَلَا تُسْلِمْهُمْ اِلٰی عَدُوِّهِمْ'' (فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۱۰۳)

حضرت خالد بن ولید نے فوراً حضرت فتحان بن زید طائی جو حضرت عدی بن حاتم طائی کے بھائی تھے ان کو اپنا قائم مقام بنایا اور تمام لشکر ان کے ساتھ رہنے دیا اور اپنے ساتھ چار سو (۴۰۰) سواروں کو لے کر اسلامی کیمپ سے باب شرقی کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھی ایسی عجلت سے روانہ ہوئے کہ زرہ پہننے کی بھی درکار نہیں کی۔ ایک پل کی تاخیر بھی ان کو گوارا نہ تھی۔ حضرت خالد نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ برق رفتاری سے دمشق کے قلعہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ حضرت خالد کو اپنے مسلمان بھائیوں پر نازل مصیبت کا بڑا قلق تھا۔ اور وہ گھوڑے پر سوار ہونے کی حالت میں رو رہے تھے۔ ان کی چشمان مبارک سے مسلسل اشک رواں تھے اور وہ رنج و غم آمیز اشعار پڑھتے تھے۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے سوار ہونے کی حالت میں ہی اپنی تلواریں میان سے باہر کر لیں تھیں اور وہ جلد از جلد پہنچنے کی کوشش میں اپنے گھوڑوں کی رفتار تیز سے تیز کرتے جاتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت خالد باب شرقی پر پہنچ گئے۔ باب شرقی پر صورت حال یہ تھی کہ حضرت رافع بن عمیرہ طائی اور ان کے ساتھیوں پر رومی کثرت سے بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے تھے لیکن حضرت رافع اور ان کے ساتھی بڑی جاں فشانی اور ثابت قدمی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ جب حضرت خالد وہاں پہنچے تو گھمسان کی لڑائی جاری تھی۔ تلواروں کے ٹکرانے کی وجہ سے آگ کے شعلے چمکتے تھے اور ایک عجیب شور و غل اٹھ رہا تھا۔ حضرت خالد نے جاتے ہی نعرہ تکبیر سے فضا کو گونجا دیا اور مجاہدوں کو پکار کر کہا کہ اے گروہ مومنین! میں خالد بن ولید تمہاری مدد کرنے آ گیا ہوں۔ پھر حضرت خالد نے رومیوں پر حملہ کیا اور ان کے دلیروں کو زمین پر ڈال دیا۔ بھاری تعداد میں رومی قتل ہوئے اور باقی کے بھاگ نکلے۔ جب حضرت خالد باب شرقی پر رومیوں سے مصروف جنگ تھے تب ان کا دل دوسرے ابواب پر مقرر اسلامی لشکروں کے لئے بیتاب تھا خصوصاً حضرت ابوعبیدہ اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کے لئے وہ زیادہ فکر مند تھے۔ کیونکہ حضرت ابوعبیدہ عمر رسیدہ بزرگ شخص تھے اور سادہ لوح اور نرم طبیعت کے تھے۔ حضرت شرحبیل کے لئے فکر مند ہونے کی وجہ حاکم توما تھا کیونکہ وہ اپنے ساتھ جنگجو اور دلیروں کو لے کر بڑی تعداد میں حملہ آور ہوا تھا۔ حضرت خالد

marfat.com

نے باب شرقی پر رومیوں کا صفایا کرنے کے بعد باب جابیہ اور باب توما پر مجاہدوں کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔

قلعہ دمشق کے دیگر دروازوں پر جنگ کی کیفیت حسب ذیل رہی:

☆ باب جابیہ پر حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے لشکر پر جرجی بن قالا نام کا رومی سردار اپنی قوم کے ساتھ نکلا تب حضرت ابوعبیدہ اپنے خیمے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ دروازہ کھلنے کی اور لوگوں کے نکلنے کی آواز سنی۔ نماز کو جلدی جلدی پوری کر کے اپنے ساتھیوں کو پکارا اور ہوشیار کر دیا۔ قبل اس کے کہ جرجی بن قالا ان پر آ پڑے تمام مجاہدوں نے ہتھیار سنبھال لئے تھے۔ اور بڑی دلیری سے مقابلہ کیا تھا۔ اس معرکہ میں حضرت ابوعبیدہ سخت لڑائی لڑے تھے۔ باب جابیہ پر شبخون مارنے والے رومیوں میں سے ایک بھی شخص زندہ واپس نہ گیا۔ جرجی بن قالا کو بھی مجاہدوں نے کاٹ کر پھینک دیا۔

☆ باب توما پر حضرت شرحبیل بن حسنہ کے لشکر پر حاکم دمشق توما نے سخت حملہ کیا تھا۔ حضرت شرحبیل کے علاوہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق، حضرت اُمّ ابان بنت عتبہ اور دیگر مجاہدوں نے جس ثابت قدمی سے مقابلہ کیا ہے اس کی نظیر شاید نہ ملے گی۔ مجاہدوں نے تیغ زنی میں وہ دلیری اور سرعت دکھائی کہ رومیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ بالآخر توما ہزیمت اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو لے بھاگ کر قلعہ میں داخل ہوگیا۔

☆ باب صغیر پر حضرت یزید بن ابی سفیان کے لشکر پر جب رومیوں نے چھاپا مارا تب حضرت ضرار بن ازور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ گشت کرتے ہوئے باب صغیر کے قریب تھے۔ حضرت ضرار اور ان کے ساتھی حضرت یزید بن ابی سفیان کے لشکر کی کمک کرنے پہنچ گئے اور اس کثرت سے شمشیر زنی کی کہ رومیوں کے خون سے میدان کو تالاب سرخ آب بنا دیا۔ حضرت ضرار بن ازور اکیلے نے ڈیڑھ سو رومیوں کو کاٹ کر ہلاک کر ڈالا۔

''قارئین سے التماس''

اب ہم قارئین کرام کی عدالت میں ایک استغاثہ پیش کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ ہمارے معزز قارئین کرام غیر جانبدارانہ فیصلے سے ہم کو نوازیں گے۔

جب رات کے وقت رومیوں نے اسلامی لشکر پر چھاپا مارا تھا اور اس کی اطلاع جب حضرت خالد بن ولید کو پہنچی تب حضرت خالد بن ولید نے ''واغوثاہ ، وامحمداہ'' یعنی ''اے فریاد کو پہنچنے والے، اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم''۔ حضرت خالد بن ولید نے یہ نعرہ ۱۳ھ میں یعنی حضور اقدس حیات النبی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے دو سال بعد لگا رہے ہیں اور نعرہ بھی کہاں لگا رہے ہیں؟ ملک شام میں اور کیوں لگا رہے ہیں؟ مصیبت آ پڑی ہے اس لئے۔ یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دنیا کے کسی بھی کونے میں تم پر مصیبت آ پڑے تو رسول مختار، مالک کائنات، دافع البلاء والوباء، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ

marfat.com

علیہ وسلم کو پکارو۔ بقول:

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اَغِثنِی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

اگر ''یا محمد'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا نعرہ لگانا شرک ہوتا تو کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فعل شرک کا ارتکاب کرتے؟ ہرگز نہیں۔ جو ذات گرامی کفر و شرک کو مٹانے کے لئے ایک سو سے زیادہ جہاد کرے، اپنے جسم کو زخموں سے چور کرے، ہزاروں مشرکوں کو تہ تیغ کرے، وہ ذات گرامی کبھی شرک کا کام کرسکتی ہے؟ وہ ذات گرامی کہ جن کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار'' کے خطاب سے نوازیں، جو اسلامی لشکر کا سردار ہو، اس اسلامی لشکر کا سردار ہو جس لشکر میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت زبیر بن العوام جیسے اشخاص ہوں جن کا شمار عشرۂ مبشرہ میں ہوتا ہے، وہ اسلامی لشکر کا سردار ہو جس میں اکابر و اَجَلّہ صحابہ کرام شامل ہوں، اس لشکر کا سردار کبھی شرک کرسکتا ہے؟ اگر ''یا رسول اللہ'' اور ''یا محمد'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا شرک ہے؟ تو کیا حضرت خالد کو اسلام کے بنیادی عقائد کی معلومات نہ تھی؟ کہ شرک میں ملوث ہوگئے؟ نہیں!! ہرگز نہیں!! حاشا اللہ، حاشا اللہ! ان کے متعلق ایسا گمان کرنا بھی روا نہیں۔ کیونکہ حضرت خالد بن ولید کا شمار اجلہ صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے۔ حضور کے وہ تعلیم و تربیت یافتہ ہیں۔ انہیں یقین کامل تھا کہ ''وامحمداہ'' کا نعرہ لگانا شرک نہیں بلکہ باعث رحمت و نعمت ہے۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی ''یا محمد'' کا ورد کرنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ ''یا محمد'' کہنے کا ثبوت حدیث میں ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

''حدیث سے یا رسول اللہ کہنے کا ثبوت''

اس حدیث کی سند:

(۱) امام نسائی (۲) امام ترمذی (۳) ابن ماجہ (۴) حاکم (۵) بیہقی (۶) امام الائمہ ابن خزیمہ اور (۷) امام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب صحیح کہا، اور طبرانی و بیہقی نے اس کو صحیح کہا اور حاکم نے بشرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور امام عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے ان کی تصحیح کو مسلم و مقرر رکھا ہے۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتَقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ''

marfat.com

ترجمہ: ''الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں۔ یا رسول اللہ میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔''

اس حدیث پاک میں صاف لفظوں میں ''یا محمد'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ اگر اس طرح ندا کرنا شرک ہوتا تو ماحی شرک وکفر، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دعا کی تعلیم نہ فرماتے۔ حضرت خالد بن ولید بارگاہ رسالت کے ''کاتب'' بھی تھے۔ امام اجل، محقق علی الاطلاق، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''مدارج النبوۃ'' جلد: ۲، میں زیر باب ہفتم، در ذکر کاتبان بارگاہ رسالت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار کیا ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے بارگاہ رسالت کی خدمت گزاری کر کے احکام کفر وشرک کی کامل معلومات حاصل کی تھی۔

لیکن افسوس! دور حاضرہ کے مسلم نما منافقین ''یا رسول اللہ'' کہنے کی سختی اور شدت سے ممانعت کرتے ہیں اور شرک کا حکم نافذ کرتے ہیں۔ تقریر اور تحریر کے ذریعہ غلیظ تردید کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ کہنے والے مومن کو بلاوجہ کافر اور مشرک کا فتویٰ دیتے ہیں۔

''یا رسول اللہ کہنے کے جواز میں مندرجہ بالا ایک حدیث ہی کافی ہے لیکن الحمدللہ! ائمہ ملت اسلامیہ کی جلیل القدر تصانیف میں اس کے جواز کے ثبوت کے انبار موجود ہیں۔ مثلاً:

- ☆ ''شِفَاءُ السِّقَام'' — مصنف: بقیۃ المجتہدین، تقی الملۃ والدین امام ابوالحسن علی سبکی
- ☆ ''مَوَاهِبُ لَدُنِيَّة'' — مصنف: شارح صحیح بخاری، امام اجل، علامہ احمد بن محمد المصری القسطلانی
- ☆ ''شَرحِ مَوَاهِبُ لَدُنِيَّه'' — مصنف: علامہ الشمس محمد بن عبدالباقی زرقانی
- ☆ ''مُطَالِعُ الْمُسَرَّات'' — مصنف: علامہ فاسی
- ☆ ''مِرْقَاةْ شَرحِ مِشْكُوة'' — مصنف: علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری
- ☆ ''اَشِعَةُ اللَّمْعَات'' — مصنف: شیخ محقق، شاہ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی (التوفی ۱۰۵۲ھ)
- ☆ ''اَفضَلُ الْقُرىٰ شَرحِ اُمِّ الْقُرىٰ'' — مصنف: امام ابن حجر مکی
- ☆ ''جَذْبُ الْقُلُوْب اِلىٰ دِيَارِ الْمَحْبُوْب'' — مصنف شاہ عبدالحق محدث دہلوی
- ☆ ''اَنْوَارُ الْاِنْتِبَاهُ فِي حَلِّ نِدَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ'' — مصنف: امام احمد رضا محدث بریلوی (التوفی ۱۳۴۰ھ)
- ☆ ''اَلْاِهْلَالُ بِفَيْضِ الْاَوْلِيَاءِ بَعْدَ الْوِصَالِ'' — مصنف: امام احمد رضا محدث بریلوی
- ☆ ''اَنْهَارُ الْاَنْوَارُ مِنْ يَمِّ صَلَاةِ الْاَسْرَار'' — مصنف: امام احمد رضا محدث بریلوی
- ☆ ''لَوَاقِحُ الْاَنْوَارُ فِي طَبَقَاتِ الْاَخْيَارْ'' — مصنف: امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی
- ☆ ''كِتَابُ الْاَدَبِ الْمُفْرِدْ'' — مصنف: امام محمد بن اسمٰعیل البخاری (التوفی ۲۵۶ھ)

marfat.com

صاحب بخاری شریف

☆ ''نَسِیمُ الرِّیَاض'' مصنف: امام شہاب الدین خفاجی مصری

☆ ''فَتَاوٰی خَیرِیَة'' مصنف: امام خیر الدین رملی، استاد صاحب درمختار

☆ ''اَطیَبُ النِّعَمِ فِی مَدحِ سَیِّدِ العَرَبِ وَالعَجَمِ'' مصنف: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مندرجہ بالا کتب میں اور دیگر معتمد و مستند کتب ائمہ دین میں قرآن و حدیث اور اقوال و افعال صحابہ کرام کے دلائل قاہرہ باہرہ قاطعہ ساطعہ سے اظہر من الشمس ظاہر و ثابت کیا گیا ہے کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام سے استغاثہ و توسل کرتے ہوئے یارسول اللہ، یاعلی، یاغوث وغیرہ کہنا جائز و مستحسن اور صالحین میں رائج و مشروع ہے۔ جن حضرات کو اس مسئلہ کی تفصیل درکار ہو وہ خصوصی طور پر مندرجہ بالا کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ'' الخ (الی آخرہ) والی حدیث ایک مومن کے لئے ثبوت جواز نداء کے حق میں کافی وافی شافی ہے لیکن دور حاضرہ کے منافقین شقاوت قلبی اور بغض و عناد کی وجہ سے اس حدیث کے متعلق بھی نئے نئے شوشے اور شگوفے نکال کر مسئلہ کو الجھانے کی سعی ناکام کرتے ہیں۔ دور حاضرہ کے منافقین اس حدیث کے متعلق یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ یہ دعا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں جائز تھی کیونکہ اس وقت حضور موجود تھے لیکن اب وصال شریف کے بعد ''یا محمد'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا ممنوع ہے کیونکہ اب حضور موجود نہیں۔ یہ دعا حضور اقدس کی حیات تک کے لئے مخصوص تھی۔ عوام الناس کو دھوکہ دے کر بہکانے کی منظم سازش کے تحت اس قسم کے ذہنی اختراعات بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اب ہم ایک قوی شہادت پیش کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اَجِلّہ صحابۂ کرام نے حاجت مندوں کو یہ دعا کی تعلیم و تلقین فرمائی ہے۔

صحابیٔ رسول حضرت عثمان بن حنیف اور ایک حاجت مند:

امام اجل، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی (المتوفی ۳۶۰ھ) کی کتاب ''مُعۡجَمِ کَبِیۡر'' میں اس حدیث کی شرح میں صاف مرقوم ہے کہ:

''اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَخْتَلِفُ اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِىْ حَاجَةٍ لَّهٗ وَكَانَ عُثْمٰنُ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِىْ حَاجَتِهٖ فَلَقِىَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَشَكٰى ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِئْتِ الْمِيْضَاةَ فَتَوَضَّاْ ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّىْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّىْ فَيَقْضِىْ حَاجَتِىْ وَتَذْكُرْ حَاجَتَكَ وَرُحْ اِلَىَّ حَتّٰى اَرُوْحَ مَعَكَ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهٗ ثُمَّ اَتٰى بَابَ عُثْمٰنَ فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتّٰى اَخَذَ بِيَدِهٖ فَاَدْخَلَهٗ عَلٰى عُثْمٰنَ بْنَ عَفَّانٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَجْلَسَهٗ مَعَهٗ عَلَى الطِّنْفِسَةِ وَقَالَ مَا حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهٗ

marfat.com

لقضاها ثم قال ما ذكرت حاجتك حتى هذه الساعة وقال ما كان لك من حاجة فاتنا ثم ان الرجل خرج من عنده فلقى عثمن بن حنيف رضی الله تعالیٰ عنه فقال له جزاك الله خيرا ما كان ينظر في حاجتي ولا يلتفت الى حتى كلمته لي. فقال عثمن بن حنيف رضي الله تعالى عنه والله كلمته ولكن شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم واتاه رجل ضرير فشكا اليه ذهاب بصره. فقال له النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ائت الميضاة فتوضأ ثم صل ركعتين ثم ادع بهذه الدعوات فقال عثمن بن حنيف رضی الله تعالیٰ عنه فوالله ما تفرقنا وطال بنا الحديث حتى دخل علينا الرجل كانه لم يكن به ضر قط ''

ترجمہ: ''ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لئے امیرالمومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا تھا لیکن امیرالمومنین اس کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے اور نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے تھے۔ اس حاجت مند شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر پھر دعا مانگ کہ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور پھر اپنی حاجت ذکر کر۔ پھر شام کے وقت میرے پاس آنا تاکہ میں بھی تیرے ساتھ امیرالمومنین کے پاس چلوں گا۔ وہ حاجت مند گیا اور جس طرح حضرت عثمان بن حنیف نے کہا تھا یونہی کیا۔ پھر وہ حاجت مند اکیلا ہی امیرالمومنین کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ تھوڑی دیر میں دربان آیا اور اس حاجت مند کا ہاتھ پکڑ کر امیرالمومنین کے حضور لے گیا۔ امیرالمومنین نے اس حاجت مند شخص کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور اس کی حاجت پوچھی۔ اس شخص نے اپنی حاجت عرض کی تو امیرالمومنین نے فوراً اس کی حاجت پوری فرما دی اور ارشاد فرمایا کہ اتنے دنوں کے بعد تم نے اپنی حاجت بیان کی۔ اب جب بھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے تو ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ وہ شخص امیرالمومنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے آپ کی سفارش کی وجہ سے امیرالمومنین نے میری حاجت پر نظر فرمائی اور میری طرف توجہ فرمائی۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں نے تمہارے معاملہ میں امیرالمومنین سے کچھ بھی نہیں کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور اقدس کی خدمت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور حضور سے اپنی نابینائی کی شکایت کی۔ حضور نے اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے اور باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا شخص اس حال میں ہمارے پاس آیا کہ گویا وہ کبھی اندھا نہ تھا۔''

(حوالہ: الانوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ، مصنف: اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت، امام احمد رضا محدث بریلوی، مطبوعہ: مطبع اہلسنت وجماعت بریلی، ص: ۲۱)

marfat.com

قارئین کرام توجہ فرمائیں کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اکابر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک حاجت مند کو خلافت عثمانی کے زمانے میں یہ دعا تعلیم فرمائی۔ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت ۲۴ھ سے ۳۵ھ تک رہا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے ۱۴، سے ۲۵ سال کے درمیان حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا تعلیم و تلقین فرمائی۔ اگر ''یا رسول اللہ'' اور ''یا محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا شرک ہوتا تو کیا صحابہ کرام شرک کے الفاظ پر مشتمل دعا کسی کو تعلیم کرتے؟ ہرگز نہیں بلکہ ہمارے لئے صحابہ کرام کا قول و فعل جواز و استحباب کی دلیل ہے۔ پھر صحابہ کرام کے مبارک زمانہ سے لے کر تابعین، تبع تابعین کے دور تک اور پھر ان کے دور سے صدہا سال تک ملت اسلامیہ کے ائمہ دین، مجتہدین کرام، مستنبطین عظام، علمائے متقدمین و متاخرین، سلف صالحین، اولیاء کاملین وغیرہ بزرگوں نے ''یا رسول اللہ'' کے الفاظ سے مزین دعائیں اور اوراد و وظائف خود نے کے لئے، اپنے متعلقین اور متوسلین کو تعلیم فرمائے، اس کے جواز و مستحب ہونے کے ثبوت میں کتب تصنیف فرمائیں وہ تمام کے افعال و اقوال کو میزان عدل کے ایک پلے میں رکھو اور دوسرے پلے میں دور حاضرہ کے منافقین کے نظریات و اعتقاد کو رکھو جو یہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ پھر توازن کر کے فیصلہ فرماؤ کہ حق کیا ہے؟ اور باطل کیا ہے؟ اس مسئلہ کی بحث کو مزید طول نہ دیتے ہوئے ہم اپنے ذی احترام قارئین کرام کو ملک شام کے شہر ''دمشق'' کی طرف واپس لے چلتے ہیں۔

''جنگ دمشق کا تیسرا دن''

گزشتہ شب رومیوں نے اسلامی لشکر پر رات میں یورش کی تھی مگر مجاہدوں نے ان کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا اور رومیوں نے ہزیمت اٹھائی تھی۔ جب رومی بھاگ کر قلعہ میں بند ہوئے تب روسائے دمشق نے حاکم توما سے کہا کہ تو نے ہمارا کہنا نہیں مانا اور ہر حال میں آمادۂ جنگ ہوا۔ مکر و فریب کر کے رات میں یورش بھی کی لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے بے شمار لوگ ہلاک ہوئے لہٰذا ہم تم کو متنبہ کرتے ہیں کہ تم عربوں سے صلح کر لو اور لڑنے کا خیال اپنے دماغ سے نکال دو۔ اگر تم نے ہماری بات نہیں مانی تو ہم عربوں سے صلح کر لیں گے اور تجھ کو تیرے حال پر چھوڑ دیں گے۔ توما نے کہا کہ مجھے کچھ دنوں کی مہلت دو تاکہ میں ہرقل بادشاہ کو صورت حال سے مطلع کر دوں۔ اگر وہ ہماری کمک کرتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم صلح کر لیں گے۔ توما نے اول تا آخر تمام احوال لکھ کر صبح ہونے سے پہلے ہرقل بادشاہ کے پاس قاصد کو روانہ کر دیا۔

جب صبح ہوئی اور دن کا اجالا پھیلا تب حضرت خالد نے تمام دروازوں پر اسلامی لشکر کے سردار کو حکم بھیجا کہ اپنے اپنے کیمپ سے آگے بڑھ کر قلعہ کی طرف جاؤ اور سخت حملہ شروع کر دو۔ حکم ملتے ہی ہر باب پر مقیم اسلامی لشکر قلعہ کی دیوار کے قریب آ گیا اور حملہ شروع کر دیا۔ اہل دمشق پر معاملہ تنگ اور دشوار ہو گیا۔ اہل دمشق نے پیغام بھیجا کہ چند دنوں کے لئے جنگ موقوف کر دی جائے کیونکہ ہم صلح کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں لہٰذا کچھ دنوں کی مہلت دو لیکن حضرت خالد نے اہل دمشق کی درخواست کو ٹھکرا دیا اور صاف انکار کر دیا بلکہ حملہ کی شدت میں اضافہ کر دیا۔ اہل دمشق نہایت پریشان اور حیران تھے۔ اہل

marfat.com

دمشق سب کے سب جمع ہوئے اور قوم کے قائدین سے کہا کہ اب ہم سے صبر وتحمل نہیں ہو سکتا۔ محاصرہ کی وجہ سے ہم اکتا گئے ہیں۔ لہٰذا کوئی سبیل نکالو اور ہم کو مصیبت سے چھٹکارا دلاؤ۔

اس وقت مجمع میں ایک بوڑھا نصرانی راہب بھی موجود تھا جو اگلی کتابوں کا زبردست عالم تھا۔ اس نے کہا کہ اگر ہرقل بادشاہ اپنا تمام ہتھیار اور لشکر لے کر بھی آئے گا۔ تب بھی مسلمانوں کو دفع نہیں کر سکے گا کیونکہ میں نے اگلی کتابوں میں پڑھا کہ ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین اور سید المرسلین ہیں اور ان کا دین سب دینوں پر غالب ہو جائے گا لہٰذا تم حیلہ جوئی ترک کرو اور اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر عربوں سے صلح کرنے کا کام انجام دو۔ وہ جو بھی مانگیں ان کو دے دو اور صلح کر لو، یہی تمہارے اور تمہارے اہل وعیال کے حق میں بہتر اور مناسب ہے۔

اہل دمشق نے بوڑھے نصرانی راہب کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے لڑائی موقوف کر دی اور جو لوگ قلعہ کی دیوار سے تیر اور پتھر پھینک کر اسلامی لشکر پر حملہ کرتے تھے ان کو بھی نیچے اتار لیا اور کسی بھی قسم کی جنگی کارروائی کرنے سے باز رہے۔ قلعہ کی دیوار پر سناٹا چھا گیا۔ اہل دمشق قلعہ میں محصور ہو کر صلح کے امر میں گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ جنگ دمشق کا تیسرا دن اس طرح سکون سے گزرا۔ رات کے وقت اہل دمشق پھر بوڑھے نصرانی راہب کے پاس آئے اور کہا کہ اے ہمارے معزز دینی رہبر! مسلمانوں سے صلح کرنے کے معاملہ میں آپ کیا مشورہ دیتے ہیں، راہب نے کہا کہ باب مشرقی پر ان کے سردار خالد بن ولید ہیں وہ نوجوان جنگ جو اور جوشیلے جوان شخص ہیں، وہ صلح پر جلد آمادہ نہیں ہوں گے لیکن باب جابیہ پر ان کے سردار ابو عبیدہ بن جراح ہیں وہ بوڑھے، صلح جو اور نرم طبیعت کے شخص ہیں۔ ان کے پاس کسی صورت سے پہنچ جاؤ اور صلح کر کے ان سے امان حاصل کر لو۔ مسلمانوں کی ایک خوبی اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگر ان کے لشکر میں ان کا کوئی غلام بھی کسی کو امان دے دیتا ہے تو لشکر کا سردار اس کی امان کا لحاظ کرتا ہے اور امان کو منظور کرتا ہے۔ یہ قوم اپنے وعدے کی پکی ہے اور عہد شکنی وعدہ خلافی ان کی عادت وفطرت میں نہیں۔

رات کے وقت اہل دمشق کا صلح کرنے حضرت ابو عبیدہ کے پاس آنا:

جب رات ہوئی تو ہر دروازہ پر مسلمان ہوشیار رہتے ہوئے قلعہ کے آس پاس نگہبانی کر رہے تھے تا کہ اگر گزشتہ شب کی طرح رومی لشکر مکر وفریب سے حملہ کرے تو اس کا فوراً تدارک کیا جا سکے۔ رات کا کچھ حصہ گزرا تھا کہ باب جابیہ کی دیوار قلعہ سے ایک رومی نے بزبان عربی بلند آواز سے پکارا کہ اے گروہ عرب! ہم صلح کے متعلق گفتگو کرنا چاہتے ہیں، کیا ہم کو امان مل سکتی ہے کہ ہم تمہارے سردار کے پاس آ کر صلح کا معاملہ طے کر لیں۔ اس وقت حضرت عامر بن طفیل الدوسی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قلعہ کے قریب گشت کر رہے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت ابو ہریرہ فوراً دوڑتے ہوئے حضرت ابو عبیدہ کے پاس گئے اور کہا کہ اے سردار! رومی صلح کی گفتگو کرنے آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں اور آپ کے پاس آنے کے لئے امان چاہتے ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا کہ جاؤ ان سے کہہ دو کہ ہمارے سردار کے پاس آنے اور پھر شہر تک واپس جانے تک تم کو امان ہے۔ حضرت ابو ہریرہ قلعہ کی دیوار کے قریب آئے اور پکار کر کہا کہ اے اہل دمشق!

marfat.com

تمہارے لئے ہمارے سردار نے امان کا وعدہ فرمایا ہے، تم بلا کسی خوف وخطر آ سکتے ہو۔ اہل دمشق نے کہا کہ اے برادر عربی! تم کون شخص ہو؟ تا کہ ہم تمہاری بات پر بھروسہ کر سکیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے جواب دیا کہ میں ابو ہریرہ الدوسی صحابی رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں۔ ہمارا طریقہ غدر اور فریب کرنا نہیں ہے۔ ہم قوم عرب زمانۂ جاہلیت میں بھی عہد و وفا کے پابند تھے اور اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم کے طفیل ہم کو راہ راست دکھائی ہے تو اب تو ہم ہرگز وعدہ خلافی نہیں کر سکتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں عہد پورا کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

''وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا'' (پارہ:۱۵، رکوع:۴، سورۂ بنی اسرائیل، آیت:۳۴)

ترجمہ: ''اور عہد پورا کرو بے شک عہد سے سوال ہونا ہے۔'' (کنز الایمان)

حضرت ابو ہریرہ کا جواب سن کر اہل دمشق نے باب جابیہ کھولا اور دین نصرانیہ کے ایک سو علماء، رؤسا اور گبر دروازہ سے باہر نکلے۔ ان تمام نے زُنّار اور صلیبیں پہن رکھی تھیں۔ مجاہدوں نے ان کے کفری شعائر کو دور کیا اور پھر ان کو حضرت ابو عبیدہ کے پاس لے آئے۔ صلح کے تعلق سے گفتگو کا آغاز ہوا اور صلح کا معاملہ طے ہو گیا۔ اہل دمشق نے جزیہ ادا کرنے کا منظور کیا اور اہل دمشق کے لئے امان حاصل کر لی اور ساتھ میں ان کے آٹھ کنیسہ کو منہدم نہ کرنے کا عہد بھی لے لیا۔ حضرت ابو عبیدہ نے ان کو صلح کی دستاویز لکھ دی لیکن دستخط نہیں فرمائے کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ لشکر کے سپہ سالار اعظم ہونے کی حیثیت سے حضرت خالد بن ولید دستخط کریں یہی مناسب ہے۔ حضرت ابو عبیدہ نے یہ سوچا کہ حضرت خالد کو صبح بلا کر تمام کیفیت سے آگاہ کر دوں گا اور دستخط لے لوں گا۔ اس وقت آدھی رات کے عرصے میں ان کو تکلیف دے کر یہاں بلانا مناسب نہیں کیونکہ وہ گزشتہ شب بھر اور آج کا پورا دن جنگ کی سخت مشقت اٹھائے ہوئے ہیں لہٰذا ان کے آرام میں خلل واقع نہیں کرنا۔ علی الصبح ان کو صلح کی بشارت دیں گے۔ حضرت ابو عبیدہ اسی سوچ میں تھے کہ اہل دمشق نے کہا کہ اے سردار! ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اسی وقت ہمارے ساتھ چلو اور شہر میں داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر لو۔

حضرت ابو عبیدہ فوراً تیار ہو گئے اور اپنے ساتھ ایک سو مجاہدوں کو لیا۔ ان ایک سو مجاہدوں میں پینتیس صحابہ کرام تھے اور پینسٹھ تابعین تھے۔ حضرت ابو عبیدہ اہل دمشق کے وفد کے ہمراہ قلعۂ دمشق کی طرف پیدل روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ کے ساتھیوں میں سے بعض نے یہ مشورہ دیا کہ اے امین الامت! ہم رومیوں کی بات پر اعتماد کر کے چل پڑے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مکر وفریب کر بیٹھیں اور قلعہ کے اندر ہم کو لے جا کر بدعہدی کر کے ہم کو ہلاک کر دیں لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس رومی وفد کے کچھ اہم لوگوں کو ''یرغمال'' کے طور پر ہمارے لشکر کے قبضہ میں رکھ لیں تا کہ رومی لوگ ہمارے ساتھ بدعہدی کرنے میں سو مرتبہ سوچیں اور جھجک محسوس کریں۔ مجاہدوں کی اس دور اندیشی پر حضرت ابو عبیدہ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور انہیں اطمینان اور تسلی دیتے ہوئے جو ارشاد فرمایا وہ علامہ واقدی کے الفاظ میں پیش خدمت ہے:

''نماز فرض پڑھی ابو عبیدہ نے اور سو گئے۔ دیکھا رسول اللہ کو خواب میں کہ فرماتے ہیں کہ آپ ''اَللَّيْلَةَ تُفْتَحُ الْمَدِيْنَةُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى'' ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ دیکھا میں نے رسول

marfat.com

اللہ کو مستعجل (جو جلدی میں ہو) پس عرض کیا میں نے کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ میں مستعجل دیکھتا ہوں۔ پس فرمایا آپ نے کہ میں آیا ہوں اس واسطے کہ جنازۂ ابوبکر صدیق پر جاؤں۔ پس بیدار ہوئے ابوعبیدہ بن الجراح اور نہیں لیا ابوعبیدہ بن الجراح نے قوم سے گرو بااعتماد ارشاد صدق بنیا در رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔'' (حوالہ: فتوح الشام، ص: ۱۰۸)

نوٹ: گرو = یرغمال = وہ فرد یا افراد جو شرائط کی پابندی کی ضمانت میں دشمن کے حوالے کئے جائیں۔ (فیروز اللغات، ص ۱۰۶۷) Pawn=Pledge

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عَالِمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اور مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اَللَّیْلَۃَ تُفْتَحُ الْمَدِیْنَۃُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی'' یعنی ''اسی رات میں شہر فتح ہو جائے گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا''۔ لہٰذا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعتماد کامل تھا رومی ہمارے ساتھ بیوفائی نہیں کریں گے کیونکہ محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آج رات میں شہر فتح ہو جائیگا۔ اور ارشاد گرامی صدق کی بنیاد پر ہی مبنی ہے۔ اور اس وقت میں بالیقین شہر کو فتح کرنے ہی جا رہا ہوں لہٰذا بطور ''یرغمال'' کسی رومی کو رکھنے کی مطلق ضرورت نہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے یرغمال کی طرف توجہ ہی نہ فرمائی۔

قارئین کرام کی توجہ درکار ہے کہ غور فرمائیں! کہ حضرت ابوعبیدہ کا پختہ عقیدہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ آج رات میں شہر فتح ہو جائے گا لہٰذا ارشاد کے مطابق یقیناً آج شب میں شہر فتح ہو کر ہی رہے گا۔ اور حضرت ابوعبیدہ اپنے ساتھ ایک سو صحابہ اور تابعین کو لے کر کسی بھی قسم کی حفاظت کا انتظام کئے بغیر رومیوں کے وفد کے ساتھ چل دیئے۔ ایک سو (۱۰۰) صحابہ و تابعین کی زندگی پر خطرہ مول لیا اور وہ بھی خواب کی بشارت پر اعتماد رکھتے ہوئے۔ صرف ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ جانے والے ایک سو صحابہ و تابعین اور ان کو جانے کے لئے رخصت کرنے والے لشکر اسلام کے ہزاروں تابعین و صحابہ کو بھی پختہ یقین تھا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آج کی رات میں شہر فتح ہونے کی بشارت دی ہے تو یقیناً آج رات میں ہی شہر فتح ہو کر رہے گا۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔

لیکن افسوس کہ دور حاضر کے منافقین کا یہ عقیدہ ہے کہ لڑائی میں فتح ہو گی یا شکست اس بات کا انبیاء کرام کو علم نہیں تھا اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

وہابی، غیر مقلد، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے امام اول فی الہند مولوی اسماعیل دہلوی کہ جس کو تبلیغی جماعت کے متبعین ''مولانا شہید'' اور نہ جانے کیا کیا القاب سے نوازتے ہیں۔ وہ مولوی اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب ''تقویت الایمان'' کی فصل ثانی، اشراک فی العلم کے رد میں زیر عنوان ''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل نہیں تھا۔'' میں لکھا ہے کہ:

''اور اسی طرح کچھ اس بات میں بھی ان کو بڑائی نہیں کہ اللہ نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہو کہ جس

marfat.com

کے دل کا حال جاہیں معلوم کرلیں یا جس غائب کا حال جب چاہیں معلوم کرلیں کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا، یا کس شہر میں ہے یا کس حال میں ہے یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کرلیں کہ فلاں کے اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں اس کو فتح ہوگی یا شکست؟ ان باتوں میں بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر اور نادان ہیں۔''

(حوالہ: تقویۃ الایمان، مصنف: مولوی اسماعیل دہلوی، ناشر: دار السلفیہ، ممبئی، ص:۴۶)

تقویت الایمان کی مندرجہ بالا عبارت میں صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ لڑائی میں فتح ہوگی یا شکست؟ اس بات کا علم کسی بڑے بندے یعنی انبیاء کرام یا چھوٹے بندے یعنی عامۃ المسلمین کو نہیں بلکہ وہ تمام بے خبر اور نادان ہونے میں یکساں ہیں؟ جب کہ اجلہ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح کی خبر دی ہے وہ حق ہے۔ صرف فتح کی ہی خبر نہیں بلکہ فتح حاصل ہونے کا وقت بھی بتا دیا کہ آج رات میں ہی فتح حاصل ہوگی۔ قارئین فیصلہ کریں کہ صحابہ کرام کا عقیدہ درست ہے یا مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے متبعین دور حاضرہ کے منافقین کا؟ اور ہم کو کن کے نقش قدم پر چلنا ہے؟

القصہ! حضرت ابوعبیدہ بن جراح جب دمشق کے قلعہ میں باب جابیہ سے داخل ہوئے تب رات کا آخری حصہ تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسی رات میں شہر فتح ہوگا لہٰذا رات ہی میں شہر فتح ہوا۔ اور کیوں نہ ہو؟ کیونکہ:

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت خالد کا باب شرقی سے دمشق میں داخل ہونا:

جس طرح حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ رات ہی میں ''فتح از صلح'' کا معاملہ پیش آیا اسی طرح حضرت خالد بن ولید کے ساتھ بھی اسی رات میں ''فتح بزور شمشیر'' کا معاملہ پیش آیا۔ حضرت خالد بن ولید نے دن کے وقت باب شرقی پر سخت حملہ کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حضرت عمرو بن العاص کے بھائی اور فلسطین میں شہید ہونے والے حضرت سعید بن خالد کے والد حضرت خالد بن سعید کو رومیوں نے زہر آلود تیر مار کر شہید کر دیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید نے نماز جنازہ پڑھا کر ان کو باب شرقی کے قریب دفن کیا۔ پھر حضرت خالد بن ولید خشمناک ہو کر شدت سے حملہ آور ہوئے تھے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو حضرت خالد بن ولید کے پاس یوشا بن مرقس نام کا ایک رومی قس آیا۔ یوشا بن مرقس دین نصرانیہ کا عالم تھا اور اس نے ملاحم اور کتب سابقہ میں پڑھا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کے ہاتھوں ملک شام فتح ہوگا اور دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہو جائے گا۔ یوشا بن مرقس کا مکان باب شرقی کے قریب قلعہ کی دیوار سے ملحق تھا۔ آدھی رات کے وقت اس نے اپنے مکان سے ملحق قلعہ کی دیوار میں نقب زنی کر کے بڑا سوراخ بنایا اور اس سے نکل کر حضرت خالد بن ولید کے پاس آیا! اور کہا کہ اگر مجھ کو اور میرے اہل و عیال کو امان دی جائے تو میں اپنے گھر کے ذریعہ تم کو قلعہ شہر میں داخل کر دوں۔ یوشا بن

marfat.com

مرقس نے اپنے مکان میں نقب زنی کی کیفیت بیان کی اور یہ بھی بتایا کہ باب شرقی میرے مکان سے بالکل قریب ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے حضرت کعب بن ضمرہ کو سردار مقرر کر کے ان کے ساتھ ایک سو (۱۰۰) مجاہدوں کو یوشا بن مرقس کے ہمراہ روانہ کئے اور ان کو حکم دیا کہ موقع پا کر قلعہ کے اندر سے باب شرقی کے قفل کھول دینا میں لشکر لے کر شہر میں داخل ہو جاؤں گا۔ حضرت خالد نے ان کو روانہ کرنے کے بعد لشکر کے تمام مجاہدوں کو بیدار کیا اور سب کو مسلح ہو کر باب شرقی پر جانے کا حکم دیا۔ یہ تمام معاملہ ناگہانی ہوا تھا۔ اور یوشا بن مرقس کی پیش کش اور تدبیر اتنی نفع بخش تھی کہ حضرت خالد بن ولید نے بلا کسی تامل اور تاخیر اس کی تکمیل میں مصروف ہو گئے اور ان کے پاس بھی اتنا وقت نہ رہا کہ اس مہم کے متعلق حضرت ابوعبیدہ کی رائے معلوم کریں یا ان کو اس امر کی اطلاع دیں، انہوں نے بھی حضرت ابوعبیدہ کی استراحت شب کا لحاظ کرتے ہوئے آدھی شب کے وقت بیدار کرنا مناسب نہ جانا۔ حضرت خالد بن ولید لشکر کو لے کر رات کے آخری حصہ میں باب شرقی پر پہنچ گئے تھے اور دروازہ کھلنے کے انتظار میں حملہ کرنے کے لئے مستعد تھے۔

یوشا بن مرقس اپنے ہمراہ حضرت کعب بن ضمرہ اور ان کے ساتھیوں کو لے کر نقب کے ذریعہ اپنے مکان میں داخل ہو گیا۔ اس مکان سے باب شرقی صاف نظر آ رہا تھا۔ لیکن اس وقت باب شرقی پر رومی سپاہی زیادہ تعداد میں تھے۔ یوشا نے حضرت کعب کو توقف کرنے اور دروازہ سے رومی سپاہیوں کی تعداد کم ہونے تک انتظار کرنے کو کہا۔ رات اب ختم ہونے کے قریب تھی اور صبح قریب تھی۔ بلکہ فتح مبین بہت قریب تھی۔

''جنگ کا چوتھا دن یعنی فتح دمشق''

صبح نمودار ہوئی۔ اجالا پھیلتا جا رہا تھا اور رومی سپاہی حاجت و دیگر لازمی امور کے لئے باب شرقی سے بکھرتے جاتے تھے۔ چند سپاہی باقی رہ گئے تھے اور وہ بھی اس حال میں تھے کہ قلعہ کے اندر محفوظ اور سلامت ہونے کے گمان میں مسلح نہیں تھے۔ چھ معمولی ہتھیار حمائل کئے ہوئے اور شب بیداری کی وجہ سے نیم غنودگی کے عالم میں جھونکے کھا رہے تھے۔ حضرت کعب بن ضمرہ نے موقع غنیمت جان کر نعرہ تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دیا۔ رومی سپاہیوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسے وقت میں اس طرح کا حملہ ہوگا۔ نعرہ تکبیر کی صدا سن کر اور مجاہدوں کے ہاتھوں میں برہنہ شمشیریں دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ بدحواسی کے عالم میں کچھ مقابلہ کرنے کھڑے ہوئے، کچھ ہتھیاروں کی طرف لپکے۔ مگر وہ اپنے ہتھیار سنبھالیں اس سے قبل مجاہدوں کی تلواریں ان کی گردنوں تک پہنچ گئیں اور سب کو زمین پر مردہ ڈال دیئے دفعۃً تکبیر کی آواز اور تلوار زنی کا شور و غل اٹھنے سے ادھر ادھر متفرق رومی سپاہی چونک اٹھے اور ہتھیار لے کر قلعہ کے دروازہ کی طرف دوڑے۔ رومی سپاہی دوڑ کر دروازہ تک پہنچیں اتنی دیر میں تو مجاہدوں نے قفل توڑ ڈالے۔ اور دروازہ کھول ڈالا۔ دروازہ کھلتے ہی حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو گئے اور داخل ہوتے ہی رومیوں کے سروں پر تلواریں رکھ کر ہلاک کرنا شروع کیا۔ اس کثرت سے تلوار زنی کی کہ لاشوں کا انبار لگ گیا۔ بجلی کی طرح شہر میں خبر پھیل گئی کہ باب شرقی سے اسلامی لشکر داخل ہو گیا ہے

marfat.com

اور بڑی شدت سے تیغ زنی اور نیزہ زنی جاری ہے۔ رومی سپاہی اور اہل دمشق باب شرقی سے شہر کے وسط کی طرف بھاگنے لگے۔ حضرت خالد نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے تیغ زنی کا شباب برقرار رکھا۔

اِدھر باب شرقی پر یہ صورت حال تھی اور اُدھر باب جابیہ کا معاملہ یہ تھا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے ایک سو ساتھیوں کے ساتھ رات کے آخری حصہ میں شہر میں داخل ہوگئے تھے اور صبح ہونے تک باب جابیہ پر ہی تھے۔ اس دوران صلح کے تعلق سے کچھ مزید شرائط بھی طے فرمائے۔ فجر کی نماز باب جابیہ پر باجماعت ادا فرمائی اور پھر اپنے لشکر کو بھی بلالیا۔ لشکر آ جانے پر وہ لشکر کے ساتھ پیدل شہر میں داخل ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ دمشق کے قس اور راہب بھی سیاہ بالوں کے لباس پہنے ہوئے اور ہاتھوں میں انجیل لئے ہوئے چلتے تھے اور لوگوں کو صلح واقع ہونے اور امان حاصل ہونے کی خوشخبری دیتے ہوئے بشکل جلوس شہر میں گشت کرتے ہوئے شہر کے وسط میں واقع عیسائیوں کی خاص عبادت گاہ ''کنیسہ مریم'' کی طرف آگے بڑھ رہے تھے۔

جب حضرت ابوعبیدہ کا لشکر کنیسہ مریم پہنچا اسی وقت حضرت خالد بن ولید کا لشکر بھی تیغ زنی کرتا ہوا کنیسہ مریم پر پہنچا۔ دونوں اسلامی لشکر اچانک شہر کے وسط میں مُلاقی ہوئے اور دونوں لشکر کے سردار ایک دوسرے کو دیکھ کر محو حیرت و تعجب تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ میں نے صلح سے شہر فتح کیا ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ میں نے تلوار سے شہر فتح کیا اور میں تمام رومیوں کو ہلاک کر کے چھوڑوں گا۔ اس پر حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے سردار! میں نے ان کو امان دی اور ان کو صلح و امن کی دستاویز بھی لکھ دی ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اے امین الامت! میں آپ کی دی ہوئی امان نہیں توڑوں گا۔ مجھے آپ کی دی ہوئی امان منظور ہے اور میں نے بھی اہل دمشق کو امان دی لیکن دو شخصوں کے لئے امان نہیں۔ ایک حاکم دمشق توما اور دوسرا اس کا وزیر ہربیس۔

حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ میں تمام اہل دمشق کو امان دے چکا ہوں اور یہ دونوں بھی دمشق کے باشندے ہونے کے ناطے امان میں داخل ہیں۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اے امین الامت! اگر آپ نے امان نہ دی ہوتی اور آپ کی امان کا لحاظ نہ ہوتا تو ان دونوں ملعون و مفسد شخصوں کو فوراً قتل کر دیتا لیکن میں اب یہ چاہتا ہوں کہ یہ دونوں فسادی اس شہر میں نہ رہیں بلکہ کہیں اور چلے جائیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ میں نے اہل دمشق سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ حاکم توما اور اس کا وزیر ہربیس یہ دونوں شہر سے نکال دیئے جائیں گے۔

اس دوران حاکم توما اور ہربیس بھی وہاں آپہنچے۔ کیونکہ ان کو پتہ چل گیا تھا کہ حضرت ابوعبیدہ کی متابعت میں حضرت خالد نے بھی امان دے دی ہے۔ قتل و قتال موقوف ہوگیا ہے اور امن قائم ہوگیا ہے۔ ان دونوں نے حضرت خالد سے کہا کہ ہمیں اس بات کی اجازت دی جائے کہ ہم ہمارے اہل و عیال، مال و اسباب اور ساتھیوں کو لے کر جہاں چاہیں چلے جائیں۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اس وقت تو ہماری امان اور ذمہ داری میں ہے لہٰذا ہم تیرے ساتھ کسی قسم کی مزاحمت نہیں کرسکتے لیکن جب تو دارالحرب میں پہنچ جائے گا تو ہماری امان اور ذمہ داری سے نکل جائے گا۔ پھر ہم جو چاہیں گے تیرے ساتھ سلوک کریں گے۔

marfat.com

اس پر توما نے کہا کہ ہم کو تین دن تمہاری ذمہ داری اور امان میں رکھو۔ تا کہ ہم تین دن میں جہاں چاہیں چلے جائیں اور تم میں سے کوئی شخص ہمارا پیچھا نہ کرے۔ تین دن کے بعد ہم تمہاری امان اور ذمہ داری سے نکل جائیں گے تین دن کے بعد ہم تمہارے ہاتھ لگیں تو تم کو پورا اختیار ہوگا کہ چاہے ہمیں غلام بنائیں، قید کریں یا پھر قتل کر ڈالیں۔ حضرت خالد نے فرمایا جا! میں نے تیری یہ درخواست بھی منظور کی۔ تو اپنے اہل وعیال اور مال واسباب اور ساتھیوں کے ساتھ جہاں بھی جانا چاہتا ہے جا سکتا ہے لیکن ہتھیار اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں۔ اس پر ہربیس نے کہا کہ اے سردار عربی! یہ کیسے ممکن ہے۔ اہل وعیال اور مال واسباب کے ساتھ سفر کرنے میں راستے میں درندوں اور ڈاکوؤں کا خطرہ رہتا ہے اور ان سے حفاظت کرنے کے لئے ہتھیاروں کا ساتھ میں ہونا اشد ضروری ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ ضرورت کے پیش نظر تم کو ہر شخص کے ساتھ صرف ایک ہتھیار لے جانے کی اجازت ہے۔ یعنی جو اپنے ساتھ تلوار لے اسے نیزہ لینے کی اجازت نہیں۔ جو اپنے ساتھ نیزہ لے اس کو اپنے ساتھ تلوار لے جانے کی اجازت نہیں۔ الغرض تلوار، نیزہ، تیر کمان، چھری، برچھی وغیرہ میں سے جو چاہے وہ ایک ہتھیار لے سکتا ہے۔ ایک سے زیادہ کسی بھی قسم کا دوسرا ہتھیار ساتھ لینے کی اجازت نہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخلاق جمیلہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے فراخ دلی سے توما جیسے شقی اور بدخواہ دشمن کی قریب قریب تمام درخواستیں منظور فرمالیں۔

کثیر تعداد میں مال واسباب لے کر حاکم توما کی روانگی:

حضرت خالد بن ولید سے اپنی درخواستیں منظور کروا لینے کے بعد توما اور ہربیس نے اپنے اہل وعیال، متعلقین اور سپاہیوں کو لے کر دمشق سے روانگی کی تیاری شروع کی۔ قلعہ کے باہر ایک بڑا خیمہ کھڑا کیا گیا۔ توما کے حکم پر اس کے سپاہیوں نے توما کا قیمتی مال واسباب خیمہ میں جمع کرنا شروع کیا۔ توما کا مال واسباب کیا تھا؟ بلکہ ایک وسیع خزانہ تھا۔ سونے کا کام کیا ہوا ریشمی کپڑا تین سو بوجھ تھا۔ سونے چاندی کے برتن، زیورات، جواہرات، صندوقیں بھر بھر کے تھے۔ دمشق میں جو متعصب نصرانی تھے اور جن کو جزیہ ادا کرنے سے انکار واختلاف تھا وہ تمام لوگ بھی توما کے ساتھ جانے کے قصد سے اپنا مال واسباب لے کر قلعہ کے باہر خیمہ میں جمع کرنے لگے۔ رومیوں نے کوئی اچھی چیز یا اچھا کپڑا دمشق میں نہ رہنے دیا۔ قلعہ کے باہر قیمتی مال و سامان کا ڈھیر لگ گیا۔ توما کے ساتھ جانے والے لوگوں کا میلا لگ گیا۔ پانچ ہزار رومی سوار، توما کے خویش واقارب، اہل و عیال، متعصب نصرانی، کبرقس، بطارقہ وغیرہ کافی تعداد میں لوگ اپنا اپنا مال واسباب لے کر اور ہر شخص اپنے ساتھ ایک ہتھیار لے کر قلعہ کے باہر خیمہ کے قریب جمع ہوئے۔ توما اور ہربیس نے دیکھا کہ اب لے جانے کے قابل کوئی قیمتی چیز دمشق میں باقی نہیں اور تمام متعلقین اور متوسلین لوگ بھی آگئے ہیں۔ تب انہوں نے قافلہ کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ کلمات کفر بلند کرتے ہوئے اور ناقوس بجا کر انجیل سے مدد طلب کرتے ہوئے دمشق سے روانہ ہوئے۔

دمشق میں اب صرف وہی لوگ تھے جو صلح اور ادائے جزیہ پر رضامند تھے۔ حضرت خالد بن ولید نے اہل دمشق کے سامنے امان کا وعدہ دہرایا اور اہل دمشق نے اسلامی لشکر کو شہر دمشق کا قبضہ اور حوالہ سپرد کر دیا۔ اور دمشق فتح ہوا۔

marfat.com

دمشق کی فتح ۱۱ جمادی الثانی ۱۳ھ دوشنبہ کے روز واقع ہوئی اور گیارہ دن بعد مدینہ طیبہ میں امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، اصدق الصادقین، امام المتقین، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحلت فرمائی۔ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب گزشتہ فتح دمشق کی بشارت حضرت ابوعبیدہ کو خواب میں ارشاد فرمائی تھی اور اس خواب میں حضرت ابوعبیدہ نے دیکھا کہ سرکار دو عالم جلدی میں ہیں لہٰذا عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جلدی کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ میں ابوبکر صدیق کے جنازہ پر جا رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ کو دی۔ ملک شام میں مقیم اسلامی لشکر کے لئے مدینہ منورہ میں پیش آنے والا رحلتِ حضرت صدیق اکبر کا سانحہ ''غیب'' تھا۔ لیکن اس پر حضرت ابوعبیدہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا سے مطلع ہو گئے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا سے اللہ کے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم حاصل اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا و نظر عنایت سے عاشق رسول کو غیب کا علم حاصل۔ دور حاضرہ کے منافقین علم غیب کے عقیدہ میں بھی شور و غوغا مچاتے ہیں اور معاذ اللہ یہاں تک کہتے اور لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تھا۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے لئے صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

(از: امام احمد رضا بریلوی)

اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصرہ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق

''حضرت خالد کا حاکم توما کے تعاقب کا قصد''

جب حاکم توما دمشق سے روانہ ہوا تب حضرت خالد بن ولید نے اپنے ساتھیوں سے اور خصوصاً لشکر زحف سے فرمایا کہ اپنے گھوڑوں کی تیمارداری شروع کرو۔ گھوڑوں کو اچھی طرح چارا اور دانا کھلا کر تر و تازہ کر لو اور اپنے ہتھیاروں کو صیقل کر کے تیار رکھو۔ تین دن گزرنے کے بعد میں ان گبروں کا تعاقب کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ لہٰذا مجاہدوں نے اپنے گھوڑوں کی تیمارداری اور ہتھیاروں کی صفائی وغیرہ میں لگ گئے۔ اسی دن اہل دمشق کے ساتھ غلہ کے تعلق سے ایک معاملہ پیش آیا۔ دمشق سے جو غلہ ہاتھ لگا تھا اس کے متعلق مجاہدوں کا یہ خیال تھا کہ یہ مالِ غنیمت ہے لیکن اہل دمشق کا کہنا یہ تھا کہ یہ بھی امان میں شامل ہے۔ اس معاملہ نے کافی طول پکڑا اور مجاہدوں میں بھی اس کے متعلق دو رائے قائم ہوئیں لہٰذا اس مسئلہ کو حل کرنے میں حضرت خالد الجھ گئے اور توما کی روانگی کو چار دن اور چار رات کا عرصہ گزر گیا۔ غلہ کا مسئلہ حل کرنے کے بعد حضرت خالد نے توما کے تعاقب کا ارادہ موقوف کر دیا کیونکہ چار دن اور چار رات میں وہ اتنا دور نکل گیا ہوگا کہ اب اس کو پکڑنا مشکل ہے۔ لیکن حضرت خالد بن ولید کو

"یونس" نام کے ایک شخص نے توما کا تعاقب کرنے کے لئے مستعد کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یونس کو پتہ چلا کہ حضرت خالد نے توما کے قافلہ کے تعاقب کا ارادہ موقوف کر دیا ہے تو وہ حضرت خالد کے پاس آیا اور کہا کہ اے سردار! توما کا تعاقب کرنے سے آپ کو کس چیز نے باز رکھا ہے؟ حضرت خالد نے فرمایا کہ توما کی روانگی کو چار دن ہو گئے ہیں اور وہ ڈر اور خوف کی وجہ سے تیز رفتاری سے سفر کرتا ہوا بہت دور نکل گیا ہوگا علاوہ ازیں وہ کس سمت گیا ہے وہ بھی ہمیں نہیں معلوم لہٰذا اس کا تعاقب کرنا بے سود ہے۔ یونس نے کہا کہ ؟

"یونس کون تھا؟ مختصر تعارف"

جب جنگ دمشق جاری تھی تب ضرار بن ازور اپنے ساتھیوں کے ساتھ قلعہ کے ہر باب پر گشت کرتے تھے اور رومیوں کی حرکت پر کڑی نگرانی کرتے تھے۔ ایک رات وہ باب کیسان کے قریب تھے کہ انہوں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی لہٰذا وہ چوکنے ہو گئے اور ایک طرف چھپ کر دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر میں دروازہ سے ایک شخص باہر نکلا اور چند قدم آگے بڑھا۔ حضرت ضرار نے اور ان کے ساتھیوں نے چھاپا مار کو اس کو پکڑ لیا۔ اسی وقت دروازے سے دو شخص باہر نکلے اور پہلے نکلنے والے شخص کو پکارنے لگے لیکن وہ شخص حضرت ضرار کے قبضہ میں تھا۔ اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو پکار کر کہا کہ چڑیا جال میں پھنس گئی۔ یہ سنتے ہی اس کے دونوں ساتھی دروازہ میں واپس چلے گئے اور پھر دروازہ بند ہو گیا۔

اب وہ پہلے نکلنے والا شخص حضرت ضرار کی قید میں اکیلا رہ گیا۔ حضرت ضرار نے گمان کیا کہ شاید یہ شخص جاسوس ہے لہٰذا اس کو حضرت خالد کے پاس لے چلیں تاکہ حضرت خالد اس سے پوچھ تاچھ کر کے اس کی جاسوسی کی کیفیت معلوم کر لیں۔ حضرت ضرار اس شخص کو حضرت خالد کے پاس لے آئے۔ حضرت خالد نے اس سے فرمایا کہ اگر تو اپنی جان کی خیریت چاہتا ہے تو سچ سچ بتا دے کہ تو کون ہے؟ اور دروازہ سے کس کام کے لئے باہر آیا تھا؟ اس شخص نے کہا کہ میرا نام یونس ہے۔ میں رومیوں کا مذہبی پیشوا اور خاندان طوک سے ہوں۔ جب تمہارے لشکر نے دمشق کا محاصرہ کیا اس کے چند دن پہلے ایک لڑکی سے میری شادی ہوئی تھی۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی محبت میں دیوانگی کی حد تک پہنچ گئے تھے لیکن شادی کے بعد رخصتی کی رسم باقی تھی۔ اس درمیان تم نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لہٰذا رخصتی کا معاملہ بالائے طاق رہ گیا۔ میں اپنی معشوقہ کے ہجر و فراق میں بے چین و بے قرار تھا۔ میں نے اپنے سسرال والوں سے کہا کہ میری بیوی کو رخصت کر کے میرے پاس بھیج دو لیکن انہوں نے صاف انکار کیا۔ اور مجھ سے تند لہجے میں کہا کہ ہم عربوں کے محاصرہ کی وجہ سے ابتلائے مصیبت ہیں اور تو رخصتی کا اصرار کر رہا ہے لیکن فی الحال یہ ممکن نہیں۔ جنگ اجنادین کے پہلے تم لوگوں نے جب دمشق کا محاصرہ کیا تھا تو طویل عرصہ تک محاصرہ نے طول پکڑا تھا اور اس مرتبہ بھی محاصرہ طول پکڑنے کا گمان ہے۔ ہم دونوں عاشق و معشوق ایک دوسرے کے لئے تڑپتے تھے لہٰذا ہم نے خفیہ ملاقات کی تدبیر ڈھونڈ نکالی اور وہ یہ کہ قلعہ کے باہر کچھ ویران کھنڈر ہیں وہاں ہم دونوں ملیں۔ لہٰذا میں نے اپنے ساتھی کے ساتھ اپنی معشوقہ کو باب کیسان پر بلایا اور میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ باب کا دربان میرا دوست تھا اور وہ میری محبت کی دیوانگی سے واقف تھا لہٰذا اس نے دو بچھڑے ہوئے دلوں کو ملانے کے کام میں تعاون کیا۔ پہلے مجھے باہر نکالا اور کہا کہ چند قدم

marfat.com

چل کر دیکھ لے کہ کوئی عربی سپاہی کا خطرہ تو نہیں؟ پھر تیری معشوقہ کو تیرے ساتھی کے ہمراہ نکالتا ہوں۔ پروگرام کے مطابق میں پہلے باہر نکلا اور تمہارے ساتھیوں نے مجھے گرفتار کرلیا۔ عین اسی وقت میرے ساتھی کے ہمراہ میری محبوبہ دروازہ سے برآمد ہوئی لیکن میں نے چڑیا جال میں پھنس گئی پکار کر ان کو متنبہ کر دیا لہٰذا وہ واپس پلٹ گئے۔

حضرت خالد نے اس سے فرمایا کہ کیا تو دین اسلام قبول کرتا ہے؟ تاکہ اگر دمشق فتح ہو جائے تو میں تیری معشوقہ کے ساتھ از سر نو اسلامی طریقہ پر نکاح کر دوں۔ یونس نے فوراً بلند آواز سے کہا کہ: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ یونس نے دین اسلام کو صدق دل سے قبول کیا اور اسلامی لشکر کے مجاہدوں کے ہمراہ رومیوں سے جہاد کرتا تھا۔ جس دن دمشق کے قلعۂ شرقی سے حضرت خالد شہر میں داخل ہوئے تو یونس بھی حضرت خالد کے لشکر کے ساتھ تھا اور وہ سخت لڑائی لڑا تھا۔ جب دمشق فتح ہوگیا تو وہ اپنی معشوقہ کو تلاش کرنے لگا لیکن کہیں بھی اس کا سراغ نہ ملا۔ وہ مارا مارا گھومتا تھا اور ہر شخص سے اپنی محبوبہ کا پتہ پوچھتا تھا۔ کچھ لوگوں نے اسے بتایا کہ وہ تیرے رنج وغم میں راہبوں کے کپڑے پہن کر راہبہ بن گئی ہے اور تارک الدنیا ہو کر کنیسہ میں بیٹھ گئی ہے۔ یونس فوراً اس کے پاس پہنچ گیا اور راہبہ بننے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا کہ جب رات کے وقت عربوں نے تجھ کو گرفتار کرلیا تو مجھے یقین ہوگیا کہ وہ تجھے ضرور قتل کر دیں گے اور میں تیری زندگی سے ناامید ہوگئی۔ تیرے بغیر میری زندگی بیکار ہے یہ گمان کر کے میں نے سنسار کو چھوڑ دیا اور راہبہ بن کر کنیسہ میں بیٹھ گئی۔

یونس نے کہا کہ اب ہمارے دکھ کے دن ختم ہوئے۔ میں نے دین اسلام قبول کرلیا ہے اور اسلامی لشکر کے سردار نے از سر نو ہمارا نکاح کرا دینے کا وعدہ کیا ہے اور میں نے تیرے لئے امان بھی حاصل کر لی ہے۔ یونس کی بات سن کر اس کی معشوقہ آگ بگولا ہوگئی اور تند لہجہ میں کہا کہ قسم ہے حق مسیح کی! اب تیرا اور میرا کبھی ملن نہیں ہوگا۔ تو نے اپنا آبائی دین چھوڑ کر عربوں کا دین اختیار کرلیا ہے لہٰذا اب تیرا میرا کوئی رشتہ نہیں۔ اب مجھے بھول جا اور میری امید مت رکھنا۔ یونس نے اس کو سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ سنگ دل پگھلی نہیں۔ جب حاکم توما اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دمشق سے گیا تو وہ بھی توما کے قافلہ میں شامل ہو کر چلی گئی۔

''حضرت خالد کا توما کے تعاقب میں روانہ ہونا''

اپنی معشوقہ کے اس طرح روٹھ کر چلے جانے سے یونس کے دل کی دنیا اجڑ گئی۔ اس کے کلیجے سے دھواں اٹھنے لگا۔ اور اپنی معشوقہ کو یاد کرتا تھا اور کف افسوس ملتا تھا۔ لیکن جب اس نے سنا کہ حضرت خالد بن ولید توما کے قافلہ کے تعاقب میں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ایک مرتبہ پھر اس کے دل میں امید کی کرن چمکی لیکن پھر دل میں اندھیرا چھا گیا کیونکہ توما کی روانگی کو چار دن گزر جانے کی وجہ سے حضرت خالد نے تعاقب کا عزم ترک کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ حضرت خالد کے پاس آیا اور کہا کہ اے سردار! میں ملک شام کے تمام چھوٹے بڑے راستوں سے واقف ہوں۔ اگر آپ کا اب بھی تعاقب کا ارادہ ہے تو ......؟

marfat.com

بسم اللہ کیجئے میں آپ کو درمیان سے جانے والے راستوں سے لے چلوں گا اور امید ہے کہ ہم توما کے قافلے تک پہنچ جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ! اگر ہم نے توما کے قافلے کو پکڑ لیا تو مجھ کو میری بیوی مل جائے گی اور میرا مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔ یونس کی بات سن کر حضرت خالد کو توما کے تعاقب کا میلان ہوا اور آپ نے یونس سے فرمایا کہ کیا تجھے پورا یقین ہے کہ ہم توما کے قافلے تک پہنچ جائیں گے۔ یونس نے جواب دیا کہ مجھے یقین ہے کہ لیکن میں آپ کو جس راستہ سے لے کر چلنے کا ارادہ رکھتا ہوں وہ تمام علاقہ رومیوں سے بھرا ہوا ہے۔ راہ میں جو دیہات وقصبات واقع ہیں وہ بھی رومیوں کے ہیں لہٰذا تم اپنے سپاہیوں کو حکم دو کہ وہ تمام نصرانی عرب کا لباس پہن لیں۔ اس علاقہ میں قوم لخم اور قوم جذام کے نصرانی عرب آباد ہیں لہٰذا کسی کو شبہ نہ ہو۔ حضرت خالد نے اپنے ساتھ لشکر زحف اور دیگر ساتھیوں کو کل چار ہزار کی تعداد میں لئے اور سب کو نصرانی عربوں کا لباس پہن لینے کا حکم دیا۔

حضرت خالد ۱۴ جمادی الآخر ۱۳ھ بروز جمعرات توما کے قافلے کے تعاقب میں یونس کی رہبری میں دمشق سے روانہ ہوئے تھے۔

حضرت خالد جب دمشق سے روانہ ہوئے تھے تو رہبری کی حیثیت سے یونس کو ساتھ میں لیا تھا یونس کا نام حضرت خالد نے بدل کر ''نجیب'' رکھا تھا۔ لہٰذا اب ہم جہاں بھی یونس کا ذکر کریں گے وہاں نجیب نام سے مخاطب کریں گے۔ نجیب نے توما کے قافلے کے نشان قدم پر اسلامی لشکر کو آگے بڑھایا۔ تعاد کے قافلے کے نشان قدم سے پتہ چلتا تھا کہ وہ ''انطاکیہ'' (Antioch) کی طرف گیا ہے۔ تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد نجیب نے شاہراہ چھوڑ دی اور پہاڑوں اور گھاٹیوں سے گزرنے والا راستہ اختیار کیا۔ اس راستہ سے سفر کرنا نہایت دشوار تھا کیونکہ راہ میں نوکیلے پتھر اتنی کثرت سے تھے کہ گھوڑوں کے پاؤں سے خون جاری ہو گیا۔ تنگ راستے اور نوکیلی جھاڑیوں کی وجہ سے مجاہدوں کے کپڑے بھی پھٹتے تھے اور جسم میں زخم ہو جاتے تھے۔ بڑی مصیبت اور مشقت اٹھا کر نجیب ان کو شاہراہ پر لے آیا۔ اس شاہراہ پر توما کے قافلے کے نشان قدم پائے گئے۔ نجیب نے کہا کہ قافلہ یہاں سے بھی گزر گیا ہے اور اسلامی لشکر نے کچھ فاصلہ شاہراہ پر چل کر طے کیا اس کے بعد نجیب نے شاہراہ چھوڑ کر درمیان سے جانے والا دشوار راستہ اختیار کیا اور اسلامی لشکر ''جبلہ'' نامی مقام پر پہنچا۔ وہاں سے کوچ کر کے لاذقیہ نامی مقام پر پہنچا اسلامی لشکر کئی دن سے مسلسل سفر کر رہا تھا صرف نماز کے وقت توقف کیا جاتا اور نماز ادا کرنے کے بعد پھر سفر شروع ہو جاتا۔ ''لاذقیہ'' پہنچتے پہنچتے ان کے گھوڑے نیم جان ہو گئے تھے اور سواروں کی حالت بھی خستہ تھی۔ نجیب نے اسلامی لشکر کو لاذقیہ کے قریب ایک گاؤں کے جوار میں ٹھہرایا۔ یونس (نجیب) بہت پریشان تھا کیونکہ لاذقیہ سے انطاکیہ کی طرف جانے والے ساحلی راستہ پر اس نے توما کے قافلہ کے نشان قدم تلاش کرنے کی بہت کوشش کی تھی مگر کہیں بھی نشان قدم نظر نہ آئے تھے لہٰذا وہ اسلامی لشکر کو ٹھہرا کو خود گاؤں میں اکیلا گیا تا کہ توما کے قافلہ کا کوئی سراغ ملے۔ رات میں بڑی دیر کے بعد نجیب گاؤں سے واپس آیا۔

دوسرے دن صبح فجر کی نماز کے بعد حضرت خالد نے دیکھا کہ نجیب کا چہرہ اترا ہوا ہے اور چہرے سے عجز اور مایوسی کے

marfat.com

آثار نمودار ہیں لہٰذا حضرت خالد نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ میں تم کو افسردہ دیکھ رہا ہوں۔ نجیب نے کہا کہ اے سردار! اب میں توما کے قافلہ تک پہنچنے کی امید نہیں رکھتا کیونکہ میں قریب کے گاؤں میں گیا تھا تو وہاں سے پتہ چلا کہ توما کا قافلہ انطاکیہ کے بجائے قسطنطنیہ (Istambol) کی طرف نکل گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہرقل بادشاہ کو جب پتہ چلا کہ توما نے مسلمانوں کو دمشق سونپ دیا ہے اور وہ انطاکیہ آنے کے لئے روانہ ہوا ہے تو وہ خشمناک ہوا اور اس نے اپنا قاصد روانہ کر کے ''سوریہ'' نامی مقام سے توما کو قسطنطنیہ کی طرف چلے جانے کا حکم دیا کیونکہ ہرقل بادشاہ مسلمانوں سے جنگ عظیم کی زبردست تیاری کر رہا ہے اور ''یرموک'' نامی مقام پر لاکھوں کی تعداد میں لشکر جمع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ توما انطاکیہ آئے کیونکہ یرموک کی طرف بھیجنے کے لئے فی الحال وہ انطاکیہ میں لشکر جمع کر رہا ہے۔ اگر توما انطاکیہ آیا اور اس نے جنگ دمشق کے احوال بیان کئے تو اسلامی لشکر کی دلیری اور شجاعت کا ذکر سن کر اس کے لشکر کا حوصلہ پست ہو جائے گا لہٰذا ہرقل بادشاہ نے توما کے قافلے کو قسطنطنیہ چلے جانے کا حکم بھیج دیا۔ ہرقل بادشاہ نہیں چاہتا کہ توما انطاکیہ آئے۔

حضرت خالد نے نجیب سے فرمایا کہ کیا ہوا؟ ہم قسطنطنیہ جانے والے راستہ کو اختیار کریں۔ نجیب نے کہا کہ یہ معاملہ مشکل ہے کیونکہ ''سوریہ'' نامی مقام بہت ہی پیچھے رہ گیا ہے۔ اگر ہم یہاں سے واپس پلٹیں اور سوریہ پہنچیں اتنے وقت میں توما کا قافلہ آرام سے قسطنطنیہ پہنچ جائے گا۔ حضرت خالد نے نجیب سے پوچھا کہ اگر ہم سوریہ جانے والا راستہ اختیار نہ کریں اور درمیان سے جانے والا کوئی چھوٹا راستہ اختیار کریں تو قافلہ ملنے کی امید ہے؟ نجیب نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ اے سردار! صرف ایک راستہ ہے لیکن اس راستہ سے جانا ممکن نہیں۔ کیونکہ اس راستہ سے جانے میں درمیان میں بڑے پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور ان پہاڑوں کو عبور کرنا نہایت دشوار ہے نیز ان پہاڑوں کے اطراف میں جو گاؤں واقع ہیں ان گاؤں میں ہرقل بادشاہ کے لشکر کے سپاہی بڑی کثرت سے جمع ہوئے ہیں جو ''یرموک'' کی جنگ کے لئے جمع کئے گئے ہیں۔ اگر ان کو ہماری بھنک لگ گئی تو مبادہ وہ مزاحم ہوں اور ایک نئی مصیبت میں الجھ جائیں گے۔

اسلامی لشکر کے مجاہدوں کی حالت یہ تھی کہ تمام گھوڑے اور سوار تھکے ماندے تھے۔ سفری مشقت اور تکان کی وجہ سے ان کے جسم بوجھل ہو گئے تھے۔ حضرت خالد نے مجاہدوں سے فرمایا کہ میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں وقف کیا ہے۔ میں کسی بھی صورت سے توما کے قافلہ تک پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ قسم ہے اس رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق کی جو مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں! مجھے اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ ہے کہ وہ ہم کو فتح و کامیابی عطا فرمائے گا۔ اے اسلام کے خدمت گارو! کیا تم میرا ساتھ دو گے؟ میں جانتا ہوں کہ آگے کا سفر دشوار اور خطرناک ہے اور تم بہت تھک چکے ہو لیکن صبر و ہمت سے کام لو اور تکان کو خاطر میں نہ لاؤ۔ بقول:

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

اور

marfat.com

کوئی ان تیز رووں سے کہہ دو
کس کے ہو کر رہیں تھکنے والے

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت خالد بن ولید کی پر جوش تقریر نے مجاہدوں میں ایک نیا جوش وخروش پیدا کر دیا اور تمام نے بیک زبان کہا کہ اے ہمارے محترم سردار! آپ جو بھی حکم فرمائیں ہمیں منظور ہے۔ لہٰذا حضرت خالد نے درمیان میں واقع ''جبل لکام'' نام کے پہاڑ کی طرف آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ مجاہدوں میں نہ جانے کون سی طاقت وقوت آ گئی تھی کہ جبل لکام کو بغیر کسی توقف کے عبور کر لیا اور پہاڑ کی پرلی طرف کے میدان میں آ پہنچے۔ شام کا وقت تھا۔ میدان میں آ کر لشکر نے ابھی راحت کا دم بھی نہ لیا تھا کہ دفعۃً تیز ہوا چلنے لگی۔ گھنگھور گھٹا چھا گئی۔ بجلی کی چمک اور کڑک نے بھیانک منظر کھڑا کر دیا۔ بادل نے گرجنا اور برسنا شروع کر دیا۔ بقول:

بادل گرجے، بجلی تڑپے، دھک سے کلیجا ہو جائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

پہلے ہلکی بوندا باندی شروع ہوئی۔ پھر موسلا دھار شروع ہوئی اور تھوڑی ہی دیر میں دھواں دھار بارش ہونے لگی۔ پانی اس زور سے برستا تھا جیسے مشکوں کے منہ کھل گئے ہوں۔ اسلامی لشکر کے ساتھ ایک بھی خیمہ نہ تھا اور نہ ہی بارش سے بچنے کا کوئی سامان تھا۔ تمام مجاہد کھلے میدان میں بیٹھے ہوئے بھیگ رہے تھے۔ نصف شب کے بعد مینہ تھما۔ خدا خدا کر کے رات بسر ہوئی۔ حضرت خالد نے اذان کہی اور لشکر اسلام نے حضرت خالد کی اقتدا میں نماز فجر پڑھی۔ صبح کے وقت بادل پھٹ گیا تھا۔ مطلع صاف تھا اور آفتاب اپنی آب و تاب کے ساتھ روشنی اور حرارت پھیلا رہا تھا۔ نجیب نے حضرت خالد بن ولید سے کہا کہ اے سردار! رات کے آخری حصہ میں میں نے ایک شور وغل سنا ہے جو بہت ہی قریب کے علاقہ سے آ رہا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ تو ما کے قافلہ کا شور ہو یا پھر کوئی لشکر رومیوں کا ہمارا پیچھا کرتے ہوئے قریب میں کہیں چھپا ہے لہٰذا آپ اجازت دیں تا کہ میں تھوڑے فاصلہ تک جاؤں اور کوئی خبر وہاں سے لاؤں۔ حضرت خالد نے نجیب کے ساتھ حضرت مفرط بن جعدہ کو بھیجا۔ قریب میں ہی ''ابرس'' نام کا ایک متوسط پہاڑ تھا جس کو رومی ''جبل بارق'' کہتے ہیں۔ یہ دونوں اس پہاڑ کی چوٹی تک گئے۔ پہاڑ کی پشت کی جانب ایک بہت وسیع اور ہری وسبز چراگاہ تھی۔ نجیب نے نظر اس طرف کی تو کیا دیکھا کہ چراگاہ کا وسیع میدان انسانوں اور جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ سواری کے گھوڑے کھلے میدان میں ہری گھاس چر رہے تھے۔ اعلیٰ قسم کے ریشمی خیمے نصب تھے۔ لوگ بارش کی وجہ سے بھیگے ہوئے اپنے کپڑے واسباب کو خشک کرنے کے لئے سورج کی دھوپ میں پھیلا رہے تھے۔ ایک طرف بڑی بڑی دیگوں میں کھانا پک رہا تھا۔ تقریباً آٹھ یا دس ہزار مرد، عورت، بچے اور چار پانچ ہزار گھوڑے اور دیگر جانوروں کی وجہ سے چراگاہ میں میلا لگا ہوا ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ نجیب نے ایک چٹان کی آڑ میں چھپ کر تھوڑی دیر تک

marfat.com

بغور معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ حاکم توما کا ہی قافلہ ہے۔

مرج دیباج کی لڑائی اور توما کا قتل ہونا:

جس میدان میں حاکم توما کا قافلہ ٹھہرا ہوا تھا اس کا نام ''مرج دیباج'' تھا۔ ''مرج'' کے معنی چراگاہ یعنی گھاس کا میدان یا وہ جگہ جہاں جانوروں کو چرایا جاتا ہے۔ نجیب اور حضرت مفرط بن جعدہ کو اب پورا یقین ہو گیا کہ یہ توما کا قافلہ ہے۔ لہٰذا وہ دونوں بہت ہی سرعت سے ابرس پہاڑ سے نیچے اترے اور پھر دوڑتے ہوئے اسلامی لشکر میں آئے۔ نجیب نے حضرت خالد سے کہا کہ اے سردار! بشارت ہو کہ سامنے جو پہاڑ ہے اس کی پشت کی جانب وسیع میدان میں حاکم توما کا قافلہ پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا جلدی حملہ کرنے چلو، اور ہاں! میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کو حکم کر دو کہ جو شخص میری بیوی تک پہنچ جائے، وہ اسے مجھ تک پہنچا دے۔ میں نے اس کی خاطر ہی یہ کام انجام دیا ہے۔ مجھے غنیمت کے مال سے کچھ بھی حصہ درکار نہیں۔ صرف میری بیوی مجھے مل جائے یہی میرا مقصد ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا وہ تیرے ہی لئے ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

پھر حضرت خالد نے لشکر کے ایک ایک ہزار کے چار دستے بنائے اور ہر دستہ پر ایک ایک سردار مقرر کیا۔ (۱) بذات خود (۲) حضرت ضرار بن ازور (۳) حضرت رافع بن عمیرہ طائی (۴) حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق۔ سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید ایک ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور جاتے ہی مثل شیر حملہ آور ہوئے۔ تکبیر کی صدا نے میدان گونجا دیا۔ اسلامی لشکر کو دیکھ کر رومی سپاہی اپنے گھوڑوں اور ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور فوراً مسلح ہو کر سوار ہو گئے اور حضرت خالد کے مقابلے میں آ گئے۔ توما کے قافلے میں پانچ ہزار سوار لڑنے والے سپاہی تھے۔ توما نے حضرت خالد کے ساتھ ایک ہزار کی تعداد کا قلیل لشکر دیکھا تو اس کو جرأت ہوئی اور اپنے سپاہیوں سے کہا کہ ان مٹھی بھر عربوں کو مسیح نے لقمۂ اجل بننے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ صلیب سے مدد طلب کرو اور ان سب کو اپنی تلوار کی نوک پر لو اور ایک کو بھی زندہ مت چھوڑو۔ ہربیس نے بھی اپنے بطارقہ کو اکسایا اور ایک ساتھ پانچ ہزار رومی مقابلے میں آ گئے۔ دونوں لشکر نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور جنگ کی آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ اتنے میں حضرت ضرار بن ازور اپنے ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے آ پہنچے۔ رومی چونک پڑے کہ یہ دوسرا لشکر کہاں سے دھمکا۔ کچھ رومی حضرت ضرار کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ دفعۃً تہلیل و تکبیر کہتے ہوئے حضرت رافع بن عمیرہ طائی رومیوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کے پیچھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق اپنے لشکر کے ساتھ رومیوں پر آ پڑے۔ اسلامی لشکر کی اس طرح قسطیں آتی دیکھ کر رومیوں کے دل بیٹھ گئے۔ ان پر خوف اور لرزہ طاری ہو گیا۔ دل جمعی سے لڑنے کا حوصلہ کافور ہو گیا۔ ہمت ٹوٹ گئی۔ دل دہل گئے۔ اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے شدت سے تیغ زنی اور نیزہ زنی کر کے رومی شہسواروں کو خاک و خون میں ملا دیا۔

حضرت خالد بن ولید اپنے شکار حاکم توما کی جستجو میں تھے۔ دفعۃً انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنی دائیں آنکھ پر پٹی باندھے ہوئے لڑنے میں مصروف ہے۔ حضرت خالد فوراً پہچان گئے یہ کانا شخص ہی توما ہے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جنگ

marfat.com

دمشق میں حضرت اُمّ ابان نے تیر مار کر توما کو یک چشم کر دیا تھا۔ حضرت خالد توما کی طرف لپکے۔ حضرت خالد کے ہمراہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق بھی توما کی طرف جھپٹے۔ حضرت خالد کو اپنے قریب دیکھ کر توما تھر تھر کانپنے لگا۔ حضرت خالد نے توما کو جھڑکتے ہوئے فرمایا کہ اے دشمن خدا! تو اپنے گمان میں ہمارے ہاتھ سے بچ کر بھاگ نکلا تھا اور تجھے اس بات کا وہم تک نہ ہوگا کہ تجھ تک پہنچ جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زمین لپیٹ دی اور ہم نے تجھ کو پالیا۔ یہ فرما کر حضرت خالد نے توما کی بائیں آنکھ میں نیزہ مارا۔ نیزہ لگتے ہی اس کی آنکھ پھوٹ گئی اور وہ گھوڑے کی پشت سے اچھل کر زمین پر گرا اور چیختا ہوا تڑپنے لگا۔ حضرت عبدالرحمٰن اپنے گھوڑے سے کود پڑے اور توما کے سینے پر سوار ہو تلوار سے اس کا سر کاٹ لیا اور سر کو نیزہ کی نوک پر چڑھا کر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ نیزے کو بلند کیا اور مجاہدوں کو پکار کر کہا کہ اے گروہ مسلمین! خدا کا دشمن ملعون توما مارا گیا ہے اور اس کا سر نیزہ کی نوک پر نصب ہے۔ لہٰذا اب ہربیس کو ڈھونڈ نکالو اور اس کا بھی یہی حشر کرو۔ رومیوں نے توما کا سر نیزے پر بلند دیکھا تو ان کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔ مجاہدوں نے دلیری سے رومیوں کو قتل و غارت کیا۔ رومیوں کی اکثریت مقتول ہوئی۔ باقی کے بھاگ نکلے۔ کثیر تعداد میں مال و اسباب، ہتھیار، خیمے، سونا، چاندی، جواہرات، زیورات اور دیگر قیمتی اشیاء مالِ غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ ریشمی کپڑا تین سو (۳۰۰) بوجھ (Bundle) حاصل ہوا۔ اتنی کثرت سے ریشمی کپڑا مالِ غنیمت میں حاصل ہونے کی وجہ سے اس چراگاہ کا نام ''مرج الدیباج'' مشہور ہو گیا۔ دیباج یعنی ریشمی کپڑا۔ مرج کے معنی چراگاہ۔ مرج الدیباج یعنی ریشمی کپڑے والی چراگاہ۔ مالِ غنیمت کے علاوہ حاکم توما کی بیوی یعنی ہرقل بادشاہ کی دختر بھی بہت ساری عورتوں اور رومی سپاہیوں کے ہمراہ قید ہوئی۔

یونس (نجیب) اور اس کی بیوی کا معاملہ:

حاکم توما کے قافلے کے تعاقب کے مشن کو کامیابی کی منزل تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرنے والے نجیب (یونس) نے دمشق سے مرج الدیباج تک اسلامی لشکر کی رہبری کی خدمت اپنی بیوی کو حاصل کرنے کے مقصد کے تحت انجام دی تھی۔ نجیب کو اس کی بیوی ملی یا نہیں؟ مرج الدیباج کے میدان میں پھر ایک مرتبہ طائرانہ نظر کریں اور نجیب کی مراد پوری ہوئی یا نہیں؟ وہ دیکھیں:

حضرت رافع بن عمیرہ طائی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے رومیوں کا لباس پہنا تھا۔ وہ سواری کے گھوڑے سے اتر کر ایک رومی عورت سے لڑتا تھا۔ کبھی عورت اس پر غالب ہو جاتی تھی اور کبھی وہ عورت پر غالب آ جاتا تھا۔ دونوں میں سخت ہاتھا پائی ہو رہی تھی۔ مجھے تعجب ہوا کہ یہ کون شخص ہے جو ایک رومی نازنین سے لڑ رہا ہے۔ قریب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا نجیب اپنی بیوی سے کشتی لڑتا تھا۔ میں نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گیا۔ جب توما قتل ہوا اور رومیوں نے ہزیمت اٹھائی تو میں نے چند عورتوں کے ساتھ ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو بھی قید کر لیا اور واپس اس جگہ پر آیا جہاں دونوں میاں بیوی کشتی لڑتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ نجیب کی بیوی خون آلودہ مردہ پڑی ہوئی ہے اور نجیب اس کے پاس بیٹھ کر اپنا سر پکڑ کر زار و قطار رو رہا ہے۔ میں نے نجیب کو پکار کر کہا کہ اے رہبر! کیا ہوا؟ اس قدر کیوں روتا ہے؟ اس نے روتے ہوئے جواب دیا

marfat.com

کہ میں اپنی بیوی کی طلب میں یہاں تک آیا اور مجھے اپنی بیوی کے علاوہ اور کوئی خواہش نہ تھی کیونکہ مجھے اس کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔ یہاں پہنچ کر میں نے اس کو تلاش کیا اور اس تک پہنچ گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں تیرے فراق میں دیوانہ ہو کر یہاں تک پہنچ آیا اور تو مجھ سے بھاگتی ہے؟ اس نے کہا کہ میرا پیچھا چھوڑ دے اور مجھے بھول جا۔ قسم ہے حق مسیح کی! اب تیرا اور میرا ایک ساتھ رہنا ناممکن ہے کیونکہ تو اپنے دین سے منحرف ہو کر مسلمان ہو گیا ہے۔ لہٰذا میں نے اپنے نفس کو دین مسیح کے لئے وقف کر دیا ہے اور اسی لئے میں قسطنطنیہ جا رہی ہوں۔ وہاں جا کر راہبہ بن کر تمام عمر کنیسہ میں بیٹھوں گی۔ میرا راستہ چھوڑ دے اور اپنی راہ پکڑ۔ میں نے اس سے بہت منت سماجت کی مگر اس نے میری ایک نہ سنی اور مجھ کو اپنے سے باز رکھنے کی غرض سے لڑنے لگی۔ میں بھی لڑائی پر اتر آیا اور ہم دونوں میں بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ میں نے اس پر قابو پا لیا اور اس کو پکڑ کر اپنے ساتھ لے جانے لگا۔ دفعۃً اس نے اپنے پاس رکھی ہوئی چھری نکالی اور اپنے سینہ میں پیوست کر دی اور خودکشی کر لی۔ یہ دیکھو وہ مردہ پڑی ہے اور میں اس کے فراق میں رو رہا ہوں۔''

اس کے بعد یونس (نجیب) کا حال یہ ہوا کہ جب اسلامی لشکر کو لے کر حضرت خالد بن ولید دمشق واپس لوٹے اور اجنادین و دمشق سے جو مالِ غنیمت حاصل ہوا تھا اس مال سے ''خمس'' (20%) امیر المومنین کی خدمت میں ''بیت المال'' کے لئے الگ کر کے باقی مال مجاہدوں پر تقسیم فرمایا۔ تب حضرت خالد نے اپنے حصے میں سے بہت کثیر مال نجیب کو دیا اور فرمایا کہ یہ میری طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہے۔ اس مال کو قبول کرو اور کوئی اچھی لڑکی ڈھونڈھ کر نکاح کر لو۔ نجیب نے وہ مال لینے سے انکار کرتے ہوئے مودبانہ عرض کیا کہ اے رحم دل سردار! آپ کی کرم نوازی کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میری بیوی کے انتقال کے بعد میں اس دنیا میں کسی بھی عورت سے نکاح کرنا نہیں چاہتا۔ عالم آخرت میں جنت کی حور سے ہی نکاح کروں گا۔ حضرت رافع بن عمیرہ طائی نے بیان کیا ہے کہ نجیب نے اسلامی لشکر کے ساتھ ملک شام کی لڑائیوں میں اپنی خدمات پیش کیں یہاں تک کہ ''جنگ یرموک'' میں وہ بڑی دلیری اور شجاعت سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرج الدیباج سے حضرت خالد کا گم ہونا' جان کا خطرہ' سلامت واپس:

توما کو قتل کرنے کے بعد حضرت خالد بن ولید ''ہربیس'' کو تلاش کرتے تھے تاکہ اس کو بھی اس کے انجام تک پہنچا دیں۔ دفعۃً انہوں نے ایک بھاری ڈیل ڈول والے گبر کو دیکھا۔ اس گبر کی سرخ رنگ کی بڑی داڑھی تھی اور اس نے ریشمی کپڑے کا قیمتی لباس پہن رکھا تھا اور لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی۔ حضرت خالد نے گمان کیا کہ یہ ہربیس ہے۔ حضرت خالد نے اس کی طرف گھوڑا دوڑایا۔ حضرت خالد کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ گبر بھاگا۔ حضرت خالد نے اس کا تعاقب کیا اور اس کے قریب پہنچ گئے اور گھوڑا دوڑاتے ہوئے اس پر نیزہ کا وار کیا لیکن صرف نیزہ کی نوک اس کی پشت سے مس ہوئی اور معمولی زخم لگا۔ وہ گبر گھبراہٹ کی وجہ سے گھوڑے کی پشت سے زمین پر گرا۔ حضرت خالد اپنے گھوڑے سے کودے اور اس کے سینے پر سوار ہو گئے اور اس کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ کیوں ہربیس بھاگ کر کہاں جا رہا تھا؟ اب تو میرے ہاتھ سے بچنے والا نہیں۔ وہ گبر عربی زبان اچھی طرح جانتا تھا لہٰذا اس نے عربی زبان میں جواب دیا کہ اے برادر عربی! مجھے مت مارو۔ میں ہربیس نہیں ہوں۔ اگر تم نے

marfat.com

مجھ کو مار ڈالا تو ہربیس تمہارے ہاتھ سے بچ کر نکل جائے گا اور پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا' اگر تم مجھ کو امان دو تو میں تم کو ہربیس کا پتہ بتادوں۔ حضرت خالد اس کے سینے سے اتر گئے اور اس کو امان دی۔ اس گبر نے پہاڑ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے حضرت خالد سے کہا کہ پہاڑ کی جانب دیکھو۔ حضرت خالد نے پہاڑ کی طرف دیکھا تو چند آدمی پہاڑ پر چڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ گبر نے کہا کہ ہربیس اپنے ساتھیوں کے آگے چل رہا ہے اور وہ سب بھاگ کر جا رہے ہیں۔ حضرت خالد نے اپنے قریب کھڑے حضرت اسد بن جابر کو قریب بلایا اور اس گبر کو ان کے حوالے کر کے فرمایا کہ تم اس گبر کو روکے رہو۔ اگر یہ اپنی اطلاع میں جھوٹا ثابت ہوگا تو ہم اس کی گردن ماردیں گے ورنہ رہا کر دیں گے۔

حضرت خالد نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی اور فوراً ہربیس کے قریب پہنچ گئے۔ ہربیس کے ہمراہ قوم نصرانی کے بیس گبر تھے جو ہتھیاروں سے لیس تھے۔ زرہ اور خود میں جڑے ہوئے تھے۔ وہ تمام گبر ملک شام کے جنگ جو شہسوار اور اہل شجاعت میں سے تھے۔ حضرت خالد نے جاتے ہی دو گبروں کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا اور گبروں کے آگے چلنے والے ہربیس کو للکارتے ہوئے فرمایا کہ اے دشمن خدا! میں خالد بن ولید تیری ہلاکت کے لئے آ پہنچا ہوں۔ بھاگتا کیوں ہے؟ رک جا! اے بزدل نامرد' تاکہ تجھے بھی تیرے سردار توما کے پاس بھیج دوں۔ گرجتی ہوئی آواز میں حضرت خالد کی دھمکی سن کر ہربیس گھوڑے کے زین سے سمٹ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بختی ہو تم پر! کھڑے منہ کیا دیکھتے ہو۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ارکہ، تدمر، بصرہ، اجنادین اور دمشق کے لوگوں کو لوٹا ہے اور قتل کیا ہے۔ اس کو زندہ واپس مت جانے دو۔ اگر تم نے اس کو مار ڈالا تو ہماری کھوئی ہوئی عزت واپس پلٹ آئے گی اور ہمارے مقتول بھائیوں کا بدلہ بھی حاصل ہوگا۔ ہربیس کے کہنے اور ترغیب دینے پر رومی گبروں نے حضرت خالد کی طرف رخ کیا۔ جس جگہ یہ معرکہ ہو رہا تھا وہ جگہ پہاڑی اور تنگ راستہ تھا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنا ممکن نہیں تھا لہٰذا حضرت خالد گھوڑے سے اتر گئے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں ڈھال تھام لی گبروں نے دیکھا کہ حضرت خالد اکیلے ہیں تو انہوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ دین اسلام کا شیر ببر اٹھارہ بھیڑیوں کے درمیان پھنس گیا تھا۔ تن تنہا مقابلہ کر کے حضرت خالد نے گبروں کو جنگ کے وہ کرتب دکھائے کہ وہ حیران و پریشان ہو کر رہ گئے۔ حضرت خالد اتنی تیز رفتاری سے تلوار گھماتے تھے کہ کسی کو قریب آنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ اس دوران ہربیس نے موقع پا کر حضرت خالد کے سر پر زور سے تلوار ماری لیکن حضرت خالد نے عمامہ کے نیچے لوہے کا خود پہن رکھا تھا۔ تلوار عمامہ کو کاٹتی ہوئی خود سے ٹکرائی اور ایسا بازگشت جھٹکا لگا کہ ہربیس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی۔ حضرت خالد تن تنہا بڑی دلیری سے مقابلہ کر رہے تھے لیکن سخت مصیبت میں تھے۔ بچنا مشکل تھا۔ حضرت خالد کو بھی اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تھا لیکن حضرت خالد کو اپنے آقا و مولیٰ، جان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض اتم پر یقین کامل تھا۔ بقول:

جنگل درندوں کا ہے، میں بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ' لے خبر

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہونا حضرت خالد کی عین خواہش تھی اور اسی خواہش کے حصول کے لئے حضرت خالد ہمیشہ خطرے کی جگہ پر ٹھہرتے اور دشمنان اسلام سے دلیری سے جنگ کرتے تھے۔ مرج الدیباج کی لڑائی سے قبل حضرت خالد نے بتیس (۳۲) جنگوں میں شرکت فرمائی تھی اور ہر جنگ میں شہادت کے خواستگار تھے۔ بقول:

دے خدا ہمت کہ یہ جانِ حزیں
آپ پر واریں وہ صورت کیجئے

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اب بپھرے ہوئے شیر کی طرح خشمناک ہو کر لڑنے لگے لیکن جوش کے ساتھ ہوش سے کام لیتے ہوئے رومیوں پر رعب ڈالنے کے لئے زور سے نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی۔ رومی گبر یہ سمجھے کہ شاید ان کے ساتھی قریب میں چھپے ہوئے ہیں، ان کو بلانے کے لئے یہ ''اللہ اکبر'' کی صدا لگاتے ہیں لیکن حقیقت یہ تھی کہ قریب میں حضرت خالد کا کوئی بھی ساتھی نہ تھا۔ انہوں نے گبروں پر رعب اور ہیبت ڈالنے کے لئے ایک حیلہ اور تدبیر کی تھی۔ لیکن:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار عاشق کے حیلے کو حقیقت میں بدل دیا۔ حضرت خالد نے جیسے ہی نعرہ تکبیر بلند کیا فوراً صدائے بازگشت کی طرح جواب سنائی دیا کہ:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يَا اَبَا سُلَيْمَانُ اَتَاكَ الْغَوْثُ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ

ترجمہ: ''نہیں ہے کوئی معبود مگر تنہا اللہ نہیں ہے شریک اس کا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے ابا سلیمان (یعنی اے خالد بن ولید) پروردگار عالم کی طرف سے تمہارے لئے فریادرس آیا۔''

ایمان اور ایقان پر مشتمل صدا سن کر حضرت خالد بھی محو حیرت تھے کہ دفعۃً حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ہوئے دوڑے چلے آتے تھے۔ آتے ہی مجاہدوں نے گبروں کو گھیر لیا اور حضرت ضرار بن ازور نے تو آنے کے ساتھ ہی گبروں کو تلوار کی نوک پر لیا۔ لمحہ بھر کے عرصہ میں اٹھارہ گبر زمین پر بے جان پڑے ہوئے تھے۔ حضرت خالد نے دیکھا کہ مجاہدوں کے آتے ہی ہربیس اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر بھاگ رہا ہے لہٰذا آپ نے اس کا تعاقب کیا اور چند قدموں کے فاصلہ پر اس کو پالیا۔ ہربیس بری طرح لرز رہا تھا۔ اس کے منہ سے جھاگ اڑنے لگا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ مگر آواز حلق میں دبی کی دبی رہ گئی۔ حضرت خالد نے تلوار کی ایک ضرب میں اس کو زمین پر کشتہ ڈال دیا۔ حضرت خالد نے تمام مجاہدوں کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر سے پوچھا کہ میں یہاں ہوں یہ خبر تم کو کس نے دی؟ حضرت عبدالرحمٰن نے جو جواب دیا وہ علامہ واقدی کی زبانی سماعت فرمائیں:

''پس کہا عبدالرحمٰن نے کہ اے سردار! تھے ہم رومیوں کی لڑائی میں اور فتح دی اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان پر اور وہ لوگ کشتہ اور گرفتار ہوئے اور مسلمان مصروف تھے یکجا کرنے مالِ غنیمت میں کہ دفعۃً سنی ہم نے آواز پکارنے والے

marfat.com

کی ہوا ہے اور وہ کہتا تھا کہ مشغول ہو تم لوٹ کے مال جمع کرنے میں اور خالد بن ولید کو گھیر لیا ہے دشمنوں نے، پس جب سنا میں نے آواز کو اور میں نہیں جانتا تھا کہ کس جگہ میں تم ہو اور گم کیا تھا ہم نے تمہاری ذات کو اور مسلمان اس سبب رنج میں تھے پس راہ بتائی ہمارے تئیں ایک گبر نے جو تمہارے ایک ساتھی کے قابو میں تھا اور کہا اس نے تمہارے سردار کو میں نے راہ بتائی ہے بجانب ہربیس کے اور وہ اس کے ساتھ پہاڑ پر ہیں۔ پس جلدی روانہ ہوئے ہم تمہاری طرف۔'' (حوالہ فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۱۴۵)

پھر حضرت خالد بن ولید اپنے مجاہد ساتھیوں کے ساتھ مرج الدیباج کی طرف روانہ ہوئے مرج الدیباج میں اسلامی لشکر میں حضرت خالد کے گم ہونے اور دشمنان کے درمیان پھنس جانے کی خبر بجلی کی طرح پھیل چکی تھی۔ ہر مجاہد حضرت خالد کے لئے پریشان اور بیقرار تھا۔ لشکر کے تمام لوگ حضرت خالد کی حفاظت اور سلامتی کی دعا مانگ رہے تھے۔ جب حضرت خالد کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس آتے دیکھا تو لشکر اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تمام نے نعرۂ تکبیر سے ان کا گرمجوشی سے استقبال کیا اور خیر وعافیت سے لوٹنے کی مبارکباد دی۔ حضرت خالد نے ہربیس کا پتہ بتانے والے رومی گبر کو بلایا اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں نے تجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کروں کیونکہ تیرے ساتھ خیر خواہی کرنا مجھ پر واجب ہے۔ کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تو دین اسلام قبول کر کے اہل جنت میں سے ہو جائے؟ اس گبر نے جواب دیا کہ میں اپنا دین بدلنا نہیں چاہتا لہٰذا حضرت خالد نے حسب وعدۂ امان اس کی راہ چھوڑ دی۔ وہ گبر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رومی شہروں کی طرف اکیلا چلا گیا۔

حضرت خالد بن ولید نے مجاہدوں کو مالِ غنیمت اور قیدیوں کو یکجا کرنے کا حکم دیا۔ جب تمام مال ایک جگہ جمع کیا گیا تو مالِ غنیمت کا ایک چھوٹا ٹیلہ بن گیا۔ پھر حضرت خالد نے راہ بتانے والے نجیب کو بلایا اور اس کا شکریہ ادا کیا اور بعد میں اس کی بیوی کا حال پوچھا۔ نجیب (یونس) نے اپنی درد بھری داستان کہہ سنائی۔ حضرت خالد نے اظہار افسوس کیا اور صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس پر حضرت رافع بن عمیرہ طائی نے کہا کہ اے سردار! ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو ہم نے قید کیا ہے' میری رائے یہ ہے کہ نجیب کو ہرقل بادشاہ کی بیٹی ہبہ کر دیں تا کہ اس کی بیوی کا نعم البدل ہو جائے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اگر ہرقل بادشاہ نے اپنی بیٹی ہم سے طلب کی تو ہم کو واپس دینی پڑے گی اور اگر ہرقل نے ہم سے اس کی بیٹی کا مطالبہ نہیں کیا تو پھر وہ نجیب کی حق ہے۔ راہبر نجیب (یونس) نے حضرت خالد سے کہا کہ اس وقت ہم ایسے علاقے میں ہیں کہ اطراف میں ہرقل بادشاہ کا لشکر موجود ہے۔ لہٰذا ہم پر کوئی لشکر آپڑے اس سے پہلے یہاں سے روانہ ہو کر جلد از جلد دمشق پہنچ جانا چاہئے۔ نجیب کے مشورے کو قبول کر کے حضرت خالد نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ مرج الدیباج سے کوچ کر کے اسلامی لشکر ''تل اُمِّ حکیم'' کے قریب ''مرج الصفر'' نام کے مقام پر پہنچا تو دفعۃً ایک غبار اٹھتا ہوا نظر آیا۔ حضرت خالد نے حضرت مصعہ غفاری نام کے مجاہد کو اس غبار کی تحقیق کرنے بھیجا۔ حضرت مصعہ غفاری تیز گھوڑا دوڑاتے ہوئے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر اطلاع دی کہ رومیوں کا لشکر اس شان سے ہے کہ اس لشکر کے سپاہی کے بدن لوہے سے اس طرح مستور ہیں کہ ان کی آنکھ کی پتلی کے سوا جسم کا کوئی

marfat.com

حصہ نظر نہیں آتا۔ تھوڑی دیر میں وہ لشکر قریب آ گیا اور لشکر سے ایک بوڑھا راہب نکل کر قریب آیا اور پکار کر کہا کہ میں ہرقل بادشاہ کا ایلچی ہوں اور اسلامی لشکر کے سردار سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ مجاہدین اس بوڑھے راہب کو حضرت خالد کے پاس لے آئے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اپنا مقصد بیان کرو۔ بوڑھے راہب نے کہا کہ ہرقل بادشاہ نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ تم نے میرے داماد توما کو قتل کر کے میری بیٹی کو گرفتار کر لیا ہے میں تم سے یہ امید رکھتا ہوں کہ تم میری بیٹی مجھ کو واپس کر دو۔ اگر میری بیٹی کے عوض کچھ مال درکار ہے تو مجھے دینے سے انکار نہیں یا اپنی طرف سے بطور ہدیہ میری بیٹی مجھ کو دے دو کیونکہ کرم اور بخشش کرنا مسلمانوں کے خصائل سے ہے۔ حضرت خالد نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنے بادشاہ سے کہہ دینا کہ ہم کو مال دنیا کی طمع نہیں۔ ہم بادشاہ کے ہاتھ پر اس کی بیٹی فروخت نہیں کرنا چاہتے۔ ہم کسی بھی قسم کا کوئی معاوضہ یا فدیہ لئے بغیر اس کی بیٹی کو آزاد کرتے ہیں اور یہ ہماری طرف سے تمہارے بادشاہ کو ہدیہ ہے۔ چنانچہ حضرت خالد نے اسی وقت ہرقل اعظم کی بیٹی کو رہا کر کے شاہی ایلچی کے ساتھ روانہ کر دی۔

حضرت خالد کی دمشق واپسی:

حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھ چار ہزار کا لشکر لے کر توما کے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے اس کو ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا تھا لیکن حضرت خالد ابھی تک دمشق واپس نہیں لوٹے تھے اور ان کی طرف سے کوئی خط یا خبر بھی نہیں آئی تھی لہٰذا حضرت ابوعبیدہ اور تمام مسلمان ان کے لئے متفکر تھے بلکہ ان سے ناامید ہو گئے تھے۔ بعض کو تو ایسے وسوسے آتے تھے کہ نجیب (یونس) نے مکر و فریب کر کے اسلامی لشکر کو ہلاک کر دیا ہے۔ تمام مسلمان بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر دعا کرتے تھے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں سلامت اور محفوظ رہیں اور خیر و عافیت سے واپس آ جائیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجنادین کی فتح کے بعد حضرت ابوسفیان، حضرت عمرو بن معدی کرب اور حضرت مالک اشتر نخعی کی ہمراہی میں سات ہزار کا جو لشکر روانہ کیا تھا وہ بھی دمشق آ پہنچا تھا لیکن حضرت خالد کی کوئی خبر و اطلاع نہ تھی۔ لہٰذا وہ بھی تشویش اور پریشانی میں تھے۔ تمام لشکر اسلام حضرت خالد کے لئے مضطرب و بیقرار تھا۔

جب حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کثیر تعداد میں مالِ غنیمت اور قیدیوں کو ساتھ لے کر دمشق آئے تو مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تہلیل و تکبیر کی صدائیں بلند کر کے حضرت خالد کا شاندار استقبال کیا گیا۔ سب نے آپ کو مبارکباد پیش کی۔ پھر حضرت خالد نے مرج الدیباج کے سفر کی اول تا آخر کیفیت حضرت ابوعبیدہ اور مسلمانوں کو بتائی۔ سن کر سب متعجب ہوئے اور فتح عظیم کی مبارک باد دی۔

☆ حضرت خالد توما کے تعاقب میں ۱۴/ جمادی الآخر ۱۳ھ کو دمشق سے روانہ ہوئے تھے۔

☆ سترہ دن تک مسلسل سفر کر کے یکم رجب ۱۳ھ کو مرج الدیباج پہنچے۔

☆ مرج الدیباج سے روانہ ہو کر ۱۴/۱۵ رجب ۱۳ھ کو دمشق واپس آئے تھے۔

دمشق آ کر حضرت خالد نے مالِ غنیمت کا خمس امیر المومنین کی خدمت میں بھیجنے کے لئے الگ نکال لیا اور باقی مال

marfat.com

مجاہدوں میں تقسیم فرما دیا۔ پھر حضرت خالد نے فتح دمشق سے لے کر ہرقل بادشاہ کی بیٹی واپس بھیج دینے تک کے تمام معاملہ کی تفصیل کا خط امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھ کر حضرت عبداللہ بن قرط کو دے کر مدینہ منورہ روانہ کیا۔ حالانکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کو ایک ماہ کا عرصہ ہو گیا تھا لیکن حضرت خالد اور اسلامی لشکر کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کے سانحہ عظیم کی خبر نہ تھی۔

marfat.com

خلافت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

خلیفۃ المسلمین، امیرالمومنین اصدق الصادقین، امام المتقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام صحابہ کرام نے باتفاق رائے خلیفۃ المسلمین منتخب وتسلیم کیا اور تمام صحابہ نے مسجد نبوی شریف میں آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اس وقت حضرت عمر فاروق کی عمر شریف باون (۵۲) سال کی تھی۔ آپ کے دور خلافت میں آپسی اختلافات، عداوت، نفاق اور کفر وشرک کی جڑیں کٹ گئیں۔ دین اسلام کا کامل غلبہ ہوگیا۔ آپ نے بیت المال سے غریبوں کی تنخواہیں مقرر فرمادیں۔ حضرت عمر نہایت سادگی سے رہتے تھے۔ خلیفہ ہونے کے باوجود گدڑی کا لباس پہنتے تھے اور نمک کے ساتھ جو کی روٹی کھاتے تھے۔ تواضع وانکساری کے وہ پیکر جمیل تھے۔ تکبر وغرور کا ان کے مزاج میں نام ونشان نہ تھا۔ ہاتھ میں دُرّہ لے کر عام لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ کے راستوں پر پیدل نکلتے تھے۔ آپ کی ہیبت اور دبدبے کا یہ عالم تھا کہ لوگ تلوار سے بھی زیادہ آپ کے دُرّہ (Scourge) سے ڈرتے تھے۔ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ آپ لطف ومہربانی سے پیش آتے تھے۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر عنایت فرماتے تھے۔ یتیموں کا بہت خیال فرماتے تھے اور ان کی امداد فرماتے تھے۔ ظالم سے مظلوم کا حق دلاتے تھے۔ رات کو رعایا کی حفاظت کے لئے خود گشت کر کے نگرانی فرماتے تھے۔ نظام شریعت اور احکام دین کے معاملہ میں کسی کی بھی رعایت نہیں کرتے تھے۔ عدل وانصاف کا ماحول قائم فرمادیا تھا۔ آپ کے تصلب فی الدین کی وجہ سے کفار، مشرکین، منافقین، یہود ونصاریٰ اور اسلام دشمن عناصر آپ سے ڈرتے اور جلتے تھے۔

شاہ روم ہرقل بادشاہ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق خلیفہ ہوئے ہیں تو وہ بڑا متفکر اور متردد ہوا۔ اس نے ارکان سلطنت وارباب دولت اور دین نصرانیہ کے مذہبی پیشواؤں وغیرہ کو ''کنیسہ فسان'' میں جمع کیا اور تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اب وہ شخص مسلمانوں کا خلیفہ مقرر ہوا ہے جو نہایت سخت مزاج ہے۔ جو اسلام میں داخل نہیں ہوتے ان پر وہ مطلق رحم نہیں کرتا۔ اس کے رعب سے مسلمان بھی کانپتے ہیں۔ اس کے ہاتھ میں ہر وقت کوڑا رہتا ہے جس کا خوف تلوار سے زیادہ ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق ملاحم میں صاف لکھا ہے کہ وہ دراز قد، گندمی رنگ اور سیاہ چشم ہوگا۔ اس کی ہیبت سے عظیم سلطنتوں کے شہنشاہ کانپ اٹھیں گے۔ وہ فاتح اعظم کی حیثیت سے دور دراز کے ممالک کو فتح کرے گا۔ سیاست کا ایسا ماہر ہوگا کہ اپنے دارالسلطنت میں بیٹھ کر اپنے لشکر کی کمانڈ کرے گا۔ اس کے ایک اشارے پر اس کے فرمانبردار مجاہد سر دھڑ کی بازی لگا کر قیصرو

marfat.com

کسریٰ کے ایوان کو اکھاڑ کر پھینک دیں گے۔ وہ میرے تخت کا بھی مالک ہو جائے گا۔

ہرقل نے اپنی تقریر کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ مسلمانوں کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ وہ اپنے دین کے سخت پابند ہیں۔ اپنے خدا کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے ہیں۔ اپنے رب اور اپنے نبی کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ ظلم و ستم اور گناہوں سے باز رہتے ہیں۔ عدل و انصاف کرتے ہیں۔ نیکیوں کی طرف راغب اور برائیوں سے منحرف رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کی نصرت و مدد کرتا ہے اور انہیں کامیابی اور فتح حاصل ہوتی ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ظلم و ستم، ناانصافی، خلق خدا کی حق تلفی، حرام کاری، عیاشی، مکاری، بیہودگی، بے حیائی، گنہگاری، فسق و فجور اور دین مسیح کی نافرمانی میں سر سے پاؤں تک غرق ہیں۔ اسی لئے ہم خدا کی مدد اور نصرت سے محروم ہیں۔ مسیح ہم سے ناراض ہیں لہٰذا ہم ہمیشہ شکست اور نامرادی سے دوچار ہوتے ہیں۔ اے دین مسیح اور صلیب کے پرستارو! اب بھی وقت ہے۔ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے تمام نازیبا افعال کو ترک کر دو۔ ورنہ وہ دن دور نہیں کہ ہم پر ایسی قوم غالب و مسلط ہوگی جس کے دفاع کی ہم میں قوت و استطاعت نہیں۔ اس قوم کا دین تمام ادیان پر غالب ہو جائے گا۔

ہرقل نے اپنی تقریر میں یہاں تک کہا کہ اگر تم اپنی حرکتوں سے باز آ کر عیش و عشرت کو نہیں چھوڑ سکتے تو تمہارے لئے مناسب ہے کہ تم مسلمانوں کا دین اپنا لو انہیں جزیہ دے کر صلح کر لو۔ ہرقل کی زبان سے یہ جملہ سن کر تمام حاضرین چونک گئے۔ خود بادشاہ یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کا دین اختیار کر لو یا جزیہ دینے پر رضامند ہو جاؤ؟ لگتا ہے کہ بادشاہ کے دل میں مسلمانوں کا خوف گھر کر گیا ہے۔ لہٰذا تمام حاضرین مشتعل ہو گئے اور خشمناک ہو کر اس کی طرف جھپٹے اور بادشاہ کو مار ڈالنے کا قصد کیا۔ قوم کا اشتعال و غصہ دیکھ کر ہرقل سہم گیا۔ ماحول کی سنگینی اور وقت کی نزاکت کا اسے خیال آ گیا لہٰذا اس نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے اپنی بات کا رخ پلٹتے ہوئے کہا کہ اے میری قوم کے باغیرت لوگو! کیا تم نے یہ گمان کیا کہ میں سچ مچ تمہیں مسلمانوں کا دین یا ادائے جزیہ قبول کرنے کا کہتا ہوں۔ ہرگز نہیں! یہ بات میں نے صرف اس لئے کہی کہ میں تمہارا امتحان لے رہا تھا کہ تم میں اپنے دین کی محبت و غیرت باقی ہے یا نہیں؟ لیکن تم نے دین کی غیرت کے معاملہ میں اپنے بادشاہ کا بھی لحاظ نہ کرتے ہوئے خشم و غصہ کا اظہار کیا۔ یہ دیکھ کر میرا سینہ پھول گیا ہے۔ مجھے تمہاری غیرت دینی اور حمیت قومی پر فخر ہے۔ اب میں عربوں کو نیست و نابود کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی اور سستی نہیں کروں گا۔

ہرقل کی تقیہ بازی کے دام فریب میں لوگ آ گئے اور انہیں اپنے بادشاہ پر کامل اعتماد آ گیا۔ قوم نے ہرقل سے کہا کہ عربوں کو ملک شام سے دفع کرنے کے معاملے میں ہم شانہ سے شانہ ملا کر تمہارا ساتھ دیں گے بلکہ اپنے خون کے آخری قطرے تک ان سے لڑیں گے۔

حضرت عمر فاروق اعظم کو شہید کرنے کی ہرقل کی سازش:

حضرت عمر فاروق اعظم کے خلیفہ مقرر ہوتے ہی ہرقل کی نیند حرام ہو گئی۔ اسے دن میں بھی اپنی سلطنت کی ہلاکت کے خواب نظر آنے لگے۔ اس کو ہر وقت حضرت عمر فاروق اعظم کا خواب ستانے لگا۔ ہیبت فاروقی سے اس کا دل الٹ پلٹ ہونے

marfat.com

لگا۔ حضرت فاروق اعظم کا خیال آتے ہی اس کا دل دھکڑ پکڑ ہونے لگتا۔ لہٰذا اس نے طے کیا کہ جس کے وجود کے تصور سے میرا جینا مشکل ہو گیا ہے اس کا وجود ہی ختم کر دوں۔ ہرقل نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کی سازش بنائی۔ طلیقہ بن مازن نام کے ایک نصرانی عرب کو ہرقل نے کثیر مال دینے کا وعدہ کر کے مدینہ منورہ بھیجا تا کہ وہ کسی طرح بھی موقع پا کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دے۔ طلیقہ بن مازن مدینہ آیا اور مدینہ کے اطراف میں چھپ گیا ایک دن اس نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق اطراف مدینہ کے باغوں کی طرف آئے ہیں اور یتیموں وغریبوں کے حال احوال کی خبر گیری اور ان کے باغوں اور کھیتوں کی نگرانی فرما رہے ہیں۔ وہ نصرانی عرب ایک پیچیدہ شاخوں والے درخت پر چڑھ کر شاخ کے پتوں کے درمیان پوشیدہ ہو گیا۔ اتفاق کی بات کہ حضرت عمر بھی اسی درخت کے نیچے پتھر کا تکیہ لگا کر لیٹ گئے۔ جب آپ کو نیند لگ گئی تو طلیقہ بن مازن نے نیچے اتر کر آپ کو شہید کر دینے کا قصد کیا۔ اسی وقت ایک جنگلی درندہ آیا اور حضرت عمر کے اردگرد گھومنے لگا۔ اور آپ کی نگہبانی کرنے لگا۔ پھر اس درندے نے اپنی زبان سے حضرت عمر کے دونوں قدموں کو چاٹا۔ تھوڑی دیر کے بعد طلیقہ بن مازن نے سنا کہ ہاتف غیبی نے پکار کر یہ جملہ کہا کہ ''یَا عُمَرُ عَدَلْتَ فَاَمِنْتَ'' ترجمہ: ''اے عمر! آپ نے انصاف کیا اور بے ڈر ہو گئے آپ۔'' یہ منظر دیکھ کر طلیقہ بن مازن سہم گیا اور اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ نیچے اتر کر حملہ کرنے کی اس کو ہمت و جرأت نہ ہوئی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو وہ درندہ اٹھ کر چلا گیا۔ گویا کہ وہ حضرت عمر کی نیند کے وقت میں حفاظت اور پہرہ دینے کی خدمت انجام دینے حاضر ہوا تھا۔ حضرت عمر کے بیدار ہوتے ہی درندہ چلا گیا تو طلیقہ بن مازن درخت سے نیچے اترا اور حضرت عمر کے پاس آ کر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ اس شخص پر قربان ہوں جس کی حفاظت و نگہبانی جنگل کے درندے کرتے ہیں اور جس کی تعریف و توصیف فرشتے اور جنات کرتے ہیں۔ طلیقہ نے اپنا حال مدینہ آنے کا قصد اور آپ کے قتل کی ہرقل کی سازش کی کیفیت بیان کی اور اپنی غلطی پر نادم ہو کر آپ سے معذرت چاہی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خندہ پیشانی سے معافی بخشی۔ طلیقہ بن مازن نے اسی وقت بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھا اور حضرت عمر کے ہاتھ پر ایمان لا کر مسلمان ہو گیا۔

وہ عمر جس کے اَعدا پہ شَیدا سَقَر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذکورہ واقعہ کوئی سنی سنائی بات نہیں بلکہ مستند روایت ہے۔ حضرت علامہ واقدی قدس سرہ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''پھر بلایا ہرقل نے ایک شخص نصرانی عرب کو جس کا نام طلیقہ بن مازن تھا اور قبول کیا اس کے واسطے کچھ مال دینے کو اور کہا اس سے کہ روانہ ہو تو اسی وقت بجانب یثرب کے اور دیکھ فکر اور تامل سے اس امر کو کہ کیوں کر قتل کر سکتا ہے تو عمر کو۔ پس طلیقہ نے منظور کیا اس امر کو اور روانہ ہوا بطرف مدینہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور پہونچ کر

marfat.com

چھپ رہا حوالی (گردونواح) مدینہ طیبہ میں اور اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور دیکھ رہے تھے یتیموں اور رانڈوں کے لڑکے بالوں کو اور خبر گیری کرتے تھے ان کے باغوں اور احاطوں کی اور چڑھ گیا وہ نصرانی ایک درخت پیچیدہ شاخ والے پر اور چھپ رہا اس کے پتوں میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی درخت کے نزدیک آ کر زمین پر لیٹ رہے اور ایک پتھر سے تکیہ لگایا۔ پس ایک درندہ جانور آیا اور گھوما گرد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور آگے آ کر چاٹا اپنی زبان سے دونوں پاؤں ان کے اور ناگہاں ہاتف غیبی نے آواز دے کر یہ کلمات کہے ''یَا عُمَرُ عَدَلْتَ فَاَمِنْتَ'' پس جب بیدار ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلا گیا وہ درندہ اور اترا وہ نصرانی درخت سے اور آیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور بوسہ دیا ان کے ہاتھوں کو اور کہتا تھا کہ میرے ماں باپ قربان ہوں اس شخص پر جن کی حفاظت اور نگہبانی مخلوقات اور جانور اور ان کا وصف اور تعریف فرشتے اور جن کرتے ہیں۔ پھر ظاہر کیا اس نصرانی نے اپنا حال اور ارادہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور مسلمان ہوا، ان کے ہاتھوں پر۔'' (حوالہ فتوح الشام، از علامہ واقدی ص:۱۳۱)

marfat.com

''اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم کی تبدیلی''
یعنی ''حضرت خالد کی معزولی اور حضرت ابوعبیدہ کی منصوبی''

جیسا کہ اوراق سابقہ میں ذکر ہوا کہ مرج الدیباج سے دمشق واپس آنے کے بعد حضرت خالد بن ولید نے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حضرت عبداللہ بن قرط کے ہمراہ خط بھیجا تھا اور حضرت خالد کو یہ خبر نہ تھی کہ خلیفہ اول نے تو رحلت فرمالی ہے۔ حضرت عبداللہ بن قرط جب حضرت خالد کا خط لے کر مدینہ منورہ پہنچے تب حضرت عمر فاروق اعظم خلیفہ تھے۔ حضرت عمر نے حضرت خالد کا خط پڑھا تو وہ خط حضرت ابوبکر صدیق کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ کیا حضرت ابوبکر صدیق کی رحلت کی خبر سے ملک شام میں مقیم مسلمان بے خبر ہیں؟ حضرت عبداللہ بن قرط نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! حضرت ابوبکر صدیق کی رحلت کی خبر سے تمام مجاہدین بے خبر ہیں۔

حضرت عمر نے حضرت خالد کا خط پڑھا اور تمام احوال سے واقف ہوئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام صحابہ کرام کو مسجد نبوی شریف میں جمع کیا۔ آپ منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہوئے اور حضرت خالد کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس خط میں فتح دمشق سے لے کر مرج الدیباج میں حاصل شدہ کثیر مالِ غنیمت، حاکم دمشق توما اور ہربیس کا قتل، ہرقل بادشاہ کی بیٹی کی گرفتاری اور رہائی وغیرہ کی تفصیل مرقوم تھی۔ خط سن کر تمام خوش ہوئے بلکہ مدینہ منورہ شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لوگ تہلیل وتکبیر کی صدا بلند کر کے اظہار مسرت کرتے تھے اور ملک شام جانے والے مجاہدین کے حق میں دعائے خیر و برکت کرتے تھے۔ مسجد نبوی میں حضرت خالد کا خط سنانے کے بعد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔

رات کو آپ خط اپنے ساتھ رکھ کر بستر خواب میں تشریف لے گئے۔ بستر خواب میں بھی آپ نے حضرت خالد کا خط کئی مرتبہ پڑھا۔ پھر خط کو تکیہ کے نیچے رکھ دیا اور حضرت خالد کے خط کے ضمن میں سوچ وفکر کرنے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسیع النظر، دور اندیش، دانا مدبر، عاقل قائد، دانشمند رہبر، ذی شعور خیر خواہ اور بین الاقوامی امور سیاست (International Politic) میں مہارت تامہ کے حامل تھے۔ حضرت خالد بن ولید کی دلیری اور شجاعت کی کارگزاریوں کو آپ نے مختلف زاویوں سے ٹٹولا اور تمام احوال کو بالغ نظر سے دیکھا۔ بنظر عمق اس پر خوض وفکر کیا۔ ماضی، حال اور مستقبل کے حالات کے متعلق غور وفکر کیا۔ ماضی سے حال تک کے وقوع پذیر حوادث کا تجزیہ (Analysis) کیا اور اس کے نفع بخش

نتائج کے دوام و قیام کو مستقل اور مستحکم طور پر برقرار رکھنے کے لئے فکر رساں سے مستقبل کو ممول کیا۔ ملک شام گئے ہوئے مجاہدین کی حفاظت، خیر خواہی، حوصلہ افزائی، اولوالعزمی اور لشکر اسلام کے رعب و دبدبہ، خوف و ہیبت، شان و شوکت اور شجاعت و دلیری کی دھاک اور شہرت کی بندھی ہوا کے ثبات اور رومیوں کے دلوں میں پیدا شدہ احساس کمتری کا مادہ زائل ہو کر خود اعتمادی اور خودداری میں متبدل نہ ہو جائے ان تمام امور کو آپ نے علم نفسیات (Psycology) کی بنیاد پر پرکھا اور ایک ایسا فیصلہ کیا کہ جس کو سن کر تمام محو حیرت اور تعجب ہو گئے۔

صبح بعد نماز فجر آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ کرام کی جماعت کے سامنے اعلان کیا کہ میں نے اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم کے منصب سے خالد بن ولید کو معزول کر کے ان کی جگہ ابوعبیدہ بن جراح کو مقرر کیا ہے۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صاف چمڑا لیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے نام خط لکھا۔ اس خط میں آپ نے حضرت خالد بن ولید کو اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم کے عہدہ سے معزول کرنے کا اور حضرت ابوعبیدہ کو اس عہدہ پر مقرر کرنے کے حکم کی اطلاع لکھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خط حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی حضرت عامر بن ابی وقاص کو دیا اور ان کے ہمراہ حضرت شداد بن اوس کو اپنے نمائندہ کی حیثیت سے دمشق روانہ کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عامر بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ دمشق جا کر اسلامی لشکر کو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کی خبر سناؤ اور انہیں حکم کرو کہ تمام مجاہدین حضرت شداد بن اوس کے ہاتھ پر میری بیعت کریں اور انہیں حضرت خالد بن ولید کی معزولی اور حضرت ابوعبیدہ کی منصوبی سے مطلع کرو۔

حضرت عامر بن ابی وقاص امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق دمشق آئے اور حضرت خالد بن ولید کے خیمہ میں ٹھہرے۔ مدینہ منورہ سے دو سفیر امیر المومنین کا خط لے کر آئے ہیں یہ خبر اسلامی شکر کے کیمپ میں پھیلتے ہی تمام مجاہد جمع ہو گئے۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضرت خالد نے حضرت عامر بن ابی وقاص سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خیریت پوچھی۔ حضرت عامر نے کہا کہ اے گروہ مسلمین! خلیفۃ المسلمین! امیر المومنین! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا سے پردہ فرمالیا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کی خبر سن کر حاضرین پر بجلی ٹوٹ پڑی۔ ایک کہرام مچ گیا۔ غم واندوہ کا سماں قائم ہو گیا۔ مجاہدین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ حضرت خالد بن ولید بھی آٹھ آٹھ آنسو روئے۔ کسی کے بھی آنسو نہیں تھمتے تھے۔ رو رو کر سب کی آنکھیں لال ہو گئیں۔ کافی دیر تک آہ و فغاں کا ماحول رہا۔ جب لوگوں کو کچھ افاقہ ہوا۔ تب حضرت عامر بن ابی وقاص نے کہا کہ اب حضرت عمر فاروق اعظم خلیفہ مقرر ہوئے ہیں لہٰذا انہوں نے اپنی بیعت لینے کے لئے حضرت شداد بن اوس کو اپنے نمائندہ کی حیثیت سے میرے ساتھ بھیجا ہے اور بعوض امیر المومنین ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عامر بن ابی وقاص کی بات سن کر تمام مجاہدین نے حضرت شداد بن اوس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سب سے پہلے بیعت کرنے والے حضرت خالد بن ولید تھے۔ پھر حضرت عامر بن وقاص نے حضرت خالد بن ولید کا سپہ سالار اعظم کے عہدہ سے معزول ہونے کا اور اس عہدہ پر حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا

marfat.com

مقرر ہونے کا مضمون خط پڑھ سنایا۔ حضرت خالد بن ولید فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ مجھے اللہ اور رسول کی اور حضرت عمر کی اطاعت بخوشی منظور ہے اور حضرت عمر نے میری معزولی کا جو حکم فرمایا ہے وہ بھی مجھے بخوشی منظور ہے۔ ان کا حکم میں سر آنکھوں پر لیتا ہوں اور ان کا حکم بجالاتا ہوں۔

اب ہم ہمارے محترم قارئین کرام کی خاص توجہ چاہتے ہیں۔ حضرت عمر کے اس فیصلہ پر کچھ ناواقف لوگ اپنی تنگ نظری سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت خالد جیسے دلیر اور جنگجو شخص کو معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ جیسے سادہ لوح اور نرم طبیعت کے شخص کو سپہ سالار اعظم کے منصب پر فائز کر دیا۔ ایک عشقیہ ناول (Novel) لکھنے والے فٹ پاتھ قسم کے مصنف نے خود کو ارباب سیر و تاریخ میں گمان کر کے ملک شام کی فتوحات پر ایک کتاب ارقام کرنے کی جرأت کی ہے۔ اس کتاب میں یہاں تک لکھ مارا ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے اپنی معزولی کا حکم سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہا کہ:

''انہوں نے میری حق تلفی کی ہے اور مجھے بلا وجہ معزول کیا ہے۔''

معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ! مصنف نے یہ جملہ اپنی طرف سے گھڑ کر حضرت خالد بن ولید کی طرف منسوب کر دیا کہ حضرت خالد نے یہ جملہ کہا۔ حالانکہ کتب سیر و تواریخ میں اور خصوصاً علامہ واقدی کی تصنیف لطیف ''فتوح الشام'' میں کہیں بھی حضرت خالد کا یہ جملہ مروی نہیں بلکہ اس جملے کا اتا پتا تک نہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم پر ''حق تلفی'' کا الزام عائد کرنا اور وہ بھی حضرت خالد سے منسوب کر کے لکھنا سراسر ظلم اور زیادتی۔ حضرت خالد بن ولید جیسے بزرگ مرتبہ صحابی کبھی بھی امیر المومنین کی شان عالی میں ایسا خطرناک اور خلاف شریعت جملہ اپنی زبان پر نہیں لا سکتے۔ ''حق تلفی'' کی اسلام میں سخت مذمت کی گئی ہے۔ اسلام نے حق تلفی کی قباحت و شقاوت کی جڑیں اکھاڑ کر رکھ دی ہیں اور حقدار کو اس کا حق دلایا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم نے مظلوم کو ظالم سے داد دلانے اور حق دار کا حق دلانے کے لئے جو سعی فرمائی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حق تلفی کرنے والے اور ظالم کی پیٹھ کی کھال کو ''درّہ فاروقی'' ادھیڑ کر رکھ دیتا تھا۔ جس ذات گرامی نے حق تلفی کرنے والوں کو تازیانے لگا کر حق تلفی سے باز رکھ کر عدل و انصاف کا ماحول قائم کر دیا تھا۔ اسی ذات گرامی پر حق تلفی کا الزام عائد کرنا اِفترا پردازی اور اِتّہام پروری ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''حُکَمَاءِ اُمّت'' کے زمرے میں سرفہرست تھے۔ ان کی عقل و دانش اور دور اندیشی کا اندازہ احاطۂ حصر و شمار سے بعید ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ''فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يُنْحَلُ عَنِ الْحِكْمَةِ'' یعنی حکیم کا کوئی بھی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔'' حضرت عمر فاروق اعظم کی حکمت عملی اور وقت شناسی کے جوہر سے ناشنا کور باطن لوگ ہی حضرت خالد کی معزولی کے معاملہ کو حق تلفی کی نظر سے دیکھ کر حق دیکھنے سے اپنی نظر کے تلف ہونے کا ثبوت دیتے ہیں اور اپنا سر دھنتے ہیں۔

حضرت خالد کو معزول کرنے میں حضرت عمر کی کیا حکمت اور دور اندیشی تھی:

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی ذاتی رنجش، آزردگی، اَن بن،

marfat.com

بغض و عناد، حسد و کینہ، عداوت و جلن یا کسی قسم کی خفگی و ناراضی کی وجہ سے سپہ سالار اعظم کے عہدہ سے معزول نہیں کیا تھا بلکہ خیر اندیشی، خیر خواہی، حب و چاہ، خلوص و ہمدردی، کفایت شعاری اور سلامت روی کے پیش نظر کیا تھا۔ آپ نے ہرگز ہرگز حق تلفی نہیں کی تھی بلکہ شفقت احباء کا حق ادا کیا تھا۔ علاوہ ازیں اسلامی لشکر کی شان و شوکت اور جاہ و حشمت کا دبدبہ و سکہ برقرار رکھ کر دشمنان اسلام کے ذہنوں کو پراگندہ و متردد کر کے ان کو میدان جنگ میں دائمی طور پر مرعوب و مبہوت رکھنے کی دور اندیشی بھی ملحوظ نظر رکھی تھی۔ ذیل میں کچھ اہم نکات پیش ہیں۔

(۱) حضرت خالد بن ولید کی جنگی مہارت، شجاعت اور دلیری نے رومی لشکر کے پرے کے پرے صاف کر دیئے تھے اور اس وجہ سے ان کو اتنی شہرت حاصل ہوئی تھی کہ ملک شام کا ہر سپاہی ان کا نام سنتے ہی کانپنے لگتا تھا۔ ہر رومی سپاہی یہی خیال کرتا تھا کہ حضرت خالد بن ولید بذات خود ایک لشکر ہیں۔ ان کی وجہ سے ہی اسلامی لشکر کا حوصلہ برقرار ہے۔ اگر حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کے سپہ سالار نہ ہوں تو اسلامی لشکر کی کوئی اہمیت و حیثیت نہ رہے۔ ہم آسانی سے اسلامی لشکر کو شکست و ہزیمت سے دوچار کر دیں۔ ایسے ماحول میں اگر خدانخواستہ حضرت خالد کو کچھ ہو گیا تو رومیوں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور رومیوں میں اسلامی لشکر سے ٹکر لینے کی ہمت پیدا ہو جائے گی۔ لہٰذا رومیوں کو یہ باور کرانا مقصود تھا کہ اگر حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کے سردار نہ ہوں تب بھی اسلامی لشکر کے رعب و دبدبہ کے طمطراق میں کوئی فرق واقع نہ ہوگا بلکہ رومیوں کو احساس ہو جائے کہ اسلامی لشکر کا ہر سردار خالد بن ولید کی طرح ماہر جنگ ہے۔

(۲) حالانکہ اس حقیقت میں بھی شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ حضرت خالد بن ولید کی عدم موجودگی میں اسلامی لشکر کا جوش و خروش کچھ ماند پڑ جاتا تھا۔ حضرت خالد بن ولید کی صرف موجودگی سے مجاہدوں کی ڈھارس بندھتی تھی۔ پھر وہ چاہے سپہ سالار کی حیثیت سے موجود ہوں یا پھر سپاہی کی حیثیت سے موجود ہوں۔ ان کا موجود رہنا کافی تھا۔ لہٰذا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد کی شخصیت کو کسی بھی قیمت پر گنوانا نہیں چاہتے تھے اور یہ تب ہی ممکن تھا کہ جب وہ سرداری کے منصب پر نہ ہوں کیونکہ سردار ہونے کی وجہ سے ان کی جان پر زیادہ خطرہ تھا۔ مثال کے طور پر جنگ اجنادین میں رومی لشکر کے سردار وردان نے مکر و فریب سے حضرت خالد کو شہید کرنے کی سازش کی تھی اور دونوں لشکر کے سردار صلح کی گفتگو کے لئے اکیلے آ کر صلح کی شرائط طے کریں ایسا بہانہ کھڑا کر کے حضرت خالد کو گفتگو کرنے تنہا بلایا تھا۔ اور آپ کو شہید کر دینے کے قصد سے گفتگو کرنے کی جگہ کے قریب اپنے مسلح سپاہیوں کو چھپا رکھا تھا لیکن وردان کے نمائندے داؤد نصرانی نے وردان کی سازش کا راز فاش کر دیا ورنہ یقیناً حضرت خالد کی جان کو خطرہ تھا۔ اگر جنگ اجنادین کے وقت حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کے سردار نہ ہوتے تو رومی لشکر کے سردار کو ایسی سازش کرنے کا موقع نہ ملتا۔ رومی سردار کو دو سرداروں کی میٹنگ کے انعقاد کے بہانے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ یا اگر وہ اسلامی لشکر کے سردار کو بلاتا تو حضرت خالد کے بجائے کوئی دوسرا شخص

marfat.com

گیا ہوتا۔ سردار نہ ہونے کی وجہ سے حضرت خالد کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ الحاصل سردار نہ ہونے کی صورت میں حضرت خالد کے لئے خطرہ کم تھا۔

(۳) حضرت خالد بن ولید نہایت دلیر اور شجاع ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ شہادت کے متمنی رہتے تھے۔ اسلام کے دشمنوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جانا ان کی عین خواہش تھی لہٰذا وہ ہمیشہ خطروں سے کھیلا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر مرج الدیباج کی جنگ میں حاکم دمشق توما کو قتل کرنے کے بعد ایک رومی گبر کے بتانے پر ہربیس کے تعاقب میں پہاڑی پر اکیلے چلے گئے تھے اور ایسا نازک مرحلہ پیش آیا تھا کہ حضرت خالد موت کے منہ سے واپس آئے تھے۔ موت ان کے سر پر کھیل رہی تھی بلکہ حضرت خالد کو بھی اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تھا۔ خوش قسمتی سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق اور حضرت ضرار بن ازور عین وقت پر پہنچ گئے ورنہ حضرت خالد کے بچنے کے امکان بہت کم تھے۔ اگر اس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح سردار ہوتے تو سردار ہونے کی حیثیت سے وہ حضرت خالد کو ایسی خطرناک مہم پر جانے سے روک دیتے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تمام واقعات سے باخبر تھے۔ لہٰذا ہوا سو ہوا لیکن اب ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ نظریہ کے تحت وہ حضرت خالد کو اس قسم کی ہلاکت میں پڑنے سے باز رکھنا چاہتے تھے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کے روح رواں ہیں۔ ان کو اگر کچھ ہو گیا تو اسلامی لشکر کا حوصلہ ٹوٹ جائے گا۔

(۴) فتح دمشق کے بعد حاکم توما کے قافلے کے تعاقب میں حضرت خالد بن ولید چار ہزار مجاہدوں کو لے کر نجیب (یونس) کی رہبری میں دمشق سے مرج الدیباج تک کا دشوار سفر کیا۔ کئی پہاڑ عبور کئے۔ درمیان سے جانے والے راستے اختیار کئے وہ تمام راستے خطرناک تھے۔ جبل لکام پر بارش کے طوفان کی مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ کوئی خیمہ یا ساز و سامان بھی ساتھ میں نہیں تھا۔ علاوہ ازیں وہ تمام علاقہ ہرقل بادشاہ کے لشکر کے سپاہیوں سے چھلک رہا تھا۔ خوش نصیبی سے وہ مجاہدوں کی اس علاقے میں آمد سے بےخبر رہے۔ اگر مرج الدیباج سے دمشق واپس لوٹتے وقت وہ مزاحم ہوتے تو مجاہدوں کے لئے خطرہ تھا۔ مسلسل ایک ماہ کے قریب سفر کرتے کرتے وہ نڈھال ہو گئے تھے۔ ساتھ میں غنیمت کے سامان کا بوجھ، گھوڑوں کے پاؤں نوک دار پتھروں سے زخمی وغیرہ وجوہات باعث آفت و دشواری تھے۔ اگر ان پہاڑی علاقوں کے رومی سپاہی متحد ہو کر اذیت و نقصان پہنچا دیتے تو اس لشکر میں حضرت خالد کے علاوہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر، حضرت ضرار بن ازور، حضرت رافع بن عمیرہ طائی جیسے سرتاج مجاہدوں کی جان کا خطرہ تھا۔ اگر خدانخواستہ اس پہاڑی علاقے میں رومی غالب آ جاتے تو اسلامی لشکر کی دھاک اور ہیبت کو دھکا لگتا اور اسلامی لشکر کے رعب و دبدبہ کی بندھی ہوا جاتی رہتی۔ مرج الدیباج کی ہزیمت کا اثر دمشق میں مقیم اسلامی لشکر پر پڑتا اور لشکر کا حوصلہ ٹوٹ جاتا اور بزدلی لاحق ہوتی اور بزدلی لاحق ہونے کے نتیجہ میں اسلامی لشکر کا خوف و ڈر رومیوں کے دلوں سے کم ہو جاتا۔

marfat.com

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ" (پارہ:۱۰، رکوع:۲، سورۃ الانفال، آیت:۴۶)

ترجمہ: پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی۔" (کنز الایمان)

حل لغت: ہوا بندھنا (محاورہ) دھاک بندھنا، رعب جمنا، شہرت ہونا (فیروز اللغات، ص:۱۴۵۳)

اگر فتح دمشق کے وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح اسلامی لشکر کے سردار ہوتے تو ان کی اجازت کے بغیر حضرت خالد بن ولید چار ہزار سواروں کو لے کر مرج الدیباج تک توما کے قافلہ کے تعاقب کے لئے نہ جاتے اور اجازت طلب کرنے پر حضرت ابوعبیدہ ایسی خطرناک مہم پر جانے کی اجازت نہ دیتے۔ حضرت خالد بن ولید اور ان کے ساتھیوں کی مرج الدیباج سے کوئی خبر یا اطلاع نہ آنے کی وجہ سے دمشق میں مقیم اسلامی لشکر مایوس ہو گیا تھا۔ اور ان کا حوصلہ پست ہو گیا تھا۔ جب ایک مہینہ کے بعد حضرت خالد واپس آئے تب سب کی جان میں جان اور دم میں دم آیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ چاہتے تھے کہ ملک شام میں اسلامی لشکر کی جو ہوا بندھی ہے وہ جاتی نہ رہے بلکہ قائم رہے اور اس کے لئے حضرت خالد بن ولید کا زندہ اور سلامت رہنا اشد ضروری تھا۔ اگر حضرت خالد مرج الدیباج جیسے خطرناک محاذ پر جا کر شہید ہو گئے تو ان کی ایک کی شہادت سے اسلامی لشکر کی دھاک کو عظیم صدمہ پہنچے گا اور اس سے بچنے کے لئے حضرت خالد کا بقید حیات رہنا اہم اور لازمی تھا۔ لہٰذا حضرت خالد کے جوش کو حضرت ابوعبیدہ کے ہوش کی لگام سے معتدل رکھنا چاہئے۔

(۵) حضرت خالد بن ولید کے رعب اور ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ملک شام کے شہروں کے رومی صلح کی گفتگو کرنے کے لئے آتے ہوئے بھی کانپتے تھے۔ مثال کے طور پر اسلامی لشکر کے محاصرہ سے تنگ آ کر اہل دمشق صلح کرنے پر آمادہ ہوئے تھے۔ لیکن صلح کی گفتگو کرنے کے لئے باب جابیہ پر حضرت ابوعبیدہ کے پاس گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کے سردار تھے اس کے باوجود اہل دمشق ان کے رعب کی وجہ سے باب شرقی پر ان سے گفتگو کرنے نہیں آئے تھے۔ حالانکہ حضرت خالد بن ولید جنگ پر صلح کو ترجیح دیتے تھے اور بمقابل جنگ صلح کو زیادہ پسند کرتے تھے لیکن کوئی صلح کرنے آئے تو صلح کریں؟ کیونکہ رومی ان کے پاس صلح کی گفتگو کے لئے آتے ہوئے بھی ڈرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے ملک شام اور دیگر ممالک میں اسلام کا پرچم لہرانے کے خواہشمند تھے اور یہ چاہتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ایمان قبول کر کے اسلام میں داخل ہوں اور اسلام کے اخلاقی محاسن کی تعلیم نے متاثر ہو کر دخول اسلام کی جانب میلان و رجحان کریں اور یہ امر صرف جنگ سے حاصل نہیں ہو گا بلکہ صلح سے ہو گا۔ اور حتی الامکان یہ کوشش کرنی چاہئے کہ بجائے جنگ از روئے صلح فتح حاصل ہو۔ لیکن صلح کب ہو گی؟ جب سامنے والا فریق صلح کے لئے آمادہ اور رضامند ہو۔ اگر دشمن صلح کے لئے آمادہ ہو تو ہم کو بھی

marfat.com

صلح کر لینی چاہئے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد رب تبارک وتعالیٰ ہے کہ:

''وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا'' (پارہ:۱۰، رکوع:۴، سورۃ الانفال، آیت:۶۱)

ترجمہ: ''اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو۔'' (کنز الایمان)

صلح کا ایک بڑا بھاری فائدہ یہ بھی ہے کہ فریقین کے بہت سے افراد کی جانیں بچ جائیں گی اور انسان کا خون بہنے سے بچ جائے گا۔ لہٰذا صلح میں بھلائی اور بہتری ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

''وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ'' (پارہ:۵، رکوع:۱۵، سورۃ النساء، آیت:۱۲۸)

ترجمہ: ''اور صلح خوب ہے''۔ (کنز الایمان)

اگر حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کے سردار ہوں گے تو ان کی نرم طبیعت کی وجہ سے رومی صلح کے لئے زیادہ سے زیادہ آمادہ ہوں گے۔ برعکس حضرت خالد کی سرداری کے۔ لہٰذا حضرت عمر فاروق اعظم نے صلح کی طرف رومیوں کا میلان بڑھانے کی غرض سے حضرت خالد بن ولید کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو مقرر فرمایا۔

(۶) حضرت ابوعبیدہ کو اسلامی لشکر کا سردار مقرر کرنے میں حضرت عمر فاروق اعظم کی ایک دور اندیشی یہ بھی تھی کہ حضرت خالد سخت اور جنگجو ہیں۔ ان کا رعب اور ان کی دہشت رومیوں کے دلوں پر غالب ہے اور وہ حضرت خالد کے نام سے تھرتھر کانپتے ہیں بلکہ حضرت خالد کو وہ اپنی موت کے روپ میں دیکھتے ہیں لہٰذا حضرت خالد ان پر سختی برتیں اور سخت رویہ اپنائیں' یہاں تک کہ رومی تنگ اور عاجز آ جائیں اور حضرت خالد کی تلوار کی ضرب سے محفوظ و مامون رہنے کے لئے وہ پناہ ڈھونڈیں۔ جب رومیوں کو یہ معلوم ہوگا کہ اسلامی لشکر کے سردار حضرت ابوعبیدہ ہیں اور وہ نرم طبیعت کے ہیں تو وہ حضرت خالد کی تلوار کے خوف سے حضرت ابوعبیدہ کے پاس امان طلب کرنے آئیں گے اور صلح کر کے جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہو جائیں گے۔ یعنی حضرت خالد ان کو تلوار سے ڈرائیں اور حضرت ابوعبیدہ کی طرف بھگائیں اور حضرت ابوعبیدہ ان کو صلح کی قید میں جکڑ لیں یعنی ایک گرم طبیعت اور دوسرا ٹھنڈی طبیعت کا۔ ٹھنڈی اور گرمی دونوں فائدہ مند ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ گرم طبیعت والا ماتحت ہو اور ٹھنڈی طبیعت والا سربراہ اعلیٰ ہو۔ تا کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔

حضرت خالد بن ولید گرم طبیعت کے ہونے کے باوجود اخلاقِ حسنہ' احسان' رحم دلی اور فراخ دلی کے حامل تھے لیکن حضرت خالد کے ان محاسن سے رومی بالکل انجان تھے۔ ان کا گمان صرف یہی تھا کہ حضرت خالد بن ولید ہمیشہ تلوار کی زبان سے بات کرتے ہیں لہٰذا رومی حضرت خالد سے کھچے کھچے رہتے تھے اور نزدیک آنے سے تھراتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو اسلامی لشکر کا سردار مقرر کرنے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ حضرت ابوعبیدہ کے توسط سے رومی جب حضرت خالد کے قریب آئیں گے تو ان پر یہ حقیقت بھی منکشف ہوگی کہ حضرت خالد کی شدت ان کفار و مشرکین کے لئے ہے جو سرکش اور اسلام سے ٹکرانے پر تلے ہوئے ہیں لیکن جو صلح کر کے امان حاصل کر لیتے ہیں اور اپنی صلح کے عہد پر قائم رہتے ہیں ان کے

marfat.com

ساتھ حضرت خالد کا رویہ نرم اور احسان کا ہوتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید قرآن مجید کی اس آیت کے تحت پابند تھے۔

"فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ" (پارہ:۱۰، رکوع:۸، سورۃ التوبہ، آیت ۷)

ترجمہ: "تو جب تک وہ تمہارے لئے عہد پر قائم رہیں، تم ان کے لئے قائم رہو۔" (کنز الایمان)

مرج الدیباج میں ایک رومی گبر نے امان ملنے کی شرط پر حضرت خالد کو ہربیس کا پتہ بتایا تھا۔ کہ ہربیس اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ کی طرف بھاگ رہا ہے۔ چنانچہ حضرت خالد نے حسب معاہدہ کسی بھی قسم کا معاوضہ لئے بغیر اس رومی گبر کو جانے دیا اور ایفائے عہد کی مثال قائم فرما دی۔ اسی طرح ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو کسی قسم کے معاوضہ کے بغیر قید سے رہا کر کے یہ ثابت کر دیا کہ محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ احسان کرنے میں بھی کسی سے کم نہیں حالانکہ ہرقل بادشاہ منہ مانگا مال معاوضہ میں دینے کے لئے راضی تھا لیکن حضرت خالد نے ہرقل بادشاہ کی بیٹی اس کو بطور ہدیہ وتحفہ بھیج کر ہرقل کو بھی مرہون منت بنایا۔

(۸) حضرت خالد بن ولید کو معزول کر کے ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہ کو سردار مقرر کرنے میں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومیوں کو یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ حضرت خالد کے لئے عہدہ اور منصب کی کوئی اہمیت نہیں۔ وہ لشکر کے سردار ہوں جب بھی شیر ببر ہیں اور سردار نہ ہونے کی حالت میں بھی شیر ببر ہیں بلکہ سردار نہ ہونے کی حالت میں ان کی شجاعت اور دلیری کے مزید جوہر دیکھنے کو ملیں گے۔ آئندہ صفحات میں جنگ حصن ابی القدس، جنگ قنسرین، جنگ حمص، جنگ یرموک اور جنگ حلب کے احوال میں حضرت خالد بن ولید کی شجاعت اور بہادری کی سرگزشت پڑھتے وقت دل دھڑکنے لگے گا اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ اسلامی لشکر کا سردار خَالِصَةً لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ جہاد کرتا ہے عہدہ واقتدار کی طمع میں نہیں۔ اس کا مقصد جہاد صرف اور صرف اِعْلَاءِ كَلِمَةُ الْحَق ہوتا ہے۔ اسلامی لشکر کا سردار رومی لشکر کے سردار کی مانند نہیں کہ عہدہ واقتدار کی طلب وطمع میں غداری کرے اور دشمنوں سے مل کر اپنے ہی لشکر کی ضرر رسانی کی شرارت کرے۔ مثال کے طور پر جنگ دمشق (بار اول) کے تذکرہ میں قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ حاکم دمشق کا عہدہ حاصل کرنے کی لالچ اور خواہش میں رومی سردار کلوص اور عزرائیل نے کیا کیا گل کھلائے تھے اور ایک دوسرے کے لئے کیسے کیسے کانٹے بچھائے تھے لیکن اسلامی لشکر کا سردار عہدہ سے معزول ہونے کے بعد زیادہ مخلص، زیادہ مطیع، زیادہ وفادار، زیادہ دلیر، زیادہ فرض شناس، زیادہ محنت کش اور زیادہ فرمانبردار ہو کر راہ خدا میں اپنی جان خرچ کرتا ہے۔ اپنی جگہ پر مقرر ہونے والے نئے سردار کے لئے ذرہ برابر بھی اس کے دل میں کدورت وکلفت نہیں ہوتی بلکہ محبت والفت ہوتی ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ آج تقرر پانے والا سردار معزول ہونے والے سردار کا ماتحت تھا لیکن اب وہ منصب سردار پر فائز ہے لہٰذا معزول ہونے والا سردار اب اس کے ماتحت رہنے میں کسی قسم کی شرم وعار محسوس نہیں کرتا بلکہ خوشی اور مسرت سے اس کی اطاعت کرنے میں اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ اس کے حکم کی تعمیل وبجا آوری میں سر

marfat.com

پر کفن باندھ لیتا ہے اور اپنی جان پر کھیل جاتا ہے۔ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں کرتا ہے۔ چاہے وہ سردار ہو یا ادنیٰ سپاہی ہو۔ ہر حال میں وہ یہی چاہتا ہے کہ: بقول:۔

کام وہ لے لیجئے ، تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

(۹) حضرت خالد بن ولید کی معزولی کے ذریعہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کو یہ حقیقت بھی باور کرانا چاہتے ہیں کہ اسلامی لشکر کے مجاہدین رومیوں کی طرح نفس پرور اور دنیا پرست نہیں بلکہ اسلامی لشکر کے ہر مجاہد کا مطمح نظر اللہ اور اللہ کے رسول کی رضامندی حاصل کرنا ہے۔ اسی لئے وہ کفار ومشرکین پر سخت تھے اور آپس میں رحم دل تھے۔ صرف حضرت خالد بن ولید ہی نہیں بلکہ اسلامی لشکر کے ہر مجاہد میں یہ صفت پائی جاتی ہے۔ خصوصاً صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت اس پر کامل طور سے عمل پیرا تھی۔ اسی لئے میدان جنگ میں وہ کافروں پر قہر الٰہی کی بجلی بن کر ٹوٹ پڑتے تھے اور اپنے مومن بھائیوں کے قدموں تلے دل کا غالیچہ بچھاتے تھے۔

صحابہ کرام کی اس صفت کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ''

(پارہ: ۲۶، رکوع: ۱۲، سورۃ الفتح، آیت: ۲۹)

ترجمہ: ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل''۔ (کنز الایمان)

تفسیر: (۱) کافر پر ایسے سخت جیسا کہ شیر شکار پر اور صحابہ کا تشدد کفار کے ساتھ اس حد پر تھا کہ وہ لحاظ رکھتے تھے کہ ان کا بدن کسی کافر کے بدن سے نہ چھو جائے اور ان کے کپڑے سے کسی کافر کا کپڑا نہ لگنے پائے۔

(تفسیر مدارک)

(۲) آپس میں ایک دوسرے پر محبت ومہربانی کرنے والے ایسے کہ جیسے باپ بیٹے میں ہو اور یہ محبت اس حد تک پہنچ گئی کہ جب ایک مومن دوسرے مومن کو دیکھے تو فرط جذبات سے مصافحہ ومعانقہ کرے۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص: ۹۲۶)

حضرت خالد بن ولید اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کے نمونہ عمل تھے اور ان کی متابعت میں پورا اسلامی لشکر ''اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ '' کی زندہ تصویر تھا۔ عہدہ اور منصب کے حصول کی لالچ میں فریضہ اخوت ومحبت سے روگردانی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ قرآن کے حکم ''اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ '' (۴-۵۹) یعنی حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔'' پر عمل کرتے ہوئے خندہ پیشانی ''اُولُوا الْاَمْرِ '' کے حکم کو سر آنکھوں پر رکھتے تھے۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ

marfat.com

عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو معزول کرنے کا حکم نافذ فرمایا اور حضرت خالد نے اس حکم کے سامنے سر تسلیم خم فرمایا اور ثابت کر دکھایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت ہر معاملے میں قرآن کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ نفسانیت کو دخل دینے نہیں دیتے۔

(۱۰) حضرت خالد بن ولید کو اسلامی لشکر کے سردار کے عہدہ سے معزول کر کے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد کی جنگی صلاحیتوں کا پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ سردار ہونے کی حیثیت سے حضرت خالد کے سر پر بہت ساری ذمہ داریوں کا بار تھا۔ مثلاً غنیمت کا مال جمع کر کے اس کا حساب رکھنا، غنیمت کے مال سے خمس (20%) الگ کر کے اسے امیر المومنین کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیجنے کا انتظام کرنا، باقی مال کو مجاہدوں میں حسب مراتب تقسیم کرنے کے لئے مجاہدوں کی تعداد، کام کی اہمیت کے اعتبار سے اس کا حصہ مقرر کرنا، ان کا میزان (Total) کر کے مالِ غنیمت کی قیمت کے مطابق ان تمام حصص کو منقسم کر کے ہر مجاہد کو اس کا حصہ دینا۔ علاوہ ازیں لشکر کے لئے اشیاء صرف اور دیگر ضروریات فراہم کرنے کے لئے اطراف کے دیہات سے غلہ اور رسد خریدنے کے لئے رومی غلہ فروشوں کا رابطہ قائم کرنا، دام متعین کرنا، غلہ کی مقدار کے مطابق اس کی قیمت ادا کرنے کا انتظام کرنا پھر خفیہ طریقے سے ان دیہاتوں سے اسلامی لشکر کے کیمپ تک غلہ لانے کے لئے قافلہ بھیجنا، پھر اس غلہ کو مجاہدوں میں تقسیم کرنا، لشکر میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہوتے تھے۔ کوئی بیمار ہوا، کوئی زخمی ہوا، کسی کو کوئی ضرورت پیش آئے، کسی کو کوئی شکایت ہے۔ وغیرہ وغیرہ معاملات حل کرنے میں لشکر کا سردار ہمیشہ الجھا ہوا ہی رہتا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد کو عہدہ سرداری سے معزول کر کے ان تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش اور مستغنی کر دیا تاکہ وہ اپنی تمام صلاحیتیں صرف جنگی امور میں صرف کریں اور اسلامی لشکر کی شان و شوکت بڑھائیں اور دشمنان اسلام پر اپنی دھاک اور ہیبت کا سکہ بٹھائیں۔

مندرجہ بالا دس نکات کے مطالعہ سے قارئین پر یہ حقیقت منکشف ہوگئی ہوگی کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو دور اندیشی اور حکمت عملی کی بنا پر معزول کیا تھا اور کوئی نظریہ نہ تھا۔ لہٰذا اس بحث کو طول نہ دیتے ہوئے ''تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ'' پر اکتفاء کرتے ہوئے ہمارا ملک شام کا سفر آگے بڑھاتے ہیں۔

marfat.com

جنگِ حصنِ اَبِی القُدس

اسلامی لشکر کی سرداری حضرت ابوعبیدہ نے سنبھالنے کے بعد انہوں نے چند دنوں کے لئے اسلامی لشکر کو دمشق میں ٹھہرا رکھا اور اس فکر میں تھے کہ اب کس جانب کوچ کریں کبھی وہ ''بَیْتُ المقدس'' کی طرف جانے کا ارادہ فرماتے تھے اور کبھی ''اِنطَاکِیَہ'' کی طرف کوچ کرنے کا قصد فرماتے تھے۔ اسی دوران حضرت ابوعبیدہ کے پاس ایک نصرانی عرب آیا۔ وہ نصرانی عرب دمشق کا باشندہ تھا۔ فتح دمشق کے دن حضرت ابوعبیدہ نے اس پر احسان فرما کر اس کی جان بچائی تھی اور اسے امان دی تھی۔ اس عرب متنصرہ نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ دمشق کے ساحلی علاقہ میں ایک قلعہ واقع ہے۔ جس کا نام حصن ابی القدس ہے یہ قلعہ ''عرقہ اور ''مَرجُ السَّلْسَلَہ'' نام کے دو گاؤں کے درمیان واقع ہے۔ اس قلعہ کے سامنے ایک صومعہ (گرجا) ہے۔ اس گرجا میں ایک بوڑھا راہب رہتا ہے جس کی عمر ایک سو سال سے بھی زیادہ ہے۔ وہ بوڑھا راہب دین نصرانیت کا زبردست عالم ہے پورے ملک شام کے لوگ اس کے پاس اکتساب فیض و برکت کی غرض سے آتے ہیں اور اس راہب کی بہت ہی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ وہ راہب ہر سال اپنے گرجا کے پاس ایک میلے کا انعقاد کرتا ہے اس میلے میں شرکت کرنے کے لئے دور دراز سے لوگ آتے ہیں۔ میلہ تین یا سات دن تک رہتا ہے اور میلے کے دنوں میں گرجا کے قریب ایک بازار لگتا ہے۔ جس میں سونا، چاندی، جواہرات، ریشمی کپڑے اور دیگر قیمتی اشیاء کی بڑے پیمانے پر خرید و فروخت ہوتی ہے۔ میلہ کے اختتام کے دن وہ راہب گرجا سے باہر آ کر انجیل سے ماخوذ پند و نصائح پر مشتمل تقریر کرتا ہے۔ پھر میلہ ختم ہوتا ہے اور لوگ متفرق ہو جاتے ہیں۔ حصن ابی القدس کا میلہ قریب ہے۔ اگر آپ میلہ کی تقریب کے دنوں میں وہاں لشکر بھیج کر حملہ کریں تو کثرت سے مالِ غنیمت حاصل ہونے کی امید ہے۔

نصرانی عرب کی دی ہوئی اطلاع سے حضرت ابوعبیدہ بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ وہ جگہ یہاں سے کتنی دور ہے؟ جواب دیا کہ دس فرسخ ہے۔ ایک دن کی مسافت ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے پوچھا کہ اس گرجا کے قریب رومیوں کا کوئی ایسا شہر ہے جو ان کی مدد کے لئے آ سکے؟ نصرانی عرب نے جواب دیا کہ ہاں! قریب میں ''فرضہ'' نام کی ایک بندرگاہ ہے جہاں پورے ملک سے کشتیاں آتی جاتی رہتی ہیں فرضہ کا حاکم ''طرابلس'' نام کا ایک متکبر بطریق ہے۔ ہرقل بادشاہ نے شہر فرضہ اور نواحی علاقہ اس کو جاگیر میں دے رکھا ہے۔ حاکم طرابلس نہایت متکبر اور مغرور شخص ہے۔ عوام الناس کے ساتھ میلہ میں شرکت کرنا اپنی شان کے خلاف گمان کرتا ہے۔ لہٰذا وہ میلہ میں کبھی بھی شرکت نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اس میلہ کی حمایت کرتا ہے لیکن

marfat.com

اب کے شاید تمہارے خوف کی وجہ سے بازار والوں کی حفاظت وحمایت کرنے آئے ایسا اندیشہ ہے۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدین کو پکار کر پوچھا کہ تم سے کون قلعہ حصن ابی القدس پر لشکر لے کر حملہ کرنے جانے کے لئے تیار ہے؟ ایک کم سن اور نورانی شکل وصورت والے نوجوان مخلص کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے سردار! اس خدمت کو میں انجام دینے کا قصد رکھتا ہوں۔ اس نوجوان کا نام حضرت عبداللہ بن جعفر طیار تھا اور حضرت جعفر طیار بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ اس رشتہ کی بنا پر حضرت عبداللہ بن جعفر طیار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھتیجے تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار ملک شام کیوں آئے تھے؟

حضرت عبداللہ کے والد حضرت جعفر بن ابی طالب المعروف بہ ''جعفر طیار'' ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بہت کم سن تھے۔ حضرت جعفر طیار کی بیوہ بعد میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں آئیں تھیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس سے نکاح فرمانے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ کی پرورش اور تربیت فرمائی تھی۔ جب حضرت عبداللہ کا سن شباب کے قریب پہنچا تب اکثر وہ اپنی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس سے اپنے والد کے متعلق پوچھا کرتے۔ حضرت اسماء فرماتیں کہ تمہارے والد کو رومیوں نے شہید کیا ہے۔ اپنے والد کی شہادت کی کیفیت سن کر حضرت عبداللہ ہمیشہ یہی فرماتے کہ اگر میں زندہ رہا تو رومیوں سے اپنے والد کا ضرور بدلا لے کر رہوں گا۔ اپنے والد کا رومیوں سے انتقام لینے کو وہ بیقرار رہتے تھے۔

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن انیس جہنی کے ہمراہ بارادۂ جہاد ملک شام جارہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن انیس اور حضرت عبداللہ بن جعفر میں دوستی تھی۔ دونوں عبداللہ جگری یار تھے۔ جب حضرت عبداللہ بن جعفر کو اطلاع ہوئی کہ ان کے دوست حضرت عبداللہ بن انیس بقصد جہاد ملک شام جارہے ہیں تو ان کے دل میں اپنے والد کے قاتلوں سے انتقام لینے کا جذبہ موجزن ہونے لگا۔ حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت میں حاضر ہوکر منت وسماجت کرکے جہاد کے لئے ملک شام جانے کی اجازت حاصل کرلی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر اور حضرت عبداللہ بن انیس کا قافلہ کل بیس افراد پر مشتمل تھا۔ ملک شام کے لئے روانہ ہوتے وقت حضرت عبداللہ بن جعفر اپنے عم محترم مولائے کائنات حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رخصت کی اجازت طلب کی۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعاء برکت وحفاظت سے نواز کر ''فی امان اللہ'' رخصت فرمایا۔

جب ان کا قافلہ مقام تبوک پر پہنچا تب حضرت عبداللہ بن جعفر نے اپنے دوست حضرت عبداللہ بن انیس سے دریافت کیا کہ کیا تم کو میرے والد کی قبر کا پتہ معلوم ہے؟ حضرت عبداللہ بن انیس نے کیا جواب دیا؟ اور پھر کیا ہوا؟ وہ علامہ واقدی کے الفاظ میں سماعت فرمائیں:

marfat.com

''روایت کی ہے عبداللہ بن انیس سے کہ پہونچے ہم تبوک میں۔ پس کہا عبداللہ نے کہ اے ابن انیس! آیا جانتے ہو تم جگہ قبر میرے باپ کی؟ میں نے کہا ہاں قبر ان کی موتہ میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ خواہش رکھتا ہوں میں کہ دیکھوں اس جگہ کو۔ پس چلے ہم یہاں تک کہ آ گئے ہم ان کے باپ کی قبر اور اس جگہ پر جہاں لڑائی ہوئی تھی اور قبر پر پتھر تھے جو قوم کلاب نے واسطے تبرک کے رکھے تھے۔ پس دیکھا عبداللہ نے قبر اپنے باپ کو اترے وہاں اور گئے قبر پر اور روئے پھر دعائے رحمت مانگی ان کے واسطے اور قیام کیا ہم نے قبر کے پاس تا وقت صبح دوسرے دن کے۔ پس جب کوچ کیا ہم نے دیکھا میں نے عبداللہ بن جعفر کو کہ روتے تھے اور چہرہ ان کا مثل رنگ زعفران کے ہو گیا تھا۔ پس پوچھا میں نے سبب اس کا۔ پس کہا انہوں نے کہ میں نے رات میں اپنے باپ جعفر کو خواب میں دیکھا اور وہ دو کپڑے سبز پہنے ہوئے تھے اور ان کے دو پر تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک تلوار برہنہ خون آلودہ تھی۔ پس دی انہوں نے وہ تلوار مجھ کو اور کہا کہ اے بیٹے! لڑو تم ساتھ اس تلوار کے دشمنان خدا اور اپنے دشمنوں سے اور نہیں پہونچا میں اس مرتبے کو جس کو تم دیکھتے ہو مگر بسبب جہاد کے اور گویا میں لڑتا ہوں ساتھ اس تلوار کے یہاں تک کہ رخنہ دار ہو گئی تلوار میرے ہاتھ میں''۔ (حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص: ۱۴۲)

قارئین کرام مندرجہ عبارت کو بغور مطالعہ فرمائیں تو حسب ذیل امور ثابت ہوں گے۔

(۱) مدینہ منورہ سے ملک شام جاتے ہوئے ''تبوک نام کا مقام شاہراہ پر واقع ہے لیکن ''موتہ'' نام کا مقام شاہراہ سے ہٹ کر اندرونی علاقے میں واقع ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تبوک سے موتہ صرف زیارت قبر کے قصد سے سفر کر کے گئے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن جعفر نے اپنے والد حضرت جعفر بن ابی طالب کی قبر پر پتھر رکھے ہوئے دیکھے جو تبرک کے لئے قبر پر رکھے ہوئے تھے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے والد کے مزار شریف پر رات بھر ٹھہرے اور قبر کے پاس ہی قیام کیا۔

(۴) حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کو خواب میں اپنے والد کی بشارت ہوئی۔ خواب میں ان کے والد نے انہیں تلوار عطا فرمائی جس سے وہ جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ وہ تلوار ناقص ہو گئی۔

مندرجہ بالا چاروں باتیں میزان عدل کے ایک پلے میں رکھو اور دوسرے پلے میں دور حاضرہ کے امام المنافقین مولوی اسمٰعیل دہلوی علیہ ما علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت کو رکھو:

''اس قسم کے کام کسی اور کی تعظیم کے لئے نہ کرے اور کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کی تھان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کیلیے ہو کر وہاں پہنچنا یہ شرک کی باتیں ہیں''۔

(حوالہ: تقویت الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص: ۶۸)

marfat.com

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے قبر کے قصد سے دور کا سفر کر کے سفر کی تکلیف اٹھا کر میلے کپڑے ہو کر وہاں جانے کو شرک لکھا ہے۔اب ناظرین غور فرمائیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے تبوک سے موتہ تک کا سفر صرف قبر کی زیارت کے قصد سے ہی کیا تھا۔ وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر تبوک سے موتہ گئے تھے لہٰذا سفر کی تکلیف اٹھائی علاوہ ازیں گھوڑے پر سوار ہو کر سفر کیا ساتھیوں نے بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر سفر کیا لہٰذا ایک ساتھ کئی گھوڑے دوڑنے کی وجہ سے گرد و غبار اٹھا ہوگا اور ان کے کپڑے میلے کچیلے ہوئے ہونگے کیونکہ اس زمانہ میں پکی سڑکیں نہیں تھیں کچے راستے تھے لہٰذا جب حضرت عبداللہ بن جعفر طیار تبوک سے موتہ تک کا سفر کر کے جب قبر پر پہنچے ہوں گے تب انہوں نے سفر کی تکلیف بھی اٹھائی ہوگی اور ان کے کپڑے بھی گرد و غبار سے آلودہ ہوئے ہوں گے۔ان تمام کاموں کو وہابی، غیر مقلد، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے امام و پیشوا ''شرک کی باتیں'' کہہ رہے ہیں۔ ناظرین فیصلہ فرمائیں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا فتویٰ کس پر چسپاں ہو رہا ہے؟

حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ہر معاملہ میں شرک کی راگنی الاپنے والے منافقین کے پیشواؤں کو شرک کی اصطلاح کا بنیادی علم ہی نہیں لہٰذا وہ شرک کے احکام بیان کرتے وقت ایسے غوطے کھاتے ہیں کہ اپنے کھودے ہوئے گڑھے میں خود ہی گرتے ہیں۔مثلاً:

تقویت الایمان کی مندرجہ عبارت کے اختتام میں لکھا ہے کہ:

''کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کرنا چاہئے ،مخلوق کی یہ شان نہیں کہ اس سے یہ معاملہ کیجئے۔''

(حوالہ تقویت الایمان، ناشر دار السلفیہ بمبئی، ص ۶۹)

توبہ! توبہ!! لاکھ مرتبہ توبہ!!! ناظرین غور فرمائیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے بات کہاں کی کہاں پہنچا دی؟ کسی مخلوق کی قبر پر جانے کے قصد سے سفر کرنا شرک اس لئے بتایا ہے کہ یہ معاملہ مخلوق کے ساتھ کرنا شرک ہے۔یعنی یہ معاملہ صرف خالق کے ساتھ ہی کرنا چاہئے۔تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب مخلوق کی قبر پر جانے کے قصد سے سفر کرنا شرک ہے تو کیا دور حاضر کے منافقین خالق کی قبر ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں؟ شرک کی سیدھی سادھی اور عام فہم تعریف یہ ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہو وہ کام مخلوق کے ساتھ کرنا۔تو جب مولوی اسمٰعیل دہلوی کسی کی قبر کی زیارت کے قصد سے سفر کرنے کو شرک کہہ رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف اللہ کی قبر کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا جائز ہے۔معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ! ایسی بات وہی کہہ سکتا ہے جس کی عقل چرنے گئی یا اس کی عقل کے طوطے اڑ گئے ہوں۔ بزرگان دین کے مزارات مقدسہ کی زیارت کے لئے جانے والے عقیدت مند زائرین کو شرک کا حکم سنا کر ڈرانے اور دھمکانے کی جلد بازی میں آنکھیں بند کر کے اندھی دوڑ لگائی اور خود اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس کی عقل میں فتور آ جاتا ہے وہ عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتا ہے اور ایسی ایسی باتیں کہتا اور لکھتا ہے کہ اس کا عقل میں سانا ممکن نہیں ہوتا۔قبر کی زیارت کے قصد سے سفر کرنے کو شرک لکھ کر مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی عقل کا چراغ گل ہو جانے کا ثبوت دیا ہے۔

marfat.com

ایک مضحکہ خیز بات کی طرف بھی توجہ درکار ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے قبر کی زیارت کے قصد سے سفر کرنے پر شرک کا جو حکم لگایا ہے اس میں ایک قید لگائی ہے کہ ''سفر کی تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا''۔ اس قید کے نفاذ کا سبب بھی عقل پر پردے پڑ جانا ہے۔ ایک تو شرک کا حکم غلط لکھا اوپر سے میلے کچیلے ہونے کی بیجا قید لگائی اور اندھا ملا ٹوٹی مسجد والی مثل کے مصداق بنے۔ اگر کوئی میلا کچیلا ہو کر سفر کی تکلیف اٹھا کر نہ جائے بلکہ آرام کے ساتھ اور صاف ستھرا ہو کر قبر کی زیارت کے لئے جائے تو کیا مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتوے میں ترمیم کی گنجائش ہے؟

جو دین کوؤں کو دے بیٹھے ان کو یکساں ہے
کُلاغ لے کے چلے یا اُلاغ لے کے چلے

(از: امام احمد رضا بریلوی)

حل لغت: (۱) کُلاغ = جنگلی کوا (فیروز اللغات، ص:۱۰۲۰) =Raven =Rook =Crow

(۲) اُلاغ = بوجھ اٹھانے والا گدھا (فیروز اللغات، ص:۱۱۲) Assforcarryingload

اس بحث کو مختصر کرتے ہوئے قارئین کرام سے التماس ہے کہ جس کام کا حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھتیجے اور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسی مقدس ذات نے ارتکاب کیا اس کام کو دور حاضرہ کے منافقین شرک کہہ کر کتنا بڑا ظلم اور زیادتی کرتے ہیں؟

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار اپنے والد کے مزار شریف پر حاضری دینے کے بعد موتہ سے روانہ ہو کر دمشق آئے۔ ان کی آمد سے حضرت ابوعبیدہ اور تمام مجاہدین بہت خوش ہوئے اور ان کا استقبال کیا۔ جب حضرت ابوعبیدہ نے حصن ابی القدس کے قلعہ پر جانے کے لئے اسلامی لشکر کے مجاہدین کو پوچھا کہ کون اس مہم پر جانے کے لئے آمادہ ہے تب حضرت عبداللہ نے اپنی خواہش ظاہر کی۔

حضرت عبداللہ بن جعفر کی دمشق سے حصن ابی القدس کی جانب روانگی:

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر کو پانچ سو سواروں پر سردار مقرر کیا اور ان کو سیاہ رنگ کے کپڑے کا علم عنایت فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر کے لشکر میں اٹھارہ مقدس صحابہ اصحاب بدر سے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے حصن ابی القدس کی اطلاع دینے والے معاہدی نصرانی عرب کو راہبر کی خدمت انجام دینے لشکر کے ساتھ بھیجا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر ۱۵ شعبان المعظم ۱۳ھ کی شب یعنی شب براءت میں روانہ ہوئے۔ بڑا ہی خوشنما اور دلکش منظر تھا۔ ماہ کامل اپنی پوری آب و تاب سے کھلا ہوا تھا اور جوت پڑ کر چاندنی نکھری ہوئی تھی۔ راہ چلتے ہوئے حضرت واثلہ بن الاسقع جو جنگ بدر میں حاضر تھے ان سے حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ آج کی شب نصف شعبان کی بڑی بابرکت والی شب ہے۔ میرا ارادہ اس شب میں عبادت و ریاضت کرنے کا تھا۔ حضرت واثلہ نے جواب میں فرمایا کہ راہ خدا میں چلنا قیام سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت ثواب دینے والا اور کرم کرنے والا ہے۔ پوری رات سفر کرنے کے بعد لشکر اسلام ایک صومعہ (گرجا) کے قریب رکا لشکر کا شور و غل سن کر

marfat.com

ایک راہب صومعہ سے نکل کر لشکر کے قریب آیا اور تمام مجاہدوں کو تذبذب کی نگاہ سے گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد راہب نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ جواب دیا گیا کہ ہم اہل عرب ہیں۔ راہب نے پھر پوچھا کیا تم محمدی ہو؟ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ جواب دیا گیا کہ ہاں! پھر وہ راہب ہر ایک کو بغور دیکھنے لگا۔ جب اس نے حضرت عبداللہ کو دیکھا تو بس دیکھتا ہی رہ گیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر صورت اور سیرت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر کا پرنور چہرہ دیکھ کر راہب نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہ نوجوان تمہارے نبی کے صاحبزادے ہیں؟ مجاہدوں نے جواب دیا نہیں۔ راہب نے کہا کہ ان کی دونوں آنکھوں سے نبوت کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ کیا ان کو تمہارے نبی سے کوئی قرابت ہے؟ مجاہدوں نے کہا کہ یہ ہمارے نبی کے چچازاد بھائی کے بیٹے ہیں۔ راہب نے حکیمانہ لہجہ میں کہا کہ یہ پتے ہیں اور پتوں میں درخت کی تاثیر ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ نے راہب سے پوچھا کہ کیا تم رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جانتے ہو؟ راہب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں پہچانوں؟ ارے ان کا مبارک نام مقدس توریت، انجیل اور زبور میں لکھا ہوا ہے۔ ان کی صفت میں مذکور ہے کہ وہ سرخ رنگ کے اونٹ پر برہنہ تلوار ہوں گے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم ان پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ راہب نے جواب دیتے ہوئے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ امر اس وقت واقع ہوگا جب مالک آسمان کو منظور ہوگا۔ راہب کا کلام سن کر مجاہدوں نے تعجب کیا اور پھر لشکر وہاں سے کوچ کر کے حصن ابی القدس کے قلعہ کی طرف آگے بڑھا۔

لشکر اسلام کا حصنِ ابی القدس پہنچنا' بازار قائم ہونا' کثیر تعداد میں رومی موجود:

شام کے وقت اسلامی لشکر حصن ابی القدس کے قریب ایک سرسبز و شاداب جنگل میں پہنچا۔ معاہدی راہبر نے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں جا کر بازار کے میلے کی خبر معلوم کر آؤں۔ معاہدی راہبر لشکر کو ٹھہرا کر گیا اور بہت تاخیر کے بعد رات کے وقت واپس لوٹا۔ لیکن اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اے اصحاب محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قسم ہے حق مسیح کی میں نے تم کو جو حال بیان کر کے یہاں آنے کی ترغیب دی تھی اس میں کسی قسم کا غلو اور کسی قسم کی کوئی خیانت نہیں کی تھی لیکن اب ایک مشکل معاملے درپیش ہوا ہے۔ بازار تو حسب معمول لگ گیا ہے لیکن فرضہ کے حاکم ''طرابلس'' نے کسی رومی بادشاہ کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے اور اپنے مذہب کی رسم ادا کرنے اور قربانی کرنے کے لئے دولہن کو صومعہ کے راہب کے پاس لایا ہے اور بڑی تعداد میں رومی سپاہی اور متنصرہ عرب جنگی ہتھیاروں اور ساز و سامان کے ساتھ اس کی حفاظت و نگرانی کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے معاہدی سے دشمنوں کی تعداد پوچھی تو اس نے بتایا کہ بیس ہزار آدمی تو بازار میں جمع ہوئے ہیں اور پانچ ہزار سوار لڑنے والے ہتھیاروں کے ساتھ موجود ہیں یعنی کل پچیس ہزار کی تعداد ہے اور تم صرف پانچ سو کی تعداد میں ہو۔ علاوہ ازیں اگر یہاں جنگ ہوئی تو اطراف کے علاقوں سے کافی تعداد میں رومی آپڑیں گے۔ جب کہ تمہاری کمک کرنے والا لشکر دمشق میں ہے، جو یہاں سے لمبے فاصلہ پر ہے۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ وہاں جانے کا ارادہ موقوف کر کے یہاں سے ہی واپس پلٹ جاؤ۔

marfat.com

معاہدی راہبر کی بات سن کر مجاہدین کو تشویش اور فکر لاحق ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے مجاہدین سے فرمایا کہ معاہدی راہبر کی بات سب نے سنی ہے لہٰذا آپ تمام حضرات کا مشورہ کیا ہے؟ اکثر نے یہ کہا کہ اے سردار! اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ خود کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ ہم نیک نیت کے ساتھ یہاں تک آئے ہیں صورت حال ایسی درپیش ہے کہ ہم کو مجبوراً واپس جانا پڑتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے دمشق چلے چلیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے فرمایا کہ اس طرح واپس چلا جانا جہاد سے پیٹھ پھیرنے کے مترادف ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا چہرہ پیٹھ پھیرنے والوں میں لکھا جائے۔ میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں وقف کیا ہے لہٰذا ہر آئینہ میں جہاد کروں گا مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ ہماری نصرت فرمائے گا۔ البتہ اگر تم میں سے کوئی واپس جانا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نوعمر جوان تھے اور ان کے ساتھی کہنہ مشق جنگجو تھے، انہوں نے اپنے نوجوان سردار کی ہمت اور دلیری دیکھی تو ان کو غیرت آئی اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ اے سردار! اب ہم بھی واپس نہیں جائیں گے بلکہ آپ کے ہمراہ جہاد کریں گے، چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ تمام مجاہدین میں ایک عجیب جوش پیدا ہو گیا۔ ہمت مرداں مدد خدا کے بموجب اسی وقت آمادہ جنگ ہو گئے۔ معاہدی راہبر نے جب دیکھا کہ صرف پانچ سو مٹھی بھر مسلمان پچیس ہزار رومیوں سے ٹکرانے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تو اس کی حالت غیر ہو گئی۔ چہرہ زرد ہو گیا بلکہ چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ اس کی مضطرب حالت دیکھ کر حضرت عبداللہ بن جعفر نے اس سے فرمایا کہ اب ہمیں اس جنگل سے قلعہ کی طرف لے چل۔ آج مجھے اصحاب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عجیب معاملہ دیکھنے کو ملے گا۔ چنانچہ رات ہی میں اسلامی لشکر کوچ کر کے قلعہ حصن ابی القدس کے قریب پہنچ گیا۔ معاہدی نے کہا کہ اب ہم بالکل قریب آ گئے ہیں۔ لہٰذا یہیں پر ٹھہر رہو اور رات گزار دو۔ صبح جب میلہ لگے گا تب حملہ کر دیں گے۔ اسلامی لشکر رات بھر قلعہ کے قریب ایک مقام پر ٹھہرا رہا۔

معرکۂ جنگ اور مجاہدوں کا مصیبت میں مبتلا ہونا:

صبح حضرت عبداللہ بن جعفر نے مجاہدوں کو فجر کی نماز جماعت سے پڑھائی۔ نماز کے بعد تھوڑی دیر توقف کیا تا کہ میلہ شروع ہو جائے۔ حضرت عبداللہ نے پانچ سو مجاہدوں کو گروہ میں بانٹ دیا۔ اس کے بعد سب کو تاکید کی کہ کوئی مجاہد بازار کی چیز کی طرف التفات نہ کرے بلکہ جاتے ہی فوراً رومیوں کے سروں پر تلوار رکھ کر انہیں ہلاک کر دو۔ حضرت عبداللہ اپنے ہاتھ میں نشان تھام کر لشکر کے آگے روانہ ہوئے۔ ان کی متابعت میں تمام مجاہد بھی گرجا کی طرف روانہ ہوئے۔ گرجا کے قریب ملک شام کے بطارقہ اور گبر کافی تعداد میں جمع تھے۔ بوڑھا راہب صومعہ سے اپنا سر باہر نکال کر لوگوں کو پند ونصائح پر مشتمل گفتگو کر رہا تھا۔ تمام مجمع بالکل خاموشی کے ساتھ اس کی گفتگو سن رہا تھا اور لوگ ٹکٹکی باندھے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حاکم طرابلس کی بیٹی دولہن کے کپڑے اور زیورات پہن کر سج دھج کر راہب کے پاس اپنی سہیلیوں کے ساتھ موجود تھی۔ دولہن کی حفاظت و نگہبانی کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی فوج محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے فرمایا کہ ہم کو گرجا کے بجائے پہلے بازار پر حملہ کرنا ہے۔ ہر مجاہد کو تاکید کی جاتی ہے کہ اختتام جنگ پر تمام مجاہدین گرجا کے پاس جمع ہوں۔ اگر ہم زندہ رہے تو

marfat.com

گرجا کے قریب جمع ہوں گے ورنہ ہماری ملاقات بہشت میں پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوض کوثر پر ہوگی۔

پھر حضرت عبداللہ نے اپنے نیزے کو جنبش دی اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بازار پر حملہ کر دیا۔

مجاہدوں نے پانچ گروہ میں متفرق ہو کر الگ سمت سے حملہ کیا۔ مجاہدوں کی تہلیل وتکبیر کی آواز سن کر رومی چونک اٹھے۔ وہ پہلے سے ہی ہوشیار اور محتاط تھے۔ تمام رومی اپنے اپنے ہتھیاروں کی جانب دوڑے اور ہتھیار سنبھال کر مقابلہ کرنے آ کھڑے ہوئے۔ مجاہدوں نے شدت سے حملہ کیا اور رومیوں کی گردنوں پر تلواریں رکھنی شروع کیں۔ رومیوں نے بھی بڑی دلیری سے حملے کا جواب دیا اور مجاہدوں کو گھیر لیا۔ بیس ہزار بازاری گبروں کے درمیان صرف پانچ سو مجاہد اس طرح متفرق ہو کر نرغہ میں آ گئے تھے کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آتے تھے۔ صرف حضرت عبداللہ بن جعفر کا نشان بلند ہونے کی وجہ سے تمام مجاہدوں کو نظر آ رہا تھا۔ مجاہدین نشان دیکھ کر مطمئن تھے کہ ہمارے سردار حضرت عبداللہ سلامت ہیں اور رومیوں سے مقابلہ کر رہے ہیں لیکن حضرت عبداللہ اور تمام مجاہدین سخت مصیبت میں تھے۔ رومیوں نے مجاہدوں کو چاروں سمت سے گھیرا تھا۔ جب رومیوں نے دیکھا کہ مسلمان بہت قلیل تعداد میں ہیں اور مسلمانوں کی کمک کرنے کوئی جماعت کمین گاہ سے نکل کر نہیں آئی تو گرجا کے قریب مسلح سپاہی بھی بازار میں آ دھمکے اور انہوں نے بھی شدت سے حملہ کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی جاری تھی۔ آفتاب کی گرمی کی شدت اور حرارت سے تمام مجاہدین پریشان تھے۔ مزید برآں جنگ کی آگ کے شعلوں نے ماحول کو اور زیادہ گرما دیا تھا۔ تمام مجاہدین جان ہتھیلی میں لے کر بڑی جاں فشانی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ خصوصاً حضرت عبداللہ بن جعفر بپھرے ہوئے شیر کی طرح رومیوں پر ٹوٹ پڑے تھے لیکن مسلسل تیغ زنی اور نیزہ زنی کرتے کرتے ان کے بازو شل ہو گئے تھے۔ جسم اقدس بھی زخموں سے چور ہو گیا تھا۔ یہی حال تمام مجاہدوں کا تھا۔ تمام کے بازو خستہ حال تھے۔ جسم ٹوٹ رہے تھے۔ اب زیادہ دیر تک مقابلہ کرنے کی طاقت نہ تھی۔ بظاہر زندہ بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ تمام کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تھا۔ مگر پھر بھی شجاعت سے مقابلہ کر رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کو اپنے مجاہد بھائیوں کی بڑی فکر تھی۔ خصوصاً حضرت ابوذر غفاری جیسے ضعیف العمر صحابیٔ رسول بھی جوانمردی سے لڑتے لڑتے زخموں سے نڈھال ہو گئے تھے۔ تب حضرت عبداللہ بن جعفر نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں محبوب رب العالمین، رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے یہ دعا مانگی:

"یَا مَنْ خَلَقَ خَلْقَهٗ فَاَحْسَنَ خَلْقَهُمْ وَابْتَلٰى بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ وَ جَعَلَ ذَالِكَ فِتْنَةً لَّهُمْ اَسْئَلُكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ اِلَّا جَعَلْتَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا فَرَجاً وَ مَخْرَجاً"

ترجمہ: "اے وہ ذات! کہ پیدا کیا اس نے اپنی خلائق کو پس اچھی بنائی پیدائش ان کی اور آزمائش میں ڈالا بعضوں کو بسبب بعضوں کے اور گردانا ان کے واسطے اس ابتلاء کو آزمائش۔ سوال کرتا ہوں میں تجھ سے ساتھ مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تیرے بندے ہیں اس امر کو کہ کر تو ہمارے کام میں فراخی اور راہ نجات کی۔"

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۱۴۶)

marfat.com

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دعا قبول ہوئی اور......؟

حضرت خالد بن ولید کا مدد کے لئے آ پہنچنا:

صورت حال یہ ہوتی تھی کہ جب صبح کے وقت حضرت عبداللہ بن جعفر کے لشکر نے حصن ابی القدس کے بازار پر حملہ کیا تھا اسی وقت حضرت عبداللہ بن جعفر کے ساتھ مدینہ سے دمشق آنے والے ان کے دوست حضرت عبداللہ بن انیس نے دمشق کی جانب اپنے گھوڑے کو تیز رفتار دوڑا دیا تھا اور دمشق آ کر اسلامی لشکر کے کیمپ میں آئے اور پکار کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح سے کہا کہ اے امین الامت! رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی کے بیٹے اور ان کے ساتھیوں کی جان خطرے میں ہے۔ رومیوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ پھر انہوں نے حصن ابی القدس کے معرکۂ جنگ کی تفصیل جلدی جلدی بیان کی۔ حضرت ابوعبیدہ نے فوراً استرجاع پڑھا اور حضرت خالد بن ولید سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابا سلیمان! میری سرداری میں یہ پہلا معرکہ ہے اگر حضرت عبداللہ بن جعفر اور ان کے ساتھیوں کو کچھ ہو گیا تو بہت بہت برا ہو گا لہٰذا میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم فوراً جاؤ اور حضرت عبداللہ کی کمک کرو۔ حضرت خالد بن ولید نے جواب دیا کہ اے امین الامت! آپ ہمارے سردار ہو۔ آپ کا حکم بجالانا مجھ پر لازم ہے۔ اگر حضرت عمر فاروق اعظم کسی لڑکے کو بھی سردار مقرر فرماتے تو میں اس لڑکے کی بھی اطاعت کرتا، جب کہ آپ تو سابق الایمان ہیں۔ پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو ''امین الامت'' کے لقب سے نوازا ہے۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیتا ہوں اور آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ خدا کی قسم! میں نے اپنی ذات کو خدا کی راہ میں قید کیا ہے۔ خدا کی راہ میں شمشیرزنی کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی مجھ سے سرزد نہ ہو گی۔

حضرت خالد نے جنگ یمامہ میں حاصل شدہ مسیلمۃ الکذاب کی زرہ پہنی اور اپنے ساتھیوں یعنی لشکر زحف کے مجاہدوں کو لے کر فوراً روانہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن انیس بھی راہ بتانے والے کی حیثیت سے ساتھ گئے۔ حضرت رافع بن عمیرہ طائی روایت کرتے ہیں کہ میں بھی حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ تھا۔ حضرت خالد نے اور ساتھیوں نے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دی تھیں اور گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے راستہ لپیٹ دیا اور ہم غروب آفتاب کے وقت حصن ابی القدس پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر حضرت خالد نے حضرت عبداللہ بن انیس سے فرمایا کہ تلاش کرو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن جعفر کہاں ہیں؟ حضرت عبداللہ بن انیس نے جواب دیا کہ انہوں نے تمام مجاہدوں کو صومعہ کے قریب جمع ہونے کا حکم دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ شاید وہ صومعہ کے قریب کہیں ہوں گے۔ حضرت خالد بن ولید جب راہب کے گرجا کے پاس گئے تو دیکھا کہ اسلامی لشکر کا نشان حضرت عبداللہ بن جعفر کے ہاتھ میں ہے اور ان کے اردگرد مجاہدین جمع ہیں لیکن تمام کے تمام زخمی اور نیم جان تھے اور ناامیدی کے عالم میں اللہ کی مدد کی آس و امید لگائے ہوئے تھے۔ بڑے ہی صبر استقلال کے ساتھ تمام مجاہدین رومیوں کے حملوں کا دفاع کر رہے تھے۔ عین اسی وقت اسلامی لشکر کے شیر ببر حضرت خالد بن ولید نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے حملہ کیا۔ نعرۂ تکبیر کی صدا سن کر مجاہدوں کی جان میں جان آ گئی اور رومیوں کی جانیں سوکھ گئیں۔ حضرت خالد نے مجاہدوں کو پکارا کہ اے دین کے خدمت گارو!

marfat.com

رومیوں کو تلواروں اور نیزوں کی نوک پر لو اور ان کے خون سے زمین کو رنگین اور سیراب کرو۔ حضرت خالد کا لشکر زحف زرہوں اور لوہے کے خودوں سے آراستہ تھا۔ حضرت خالد کا حکم ملتے ہی مجاہدین رومیوں پر ٹوٹ پڑے اور جس طرح شیر بکریوں کو پھاڑ کر رکھ دیتا ہے اس طرح مجاہدین نے رومیوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ رومیوں کو دائیں بائیں بکھیر دیا اور صفیں الٹ کر رکھ دیں۔ لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر نے اس وقت سنا کہ ہاتف غیبی ان الفاظ سے پکار رہا تھا کہ:

''خُذِلَ الْاٰمِنُ وَ نُصِرَ الْخَائِفُ . یَا حَمَلَةَ الْقُرآنِ! جَآءَ کُمُ الْفَرَجُ مِنَ الرَّحْمٰنِ و نُصِرْتُمْ عَلٰی عَبَدَةِ الصُّلْبَانِ''

ترجمہ: ذلیل و خوار ہوا بے ڈر یعنی رومی اور مدد دیا گیا ڈرنے والا یعنی مومن۔ اے قرآن کے اٹھانے والو، اللہ تعالیٰ رحمٰن کی طرف سے تم پر کشائش آئی اور صلیب پرستوں پر تم مدد دیئے گئے۔''

اب حضرت عبداللہ بن جعفر کے ساتھیوں میں بھی نیا جوش و خروش پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے بھی حضرت خالد بن ولید کے لشکر کی متابعت میں شدت سے حملہ کر دیا۔ آفتاب اب ڈوبنے لگا تھا۔ دن کا اجالا رخصت ہو رہا تھا اور شب تار اپنی سیاہ زلفیں بکھیرتی ہوئی اور ظلمت پھیلاتی ہوئی آ رہی تھی لہٰذا مجاہدوں نے دن چھپنے سے پہلے رومیوں کا صفایا کرنے میں بہت عجلت کی۔ تلوار کی ضربیں اتنی شدت سے ماریں کہ ڈھال کے دو ٹکڑے ہو جاتے اور ڈھال اٹھانے والے رومی کا سر مثل تربوز کئی ٹکڑے اور قاشیں ہو جاتا۔ رومیوں کو پتہ چل گیا کہ اسلامی لشکر کے شیر ببر حضرت خالد بن ولید اپنے بھائیوں کی مدد کو آ پہنچے ہیں۔ پھر کیا تھا؟ حضرت خالد کا نام سنتے ہی قوم لڑکھڑا گئی۔ خوف اور دہشت سے ادھر سے ادھر ہونے لگے۔ پیٹھ دکھا کر راہ فرار اختیار کی۔ جان بچی لاکھوں پائے پر عمل کرتے ہوئے مضطرب آہو کی طرح بھاگے۔ مجاہدوں نے تعاقب کیا۔ بہت سارے واصل جہنم کئے اور بہت کو قید پکڑ لیا۔

مجاہدوں کا صومعہ پر حملہ' حضرت ضرار کی جسیم ڈیل ڈول والے بطریق سے لڑائی:

جب رومیوں نے بھاگنا شروع کیا تب میدان میں اسلامی لشکر کے مجاہد ہی نظر آتے تھے۔ رومی یا تو مقتول پڑا ہوا نظر آتا تھا یا پھر وہ دم دبا کر بھاگ رہا تھا۔ حضرت ضرار بن ازور رومیوں کو قتل کرتے کرتے حضرت عبداللہ بن جعفر کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ کی زرہ اور آستینوں پر مقتول رومیوں کا خون پڑ پڑ کر جم گیا تھا اور وہ اونٹ کی کلیجی جیسا لگ رہا تھا۔ حضرت ضرار نے حضرت عبداللہ سے کہا کہ اے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد کے صاحبزادے! آپ نے اپنے والد کا بہت اچھا انتقام لیا ہے اور اپنے دل کی سوزش کو رومیوں کے خون سے سرد کیا ہے۔ حضرت ضرار بن ازور نے اپنے چہرے پر کپڑا باندھا تھا صرف آنکھیں نظر آتی تھیں۔ لہٰذا حضرت عبداللہ نے ان کو پہچانا نہیں اور پوچھا کہ اے دین اسلام کے مددگار آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ میں ضرار بن ازور صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے بڑے نازک وقت میں ہماری اعانت فرمائی۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت خالد بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ وہاں آئے۔

marfat.com

حضرت عبداللہ نے حضرت خالد بن ولید کا شکریہ ادا کیا بعدہ کہا کہ صومعہ (گرجا) میں بوڑھا راہب مع حاکم طرابلس کی بیٹی اور اس کی سہیلیوں کے چھپا ہوا ہے۔ بہت قیمتی جواہر، زیورات اور دیباج اور لباسوں کا خزانہ اس کے ساتھ ہے۔ صومعہ کو حفاظت کے لئے رومی بطارقہ اور سواروں نے گھیر رکھا ہے۔ لہٰذا اب اس پر یورش کرنی چاہئے۔

چنانچہ حضرت خالد، حضرت عبداللہ اور حضرت ضرار نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ الگ الگ سمت سے صومعہ پر حملہ کر دیا۔ رات کا وقت تھا۔ رومی سپاہیوں نے مشعلیں روشن کر رکھی تھیں اور صومعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ آگ کی روشنی میں رومی سپاہیوں کی زرہیں اور تلواریں مثل آئینہ چمک رہی تھیں۔ جیسے ہی اسلامی لشکر کے مجاہد صومعہ کے قریب گئے تمام رومی سپاہی مجاہدوں پر جھپٹے۔ ان کا سردار ایک بھاری ڈیل ڈول والا بطریق تھا۔ وہ رومی سپاہیوں کے مقدم تھا۔ وہ ایک خونخوار شیر نر کی طرح آگے آگے چلتا تھا اور شیر کی طرح ڈہکتا اور ڈکارتا تھا۔ اپنے گھوڑے کی زین پر اس طرح چپک کر بیٹھا تھا کہ گویا وہ گھوڑے کے جسم سے پیوست ہے۔ اس بطریق نے حضرت ضرار پر حملہ کر دیا۔ حضرت ضرار اس کی جسامت دیکھ کر محو حیرت تھے۔ بھاری ڈیل ڈول ہونے کے باوجود اس کی سرعت، جست، حملے کی شدت اور مقابل کا وار خالی پھیرنے کی مہارت دیکھ کر حضرت ضرار سمجھ گئے کہ وہ بڑا جنگجو اور ماہر فن حرب ہے۔ دونوں لڑتے لڑتے ایسی کشادہ جگہ میں پہنچ گئے جہاں با آسانی گھوڑا دوڑا سکیں۔ دونوں نے جنگ کے کرتب دکھا کر اپنی جنگی مہارت کا ثبوت دیا۔ بطریق بڑی شدت سے حضرت ضرار پر وار کرتا تھا اور غالب ہونے کی حد درجہ سعی کرتا تھا۔ حضرت ضرار بہت ہی احتیاط سے کام لیتے ہوئے خود کو اس کی ضرب کی زد سے بچاتے تھے۔ رات کا اندھیرا گہرا ہو گیا تھا۔ حضرت ضرار کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گھوڑا گرا نتیجۃً حضرت ضرار زمین پر گرے لیکن بطریق نے ایسے شدید وار شروع کئے کہ حضرت ضرار ان واروں کو اپنی ڈھال پر لیتے رہے اور بطریق کے وار خالی پھیرتے رہے۔ لہٰذا ان کو گھوڑے پر سوار ہونے کا موقع نہیں ملا۔ اس دوران بطریق نے غلطی سے اپنے گھوڑے کی لگام اتنی زور سے کھینچی کہ اس کا گھوڑا دونوں پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ بطریق کے گھوڑے کو چراغ پا ہوتا دیکھ کر حضرت ضرار نے اپنے پاس کی عمود (گرز) گھوڑے کے حلق پر دے ماری۔ گرز (Mace) کے لگتے ہی گھوڑا الٹا گرا اور بطریق بھی گھوڑے کے ساتھ گرا۔ بطریق نے فوراً کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر گھوڑے کی زین میں دب کر پھنس گیا تھا لہٰذا اٹھ نہ سکا۔ حضرت ضرار نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور بطریق کے سینے پر سوار ہو گئے۔ حضرت ضرار اپنی کمر میں ہمیشہ ایک یمنی چھری لٹکایا کرتے تھے۔ فوراً کمر سے چھری نکالی اور بطریق کے سینے میں گھسیڑ دی۔ صرف ایک وار میں بطریق کا کام تمام ہو گیا۔ چھری اس کے دل پر لگی تھی اور اس کا دل دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا۔ حضرت ضرار نے بطریق کے گھوڑے پر قبضہ کر لیا۔ گھوڑے کے زین میں سونے اور چاندی کے قیمتی جواہر کے نگینے جڑے ہوئے تھے۔ بطریق کے جسم کو خاک و خون میں ملا ہوا دیکھ کر اس کے ساتھ والے رومی سپاہی فوراً نو دو گیارہ ہو گئے۔ حضرت ضرار بطریق کے گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت عبداللہ بن جعفر کی مدد کرنے پہنچ گئے۔

لیکن حضرت عبداللہ بن جعفر نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کر کے رومی سپاہیوں کو زیر و زبر کر ڈالا اور صومعہ پر قابض ہو گئے تھے اور حضرت خالد کی آمد کا انتظار فرما رہے تھے۔ حضرت ضرار وہاں آئے اور تھوڑی دیر میں حضرت خالد بھی اپنے سامنے

marfat.com

والے رومیوں کا صفایا کر کے صومعہ پر آ پہنچے، صومعہ (دیر) پر مجاہدوں نے قبضہ کر لیا۔ دیر میں نہایت قیمتی چیزیں، ریشمی تھان، سونے چاندی کے زیورات اور برتن، جواہرات اور ہیرے موتی دستیاب ہوئے۔ میلہ میں ضروریات زندگی کی تمام اشیاء تھیں وہ تمام چیزیں بطور غنیمت ہاتھ لگیں۔ سامان خورد ونوش افراط سے حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں حاکم طرابلس کی لڑکی اور اس کی سہیلیاں قید ہوئیں۔ حضرت خالد کو اس معرکہ میں ایک شدید زخم لگ گیا تھا لیکن مہلک نہ تھا۔

حضرت خالد تمام قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر اپنے لشکر کے ساتھ اسلامی لشکر کے کیمپ دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔ دمشق میں حضرت ابوعبیدہ اور تمام مجاہدین حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے لئے بہت فکر مند تھے کیونکہ وہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد کے شہزادے ہونے کے ساتھ ساتھ شکل وصورت میں حضور اقدس سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ جب ان کو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ صحیح وسلامت واپس آتے دیکھا تو اسلامی لشکر کے کیمپ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تمام نے ان کا نعرۂ تکبیر سے شاندار استقبال کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت خالد بن ولید کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا اور دعائے جزائے خیر و برکت سے نوازا۔ پھر مال غنیمت سے خمس (20%) الگ نکال کر باقی تمام مجاہدوں میں تقسیم فرما دیا۔ مونے بطریق کا گھوڑا مع زین و دیگر ساز وسامان کے حضرت ضرار کو عطا فرمایا۔ حضرت ضرار نے گھوڑے کا زین اپنی بہن خولہ بنت ازور کو تحفہ میں دے دیا۔ حضرت خولہ نے اس زین سے قیمتی نگینے چن چن کر نکال لئے اور تمام نگینے مسلمان عورتوں میں تقسیم کر دیئے۔ ایک ایک نگینہ بہت ہی بیش بہا قیمت کا تھا۔

حاکم طرابلس کی لڑکی کے متعلق حضرت ابوعبیدہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق کو لکھا اور آپ کے حکم کے مطابق حاکم طرابلس کی لڑکی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کو ہبہ کر دی گئی جوان کے پاس زمانہ یزید پلید تک رہی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی سرداری میں اسلامی لشکر کی یہ پہلی فتح تھی۔

اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصرہ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس

marfat.com

''دمشق سے اسلامی لشکر کی روانگی اور مختلف مقامات از صلح و جنگ فتح''

حصن ابی القدس کا قلعہ فتح کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے اسلامی لشکر کو ''حلب'' (Aleppo) کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کا ارادہ حلب کا قلعہ فتح کرنے کے بعد ہرقل بادشاہ کے دارالسلطنت انطاکیہ (Antioch) پر یورش کرنے کا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید کو لشکر زحف کے ساتھ مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے اسلامی لشکر کے آگے روانہ کیا۔ حضرت خالد بن ولید کے روانہ ہونے کے بعد حضرت ابوعبیدہ دمشق سے روانہ ہوئے۔ اہل دمشق کو اسلامی احکام کی تعلیم اور تربیت و نیز وصول جزیہ و دیگر امور کی نگرانی کرنے کے لئے حضرت صفوان بن عامر اسلمی کو پانچ سو سواروں کے ساتھ دمشق میں ٹھہرنے کے لئے متعین کر کے حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کو لے کر ''بقاع'' اور ''لبوہ'' نام کے مقام پر پہنچے۔ وہاں سے انہوں نے اسلامی لشکر کو دو الگ الگ سمت میں جانے کے لئے دو حصوں میں منقسم کیا۔ حضرت خالد بن ولید کو ''حمص'' ''ارض عواصم'' اور ''قنسرین'' کی طرف روانہ کیا اور خود بجانب ''بعلبک'' روانہ ہوئے۔

حضرت ابوعبیدہ بقاع سے بعلبک کے لئے روانہ ہوئے ہی تھے کہ ایک بطریق بہت سارے ہدایا و تحائف لے کر ''جوسیہ'' سے آیا اور اس نے چار ہزار درہم اور پچاس تھان دیباج کے کپڑے پر ایک سال کامل کے لئے صلح کر کے جوسیہ کے لئے امان حاصل کی اور کہا کہ ہم صلح کی مدت کے درمیان کسی بھی بات میں تمہارے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔ صلح کر کے حضرت ابوعبیدہ بعلبک کی طرف آگے بڑھے۔ راہ میں دیکھا کہ دور سے ایک ناقہ سوار بڑی تیز رفتاری سے چلا آ رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ ناقہ سوار قریب آیا۔ وہ ناقہ سوار حضرت اسامہ بن زید طائی تھے جو مدینہ منورہ سے امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط لے کر آئے تھے۔ حضرت اسامہ نے آ کر سلام کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی خدمت میں امیر المومنین کا خط پیش کیا۔ اس خط میں امیر المومنین نے ''جبلہ بن ایہم غسانی'' کے متعلق لکھا تھا کہ وہ مرتد ہو کر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہاں سے بھاگا ہے اور اسلام کے خلاف رومیوں کی مدد کرنے ملک شام آیا ہوا ہے لہٰذا تم ہوشیار رہنا اور بہت احتیاط سے کام لینا۔ یہ خط پڑھ کر حضرت ابوعبیدہ نے ''بعلبک'' جانے کا ارادہ ترک فرما کر حضرت خالد بن ولید کی طرف بمقام ''حمص'' روانہ ہوئے۔

marfat.com

حضرت خالد بن ولید ایک تہائی لشکر لے کر بروز جمعہ ماہ شوال ۱۴ھ کو ''حمص'' (Homs) پہنچ گئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بھی اپنے ساتھ کا دو تہائی اسلامی لشکر لے کر حمص پہنچ کر حضرت خالد کے لشکر کے ساتھ ملحق ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید جس دن حمص پہنچے تھے اسی روز حمص کے حاکم کا انتقال ہوا تھا۔ اہل حمص کی جانب سے ایک بطریق نے آ کر بارہ ہزار دینار اور دو سو تھان ریشمی کپڑوں پر ایک سال کے لئے صلح کی۔ صلح کی مدت ذیقعدہ ۱۴ھ سے شوال ۱۵ھ قرار پائی۔ حضرت ابوعبیدہ حمص میں ٹھہر گئے اور حضرت خالد بن ولید کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ''حلب'' کے اطراف کے علاقے فتح کرنے روانہ کیا۔ حضرت خالد حمص سے روانہ ہو کر ''شیرز'' نام کے مقام پر پہنچے اور وہاں ''نہر مقلوب'' پر دو دن قیام کیا۔ وہاں سے ''کفرطات'' اور معرات'' ہوتے ہوئے'' دیر سمعان'' پہنچے اور اس مقام پر توقف کیا۔ حضرت خالد بن ولید نے حضرت مصعب بن محارث یشکری کو پانچ سو سواروں کے ساتھ'' بلاد عواصم'' کی طرف بھیجا۔ حضرت مصعب بہت ہی قلیل عرصہ میں بلاد عواصم کے علاقوں کو تاخت و تاراج کر کے بہت سارے غنائم اور قیدیوں کے ساتھ واپس آئے۔ پھر حضرت خالد بن ولید اپنے چار ہزار ساتھیوں کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ کے پاس حمص اس حال میں لوٹے کہ تمام مجاہدوں کے ہاتھ مالِ غنیمت سے بوجھل ہو گئے تھے اور اپنے ہمراہ چار سو رومیوں کو گرفتار کر کے لائے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ حضرت خالد کی اس کامیابی پر بہت خوش ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور دعا دی۔

حضرت ابوعبیدہ نے چار سو رومی گبروں کو فی کس چار دینار کا فدیہ لے کر آزاد کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیدی کے لئے چار دینار کا فدیہ مقرر فرمایا تھا۔ جن چار سو گبروں کو فدیہ لے کر آزاد کیا گیا تھا ان تمام گبروں کے نام حضرت ابوعبیدہ نے لکھ لئے۔ جب وہ گبر آزادی حاصل کر کے اپنے اہل و عیال میں واپس آئے تو انہوں نے مسلمانوں کے عدل و انصاف، رحم دلی، ایفائے عہد، نیکی اور حسن اخلاق کا ذکر کیا چنانچہ اطراف کے بہت سے قصبات اور قلعوں کے لوگوں نے ادائے جزیہ کی شرط پر صلح کر کے امان حاصل کی۔ پھر قنسرین اور شیرز کے لوگوں نے بھی ادائے جزیہ کی شرط پر صلح کر کے امان حاصل کی۔

لیکن !!!

قنسرین کے حاکم نے جو صلح کی تھی وہ مکر و فریب کے تحت کی تھی۔ اس صلح کے پس پردہ حاکم قنسرین نے ایک سازش کی تھی جس کا مفصل بیان آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصرہ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) قنسرین (۱۳) شیرز (۱۴) رستن

marfat.com

”جبلہ بن ایہم غسانی کا واقعہ“

ملک عرب میں قوم بنی غسان بہت ہی مشہور و معروف جنگجو قوم تھی۔ اس قوم کے اکثر لوگ سپہ گری کا پیشہ کرتے تھے اور جنگی فن میں اچھی خاصی مہارت رکھتے تھے۔ ۱۶ھ میں قوم بنی غسان کا سردار جبلہ بن ایہم غسانی اپنی قوم کے روساء و امراء کے ساتھ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با سلام ہوا۔ امیر المومنین جبلہ بن ایہم کے ایمان لانے سے بہت خوش ہوئے کہ جبلہ بن ایہم کی وجہ سے اسلام کے بازو زیادہ مضبوط ہوں گے۔ امیر المومنین نے جبلہ بن ایہم کی بہت ہی خاطر تواضع فرمائی اور اپنا مہمان بنا کر مہمان نوازی فرمائی۔ چند دن مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کے بعد جبلہ مکہ معظمہ واپس چلا گیا۔ اسی سال امیر المومنین بھی حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ امیر المومنین مکہ معظمہ میں مقیم تھے تب ایک واقعہ پیش آیا۔

جبلہ بن ایہم غسانی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خانہ کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔ اس نے اپنے شانہ پر ایک لمبی چادر ڈال رکھی تھی جس کا ایک سرا زمین تک پہنچ رہا تھا۔ اتفاق سے ”قوم فزارہ“ کا ایک دیہاتی شخص جبلہ بن ایہم کے بالکل قریب طواف کر رہا تھا۔ بے خیالی میں اس دیہاتی کا پاؤں جبلہ کی چادر کے ایک پلہ پر پڑ گیا۔ چادر جبلہ کے شانہ سے سرک کر زمین پر گر پڑی۔ جبلہ کو بہت غصہ آ گیا۔ طیش میں آ کر اس نے فزاری کی طرف شعلہ بار نگاہوں سے دیکھا۔ فزاری نے جبلہ کا بھیانک روپ دیکھا تو سہم گیا اور اس نے فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اے سردار! خدا کی قسم! میں نے قصداً نہیں کیا، غلطی سے اور بے خیالی میں مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی ہے جس کے لئے میں شرمندہ ہوں اور آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ لیکن جبلہ بن ایہم نے فزاری دیہاتی کا عذر قبول نہ کیا اور اس کے چہرے پر زور سے طمانچہ رسید کر دیا۔ نتیجۃً فزاری دیہاتی کے اگلے چار دانت اور ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ فزاری دیہاتی نے اس معاملہ کی امیر المومنین کی عدالت عالیہ میں شکایت درج کر دی۔ جبلہ بن ایہم کو امیر المومنین کے دربار میں طلب کیا گیا۔ جب جبلہ امیر المومنین کی عدالت میں حاضر ہوا تو امیر المومنین نے دریافت فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو اس امر پر برانگیختہ کیا کہ تو نے اپنے مسلمان بھائی کو شدت سے طمانچہ مار کر اس کے چار دانت توڑ دیئے اور اس کی ناک کو بھی مجروح کر دیا؟ جبلہ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس دیہاتی نے میری چادر کو اپنے پاؤں تلے کچل کر مجھے حرم محترم میں بے آبرو کر دیا۔ خدائے بزرگ و برتر کی قسم! اگر بیت اللہ شریف کی حرمت کا مجھے لحاظ نہ ہوتا تو میں اس کو وہیں قتل کر دیتا۔ حرم شریف کی حرمت و عظمت کا خیال کرتے ہوئے میں نے صرف ایک مکہ مارنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

جبلہ نے امیر المومنین کو جواب دینے میں اقرار جرم کر لیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اے جبلہ تو نے اپنی زبان سے اقبال

marfat.com

جرم کر لیا ہے لہٰذا تیرا قصور ثابت ہوتا ہے۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ اگر یہ فریادی تجھے معاف کر دے تو ٹھیک ورنہ میں تجھ سے "قصاص" یعنی بدلہ لوں گا۔ تیرے بھی دانت توڑ دیئے جائیں گے اور فریادی کی ناک کی طرح تیری ناک بھی مجروح کر دی جائے گی۔ امیر المومنین کا فیصلہ سن کر جبلہ بن ایہم چونک اٹھا اور مضطرب ہو کر کہا کہ اے امیر المومنین! میں اپنی قوم کا بادشاہ اور قبیلہ کا سردار ہوں۔ کیا ایک عام معمولی آدمی کے لئے میرے ساتھ قصاص لینے کا سخت رویہ اپنایا جائے گا؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ ہاں! ضرور قصاص لوں گا۔ اسلام کا قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ اسلام نے تجھے اور اسے برابر کر دیا ہے۔ اسلام میں مالدار اور بادشاہ کو احکام کی پابندی کرنے میں کسی قسم کی رعایت نہیں دی گئی۔ سب کے لئے ایک ہی قانون ہے۔ لہٰذا اگر یہ فریادی تجھے معاف نہیں کرتا تو قصاص دینے کے لئے آمادہ ہو جا۔ بقول:

ترجمانِ نبی ، ہم زبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

(از امام احمد رضا محدث بریلوی)

جبلہ بن ایہم نے دیکھا کہ "عدالت فاروقی" میں اٹل عدل و انصاف ہوتا ہے۔ یہاں کسی کی بھی رعایت نہیں کی جاتی۔ لہٰذا جبلہ نے امیر المومنین سے کہا کہ ایک دن کے لئے قصاص لینا موقوف فرمائیں تاکہ میں فزاری دیہاتی کو معاف کر دینے کے لئے رضامند کر لوں۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ یہ امر بھی فزاری دیہاتی کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ قصاص لینے میں ایک دن کی مہلت دینے پر راضی ہے تو میں مہلت دے سکتا ہوں ورنہ نہیں۔ چنانچہ امیر المومنین نے فزاری دیہاتی سے پوچھا کہ اگر جبلہ بن ایہم سے قصاص لینے میں ایک دن کی تاخیر کی جائے تو تجھ کو کوئی اعتراض ہے؟ فزاری دیہاتی نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ بخوشی اسے ایک دن کی مہلت عطا فرمائیں۔ فزاری دیہاتی کی رضامندی پر حضرت امیر المومنین نے جبلہ بن ایہم کو ایک دن کی مہلت دی اور قصاص کا معاملہ ایک دن کے لئے مؤخر فرما دیا۔

رات میں جبلہ نے سوچا کہ فزاری دیہاتی سے معافی مانگنا اور قصور معاف کرانے کے لئے اس کی منت سماجت کرنا میری شان کے خلاف ہے اور اگر فزاری دیہاتی نے معاف نہیں کیا تو کل صبح امیر المومنین میرے دانت اور ناک کی ہڈی توڑ کر رکھ دیں گے اور پورے ملک عرب میں میری ذلت اور رسوائی ہوگی لہٰذا وہ رات ہی میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکہ معظمہ سے ملک شام کی طرف بھاگ گیا اور اسلام سے منحرف و مرتد ہو کر اسلامی لشکر کے مقابل لڑنے کے لئے قیصر روم ہرقل بادشاہ کے پاس "انطاکیہ" چلا گیا۔ دوسرے دن امیر المومنین کو پتہ چلا کہ جبلہ بن ایہم غسانی مرتد ہو کر رومیوں کی کمک کرنے ملک شام گیا ہے تو آپ نے حضرت اسامہ بن زید طائی کو خط دے کر تیز رفتار اونٹ پر حضرت ابوعبیدہ کی جانب روانہ فرمایا۔ حضرت اسامہ بن زید کی حضرت ابوعبیدہ سے ملاقات اس وقت ہوئی جب حضرت ابوعبیدہ جوسیہ والوں سے صلح کر کے بعلبک کی طرف جا رہے تھے۔ امیر المومنین کا خط پڑھ کر حضرت ابوعبیدہ نے اپنا ارادہ بدل دیا اور بعلبک جانے کے بجائے آپ حضرت خالد بن ولید کے پاس حمص چلے گئے۔

marfat.com

جنگ قنسرین

جب حضرت ابوعبیدہ نے چار سو رومی گبروں کو فدیہ لے کر آزاد کر دیا اور ان گبروں نے اپنے اپنے گاؤں میں آ کر اسلامی لشکر کے حسن سلوک کا ذکر کیا۔ جب قنسرین کے لوگوں نے سنا کہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم بہت نرم طبیعت کے ہیں اور جو بھی ان کے پاس جا کر امان طلب کرتا ہے اسے امان دیتے ہیں۔ تو اہل قنسرین جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کر کے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ ہم بھی دیگر مقامات کی طرح صلح کر کے اسلامی لشکر سے امان حاصل کر لیں۔ لیکن اہل قنسرین نے یہ معاملہ قنسرین کے حاکم ''لوقا'' سے پوشیدہ رکھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حاکم لوقا نہایت مغرور، متکبر، سرکش اور جنگجو تھا۔ ہرقل بادشاہ کے ساتھ اس کے گہرے تعلقات تھے۔ لہٰذا لوگوں نے صلح کا معاملہ حاکم لوقا سے مخفی رکھا مگر پھر بھی حاکم لوقا کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ خشمناک ہوا کیونکہ حاکم لوقا متعصب قسم کا نصرانی تھا۔ مسلمانوں سے وہ کسی بھی قیمت پر صلح کرنا نہیں چاہتا تھا بلکہ آخری سانس تک لڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اسلامی لشکر سے ٹکرانے کی غرض سے ہی حاکم لوقا نے اپنے جانی دشمن حاکم حلب ''یوقنا'' سے صلح کر کے ہاتھ ملائے تھے۔ حاکم قنسرین لوقا اور حاکم حلب یوقنا میں بہت پرانی عداوت تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ جب اسلامی لشکر کی ملک شام میں آمد ہوئی تو ہرقل بادشاہ نے حاکم لوقا اور حاکم یوقنا کو اپنے پاس بلایا اور مسلمانوں کے متعلق ان کی رائے معلوم کی۔ دونوں نے ایک ہی جواب دیا کہ ہم مر جائیں گے لیکن اہل عرب سے صلح نہیں کریں گے بلکہ دین مسیح کی حمایت میں ہم اپنی جان قربان کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ تب ہرقل بادشاہ نے کہا کہ ان عربوں سے متفرق ہو کر لڑنے میں کامیابی کے امکان کم ہیں۔ وقت کا تقاضا یہی ہے کہ آپسی اختلاف بالائے طاق رکھ کر متحد اور مجتمع ہو کر ان کا مقابلہ کرو۔ پھر ہرقل بادشاہ نے حاکم لوقا اور حاکم یوقنا کے درمیان جو رنجش تھی ان کا ازالہ کر دیا اور صلح کرا دی اور دونوں کو وعدہ کیا کہ تم کو عربوں کے مقابلے کے لئے جب بھی ضرورت پڑے تب مجھ سے دس ہزار سواروں کی کمک طلب کر لینا۔ *الختصر!* حاکم قنسرین لوقا ہرقل بادشاہ کا معتمد اور قرابتی ہونے کی وجہ سے صلح کا سخت مخالف تھا اور اسلامی لشکر سے جنگ کر کے اسلامی لشکر کو نیست و نابود کرنے کے خواب دیکھتا تھا۔ اہل قنسرین کا صلح کا ارادہ اس کے لئے ناقابل برداشت معاملہ تھا۔

حاکم قنسرین لوقا نے مکر و فریب کی نیت سے صلح کی:

حاکم لوقا نے شہر کے سربرآوردہ لوگوں کو جمع کر کے پوچھا کہ اے شہر کے معزز حضرات تم لوگوں نے عربوں کے متعلق کیا مشورہ طے کیا ہے؟ اہل شہر نے کہا کہ اے سردار! مسلمانوں کے اخلاق بہت ہی عمدہ ہیں۔ وہ اپنی زبان کے پکے ہیں۔ جو بھی

marfat.com

وعدہ کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔ صلح کرنے والوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ جن جن شہروں کے ساتھ صلح کی ہے ان کے ساتھ اپنی ذمہ داری کامل طور پر نبھائی ہے اور عہد و اقرار پورا کرنے میں کسی قسم کی کمی یا کوتاہی نہیں کی بلکہ احسان کیا ہے اور جو ان سے لڑنے نکلا ہے اسے تباہ و برباد کیا ہے۔ لہٰذا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم عربوں سے صلح کر کے امان حاصل کر لیں اور ان کی ذمہ داری میں داخل ہو جائیں تا کہ ہم مع اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب سب ذر اور بے خوف ہو جائیں۔ حاکم لوقا نے دیکھا کہ تمام لوگوں کا رجحان صلح کی طرف ہے۔ تمام کے تمام صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں ایسی صورت میں اگر میں نے صلح کی مخالفت کی اور عربوں سے جنگ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو شہر کے لوگ میرا ساتھ نہیں دیں گے بلکہ میری مخالفت پر اتر آئیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ عربوں سے صلح کر لیں اور مجھے تنہا چھوڑ دیں لہٰذا اس نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ تمہارا مشورہ بہت نیک ہے۔ قسم ہے حق مسیح کی! میں بھی تمہاری رائے سے اتفاق کرتا ہوں لیکن ہم ان سے صرف ایک سال کی مدت کے لئے ہی صلح کریں گے۔ اس مدت کے درمیان ہم دیکھیں کہ حلب والوں کے ساتھ ان کا معاملہ کیا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہرقل اعظم ایک سال کی مدت کے دوران عربوں کے استحصال کے لئے کون سے اقدام اٹھاتے ہیں۔ ایک سال کے لئے صلح کر کے ہم عربوں سے بے ڈر ہو جائیں اور وہ ہم سے مطمئن ہو جائیں۔ ایک سال کی مدت کے درمیان ہم قلعہ میں رسد، غلہ، اشیاء صرف اور ہتھیار جمع کر لیں اور لڑنے والے سپاہی جمع کر لیں۔ ہرقل بادشاہ سے کمک طلب کر لیں اور جب ہم اس قابل ہو جائیں کہ جنگ کرنا ہمارے لئے فائدہ مند ہے تو ہم صلح کو توڑ کر اچانک عربوں پر دھاوا بول دیں گے۔ عرب صلح کی وجہ سے ہم سے بے خوف اور مطمئن ہونے کی وجہ سے غافل ہوں گے اور ہم حملہ کر کے ان کو ہلاک کر دیں گے۔ حاضرین نے حاکم لوقا کی رائے کو پسند کیا اور مکر اور فریب پر مشتمل تجویز متفقہ طور پر منظور رکھی گئی۔

حاکم لوقا نے ''اصطخر'' نامی ایک بطریق کو بلایا جو دین نصرانیہ اور دین یہودیہ کا راہب اور عالم تھا۔ نیز وہ عربی زبان میں فصیح و بلیغ گفتگو کرنے کی مہارت رکھتا تھا۔ حاکم لوقا نے اصطخر سے کہا کہ تو میرے سفیر کی حیثیت سے اسلامی لشکر کے سردار کے پاس جا اور ایک سال کے لئے ان سے صلح کا معاہدہ طے کر آ تا کہ ہم ایک سال کے لئے عربوں سے بے ڈر ہو جائیں اور رسد، اشیاء صرف، سامان حرب اور لشکر قلعہ میں جمع کر لیں۔ پھر ان پر حملہ کر کے ان کو نیست و نابود کر ڈالیں گے۔ حاکم لوقا نے اصطخر کو ایک خط حضرت ابوعبیدہ کے نام دیا اور اپنے ایلچی کی حیثیت سے اسے اسلامی لشکر کے کیمپ کی طرف روانہ کیا۔

ایلچی اصطخر کا صلح کی پیش کش لے کر آنا، حضرت خالد کا مکر وفریب پر مطلع ہو جانا:

حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کے ساتھ ''حمص'' میں مقیم تھے اصطخر نے عمدہ خلعت کا لباس پہنا اور اپنے ساتھ دس غلاموں کو لے کر حمص کی طرف روانہ ہوا۔ جب اصطخر اسلامی لشکر کے کیمپ میں پہنچا تب اسلامی لشکر کے کیمپ میں عصر کی نماز باجماعت پڑھی جا رہی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ امامت کر رہے تھے۔ اصطخر تعجب بھری نظروں سے اسلام کے اہم رکن عبادت نماز کے منظر کو دیکھتا رہا۔ جب نماز پوری ہوئی تو مجاہدوں نے دیکھا کہ ایک رومی بطریق فاخرہ لباس پہنے ہوئے اپنے خدام کے ہمراہ اسلامی لشکر کے کیمپ کے قریب کھڑا ہے۔ حضرت عبداللہ بن ربیعہ فوراً اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور

marfat.com

کیا چاہتا ہے؟ اصطحر نے کہا کہ میں قنسرین کے حاکم لوقا کا ایلچی ہوں اور تمہارے سردار کے نام خط لایا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن ربیعہ رومی ایلچی اصطحر کو حضرت ابوعبیدہ کے خیمہ میں لے آئے۔ حضرت ابوعبیدہ کی دائیں طرف حضرت خالد بن ولید اور بائیں طرف حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے کی طرف صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے۔

رومی ایلچی اصطحر نے خیمہ میں داخل ہو کر اسلامی لشکر کے سرداروں کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت ابوعبیدہ نے اسے سجدہ کرنے سے باز رکھا اور فرمایا کہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا روا نہیں۔ پھر حضرت خالد نے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے؟ کس کا بھیجا ہوا ہے؟ حضرت خالد کا بارعب سوال کا لہجہ دیکھ کر رومی ایلچی اصطحر کا دل رعب سے بھر گیا اور اس نے حضرت خالد کو مؤدبانہ اور نرم لہجہ میں پوچھا کہ اے برادر عربی! کیا آپ ہی اسلامی لشکر کے سردار ہیں؟ حضرت خالد نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میں اسلامی لشکر کا ادنیٰ سپاہی ہوں۔ ہمارے معزز سردار یہ ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ کی جانب اشارہ کیا۔ اصطحر نے کہا کہ میں حاکم لوقا کا ایلچی ہوں اور آپ کے نام خط لایا ہوں۔ اصطحر نے حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں حاکم لوقا کا خط پیش کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے تمام حاضرین کو سنانے کے لئے بلند آواز سے خط پڑھ کر سنایا۔ خط کا مضمون حسب ذیل تھا:

''ہمارا شہر قنسرین ہمارے دشمنوں کو ہم سے باز رکھنے والے مضبوط قلعہ والا شہر ہے۔ ہمارے شہر میں جنگجو سپاہیوں کا بڑا لشکر موجود ہے۔ ہمارے شہر میں غلہ، رسد اور اشیاء صرف کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ اگر تم چالیس سال تک ہمارے شہر کا محاصرہ کرو گے تب بھی ہم کو کسی چیز کی کمی یا قلت محسوس نہ ہو گی تم کبھی بھی ہمارا قلعہ فتح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے بلکہ ہمارا قلعہ فتح کرنا تمہارے لئے ناممکن ہے۔ تمہارے مقابلہ کے لئے ہرقل بادشاہ نے ''حد خلیج'' سے ''دومۃ الکبریٰ'' تک کے رومی باشندوں سے مدد طلب کی ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ دیکھیں کہ اس مقابلہ میں تمہارا انجام کیا ہوتا ہے اور ملک شام کے شہر کس کے قبضہ میں آتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم اہل قنسرین خونریزی کو پسند نہیں کرتے لہٰذا ہم تم سے ایک سال کی مدت کے لئے مصالحت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم تم سے جو صلح کرنا چاہتے ہیں وہ ہرقل بادشاہ سے خفیہ طور پر صلح کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر ہرقل بادشاہ کو پتہ چلا کہ ہم نے تم سے صلح کی ہے تو وہ ہم کو ہلاک کر ڈالے گا۔''

جب حضرت ابوعبیدہ حاکم لوقا کا خط پڑھ رہے تب حضرت خالد بن ولید بہت ہی سنجیدہ ہو کر غور و فکر کرتے ہوئے سنتے تھے اور سر کو ہلاتے تھے اور انکار کا اشارہ کرتے تھے۔ جب خط پڑھا جا چکا تو حضرت خالد بن ولید نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ اے سردار! قسم ہے اس کے حق کی جس نے ہماری مدد کر کے تائید فرمائی ہے اور ہم کو امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بنایا ہے۔ اس خط سے مکر و فریب کی بو آتی ہے۔ خط کا مضمون اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ قنسرین کا حاکم وقت کو ٹالنا چاہتا ہے اور ہم کو دھوکہ دے کر جنگی تیاری کرنا چاہتا ہے لہٰذا میں آپ سے مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کی صلح کی درخواست کو ٹھکرا دو ہم کو حکم دو کہ ہم قنسرین پر یورش لے جائیں۔ قسم ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی! قسم ہے بیعت حضرت ابوبکر صدیق کی! قسم ہے امارت حضرت عمر فاروق اعظم کی! ہم ان کو خاک و خون میں ملا دیں گے۔ ان کو پس کر رکھ

marfat.com

دیں گے۔ ان کے قلعوں اور شہروں کو فتح کرلیں گے اور ان کا مال واسباب ہمارے لئے غنیمت ہے۔ حضرت خالد بن ولید کی جذباتی گفتگو سن کر حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! آپ توقف کرو۔ جب وہ صلح پر آمادہ ہوئے ہیں تو ہمیں بھی صلح کی طرف آمادہ ہونا چاہئے کیونکہ صلح جنگ سے بہتر ہے۔

حضرت خالد بن ولید نے جواب دیا کہ اے سردار! بے شک ہر حال میں صلح جنگ سے بہتر ہے لیکن جس صلح کی بنیاد مکر و فریب پر رکھی گئی ہو وہ صلح اچھی نہیں بلکہ دشمن کے ہاتھ سے دھوکہ کھانا ہے اور پھر بعد میں پچھتانا پڑے گا۔ اگر حاکم لوقا اخلاص نیت سے صلح کرنا چاہتا ہے تو اسے لکھئے کہ صرف ایک سال کی مدت کے لئے عارضی صلح نہ کرے بلکہ ہمیشہ کے لئے دائمی صلح کرے ورنہ ہم کو ایسی مکر و فریب کی چال میں پھنسنے والی صلح کی کوئی ضرورت نہیں۔ رومی ایلچی اصطخر نے جب حضرت خالد بن ولید کی بیباکانہ اور دلیرانہ گفتگو سنی تو اسے یقین ہوگیا کہ واقعی یہ شخص بہت ہی چالاک اور عقلمند ہے اور مکر و فریب کی تہ تک پہنچنے والی دور رس نگاہ رکھنے والا ہے لہٰذا اس نے حضرت خالد سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے عربی سردار! آپ کا نام کیا ہے اور آپ کا تعارف کیا ہے؟ حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ میرا نام خالد بن ولید مخزومی ہے میں دلیر جنگجو ہوں اور میری تلوار کافروں اور مشرکوں کو ہلاک کرنے والی اور مٹانے والی ہے۔ حضرت خالد کا نام سن کر رومی ایلچی اصطخر کا پسینہ چھوٹ گیا۔ اس نے کہا کہ ہاں تم وہی شخص ہو کہ جس کی شجاعت و بہادری کا چرچا ملک شام کے گھر گھر میں ہوتا ہے اور ہر شخص کی زبان پر تمہاری دلیری اور استقلال کا ذکر ہے۔ لیکن تمہاری باتوں سے ایسا لگتا ہے کہ تم صلح سے زیادہ جنگ کو پسند کرتے ہو۔

حضرت خالد نے فرمایا کہ میں صلح جو ہوں۔ میں خونریزی کو پسند نہیں کرتا لیکن جو ہم سے دل کی صفائی کے ساتھ مصالحت کرتا ہے ہم اس کے ساتھ فوراً صلح کر لیتے ہیں لیکن جو ہم کو دھوکہ دینے کے لئے مکر و فریب کی چال چلتا ہے ہم اس کو اچھی طرح پہچان لیتے ہیں اور کسی کے جال میں نہیں پھنستے ہیں۔ تمہارے حاکم لوقا کے خط سے مکر و فریب کا راز عیاں ہو رہا ہے۔ اس کا صلح سے صرف یہی ارادہ ہے کہ اگر اسلامی لشکر کو فتح حاصل ہو تو صلح کی ڈھال کی آڑ میں وہ محفوظ رہے اور اگر ہمارے دشمنوں کا غلبہ ہو تو وہ ہمارے دشمن کے گروہ میں شامل ہو جائے بلکہ بہت ممکن ہے کہ ہرقل بادشاہ کے امدادی لشکر کی آمد پر وہ صلح توڑ کر ہمارے ساتھ لڑنے نکلے گا۔ لہٰذا اگر تمہارے شہر سے ہرقل بادشاہ کے لشکر کی مدد کرنے کے لئے جو بھی شخص نکلے گا وہ ہماری امان سے خارج ہو جائے گا۔ رومی ایلچی اصطخر نے کہا کہ اے عربی سردار! تم نبی رحیم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی امت ہونے کی وجہ سے رحم کرنے والوں میں سے ہو لیکن کیا وجہ ہے کہ میں آج معاملہ برعکس دیکھ رہا ہوں۔ ہم صلح کی درخواست کرتے ہیں اور صلح کے طالب ہیں لیکن تم منظور نہیں کرتے۔ بالآخر رومی ایلچی اصطخر نے حلفیہ یقین دلایا اور حضرت خالد کی شرائط منظور کیں اور ایک سال کی مدت کے لئے صلح ہوئی۔ صلح کی مدت ذی الحجہ ۱۴ھ تک قرار پائی۔ چار ہزار دینار شاہی، ایک سو اوقیہ چاندی اور ایک ہزار حلب کے کپڑے اور ایک ہزار وسق غلہ پر صلح ہوئی۔

قنسرین کی حد مقرر کرنے، ہرقل بادشاہ کی تصویر رکھنا اور تصویر کی آنکھ پھوڑ دینے کا معاملہ:

جب اہل قنسرین سے صلح کا معاہدہ طے ہوگیا تو رومی ایلچی اصطخر نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ ہمارے علاقہ کی حد

marfat.com

بندی مقرر ہونی چاہئے کیونکہ قنسرین اور حلب کی سرحدیں ملحق ہیں۔ قنسرین کی حد ختم ہوتے ہی حلب کا علاقہ شروع ہوتا ہے جہاں دونوں حدیں ملتی ہیں وہاں کوئی نشانی رکھ دینی چاہئے تاکہ تمہارے لشکر کا آدمی ہماری حد میں داخل ہو کر کوئی گڑبڑی نہ کریں کیونکہ ''حلب'' والوں سے تمہاری صلح نہیں اور تمہارے آدمی حلب کا علاقہ ہونے کی غلط فہمی میں ہمارے علاقہ کو تاخت و تاراج نہ کر بیٹھیں اور ہمارے درمیان کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ تمہاری بات مناسب ہے۔ میں اپنے کسی آدمی کو حد بندی کی علامت کا نشان قائم کرنے کے کام پر مامور کر دیتا ہوں۔ رومی ایلچی اصطخر نے کہا کہ اے سردار! آپ تکلیف گوارا نہ فرمائیں۔ ہماری حد مشہور و معروف ہے جس جگہ پر قنسرین اور حلب کی حدیں ملتی ہیں وہاں پر ہم ایک ستون (Pole) کھڑا کر دیتے ہیں اور اس پر ہرقل بادشاہ کی تصویر بنا دیتے ہیں لہٰذا آپ اپنے سپاہیوں کو حکم فرما دیں کہ کوئی بھی شخص اس ستون سے تجاوز نہ کرے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ یہ تدبیر مناسب ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کو مطلع کر دوں گا۔

اہل قنسرین نے اپنے علاقہ کی سرحد پر ایک مستحکم ستون تعمیر کرا کر اس پر ہرقل بادشاہ کی تصویر اس طرح بنا دی کہ گویا وہ اپنے دارالسلطنت میں تخت پر بیٹھا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کے مجاہدوں کو تاکید فرما دی کہ کوئی بھی شخص اس تصویر والے ستون سے تجاوز نہ کرے اور جو شخص یہاں موجود نہیں ہے ان تک میرا حکم پہنچا دو کہ ستون سے آگے تجاوز کرنے کی ممانعت ہے۔

کچھ مجاہدین قنسرین کے علاقہ کے قریب کے رومی دیہاتوں کی طرف گئے ہوئے تھے ان کو اس ستون کے متعلق کوئی معلومات یا اطلاع نہیں تھی۔ اتفاق سے حضرت ملتمس بن عامر اور حضرت ابوجندل بن سہل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس ستون کے قریب سے گزرے۔ ستون پر ہرقل بادشاہ کی تصویر دیکھی تو سب کو تعجب ہوا۔ وہ تمام مجاہدین ستون کے قریب راستہ کی تھکن دور کرنے ٹھہرے پھر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو کاوے (گھوڑے کو اس طرح چکر دینا کہ اس کے قدموں کے نشانوں سے زمین پر ایک دائرہ پیدا ہو جائے) پر پھیرنے کی تعلیم دینے لگے اور اپنے ساتھیوں کو نیزہ بازی کی مشق کرانے لگے۔ نیزہ بازی کی مشق (Practice) کے دوران حضرت ابوجندل بن سہل کے نیزہ کی انی غلطی سے ہرقل بادشاہ کی تصویر کی آنکھ میں چبھ گئی اور تصویر کی ایک آنکھ اندھی ہو گئی۔ کچھ فاصلہ پر ستون کی نگرانی پر مامور رومی سپاہی کھڑے تھے وہ دوڑ کر آئے اور شور و غل مچایا۔ حضرت ابوجندل نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے یہ فعل قصداً نہیں کیا بلکہ اتفاقیہ نیزہ تصویر کی آنکھ میں لگ گیا ہے۔ کچھ رومی سپاہی قنسرین شہر کی طرف بھاگے اور حاکم لوقا کو ہرقل بادشاہ کی تصویر کی آنکھ پھوٹنے کے حادثہ کی اطلاع دی لوقا یہ خبر سن کر بہت برہم ہوا اور اس نے یہ بھی کہا کہ تم نے بدعہدی کی ہے اور اپنی ذمہ داری اور وفاداری پر قائم نہیں رہے اور جو بدعہدی کرتا ہے وہ خوار ہوتا ہے۔

رومی ایلچی اصطخر اپنے ساتھ ایک سو سواروں کو لے کر حضرت ابوعبیدہ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ آپ کے آدمیوں نے ستون پر نصب کی ہوئی ہرقل بادشاہ کی تصویر کی آنکھ پھوڑ ڈالی ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ مجھے اس معاملے کا حال معلوم نہیں لیکن پھر بھی میں تمہارے سامنے اس کی تحقیق کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ جس شخص نے بھی ہرقل بادشاہ کی تصویر

marfat.com

کی آنکھ پھوڑی ہو وہ میرے سامنے آئے۔ حضرت ابوجندل سامنے آئے اور مؤدبانہ عرض کیا کہ اے محترم سردار! یہ قصور مجھ سے ہوا ہے لیکن یہ کام میں نے قصداً نہیں کیا بلکہ غلطی سے نیزہ تصویر کی آنکھ میں پیوست ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان کی سرزنش فرمائی اور آئندہ احتیاط برتنے کی سب کو تاکید کی۔ رومی ایلچی نے مطالبہ کیا کہ ہم اس خطا کا قصاص چاہتے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ قصاص میں تم کیا چاہتے ہو؟ اصطخر نے کہا کہ ہمارے بادشاہ کی آنکھ کے بدلے میں ہم تمہارے بادشاہ کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ تم بخوشی اپنا انتقام لے لو۔ میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ اسی وقت میری آنکھ پھوڑ ڈالو۔ رومی ایلچی اصطخر نے کہا تمہاری آنکھ نہیں بلکہ تمہارے بادشاہ جو ملک عرب کے مالک و مختار کی حیثیت سے حکمراں ہیں ان کی آنکھ کا ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ یعنی امیرالمومنین حضرت عمر فاروق اعظم کی آنکھ کا۔

رومی ایلچی اصطخر کی بات سن کر اسلامی لشکر کے مجاہدین خشمناک اور غضبناک ہو گئے اور اصطخر اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے پر مستعد ہوئے۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں کو روکا اور سرزنش کرتے ہوئے فرمایا کہ ایلچی کو قتل کرنا آئین وفا کے خلاف ہے۔ مجاہدوں نے کہا کہ ہم ہمارے امام و خلیفہ کے عوض اپنی جانیں اور آنکھیں قربان کرنے کو تیار ہیں۔ ہرقل بادشاہ کی تصویر کی آنکھ کے قصاص میں جتنی آنکھیں رومیوں کو درکار ہیں وہ ہم دینے کے لئے تیار ہیں لیکن خبردار! ہمارے امام و خلیفہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروق اعظم کی آنکھ کا ذکر اپنے زبان پر لایا تو ہم اس کی زبان کھینچ لیں گے۔

رومی ایلچی اصطخر نے اسلامی لشکر کے مجاہدوں کا جوش اور اشتعال دیکھا تو سہم گیا اور کہا کہ میری مراد یہ ہے کہ جس طرح تم نے ہمارے بادشاہ کی تصویر کی آنکھ پھوڑی ہے ہم بھی اسی طرح تمہارے بادشاہ یعنی حضرت عمر کی تصویر بنا کر اس تصویر کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔ مجاہدوں نے کہا کہ ہم نے تمہارے بادشاہ کی تصویر کی آنکھ قصداً اور عمداً نہیں پھوڑی جب کہ تم یہ امر عمداً کرنا چاہتے ہو۔ القصہ! رومیوں نے حضرت ابوعبیدہ کی تصویر کی آنکھ پھوڑنے پر معاملہ طے کیا۔ چنانچہ رومیوں نے ایک ستون پر حضرت ابوعبیدہ کی تصویر بنائی جس میں شیشے کی دو آنکھیں بنائیں۔ پھر ایک شخص نے اپنے ہاتھ میں نیزہ لیا اور بحالت غصہ نیزہ تصویر کی آنکھ میں مارا اور آنکھ پھوڑ ڈالی۔

marfat.com

''حمص سے اسلامی لشکر کی روانگی''

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص میں اسلامی لشکر کا کیمپ رکھا تھا اور اطراف کے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں کو فتح کرتے تھے لیکن کوئی بڑا شہر یا مشہور مقام فتح نہ کیا تھا۔ مدینہ میں اسلامی لشکر کی ملک شام سے عرصہ دراز گزرنے کے باوجود کوئی اطلاع یا فتح کی خوشخبری نہ آنے کی وجہ سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم بہت فکر مند تھے لہٰذا انہوں نے حضرت ابوعبیدہ کو ایک خط لکھا کہ تمہاری طرف سے کسی بڑے مقام کی فتح کی خوشخبری نہیں آئی۔ تم کسی رومی شہر پر حملہ بھی نہیں کرتے اور نہ ہی کسی جانب پیش قدمی کرتے ہو۔ کیا تم جہاد سے جی چراتے ہو؟ کیا تمہارے اندر بزدلی آ گئی ہے؟ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف ارشاد فرمایا ہے کہ:

''قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠''

(پارہ:۱۰، رکوع:۹، سورۃ التوبہ، آیت:۲۴)

ترجمہ: ''تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا''۔ (کنز الایمان)

تفسیر: ''اور جلدی آنے والے عذاب میں مبتلا کرے یا دیر میں آنے والے میں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دین کے محفوظ رکھنے کے لئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا مسلمان پر لازم ہے۔'' (تفسیر خزائن العرفان، ص:۳۴۲)

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم نے اپنے خط میں یہاں تک لکھا کہ تم لوگ جہاد سے بزدلی کر کے قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کے مصداق مت بننا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے امیر المومنین کا خط پڑھا تو اہل قنسرین سے صلح کرنے پر نادم ہوئے پھر حضرت ابوعبیدہ نے تمام مجاہدوں کو امیر المومنین کا خط سنایا خط کا مضمون سماعت کر کے تمام مجاہد رونے لگے اور حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ امیر المومنین شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم جہاد سے جی چراتے ہیں لہٰذا اے سردار! قنسرین والوں کو ان کے حال پر چھوڑ

marfat.com

دو اور ہم کو "حلب" یا "انطاکیہ" کی جانب کوچ کرنے کا حکم دو۔

اہل رستن اور شیرز سے مصالحت:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط آنے کے چند دنوں کے بعد حضرت ابو عبیدہ نے اسلامی لشکر کو "حلب" کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ راہ میں "رستن" نام کا شہر آیا۔ وہاں کے لوگوں نے ادائے جزیہ کی شرط پر صلح کی۔ رستن سے روانہ ہو کر اسلامی لشکر "حمات" نامی مقام پر پہنچا جب اسلامی لشکر حمات پہنچا تو وہاں کے لوگ اپنے ساتھ راہبوں اور قسوں کا گروہ لے کر ہاتھوں میں انجیل اٹھائے ہوئے حضرت ابو عبیدہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہماری قوم سے تم ہمارے نزدیک محبوب تر ہو۔ ہم تم سے صلح کر کے تمہارے عہد اور ذمہ داری میں داخل ہونے کی خواہش لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ نے اہل حمات سے صلح کی اور صلح و ذمہ داری کی دستاویز لکھ دی۔ وہاں سے روانہ ہو کر اسلامی لشکر "شیرز" نام کے شہر پر پہنچا۔ جب اہل شیرز کو معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر آیا ہے تو تمام لوگوں نے اسلامی لشکر کا شاندار استقبال کیا اور ادائے جزیہ کی شرط پر مصالحت کی۔ حضرت ابو عبیدہ نے اہل شیرز سے ہرقل بادشاہ کے متعلق پوچھا تو شیرز کے لوگوں نے اطلاع دی کہ قنسرین کے حاکم لوقا نے ہرقل بادشاہ سے کمک طلب کی ہے تا کہ وہ تم سے لڑے۔ ہرقل بادشاہ نے ملک عرب کے جنگجو نصرانی عرب سردار "جبلہ بن ایہم غسانی" کو قوم غسان، عرب متنصرہ اور عمودیہ کے رومیوں کا دس ہزار کا لشکر قنسرین کے حاکم کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ جبلہ بن ایہم غسانی اپنے لشکر کے ساتھ انطاکیہ سے روانہ ہو کر قنسرین کے قریب لوہے کے پل پر پڑاؤ کئے ہوئے ہے لہٰذا تم بہت ہوشیار رہو، نہ معلوم کس وقت وہ تمہارے سامنے آ جائے۔ حضرت ابو عبیدہ نے "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل" پڑھا حضرت خالد نے حضرت ابو عبیدہ سے کہا کہ اے سردار میں نے آپ سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ قنسرین کے حاکم کے پیٹ میں پاؤں ہیں وہ ضرور ہم سے مکر و فریب کرے گا۔ حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا اے ابا سلیمان! تمہاری رائے مناسب تھی لیکن حاکم قنسرین کو اس کا مکر و فریب بھاری پڑ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے ہلاک فرمائے گا۔

جبلہ بن ایہم کے سپاہیوں نے اسلامی لشکر کے خدام کے ساتھ دست درازی کی:

جبلہ بن ایہم غسانی کے دس ہزار کے لشکر کی آمد کی خبر سن کر حضرت ابو عبیدہ نے اسلامی لشکر کو شیرز میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اور مخبروں کو قرب و جوار کے علاقوں میں منتشر کر دیئے تا کہ وہ رومی لشکر کی حرکت پر نظر رکھیں اور اطلاع دیتے رہیں۔ شیرز میں پڑاؤ کے دوران کھانا پکانے کے لئے غلام لوگ زیتون، انار اور دیگر پھل دار درختوں کی شاخیں اور جڑیں لاتے تھے اور جلاتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ کو جب یہ پتہ چلا کہ غلام لوگ سرسبز و شاداب درختوں کی شاخیں اور جڑیں جلا کر کھانا پکاتے ہیں تو یہ بات آپ کو ناگوار و گراں معلوم ہوئی آپ نے تمام غلاموں کو بلا کر ڈانٹا اور آئندہ اس حرکت سے باز رہنے کی سختی سے تنبیہ فرمائی۔ غلاموں نے عرض کیا کہ اے سردار! خشک لکڑیاں بہت دور اور جنگل کے علاقے میں ہیں، اطراف میں کہیں بھی خشک لکڑی دستیاب نہیں ہوتی لہٰذا ہم ہری لکڑی جلاتے ہیں حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا کہ دور سے خشک لکڑی لا کر جلایا کرو، چاہے تکلیف برداشت کرنی پڑے آئندہ اگر کسی نے ہری لکڑی جلائی تو میں اس کو سخت سزا دوں گا۔ حضرت ابو عبیدہ کی سخت ممانعت

marfat.com

کی وجہ سے غلاموں نے ہری لکڑی جلانی بند کر دی اور خشک لکڑیاں لینے دور دور تک جانے لگے۔

حضرت سعید بن عامر کے غلام مجیع اپنے چند غلام ساتھیوں کے ساتھ خشک لکڑیاں لینے دور کے علاقے تک گئے۔ ان کو گئے بہت عرصہ گزر گیا لیکن واپس نہیں لوٹے لہٰذا حضرت سعید بن عامر کو فکر و تشویش لاحق ہوئی اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر غلاموں کی جستجو میں نکلے۔ حضرت سعید بن عامر جنگل کے علاقہ کی طرف گئے۔ تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد ان کو اپنا غلام اس حال میں ملا کہ وہ زمین پر زخمی پڑا ہوا تھا۔ اس کا سر پھٹ گیا تھا اور منہ سے خون جاری تھا۔ حضرت سعید اس کے قریب گئے اور پوچھا کہ اے مجیع! تیرا یہ حال کس طرح ہوا۔ غلام نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا کہ اے مالک! تم......اپنی جا......ن......ب...... اتنا کہہ کر وہ غلام بے ہوش ہو گیا۔ حضرت سعید نے مشکیزہ سے پانی نکال کر اس کے چہرے پر چھڑکا۔ تھوڑی دیر کے بعد غلام کو ہوش آیا اور کہا کہ اے مالک اپنی جان بچاؤ، میری فکر مت کرو، آپ یہاں سے فوراً بھاگ جاؤ ورنہ آپ کا بھی میری طرح حال ہوگا۔ حضرت سعید نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ غلام نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خشک لکڑیاں تلاش کرنے دور تک گیا تھا۔ ہم نے لکڑیاں جمع کر لیں اور واپس پلٹنے کا ارادہ کرتے تھے کہ ایک ہزار نصرانی عرب سواروں نے آ کر ہم کو گھیر لیا۔ ان تمام سواروں کی گردنوں میں سونے کی صلیبیں لٹکتی تھیں، اور لمبے لمبے نیزے اور تلواریں ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ ہم نے حسب استطاعت ان کا مقابلہ کیا۔ میں نے مقابلہ کرنے میں زیادہ شدت دکھائی لہٰذا انہوں نے مجھے خوب پیٹا اور میرے دس ساتھیوں کو قید پکڑ لیا۔ میرے سر میں سخت چوٹ آئی اور میں غش کھا کر گرا اور منہ کے بل زمین پر پڑا۔ وہ لوگ مجھ کو مردہ سمجھ کر مجھے اسی حال میں چھوڑ کر میرے ساتھیوں کو گرفتار کر کے چلے گئے۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں اکیلا زخمی حالت میں پڑا ہوا تھا اور میرے تمام ساتھی غائب تھے لہٰذا میں اٹھ کر بھاگا لیکن سر میں سخت چوٹ لگنے کی وجہ سے تھوڑے فاصلہ تک جا کر پھر بے ہوش ہو گیا اور اب آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔

حضرت سعید بن عامر نے اپنے غلام کو اٹھایا اور گھوڑے پر اپنے ساتھ سوار کیا اور واپس پلٹنا چاہتے تھے کہ قوم غسان کے نصرانی سپاہیوں نے گھیر لیا اور ان کو گرفتار کر کے جبلہ بن ایہم کے لشکر میں لے گئے۔ جبلہ اپنے خیمہ میں سونے کی کرسی پر بیٹھا تھا اور دیباج کے کپڑے کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھا جس میں قیمتی جواہر کی لڑیاں تھیں۔ گلے میں یاقوت کی بنی ہوئی صلیب تھی۔ جبلہ نے حضرت سعید بن عامر سے ان کا نسب اور قبیلہ پوچھا۔ پھر قوم عرب سے اپنا نسب اور قبیلہ بیان کیا اور پھر حضرت عمر فاروق اعظم کی شکایت کی کہ ایک حقیر دیہاتی کے لئے میرے جیسے بادشاہ شخص سے قصاص لیتے تھے۔ لہٰذا میں اسلام سے منحرف ہو گیا اور یہاں ملک شام ہرقل بادشاہ کے لشکر کی کمک کرنے آ گیا ہوں۔ پھر جبلہ بن ایہم نے حضرت سعید بن عامر سے پوچھا کہ تم حسان بن ثابت انصاری کو جانتے ہو؟ حضرت سعید نے جواب دیا کہ ہاں! وہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعت گو شاعر ہیں۔ جبلہ نے پوچھا کہ تمہاری حسان سے کوئی جان پہچان ہے؟ اور حضرت حسان سے تمہاری آخری ملاقات کب ہوئی تھی؟ حضرت سعید نے جواب دیا کہ میرا ان سے دوستانہ تعلق ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا جب حضرت حسان نے کئی مسلمانوں کے ساتھ مجھے بھی کھانے کی دعوت دی تھی۔ پھر چند روز بعد ملک شام آ گیا۔ جبلہ نے پوچھا کہ تم ملک

marfat.com

شام کس غرض سے آئے ہو؟ حضرت سعید نے فرمایا کہ میں اسلامی لشکر کے ساتھ جہاد کی مہم پر آیا ہوں اور اب ہم عنقریب حلب اور انطاکیہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔

جبلہ بن ایہم غسانی نے کہا کہ ہرقل بادشاہ نے قنسرین کے حاکم کی مدد کے لئے دس ہزار کے لشکر کے ساتھ بھیجا ہے۔ قنسرین کا حاکم تمہاری صلح توڑ کر مکر وفریب سے تم کو ہلاک کرنے والا ہے اور ہم اس میں شامل ہوں گے لہٰذا تم اپنے سردار ابوعبیدہ کو ہماری کثیر تعداد اور ہماری جمعیت کی طاقت سے باخبر کرو اور ہماری ہیبت ودبدبہ سے آگاہ کرو اور ان سے کہو کہ وہ واپس لوٹ جائیں۔ میں بھی ملک عرب کا باشندہ ہوں اور عرب ہونے کے ناطے تمہاری خیر خواہی اور ہمدردی رکھتا ہوں اور تم کو نیک مشورہ دیتا ہوں کہ تمہاری خیریت اور بھلائی اسی میں ہے کہ تم ملک شام پر تسلط اور حکومت کرنے کے خواب مت دیکھو اور ملک حجاز واپس چلے جاؤ۔ اب تک تمہارا سابقہ ملک شام کے کمزور رومی۔ پاہیوں سے پڑا تھا مگر اب میں میری قوم بنی غسان نے جنگجو اور شہسواروں کے ساتھ تمہارے مقابلے کے لئے آ پہنچا ہوں۔ میں ہرقل بادشاہ کی مدد اور خدمت میں کسی قسم کی کمی اور کوتاہی نہیں کروں گا اور یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ میں تم سے وہ تمام مقامات چھین لوں گا جو تم نے اب تک فتح کئے ہیں اور وہ تمام دولت لوٹ لوں گا جو تم نے اب تک جمع کی ہے۔ پھر جبلہ نے ایک رومی ''کتان'' کپڑے کا تھان منگایا اور حضرت سعید کو بطور تحفہ دیا اور کہا کہ اسے سلوا کر پہننا۔ جبلہ نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ سعید بن عامر کا راستہ چھوڑ دو اور اسے جانے دو۔

حضرت سعید بن عامر نے اپنے غلام کو اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کیا اور جبلہ کے کیمپ سے نکل کر اسلامی لشکر کے کیمپ میں بمقام ''شیرز'' واپس آئے۔ حضرت سعید بن عامر کی گمشدگی سے تمام مجاہد فکر مند تھے۔ ان کو آتے دیکھ کر تمام مجاہد ان کی طرف دوڑے اور ان کو حضرت ابوعبیدہ کے خیمہ میں لائے۔ حضرت سعید بن عامر نے حضرت ابوعبیدہ کو جبلہ کے لشکر اور اس کے ساتھ کی تمام گفتگو کی کیفیت بیان کی۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے سعید! تم نے حضرت حسان بن ثابت انصاری کا جبلہ کے سامنے ذکر کیا اس کی برکت سے تم کو نجات ملی ہے اور تم زندہ واپس آئے ہو۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو برائے مشورہ جمع کیا اور کہا کہ حاکم قنسرین کا مکر وفریب کھل کر سامنے آگیا ہے۔ لہٰذا آپ حضرات کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟ حضرت خالد نے فرمایا کہ اب میں حاکم قنسرین کے ساتھ ایسا مکر کروں گا کہ وہ یاد رکھے گا۔

حضرت خالد کا صرف دس ساتھیوں کے ساتھ جبلہ کے لشکر کی طرف جانا:

حضرت خالد نے فرمایا کہ میں صرف دس آدمیوں کو لے کر ان کی طرف جاؤں گا اور ان کے ساتھ ایسا مکر کروں گا جو ان کے فریب سے بڑا ہوگا۔ میرے ساتھ جو دس مجاہد آئیں گے وہ تمام اصحاب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوں گے اور وہ دس حضرات بمنزلہ دس ہزار سوار کے ہوں گے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! یہ کام تم سے ہی ہوگا اور تم جس کو پسند کرتے ہو ان دس حضرات کو اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت خالد نے اپنے ساتھ جن دس صحابہ کرام کو لیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں: (۱) حضرت عیاض بن حاتم اشعری (۲) حضرت عمرو بن سعد یشکری (۳) حضرت سہیل بن عامر (۴) حضرت رافع بن عمیرہ طائی (۵) حضرت سعید بن عامر انصاری (۶) حضرت عمرو بن معدی کرب (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق

marfat.com

(۸) حضرت ضرار بن ازور (۹) حضرت میتب بن نجبة فزاری اور (۱۰) حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی۔ یہ تمام حضرات مسلح ہو کر حاضر ہو گئے۔ حضرت خالد اپنے خیمہ میں آئے مسلح ہو کر سوار ہوئے۔ روانہ ہوتے وقت آپ نے اپنے غلام جس کا نام ''ہمام'' تھا اس سے فرمایا کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔ آج تم کو مجھ سے ایک عجیب معاملہ دیکھنے کو ملے گا۔ چنانچہ حضرت ہمام بھی جلدی جلدی مسلح ہو کر حضرت خالد کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تمام حضرات یعنی دس صحابہ کرام مذکورہ، حضرت خالد اور حضرت خالد کے غلام حضرت ہمام کل بارہ اشخاص حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں آئے اور رخصت ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضرت ابوعبیدہ نے دعائے خیر و عافیت سے نواز کر رخصت فرمایا۔

حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رات کے وقت روانہ ہوئے تھے۔ راستے میں حضرت خالد بن ولید نے حضرت سعید بن عامر سے پوچھا کہ اے سعید! جب تم جبلہ بن ایہم سے ملے تھے تو یہ معلوم کیا یا نہیں کہ حاکم قنسرین جبلہ کے لشکر کے استقبال کے لئے آئے گا یا نہیں؟ حضرت خالد کو جواب دیتے ہوئے حضرت سعید بن عامر نے کہا کہ ہاں! حاکم لوقا قنسرین کے قلعہ سے باہر نکل کر قلعہ سے شاہراہ کے موڑ تک جبلہ کا استقبال کرنے آئے گا اور وہاں سے جبلہ کے لشکر کو اپنے ساتھ لے کر قلعہ میں داخل ہوگا۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ ہم قنسرین کے حاکم کو ہی اٹھالیں۔ حضرت سعید بن عامر راہبر کی حیثیت سے آگے آگے چلتے تھے یہاں تک کہ یہ مقدس جماعت کے مجاہد لوہے کے پل کے قریب پہنچے جہاں جبلہ بن ایہم اپنے دس ہزار کے لشکر جرار کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ دور سے جبلہ کے لشکر کے کیمپ کی مشعلیں جلتی دکھائی دینے لگیں۔ حضرت خالد بن ولید نے تھوڑے فاصلہ پر ٹھہرنے کا حکم دیا۔ تمام مجاہد شاہراہ کے قریب ایک کمین گاہ میں چھپ گئے۔ رات کا وقت تھا۔ تمام مجاہدین صبح ہونے کا انتظار کرنے لگے۔

''حضرت خالد نے حاکم لوقا کو اپنے قبضہ میں لے لیا''

جب صبح ہوئی تو مجاہدوں نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔ فریضۂ نماز فجر ادا کرنے کے بعد تمام مجاہد تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو گئے۔ جب آفتاب بلند ہوا تو حضرت خالد نے دیکھا کہ جبلہ بن ایہم لوہے کے پل کے قریب اپنے کیمپ سے مع لشکر کوچ کر کے قنسرین کی طرف جانے والی شاہراہ سے آ رہا ہے۔ حضرت خالد نے تمام مجاہدوں کو حکم دیا کہ اپنے چہروں کو کپڑوں سے چھپالو، اس طرح کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ گرد و غبار اور دھوپ سے بچنے کے لئے ڈھاٹا باندھا ہے۔ جب جبلہ کا لشکر ہمارے قریب آئے تو کمین گاہ سے ایک ایک شخص نکل کر اس میں شامل ہو کر رومی سپاہیوں کے ساتھ چلنے لگے اور میں لشکر کی اول صف میں پہنچ جاؤں گا۔ تم بھی کچھ فاصلہ رکھ کر میرے ساتھ ساتھ چلنا۔ ہم چپ چاپ ان کے ساتھ چلتے رہیں گے۔ قنسرین کے موڑ پر جب حاکم لوقا لشکر کا استقبال کرنے آئے گا تو ہم اس کو اپنے قبضہ میں لے لیں گے پھر جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ ہوگا۔

تھوڑی دیر میں جبلہ کا لشکر جرار مثل پھیلی ہوئی ٹڈیوں کے قریب آیا۔ لشکر کے چلنے سے عجیب شور و غل اٹھتا تھا اور گرد و

marfat.com

غبار بلند ہو کر مثل بادل چھارہا تھا۔ جبلہ بن ایہم اور "عموریہ" کا حاکم لشکر کے آگے تفاخر اور تکبر سے چل رہے تھے۔ جب یہ لشکر اس کمین گاہ کے قریب پہنچا جہاں حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپے ہوئے تھے تو حضرت خالد کی ہدایت کے مطابق ایک ایک مجاہد کمین گاہ سے نکل کر اس طرح لشکر میں شامل ہو گیا کہ کسی کو وہم و شک بھی نہ ہوا۔ تمام مجاہدین چلنے میں جلدی کر کے یہ کوشش کرتے تھے کہ لشکر کی صف اول تک پہنچ جائیں۔ دس ہزار کے رومی لشکر میں اسلام کے صرف بارہ کفن پوش مجاہد چپ چاپ چل رہے تھے۔ حضرت خالد اور ساتھی تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد لشکر کی اگلی صفوں میں پہنچ گئے تھے۔ اب قنسرین شہر کی حد شروع ہو گئی تھی۔ شاہراہ کے موڑ پر قنسرین کی طرف جانے والے راستے سے حاکم قنسرین لوقا رومی قسں اور راہب کے گروہ کے ساتھ ہاتھ میں صلیب اور انجیل لئے ہوئے جبلہ بن ایہم کے لشکر کے استقبال کے لئے آرہا تھا۔ فاصلہ کم ہوتا جارہا تھا۔ مجاہدوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جارہی تھیں یہاں تک کہ حاکم لوقا جبلہ کے لشکر کے بالکل قریب سامنے آگیا تقریباً پچیس یا تیس ہاتھ کا فاصلہ باقی تھا حاکم لوقا جبلہ اور عموریہ کے حاکم کو سلام و دعا پیش کر کے استقبال کرنے کے لئے بے قرار تھا کہ دفعتہً حضرت خالد اور ان کے ساتھی جبلہ کے لشکر سے آگے بڑھ کر حاکم لوقا کے پاس پہنچ گئے۔ حاکم لوقا نے یہ گمان کیا کہ یہ بارہ آدمی جبلہ کے لشکری ہیں اور میری تعظیم کی خاطر مقدم سلام پیش کرنے آئے ہیں۔ لہٰذا اس نے کہا تم کو مسیح اور صلیب سلامت اور باقی رکھے۔ حضرت خالد نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ تختی ہو تجھ پر، ہم صلیب کے پوجاری نہیں بلکہ اصحاب محمد حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور پکار کر کلمۂ شہادت پڑھ کر فرمایا کہ میرا نام خالد بن ولید ہے۔ حضرت خالد کا نام سن کر حاکم لوقا لرز گیا۔ وہ کچھ سوچے یا کرے اس کے قبل حضرت خالد نے مثل شیر اس پر جست لگائی اور اس کو گھوڑے کے زین سے کھینچ لیا اور اپنے قابو میں اس طرح کر لیا کہ اپنی تلوار اس کی گردن پر رکھ دی۔ تمام مجاہد بھی قریب آگئے اور تلواریں نکال کر حاکم لوقا کے سر پر تان دیں۔ قارئین کرام ذیل میں درج نقشہ بغور ملاحظہ فرمائیں:

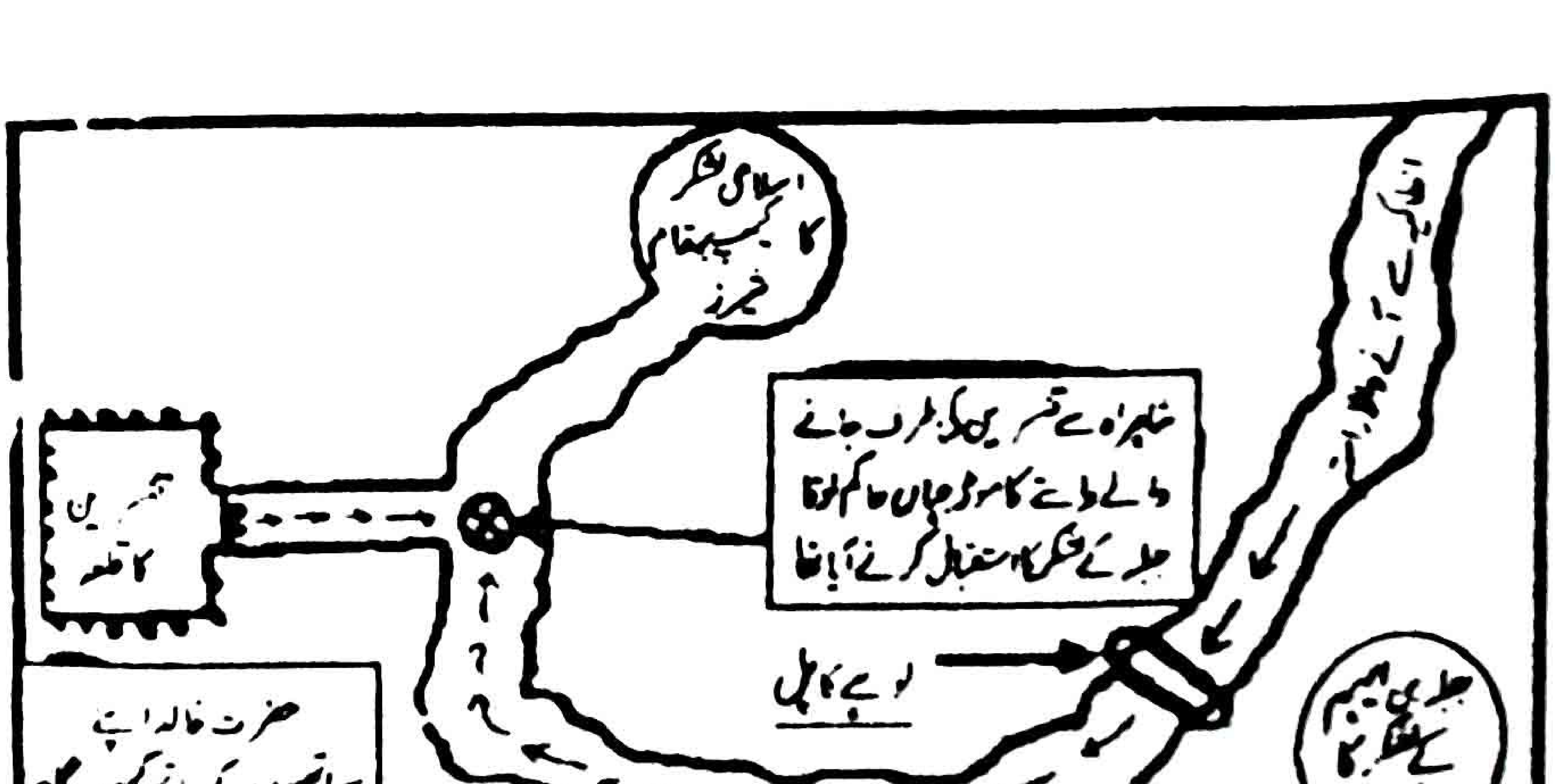

marfat.com

''صرف بارہ مجاہد دس ہزار کے رومی لشکر کے محاصرہ میں''

مندرجہ بالا نقشہ میں ☆ نشان والی جگہ پر حضرت خالد بن ولید نے حاکم لوقا کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پلک جھپکنے کی دیر میں یہ سارا معاملہ وقوع میں آ گیا۔ حاکم لوقا کے ساتھ جبلہ کے لشکر کا استقبال کرنے آئے ہوئے اہل قنسرین اپنے حاکم کو آن کی آن میں حضرت خالد بن ولید کی گرفت میں دیکھ کر چونک اٹھے۔ ادھر سے جبلہ اور حاکم عمور یہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوڑ کر آئے مگر کچھ نہ کر سکے کیوں کہ حاکم لوقا کی گردن مجاہدوں کی تلواروں کی دھار پر تھی۔ عجلت میں غلط قدم اٹھانے کے نتیجہ میں حاکم لوقا کی جان کا خطرہ تھا۔ اہل قنسرین اپنے حاکم کو موت کی آغوش میں بے بسی کے عالم میں دیکھ کر رونے اور شور وغل کرنے لگے اور کلمۂ کفر بلند کرنے لگے۔ مجاہدوں نے بلند آواز سے کلمۂ توحید کا ورد جاری رکھا۔ صورت حال یہ تھی کہ حاکم لوقا بارہ مجاہدوں کے محاصرے میں تلواروں کی دھار پر تھا اور بارہ مجاہد دس ہزار کے رومی لشکر کے محاصرہ میں نیزوں اور تلواروں کی نوک پر تھے۔ عجیب کشمکش کا ماحول تھا۔

حضرت خالد بن ولید نے دیکھا کہ رومیوں نے ہم کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے تو انہوں نے حاکم لوقا کی پکڑ مزید مضبوط کی اور اس کو اس طرح قابو میں کر لیا کہ وہ ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ حضرت خالد نے اپنے دونوں پاؤں کے گھٹنے حاکم لوقا کی پیٹھ پر ٹیک دیئے اور اس کا سر اپنی گود میں لے لیا اور حلق پر تلوار کی دھار اس طرح پیوست کر کے رکھی کہ حاکم لوقا ذرا سی بھی حرکت کرے تو اس کی گردن کٹ جائے۔ پھر حضرت خالد نے مجاہدوں سے فرمایا کہ تم میرے اردگرد اس طرح دائرے میں کھڑے ہو جاؤ کہ تمہاری پیٹھ میری طرف اور سینہ دشمن کی طرف رہے اور ہاتھ میں نیزے لے کر اس طرح تان لو کہ کوئی قریب آنے نہ پائے۔ تمام مجاہدوں نے حضرت خالد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت خالد کے اردگرد دائرہ بنا لیا۔ تمام رومی حاکم لوقا کو چھڑانے کے لئے اچھل کود کرتے تھے مگر کچھ نہ کر سکتے تھے لہٰذا انہوں نے زور زور سے چیخنا اور چلانا شروع کیا تا کہ مجاہدوں پر رعب اور ہیبت طاری ہو۔ لیکن عشق رسول کے متوالے اور شمع رسالت کے پروانے کسی سے ڈرنے والے نہ تھے بلکہ اس وقت کی حالت یہ تھی کہ بقول:

جس کو للکار دے، آتا ہو الٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

جب عموریہ کے حاکم نے دیکھا کہ حضرت خالد بن ولید قنسرین کے حاکم لوقا کے مالک ہو گئے ہیں اور وہ ان کے ہاتھ میں کسمپرسی کے عالم میں ہے تو وہ ڈرا کہ کہیں حضرت خالد اس کو مار ڈالنے میں جلدی نہ کر بیٹھیں لہٰذا اس نے جبلہ سے کہا کہ اے سردار! یہ عرب انسان ہیں یا جنات؟ صرف بارہ آدمیوں نے ہم کو مجبور و بیکس بنا دیا ہے۔ اور ان کا یہ عالم ہے کہ صرف بارہ آدمی ہمارے دس ہزار کے لشکر کے گھیرے میں ہونے کے باوجود مطلق خوفزدہ نہیں ہیں اور ہمارے ساتھی کے مالک ہو گئے ہیں اور ہماری جانب بھی نیزے تان کر کھڑے ہیں۔ لہٰذا تم کوئی جلد بازی مت کرنا مبادہ ہمارے ساتھی کی جان ضائع ہو گی۔ تم حکمت عملی سے کام لو اور ان عربوں سے کہو کہ وہ ہمارے ساتھی کو چھوڑ دیں۔ اگر انہوں نے ہمارے ساتھی کو چھوڑ دیا تو ہم ان کی جاں بخشی کا وعدہ کرتے ہیں۔ اے سردار! تم بھی عرب ہو۔ عرب ہونے کے ناطے ان کو سمجھانے کی کوشش کرو۔

حاکم عموریہ کی گزارش پر جبلہ مجاہدوں کے قریب آیا اور پکار کر کہا کہ اے عربی برادرو! تم اصحاب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ہو یا تابعین سے؟ حضرت خالد نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم تمام صحابہ مشہورین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں۔ جبلہ نے پوچھا کہ کیا تم ان کے سردار ہو؟ حضرت خالد نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کا دینی بھائی ہوں۔ ہم متفرق قبیلوں کے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کلمہ کی بدولت ہمارے دلوں کو ایک اور متفق کر دیا ہے۔ جبلہ نے پھر پوچھا کہ تمہارا تعرف کیا ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ میں خالد بن ولید قبیلۂ بنی مخزوم سے ہوں اور میری دائیں جو ہیں وہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق ہیں۔ اس طرح حضرت خالد نے اپنے تمام ساتھیوں کا تعارف کرایا۔ پھر فرمایا کہ اے جبلہ! ہماری قلت تعداد کی وجہ سے ہم کو حقیر نہ جان اور اپنی کثرت پر غرور مت کر۔ تمہارا لشکر جرار لڑائی کے معاملے میں مثل چڑیوں کے کہ ایک شکاری ہزاروں چڑیوں کو جال میں قید کر لیتا ہے۔ جبلہ نے کہا کہ ہم ان بزدلوں کی طرح نہیں جنہوں نے تمہاری ہیبت کی وجہ سے شکست کھائی ہے یا جزیہ دیا ہے۔ ہم آخری دم تک تم سے لڑیں گے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ تو وہی جبلہ بن ایہم ہے جو اسلام سے پھر گیا اور ہدایت کی راہ چھوڑ کر گمراہی کی راہ پر چل نکلا ہے۔ افسوس ہے تجھ پر کہ تو نے روشنی کو چھوڑ کر تاریکی اختیار کی ہے۔

اب جبلہ نے نرمی اختیار کی اور کہا کہ اے برادر عربی! زیادہ گوئی مت کرو۔ میرا ساتھی تمہارے قابو میں ہونے کی وجہ سے میں تم پر حملہ نہیں کرتا۔ ہمارا ساتھی ہرقل بادشاہ کا مقرب ہے۔ تم اسے مار نہ ڈالو اس لئے ہی میں نے حملہ کرنے میں توقف کیا ہے لہٰذا اب باتیں نہ بناؤ اور ہمارے ساتھی کو چھوڑ دو تاکہ میں بھی تم کو چھوڑ دوں۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اس مکار اور فریبی کو ہرگز نہ چھوڑوں گا بلکہ ضرور قتل کروں گا اور مجھ کو اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ اس کو مار ڈالنے کے بعد تم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرو گے۔ اور تیرا یہ کہنا کہ تم ہم پر نرمی کرتے ہو یہ تیرا کلام انصاف کے خلاف ہے۔ تو ہم سے تیرے ساتھی کو چھوڑ دینے کی گزارش بھی کرتا ہے اور اپنے لشکر کی کثرت سے ہم کو ڈرانے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ اگر تم انصاف کی لڑائی لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو تو تم کو معلوم ہے کہ ہم صرف بارہ آدمی ہیں اور تم ہزاروں کی تعداد میں ہو۔ ایک کے سامنے ایک مقابلے کے لئے نکلو۔ ہم ہیں کتنے؟ صرف بارہ! لہٰذا تم ایک مقابلے میں ایک لڑائی سے ہم بارہ آدمی کو مار ڈالو اور اپنے ساتھی کو آسانی سے چھڑا لو۔ اور اگر اللہ

marfat.com

نے ہم کو غلبہ دیا تو حاکم توما سے پہلے تو (یعنی جبلہ) جہنم میں پہنچ جائے گا۔ اگر تم میں ہمت اور غیرت ہے تو مرد میدان بن کر ایک کے مقابلے میں ایک نکلو۔

ایک کے مقابلہ میں ایک کی لڑائی، حضرت عبدالرحمٰن نے پانچ رومی سپاہیوں کو قتل کیا

جبلہ حضرت خالد کا جواب ؛ور ایک مقابل ایک کی لڑائی کی دعوت مُبارَزَت (Challenge) بن کر حاکم عموریہ کے پاس واپس آیا اور حضرت خالد کی اول تا آخر گفتگو سے آگاہ کیا۔ حاکم عموریہ اس تجویز پر رضامند ہوگیا اور بذات خود لڑنے کے لئے میدان میں جانے کے لئے آمادہ ہوا لیکن جبلہ نے اس کو روکا اور ایک رومی شہسوار شجاع کو جانے کا حکم دیا۔ مجاہدوں کی طرف سے حضرت خالد بن ولید نے نکلنے کا قصد کیا لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے ان کو باز رکھتے ہوئے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! قسم ہے حق رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی! میرے سوا کوئی شخص ان کے مقابلے کے لئے نہ نکلے اور میں اللہ کی راہ میں اپنی جان خرچ کروں گا۔ شاید میں اپنے والد محترم سے جاملوں۔ حضرت خالد بن ولید نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو اجازت دے دی۔ حضرت عبدالرحمٰن ہاتھ میں لمبا نیزہ لئے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آئے اور مقابل طلب کیا۔ جبلہ نے رومی شہسوار کو مقابلے میں بھیجا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے ایک ہی گرداوے میں اس کو زمین پر مردہ ڈال دیا۔ پھر دوسرا رومی سپاہی نکلا اس کو بھی خاک وخون میں ملا دیا۔ پھر تیسرا نکلا لیکن حضرت عبدالرحمٰن نے اس کو وار کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔ اس کے آتے ہی سرعت سے اس کے سینے میں نیزہ پیوست کر کے اس کا کام تمام کردیا۔ پھر چوتھا رومی سپاہی نکلا مگر اسلامی لشکر کے شیر کی ایک ہی ضرب میں کشتہ ہو کر زمین پر گرا۔ پھر پانچواں غصہ اور خشم میں بھرا نکلا اور آتے ہی وار کیا مگر حضرت عبدالرحمٰن نے اس کا وار خالی پھیر دیا۔ رومی سپاہی دوسرا وار کرنے کا موقع ہی نہ پا سکا کیونکہ حضرت عبدالرحمٰن نے نیزہ اس کے حلق کے آر پار نکال کر اسے واصل جہنم کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے کم سن نوجوان کے ہاتھوں پانچ جنگجو رومی سپاہی کو مقتول ہوتا دیکھ کر جبلہ بن ایہم کو تلملاہٹ لاحق ہوئی۔ مضطرب اور بے قرار ہو کر بذات خود میدان میں آگیا۔ اس نے تھوڑی دیر پہلے حضرت عبداللہ بن ابوبکر کو لڑتے دیکھا تھا اور ان کی جنگی مہارت کا اندازہ لگا لیا تھا۔ لہٰذا مکر وفریب کی چال اختیار کی اور آنے کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن کی شجاعت اور جنگی مہارت کی تعریف شروع کر دی اور پھر جنگ کے تعلق سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا تاکہ موقع پا کر وار کردے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے جبلہ سے فرمایا کہ اے جبلہ! میں تیرے دام فریب میں پھنسنے والا نہیں ہوں کیونکہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاگرد اور تعلیم یافتہ ہوں۔ جبلہ نے کہا کہ اے بیٹے میں تمہارے ساتھ مکروفریب نہیں کرنا چاہتا بلکہ میں اپنی بیٹی کی شادی تمہارے ساتھ کر کے تمہیں اپنا بیٹا بنانا چاہتا ہوں بشرطیکہ تم دین نصرانی اختیار کرو۔ میں تمہیں ہرقل بادشاہ سے خلعت وانعامات دلا کر اور اپنی طرف سے کثیر مال بطور بخشش اور تحفہ دے کر تمہیں مالا مال کردوں گا اور تمہاری تمام عمر عیش وعشرت میں بسر ہوگی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے فرمایا کہ مجھے تیرے اور تیرے بادشاہ کے مال ودولت کی قطعاً طمع نہیں۔ بقول:

marfat.com

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

(از امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت عبدالرحمٰن نے جبلہ سے فرمایا کہ تجھ پر! تو مجھے ایمان و ہدایت سے ضلالت اور گمراہی کی طرف بلاتا ہے؟ باتیں بنانا چھوڑ اور تلوار اٹھا کر آمادۂ لڑائی ہو تا کہ تلوار کی ضرب لگا کر تیری موت میں جلدی کروں اور تیری ناک کو خاک آلودہ کروں اور تیری موت سے اہل عرب کو تیرے جیسے ناپاک اور صلیب کے پوجاری کے وجود کو ختم کر کے راحت پہنچاؤں۔ حضرت عبدالرحمٰن کی زبان سے طعن آمیز گفتگو سن کر جبلہ طیش میں آیا اور خشمناک ہو کر نیزہ کا وار کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے گھوڑے کو گردادا دیا اور وار چکا دیا۔ جبلہ نے پھر دوسرا وار کیا اس کو بھی خالی پھیرا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن نے نیزہ کا وار کیا جس کو جبلہ نے ڈھال پر لے کر اپنے کو بچایا۔ دونوں میں شدت سے نیزہ زنی ہوتی رہی اور دونوں نے لڑائی کے کرتب دکھائے۔ لوگ ان کی لڑائی کے ڈھنگ دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ نیزہ زنی میں مقابل سے کچھ فاصلہ پر رہ کر جنگ کرنی پڑتی ہے لہٰذا حضرت عبدالرحمٰن نے نیزہ پھینک دیا اور تلوار نکال لی اور جبلہ کے قریب جا کر اس کے نیزہ پر تلوار کی کاری ضرب لگا کو دو ٹکڑے کر ڈالے۔ جبلہ نے کٹا ہوا نیزہ پھینک دیا اور وہ بھی تلوار نکال کر لڑنے لگا۔ دونوں میں کئی دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی۔

حضرت رافع بن عمیرہ طائی بیان کرتے ہیں کہ ہم تمام مجاہد حضرت عبدالرحمٰن کے استقلال اور صبر پر تعجب کرتے تھے کیونکہ جبلہ سے مقابلہ کرنے سے پہلے وہ پانچ رومی سپاہیوں سے لڑ چکے تھے اور اب جبلہ بن ایہم جیسے ماہر جنگ کا مقابلہ کر رہے تھے۔ دونوں کی لڑائی نے طول پکڑا تھا اور حضرت عبدالرحمٰن کافی تھک چکے تھے مگر پھر جبلہ کے مقابلہ میں اڑے ہوئے تھے دونوں ایک دوسرے پر شدت سے وار کرتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے ایک ایسا شدید وار کیا کہ تلوار نے جبلہ کی ڈھال کو کاٹ ڈالا اور تلوار جبلہ کے خود (Helmet) پر لگی اور دوہری ہوگئی مگر جبلہ کی پیشانی پر زخم لگا اور خون جاری ہوگیا۔ جبلہ خون دیکھ کر بپھرا اور اپنی جان پر آ کر لڑنے لگا اور حضرت عبدالرحمٰن پر وار کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ جبلہ کی تلوار حضرت عبدالرحمٰن کی زرہ کاٹ کر شانہ پر لگی۔ تلوار نے گہرا زخم کر دیا اور خون کا فوارہ جاری ہوگیا۔ مگر پھر بھی وہ میدان میں جمے رہے مگر خون جاری ہونے کی وجہ سے ان کا ہاتھ بیکار ہوگیا اور تلوار زنی کے قابل نہ رہا لہٰذا وہ گھوڑا دوڑا کر اپنے ساتھیوں میں آ ملے۔ مجاہدوں نے ان کو گھوڑے سے اتار کر جلدی جلدی ان کے زخم پر کپڑا باندھ دیا تا کہ خون بہنا بند ہو جائے۔ حضرت عبدالرحمٰن کے شدید زخمی ہونے کی وجہ سے تمام مجاہدوں کو سخت رنج لاحق ہوا۔

marfat.com

''حضرت خالد نے حاکم لوقا کو قتل کر کے رومی لشکر میں زلزلہ ڈال دیا' رومیوں کا حملہ''

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو زخمی دیکھا اور ان کے مبارک جسم سے خون بہتا دیکھا تو حضرت خالد کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور آپ غصہ میں لال ہو گئے اور حضرت عبدالرحمٰن کو پکار کر کہا کہ اے بیٹے صدیق اکبر کے! میں جانتا ہوں کہ جبلہ نے آپ کو تلوار سے رنج اور تکلیف پہنچائی ہے لیکن قسم ہے آپ کے والد ماجد کے حق اور صدق کی! میں ان رومیوں کو ایسا رنج اور درد پہنچاؤں گا کہ ان کے کلیجے خون ہو جائیں گے اور دل دہل جائیں گے۔ انہوں نے تم کو زخمی کر کے ہم کو جو صدمہ پہنچایا ہے اس سے بڑا صدمہ میں ان کو پہنچاؤں گا۔ یہ فرما کر حضرت خالد نے قنسرین کے حاکم لوقا کی گردن کاٹ کر زمین پر پھینک دی۔ جبلہ اور حاکم عموریہ نے دیکھا کہ واقعی حضرت خالد نے حاکم لوقا کو کاٹ کر رکھ دیا ہے تو ان کی آنکھوں تلے لہو اتر آیا۔ لشکر کو پکار کر کہا کہ اے صلیب کے پرستارو! ہمارا معزز ساتھی قتل کر دیا گیا ہے۔ ان عربوں پر ٹوٹ پڑو اور ایک کو بھی زندہ مت جانے دو۔ چنانچہ رومی لشکر پورے جوش و خروج سے مجاہدوں پر ٹوٹ پڑا' حضرت خالد نے اپنے غلام ہمام سے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر شدید زخمی ہونے کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ دشمنوں کے وار سے اپنا دفاع کر سکیں لہٰذا تم ان کی نگرانی کرو اور کسی کو بھی ان کے قریب مت آنے دو۔ کیسا نازک مرحلہ تھا؟ لڑنے والے بارہ مجاہدوں میں سے ایک زخمی اور دوسرا نگرانی پر مامور ہو گیا۔ اب لڑنے والے صرف دس بچے تھے اور دشمنوں کی تعداد دس ہزار کی تھی یعنی ایک ہزار نصرانی سے ایک مومن کی ٹکر تھی۔ ہزاروں رومی امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح مٹھی بھر مجاہدوں کو تنکے کی طرح بہا لے جانے آگے بڑھے مگر اسلام کے کفن بردوش مجاہد آہنی چٹان کی طرح پیکر صبر و استقلال بن کر جمے رہے۔ حضرت خالد نے تن تنہا آگے بڑھ کر رومی لشکر کے حملے کو روک دیا اور نیزہ زنی کے وہ جوہر دکھائے کہ رومی لشکر آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹنے لگا۔ حضرت خالد نے مجاہدوں کو پکار کر فرمایا کہ اے حاملان قرآن! دشمنوں کی سختی پر صبر و استقلال سے کام لو۔ ان صلیب کے پوجاریوں کی کثرت سے مطلق خوف نہ کھاؤ۔ جب ہم موت سے نہیں ڈرتے تو ان گبروں سے کیا ڈرنا؟ ہم سب کی ایک ہی خواہش ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ میں اپنی جان قربان کر دیں۔ میں نے اپنی جان کو اللہ کی راہ میں قید کی ہے اور اپنے آپ کو اس معرض ہلاکت میں اس لئے ڈالا ہے کہ شاید مجھے شہادت نصیب ہو اور جان لو کہ

marfat.com

جنت کی طرف راہ کھل گئی ہے۔ ہم دار الفنا سے ایسے مقام کی طرف جا رہے ہیں کہ جہاں کا رہنے والا نہ کبھی مرتا ہے اور نہ کبھی بوڑھا ہوتا ہے۔

حضرت رافع بن عمیرہ طائی روایت فرماتے ہیں کہ ہم دس صحابہ صبح سے دوپہر تک رومیوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ مجاہدوں نے رومیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے لیکن شدت کی دھوپ، رومی حملہ کی شدت، مسلسل قتل و قتال اور پیاس کی شدت سے مجاہد پریشان حال تھے۔ ان کی طاقت جواب دے چکی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ اب تھوڑی دیر میں تمام مجاہدوں کا نام و نشان مٹ جائے گا لیکن بقول

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

(از: امام احمد رضا بریلوی)

حضرت خالد بن ولید شیر ببر کی طرح رومی بھیڑیوں سے نبرد آزما تھے لیکن وہ بھی تھک چکے تھے۔ حضرت رافع بن عمیرہ نے حضرت خالد سے کہا کہ اے ابا سلیمان! مجھے لگتا ہے شاید ہم سب کی قضا کا وقت آ گیا ہے۔ اب حضرت خالد کو بھی اپنی اور اپنے ساتھیوں کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا۔ اور اس کی وجہ بھی انہیں معلوم ہو گئی تھی۔ وہ وجہ کیا تھی؟ حضرت خالد بن ولید نے حضرت رافع بن عمیرہ طائی سے اس کی وجہ اور سبب بیان فرماتے ہوئے جو جواب دیا اس جواب کو ارباب سیر و تواریخ حضرت علامہ محمد بن عمرو واقدی قدس سرہ کی زبانی سماعت فرمائیں۔

"رافع بن عمیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب دیکھا میں نے یہ حال کہا میں نے خالد بن ولید سے کہ اے ابا سلیمان! آئی ہم پر قضا پس کہا انہوں نے کہ قسم ہے خدا کی سچ کہا تم نے اے بیٹے عمیرہ کے اس واسطے کہ میں بھول گیا اپنی کلاہ مبارک کو اور نہیں ساتھ لایا اس کو اور ہوتی تھی بڑی برکت اس میں حالت شدت اور سختی میں اور نہیں بھولا اس کو مگر بسبب قضائے امت کے۔

(حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص ۱۶۶)

ناظرین کرام "فتوح الشام" کی مندرجہ بالا عبارت کو بغور مطالعہ فرمائیں۔ اس سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوں گے۔

(۱) حضرت خالد بن ولید نے بھی اپنی قضا کا یقین کر لیا تھا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں اپنی ٹوپی بھول آیا ہوں اس سبب سے ہی موت ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ٹوپی نہ ہونے کی وجہ سے ہی ہم مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں۔ اگر وہ مبارک ٹوپی ہمارے ساتھ ہوتی تو ہم پر بلا اور مصیبت نہ آتی۔

(۲) حضرت خالد کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ ٹوپی ہمارے لئے دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْاَلَمِ ہے۔

(۳) حضرت خالد بن ولید کا مزید یہ بھی عقیدہ تھا کہ یہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مصیبت اور آفت کے وقت میں ہمیشہ اس مبارک ٹوپی کی برکت سے راحت اور کشائش حاصل ہوتی آئی ہے۔

(۴) حضرت خالد کا یہ فرمانا کہ میں وہ ٹوپی بھول گیا ہوں لہٰذا ہماری قضا آئے گی یعنی اگر وہ ٹوپی میں نہ بھولتا اور اپنے

marfat.com

ساتھ لاتا تو ہماری موت واقع نہ ہوتی۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس ٹوپی میں ایسی قوت اور طاقت تھی کہ موت کو بھی ٹال دے۔

(۵) مذکورہ تمام باتیں حضرت خالد بن ولید نے قیاس اور گمان کے طور پر نہیں کہیں بلکہ یقین کامل کے ساتھ کہی ہیں اور اسی لئے انہوں نے اپنی گفتگو کو ''خدا کی قسم'' سے مؤکد کیا اور مبارک ٹوپی کی برکت اور تصرف کا یقین کے درجے میں اعتماد کیا۔

☆ اس مبارک ٹوپی میں ایسی کون سی خصوصیت تھی؟

☆ اس ٹوپی میں کون سی چیز رکھی تھی؟

☆ حضرت خالد کے لئے اس ٹوپی کی اہمیت کس لئے تھی؟

ان تمام سوالات کا تفصیلی جواب علامہ واقدی کی کتاب کے حوالے سے پیش کر کے اس کے ضمن میں مفصل تبصرہ ہم آئندہ صفحات میں پیش کریں گے۔

جب حضرت خالد کے ساتھیوں کو پتہ چلا کہ حضرت خالد اپنی مبارک ٹوپی بھول آئے ہیں تو یہ معاملہ ان پر دشوار گزارا۔ اس وقت مجاہدین بہت ہی مصیبت و پریشانی میں تھے بلکہ موت سے دوچار ہو رہے تھے۔ پیاس سے ان کے لب خشک ہو گئے تھے۔ حلق مثل چوب سوکھ گئے تھے بازو شل ہو گئے تھے۔ ہاتھ میں تلوار اور ڈھال تھامنا بھی دشوار ہو گیا تھا۔ ان کے گھوڑے بھی پسینہ میں شرابور ہو گئے تھے اور گھوڑوں کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ ہزاروں درندوں کے درمیان بارہ مجاہدین اسلام زندگی اور موت کی لڑائی لڑتے تھے۔ لیکن وہ مایوس نہ تھے بلکہ زبان حال سے یہی کہتے تھے کہ بقول:

رحمۃ للعٰلمین ! آفت میں ہوں کیسی کروں
میرے مولیٰ میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

شمع رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پروانے تحفظ ناموس رسالت کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگائے ہوئے بڑی جاں فشانی سے رومیوں کو تہ تیغ کر رہے تھے دفعۃً ہاتف غیبی نے ان الفاظ میں پکارا:

''خُذِلَ الْاٰمِنُ وَنُصِرَ الْخَائِفُ' یَا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ جَآءَ کُمُ الْفَرَجُ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَ نَصَرَکُمْ عَلٰی عَبَدَةِ الصُّلْبَانِ''

ترجمہ: ''خوار ہوا بے ڈر (یعنی رومی) اور مدد دیا گیا ڈرنے والا (یعنی مؤمن) اے قرآن کے اٹھانے والو پروردگار کی طرف سے کشود کاری آئی تمہارے لئے اور تم صلیب کے پُجاریوں پر مدد دیئے گئے۔

تھوڑی ہی دیر میں مجاہدوں نے دیکھا کہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم حضرت ابوعبیدہ بن جراح اسلامی لشکر کے ساتھ آپہنچے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید محوِ حیرت تھے کہ حضرت ابوعبیدہ کو ہمارے حال سے کس نے آگاہ کر دیا؟ ہم بارہ اشخاص موجود ہیں ہم

marfat.com

میں سے کوئی شخص یہاں سے بھاگ کر حضرت ابوعبیدہ کو اطلاع دینے نہیں گیا۔ پھر بھی وہ ہماری مدد کو کیوں آئے؟ کس نے ان کو اطلاع دی؟

''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ کو حضرت خالد کی مصیبت کی خبر دی اور کمک کرنے کا حکم دیا''

گزشتہ شب حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ شیرز کے اسلامی کیمپ سے جب روانہ ہوئے تھے تو ان کو روانہ کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ اپنے خیمہ میں آکر سو گئے۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا تو حضرت ابوعبیدہ نیند سے چونک کر اٹھ گئے اور گھبراہٹ کے عالم میں اپنے خیمہ سے باہر آئے اور اسلامی لشکر کو زور زور سے پکار کر فرمایا کہ:

''اَلنَّفِیْرُ اَلنَّفِیْرُ فَقَدْ اُحِیْطَ بِفُرْسَانِ الْمُوَحِّدِیْنَ''

ترجمہ: ''چلو تم، چلو تم، بیشک مسلمان موحدین گھیر لئے گئے ہیں۔''

حضرت ابوعبیدہ کو اس طرح بیقرار ہو کر پکارتے سن کر اسلامی لشکر میں بے چینی دوڑ گئی۔ مجاہدوں نے پوچھا کہ اے سردار! کیا حال ہے؟ آپ اتنے مضطرب کیوں ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے جو جواب دیا وہ حضرت علامہ واقدی کی زبانی سماعت فرمائیں۔

''حضرت ابی مسلم حضرمی روایت کرتے ہیں کہ تھا میں ابوعبیدہ بن جراح کے ساتھ ہر لڑائی اجنادین وغیرہ میں اور موجود تھا میں ان کے ساتھ قنسرین اور حلب میں اور نہیں دیکھی میں نے اپنے معاملات جہاد میں مگر بہتری اور مدد اور غلبہ۔ پس اسی حال میں کہ ہم بمقام شیرز تھے اور ابوعبیدہ ایک رات اپنے خیمے میں تھے کہ دفعۃً نکلے وہ اپنے خیمے سے مسلمانوں کو آواز دیتے ہوئے اور وہ پکارتے تھے ''اَلنَّفِیْرُ اَلنَّفِیْرُ فَقَدْ اُحِیْطَ بِفُرْسَانِ الْمُوَحِّدِیْنَ'' پس دوڑے ہم سب ان کی طرف ہر جگہ اور مکان سے اور کہا ہم نے کہ کیا حال ہے تمہارا اے سردار! انہوں نے کہا کہ میں اس وقت سوتا تھا کہ جگا دیا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور جھڑکا اور درشتی سے فرمایا مجھ کو ''یَا ابْنَ الْجَرَّاحِ اَتَنَامُ عَنْ نُصْرَةِ الْقَوْمِ الْکِرَامِ، فَقُمْ وَالْحَقْ بِخَالِدٍ فَقَدْ اَحَاطَ بِهِ اللِّئَامُ فَاِنَّکَ تَلْحَقُ بِهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِمَشِیَّةِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۱۶۶)

ترجمہ: اے بیٹے جراح کے آیا تم سوئے ہوئے ہو اور قوم بزرگ کی مدد ہی سے غافل ہو اٹھو اور جا ملو خالد سے پس گھیر لیا ہے اس کو ناکس (نالائق، کمینہ) قوم نے اور تم پہونچ جاؤ گے ان کے پاس اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے پروردگار کی مشیت سے'' (حوالہ: حاشیہ فتوح الشام، ص: ۱۶۶)

مندرجہ بالا عبارت کے ضمن میں ہم ناظرین کرام کی خاص توجہ چاہتے ہیں:

marfat.com

(۱) حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رات کے وقت بمقام شیرز کے اسلامی کیمپ سے روانہ ہو کر رات ہی میں لوہے کے پل کے قریب کمین گاہ میں چھپ گئے تھے۔ صبح کے وقت جبلہ کا لشکر کمین گاہ کے قریب سے گزرا اور آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس میں شامل ہو گئے اور قنسرین کی طرف جانے والے راستہ کے موڑ پر حاکم لوقا کو قتل کر ڈالا۔ حاکم لوقا کو قتل کرنے کی وجہ سے رومی لشکر نے حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور صبح سے لے کر دو پہر تک جنگ ہوتی رہی۔ یہ تمام حوادث دن میں وقوع پذیر ہوئے تھے رات کے وقت رومیوں سے نہ لڑائی ہوئی اور نہ ہی رومیوں نے حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کو نرغہ میں لیا تھا۔

لیکن حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو رات ہی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلع فرما دیا کہ حضرت خالد کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے اور تم ان کی مدد کو جلدی پہنچو۔ لہٰذا حضرت ابوعبیدہ علی الصبح شیرز سے اسلامی لشکر لے کر روانہ ہوئے اور دو پہر کے وقت قنسرین کے معرکہ جنگ پر آ پہنچے۔ اس سے ایک بات کا ثبوت ملتا ہے کہ قنسرین میں دن کے وقت جو معاملہ ہونے والا تھا اس کی اطلاع اور علم شہنشاہ کونین "عالم ماکان و مایکون" حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رات میں ہی معلوم ہو گیا تھا یعنی مدینہ طیبہ میں گنبد خضرا کی مقدس آرام گاہ سے آئندہ کل وقوع پذیر ہونے والا معاملہ رات ہی میں ملاحظہ فرما لیا اور رات ہی میں حضرت ابوعبیدہ کو مطلع فرما دیا تا کہ وہ علی الصبح روانہ ہو کر عین وقت پر مدد کرنے پہنچ جائیں اور اسی کا نام "علم غیب" ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی عطائے خاص سے کائنات کے جمیع علوم عطا فرمائے تھے۔ وہ عطا صرف ظاہری حیات تک ہی منحصر نہ تھی بلکہ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصرف اطلاع علی الغیب اتم و اکمل شان سے برقرار رونما ہو رہا ہے۔

(۲) حضرت ابوعبیدہ نے رات کے آخری حصہ میں اسلامی لشکر کو حضرت خالد پر نازل مصیبت کی جو اطلاع دی تھی اور لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ:

"میں اس وقت سویا ہوا تھا کہ جگا دیا مجھ کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور مجھ کو جھڑکا اور سختی سے فرمایا کہ اے بیٹے جراح کے! آیا سوئے ہو اور قوم بزرگ کی مدد ہی سے غافل ہو اٹھو اور جا ملو خالد سے، پس تحقیق کہ گھیر لیا ہے ان کو ناکس قوم نے۔"

مندرجہ عبارت میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا اوراق سابقہ میں "جنگ دمشق" کے ضمن میں زیر عنوان "رات کے وقت اہل دمشق کا صلح کرنے حضرت ابوعبیدہ کے پاس آنا گزشتہ صفحات) میں مذکور ہوا کہ حضور اقدس نے حضرت ابوعبیدہ کو خواب میں فتح دمشق کی خوشخبری دی علامہ واقدی کی کتاب فتوح الشام کی عبارت حسب ذیل ہے:

"نماز فرض پڑھی ابوعبیدہ بن جراح نے اور سو گئے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں کہ فرماتے

marfat.com

ہیں اللیلۃ تفتح المدینۃ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ'' (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۱۰۸)

فتح دمشق کے تعلق سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ کو خواب میں ہی اطلاع دی تھی لیکن بمقام قسرین حضرت خالد کے متعلق جو اطلاع دی تھی وہ خواب کے ذریعہ نہ تھی بلکہ حیات النبی، مالک ومختار آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے نورانی جسم اقدس کے ساتھ تشریف لائے تھے اور حضرت ابوعبیدہ کو جگایا تھا۔ فتوح الشام، ص:۱۶۶ کی جو عبارت ہم نے حوالہ میں پیش کی ہے اس میں کہیں بھی خواب کا ذکر نہیں البتہ یہ الفاظ ضرور ہیں کہ:

''حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ میں اس وقت سویا ہوا تھا کہ جگایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور مجھ کو جھڑکا اور درشتی سے فرمایا۔'' (حوالہ فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۱۶۶)

مندرجہ بالا عبارت کو بغور ملاحظہ فرمائیں اس عبارت میں صاف لکھا ہے کہ ''جگا دیا مجھ کو'' یعنی حضرت ابوعبیدہ سوئے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جگا دیا اور کسی کو جگانے کے لئے یا تو آواز دینی پڑتی ہے یا جھنجھوڑنا پڑتا ہے اور دونوں صورتوں میں جگانے کا فعل کرنے والے فاعل کا موجود ہونا لازمی ہے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ کو نیند سے بیدار کرنے کے لئے جگایا تب یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوعبیدہ کے خیمہ میں موجود تھے مدینہ منورہ سے ملک شام اپنے جسم اقدس کے ساتھ تشریف لانا ''تصرف'' اور ''اختیار'' کی وجہ سے تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم کو تمام اختیارات وتصرفات عطا فرمائے تھے اور کونین کا مالک ومختار بنایا تھا۔ بقول:

وہی نورِ حق وہی ظلِّ رب، ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی مِلک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

(۳) اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم واعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنے غیبوں کا علم عطا فرمایا تھا کہ جن کا شمار عطا فرمانے والا رب ہی جانتا ہے منجملہ ان علوم غیبیہ میں سے تعین وقت کا علم بھی ہے یعنی کس وقت کیا معاملہ پیش آئے گا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ دوپہر کے وقت حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں پر مصیبت آئے گی اور وہ رومیوں کے درمیان گھیر لئے جائیں گے اور لڑتے لڑتے ایسے خستہ حال ہو جائیں گے کہ ان کے لئے مدد کا پہنچنا ضروری ہو جائے گا لہٰذا رات ہی میں حضرت ابوعبیدہ کو روانہ ہونے کا حکم فرما دیا۔ اگر عین لڑائی کے وقت حضرت ابوعبیدہ کو حکم فرماتے تو شیرز سے قسرین تک کی مسافت طے کرنے میں وقت ضائع ہوتا اور حضرت ابوعبیدہ عین وقت پر نہ پہنچ سکتے بلکہ شام کے وقت پہنچتے۔

الحاصل!

☆ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے امتی کے احوال کی خبر ہے اور غیب کا علم حاصل ہے۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات ہیں اور اپنے جسم اقدس کے ساتھ بھی جہاں چاہیں تشریف لے جانے کا

marfat.com

اختیار رکھتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تصرف و اختیار عطاء فرمایا ہے لیکن!!!

افسوس کہ دورِ حاضرہ کے منافقین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنا شرک کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر مان کر تصرف اور اختیار کا بھی انکار کرتے ہیں۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات کا بھی انکار کرتے ہوئے یہاں تک کہتے ہیں اور لکھتے ہیں معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ دور حاضر کے منافقین کے اکابر اور ائمہ کی کتابوں کے کچھ اقتباسات درج ذیل ہیں تاکہ ناظرین کرام ان کے عقائد باطلہ سے آگاہ اور متنبہ ہوں۔

وہابی، دیوبندی، غیر مقلد اور تبلیغی جماعت کے امام اول فی الہند، مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب میں لکھا ہے کہ:

''کسی نبی، ولی یا امام و شہید کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے۔''

(حوالہ: تقویۃ الایمان، مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص: ۴۷)

وہابی تبلیغی جماعت کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا، صریح شرک ہے۔''

(حوالہ: فتاویٰ رشیدیہ، (کامل)، ناشر: مکتبہ تھانوی دیوبند، ص: ۱۰۳)

امام المنافقین مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں، ایسا شخص کہ اس کا نام محمد یا علی ہو اور اس کے اختیار میں دنیا کے سب کاروبار ہوں، ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے' اس قسم کے خیال باندھنے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا''

(حوالہ: تقویۃ الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص: ۷۰)

دور حاضرہ کے منافقین کے مندرجہ بالا عقائد کو میزان عدل کے ایک پلہ میں رکھیں اور دوسرے پلہ میں مقدس صحابہ کرام کے پاکیزہ اعتقاد رکھیں اور پھر فیصلہ کریں کہ دور حاضرہ کے منافقین کے عقائد صحابہ کرام کے اعتقاد سے کتنے متضاد ہیں۔

☆ اگر حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنا شرک ہے تو کیا حضرت ابو عبیدہ بن

marfat.com

جراح جیسے صاحب عشرہ بشرہ اور جلیل المرتبت صحابیٔ رسول کو اس بنیادی عقیدہ کی معلومات نہ تھی کہ حضور کے بتانے پر شیرز سے قسرین کی طرف اسلامی لشکر لے کر حضرت خالد بن ولید کی کمک کرنے چل پڑے؟ اس وقت اسلامی لشکر میں اکابر صحابۂ کرام کی ایک جماعت موجود تھی۔ اگر حضور کے لئے علم غیب اور تصرف کا عقیدہ شرک ہوتا تو صحابۂ کرام حضرت ابوعبیدہ کو روکتے کہ حضرت خالد بن ولید کا بمقام قسرین ابتلائے مصیبت ہونے کا حادثہ ہمارے لئے غیب ہے اور غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں لہٰذا اس اطلاع پر شیرز سے قسرین تک اسلامی لشکر کو لے کر جانا مناسب نہیں اور شرک پر مشتمل فاسد اعتقاد پر اعتماد کرنا ازروئے شرع روا بھی نہیں لیکن کسی نے بھی اعتراض نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو غیب کی خبر دی اس کو سو فیصد حق تسلیم کرتے ہوئے صحابۂ کرام کی مقدس جماعت اسلامی لشکر کے ساتھ حضرت خالد کی مدد کرنے بعجلت روانہ ہوئے۔

صحابہ کرام کا پختہ عقیدہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی ظاہری حیات میں اور دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی مغیبات پر مطلع فرمایا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم کو ایسا تصرف اور اختیار عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنے ہر امتی کے تمام احوال سے باخبر ہیں۔ کون مصیبت میں مبتلا ہے اور کون مدد کا خواستگار ہے ان تمام معاملات و احوال سے اللہ کے محبوب اعظم مطلع اور باخبر ہیں۔ بقول:

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بَشر کو خبر نہ ہو

اور

واللہ وہ سن لیں گے، فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

لہٰذا صحابہ کرام نے حضرت ابوعبیدہ کی دی ہوئی اطلاع پر کوئی اعتراض اور چون وچرا نہیں کی بلکہ یقین کر لیا کہ حضرت خالد بن ولید اور ان کے ساتھی ضرور آفت ومصیبت میں ہیں۔

القصہ! حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کو حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسط سے حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کے ابتلائے مصیبت ہونے کی خبر سنائی تو تمام مجاہد بیقرار ہو گئے اور سب کے سب اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور بعجلت مسلح ہو کر اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ جلدی کی وجہ سے بعضوں نے اپنے گھوڑوں پر زین بھی نہیں کسے تھے اور حضرت ابوعبیدہ کے ہمراہ حضرت خالد بن ولید کی جانب روانہ ہو گئے۔

حضرت خالد کی زوجہ اُمّ تمیم حضرت خالد کو ٹوپی پہنچانے آگے آگے:

اسلامی لشکر کے کیمپ سے مجاہدوں کے گھوڑے مثل تیز اڑنے والی چڑیوں کے چھوٹے۔ تمام نے اپنے گھوڑے کی باگ اصیل چھوڑ دی تھی اور ایسی تیز رفتاری سے جا رہے تھے کہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گھوڑے زمین پر دوڑتے نہیں بلکہ ہوا میں

marfat.com

اڑتے ہوئے جا رہے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ سب سے آگے اپنا گھوڑا دوڑا رہے تھے اور جلد از جلد حضرت خالد تک پہنچنے کے قصد سے اپنے گھوڑے کی رفتار تیز سے تیز تر کرتے جاتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے دیکھا کہ ایک سوار ان سے بھی تیز رفتاری سے جا رہا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ اس سوار کی سرعت اور گھوڑا کودا کر دوڑانے کی مہارت دیکھ کر محو حیرت تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کے اس سوار سے جا ملو اور معلوم کرو کہ وہ کون ہے؟ حضرت ابوعبیدہ روایت فرماتے ہیں کہ اس سوار کے متعلق میں نے گمان کیا کہ شاید وہ سوار کوئی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لشکر کی رہبری کے لئے آگے بھیجا ہے۔ وہ سوار اپنی برق رفتاری سے برابر جا رہا تھا۔ اس کو پکڑنا اور اس سے سبقت لے جانا ناممکن تھا۔ لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے اپنے گھوڑے کو ایڑی مار کر خوب تیز بھگایا مگر اس سوار سے سبقت نہ لے سکے۔ تھوڑا فاصلہ رہ گیا لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے زور سے پکارا کہ اے سوار! اللہ تجھ پر رحم کرے، نرمی اختیار کر اور ٹھہر جا۔ اس سوار کے کان میں آواز پہنچی تو وہ پہچان گیا کہ یہ آواز تو جیش اسلام کے سردار کی ہے لہٰذا وہ رک گیا۔

حضرت ابوعبیدہ جب اس سوار کے قریب گئے تو محو حیرت ہو گئے کیونکہ وہ سوار کوئی فرشتہ نہ تھا بلکہ ایک عورت تھی۔ اور وہ حضرت خالد بن ولید کی زوجہ محترمہ حضرت ام تمیم تھیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے ام تمیم! کس چیز نے تم کو اس قدر تیز رفتاری سے اسلامی لشکر کے آگے چلنے پر برانگیختہ کیا ہے؟ حضرت اُم تمیم نے جو جواب دیا وہ ایسا ایمان افروز تھا کہ جس کو سن کر قارئین کرام کا ایمان تازہ ہو جائے گا اور عظمت و محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاداب پھول کھل اٹھیں گے، جس کی مہک سے روح ایمان معطر ہو جائے گی۔

حضرت اُم تمیم نے حضرت ابوعبیدہ کو جو جواب دیا وہ ہم قارئین کرام کی خدمت میں ارباب سیر و تواریخ حضرت علامہ واقدی کی زبانی حرف بحرف پیش کرتے ہیں:

''پس جب ابوعبیدہ بن الجراح نے پہچانا ان کو کہا کہ اے ام تمیم کیا چیز باعث تمہارے چلنے کی ہوئی پس کہا انہوں نے کہ اے سردار! جب سنا میں نے اس بات کو کہ خالد بن الولید کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے۔ پس میں نے اپنے میں کہا کہ خالد بن ولید کبھی پست اور مغلوب نہ ہوں گے حالانکہ گیسوئے مبارک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان کے پاس ہیں اور جس وقت پھرا مجھ سے خیال ان کا پس دیکھا میں نے بجانب کلاہ کہ جس میں موئے مبارک تھے کہ بھول گئے خالد بن ولید اس کو اور بعجلت چلی ہوں ان کی طرف۔ پس کہا ابوعبیدہ بن الجراح نے کہ واسطے اللہ کے ہے یہ کام تمہارا اے ام تمیم! چلو تم اللہ تعالیٰ کی برکت اور مدد پر۔''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۱۶۷)

اوراق سابقہ میں ہم نے حضرت خالد بن ولید کی مبارک ٹوپی (کلاہ) کا ذکر کیا ہے۔ اسی ٹوپی کا تذکرہ یہاں ہو رہا ہے۔ اس ٹوپی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے اقدس تھے۔ حضرت خالد بن ولید کا یہ عقیدہ تھا کہ پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس گیسوؤں کے صدقہ اور طفیل میں مجھے ہر لڑائی میں کامیابی حاصل ہوئی ہے اور میں محفوظ و

marfat.com

سلامت رہا ہوں لیکن قنسرین کے معرکہ میں جب ان کو یاد آیا کہ مقدس گیسوؤں والی ٹوپی میں بھول آیا ہوں تو ان کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تھا کیونکہ جس مقدس گیسوؤں کی بدولت مجھ پر رحمت و نصرت الٰہی کی بارش نازل ہوتی تھی وہ مقدس گیسوؤں والی ٹوپی آج میرے ساتھ نہیں۔ ان مقدس گیسوؤں کی برکت سے ہی مجھ پر ہمیشہ رحمت خداوندی کی گھٹا چھایا کرتی ہے۔ بقول:

سوکھے دھانوں ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

حضرت خالد بن ولید کی زوجہ محترمہ حضرت ام تمیم کا گیسوئے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کیسا پختہ اور راسخ عقیدہ تھا کہ جب انہوں نے سنا کہ ان کے شوہر حضرت خالد بن الولید کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے تو وہ مطلق فکرمند نہ ہوئیں بلکہ مطمئن رہیں اور کامل یقین کے ساتھ کہا کہ خالد بن ولید کو کچھ نہیں ہوگا۔ ان کا بال بیکا نہ ہوگا کیونکہ ان کے پاس مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ''بال مبارک'' ہیں۔ لیکن جب ان کو پتہ چلا کہ مقدس گیسوؤں والی ٹوپی حضرت خالد بھول گئے ہیں تو بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹوپی لے کر تیز رفتار گھوڑے پر حضرت خالد کی طرف بھاگیں؟ کیوں؟ اس لئے کہ ان کا پختہ عقیدہ تھا کہ اس مقدس گیسو کے صدقے میں میرے ''سہاگ'' کی بقا ہے۔ انہیں مقدس گیسوؤں کے طفیل میرے خاوند بقید حیات ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے سہاگ کی حفاظت کی غرض سے ٹوپی پہنچانے جارہی تھیں بلکہ یوں کہنا بھی مناسب ہے کہ وہ حضرت خالد کو زندگی پہنچانے جارہی تھیں۔ گیسوئے اقدس کے توسّل سے حضرت خالد کی بقا اور حیات کے مشن پر جارہی تھیں اور ان کا جانا یقیناً جائز اور مستحسن تھا کیوں کہ حضرت ابوعبیدہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت ام تمیم حضرت خالد کو مقدس گیسوؤں والی ٹوپی دینے جا رہی ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ:

''اے ام تمیم! تمہارا یہ کام اللہ کے واسطے ہے''

کون سا کام؟ حضرت خالد کو ٹوپی پہنچانے کا کام۔ ٹوپی کیوں پہنچائی جا رہی تھی؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے توسّل کرنے کے لئے۔ ان مقدس بالوں کے وسیلہ سے حضرت خالد کی اور ان کے ساتھیوں کی زندگی بچانی تھی۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ سے توسل کرنا ممنوع ہوتا تو حضرت ابوعبیدہ ہرگز یہ نہیں فرماتے کہ تمہارا یہ کام اللہ کے واسطے ہے بلکہ سختی سے ممانعت فرما دیتے اور حضرت ام تمیم کو اسلامی لشکر کے کیمپ شیرز میں واپس جانے کا حکم دیتے اور حضرت خالد کو ٹوپی دینے کے لئے ام تمیم کو قنسرین تک نہیں جانے دیتے۔ مگر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت ام تمیم کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ ''چلو تم اللہ تعالیٰ کی برکت اور مدد پر''۔

حضرت ابوعبیدہ عین وقت پر حضرت خالد کی مدد کرنے پہنچ گئے:

جب حضرت ابوعبیدہ قنسرین کے معرکہ جنگ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ گرد وغبار کے بادل اٹھ رہے ہیں اور ہر طرف

marfat.com

صرف رومی سپاہی ہی نظر آتے ہیں۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کا کوئی نشان و پتہ نہیں ہے لہٰذا وہ بہت فکرمند ہوئے اور حضرت خالد کو اپنے آنے کی اطلاع دینے کی غرض سے نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی۔ ایک ساتھ ہزاروں مجاہدوں نے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ بلند کر کے کوہ وصحرا کو گونجا دیا۔ رومیوں نے نعرۂ تکبیر کی آواز سنی تو ان کے دل بیٹھ گئے۔ وہ کچھ سوچیں اور کوئی حرکت کریں اس کے قبل اسلامی لشکر نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور رومیوں کے سروں پر تلواریں رکھنی شروع کر دیں۔ رومی سپاہی مجاہدوں کی تلواروں کی ضرب کھا کر اپنے گھوڑے سے اس طرح گرنے لگے جیسے پت جھڑ میں تیز ہوا کے جھونکے سے سوکھے پتے درخت سے گرتے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید اور ان کے ساتھی اب بھی بڑی دلیری سے مصروف جنگ تھے جب انہوں نے تہلیل وتکبیر کی آوازیں سنیں تو ان میں تازہ جوش پیدا ہو گیا۔ حضرت خالد نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اپنے وجود کا ثبوت دینے کے ساتھ ساتھ اپنا پتہ بھی بتایا۔ جس جگہ پر حضرت خالد اور ان کے ساتھی ٹھہرے تھے وہاں لڑائی ہونے کی وجہ سے نیزے اور تلواریں بلند ہوتی تھیں اور آفتاب کی روشنی میں مثل آئینہ چمکتی تھیں۔

حضرت خالد کو حضرت اُمِّ تمیم نے مقدس گیسوؤں والی ٹوپی دی اور......؟

حضرت خالد بڑی دلیری اور جاں فشانی سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رومیوں کا مقابلہ کر رہے تھے کہ دفعۃً انہوں نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش سوار بڑی دلیری اور شجاعت سے رومی سپاہیوں کو نیزہ مار کر دائیں بائیں ہٹاتا ہوا اور لشکر کو پھاڑتا ہوا آ رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ سوار حضرت خالد کے قریب آ پہنچا۔ چہرہ پر نقاب ہونے کی وجہ سے حضرت خالد اس کو پہچان نہ سکے لہٰذا پوچھا کہ اے دلیر جوان! تو کون ہے؟ حضرت اُمِّ تمیم نے جواب دیا میں آپ کی زوجہ اُمِّ تمیم ہوں۔ پھر کیا ہوا؟ علامہ محمد بن عمر والواقدی قدس سرہ کی زبانی سماعت فرمائیں۔ حضرت مصعب بن محارث بیان کرتے ہیں کہ:

> ''پس اسی وقت ایک سوار نکلا گرد سے اور پھاڑتا تھا رومیوں کو یہاں تک کہ دور کر دیا اس نے ان کو جو ہمارے گرد تھے۔ پس جلدی گئے خالد بن ولید اس کی طرف اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں تمہاری زوجہ اُمِّ تمیم ہوں اے ابا سلیمان! لائی ہوں تمہاری اس کلاہ مبارک کو جس سے کہ مدد چاہتے ہو اور توسّل ڈھونڈتے ہو تم اس سے بجناب اللہ پاک کے پس قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ دعا کو تمہارے لئے۔ لو تم اس کو اپنے پاس۔ پس قسم ہے خدا کی کہ نہیں بھول گئے تھے تم اس کو مگر اسی دن کے واسطے۔ پھر کلاہ دی ان کو۔ پس چمکا گیسوئے مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدر حسنہ و جمالہ سے ایک نور مثل بجلی کے۔ پس قسم ہے عیش رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کہ نہیں رکھا تھا خالد بن الولید نے کلاہ کو اپنے سر پر اور حملہ کیا تھا قوم پر مگر یہ کہ پھیرا اور ملا دیا ان کو آگے والوں کو پیچھے والوں میں اور حملہ کیا ان کے ساتھ مسلمانوں نے پس نہیں ہوئی تھی بہت دیر یہاں تک کہ پیٹھ پھیری کافروں نے اور اتری ان پر ہلاکی اصحاب محمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے اور نہیں تھے قوم رومیوں میں مگر کشتہ اور زخمی اور قیدی اور پہلے سب سے بھاگنے والوں میں جبلہ تھا اور متصرہ اس کے پیچھے تھے۔''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۱۶۷)

marfat.com

فتوح الشام کی مندرجہ بالا عبارت کا بنظرِ عمیق مطالعہ کرنے سے حسب ذیل امور اظہر من الشمس کی طرح ثابت ہوں گے:

☆ حضرت اُمِّ تمیم نے اپنی جان پر خطرہ مول لے کر بھی حضرت خالد کو گیسوئے اقدس والی ٹوپی پہنچائی۔

☆ گیسوئے اقدس والی ٹوپی کے متعلق حضرت اُمِّ تمیم نے حضرت خالد سے کہا کہ اس ٹوپی سے تم ہمیشہ اللہ کی جانب توسل کرتے ہو اور مدد طلب کرتے ہو۔

☆ حضرت اُمِّ تمیم نے حضرت خالد سے کہا کہ اس مبارک ٹوپی کے صدقے میں اللہ تعالیٰ تمہاری ہر دعا کو قبول فرماتا ہے۔

☆ حضرت اُمِّ تمیم نے حضرت خالد سے کہا کہ تم یہ مبارک ٹوپی اپنے ساتھ لانا بھول گئے ہو اسی لئے تم پر یہ مصیبت آئی ہے۔

☆ حضرت خالد نے اپنی زوجہ محترمہ سے مبارک ٹوپی لے کر جب اپنے سر پر رکھی تو ٹوپی مبارک سے حضور پرنور، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے اقدس سے مثل بجلی نور چمکا۔

☆ حضرت خالد بن ولید نے مقدس گیسو والی ٹوپی اپنے سر پر رکھتے ہی دشمنوں کے لشکر کو الٹ دیا اور دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

الحاصل! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ''موئے مبارک شریف'' کو برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اس سے توسل کر کے برکت، رحمت، نصرت اور حفاظت حاصل کرتے تھے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ تھا اللہ تعالیٰ کے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ''آثار مبارکہ'' میں اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت رکھی ہے اور اس کے توسّل سے مجھے ہر جنگ میں فتح حاصل ہوتی ہے اور اس کے صدقہ وطفیل میں مجھے خیر و عافیت اور مدد و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

لیکن! افسوس! کہ

دورِ حاضرہ کے منافقین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار مقدسہ کی عظمت و تعظیم اور زیارت کرنے سے ممانعت کرتے ہیں۔ مثلاً:

وہابی تبلیغی جماعت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ:

''کہیں کہیں جبّہ شریف یا موئے شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی اور بزرگ کا مشہور ہے اس کی زیارت کے لئے یا تو ایسی جگہ جمع ہوتے ہیں یا ان لوگوں کو گھروں میں بلا کر زیارت کراتے ہیں اور زیارت کرانے والوں میں عورتیں بھی ہوتی ہیں، اوّل تو ہر جگہ ان تبرکات کی سند نہیں ہوتی اور اگر سند بھی ہو تب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں ہیں۔''

(حوالہ: بہشتی زیور، مصنف: مولوی اشرف علی تھانوی، ناشر: ربانی بک ڈپو، جلد: ۶، مسلسل صفحہ: ۳۸۶)

marfat.com

کتنے خطرناک انداز میں تھانوی صاحب آثار مقدسہ یعنی حضور اقدس رحمت عالم و جان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ''موئے مبارک'' اور ''جبّۂ شریف'' کی زیارت و تعظیم سے روک رہے ہیں۔ کیسے کیسے بہانے تراش لئے اور گندی ذہنیت کے اختراعات فاسدہ کو صفحۂ قرطاس پر مرقوم کر دیئے ہیں۔ تھانوی صاحب نے اس عبارت میں ممانعت کے ضمن میں غلو کرتے ہوئے بہت کچھ اور اناپ شناپ لکھ دیا ہے۔ مثلاً:

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت اور تعظیم سے روکنے کے لئے پہلا بہانہ یہ بتایا کہ لوگ زیارت کرنے جمع ہوتے ہیں یا زیارت کرانے والے لوگوں کو اپنے گھر بلاتے ہیں۔

(۲) دوسرا بہانہ یہ بتایا کہ زیارت کرانے والوں میں عورتیں بھی ہوتی ہیں۔

(۳) تیسرا بہانہ یہ بتایا کہ ان تبرکات کی کوئی سند نہیں ہوتی۔

(۴) اور آخر میں اپنی شقاوت قلبی کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ اگر ان تبرکات کی سند بھی ہو تب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں ہیں۔ اس عبارت میں ''بہت خرابیاں ہیں'' کا جملہ قابل توجہ ہے یعنی تھانوی صاحب کا یہ کہنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے اصلی یا نقلی ہونے کا کوئی یقین نہیں۔ موئے مبارک کے اصلی ہونے کی کوئی سند نہیں ہوتی اور اگر سند بھی ہو تب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں ہیں۔ صرف اپنی طرف سے یہ لکھ دیا کہ بہت خرابیاں ہیں اور لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے اقدس کی زیارت سے روک کر ثواب اور برکت سے محروم کر دیا۔ اگر خرابیاں ہیں تو کون سی خرابیاں ہیں اور ان خرابیوں کے متعلق قرآن و حدیث میں کیا حکم ہے وہ ذکر نہیں کیا۔ ایک دو یا کچھ خرابیاں ہیں نہیں لکھا بلکہ بہت خرابیاں ہیں لکھ دیا لیکن تھانوی صاحب ایک بھی خرابی بیان کرنے سے عاجز اور قاصر رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تھانوی صاحب حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک اور جبہ شریف کی کوئی اہمیت نہیں جانتے تھے۔ ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔

وہابی تبلیغی جماعت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا ایک ملفوظہ ملاحظہ فرمائیں:

''اسی طرح بزرگوں کے تبرکات کے ساتھ مجھ کو شغف نہیں مثلاً کرتہ وغیرہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اس میں کیا رکھا ہے۔''

(۱) کمالات اشرفیہ، ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون باب:۱، ملفوظ:۱۰۰۴، ص:۲۵۱)

(۲) حسن العزیز از خواجہ عزیز الحسن، ناشر: مکتبہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون، جلد:۱، حصہ:۴، قسط:۱۹، ملفوظ:۶۳۴، ص:۱۴۷)

تھانوی صاحب نے صاف اقرار کر لیا کہ مجھے تبرکات کے ساتھ شغف یعنی رغبت، محبت اور دلچسپی نہیں۔ اور تبرکات سے

marfat.com

شغف نہ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ "اس میں کیا رکھا ہے؟ جس کا مطلب یہ ہوا کہ تبرکات یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے اقدس اور جبہ شریف میں کیا رکھا ہے؟ اردو زبان میں کیا رکھا ہے'' کا جملہ استفہامیہ ہے اور بطور محاورہ استعمال ہوتا ہے اور اس کا استعمال بے وقعت اور بے عظمت معاملہ کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے اپنا مکان تبدیل کیا۔ پرانے مکان میں اس کا جو مال و اسباب تھا اسے ایک بیل گاڑی پر لاد کر نئے مکان پر لے گیا وہاں جب سامان ٹٹولا تو اس کی بیوی نے کہا کہ ہائے ہائے! گھر کی صفائی کرنے کا جھاڑو تو میں پرانے گھر بھول آئی ہوں۔ مکان کے دالان میں پڑا ہوا تھا لیکن بیل گاڑی میں سامان لادتے وقت یاد ہی نہ آیا۔ اب کیا ہوگا؟ ایک معمولی جھاڑو کے لئے اپنی بیگم کو دل بھر بھراتے دیکھ کر وہ شخص یہی کہے گا کہ ارے جانے دو ایک معمولی جھاڑو کے لئے کیوں اپنا دل جلاتی ہو، اس میں کیا رکھا ہے؟ الغرض! کیا رکھا ہے؟ کا جملہ کسی چیز کی حقارت ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ قارئین فیصلہ فرمائیں کہ تھانوی صاحب تبرکات کے لئے ''اس میں کیا رکھا ہے'' کا جملہ استعمال کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار مقدسہ خصوصاً گیسوئے انور کی برکت اور عظمت کے متعلق صحابہ کرام اور خصوصاً حضرت خالد بن ولید کا اعتقاد قارئین کرام نے واقعات کی روشنی میں ملاحظہ فرمایا اور تھانوی صاحب کا عقیدہ ان کی کتابوں کی عبارتوں سے معلوم کیا۔ دونوں میں بعد المشرکین جیسا عظیم تضاد ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ'' نظریں بدل گئیں تو نظارہ بدل گیا''۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پُر نور چہرۂ انور کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دیکھا اور اسی چہرۂ انور کو ابو جہل لعین نے بھی دیکھا لیکن دونوں کے دیکھنے میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ ایک نے محبت اور عقیدت کی نظر سے دیکھا اور دوسرے نے بغض و عداوت کی نظر سے دیکھا لہٰذا دونوں کے تاثرات متضاد سننے میں آئے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو حضرت خالد بن ولید نے اس نظر سے دیکھا کہ کائنات کی بہترین نعمت اور رحمت میرے آقا و مولیٰ کے گیسوئے اقدس ہیں لیکن تھانوی صاحب نے حقارت کی نظر سے دیکھا کر کہا کہ ''اس میں کیا رکھا ہے۔'' نظریں بدل گئیں تو نظارہ بدل گیا۔

تبرکات کی زیارت کرنے سے اور اپنے ساتھ تبرکات رکھنے سے بہت ساری نعمتیں اور برکتیں حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تبرک بزرگ کی شان و عظمت عیاں ہوتی ہے اور زائرین کے دلوں میں صاحب تبرک بزرگ کی عظمت و محبت راسخ ہوتی ہے۔ بزرگان دین کے تبرکات کو اپنے پاس رکھنا، اسے حفاظت سے رکھنا، اس کا ادب کرنا، اس کی زیارت کرنا، اس کے توسل سے دعا کرنا، فیض و برکت و شفا و عافیت حاصل کرنا وغیرہ امور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، ائمہ دین وغیرہ میں ابتدائے اسلام سے رائج اور مشروع ہے لیکن ہر وہ کام کہ جس کے کرنے سے انبیاء کرام و اولیاء عظام کی عظمت کا پرچم لہرائے ان تمام کاموں کو وہابی، دیوبندی اور تبلیغی مکتبہ فکر کے علماء ممنوع قرار دیتے ہیں بلکہ ممانعت کرنے میں حد درجہ غلو کرتے ہیں۔

امام المنافقین، مولوی اسمٰعیل دہلوی نے یہاں تک لکھا ہے کہ:

''اور اس کے کنویں کے پانی کو متبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا، آپس میں بانٹنا، غائبوں کے واسطے لے جانا وغیرہ وغیرہ

marfat.com

اس قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔'' (حوالہ: تقویۃ الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص:۴۴)

مندرجہ بالا عبارت پر تبصرہ کرنے سے قطع نظر اور اس بحث کو طول نہ دیتے ہوئے صرف اتنا کہنا ہے کہ دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء ملت اسلامیہ کا بزرگان دین کے ساتھ رشتہ عقیدت منقطع کرنے کی غرض سے بزرگانِ دین کے تبرکات کا ادب و احترام ختم کرنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے اپناتے ہیں اور تبرکات کی زیارت اور تبرکات کو باعث برکت ماننے کو گناہ بلکہ شرک تک کہہ دیتے ہیں۔ الحتصر! جس کے دل میں تعظیم و عظمت مصطفیٰ کا فقدان ہوتا ہے وہ گیسوئے اقدس کے متعلق یہی نظریہ رکھتا ہے کہ ''اس میں کیا رکھا ہے'' اور جس کے دل میں محبت رسول کا دریا موجزن ہوتا ہے وہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے پاک کے لئے یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ۔ بقول:

شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

اور

ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

حضور اقدس رحمت عالم کے آثار مبارکہ مثلاً موئے مبارک، ناخن شریف، ملبوسات اور دیگر اشیاء استعمال و نیز بزرگان دین کے تبرکات کی تعظیم و ادب اور ان تبرکات کے توسل سے حصول نعمت و برکت کے متعلق قرآن و حدیث اور ائمہ ملت اسلامیہ کے اقوال و افعال سے جواز و استحباب کے کافی اور وافی دلائل اور ثبوت دیکھنے کے لئے مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع فرمائیں:

(۱) بَدْرُ الْاَنْوَارِ فِیْ آدَابِ الْآثَارِ، مصنف: امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ
(۲) آدَابُ الْاَخْیَارِ فِیْ تَعْظِیْمِ الْآثَارِ، صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ
(۳) اَلْبِرُّ الْمَقَالُ فِیْ اِسْتِحْسَانِش قُبْلَۃِ الْاَجْلَالُ، مصنف: امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ

فتح قلعۂ قنسرین:

جب رومی سپاہیوں نے بھاگنا شروع کیا تو مجاہدوں نے ان کا تعاقب کیا۔ رومی سپاہی اپنی جانیں بچانے کے لئے دم دبا کر ہر سمت بھاگ رہے تھے۔ مجاہدوں نے جو بھی رومی سپاہی ہاتھ لگا اس کو کشتہ زمین پر ڈال دیا۔ قلیل عرصہ میں میدان صاف ہو گیا۔ میدان میں اب صرف اسلامی لشکر ہی تھا۔ تمام مجاہد حضرت ابوعبیدہ کے نشان کے قریب جمع ہونے لگے۔ حضرت خالد بن ولید بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت ابوعبیدہ کے پاس آئے۔ حضرت خالد ارغوان کے سرخ پھول کی طرح خون میں تربتر تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان کو سلامتی پر مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! تم نے جہاد کر کے اپنے دل کو

marfat.com

تسکین دی اور اللہ تعالیٰ کو راضی کیا۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے راستہ کے موڑ سے قنسرین کے قلعہ پر یلغار کرنے کے لئے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جب اسلامی لشکر قنسرین کے قلعہ کے قریب پہنچا تو اہل شہر نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔ اہل قنسرین کو معلوم ہو چکا تھا کہ ان کا حاکم لوقا مقتول ہو چکا ہے اور جبلہ بن ایہم غسانی کا لشکر بھی ہزیمت اٹھا کر بھاگ نکلا ہے۔ لہٰذا انہوں نے صلح کرنا مناسب سمجھا۔ فوراً ایک ایلچی کو حضرت ابوعبیدہ کے پاس بھیجا اور ادائے جزیہ پر صلح کی درخواست کی۔ حضرت ابوعبیدہ نے صلح کی درخواست منظور فرمالی اور بموجب امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کے حکم کے فی کس چار دینار یا اڑتالیس درہم پر صلح کر کے صلح کی دستاویز لکھ دی۔ ملک شام کا مشہور قلعہ قنسرین اسلامی لشکر نے فتح کر لیا۔

اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصرہ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) شیرز (۱۳) رستن (۱۴) حمات (۱۵) قنسرین

نــوٹ: حضرت خالد بن ولید کے صاحبزادے کا نام ''سلیمان'' تھا۔ ملک عرب میں نام کے بجائے اس کی کنیت (Patronymic) سے پکارنے کا دستور تھا۔ یعنی کسی شخص کو اس کے باپ، بیٹے، بیٹی وغیرہ سے منسوب کر کے اس کی کنیت مقرر کر دیتے تھے اور پھر اس کنیت سے پکارتے تھے۔ مثلاً ابوالحسن، ابوبکر، ام حکیم، ابن حاجب وغیرہ۔ ابوسلیمان یعنی سلیمان کے باپ۔ حضرت خالد بن ولید کو تمام لوگ ابوسلیمان یا ابا سلیمان نام سے ہی پکارا کرتے تھے لہٰذا ہم نے بھی نقل روایت کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت خالد کے لئے ''یا ابا سلیمان'' کا استعمال کیا ہے۔ اس سے مراد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ قارئین کرام کو کوئی مغالطہ نہ ہو اس لئے ہم نے وضاحت کر دی ہے۔

حوالہ: کنیت (کُنْ یَتْ)= وہ نام جو باپ، ماں بیٹا، بیٹی وغیرہ کے تعلق سے بولا جائے۔

(فیروز اللغات، ص ۱۰۳۸)

marfat.com

جنگ بعلبک

فتح قنسرین کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کو ''حمص'' کے قلعے کا محاصرہ کرنے روانہ کیا اور خود بجانب ''بعلبک'' روانہ ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کے ساتھ بعلبک جا رہے تھے کہ راہ میں دیکھا کہ دریا کے کناروں کی طرف سے ایک بڑی جماعت بعلبک کی جانب جا رہی ہے اور اس جماعت کے ساتھ کثیر تعداد میں سامان تجارت ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے چند مجاہدوں کو اس قافلہ کی بجانب برائے تفتیش بھیجا۔ تھوڑی دیر میں وہ خبر لائے کہ یہ قافلہ رومیوں کا ہے اور وہ اہل بعلبک کے لئے رسد لے کر جا رہا ہے اور رسد میں شکر (Sugar) کافی تعداد میں ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ بعلبک ہمارے لئے ''دارالحرب'' ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے اور ان کے درمیان کوئی صلح یا قول وقرار نہیں ہے لہٰذا یہ مالِ غنیمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ مجاہدوں نے قافلے کو گھیر لیا اور اس کا تمام مال واسباب چھین لیا اور اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا۔ اس قافلہ کے ساتھ شکر کی چار سو بوریاں تھیں۔ علاوہ ازیں کافی تعداد میں انجیر اور قند تھا۔ مجاہدوں نے قافلہ والوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت ابوعبیدہ نے منع فرمایا اور فدیہ لے کر قافلہ کو رہا کر دیا۔ اہل قافلہ رہا ہو کر بعلبک گئے اور اپنا حال بیان کیا نیز اسلامی لشکر کی کثرت اور آمد کی کیفیت بھی بیان کی۔

اہل قافلہ کو رہا کر کے اسلامی لشکر اسی مقام پر ٹھہرا اور رات بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ نے لشکر کو بعلبک کی جانب کوچ کا حکم دیا۔ بعلبک کا حاکم ''ہربیس'' نام کا بطریق تھا۔ ہربیس لڑائی کا ماہر، دلیر اور جنگجو تھا۔ جب اس کو پتہ چلا کہ مسلمانوں نے بعلبک کے قافلہ کا مال واسباب لے لیا ہے تو اس نے اپنے ساتھ سات ہزار سوار سپاہی اور بڑی تعداد میں پیدل لوگوں کو لے کر قافلے کا اسباب وغلہ چھڑانے نکلا۔ دوپہر کے وقت اس کا اسلامی لشکر سے آمنا سامنا ہو گیا۔ ہربیس کے ہمراہ جانے والے بطارقہ نے اسے لڑائی نہ کرنے اور واپس پلٹ جانے کا مشورہ دیا۔ بطارقہ نے اس کو بہت سمجھایا اور دمشق، بصرہ، اجنادین اور قنسرین والوں کی ہزیمت کی مثالیں پیش کیں لیکن ہربیس نے ان کی ایک نہ سنی اور تکبر وغرور کے نشے میں کہا کہ میں ان سے ضرور لڑوں گا اور جو غلہ واسباب انہوں نے لے لیا ہے وہ ان سے چھین لوں گا اور ان کو ایسا سبق سکھاؤں گا وہ بعلبک کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ میں ان غریب عربوں کو بھگا دوں گا کیونکہ ان کا سابق سردار خالد بن ولید حمص میں ہے لہٰذا یہ لشکر ہمارے لئے مالِ غنیمت ہے جس کو حضرت مسیح نے ہماری طرف بھیجا ہے۔

پھر ہربیس نے اپنے لشکر کی صف بندی شروع کی۔ اس وقت اس کے ہمراہیوں میں سے ایک بطریق نے ہربیس سے کہا

marfat.com

کہ اے ہربیس! میں تیرے تکبر اور غرور کے دام میں نہیں آنے والا۔ تو ہم سب بطارقہ کی رائے اور مشورہ کو لا اعتنا کر کے اپنا کہا کرنا چاہتا ہے اور ہم کو خاطر میں نہیں لاتا لہٰذا میں لڑائی میں تیری معیت نہیں کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ بطریق واپس پلٹا۔ اس کو دیکھ کر بہت کافی تعداد میں لوگ اس بطریق کے ہمراہ بعلبک واپس لوٹ گئے لیکن اس کے باوجود بھی حاکم ہربیس آمادۂ جنگ ہوا۔ الغرض! حضرت ابوعبیدہ نے دیکھا کہ رومیوں کا لشکر مزاحم ہونے آیا ہے تو آپ نے مجاہدوں کو یلغار کا حکم دیا۔ حکم ملتے ہی تمام مجاہد رومیوں پر ٹوٹ پڑے جیسے کوئی شیر بھیڑ بکریوں پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ حضرت عامر بن ربیعہ روایت فرماتے ہیں کہ قسم ہے میں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کہ نہ تھا ہمارے اور ان کے بیچ میں مگر ایک گرداوا یہاں تک کہ پیٹھ پھیری انہوں نے شہر کی جانب اور حاکم ہربیس بھی بری طرح زخمی ہو کر بھاگا۔ حاکم ہربیس کو ساٹھ زخم لگے تھے۔ ہربیس مع اپنے لشکر بھاگ کر قلعہ میں گھس گیا اور شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔

اسلامی لشکر بعلبک کے قلعہ کے قریب پہنچا اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ بعلبک کے اطراف کے دیہات کے لوگ مع اپنے جانوروں کے قلعہ میں آکر پناہ گزین ہوئے تھے اور اتنی کثرت سے لوگ قلعہ میں جمع ہوئے تھے کہ پاؤں رکھنے کی بھی جگہ باقی نہ تھی لہٰذا کافی تعداد میں لوگ قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے تھے۔ قلعہ کی دیوار بہت چوڑی اور کشادہ تھی اور مضبوطی کے اعتبار سے پورے ملک شام میں بعلبک کے قلعہ کی دیوار مشہور تھی۔ شام کا وقت تھا۔ آفتاب غروب ہونے جا رہا تھا۔ موسم سخت سردی کا تھا۔ حالانکہ بعلبک میں گرمیوں کے دنوں میں بھی سخت سردی رہتی ہے۔ اسلامی لشکر نے قلعہ کے باہر پڑاؤ کیا اور شب بسر کی۔ مجاہدین اپنے ساتھیوں کی نگہبانی کرتے تھے اور عبادت میں مشغول ہو کر رات گزاری۔

جنگ بعلبک کا دوسرا دن:

صبح حضرت ابوعبیدہ نے اہل بعلبک کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں آپ نے اہل شہر کو اسلام کی دعوت دی۔ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں ادائے جزیہ یا پھر جنگ کا پیغام دیا۔ پھر وہ خط ایک رومی معاہدی کو دیا اور اس کو تاکید فرمائی کہ اس کا جواب لے کر ہی واپس آنا۔ وہ رومی معاہدی (جس نے جزیہ دے کر امان حاصل کی تھی) حضرت ابوعبیدہ کا خط لے کر شہر پناہ کے قریب آیا اور رومی زبان میں پکار کر کہا کہ اسلامی لشکر کے قاصد کی حیثیت سے تمہاری طرف آیا ہوں۔ رومیوں نے قلعہ کی دیوار سے ایک رسی کے ذریعہ قاصد کو اوپر کھینچ لیا اور حاکم ہربیس کے پاس لے گئے۔ قاصد نے حضرت ابوعبیدہ کا خط ہربیس کو دیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے ہربیس کو رومی زبان میں خط لکھا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے موسس بن کوزک نام کے ایک رومی کاتب (Writer) کو اپنے ساتھ محرری کے کام پر متعین کیا تھا۔ وہ کاتب رومی اور عربی دونوں زبان کا ماہر تھا۔ حضرت ابوعبیدہ جو بھی عربی تحریر ارقام فرماتے تھے وہ کاتب اس کا رومی زبان میں ترجمہ لکھ دیتا تھا۔ حاکم ہربیس نے حضرت ابوعبیدہ کا خط حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔ پھر اس نے پوچھا کہ اس معاملہ میں تم مجھے کیا مشورہ دیتے ہو؟ ایک بطریق نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم بھی ارک، تدمر، بصرہ اور دیگر مقام کے لوگوں کی طرح ادائے جزیہ کی شرط پر عربوں سے صلح کر کے بے ڈر و مامون ہو جائیں کیونکہ اگر ہم نے ان سے جنگ کی تو وہ ہمارے جنگجو اور شہسوار لوگوں کو قتل کر کے ہم پر غالب آجائیں گے اور ہمارے مال و

marfat.com

اسباب اور اہل وعیال پر قابض ہو جائیں گے۔

بطریق کا یہ مشورہ سن کر حاکم ہربیس لال پیلا ہو گیا اور آنکھیں لال کر کے اور چڑھا کر جواب دیا کہ میں نے ملک شام میں تجھ سے بڑھ کر بزدل اور ڈرپوک کوئی نہیں دیکھا۔ کیا ہم ہمارے شہر کو بھوکے اور بازاری عربوں کے حوالے کر دیں؟ تم خواہ مخواہ ان عربوں سے ڈرتے ہو۔ گزشتہ کل کی لڑائی میں میں نے ان کی جنگی مہارت کو آزما لیا ہے، ان کو لڑائی کا ڈھنگ معلوم نہیں۔ علاوہ ازیں وہ لڑائی میں ایسے دلیر بھی نہیں ہیں جیسی ان کی شہرت ہے۔ گزشتہ کل میں ان کے لشکر کے میمنہ پر حملہ کرنے کی غلطی کر بیٹھا، اگر ان کے لشکر کے میسرہ حملہ کیا ہوتا تو ضرور انہیں شکست دے کر بھگا دیتا۔ بطریق نے جواب میں استہزاء کے طور پر کہا کہ شاید اسلامی لشکر کے میسرہ اور قلب والے تجھ سے ڈرتے ہوں گے؟ حاکم ہربیس سے کوئی جواب نہ بن پایا اور وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ اہل بعلبک دو گروہ میں بٹ گئے۔ ایک گروہ لڑائی کا حامی تھا اور دوسرا صلح کا خواستگار تھا۔ دونوں گروہ میں بات آگے بڑھے اس کے قبل حاکم ہربیس نے اپنا رنگ دکھاتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ کا خط چاک کر کے قاصد پر پھینکا اور قاصد سے کہا کہ "یہی ہمارا جواب ہے" پھر اس نے قاصد کو واپس بھیجنے کا حکم دیا چنانچہ رومی سپاہیوں نے رومی قاصد کو رسی میں باندھ کر لٹکا کر نیچے اتار دیا۔ قاصد نے حضرت ابوعبیدہ کو تمام ماجرہ کہہ سنایا۔ حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کو قلعہ کا محاصرہ سخت کرنے اور حملہ کرنے کا حکم دیا۔

اسلامی لشکر قلعہ کی دیوار کی طرف آگے بڑھا۔ اسلامی لشکر کو آگے بڑھتا دیکھ کر رومیوں نے قلعہ کی دیوار کے اوپر سے شور و غل مچانا شروع کیا اور تیروں اور پتھروں سے حملہ شروع کر دیا۔ حاکم ہربیس قلعہ کی دیوار کے بڑے برج میں زخموں پر پٹیاں باندھ کر بیٹھا تھا اور اپنی قوم کو لڑائی کی ترغیب دیتا تھا۔ اس کے اکسانے کی وجہ سے رومیوں نے اسلامی لشکر پر سخت حملہ کرتے ہوئے تیروں کی بوچھار شروع کر دی۔ مثل بارش پتھر برسائے۔ اسلامی لشکر کے بارہ مجاہد شہید ہوئے۔ آفتاب غروب ہوا اور اسلامی لشکر قلعہ کے سامنے تھوڑے فاصلہ پر واقع اپنے کیمپ میں واپس لوٹا۔ کیمپ میں واپس آ کر تمام مجاہدوں نے ایک ہی کام کیا اور وہ یہ کہ شدت کی سردی سے بچنے کے لئے لکڑیاں جلا کر آگ روشن کی۔ چند اشخاص کو حضرت ابوعبیدہ نے رات میں نگہبانی کی ذمہ داری سپرد فرمائی۔ نگہبان حضرات رات بھر تہلیل و تکبیر کی آواز بلند کرتے ہوئے اسلامی لشکر کے کیمپ کے اردگرد گشت کرتے رہے یہاں تک کہ رات خیر و عافیت سے رخصت ہوئی اور صبح نمودار ہوئی۔

جنگ بعلبک کا تیسرا دن:

صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر میں منادی کروادی کہ کوئی بھی شخص قلعہ کی طرف بڑھ کر نہ جائے بلکہ لشکر کے کیمپ میں ہی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے اور اپنے لئے کچھ کھانے کا انتظام کر لے تا کہ دشمنوں سے لڑنے میں تقویت حاصل ہو۔ حضرت ابوعبیدہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسلامی لشکر کیمپ میں ہی ٹھہرا رہا اور ہر شخص کھانے پینے کا انتظام کرنے میں معروف ہو گیا۔ جب آفتاب بلند ہوا تو رومیوں نے قلعہ کی دیوار سے دیکھا کہ آج اسلامی لشکر قلعہ کے قریب نہیں آیا بلکہ ابھی تک اپنے کیمپ میں مقیم ہے اور کسی قسم کی کوئی جنگی حرکت و جنبش ہوتی دکھائی نہیں دیتی تو انہوں نے یہ گمان

marfat.com

کیا کہ شاید مسلمان حملہ سے عاجز ہو کر اور مارے ڈر کے لڑنے نہیں نکلے ہیں۔ حاکم ہربیس نے رومیوں کو پکار کر کہا کہ تمہارے دشمن خوف کی وجہ سے لڑنے سے باز رہے ہیں۔ لہٰذا موقع غنیمت ہے کہ ان کی عاجزی اور غفلت کا فائدہ اٹھا کر شہر کے تمام دروازے کھول کر ہم سب ایک ساتھ نکل کر ان پر حملہ کر دیں اور انہیں ہلاک کر دیں۔

حاکم ہربیس کی اس تجویز کے مطابق قلعہ کے تمام دروازوں سے دفعۃً ہزاروں رومی ایک ساتھ نکلے اور امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح اسلامی لشکر کے کیمپ پر آ پڑے۔ تمام مسلمان کھانے پینے میں مشغول ہونے کی وجہ سے حملہ سے غافل تھے۔ چند مجاہدوں نے رومیوں کو طوفان کی کیفیت سے آتے ہوئے دیکھا تو بلند آواز سے پکار کر مجاہدوں کو ہوشیار کرنا شروع کر دیا کہ اے گروہ مسلمین! دشمن ہم پر آ پڑے ہیں۔ وہ ہم پر آ پڑیں اس کے قبل مقابلے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس صدا پر اسلامی لشکر کا ہر مجاہد چونک اٹھا۔ کسی کے ہاتھ میں لقمہ تھا، کسی کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا، کوئی کھانا پکا رہا تھا، کوئی کھانا پتیلی سے طشت میں نکال رہا تھا، کوئی کھانا کھا رہا تھا غرض کہ تمام کے تمام خورد و نوش میں منہمک تھے۔ تمام مجاہد دفعۃً کھڑے ہو کر اپنے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی طرف دوڑے۔ ایک ہلچل مچ گئی۔ مجاہدوں نے اپنے ہتھیار سنبھالے اتنی دیر میں تو رومی ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابو عبیدہ نے پکار کر فرمایا کہ اے عرب کے جوانو! اگر آج اہل بعلبک تم پر غالب ہو گئے تو تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی۔ صبر اور استقلال سے ان کا مقابلہ کرو اور اللہ کی راہ میں اپنی جان خرچ کرنے میں کوتاہی نہ کرو۔

تمام مجاہد اپنے معزز سردار کی تلقین پر جذبہ ایثار و قربانی کے جوش میں بھر گئے اور دلیری سے رومیوں کا مقابلہ کیا لیکن تمام مجاہد بے ترتیب تھے۔ دفعۃً رومیوں کے آ پڑنے کی وجہ سے صف بندی کا موقع نہ ملا تھا اور بعض تو اپنے گھوڑوں پر سوار تک نہ ہو سکے تھے۔ حضرت عمرو بن معدی کرب، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ربیعہ عامری، حضرت مالک اشتر نخعی، حضرت ذوالکلاع حمیری اور حضرت ضرار بن ازور نے بڑی جرأت و شجاعت سے مقابلہ کر کے رومیوں کے بڑے بڑے دلیروں اور سرداروں کو زمین پر ڈال دیا اور جس طرح چکی غلہ کو پس ڈالتی ہے اس طرح پس کر رکھ دیا۔ مقتولین کی چیخ و پکار، زخمیوں کی آہ و بکا، تلواروں کی جھنکار، نیزوں کی چھا چاق، گھوڑوں کی ہنہناہٹ، مجاہدوں کی پکار و للکار کے شور و غل اور رومی سپاہیوں کے بلز و غوغا نے بھی تک سماں باندھ دیا تھا۔ تمام مجاہد اپنی جان ہتھیلی میں لے کر رومیوں کا مقابلہ کر کے ان کو مار ہٹاتے تھے۔ مجاہدوں کی ثابت قدمی نے رومیوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اسلامی لشکر کے کیمپ کا وہ حصہ جہاں مستورات اور اطفال تھے جہاں تک ایک بھی رومی پہنچنے سے عاجز و قاصر رہا البتہ رومیوں نے مجاہدوں کا قیمتی اسباب کپڑے اور غلہ کافی تعداد میں لوٹ لیا اور قلعہ کی طرف بھاگے۔ مجاہدوں نے قلعہ کے دروازے تک ان کا تعاقب کرتے ہوئے فراخی سے شمشیر زنی کی اور کافی تعداد میں رومیوں کو زمین پر کشتہ ڈال دیا۔ رومی قلعہ میں گھس گئے اور دروازے بند کر لئے۔ مجاہدین کیمپ میں واپس لوٹے زخمیوں کا علاج کیا اور شہیدوں کو اول منزل پہنچایا۔ اس معرکہ میں پندرہ مجاہد شہید ہوئے تھے۔

رات کے وقت حضرت ابو عبیدہ نے اسلامی لشکر کے روساء کو جمع کر کے فرمایا کہ آج دن میں ہم ایک بڑے فتنے اور آزمائش میں مبتلا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ہماری نصرت و مدد فرما کر ہمیں بہت بڑے نقصان سے محفوظ رکھا۔ پھر حضرت ابو عبیدہ

marfat.com

نے فرمایا کہ آج رومیوں نے جو جرأت کی ہے اس سے مجھے ایسا لگتا ہے کہ آئندہ کل بھی وہ قلعہ سے لڑنے نکلیں گے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ہم ہمارے لشکر کے کیمپ کو مزید فاصلہ تک پیچھے ہٹا دیں تا کہ قلعہ اور ہمارے کیمپ کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ ہم کو گھوڑا دوڑانے کا موقع آسانی سے میسر ہو سکے اور ہم رومیوں کو اچانک دھاوا بولنے سے باز رکھ سکیں علاوہ ازیں کل صبح قلعہ کے ہر دروازے کے سامنے ڈیرا ڈال دیں تا کہ جس دروازے سے بھی رومی لشکر نکلے ہم اس کا فوراً دفاع کر سکیں۔

تمام مجاہدوں نے حضرت ابوعبیدہ کی رائے کو پسند کیا اور رات ہی میں اس تجویز پر عمل کر لیا گیا۔ چنانچہ حضرت ضرار بن ازور باب شام پر، حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی باب جبلی پر اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح باب وسط پر اپنے اپنے لشکر کے ساتھ رات میں پہنچ گئے اور اپنی اپنی جگہ اختیار کر کے ڈیرا ڈال دیا۔

جنگ بعلبک کا چوتھا دن:

صبح قلعہ کا دروازہ (باب وسط) کھلا۔ اس دروازہ کے سامنے حضرت ابوعبیدہ نے پڑاؤ کیا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی رومی سپاہی طوفانی سیلاب کی طرح قلعہ کے باہر امنڈ امنڈ کے آنے لگے اور آنے کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ حاکم ہربیس نے قلعہ کے اندر ہی لشکر کی ترتیب اور صف بندی کر لی تھی اور بعد میں لشکر کو باہر نکالا تھا۔ پوری تیاری کے ساتھ لشکر قلعہ کے باہر آیا تھا۔ حاکم ہربیس اپنے لشکر کو لڑنے کی ترغیب دے رہا تھا۔ اپنی افرادی اور اسلحی کثرت کی فراخی کا ذکر کر کے حملہ کرنے پر اکساتا تھا اور پکار پکار کہتا تھا کہ اے گروہ نصرانیہ مسیح اور صلیب سے مدد طلب کرو ان ننگے اور بھوکے عربوں سے مطلق خوف نہ کھاؤ۔ ان عربوں میں ہمارا مقابلہ کرنے کی طاقت واستطاعت نہیں۔ حاکم ہربیس کے ورغلانے سے رومی سپاہی آندھی کی طرح حضرت ابوعبیدہ کے لشکر پر آپڑے۔ حالانکہ حضرت ابوعبیدہ اپنے لشکر کے ساتھ چوکنا اور ہوشیار تھے لیکن رومیوں کی بھاری کثرت اور حملہ کی شدت کی وجہ سے پریشان تھے۔ رومیوں نے ان کو ہر سمت سے گھیر لیا تھا حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں کو پکار کر فرمایا کہ آج رومیوں نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ حملہ کیا ہے۔ تم مطلق نہ گھبراؤ اور ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرو اگر آج تمہارے قدم اکھڑ گئے تو اسلامی لشکر کا رعب و دبدبہ زائل ہو جائے گا اور ملک شام میں یہ بات پھیل جائے گی کہ بعلبک والوں نے مسلمانوں کو بھگا دیا نتیجۃً تمہاری ہیبت و دہشت رومیوں کے دلوں سے جاتی رہے گی۔ اے حاملان قرآن خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور خدا کی مدد و نصرت ضرور نازل ہوگی صبر و استقلال سے کام لو، صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہے اپنی جانیں راہ خدا میں خرچ کرو اللہ کی راہ میں شہید ہونے کو اپنی خواہش و تمنا بناؤ انشاء اللہ فتح و کامیابی سے اللہ تعالیٰ ہمیں سرفراز فرمائے گا۔

حضرت ابوعبیدہ کے ارشادات نے مجاہدوں میں ایک عجیب جوش پیدا کر دیا اور رومیوں کے امنڈتے ہوئے سیلاب کے سامنے مجاہدین مضبوط چٹان کی طرح مقابلے میں جمے ہوئے تھے دونوں لشکر ایک دوسرے میں خلط ملط ہو گئے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ نیزے اور تلواریں بلند ہو کر چمکنے لگے اور خوں ریزی شباب پر آئی۔ رومیوں نے شدت کے حملے جاری رکھے لیکن مجاہدوں نے بلند ہمتی سے مقابلہ کیا اور رومیوں کو غالب نہیں ہونے دیا۔ حالانکہ مجاہدین اس وقت سخت تنگی اور مصیبت میں تھے۔ اس وقت حضرت ابوعبیدہ نے دل میں کہا کہ کاش باب جبلی اور باب شام پر سعید بن زید اور حضرت ضرار بن ازور کو ہماری

marfat.com

مصیبت کی خبر پہنچ جائے اور وہ یہاں آ جائیں تو ہماری مصیبت دور ہو جائے لیکن ان تک خبر پہنچانا کیسے ممکن ہو۔ حضرت سہیل بن صباح العیسی روایت کرتے ہیں کہ میں بعلبک کی جنگ کے دن حضرت ابوعبیدہ کے لشکر میں تھا اور مجھے دائیں بازو پر سخت زخم پہنچا اور ہاتھ بیکار ہو گیا۔ میں ہاتھ سے تلوار بھی پکڑ نہیں سکتا تھا اور رومیوں کی شدت و کثرت دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوا کہ میرے دینی بھائی عنقریب ہلاک ہو جائیں گے قریب میں ہی ایک ٹیلہ تھا میں ہنگامہ لڑائی سے چھٹک کر اس ٹیلہ کی طرف بھاگا اور اس پر چڑھ گیا ٹیلے پر چڑھ کر میں نے دیکھا کہ رومیوں کے درمیان مجاہدین ہر طرف سے گھیر لئے گئے ہیں نیزوں اور تلواروں کی ضربیں خود اور ڈھالوں پر پڑتی تھیں اور آگ کی چنگاریاں اڑتی ہوئی صاف دکھائی دیتی تھیں۔ آگ کی چنگاریاں دیکھ کر میرے ذہن میں ایک خیال آیا میں نے قریب بکھری ہوئی درختوں کی سوکھی جڑیں اور شاخیں جمع کیں اور سنگ چقماق (flint) سے آگ روشن کی۔ آگ روشن ہوتے ہی اس پر ہریلی اور گیلی لکڑیاں رکھ دیں لہٰذا بڑی کثرت سے دھواں نکلا پھر دھواں بلند ہوا۔

اسلامی لشکر میں ایک دستور رائج تھا کہ جب وہ ایک جگہ اکٹھا ہونا چاہتے تھے اور اپنے ساتھیوں کو اپنے پاس بلانے کا ارادہ کرتے تو دن کے وقت میں دھواں بلند کرتے تھے اور رات کے وقت آگ بلند کرتے تھے۔ حضرت ضرار بن ازور اور حضرت سعید بن زید اپنے ساتھیوں کے ساتھ قلعہ کے بند دروازوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بعضوں کو پکار کر کہا کہ یہ دھواں کسی بڑے امر کی دلالت کرتا ہے ہو سکتا ہے کہ ہمارے سردار حضرت ابوعبیدہ سخت مصیبت میں گرفتار ہوئے ہوں اور ہماری کمک کی طلب کے لئے انہوں نے دھواں بلند کر کے ہمیں بلایا ہو۔ یہ خیال آتے ہی باب جبلی سے حضرت سعید بن زید اور باب شام سے حضرت ضرار بن ازور اپنے ساتھیوں کے ساتھ برق رفتاری سے روانہ ہوئے اور فوراً باب وسط پر آ پہنچے۔

باب وسط پر معرکہ جنگ شباب پر تھا لڑائی کی آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے نیزوں کے پھل اور تلواروں کی نوکیں چمک رہی تھیں۔ حضرت ابوعبیدہ کا گروہ سخت مصیبت میں گرفتار تھا۔ رومی بڑے جوش و خروش میں تھے اور ان کو اسلامی لشکر پر غالب ہو جانے کا یقین ہو گیا تھا کہ دفعۃً حضرت سعید اور حضرت ضرار کے لشکر تکبیر و تہلیل کی صدائیں بلند کرتے ہوئے آ پہنچے۔ رومی اس وقت قلعہ کی دیوار اور اسلامی لشکر کے کیمپ کے درمیان تھے اب صورت حال یہ ہوئی کہ حضرل سعید اور حضرت ضرار کے لشکر قلعہ کی دیوار کی طرف سے آئے لہٰذا اب رومی لشکر دو سمت سے اسلامی لشکر کے بیچ میں واقع ہو گیا اسلامی لشکر کے کیمپ کی سمت حضرت ابوعبیدہ کا لشکر تھا اور قلعہ کی دیوار کی سمت میں حضرت سعید اور حضرت ضرار کے لشکر حائل ہوئے۔ رومی لشکر اب نہ آگے کو بڑھ سکتا تھا اور نہ پیچھے کو ہٹ سکتا تھا۔ دونوں طرف سے مجاہدوں نے شدید حملہ شروع کیا۔ کمک آ جانے کی اطلاع ملتے ہی حضرت ابوعبیدہ کا لشکر اب دوہرے جوش سے قتال کرنے لگا۔ قلعہ کی دیوار کی جانب سے حضرت سعید اور حضرت ضرار نے ایسا سخت حملہ کیا کہ حاکم ہربیس بوکھلا گیا دونوں سمت سے مجاہدوں نے رومیوں کے سروں کو تن سے جدا کرنا شروع کیا۔ حاکم ہربیس نے چلا کر رومیوں سے کہا کہ عربوں نے مکر و فریب کر کے ہم کو اس طرح نرغہ میں لے لیا ہے کہ ہمارے اور قلعہ کے درمیان ان کا لشکر حائل ہو گیا ہے لہٰذا اب سختی سے لڑو اور داد شجاعت حاصل کرو لیکن رومی زیادہ وقت ٹھہر نہ سکے پیٹھ دکھا کر بھاگنا شروع کیا لیکن قلعہ کی طرف بھی بھاگ نہ سکتے تھے کیونکہ وہاں حضرت سعید اور حضرت ضرار کا لشکر موت کا طمانچہ مارنے

marfat.com

کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ لہٰذا رومی لشکر کے سپاہی معرکہ جنگ کی بائیں جانب سے پہاڑ کی طرف بھاگے۔ حاکم ہربیس بھی فرار ہونے والوں میں شامل تھا۔ حالانکہ مجاہدوں نے حاکم ہربیس کو ڈھونڈھ کر ختم کر دینے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اپنے محافظوں کے درمیان محصور ہونے کی وجہ سے ہاتھ نہ آیا۔ اور پہاڑ کی طرف بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ حاکم ہربیس مغرور رومیوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور پہاڑ پر واقع ایک مضبوط غار کے حصار میں پناہ گزین ہو گیا۔

حضرت سعید بن زید کا حاکم ہربیس کے تعاقب میں پہاڑ کے حصار تک جانا:

جب باب وسط پر رومیوں نے ہزیمت اٹھائی اور حاکم ہربیس اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہاڑ کے حصار کی طرف بھاگ رہا تھا تو حضرت سعید بن زید نے اس کو بھاگتے ہوئے دیکھ لیا تھا لہٰذا حضرت سعید پانچ سو (۵۰۰) سواروں کو لے کر تعاقب کرتے ہوئے پہاڑ کے حصار تک پہنچ گئے۔ ہزاروں کی تعداد میں رومی پہاڑ کے حصار میں پناہ گزیں تھے۔ مجاہدوں نے پہاڑ کے حصار کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور تمام رومی حصار میں قید کی حالت میں تھے۔ کسی کے ساتھ کھانا اور پانی نہیں تھا لہٰذا سخت تکلیف میں مبتلا تھے لیکن مجاہدوں کے خوف سے حصار کے باہر نکلنے کی کسی کی بھی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ کچھ عرصہ اس حصار میں ٹھہرنے کے بعد جب رومیوں کو پتہ چلا کہ ہم کو گھیرنے والے مسلمان بہت ہی قلیل تعداد میں ہیں اور ہم ہزاروں کی تعداد میں ہیں تو ان کو جرأت ہوئی۔ ہتھیار تو ان کے ساتھ موجود تھے لہٰذا وہ تمام مجتمع ہو کر حصار سے نکلے اور دفعتہً مجاہدوں پر حملہ کر دیا۔ رومیوں نے اپنی جان پر کھیل کر حملہ کیا تھا اور موت کی لڑائی لڑنے پر آمادہ ہوئے تھے لیکن مجاہدوں نے ثابت قدمی سے مقابلہ کر کے لڑائی کے فن دکھائے۔ فریقین میں شدت کی جنگ جاری تھی اور مجاہدین ابتلائے مصیبت و پریشانی میں تھے۔ کئی مجاہد شہید ہوئے تھے اور بہت سے زخمی ہو گئے تھے۔

حضرت مصعب بن عدی تنوخی بھی حضرت سعید بن زید کے ہمراہ تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ رومیوں کا حملہ بہت شدید ہے اور انہوں نے یہ طمع کی ہے کہ تمام مجاہدوں کو لقمہ اجل بنا دیں تو وہ معرکہ جنگ سے نکل کر تیز رفتار گھوڑے پر بعلبک کے قلعہ کے باب وسط پر آئے اور آتے ہی زور زور سے پکارنا شروع کیا کہ اے گروہ مومنین تمہارے بھائی سخت مصیبت میں گرفتار ہیں ان کی مدد کے لئے جلدی چلو۔ حضرت ابوعبیدہ نے جب یہ آواز سنی تو حضرت مصعب بن عدی کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ اے ابن عدی تمہارے پیچھے کیا حال ہے؟ حضرت مصعب بن عدی نے تمام کیفیت بتائی۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت ضرار بن ازور کو حکم دیا کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فوراً پہاڑ کے حصار پر پہنچ کر اپنے دینی بھائیوں کی مدد کرو۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت ضرار کے ساتھ تیر اندازوں کے گروہ کو بھی روانہ فرمایا حضرت ضرار بن ازور جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو وہاں بڑا نازک مرحلہ درپیش تھا اسلامی لشکر کے مجاہدوں کو رومیوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اسلامی لشکر کے ستر مجاہدوں کو رومیوں نے شہید کر دیا تھا اور باقی تمام مجاہد بری طرح زخمی تھے، کچھ بیہوش پڑے تھے۔ ان تمام کو بھی شہید کر دینے کی رومیوں نے طمع کی تھی کہ عین وقت پر حضرت ضرار بن ازور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہنچ گئے اور جاتے ہی مثل شیر رومیوں پر ٹوٹ پڑے شمشیر زنی اور نیزہ زنی کے جوہر دکھا کر کثیر تعداد میں رومیوں کو خاک و خون میں ملا دیا حاکم ہربیس اپنے ساتھیوں

marfat.com

کو لے کر واپس حصار میں گھس گیا۔ مجاہدوں نے پھر ایک مرتبہ رومیوں کو حصار میں قید جیسی حالت میں کر دیا۔ مجاہدوں نے حصار کے گرد سخت پہرا بٹھا دیا کوئی بھی رومی حصار سے اپنا سر نکالتا تو مجاہد فوراً تیر چلاتے اور اس کو زخمی یا کشتہ کر دیتے تھے۔

جب شام کا وقت قریب ہوا تو حضرت ابوعبیدہ نے آدمی بھیج کر حضرت سعید بن زید کو کہلایا کہ رات کے وقت حصار کا پہرہ دینے میں بہت ہی احتیاط رکھیں اور حصار سے ایک بھی رومی بھاگ نہ جائے اس بات کا خیال رکھیں۔ حضرت سعید نے سو مجاہدوں کو لکڑیاں جمع کرنے بھیجا تھوڑی دیر میں لکڑیوں کا ڈھیر جمع ہو گیا۔ حضرت سعید نے رات بھر لکڑیاں جلائے رکھنے کا حکم دیا تاکہ سخت سردی میں مجاہدین اپنے بدن کو سینکتے رہیں اور آگ کی روشنی میں رومیوں پر کڑی نگرانی بھی کی جا سکے تاکہ کسی کو اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر بھاگنے کا موقع نہ ملے۔ حضرت سعید بن زید رات بھر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حصار کے گرد تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے گھومتے رہے اور سخت نگرانی کی خدمت انجام دی۔ حصار میں چھپے ہوئے رومیوں کی حالت بہت خراب تھی۔ بھوک اور پیاس کی وجہ سے ان کا برا حال تھا علاوہ ازیں سخت سردی میں ان کے جسم شل ہو گئے تھے کیوں کہ کسی کے ساتھ اوڑھنا بچھونا نہیں تھا۔ بڑی مشکل سے تو بہ تلا کر کے رات بسر کی۔ صبح حاکم ہربیس نے اپنے بطارقہ سے مشورہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر اسی طرح ہم حصار میں مقید رہے تو ہم تمام بھوک، پیاس اور سردی کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ میری رائے یہ ہے کہ اب ہم ان عربوں سے صلح کر لیں۔ تمام نے ہربیس حاکم کی رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ حاکم ہربیس حصار کے کنارے پر آیا اور اپنا سر باہر نکال کر پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب! میں حاکم ہربیس ہوں اور تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ چند مجاہدین اپنے ساتھ ترجمان لے کر اس کے قریب گئے اور بواسطہ ترجمان پوچھا کہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ ہربیس نے کہا کہ اگر تمہارے سردار مجھ کو امان دیں تو میں ان کے سامنے آ کر کچھ گفتگو صلح کے تعلق سے کرنا چاہتا ہوں۔

ترجمان نے حضرت سعید بن زید کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ حضرت سعید نے فرمایا کہ حصار سے میرے پاس آنے اور پھر مجھ سے گفتگو کرنے کے بعد واپس حصار میں جانے تک اس کے لئے امان ہے۔ ترجمان نے آ کر ہربیس کو مطلع کیا۔ چنانچہ حاکم ہربیس نے اپنا قیمتی لباس اتار کر بکریوں اور بھیڑوں کے اون سے بنائے ہوئے صوف کے کپڑے کا لباس زیب تن کیا اور اپنے ہتھیار حصار میں چھوڑ کر خالی ہاتھ بحالت ذلت حضرت سعید بن زید کے پاس آیا۔ حاکم ہربیس نے صوف کا لباس اپنی ذلت و خواری کے اظہار کے لئے پہنا تھا۔ ہربیس نے حضرت سعید سے کہا کہ میں نے اب جنگ کا ارادہ بالکل ترک کر دیا ہے اور تمہارے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اپنے اور اہل بعلبک کے لئے تم سے صلح کر کے امان حاصل کروں۔ حضرت سعید نے فرمایا کہ صلح دو شرطوں پر ممکن ہے۔ یا تو تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، اس صورت میں تمہارا اور ہمارا حال یکساں ہو جائے گا اور اگر تم کو دین اسلام اختیار کرنے سے انکار ہے تو جزیہ ادا کرو اور ساتھ میں یہ بھی عہد و پیمان کرو کہ اسلامی لشکر کی مخالفت نہ کرو گے اور نہ ہی ہمارے دشمنوں کا ساتھ دو گے۔ حاکم ہربیس نے کہا کہ مجھے تمہاری دوسری شرط منظور ہے، اسی وقت صلح کرنے پر آمادہ ہوں۔ حضرت سعید نے فرمایا کہ صلح کرنے کا اختیار صرف ہمارے سردار حضرت ابوعبیدہ کو ہے۔ اگر صلح کرنی ہے تو ان کی خدمت میں جانا پڑے گا۔ اگر تم آنا چاہو تو میں تم کو اپنی ذمہ داری اور امان میں لے چلوں گا۔ اگر کسی وجہ سے صلح واقع نہ ہوئی تو

marfat.com

تب بھی تم کو پہاڑ کے حصار تک واپس اپنی حفاظت میں پہنچا دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔

حضرت سعید بن زید کے وعدے پر اعتماد کر کے ہربیس حضرت ابوعبیدہ کے پاس آنے کے لئے رضامند ہو گیا۔ حضرت سعید اس کو لے کر بعلبک کے قلعہ پر آئے۔ اس وقت حضرت ابوعبیدہ کے حکم سے اسلامی لشکر نے بعلبک کے قلعہ پر سخت حملہ جاری رکھا تھا۔ اہل بعلبک قلعہ کی دیوار سے روتے اور چلاتے تھے اور شہر میں لڑنے والے سپاہی بھی موجود نہ تھے۔ شہری اور تاجر، مرد، بچے، بوڑھے اور عورتیں مارے ڈر کے تھر تھر کانپتے تھے اور رو رو کر اپنا سینہ اور سر پیٹتے تھے۔ اسلامی لشکر کے حملے کا جواب دینے کی ان میں مطلق سکت و استطاعت نہ تھی۔ جب حضرت سعید بن زید کے ہمراہ آ کر حاکم ہربیس نے اہل شہر کی پراگندہ حالت دیکھی تو افسوس و رنج کے عالم میں سر کو ہلانے لگا اور اپنے دانتوں سے اپنی ہی انگلیاں کاٹنے لگا۔

''فتح قلعۂ بعلبک''

جب حاکم ہربیس حضرت سعید بن زید کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ کے پاس آیا تب حضرت مرقال بن عتبہ قلعہ کی دیوار کے قریب گئے اور اہل بعلبک سے کہا کہ تمہارا سردار اس وقت ہمارے سردار کے پاس صلح کے لئے حاضر ہوا ہے۔ اے صلیب کے پوجنے والو! اگر تم ہم سے صلح نہ بھی کرتے تب بھی ہم تمہارے شہر پر قابض ہو جاتے کیونکہ ہمارے مقدس نبی، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو پورا ملک شام فتح ہونے کے وعدۂ الٰہی کی بشارت دی ہے اور ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی بات کو اللہ تبارک و تعالیٰ پوری فرماتا ہے۔ بقول:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

اہل بعلبک نے کہا کہ ہمارے بطریق ہربیس نے خوانخواہ جنگ مول لے کر ہم کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے اگر وہ پہلے سے ہی صلح پر آمادہ ہو جاتا تو ہم کو یہ دن دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ پھر انہوں نے خوف و ڈر کی وجہ سے رونا اور چیخنا شروع کیا اور بلند آواز سے ''لَفُوْنَ لَفُوْنَ'' یعنی ''امان، امان'' پکار کر امان طلب کرنے لگے۔

حاکم ہربیس نے حضرت ابوعبیدہ سے ایک عجیب بات کہی:

صلح کی گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے بعلبک کے حاکم ہربیس نے حضرت ابوعبیدہ سے ایک عجیب و غریب بات کہی۔ جس کو ہم علامہ واقدی کی کتاب سے حرف بحرف نقل کرتے ہیں:

''اور کہا اس نے کہ یہ تحقیق میں نے جانا تھا اس امر کو کہ تم بہت ہو تعداد میں۔ اس سے کہ جتنے تم ہو اور خیال میں آتا اور معلوم ہوتا تھا ہم کو تمہاری لڑائی کے وقت اور ہنگام اٹھانے شدت کے تمہاری لڑائی میں یہ کہ تم لوگ بہ تعداد سنگریزوں کے ہو کثرت میں اور ہم دیکھتے تھے سبزے گھوڑوں کو کہ سر ان کے ہوا سے ملے ہوئے اور ان پر

marfat.com

لوگ سبز پوش نشان لئے ہوئے سوار ہوتے تھے۔ پس جب آیا میں تمہارے بیچ میں نہیں دیکھتا ہوں میں کوئی چیز اس میں کی اور دیکھتا ہوں میں تم لوگوں کو اب تھوڑی تعداد میں اور نہیں جانتا ہوں کہ کیا کام کیا ان لوگوں نے اور کیا ہوئے۔ آیا انہیں لوگوں کو بھیجا ہے تم نے بجانب مین الحمر یا اور کسی طرف۔ پس سامنے آئے اس کے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کہا مترجم سے کہ کہہ تو اس سے کہ تحقیق ہو تجھ پر ہم لوگ گروہ مسلمانوں کے ہیں بہت دکھلاتا ہے اللہ تعالیٰ ہماری تعداد کو مشرکین کی آنکھوں میں اور مدد دیتا ہے ہم کو ساتھ فرشتوں کے جیسا کہ اس نے ہمارے ساتھ بدر کی لڑائی میں کیا تھا۔“

(حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص: ۱۸۲)

یعنی حاکم ہربیس نے کہا کہ جب ہماری اور تمہاری جنگ ہو رہی تھی تب میں نے دیکھا تھا کہ تمہارے لشکر کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ سبز رنگ کے گھوڑوں پر سبز کپڑوں میں ملبوس اور ہاتھ میں نشان لے کر لڑنے والے کافی تعداد میں نظر آتے تھے لیکن اس وقت ان میں کا کوئی ایک بھی نظر نہیں آتا اور تمہاری تعداد بھی بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کی نظر میں ہماری تعداد بہت دکھاتا ہے اور جس طرح جنگ بدر میں فرشتوں کے ذریعے ہماری مدد فرمائی تھی اسی طرح ہماری ہر جگہ مدد فرماتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں پر احسان اور کرم فرما کر تمہاری بڑی بڑی جماعتوں پر ہم کو غلبہ عطا فرماتا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا والی اور مددگار ہے جب کہ تمہارا مددگار کوئی نہیں:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

”ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ“ (پارہ: ۲۶، رکوع: ۵، سورہ محمد، آیت: ۱۱)

ترجمہ: اس لئے کہ مسلمان کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔“ (کنز الایمان)

حاکم ہربیس نے حضرت ابوعبیدہ کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہی وجہ ہے کہ تم نے ملک شام کو فتح کیا ہے۔ اہل فارس، ترک اور جرامقہ نے جب ہمارے ملک پر حملہ کیا تھا تو ہم نے ان کو عاجز کر کے بھگا دیا تھا۔ علاوہ ازیں ہمارا شہر بعلبک ایسا مضبوط قلعہ والا شہر ہے کہ وہ کبھی بھی مفتوح نہ کر سکے کیونکہ اس شہر کو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رہنے کے لئے تعمیر فرمایا ہے۔ وہ اسی شہر میں رہتے تھے اور ان کا خزانہ اور ان کا ساز و سامان بھی اسی شہر میں رہتا تھا۔ اگر ہم خدا کی نافرمانی نہ کرتے اور معصیت وظلم میں مبتلا نہ ہوتے تو تم سو برس تک بھی اس شہر کو فتح نہ کر سکتے لیکن اب تو جو ہوا سو ہوا۔ لہٰذا میری آپ سے درخواست ہے کہ تم ہم سے مصالحت کرلو۔

القصہ! حضرت ابوعبیدہ صلح کرنے پر رضامند ہو گئے۔ ☆ دو ہزار اوقیہ سونا ☆ چار ہزار اوقیہ چاندی ☆ دو ہزار ریشمی کپڑے کے تھان ☆ پانچ ہزار تلواریں ☆ پہاڑ کی چوٹی کے حصار میں محصور رومی سپاہیوں کا تمام ہتھیار اسلامی لشکر کو دینے کی شرط پر صلح واقع ہوئی۔

حضرت ابوعبیدہ نے حاکم ہربیس سے فرمایا کہ زمین کا محصول اور جزیہ دونوں تم سے آئندہ سال سے وصول کئے جائیں

marfat.com

گے۔ صلح کر لینے کے بعد تم کسی بادشاہ یا حاکم شہر سے خط و کتابت یا کسی قسم کا کوئی رابطہ نہ رکھو گے۔ نہ ہمارے دشمن کی مدد کرو گے اور نہ ہی ہمارے دشمنوں کو پناہ دو گے اور کوئی نیا کنیسہ یا گرجا بھی تعمیر نہیں کرو گے۔ حاکم ہربیس نے ان تمام شرائط کو منظور رکھتے ہوئے اپنی ایک شرط پیش کی کہ صلح کے بعد تم شہر میں نہ ٹھہرو گے۔ جن لوگوں کو تم ہماری نگرانی اور حفاظت کے لئے مقرر کرو گے وہ قلعہ کے باہر ہی ٹھہریں۔ ان لوگوں کے لئے قلعہ کے باہر ہم ایک بازار قائم کر دیں گے جس میں ضروریات زندگی کی تمام چیزیں ملتی رہیں گی۔ یہ تجویز میں نے اس لئے پیش کی ہے کہ اگر آپ کے آدمی شہر کے اندر رہیں اور کبھی کسی سے سخت کلامی کی وجہ سے تنازع وقوع پذیر ہو جائے تو فساد کی نوبت آ جائے گی اور پھر ہم ایک دوسرے پر بے وفائی، بدعہدی اور عہد شکنی کا الزام لگائیں گے لہٰذا پہلے سے ہی احتیاط برت کر یہ امر طے کر لیں کہ تمہارے آدمی قلعہ کے باہر ہی مقیم رہیں تا کہ فتنہ و فساد کا دروازہ کبھی نہ کھلے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ تمہاری یہ شرط مجھ کو منظور ہے۔ ہم کو تمہارے شہر میں مقیم ہو کر رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔

اس قرارداد کے بعد ہربیس قلعہ کی دیوار کے قریب گیا۔ ہربیس نے قلعہ کی دیوار پر کھڑے لوگوں کو پکار کر کہا کہ اب گھبرانے کی کوئی بات نہیں صلح واقع ہو گئی ہے۔ پھر ہربیس نے صلح کے تمام شرائط اپنی قوم کو سنائے۔ قوم نے کہا کہ تم نے جس قدر مال مسلمانوں کو دینے کا طے کیا ہے ہم اتنا مال دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہربیس نے کہا کہ میں تمام بوجھ تم پر نہیں ڈالوں گا بلکہ کل مال کا چوتھائی حصہ اپنے ذاتی مال سے ادا کروں گا۔ ہربیس کی اس سخاوت پر اہل بعلبک خوش ہو گئے اور انہوں نے شہر کے دروازے کھول دیئے ہربیس شہر میں داخل ہوا لیکن شرط کے مطابق ایک بھی شخص اسلامی لشکر کا شہر میں داخل نہیں ہوا بلکہ اسلامی لشکر کا کیمپ شہر پناہ کے باہر ہی رکھا اور تمام مجاہدین قلعہ کے باہر مقیم رہے۔

پھر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت سعید بن زید کو حکم دیا کہ پہاڑ کی چوٹی کے حصار میں جو بھی رومی سپاہی مقید ہیں انہیں مع مال و سامان اور ہتھیاروں کے اسلامی لشکر کے کیمپ میں لے آؤ۔ حکم کے بموجب تمام رومی سپاہی لائے گئے۔ صلح کی شرط کے مطابق ان تمام کا ہتھیار لے لیا گیا اور ان تمام کو یرغمال کے طور پر اسلامی لشکر کے کیمپ میں نظر قید رکھا گیا۔ بارہ دن کے بعد صلح کی شرط میں جو مال دینے کا قرار ہوا تھا ہربیس وہ مال لے کر حاضر ہوا۔ حضرت ابوعبیدہ نے تمام رومی نظر بند قیدیوں کو رہا فرما دیا۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت رافع بن عبداللہ سہمی کو پانچ سو سوار اور چار سو پیدل سپاہی ملا کر نو سو لوگوں پر سردار مقرر کر کے ان کو بعلبک کے قلعہ کے باہر ٹھہرایا تا کہ وہ خراج و جزیہ وصول کریں، اہل بعلبک کی نگرانی و حفاظت کریں اور ان کو دین اسلام کی خوبیوں سے واقف کرتے رہیں۔

روانہ ہوتے وقت حضرت ابوعبیدہ نے آیات قرآن کی روشنی میں پند و نصائح پر مشتمل ہدایات و تاکید فرمائی اور عدل و انصاف کرنے، تواضع و انکساری اختیار کرنے، عبادت و ریاضت کی رغبت کرنے اور ظلم و ستم، تکبر و غرور اور گناہ و معصیت سے احتراز و اجتناب کرنے کی نصیحت فرمائی اور رومیوں کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان پر قائم رہ کر عہد شکنی اور وعدہ خلافی سے بچنے کی تاکید فرمائی اور خصوصاً اس بات پر زور دیا کہ اپنے ساتھیوں کو سختی سے ممانعت کر دینا کہ وہ بعلبک شہر میں داخل نہ ہوں

کیونکہ ہم نے ان سے صلح کرتے وقت اس شرط پر عمل کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ پھر ان کو دعائے خیر و برکت سے نواز کر حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور "حمص" کی جانب روانہ ہوئے۔

☆اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصرہ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) شیرز (۱۳) رستن (۱۴) حمات (۱۵) قنسرین (۱۶) بعلبک

اہل بعلبک کی درخواست پر مجاہدوں کا شہر میں داخل ہونا:

حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت رافع بن عبداللہ کو نو سو مجاہدوں کے ہمراہ بعلبک کے قلعہ کے باہر ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اس کی حضرت رافع نے سختی سے پابندی کی تھی۔ قلعہ کے باہر مجاہدوں نے خیمے نصب کر لئے تھے۔ رومیوں نے مجاہدوں کو فرودگاہ (ٹھہرنے کی جگہ) کے قریب ایک بازار قائم کر دیا تھا۔ مجاہدین ضروریات زندگی کی اشیائے صرف اسی بازار سے مول لیتے تھے اور کوئی بھی مجاہد شہر میں پاؤں تک نہیں رکھتا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت رافع بن عبداللہ اپنے ماتحت کے مجاہدوں کو سو سو کے گروہ میں الگ الگ مقامات پر تاخت و تاراج کرنے بھیجا کرتے تھے اور جو مالِ غنیمت حاصل ہوتا تھا اسے بھی قلعہ کے باہر والے بازار میں فروخت کرتے تھے لہٰذا اس بازار میں خرید و فروخت کا تجارتی معاملہ بہت اچھی طرح چلا اور رومی تاجروں نے کافی منافع حاصل کیا۔ رومی تاجروں نے تجارتی معاملے میں مجاہدوں کی دیانتداری، راست گوئی، مروت و احسان، عدل و انصاف، خوش معاملگی اور معاشی صداقت کی خوبیاں اور حسن سلوک سے بہت ہی متاثر ہوئے۔ اسی طرح بغیر کسی اختلاف و تنازع کے آرام سے دن کٹنے لگے اور اہل بعلبک مجاہدوں کے اخلاقی محاسن کی تعریف و توصیف کرنے لگے۔

ایک دن حاکم ہربیس نے تمام تاجروں کو بڑے کنیسہ میں جمع کر کے کہا کہ عربوں سے صلح کرنے کی میں نے تم کو ترغیب دی تھی اور صلح کے عوض زرفدیہ ادا کرنے میں اپنی طرف سے چوتھائی مال دینے کی قربانی دی ہے لیکن اس وقت میں حاکم شہر تھا اور میری آمدنی کے وسیع ذرائع تھے لیکن اب میں بھی تمہاری طرح عام آدمی بن گیا ہوں۔ میری حکمرانی ختم ہوگئی۔ آمدنی کے ذرائع اور وسائل بھی باقی نہ رہے۔ ذریعہ معاش کچھ نہیں رہا اور میں معاشی تنگی سے دوچار ہوں۔ یہ صورت درپیش ہونے کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ اہل بعلبک کی خیر خواہی کے لئے میں نے فراخ دلی سے مالی قربانی دے کر میں خود تنگ دست ہو گیا ہوں اور تم ان عربوں سے کافی نفع کما رہے ہو لہٰذا تم مجھے بھی اپنی آمدنی میں شریک کر لو تاکہ جو کچھ میں نے صلح کے ضمن میں خرچ کیا ہے اس کا مجھے معاوضہ اور نعم البدل مل جائے۔ حاکم ہربیس کی اس درخواست پر کئی دیر تک گفتگو کرنے کے بعد تمام تاجروں نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ ہر تاجر اپنی خالص آمدنی (Net Income) سے دسواں حصہ حاکم ہربیس کو دیتا رہے۔ ہربیس نے تاجروں سے آمدنی کا دسواں حصہ وصول کرنے کے لئے ایک ملازم مقرر کر دیا جو تاجروں سے عشر (10%) وصول کر کے ہربیس کو پہنچا دیتا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہربیس کے پاس بہت مال جمع ہو گیا اور اس کی تجوری چھلک گئی۔ اب حاکم ہربیس کی لالچ اور طمع مزید بڑھی لہٰذا اس نے پھر ایک مرتبہ تمام تاجروں کو کنیسہ میں جمع کر کے کہا کہ دسویں حصے میں میرا کام

marfat.com

نہیں چل سکتا۔ یہ تو بہت تھوڑا ہے لہٰذا اب سے تم مجھے چوتھائی حصہ (25%) آمدنی کا دیا کرو۔ ہربیس کی اس بیجا طلب پر بعلبک کے تاجروں نے سخت مخالفت کی اور انکار کیا لیکن حاکم ہربیس اپنے ہمنواؤں اور حامیوں کے زور پر اپنی بات پر اٹل رہا اور چوتھائی حصہ لینے پر مصر رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین میں بحث و دلیل کا آغاز ہوا اور پھر گفتگو میں تیزی اور ترشی آئی اور نوبت تو تو، میں میں تک پہنچی لہٰذا ایک زبردست شور و غل بلند ہوا اور ایک ہنگامہ مچ گیا۔ قلعہ کے باہر مجاہدوں نے جب شہر میں شور و غل بلند ہوتا سنا تو تمام مجاہد حضرت رافع بن عبداللہ کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ شہر میں ہنگامہ برپا ہو گیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم جا کر معلوم کر آئیں کہ معاملہ کیا ہے۔ حضرت رافع نے جواب دیا کہ میں بھی ہنگامے کا شور سن رہا ہوں لیکن ہمارے سردار نے ان سے صلح کرتے وقت اس بات کا وعدہ دیا ہے کہ ہمارا کوئی بھی آدمی شہر میں داخل نہیں ہوگا لہٰذا ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم شہر میں داخل ہوں۔

تھوڑی دیر کے بعد چند رومی تاجر اور روسائے قوم حضرت رافع بن عبداللہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے عربی برادر! ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم ہمارا انصاف کر دو۔ حضرت رافع نے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ رومیوں نے حاکم ہربیس کی حصہ داری کی تمام روداد کہہ سنائی۔ حضرت رافع نے پوچھا کہ اب تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اے برادر عربی! ہمارے کچھ جوشیلے نوجوانوں نے طیش میں آ کر ہربیس کو قتل کر ڈالا ہے لہٰذا اب تم ہمارے شہر میں داخل ہو کر شہر کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لو۔ حضرت رافع نے جواب دیتے ہوئے فرمایا ہمارے سردار حضرت ابوعبیدہ نے ہم کو شہر میں داخل ہونے کی ممانعت فرمائی ہے لہٰذا جب تک ان سے اجازت نہیں ملتی ہم شہر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ہم ہمارے سردار کی عدم موجودگی میں بھی ان کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ اہل بعلبک نے حضرت رافع سے بہت ہی منت سماجت کی مگر حضرت رافع ٹس سے مس نہ ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ کی اجازت کے بغیر شہر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ تمام مجاہدوں کی پابندی عہد اور وفاداری دیکھ کر داد تحسین دینے لگے۔ پھر حضرت رافع نے حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں بذریعہ قاصد خط لکھ کر صورت حال سے آگاہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے جواب لکھا کہ جب اہل شہر تم سے شہر میں داخل ہونے کا اصرار کرتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور میری طرف سے تم کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ چنانچہ حضرت رافع بن عبداللہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ بعلبک میں داخل ہوئے اور شہر کے انتظامی امور انجام دیئے۔

marfat.com

جنگ حمص (باراول)

قنسرین کی فتح کے بعد حضرت ابو عبیدہ بعلبک کی طرف گئے تھے اور حضرت خالد بن ولید کو حمص کے قلعہ کا محاصرہ کرنے بھیج دیا تھا۔ جنگ بعلبک کے وقت حضرت خالد ''حمص'' (Homs) میں ہی تھے۔ حمص کے قلعہ میں رومیوں نے وافر تعداد میں سامان جنگ، غلہ اور دیگر اشیاء صرف جمع کر رکھی تھیں۔ نیز ہرقل بادشاہ نے حمص کی حفاظت کے لئے ''مریس'' نام کے بطریق کو مع لشکر حمص بھیج دیا تھا۔ بطریق مریس ہرقل بادشاہ کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ لڑائی کے فن کا ضرب المثل ماہر تھا۔ اس کی دلیری اور بہادری کے پورے ملک شام میں گیت گائے جاتے تھے۔ جب بعلبک کا قلعہ فتح ہو گیا تو حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد بن ولید کی کمک کرنے کے ارادے سے اسلامی لشکر کو حمص کی طرف کوچ کا حکم دیا۔ حضرت ابو عبیدہ بعلبک سے روانہ ہو کر ''جوسیہ'' نامی مقام پر پہنچے

جوسیہ والوں نے اسلامی لشکر سے پہلے صلح کر لی تھی لیکن اب صلح کی مدت پوری ہونے کو تھی۔ حاکم شہر جوسیہ کو جب معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر جوسیہ کے قریب ٹھہرا ہوا ہے تو وہ بہت سارے تحائف و ہدایا لے کر حضرت ابو عبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلح کی تجدید کی اور بہت ہی اصرار کر کے لشکر کو جوسیہ شہر میں لے آیا اور ایک دن بطور مہمان ٹھہرا کر خاطر تواضع کی۔ جوسیہ میں ایک دن قیام کرنے کے بعد حضرت ابو عبیدہ اسلامی لشکر کو لے کر حمص کی طرف آگے بڑھے اور جب ''زراعہ'' نامی مقام پر پہنچے تو انہوں نے اسلامی لشکر کو وہاں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ پھر حضرت ابو عبیدہ نے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے بجانب حمص روانہ کیا۔ ان کے روانہ ہونے کے بعد حضرت ضرار بن ازور اور حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی کو یکے بعد دیگرے پانچ پانچ سو سواروں کے ساتھ حمص روانہ کیا پھر باقی ماندہ لشکر کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بھی حمص کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید پہلے ہی سے حمص میں موجود تھے۔ انہوں نے اسلامی لشکر کی تمام قسطوں کا استقبال کیا۔ اسلامی لشکر نے نہر کے کنارے اپنا کیمپ قائم کیا۔

اہل حمص کو حضرت ابو عبیدہ کا خط' اہل حمص کا آمادۂ جنگ ہونا ' جنگ کا پہلا دن:

حضرت ابو عبیدہ نے حاکم حمص ''مریس'' کے نام ایک خط لکھا۔ اس کا مضمون بعینہٖ جنہک والوں کو جو خط لکھا تھا اس کے مطابق تھا۔ حضرت ابو عبیدہ نے ایک رومی معاہدی کو وہ خط دے کر حاکم حمص کی طرف روانہ کیا۔ وہ رومی معاہدی قلعہ کی دیوار کے قریب گیا۔ حمص کے قلعہ کی دیوار پر حاکم مریس نے تیر اندازوں کو تعینات کر رکھا تھا۔ تیر اندازوں نے رومی معاہدی کو قلعہ

marfat.com

کی دیوار کے قریب آتا دیکھ کر کمان میں تیر چڑھائے اور معاہدی پر نشانہ باندھا اور تیر چلانے کا ارادہ کرتے تھے کہ معاہدی نے چلا کر کہا کہ اے میری قوم! اپنے ہاتھ روکو اور توقف کرو۔ میں بھی تمہاری قوم کا فرد ہوں۔ میرے پاس بطریق مرلیس کے نام اسلامی لشکر کے سردار کا خط ہے۔ تیر اندازوں نے بطریق مرلیس کو اس امر کی اطلاع دی تو اس نے قاصد کو رسی کے ذریعہ قلعہ کے اوپر کھینچ لینے کا حکم دیا۔ فوراً حکم کی تعمیل کی گئی۔ معاہدی قاصد نے جانے کے ساتھ ہی حاکم مرلیس کو تعظیم کا سجدہ کیا اور پھر خط دیا۔ مرلیس نے معاہدی سے پوچھا تو عربوں کے دین میں داخل ہو گیا ہے۔ معاہدی نے کہا نہیں بلکہ میں دین مسیح پر قائم ہوں، البتہ میں نے اپنے اور اہل وعیال کے لئے ان سے امان حاصل کر لی ہے۔ پھر اس معاہدی نے اسلامی لشکر کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ میں نے مسلمانوں کو نیک دل، بامروت، رحم دل، وعدے کے سچے، عدل وانصاف کرنے والے اور ظلم و زیادتی سے اجتناب کرنے والے پائے ہیں۔ لڑائی میں ان کی دلیری کا یہ عالم ہے کہ وہ موت کی بالکل پروا نہیں کرتے جہاد کرتے ہوئے مرجانا ان کے نزدیک زندگی سے بہتر ہے قسم ہے حق مسیح کی! میرے دل میں قوم روم کی محبت و ہمدردی ہے اس لئے میں تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ تم عربوں سے جنگ مت کرو بلکہ جزیہ دے کر ان سے صلح کر لو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر تم نے ان سے لڑائی مول لی تو وہ تم کو تاخت وتاراج کر دیں گے۔

بطریق مرلیس نے معاہدی قاصد کی زبانی مسلمانوں کی تعریف اور صلح کی رائے سنی تو غصہ سے لال بھبوکا ہو گیا۔ قاصد کو تند لہجہ میں ڈانتے ہوئے کہا کہ تو نے میرے فرش پر کھڑے رہ کر میرے دشمنوں کی تعریف کر کے ان کی اہمیت جتائی ہے۔ قسم ہے دین مسیح کی! اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو میں تیری زبان کاٹ لینے کا حکم دیتا لہٰذا اب ایک لفظ بھی اپنی زبان سے مت بولنا ورنہ تیرا برا حشر کروں گا۔ معاہدی قاصد بطریق مرلیس کی دھمکی سن کر خاموش ہو گیا۔ پھر مرلیس نے ترجمان کو بلا کر خط پڑھنے کا حکم دیا۔ خط کا مضمون سماعت کرنے کے بعد مرلیس نے ترجمان کو عربی زبان میں خط کا جواب لکھنے کا فرمان کیا۔ مرلیس کے ترجمان نے جوابی خط کی ابتداء میں کلمۂ کفر لکھنے کے بعد یہ لکھا کہ:

''اَمَّا بَعْدُ! یَا مَعَاشَرَ الْعَرَبُ! فَاِنَّهٗ قَدْ وَصَلَ اِلَیْنَا کِتَابَکُمْ وَعَلِمْنَا مَا فِیْهِ مِنَ التَّحْدِیْدِ وَلَا بُدَّ لَنَا مِنَ الْحَرْبِ وَالْقِتَالِ۔ والسلام''

ترجمہ: ''بعد اس کے! اے گروہ عرب! بتحقیق پہنچا ہمارے پاس تمہارا خط اور جانا ہم نے اس چیز کو اس میں دھمکی ہے اور ضرور لازم ہے ہم کو لڑائی اور قتال۔ والسلام''

پھر قاصد کو خط دے کر اسے رسی کے ذریعہ نیچے اتار دیا۔ قاصد معاہدی مرلیس کا خط لے کر حضرت ابوعبیدہ کے پاس آیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حاکم مرلیس کا خط اسلامی لشکر کے سرداروں کو پڑھ سنایا اور باتفاق رائے حمص کے قلعہ پر حملہ لے جانے کا طے ہوا۔

حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کے سردار ☆ حضرت یزید بن ابی سفیان ☆ حضرت مرقال ہاشم بن عتبہ ☆ حضرت شرحبیل بن حسنہ اور ☆ حضرت مسیب فزاری کو شہر پناہ کے الگ دروازوں پر لشکر دے کر محاصرہ کرنے بھیجا اور خود باب رستن پر

marfat.com

حضرت خالد بن ولید کے ساتھ ٹھہرے۔ قلعہ کے ہر دروازے پر مجاہدوں نے سخت حملہ شروع کر دیا۔ رومیوں نے قلعہ کی دیوار کے اوپر سے جوابی حملہ کیا۔ دن بھر لڑائی ہوتی رہی لیکن جنگ میں کوئی نکھار یا شباب نہ آیا۔ اسی طرح بغیر نتیجہ کے جنگ ہوتی رہی۔ بالآخر آفتاب غروب ہوا۔ جنگ موقوف ہوگئی اور اسلامی لشکر نہر کے کنارے اپنے کیمپ میں واپس لوٹا۔ رات مجاہدوں نے خیر و عافیت کے ساتھ عبادت و ریاضت میں بسر کی۔

جنگ کا دوسرا دن: اسلامی لشکر سے صرف غلام لوگ لڑنے نکلے:

اہل حمص نے خط کا جواب لکھ کر لڑنے کا جو ارادہ ظاہر کیا تھا وہ از راہ تکبر اور غرور تھا لہٰذا حضرت خالد نے رومیوں کے دماغ کی گرمی اتارنے اور ان کا گھمنڈ نکال دینے کے لئے علم نفسیات (Psychology) کا استعمال کرتے ہوئے ایک نئی تدبیر عمل میں لاتے ہوئے لشکر کے تمام غلاموں کو جمع کیا۔ اسلامی لشکر میں غلاموں کی تعداد چار ہزار تھی۔ حضرت خالد نے تمام غلاموں سے فرمایا کہ تم سب مسلح ہو کر قلعہ کی طرف جاؤ اور حملہ کرو۔ حضرت ابو عبیدہ نے محو استعجاب ہو کر حضرت خالد سے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! تمہاری یہ تجویز سے لڑائی کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔ یہ چار ہزار غلام قلعہ پر حملہ کر کے فتح حاصل نہیں کر سکتے۔ حضرت خالد نے مؤدبانہ لہجہ میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ اے سردار! آپ براہ کرم اپنی نرم روش پر رہیں اور مجھے میرے کام کی اجازت عنایت فرمائیں میں آج غلاموں کو قلعہ فتح کرنے کی غرض سے لڑنے نہیں بھیج رہا ہوں بلکہ بند لفظوں میں ان کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اے صلیب کی پوجا کرنے والو! ہماری نگاہوں میں تمہاری کوئی قدر و منزلت نہیں۔ ہمارے نزدیک تمہاری اتنی بھی اہمیت نہیں کہ تمہارے جیسے ذلیلوں اور بزدلوں سے ہم خود لڑنے نکلنے کی زحمت گوارا کریں۔ تمہاری ذلت اور حقاہت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے ہمارے غلاموں کو تمہارے مقابلے میں بھیجا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد کی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور خوش ہو کر فرمایا کہ تم کو جو منظور ہے وہ مجھے بھی منظور ہے۔

حضرت خالد بن ولید نے اسلامی لشکر کے چار ہزار غلاموں کو قلعہ کا محاصرہ کرنے اسلامی کیمپ سے روانہ کیا۔ جب یہ قلعہ کے قریب ہوئے تو قلعہ کی دیوار سے مریس ان کو بغور دیکھنے لگا۔ مریس کے ساتھ حمص کے بڑے بڑے بطارقہ اور روساء تھے۔ مریس نے ان سے کہا کہ آج قلعہ کا محاصرہ کرنے جو لوگ آئے ہیں وہ عرب معلوم نہیں ہوتے کیونکہ یہ تمام سیاہ فام حبشی ہیں۔ کچھ ذی شعور بطارقہ نے مریس کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ہم کو ذلیل و خوار جان کر قصداً غلاموں کو لڑنے بھیجنے کا مکر کیا ہے اور ہم کو طعنہ مارا ہے۔ القصہ! غلام مجاہدین نے پورا دن قلعہ کا محاصرہ کر کے حملہ کرتے رہے۔ شام تک جنگ ہوتی رہی لیکن کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا۔ آفتاب غروب ہونے پر جنگ موقوف کر دی گئی اور مجاہدین اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس لوٹے۔

رات کے وقت حاکم مریس نے حضرت ابو عبیدہ کے پاس اپنے ایلچی کو خط دے کر بھیجا اور اس خط میں لکھا تھا کہ آج دن تک تمہاری لڑائی سے بے رغبتی اور سستی ظاہر ہوگئی ہے۔ آج تم ہم سے لڑنے نہیں آئے تو کیا ہوا؟ آئندہ کل ہم قلعہ کے دروازے کھول کر تم سے لڑنے نکلیں گے۔

marfat.com

جنگ کا تیسرا دن: عارضی صلح پر اسلامی لشکر کا کوچ کر جانا:

اسلامی لشکر میں غلہ ختم ہو گیا تھا۔ نیز ضروریات زندگی کی چیزیں بھی باقی نہیں بچی تھیں، لشکر کے کئی خیموں میں کھانے پینے کی اشیاء نہ ہونے کی وجہ سے طباخی نہیں ہوئی تھی۔ اگر لڑائی نے طول پکڑا تو سخت دشواری لاحق ہونے کا اندیشہ تھا۔ لیکن جنگ کے وسط سے میدان چھوڑ کر چلا جانا بھی مناسب نہیں تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بہت ہی فکرمند تھے اور کوئی مناسب سبیل ڈھونڈتے تھے۔ ادھر حاکم مریس بھی فکر اور تشویش میں تھا کیونکہ حضرت خالد بن ولید بہت دنوں سے قلعہ کا محاصرہ کرنے آ گئے تھے۔ حضرت خالد کی آمد اچانک تھی لہٰذا اہل حمص گھبراہٹ کے عالم میں بعجلت قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ ان کا بھی بڑی تعداد میں غلہ دیگر شہروں سے آنے والا تھا و نیز ہرقل بادشاہ کے لشکر کی مزید کمک بھی آنے والی تھی لیکن اسلامی لشکر کے محاصرہ کی وجہ سے غلہ اور کمک کا قلعہ میں آنا ناممکن ہو گیا تھا۔ لہٰذا فریقین کی حالت مساوی تھی۔ دونوں کچھ دن کے لئے موقوفی کے خواہاں تھے۔

حضرت ابوعبیدہ نے حاکم مریس کو بذریعہ ایلچی کہلا بھیجا کہ ہم کو اگر تم پانچ دن کا غلہ و رسد دینا منظور کرو تو ہم قلعہ کا محاصرہ ترک کر کے کوچ کر جائیں۔ حاکم مریس یہ پیغام سن کر خوش ہو گیا۔ اس کے لئے تو من بھاتا معاملہ تھا۔ مریس نے قلعہ کے دروازے سے چند بطارقہ اور قسوں کو بطور نمائندہ حضرت ابوعبیدہ کے پاس گفتگو کرنے بھیجا۔ فریقین نے گفتگو کے ذریعہ یہ معاہدہ طے کیا کہ اہل حمص اسلامی لشکر کو پانچ دن کا غلہ و رسد دے دیں اور اسلامی لشکر یہاں کا محاصرہ ترک کر کے کوچ کر جائے حضرت ابوعبیدہ نے ایک مزید شرط یہ رکھی کہ فی الحال ہم یہاں سے دوسرے مقام پر چلے جائیں گے لیکن کسی دوسرے مقام کو فتح کرنے کے بعد اگر ہمارا یہاں آنے کا ارادہ ہوا تو ہم آئیں گے اور ہمارا دوسری مرتبہ آنا عہد شکنی اور وعدہ خلافی میں شمار نہ ہو گا البتہ ہمارا دوسری مرتبہ یہاں آنا کسی دوسرے مقام کو فتح کرنے کے بعد ہی ہو گا۔ بطریق مریس نے حضرت ابوعبیدہ کی پیش کردہ شرط کو منظور کیا اور اسلامی لشکر کے لئے پانچ دن کا راشن بھیج دیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حمص کے تاجروں سے مزید غلہ دانہ، چارہ وغیرہ بھی منہ مانگے دام چکا کر خریدا اور پھر اسلامی لشکر کوچ کر گیا۔

marfat.com

فتح رستن

اسلامی لشکر نے حمص سے کوچ کی تو اہل حمص خوشیاں منانے لگے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بہت بڑی مصیبت آسانی سے ٹل گئی۔ اب مہینوں تک لوٹ کر وہ یہاں نہ آئیں گے اس دوران ہم ضروریات زندگی کی چیزیں قلعہ میں جمع کرلیں گے اور ہرقل بادشاہ کی کمک بھی آ جائے گی۔ ہم معاشی اور جنگی اعتبار سے بہت قوی ہو جائیں گے۔ پھر چاہے عربوں کا لشکر آئے ہم اس سے نپٹ لیں گے۔ اسی خیال سے اہل حمص نے اسلامی لشکر کی روانگی پر خوشی کا دن منانا۔

اسلامی لشکر حمص سے کوچ کر کے ''رستن'' آیا۔ حالانکہ سال گزشتہ فتح دمشق کے بعد اہل رستن نے ایک سال کے لئے صلح کی تھی (دیکھو! ص:) لیکن صلح کی معیاد پوری ہوگئی تھی لہٰذا تجدید صلح کی گفتگو کرنے کے لئے حضرت ابوعبیدہ نے رستن کے حاکم ''نقیطا'' کے پاس اپنا ایلچی بھیجا لیکن بطریق نقیطا نے صلح کی تجدید کا صاف انکار کر دیا اور یہ کہا کہ ہرقل بادشاہ کے ساتھ تمہارا کیا معاملہ ہوتا ہے وہ دیکھنے کے بعد ہم صلح کے معاملے میں سوچیں گے اور فی الحال ازسرنو صلح کرنا ممکن نہیں۔ رستن شہر کا قلعہ نہایت مضبوط اور بلند تھا۔ علاوہ ازیں قلعہ میں کافی تعداد میں مسلح سپاہی حفاظت کے لئے موجود تھے۔ اہل رستن بھی لڑ لینے کے موڈ میں تھے۔ اس قلعہ کو آسانی سے فتح کرنا ممکن نہیں تھا بلکہ لمبی لڑائی لڑنی لازمی تھی۔ لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے حدیث کے فرمان کہ ''اَلْحَرْبُ خِدْعَةٌ'' یعنی ''لڑائی فریب ہے'' پر عمل کرتے ہوئے ایک ایسی تدبیر سوچی کہ حاکم نقیطا کو جھانسا دے کر رستن کا قلعہ آسانی سے فتح کیا جا سکے۔ حضرت ابوعبیدہ نے رستن کے حاکم نقیطا کو مکرر پیغام بھیجا کہ ہم دور دراز کے سفر پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمارے ساتھ بہت سارا قیمتی سامان ہے اور اس سامان کا بھاری بوجھ ساتھ میں لے کر سفر کرنے میں بہت دشواری ہوتی ہے لہٰذا اگر تم ہمارے قیمتی سامان کو کچھ عرصہ کے لئے بطور امانت اپنے پاس سنبھال کر رکھ لو تو ہم وہ سامان تمہارے یہاں چھوڑ جائیں لیکن تم وعدہ کرو کہ جب ہم واپس آئیں تو ہمارا وہ سامان ہم کو واپس دے دو گے۔

جب حاکم نقیطا کو حضرت ابوعبیدہ کا امانت سنبھالنے کا پیغام ملا تو وہ بہت خوش ہوا۔ پیٹ میں انگارے بھرنے کی نیت سے اس نے سوچا کہ مسلمانوں نے ملک شام میں سونا، چاندی، جواہرات وغیرہ بہت سارا مال غنیمت جمع کیا ہے۔ وہ سامان میرے یہاں بطور امانت رکھنا چاہتے ہیں۔ اس بہانے ان کا قیمتی مال میرے قبضہ میں آ جائے گا۔ جب واپس لینے آئیں گے تب انگوٹھا دکھا دوں گا۔ اپنی بددیانتی کے عزم کو پورا کرنے کی نیت سے اس نے حضرت ابوعبیدہ کو کہلا بھیجا کہ پرانے زمانے سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کو امین و دیانتدار سمجھ کر اپنی امانتیں سپرد کرنے کا اعتبار کرتے آئے ہیں۔

marfat.com

آپ بلا کسی جھجک اور خوف کے اپنا سامان بطور امانت بھیج دو۔ آپ جب بھی مطالبہ فرمائیں گے میں خدمت میں حاضر کر دوں گا۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھے قابل اعتماد جان کر آپ کی خدمت کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

حضرت ابوعبیدہ نے بیس مجاہدوں کو خطرناک مہم پر بھیجا:

حاکم نقیطا قیمتی سامان بطور امانت اپنے پاس رکھنے پر رضامند ہو گیا ہے۔ یہ جان کر حضرت ابوعبیدہ بہت خوش ہو گئے۔ اسلامی لشکر کے سرداروں اور اہم افراد کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ رومیوں نے کئی مقامات پر ہم کو مکر وفریب سے ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ ایک خفیہ تدبیر سے کام لوں اور اینٹ کا جواب پتھر سے دے کر ان کو سبق سکھاؤں۔ میں نے یہ تدبیر سوچی ہے کہ حاکم نقیطا ہمارا قیمتی مال سال بھر بطور امانت اپنے پاس رکھنے کے لئے رضامند ہوا ہے لہٰذا میں اس کے پاس بیس صندوق بطور امانت بھیجوں گا لیکن ان صندوقوں میں مال سامان کے بجائے ایک ایک مجاہد کو بند کر کے بھیجوں۔ ان صندوقوں کو باہر سے مقفل کر دیا جائے گا لیکن تمام صندوقوں میں ایسی کاریگری کی جائے گی کہ صندوق کے اندر چھپا ہوا مجاہد جب چاہے تب صندوق سے باہر آ جائے۔ اس طرح بیس مجاہد قلعہ میں داخل ہو جائیں اور موقع پا کر صندوق سے باہر نکل کر قلعہ کا دروازہ کھول دیں۔ دروازہ کے باہر اسلامی لشکر موجود ہوگا اور دروازہ کھلتے ہی لشکر قلعہ میں داخل ہو کر شہر فتح کر لے گا۔ لیکن یہ مہم بہت ہی پُر خطر ہے۔ اگر دشمنوں کو صندوق میں پوشیدہ مجاہدوں کی بھنک لگ گئی تو تمام مجاہدوں کی جان کو خطرہ ہے بلکہ یوں سمجھو کہ ذرا سا شبہ ہو جانے پر اگر انہوں نے صندوقیں کھول کر دیکھا تو اس صورت میں صندوق میں بند ہو کر جانے والے مجاہد کی موت یقینی ہے مجاہدوں نے جواب دیا کہ موت ہماری آرزو اور شہادت ہماری خواہش ہے۔

مجاہدوں کا جواب سن کر حضرت ابوعبیدہ بہت خوش ہوئے اور کھانے وغیرہ کا سامان رکھنے کے لئے بیس صندوق خالی کر کے اس طرح کی کاریگری کرنے کا حکم دیا کہ صندوق کی کنڈی میں تو باہر سے قفل لگا دیا جائے لیکن صندوق کے فرش کو کاٹ کر تختہ میں ہضمی تالے کے دَر مادہ اس طرح لگا دیئے جائیں کہ اندر بیٹھا ہوا شخص اسے آسانی سے کھول کر باہر آ سکے۔ جب اس طرح کے صندوق تیار ہو گئے تو حضرت ابوعبیدہ نے حسب ذیل بیس صحابہ کرام کا انتخاب فرمایا۔

(۱) حضرت ضرار بن ازور (۲) حضرت مسیب بن نجیبہ فزاری (۳) حضرت ذوالکلاع حمیری (۴) حضرت عمرو بن معدی کرب (۵) حضرت مرقال بن عتبہ (۶) حضرت ہاشم بن عتبہ (۷) حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی (۸) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق (۹) حضرت عبدالرحمٰن بن مالک اشتر (۱۰) حضرت عون بن سالم (۱۱) حضرت عامر بن کاکل فزاری (۱۲) حضرت مازن بن عامر (۱۳) حضرت ربیعہ بن عامر (۱۴) حضرت عکرمہ بن ابی جہل (۱۵) حضرت عتبہ بن العاص (۱۶) حضرت عبداللہ بن جعفر طیار (۱۷) حضرت اصید بن اسامہ (۱۸) حضرت ارم بن فیاض عینی (۱۹) حضرت سلمٰی بن حبیب اور (۲۰) حضرت قارع بن مرملہ۔

حضرت ابوعبیدہ نے ان تمام پر حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کو سردار مقرر کیا اور ان کو ہدایت دی کہ تمام مجاہد ایک ساتھ ہی صندوق سے نکلیں اور صندوق سے نکل کر تکبیر کہیں۔ حضرت خالد بن ولید قلعہ کے دروازے پر لشکر لے کر موجود ہوں گے تم

marfat.com

کوشش کر کے قلعے کا دروازہ جلد از جلد کھول دینا پھر حضرت ابوعبیدہ نے تمام صندوقوں میں ایک ایک مجاہد کو بند کر کے مقفل کر دیا۔ کل بیس صندوقوں میں بیس مجاہد کو بند کر کے تمام صندوقیں حاکم نقیطا کے پاس قلعہ میں بھیج دیں۔ تمام صندوقیں خوب وزنی معلوم ہوتی تھیں ان کو دیکھ کر حاکم نقیطا من میں پھولا نہیں ساتا تھا۔ مسلمانوں کا کافی تعداد میں قیمتی مال میرے قبضہ میں آ گیا ہے اور ان کا مال ہضم کر جاؤں گا۔ اس خیال میں خوشی سے جھومنے لگا۔ حاکم نقیطا نے تمام صندوقیں اپنی بیگم ''ماریہ'' کے محل میں رکھوا دیں۔

صندوقیں قلعہ میں بھیجنے کے بعد اسلامی لشکر رستن سے روانہ ہوا۔ اسلامی لشکر کو روانہ ہوتا دیکھ کر اہل رستن خوشیاں منانے لگے۔ قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر اسلامی لشکر کو جاتا ہوا دیکھ کر تالیاں بجا کر ناچنے لگے اور خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ قلعہ کی دیوار سے رومی اسلامی لشکر کو اس وقت تک دیکھتے رہے کہ جب وہ دور نکل گیا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ پھر تمام رومی ایک کنیسہ میں جمع ہوئے اور آج کی رات شراب پی کر ضیافت اڑا کر اور رقص و سرود میں بسر کرنے کا طے کیا۔ کیونکہ اسلامی لشکر کے چلے جانے کی وجہ سے وہ رات ان کے لئے ''لیلۃ المسرت'' تھی اسلامی لشکر رستن سے روانہ ہو کر ''سوید'' نامی مقام پر ٹھہرا۔

جب رات ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ نے سوید سے حضرت خالد بن ولید کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ رستن کے قلعہ کی طرف روانہ کیا اور انہیں قلعہ کے دروازے کے سامنے چپ چاپ ٹھہرنے کا حکم دیا چنانچہ حضرت خالد بن ولید لشکر زحف کو لے کر سوید سے روانہ ہوئے ادھر رات کو تمام رومی کنیسہ میں خوشیاں منانے جمع ہوئے حاکم نقیطا مہمان خصوصی کی حیثیت سے جشن میں شریک ہوا۔ جس وقت کنیسہ میں محفل رقص و سرود شباب پر تھی اس وقت تمام مجاہدین صندوقوں سے ہتھیاروں سمیت باہر نکلے اور حاکم نقیطا کی بیوی ''ماریہ'' کے کمرے میں گھس گئے۔ ایک ساتھ بیس مجاہدوں کو اپنے کمرہ میں آ دھمکتے دیکھ کر ماریہ تھر تھر کانپنے لگی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے ماریہ سے فرمایا کہ اگر اپنی جان کی خیریت چاہتی ہو تو شہر پناہ کے دروازوں کی کنجیاں دے دو۔ ماریہ نے بلا کسی مزاحمت کے کنجیاں دے دیں۔ کنجیاں لے کر مجاہدین قلعہ کے دروازے کی طرف دوڑے دروازے پر آٹھ دس سپاہی برائے نام شراب کے نشے میں دھت ہو کر پہرہ دے رہے تھے مجاہدوں نے جاتے ہی ان کو زمین پر مردہ ڈال دیئے اور قفل کھول کر دروازہ کھول ڈالا اور بلند آواز سے نعرہ تکبیر بلند کر کے حضرت خالد بن ولید کو متنبہ کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید قلعہ کے سامنے تھوڑے ہی فاصلہ پر پانچ ہزار کے لشکر کے ساتھ موجود تھے تکبیر کی صدا سن کر فوراً قلعہ میں داخل ہو گئے۔

اس وقت تمام رومی کنیسہ میں جشن لیلۃ المسرت منا رہے تھے۔ قلعہ میں اسلامی لشکر کے داخلے سے غافل اور بے خبر تھے۔ اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہو کر کنیسہ کی طرف بڑھا اور کنیسہ کو گھیر لیا اور تمام مجاہدوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ مجاہدوں کے نعرہ سے قلعہ کی بنیادیں ہل گئیں اور تمام رومی کانپ اٹھے۔ کسی بھی رومی کو مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی کیونکہ کنیسہ میں کسی کے ساتھ کوئی ہتھیار نہ تھا۔ نظر کے سامنے ہتھیار سے مسلح ہزاروں مجاہد مثل شیر موجود تھے لہٰذا رومیوں نے بلند آواز سے ''لغون لغون'' یعنی ''امان امان'' پکارنا شروع کیا۔ حضرت خالد نے ان کو امان دی اور ان پر اسلام پیش کیا کافی

marfat.com

رومی داخل اسلام ہوئے اور جن رومیوں نے اسلام قبول نہیں کیا انہوں نے جزیہ دینے کا اقرار کیا۔ حضرت خالد نے ادائے جزیہ کی شرط پر ان سے صلح کر کے امان دے دی۔ حاکم نقیطا نے اسلام اور جزیہ دونوں کا انکار کیا اور حضرت خالد سے درخواست کی کہ اسے مع اہل وعیال جانے دیا جائے۔ حضرت خالد نے اس کی درخواست منظور فرمالی لہٰذا وہ رات ہی میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ رستن سے چلا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ کو رستن فتح ہونے کی خبر پہنچی تو سجدہ شکر ادا کیا۔ اور فوراً سوید سے رستن آئے۔ صندوق میں بند ہو کر جانے والے اصحاب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی سلامتی اور فتح کی مبارکباد دی اور پھر حضرت خالد بن ولید اور ان کے تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعائے خیر و برکت سے نوازا۔

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت بلال بن عامر یشکری کو ایک ہزار سوار پر سردار مقرر فرما کر ان کو رستن میں ٹھہرایا تاکہ وہ اہل رستن سے جزیہ وصول کریں علاوہ ازیں اہل رستن کی حفاظت و نگرانی کریں اور شہر کے انتظامی امور انجام دیں۔

marfat.com

فتح قلعہ شیرز

رستن کی فتح کے بعد اسلامی لشکر ''حماۃ'' کی طرف روانہ ہوا شہر ''حماۃ'' پہلے ہی سے صلح میں داخل تھا۔ اسلامی لشکر صبح کے وقت ''حماۃ'' پہنچا وہاں تھوڑا عرصہ ٹھہر کر اہل حماۃ سے ملاقات کرنے کے بعد اسلامی لشکر ''شیرز'' آیا شیرز بھی رستن اور حماۃ کی طرح صلح میں داخل تھا لیکن جس بطریق نے صلح کی تھی اس کی جگہ ''نکس'' نامی ایک ظالم اور جفاکش بطریق کو ہرقل بادشاہ نے حاکم مقرر کیا تھا۔ بطریق نکس نے صلح توڑ دی اور جن لوگوں نے اسلامی لشکر سے صلح کا معاملہ طے کرنے میں شرکت کی تھی ان کو سخت سزائیں دی تھیں۔

جب اسلامی لشکر نے شیرز کے قلعہ کے سامنے پڑاؤ کیا تو بطریق نکس نے اہل شیرز کو جمع کر کے کہا کہ ہرقل بادشاہ نے مجھے تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے میں ان عربوں سے لڑ کر ان کو بھگا دوں گا۔ لہٰذا تم میرا ساتھ دو اہل شیرز نے کہا کہ اے حاکم! ہم میں عربوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ ملک شام کے بڑے بڑے شہر اور مضبوط قلعے مثل دمشق، بصرہ، قنسرین، بعلبک اور رستن کو انہوں نے فتح کر لیا ہے اور ملک شام کے بہادر شہسواروں کو خاک میں ملا دیا ہے اور ہماری ان کے سامنے کیا بساط ہے؟ بطریق نکس اہل شیرز کی بات سن کر خشمناک ہوا اور اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ بزدلی کی بات کرنے والوں کو مارو۔ چنانچہ نکس کے سپاہیوں نے امن پسند رومیوں کو زدوکوب کیا لہٰذا اہل شیرز بادل ناخواستہ آمادۂ جنگ ہوئے۔

بطریق نکس نے ہتھیاروں کا خزانہ کھول دیا لوگوں میں تقسیم آلاتِ حرب کے لئے اور پھر اہل شیرز کو لے کر قلعہ سے باہر اسلامی لشکر سے لڑنے نکلا۔ حضرت خالد بن ولید نے ان پر ایسا سخت حملہ کیا کہ صرف ایک گرداوے میں رومی لشکر مغلوب ہو گیا، بطریق نکس نے پیٹھ پھیری اور قلعہ کی طرف بھاگا اس کی متابعت میں رومی بھی دم دبا کر بھاگے۔ مجاہدوں نے ان کا تعاقب کیا۔ رومی قلعہ میں گھس گئے لیکن قلعہ کا دروازہ بند کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ اور اسلامی لشکر بھی قلعہ میں داخل ہو گیا۔ بطریق نکس خفیہ دروازے سے بھاگ نکلا اور اہل شیرز نے ادائے جزیہ کی شرط قبول کر کے امان حاصل کی۔ شیرز کو فتح کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ فتح شیرز کی وجہ سے اہل حمص ہماری ذمہ داری سے نکل گئے لہٰذا اب ''حمص'' کی طرف کوچ کرنا چاہئے تمام مجاہدوں نے بیک زبان جواب دیا کہ اے سردار! آپ کی رائے مناسب ہے آپ جو بھی مناسب سمجھیں حکم فرمائیں ہم آپ کے محکوم ہیں۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں ہم کسی قسم کی کوتاہی اور کاہلی نہیں کریں گے۔

marfat.com

حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کو پھر ایک مرتبہ حمص پر حملہ کرنے کے لئے حمص کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اسلامی لشکر شیرز سے حمص کی طرف روانہ ہوا۔ شیرز سے روانہ ہو کر اسلامی لشکر نے ابھی تھوڑی ہی مسافت طے کی تھی کہ انطاکیہ کی طرف سے آنے والے راستے پر ایک بڑا غبار اٹھتا ہوا نظر آیا۔ اس غبار کو تمام مجاہدین محو حیرت ہو کر دیکھنے لگے یقین کے ساتھ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ غبار کیسا ہے؟

رخ روشن سے اٹھا دو نقاب:

حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کو لے کر غبار کی سمت انطاکیہ کی راہ میں گئے اور اسلامی لشکر بدستور حمص کے راستہ کی طرف آگے بڑھتا رہا۔ حضرت خالد بن ولید جب اس غبار کے قریب آئے تو دیکھا کہ ایک رومی قس تاتاری گھوڑے پر شان و شوکت سے سوار ہے اور اس کے اردگرد ایک سو گبر سوار اس کے خادم کی حیثیت سے چلتے ہیں۔ حضرت خالد نے اس قافلے کو روکا اور ڈانٹ کر گرفتار کر لیا اور ان کو لے کر حضرت ابوعبیدہ کی طرف چلے۔ حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کو لے کر حمص کے راستے پر ''نہر معلون'' تک پہنچ گئے تھے۔ حضرت خالد نے ان کو نہر معلون پر پالیا اور تمام قیدی حضرت ابوعبیدہ کے سامنے پیش کئے۔ حضرت ابوعبیدہ نے قافلے کے سربراہ اعلیٰ قس سے ہرقل بادشاہ کا حال دریافت کیا تو اس نے اطلاع دی کہ تمام ملک روم، روسیہ، صیقالیہ، افرنج اور ارمن (Armenia) کی سلطنتوں نے تمہارے خلاف ہرقل بادشاہ کی مدد کرنے کا عزم وارادہ کیا ہے لہٰذا اب تم بہت احتیاط سے کام لینا اور دشمنوں سے ہوشیار رہنا۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے اس قس پر اسلام پیش کیا۔ جواب میں رومی قس نے کہا کہ:

> ''اے سردار! شب کو دیکھا تھا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں اور اسلام قبول کیا میں نے ان کے ہاتھوں پر''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۱۹۲)

واقعی اس قس کی قسمت چمک اٹھی۔ جان عالم و رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوا اور دولت ایمان سے سرفراز ہوا۔ بقول:

للہ اٹھا دو رخِ روشن سے نقاب
مولیٰ میری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ

مردانِ عرب

پیغامِ توحید کو عام کرنے کے لئے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانبازیاں

حصہ دوئم

مصنف

علامہ عبدالستار ہمدانی

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

marfat.com

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

marfat.com

ترتیب

جنگ حمص (بار دوم)

☆ فتح شیرز کے بعد اسلامی لشکر نے بار دوم حمص کی طرف کوچ کر کے قلعہ کا محاصرہ کیا ۱۵
☆ جنگ کا پہلا دن' اسلامی لشکر ہزیمت اٹھا کر پیچھے ہٹا ۱۶
☆ حضرت خالد نے ایک رومی گبر کو اس کی پسلیاں پیس کر مار ڈالا ۱۷
☆ حضرت عکرمہ بن ابی جہل کی شہادت ۱۸
☆ جنگ کا دوسرا دن = حضرت ابو عبیدہ کی مجاہدوں کو نصیحت ۱۹
☆ رومی لشکر کو چکمہ دینے کی حضرت خالد کی عجیب تجویز ۲۰
☆ اسلامی لشکر کا بظاہر ہزیمت اٹھا کر کیمپ چھوڑ کر بھاگنا' رومیوں نے تعاقب کیا ۲۰
☆ کچھ فاصلہ تک بھاگ کر اسلامی لشکر کا دفعۃً مڑنا اور رومیوں کو پھاڑ کر رکھ دینا ۲۱
☆ حاکم حمص مرلیس کو حضرت سعید بن زید نے قتل کر دیا اور قلعہ فتح ہو گیا ۲۲
☆ رومیوں کو چکمہ دے کر جیش اسلام کا بھاگنا وغیرہ کی تفصیل کا نقشہ ۲۳
☆ ایک نظر ادھر بھی: جنگ یرموک کے متعلق ۲۳

"جنگ یرموک کا پس منظر"

☆ ہرقل بادشاہ نے انطاکیہ میں چھ لاکھ کا لشکر جمع کر کے جنگ عظیم کی تیاری کی ۲۴
☆ ہرقل نے انطاکیہ کے بڑے کنیسہ میں لوگوں کو جمع کر کے تقریر کی ۲۴
☆ تریسٹھ میل لمبے لشکر کو ہرقل نے چھ بٹالین میں ترتیب دیا اور سردار مقرر کئے ۲۷
☆ انطاکیہ سے رومی لشکر کی متفرق راستوں سے روانگی ۲۶

marfat.com

☆ اسلامی لشکر کا جابیہ سے یرموک کی جانب کوچ کرنا ۲۸
☆ اسلامی لشکر کا یرموک میں وارد ہونا اور پڑاؤ کے لئے مناسب جگہ کا انتخاب ۳۰
☆ اسلامی لشکر سے اہل اردن کا مزاحم ہونا اور ہزیمت اٹھانا ۳۱
☆ رومی لشکر کا یرموک میں آنا۔ رومی لشکر کی تعداد اور اسلامی لشکر کی تعداد ۳۱

جنگ یرموک

☆ جنگ یرموک کے متعلق حضور اقدس کے پیش گوئی منقول از حضرت علی ۳۴
☆ رومی لشکر کا جنگ سے باز رہنا اور توقف کرنا ۳۴
☆ رومی سردار جرجیر اور حضرت ابو عبیدہ میں گفتگو ۳۴
☆ جبلہ بن ایہم غسانی اور حضرت عبادہ بن صامت میں بات چیت ۳۸

جنگ یرموک کا پہلا دن

☆ رومی لشکر کے سپہ سالار باہان ارمنی نے جبلہ بن ایہم کے ساٹھ ہزار کے لشکر کو میدان میں بھیجا ۴۰
☆ ساٹھ ہزار نصرانی عربوں سے حضرت خالد کا صرف ساٹھ مجاہدوں سے لڑنا ۴۰
☆ پہلے دن کی جنگ کا نتیجہ۔ رومی لشکر کے مقتول۔ اسلامی لشکر سے شہید اور قید ہونے والے ۴۵

جنگ یرموک کا دوسرا دن

☆ پہلے دن کی جنگ کا تجزیہ کرتے ہوئے باہان کا جبلہ غسانی کو سرزنش کرنا ۴۸
☆ جبلہ کا اسلامی لشکر کے قیدیوں کو پیش کرنا اور حضرت خالد کے متعلق باہان کو مطلع کرنا ۴۸
☆ قیدیوں کی رہائی کے معاملہ میں گفتگو کرنے بلا کر حضرت خالد کو شہید کرنے کی باہان کی سازش ۴۹
☆ حضرت خالد کا ایک سو مجاہدوں کے ہمراہ باہان کے خیمہ میں جانا ۵۰
☆ حضرت خالد اور باہان کے درمیان مناظرہ ۵۳
☆ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کو شہید کرنے کا باہان کا منصوبہ اور قصد لیکن؟ ۵۸
☆ حضرت خالد نے باہان کو قبضہ میں لے لیا اور قیدیوں کو لے کر واپس آئے ۵۹

جنگ یرموک کا تیسرا دن

☆ دونوں لشکر کے سرداروں نے اپنے اپنے لشکر کو مرتب کیا ۶۲

marfat.com

☆ حاکم بصریٰ حضرت روماس کا رومی بطریق سے لڑنا اور زخمی ہو کر واپس آنا ۶۳
☆ حضرت قیس بن ہبیرہ کا بطریق سے لڑنے جانا اور ان کی تلوار کا ٹوٹنا ۶۴
☆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی شجاعت اور دلیری ۶۷
☆ اسلامی لشکر پر رومیوں کا اجتماعی حملہ ۶۸
☆ حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی کا بھتیجے کی لاش تلاش کرنے جانا اور ایک سو رومیوں کا قتل ۶۹
☆ رومی لشکر کا اپنی ہی قوم پر ظلم' رومی فریادی کو باہان کے سامنے قتل کر دینا ۷۱
☆ باہان کا غصہ اور دو بطریقوں کا خواب دیکھنا ۷۱
☆ باہان نے ہرقل کو خط لکھا اور جواب کے انتظار میں سات دن جنگ موقوف رکھی ۷۳

جنگ یرموک کا چوتھے سے دسواں دن

☆ باہان کے رومیوں لشکر کے سرداروں سے میٹنگ کر کے جنگ موقوفی کا طے کیا ۷۴
☆ دونوں لشکر کے جاسوس ایک دوسرے کے لشکر میں داخل ہوئے ۷۵

جنگ یرموک کا گیارہواں دن

☆ باہان نے رات ہی میں رومی لشکر کی صف بندی کر کے علی الصبح اسلامی کیمپ پر یلغار کی ۷۷
☆ رومی لشکر کو آگے بڑھتا روکنے حضرت خالد صرف پانچ سو سوار لے کر مقابلہ کرنے نکلے ۷۸
☆ خواتین اسلام کی شجاعت' رومی گبروں سے خواتین اسلام کی جنگ ۷۹
☆ رومیوں کا سخت حملہ' صحابہ کرام کا ''یا محمد'' پکارنا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۸۱
☆ دور حاضرہ کے منافقین کے عقائد باطلہ اور فاسدہ ۸۲
☆ رومی لشکر کے سردار دریحان کو حضرت ضرار بن ازور نے قتل کر دیا ۸۳

جنگ یرموک کا بارہواں دن

☆ رومی لشکر نے علی الصبح اسلامی لشکر پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کی ۸۵
☆ اسلامی لشکر کے مجاہد مسلح ہو کر میدان میں آئے اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا ۸۷
☆ حضرت ذوالکلاع حمیری کی عجیب بات = کافروں کو اللہ قتل فرماتا ہے ۸۸
☆ حضرت ذوالکلاع حمیری کو زخمی کرنے والے گبر کا قتل ۹۰
☆ لان کے بادشاہ مربوس اور حضرت شرحبیل بن حسنہ میں جنگ ۹۰
☆ حضرت زبیر بن العوام نے چار گبروں کو اور حضرت خالد نے روسیہ کے بادشاہ کو قتل کیا ۹۲

marfat.com

☆ ایک لاکھ رومی تیر اندازوں نے اسلامی لشکر پر تیر برسائے ۹۲
☆ سات سو مجاہدوں کی آنکھیں پھوٹنا' اس دن کا نام 'یوم التعویر' رکھنا ۹۴
☆ تیروں کی بارش کے سامنے حضرت خالد کا مجاہدوں کے ساتھ دوڑ کر جانا' عجیب منظر ۹۵
☆ خواتین اسلام کی رومیوں سے جنگ ۹۶
☆ حضرت خالد اور بطریق نسطور میں جنگ اور حضرت خالد کی ٹوپی کا گر جانا ۹۸
☆ حضور اقدس کے مقدس گیسوؤں کے متعلق حضرت خالد کا عقیدہ ۹۹
☆ تبرکات شریف کے متعلق دور حاضرہ کے منافقین کے عقائد فاسدہ ۱۰۰
☆ حدیث: حضور اقدس نے اپنے موئے مبارک برائے تبرک تقسیم کرنے حضرت طلحہ کو عطا فرمائے ۱۰۱
☆ حدیث: ام المومنین حضرت ام سلمہ نے حضور اقدس کے موئے مبارک کی ایک صحابی کو زیارت کرائی ۱۰۲
☆ حدیث: حضرت اسماء بنت ابی بکر حضور اقدس کی جبہ شریف مریضوں کو دھو کر برائے شفا پلاتیں۔ ۱۰۲
☆ حضرت خالد نے مقدس گیسوؤں والی ٹوپی پہنی اور بطریق نسطور کو قتل کیا ۱۰۳

جنگ یرموک کا تیرھواں دن

☆ حمص کے باشندے ابوالجعید رومی کا حضرت ابو عبیدہ کے پاس آنا اور رومی لشکر کی ہلاکت کی تجویز پیش کرنا ۱۰۵
☆ ابوالجعید پر رومی لشکر کے ظلم و ستم کی داستان ۱۰۵
☆ ابوالجعید نے مکر و فریب سے رومی لشکر کو "یاقوصہ" ندی میں غرق کر دیا ۱۰۸
☆ رومی لشکر کے غرق ہونے کی تفصیل کا نقشہ ۱۱۰

جنگ یرموک کا چودھواں دن

☆ باہان کی جنگ موقوفی کی درخواست کو حضرت خالد کے مشورہ سے حضرت ابو عبیدہ نے ٹھکرا دیا ۱۱۱
☆ رومی لشکر کے سردار جرجیر سے حضرت ابو عبیدہ کی جنگ اور جرجیر کا قتل ہونا ۱۱۲
☆ رومی بطریق سرجس اور حضرت مالک اشتر نخعی کے درمیان جنگ ۱۱۳
☆ حضور اقدس کو صحابہ کرام اپنا ناصر یعنی مددگار ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے ۱۱۵
☆ دور حاضر کے منافقین کے عقائد باطلہ و فاسدہ ۱۱۶
☆ حدیث: اللہ کے بندوں سے مدد طلب کرنے کا حضور اقدس کا ارشاد گرامی ۱۱۷
☆ رومی لشکر کے سپہ سالار باہان کا لڑنے میدان میں آنا اور زخمی ہو کر فرار ہونا ۱۱۸
☆ رومی لشکر کا ہزیمت اٹھا کر بھاگنا اور جیش اسلامی کی فتح مبین ۱۲۰

marfat.com

☆ حضرت خالد نے باہان ارمنی کا دمشق تک تعاقب کیا۔ باہان ارمنی کو قتل کرنا ۱۲۲
☆ حضور اقدس نے حضرت عمر کو خواب میں فتح یرموک کی بشارت دی اور مقتول رومیوں کی تعداد بتائی ۱۲۳
☆ جنگ یرموک کی فتح کے بعد اسلامی لشکر کا دمشق میں پڑاؤ اور کوچ کے لئے مقام پوچھنا ۱۲۴
☆ مدینہ منورہ سے بیت المقدس کی جانب کوچ کرنے کا حکم موصول ہونا ۱۲۵
☆ بقول حضرت علی حضور اقدس نے قیساریہ سے پہلے بیت المقدس کی فتح کی خبر دی تھی ۱۲۵

جنگ بیت المقدس

☆ دمشق سے اسلامی لشکر کی پانچ پانچ ہزار کی چھ قسطیں بیت المقدس روانہ ۱۲۷
☆ اسلامی لشکر کی بیت المقدس آمد اور پڑاؤ۔ اہل شہر کا کسی قسم کی حرکت نہ کرنا ۱۲۷
☆ جنگ کا پہلا دن' اسلامی لشکر کا قلعہ پر حملہ اور رومیوں نے دیوار قلعہ سے حملہ کا جواب دیا ۱۲۹
☆ جنگ کا دوسرا دن' اسلامی لشکر کا حملہ اور رومیوں نے دلیری سے جواب دیا ۱۳۰
☆ مسلسل گیارہ دن تک یہی کیفیت۔ روز بغیر نتیجہ کی لڑائی اور کیمپ میں واپسی ۱۳۰
☆ حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد کی لشکر کے ساتھ بیت المقدس آمد ۱۳۰
☆ اسلامی لشکر کے سردار کو دیکھنے بطریق قمامہ قلعہ کی دیوار پر آیا۔ جنگ جاری رکھنے کا حکم دینا ۱۳۱
☆ مسلسل چار مہینہ تک جنگ جاری رہنا اور اہل شہر کا تنگ آنا ۱۳۲
☆ بطریق قمامہ کا دوبارہ قلعہ کی دیوار پر آ کر گفتگو کرنا اور حضرت عمر فاروق کا تذکرہ کرنا ۱۳۶
☆ حضرت عمر فاروق کا بیت المقدس تشریف لانا ۱۳۶
☆ حضرت عمر فاروق کا سامان سفر اور سفر کی کیفیت۔ آپ کی اسلامی لشکر کے کیمپ میں آمد ۱۳۷
☆ حضرت بلال کا اذان کہنا اور اسلامی لشکر پر رقت اور گریہ طاری ہونا ۱۳۹
☆ حضرت عمر فاروق اسلامی لشکر کے کیمپ سے قلعہ کی طرف اور آپ کا لباس ۱۴۱
☆ فتح بیت المقدس اور حضرت عمر کا شہر میں داخل ہونا ۱۴۲
☆ جمعہ کی نماز کے دوران مسلمانوں پر حملہ کرنے کا متعصب رومیوں کا ارادہ ۱۴۴
☆ حضرت کعب احبار کے ایمان لانے کا واقعہ ۱۴۵
☆ حضرت عمر نے حضرت کعب کو قبر انور کی زیارت کرنے مدینہ آنے کی دعوت دی ۱۴۷
☆ حضرت عمر نے اسلامی لشکر کو تقسیم کیا پھر حضرت کعب کے ہمراہ ملک شام سے مدینہ منورہ آئے ۱۴۸

marfat.com

جنگ حلب

☆ حضرت عمر کی روانگی کے بعد حضرت ابو عبیدہ اور حضرت خالد لشکر اسلام لے کر حلب کی جانب روانہ ۱۵۰
☆ حلب کے قلعہ اور حلب کے حاکم کا مختصر تعارف ۱۵۰
☆ اسلامی لشکر کے معاملہ میں حاکم یوقنا اور اس کے بھائی راہب یوحنا میں گفتگو ۱۵۱
☆ حضرت ابو عبیدہ نے حلب کی جانب ایک ہزار کا لشکر بطور طلیعہ بھیجا ۱۵۳
☆ رومی لشکر کا حملہ اور صحابہ کرام کا ''یا محمد'' پکارنا (ﷺ) ۱۵۴
☆ حضرت ابو عبیدہ کی آمد میں تاخیر کی وجہ، اہل حلب کا صلح کے لئے آنا ۱۵۵
☆ حضرت کعب بن ضمرہ کے لشکر پر نصرت الٰہی اور حاکم یوقنا کا پیٹھ پھیر کر بھاگنا ۱۵۶
☆ حاکم یوقنا کا میدان چھوڑ کر بھاگنے کا سبب ۱۵۷
☆ حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد کو حضرت کعب کی کمک کرنے فوراً روانہ کیا ۱۵۷
☆ حلب واپس آ کر حاکم یوقنا کا اہل شہر پر ظلم وستم اور اپنے بھائی یوحنا کو شہید کرنا ۱۵۸
☆ اسلامی لشکر کا حلب کے قلعہ پر پہنچنا اور اہل حلب کا حاکم یوقنا کے ظلم سے نجات پانا ۱۶۰
☆ اسلامی لشکر کا قلعہ کا محاصرہ وحملہ اور حاکم یوقنا کی جانب سے سخت جواب ۱۶۱
☆ حاکم یوقنا کا فریب کر کے رات کے وقت سوئے ہوئے اسلامی لشکر پر حملہ کرنا ۱۶۱
☆ پچاس مجاہد قیدیوں کو یوقنا نے قلعہ کی دیوار پر چڑھا کر اسلامی لشکر کو دکھا کر شہید کیا ۱۶۲
☆ حاکم یوقنا کا دوسرا فریب = غلہ لینے گئے ہوئے مجاہدوں کو شہید کر کے غلہ لوٹ لیا ۱۶۳
☆ غلہ لوٹنے والے لشکر کے تعاقب میں حضرت خالد کا جانا اور ان کو قتل کرنا ۱۶۴
☆ حلب کی لڑائی نے چار ماہ تک طول پکڑا = مدینہ سے کمک آنا = حضرت دامس کی آمد ۱۶۷
☆ حاکم یوقنا نے رات کے وقت اسلامی لشکر کے کیمپ پر دوبارہ حملے شروع کئے ۱۶۸
☆ حضرت دامس کا حضرت ابو عبیدہ اور حضرت خالد سے تعارف = حوصلہ افزائی اور مشورہ ۱۶۸
☆ حلب کے قلعہ کا مزید سینتالیس دن تک محاصرہ اور حملہ جاری رکھنا ۱۶۹
☆ حضرت دامس ابو الہلول کی قلعہ میں داخل ہونے کی عجیب ترکیب اور اس کا نقشہ ۱۷۰
☆ اسلامی لشکر کا قلعہ میں داخل ہو کر حلب فتح کرنا ۱۷۲
☆ حاکم یوقنا کو حضور اقدس نے خواب میں ہی عربی زبان تعلیم فرمادی ۱۷۵

marfat.com

☆ حاکم یوقنا نے انجیل سے حضور اقدس ﷺ کے اوصاف جمیلہ بیان فرمائے ۱۷۶
☆ حضرت ابوعبیدہ نے ''ووجدک ضالا فھدی'' کی ایمان افروز تفسیر بیان فرمائی ۱۷۸
☆ لفظ ''ضال'' کی آیات قرآنیہ سے وضاحت ۱۷۸
☆ سورہ فاتحہ اور سورہ یوسف میں وارد لفظ ''ضال'' کے معنی میں فرق ۱۸۱
☆ دور حاضرہ کے منافقین کے عقائد باطلہ وفاسدہ ۱۸۲
☆ حاکم حلب حضرت یوقنا عبداللہ نے اخلاص نیت سے جہاد کر کے اسلام کی عظیم خدمات انجام دیں ۱۸۴
☆ اب تک اسلام کے لشکر نے جن مقامات کو فتح کئے ان مقامات کے نام ۱۸۴

جنگ قلعہ اعزاز

☆ فتح حلب کے بعد حضرت ابوعبیدہ کو حضرت یوقنا نے انطاکیہ کے بجائے قلعہ اعزاز فتح کرنے کا مشورہ دیا ۱۸۵
☆ قلعہ اعزاز کے حاکم کے جاسوسوں نے اس کو حضرت یوقنا کے مکروفریب سے آگاہ کردیا ۱۸۶
☆ حاکم اعزاز دادریس نے حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا ۱۸۷
☆ حاکم اعزاز کے چھوٹے بیٹے لاون نے حضرت یوقنا اور ساتھیوں کو قید سے رہا کردیا ۱۸۸
☆ اسلامی لشکر کی قلعہ اعزاز پر آمد اور قلعہ میں داخل ہوکر شہر فتح کرنا ۱۸۹
☆ حاکم دادریس کو اس کے بڑے بیٹے لوقا بن دادریس نے ہی قتل کیا تھا ۱۹۰
☆ بوڑھے پادری کا قبول اسلام اور حضرت فضل بن عباس کی مع لشکر تشریف آوری ۱۹۱

فتح انطاکیہ (دارالسلطنت)

☆ حضرت یوقنا فتح قلعہ اعزاز کے بعد اپنے دوساتھیوں کو لے کر انطاکیہ کی جانب روانہ ہوئے ۱۹۳
☆ حضرت یوقنا کا انطاکیہ پہنچنا اور ہرقل بادشاہ سے ملاقات کرنا ۱۹۳
☆ حضرت یوقنا کے دوسو ساتھی بھی انطاکیہ آپہنچے ۱۹۴
☆ ہرقل کی بیٹی زیتون کو لانے حضرت یوقنا مرعش گئے ۱۹۵
☆ مرعش سے واپسی میں اثنائے راہ حضرت ضرار وغیرہ کو رومی لشکر کی قید میں پانا ۱۹۵
☆ قید ہونے والے حضرت ضرار بن ازور کے گروہ کی کیفیت ۱۹۷

marfat.com

☆ حضرت سفینہ کو ایک شیر ملا اور شیر نے ان کو اسلامی لشکر تک پہنچایا ۱۹۸
☆ حضور اقدس ﷺ کی دہائی دینے کے متعلق دورِ حاضرہ کے منافقین کے عقائد باطلہ و فاسدہ ۱۹۹
☆ حضرت ضرار اور ان کے ساتھی ہرقل کے دربار میں بحالت قیدی ۲۰۰
☆ حضرت ضرار کا اعلاء کلمۃ الحق ۲۰۱
☆ اسلامی لشکر کا انطاکیہ پہنچنا اور ہرقل نے اہل شہر کو جنگ کی ترغیب دی ۲۰۳
☆ پل کے محافظوں نے اسلامی لشکر کو پل کا قبضہ کیوں سونپ دیا ۲۰۵
☆ ہرقل نے قلعہ کے باہر رومی لشکر کا کیمپ قائم کیا ۲۰۶
☆ محافظوں کے برج، لوہے کا پل، دونوں لشکر کے کیمپ، معرکہ جنگ وغیرہ کا نقشہ (MAP) ۲۰۷
☆ اسلامی لشکر کا کیمپ سے معرکہ جنگ میں آنا ۲۰۷
☆ ہرقل نے بطریق بسطورس کو میدان میں اُتارا۔ حضرت دامس ابو الہلول مقابلہ کرنے آئے اور قید ہوئے ۲۰۸
☆ حضرت خالد بن ولید کے ہمشکل حضرت ضحاک بن حسان کا میدان میں آنا ۲۰۸
☆ رومۃ الکبریٰ کے حاکم فلیطانوس کا تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ ہرقل کی کمک کرنے آنا ۲۱۰
☆ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت معاذ بن جبل کو ساحلی علاقوں کو تاخت و تاراج کرنے بھیجا ۲۱۱
☆ رومۃ الکبریٰ کے حاکم فلیطانوس اور ہرقل بادشاہ میں اختلاف ۲۱۲
☆ حاکم فلیطانوس کا مع اپنے ساتھیوں اسلام قبول کرنے کا ارادہ ۲۱۴
☆ رات میں حضرت یوقنا اور حاکم فلیطانوس کی ملاقات اور گفتگو ۲۱۴
☆ دونوں کی گفتگو کی لفظ بلفظ اطلاع حضور اقدس نے خواب میں حضرت ابوعبیدہ کو دی ۲۱۶
☆ حضور اقدس کا علم غیب اور فتح انطاکیہ کی بشارت ۲۱۷
☆ صحابۂ کرام کا پختہ عقیدہ تھا کہ حضور اقدس کو علم غیب حاصل ہے ۲۱۷
☆ علم غیب کے متعلق دورِ حاضرہ کے منافقین کے عقائد باطلہ و فاسدہ ۲۱۸
☆ رات میں ہرقل بادشاہ کا مع اہل و عیال اور مال و اسباب انطاکیہ سے قسطنطنیہ فرار ہونا ۲۱۹
☆ اسلامی لشکر کی یلغار اور رومی لشکر کا شکست اٹھا کر بھاگنا ۲۲۰
☆ ہرقل کی جگہ اس کا ہمشکل خادم کھڑا ہوا تھا جو گرفتار ہو کر مقتول ہوا ۲۲۱
☆ قلعہ انطاکیہ از روئے صلح فتح ہوا ۲۲۲
☆ اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات ۲۲۳

marfat.com

فتوحات علاقہ ساحل

☆ امیر المومنین کے جواب کے انتظار میں اسلامی لشکر کا ''دحازم'' میں پڑاؤ ۲۲۴
☆ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کو ساحلی علاقوں کو فتح کرنے بھیجا ۲۲۴
☆ فتح قلعہ جج، قلعہ مجم، قلعہ براء اور قلعہ نابلس ۲۲۴

پہاڑی علاقہ کی فتوحات

☆ پہاڑی علاقہ کی طرف لشکرکشی کے تعلق سے حضرت ابوعبیدہ کا اسلامی لشکر سے مشورہ ۲۲۶
☆ حضرت میسرہ بن مسروق کی سرداری میں اسلامی لشکر پہاڑی علاقہ کی طرف روانہ ۲۲۶
☆ پہاڑی علاقہ کا خطرناک و دشوار راستہ طے کر کے اسلامی لشکر ایک گاؤں میں پہنچا جو انسانوں سے خالی تھا ۲۲۷

جنگ مرج القبائل

☆ چار ہزار کے اسلامی لشکر کے مقابلہ میں تیس ہزار کا رومی لشکر آ پہنچا ۲۲۹
☆ حضرت میسرہ بن مسروق نے جہاد کی فضیلت بیان کر کے مجاہدوں کو جہاد کی ترغیب دی ۲۳۱
☆ اسلامی لشکر کیمپ سے معرکہ جنگ میں اور جنگ کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھے ۲۳۱
☆ مجاہدوں نے مدد کے لئے ''یا محمد یا محمد'' پکارا ۲۳۱
☆ یارسول اللہ کہنے کے تعلق سے دور حاضرہ کے منافقین کے عقائد فاسدہ ۲۳۲
☆ اسلامی لشکر سے قید اور شہید ہونے والے مجاہد اور رومی لشکر سے قید و مقتول ہونے والے سپاہی ۲۳۲
☆ حضرت دامس کو حضور اقدس نے قید سے رہائی عطا فرمائی۔ زنجیریں کاٹ ڈالیں ۲۳۳
☆ قید سے رہا ہو کر حضرت دامس معرکہ جنگ میں آئے اور رومیوں کو پھاڑ کر رکھ دیا ۲۳۴
☆ حضرت دامس نے حضرت میسرہ کو اپنی رہائی کا واقعہ سنایا کہ حضور اقدس تشریف لائے اور قید سے چھڑایا ۲۳۴
☆ تمام صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور اقدس دافع البلا اور صاحب تصرف و اختیار ہیں ۲۳۵
☆ انبیاء کرام کو عاجز بندے ماننے کا دور حاضرہ کے منافقین کا باطل عقیدہ ۲۳۶
☆ اطراف کے دیہاتوں سے لوگوں کا رومی لشکر کی مدد کو آنا ۲۳۷

marfat.com

☆ حضرت خالد بن ولید حلب سے مدد کرنے مرج القبائل کی جانب روانہ ۲۳۸
☆ حضرت خالد کے آنے تک مرج القبائل میں اسلامی لشکر کی ثابت قدمی اور شجاعت کی کیفیت ۲۳۹
☆ حضرت عبداللہ بن حذافہ کا قید ہونا اور حضرت خالد کی مع لشکر آمد ۲۳۹
☆ حضرت عبداللہ بن حذافہ نے حضور اقدس کی قسم کھائی ۲۴۰
☆ متعدد مقام و مواقع پر جلیل القدر صحابہ کرام نے حضور اقدس کی قسم کھائی ہے ۲۴۰
☆ صحابہ کرام نے حضور اقدس کی قسم کھائی ہے ایسے آٹھ واقعات کا مختصر تذکرہ ۲۴۱
☆ دورِ حاضرہ کے منافقین کا فتویٰ کہ رسول اللہ کی قسم کھانا شرک ہے ۲۴۱
☆ حضرت عبداللہ بن حذافہ کے قید ہونے کے بعد حضرت میسرہ بن مسروق میدان میں لڑنے آئے ۲۴۴
☆ رومی لشکر کے ایلچی نے صلح کی گفتگو کا بہانہ بنا کر جنگ موقوفی کے لئے حضرت خالد کو رضامند کرلیا ۲۴۵
☆ کیمپ کا سامان اور خیمے چھوڑ کر رومی لشکر رات میں فرار ہوگیا ۲۴۵
☆ اسلامی لشکر مرج القبائل سے حلب واپس آیا اور حضرت عبداللہ کی گرفتاری کی امیر المومنین کو اطلاع ۲۴۶
☆ امیر المومنین عمر فاروق اعظم نے رسول اللہ کی قسم کھائی اور ہرقل کو خط لکھا ۲۴۷
☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب اکرم کے شہر کی قسم یاد فرمائی ۲۴۷
☆ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس کے کلام و بقاء کی قسم یاد فرمائی ۲۴۹
☆ حضرت عمر فاروق نے ہرقل کو خط میں کیا لکھا تھا؟ ۲۴۹
☆ ہرقل کی قید میں حضرت عبداللہ بن حذافہ کی ثابت قدمی اور استقامت علی الدین ۲۵۰
☆ حضرت عمر کا خط آتے ہی ہرقل نے حضرت عبداللہ کو قید سے رہا کردیا اور تحفہ ہدیہ دیئے ۲۵۲
☆ ہرقل نے حضرت عمر کے لئے قیمتی موتی کا تحفہ بھیجا جس کو حضرت عمر نے بیت المال میں جمع کرادیا ۲۵۲
☆ اسلامی لشکر کے ہاتھوں اب تک فتح ہونے والے مقامات ۲۵۳

جنگ نخل

☆ قیساریہ جاتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص کے لشکر نے نخل میں پڑاؤ کیا ۲۵۴
☆ قسطنطین نے اسلامی لشکر میں جاسوس بھیجا جس کو مجاہدوں نے مار ڈالا ۲۵۴
☆ قسطنطین نے قیساریہ سے ساٹھ ہزار کا لشکر بجانب نخل روانہ کیا ۲۵۵
☆ رومی لشکر کی نخل میں آمد ۲۵۵

marfat.com

☆ قسطنطین نے صلح کی گفتگو کرنے نمائندہ طلب کیا۔ حضرت بلال کا جانا لیکن؟ ۲۵۷
☆ حضرت عمرو بن العاص اور قسطنطین میں گفتگو ۲۵۸
☆ آغاز جنگ بمقام محل ۲۵۹
☆ کاتب رسول حضرت شرحبیل بن حسنہ اور بطریق قیدمون میں جنگ ۲۶۰
☆ نبوت کے جھوٹے دعویدار طلیحہ بن خویلد نے بطریق قیدمون کو قتل کیا ۲۶۱
☆ طلیحہ بن خویلد اسدی کا واقعہ۔ اس کی توبہ اور حضرت عمر فاروق کی خدمت میں جانا ۲۶۱
☆ قسطنطین کا جنگ کے میدان سے فرار ۲۶۴

فتح قلعہ طرابلس

☆ حضرت یوقنا اور حضرت فلیطانوس سات ہزار مجاہدوں کے ساتھ ساحلی علاقوں کی طرف روانہ ۲۶۶
☆ طرابلس کی کمک کو جانے والے قیساریہ کے لشکر سے حضرت یوقنا کی ملاقات ۲۶۶
☆ حضرت یوقنا وادی احمر سے دو سو مجاہدوں کو گرفتار کر لائے ۲۶۸
☆ حضرت یوقنا کے لشکر نے رومی لشکر کو قید کر لیا اور ان کا مخصوص جنگی لباس پہن لیا ۲۶۸
☆ قیساریہ کی فوج کے لباس میں حضرت یوقنا کا لشکر قلعہ میں داخل ہو گیا اور قلعہ فتح کر لیا ۲۶۹

فتح قلعہ صور

☆ طرابلس کا قلعہ فتح کرنے کے بعد حضرت یوقنا نے طرابلس کے سمندر گھاٹ کا قبضہ کر لیا ۲۷۰
☆ جنگی ہتھیار لے کر قیساریہ جانے والی پچاس کشتیوں پر حضرت یوقنا نے قبضہ کر لیا ۲۷۰
☆ حضرت یوقنا کا قلعہ صور میں آنا اور حاکم ارمویل کا مہمان بننا ۲۷۱
☆ حضرت یوقنا کا نو سو ساتھیوں کے ساتھ گرفتار ہونا ۲۷۲
☆ حضرت یزید بن ابی سفیان لشکر لے کر قلعہ صور آئے ۲۷۳
☆ حاکم ارمویل کے چچازاد بھائی باسیل بن منجائیل نے حضور اقدس کو بحیرا راہب کے صومعہ میں دیکھا تھا اور خفیہ طور پر ایمان لا چکے تھے ۲۷۴
☆ باسیل بن منجائیل نے حضرت یوقنا کو قید سے آزاد کر دیا ۲۷۶

☆ فتح قلعہ صور ۲۷۸

فتح قیساریہ

☆ فتح قلعہ صور کی خبر سن کر قسطنطین رات میں قسطنطنیہ بھاگ گیا ۲۷۹
☆ اہل قیساریہ کا حضرت عمرو بن العاص کے پاس آنا اور صلح کرنا اور قیساریہ فتح ہوا ۲۷۹
☆ فتح قیساریہ کی خبر سن کر اطراف کے شہروں اور دیہاتوں کا صلح کرنا ۲۷۹
☆ حضرت عمر فاروق کی خلافت کے ابتدائی چھ سال میں ملک شام فتح ہوا ۲۸۰

marfat.com

جنگ حمص (باردوم)

نہر معلون سے روانہ ہو کر اسلامی لشکر حمص پہنچا۔ اسلامی لشکر پھر ایک مرتبہ حمص آ رہا ہے یہ خبر جب حمص میں پھیلی تو اطراف وگرد ونواح کے رومی بھاگ کر قلعہ میں گھس گئے اور شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ اسلامی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ جب اسلامی لشکر چند دنوں پہلے عارضی صلح کر کے حمص سے کوچ کر گیا تھا تب اہل حمص نے یہ گمان کیا تھا کہ اب مہینوں تک اسلامی لشکر یہاں نہیں آئے گا لہٰذا وہ بے ڈر اور غافل تھے کہ اچانک اسلامی لشکر دوبارہ آ پہنچا۔ تمام اہل حمص کی زبان پر ایک ہی بات تھی کہ عربوں نے غدر اور بے وفائی کی ہے لہٰذا اہل حمص نے حضرت ابوعبیدہ کو خط بھیجا کہ اے گروہ عرب! تمہاری عہد شکنی اور بے وفائی سے ہم آگاہ نہیں تھے۔ حالانکہ تم نے ہم سے غلہ لے کر اس بات صلح کی تھی کہ تم یہاں سے چلے جاؤ گے تم گئے ضرور لیکن فوراً حملہ کرنے چلے آئے ہو حضرت ابوعبیدہ نے جواب لکھا کہ ہم مسلمان بے وفائی ہرگز نہیں کرتے بلکہ ہم کیا ہوا وعدہ ضرور نبھاتے ہیں۔ میں نے تم سے یہ معاملہ کیا تھا کہ میں تمہارے یہاں سے چلا جاؤں گا یہاں تک کہ فتح کروں کسی دوسرے شہر کو، پھر وہاں سے چاہوں تو کسی اور مقام کی طرف چلا جاؤں اور اگر چاہوں تو تمہاری طرف آؤں۔ حسب معاہدہ میں تمہارے شہر سے کوچ کر گیا تھا اور اللہ نے رستن اور شیرز دونوں شہروں کو آسانی سے فتح فرما دیئے لہٰذا میں تمہاری طرف جلدی آ گیا ہوں اس میں عہد شکنی اور وعدہ خلافی کی کون سی بات ہے؟

حضرت ابوعبیدہ کا جواب پڑھ کر اہل حمص نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ واقعی یہ عرب اپنے قول میں سچے ہیں۔ غلطی ہماری ہے کہ ہم نے ان سے مستقل (Permanent) صلح کرنے کے بجائے عارضی (Temporary) صلح کی۔ لہٰذا ان پر کسی قسم کی سرزنش نہیں۔ پھر اہل حمص نے قاصد بھیج کر حضرت ابوعبیدہ کو پیغام بھیجا کہ تم اپنے قول میں صادق ہو لیکن اب کیا چاہتے ہو؟ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ از سرنو صلح کے شرائط کرنے ہوں گے اور ادائے جزیہ پر صلح ہوگی۔ اہل حمص نے اس طرح صلح کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ لہٰذا اسلامی لشکر نے محاصرہ سخت کرتے ہوئے قلعہ کی دیوار کے قریب دروازے کے سامنے ڈیرا لگایا۔

جب رات ہوئی تو اہل حمص حاکم مرلیس کے پاس جمع ہوئے اور اس سے پوچھا کہ عربوں کے معاملے میں تم نے کیا سوچا ہے؟ مرلیس نے جواب دیا کہ میں نے عربوں سے لڑنے کا مصمم ارادہ کیا ہے۔ ہم اہل حمص دلیری اور جوانمردی سے ان کا مقابلہ کر کے ان کو بھگا دیں گے۔ اہل حمص نے مرلیس سے کہا کہ تم لڑنے کی بات بعد میں کرنا پہلے اس امر کی طرف توجہ دو کہ

marfat.com

ہمارے پاس کھانے کے لئے غلہ اور لڑنے کیلئے ہتھیار کتنا ہے؟ مریس نے کہا کہ اس کی تم مطلق فکر مت کرو میرے دادا ''جرجس'' کا خزانہ، اناج اور اسلحہ سے لبریز ہے۔ وہ میں تمہارے لئے اس شرط پر کھول دیتا ہوں کہ تم اہل عرب سے لڑنے میں ضعف اور بزدلی کا مظاہرہ نہ کرو بلکہ شجاعت و دلیری دکھاؤ۔ اہل حمص نے کہا کہ قسم ہے حق مسیح کی! ہر آئینہ ہم عربوں سے قتال کریں گے اور دین مسیح کی خاطر اپنی جانیں قربان کریں گے۔ بطریق مریس اپنی قوم کا جذبہ ایثار و قربانی دیکھ کر خوش ہوا اور اس نے اپنے دادا کا خزانہ کھول دیا اور کثیر تعداد میں ہتھیار اور غلہ تقسیم کیا۔ رات بھر بطریق مریس نے رومیوں کو جنگ کی ترغیب دے دے کر لڑنے پر اکساتا رہا۔ انجیل کی قسمیں کھائی گئیں۔ کلمات کفر سے استعانت و آہ و زاری کی گئی۔ بطریق مریس نے اپنی قوم کو صلیب کی تائید اور مدد کی امید دلائی اور عربوں کو مار بھگانے کا عہد و پیمان لیا۔

''جنگ حمص کا پہلا دن''

جنگ کی ابتداء میں ہی اسلامی لشکر ہزیمت اٹھا کر پیچھے ہٹا:

صبح ہوتے ہی حاکم مریس نے قلعہ کے دروازے کھول دینے کا حکم دیا دروازے کھلتے ہی اہل حمص مثل پھیلی ہوئی ٹیریوں کی طرح نکل کر میدان میں آپڑے۔ پانچ ہزار گبر لوہے کی زرہ اور خود میں اس طرح آراستہ تھے کہ ان کے جسم سے صرف آنکھ کی پتلی کے سوا اور کوئی عضو نظر نہیں آتا تھا دیکھنے سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ لوہے کی کوئی مضبوط چٹان ہے۔ مریس نے پرجوش تقریر کر کے ان کو گرما دیا اور موت کی لڑائی لڑنے پر اکسایا رومی شور وغل کرتے ہوئے مجاہدوں پر ٹوٹ پڑے ایک طرف سواروں نے نیزوں اور تلواروں کی ضربیں مارنی شروع کیں تو دوسری طرف سے پیدلوں نے زہر آلود تیر برسانے شروع کئے۔ رومیوں کا حملہ ایسا شدید تھا کہ مجاہدوں کے لئے ٹھہرنا مشکل ہو گیا ایسا سخت حملہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ مجاہدین سخت مصیبت میں گرفتار تھے۔ حملہ کرنے کے بجائے رومیوں کے حملے کا دفاع کر رہے تھے اور پیچھے ہٹ رہے تھے بڑی تعداد میں مجاہد شہید اور زخمی ہوئے تھے ملک شام کی لڑائی میں یہ پہلا موقع تھا کہ اسلامی لشکر پیچھے ہٹ رہا تھا۔ حمص کے باشندے ڈیل ڈول اور جسمانی قوت میں ملک شام کے دیگر مقام کے لوگوں کی طرح نہیں تھے بلکہ نرالے تھے پتھر کی چٹان کی طرح ایک جگہ جمے رہتے تھے اور دلیری سے مقابلہ کرتے تھے اور امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح آگے بڑھ رہے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں کو ہزیمت اٹھا کر پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو یہ معاملہ ان پر بہت شاق گزرا لہٰذا انہوں نے مجاہدوں کو للکارتے ہوئے فرمایا کہ اے اپنی بہادر ماں کا دودھ پینے والو! آگے بڑھو آگے بڑھو! یہ کیا بزدلی ہے کہ مثل شیر حملہ کرنے والی قوم آج پیچھے کو ہٹ رہی ہے۔ اے قرآن کے پڑھنے والو! اللہ کی نصرت اور مدد پر اعتماد رکھو اللہ کی راہ میں اپنا سر کٹانے میں کوتاہی کرنا مومن کی شان نہیں۔ حضرت ابوعبیدہ کی اس پکار نے مجاہدوں میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا اور اب انہوں نے سخت حملہ کیا۔ حضرت خالد بن ولید نے بھی مجاہدوں کو ترغیب دلائی اور خود آپ نے شدید حملہ کیا۔ حضرت میسرہ بن مسروق نے اپنی قوم بنی عبس کے ساتھ نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے رومیوں پر حملہ کر دیا۔ اسلامی لشکر کے مجاہدین اب دلیری سے مقابلہ

marfat.com

کرنے لگے اور رومیوں پر جوابی حملے شروع کر دیئے لیکن رومی اپنی جگہ پر استقلال سے جمے رہے اور لڑتے رہے رومیوں کا اب آگے بڑھنا موقوف ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ بڑی سخت لڑائی لڑتے تھے اور پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ جنگ کی آگ پوری طرح سے شعلہ زن تھی تلواریں اور نیزے اتنی کثرت اور شدت سے ٹکراتے تھے کہ ایک عجیب شور کے ساتھ آگ کی چنگاری اڑتی تھی۔

حضرت خالد نے ایک گبر کو اس کی پسلیاں پیس کر مار ڈالا:

حضرت خالد بن ولید مجاہدوں کو ترغیب جہاد دیتے ہوئے معروف قتال تھے کہ ایک بھاری جسامت اور طویل قد وقامت والا رومی رئیس گبران پر ٹوٹ پڑا۔ دفعتہ اس نے تلوار کا وار کر دیا لیکن حضرت نے اس کا وار خالی پھیرتے ہوئے ڈھال پر لیا پھر حضرت خالد نے اس پر وار کیا لیکن وہ گبر لڑائی کے فن کا کہنہ مشق و ماہر تھا اس نے سپر پر وار کو لے کر اپنے کو بچایا۔ حضرت خالد اور اس گبر میں شدت سے تیغ زنی ہوتی رہی۔ دونوں نے تلوار زنی کے جوہر دکھائے اس دوران حضرت خالد نے موقع پا کر گبر کے سر پر تلوار دے ماری۔ تلوار لوہے کے خود سے ٹکرائی اور ایک شدید بازگشت جھٹکا لگا، نتیجۃً حضرت خالد کی تلوار اچھل کر اس طرح ٹوٹی کے تلوار کا قبضہ حضرت خالد کے ہاتھ میں رہ گیا اور دھار دار سلاخی حصہ جوڑ سے ٹوٹ کر زمین پر گرا یہ دیکھ کر گبر کی جرأت بڑھی اور اس نے حضرت خالد کے متعلق یہ طمع کی کہ ان کو شہید کر کے پورے ملک شام میں اپنی بہادری کا ڈنکا بجا دوں لہٰذا وہ اپنی تمام طاقت کے ساتھ حضرت خالد پر تلوار کا وار کرنے آگے بڑھا لیکن حضرت خالد نے اپنے گھوڑے کو ایڑی ماری کر اس طرح کُودایا کہ حضرت خالد کا گھوڑا گبر کے گھوڑے سے ملحق ہو گیا۔ گبر کچھ سوچے اور سمجھے اس سے پہلے تو حضرت خالد نے اپنے جسم کو گبر کے جسم سے چمٹا لیا اور گبر کو اس کے گھوڑے سے کھینچ لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لے کر ایسا دبوچا کہ اس کی پسلیاں کھٹ کھٹ کھٹ...... آواز کے ساتھ ٹوٹنے لگیں۔ گبر زور زور سے چیخنے لگا حضرت خالد کی پکڑ اور سخت سے سخت ہوتی گئی اور حضرت خالد نے اس کی تمام پسلیاں پیس کر رکھ دیں اور اس کو زمین پر مردہ ڈال دیا گبر کی تلوار سے ہی گبر کا سر کاٹ کر رکھ دیا، تمام رومی اور مجاہدین حضرت خالد کا یہ کارنامہ حیرت اور تعجب سے دیکھتے ہی رہ گئے کہ بھاری جسامت وطویل قد وقامت والے مسلح گبر کو حضرت خالد نے اس طرح پیس کر رکھ دیا جس طرح چکی غلہ پیس ڈالتی ہے۔ حضرت خالد کے بازوؤں میں ایک عجیب طاقت پیدا ہو گئی تھی اپنے محبوب آقا و مولی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق صادق میں سرشار ہو کر زبان حال سے گویا کہتے تھے کہ بقول:

صدقہ اپنے بازوؤں کا الدد
کیسے توڑیں یہ بُتِ پندار ہم

(از امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

حضرت خالد کے اس حیرت انگیز کارنامے کو دیکھ کر رومی سپاہی لرز اٹھے اور ان پر ایک لَا یَنْفَکّ خوف طاری ہو گیا۔ جب کہ مجاہدوں کے حوصلے بلند ہو گئے مجاہدین دوہرے جوش سے رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں

marfat.com

کو جہاد کی فضیلت اور جہاد کا اجرِ عظیم بیان کر کے مسلسل ترغیب دیتے تھے اور بذاتِ خود حملہ کر کے عملی مثال پیش کرتے تھے۔
حضرت خالد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومیوں پر شدید حملہ کر کے رومیوں کو دائیں بائیں بکھیر دیا۔ رومیوں کی صفوں کو الٹ کر رکھ دیا اور لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ حضرت خالد نے اس کثرت سے شمشیر زنی کی کہ رومیوں کے خون کے فوارے اڑنے لگے اور حضرت خالد خون سے نہا بیٹھے۔ حضرت خالد کا جسم خون سے شرابور ہو گیا اور ان کی زرہ سے خون ٹپکنے لگا۔ حضرت خالد ارغوان کے پھول کی طرح سرخ نظر آتے تھے رومیوں پر ان کی ہیبت ایسی چھا گئی تھی کہ حضرت خالد جس طرح متوجہ قتال ہوتے تھے رومی اپنی جان بچانے کے لئے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔ حضرت خالد کے جوش و خروش کو دیکھ کر اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم حضرت ابوعبیدہ نے پکار کر کہا اے ابا سلیمان! بیشک تم نے راہ خدا میں جہاد کی کوشش کا حق ادا کر دیا۔

حضرت عِکرِمہ بن ابو جہل کی شہادت:

حضرت خالد بن ولید کی دلیری نے جنگ کا رخ پلٹ دیا۔ حضرت خالد کی شجاعت سے متاثر ہو کر حضرت مرقال ہاشم بن عتبہ اور حضرت میسرہ بن مسروق نے اپنی قوم ''بنی زہرہ'' کو ابھارا اور رومی لشکر کے میمنہ پر حملہ کر کے ان کے دانت کھٹے کر دیئے۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے قوم مخزوم کے ساتھ رومیوں پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اہل حمص نے ایسا شدید حملہ نہ کبھی دیکھا تھا نہ کبھی سوچا تھا۔ تلوار سے ان کا مقابلہ کرنا امر محال تھا۔ لہٰذا رومیوں نے تیروں کی بوچھار شروع کی۔ حضرت عکرمہ تیروں سے بے خوف اور بے ڈر ہو کر اپنی روش سخت پر قتال کرتے رہے ساتھیوں نے عرض کیا کہ اے عکرمہ! دشمنوں کے وار سے احتیاط برتیں اور دشمنوں کے وار سے چوکنا و ہوشیار رہیں۔
حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے فرمایا کہ اے گروہِ مومنین! ایک زمانہ وہ تھا کہ میں جہالت کی تاریکی میں تھا اور بتوں کی حمایت میں مسلمانوں سے لڑتا تھا۔ آج جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مجھے ایمان کی روشنی نصیب ہوئی تو اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت و رضا میں لڑنے میں کیوں کوتاہی کروں۔ پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں ان کے نام اقدس پر اور تحفظ ناموس رسالت کی خاطر اپنی جان نثار کرنا میری عین خواہش ہے۔ بقول:

حق نے بخشا ہے کرم ، نذرِ گدایاں ہو قبول
پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں نثارِ عارض

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے مزید یہ بھی فرمایا کہ اس وقت میں جنت کی حوروں کو دیکھ رہا ہوں اگر ان میں سے ایک حور اپنے ہاتھ کی کلائی اہل دنیا پر ظاہر کر دے تو اہل دنیا اس کے حصول کی خواہش و تمنا میں مر جائیں میں دیکھ رہا ہوں کہ ان میں سے ایک حور اپنے ہاتھ میں ریشمی دستار اور جواہر کا کاسہ لئے ہوئے مجھ سے کہہ رہی ہے کہ ہماری طرف جلدی چلے آؤ ہم تمہاری مشتاق ہیں۔ پھر حضرت عکرمہ نے فرمایا ہے بے شک! پیارے آقا و مولیٰ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ یقین کے درجہ میں سچا ہے۔ بقول:

موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب
اک ذرا سو لیں بلکنے والے

(از امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

پھر حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے اپنی تلوار راست کی اور مشرکوں کے جھنڈ پر مثل شیر حملہ آور ہوئے ان کی تیغ زنی کی سرعت دیکھ کر تمام رومی محو حیرت تھے۔ جو بھی ان کے قریب جاتا آن کی آن میں خاک وخون میں تڑپتا ہوا نظر آتا۔ حضرت عکرمہ نے رومیوں میں تہلکہ مچا دیا۔ کسی کو بھی ان کے قریب جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ ان کے قریب جانا اور موت کے منہ میں پڑنا دونوں برابر تھا۔ حاکم مریس تھوڑے فاصلہ سے حضرت عکرمہ کی شجاعت ودلیری دیکھ رہا تھا۔ دور ہی سے اس نے اپنے پاس کے حربہ کو زور سے حرکت دے کر گھومایا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ اُحد میں جس حربہ سے وحشی نے شہید کیا تھا بالکل ویسا ہی حربہ بطریق مریس کے پاس تھا۔ اس نے حضرت عکرمہ کے دل کا نشانہ باندھا اور دور سے حربہ پھینکا۔ حربہ ٹھیک نشانہ پر لگا۔ دفعتہً حربہ حضرت عکرمہ کے دل میں پیوست ہو گیا اور مہلک ثابت ہوا۔ حضرت عکرمہ زمین پر گرے اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت خالد بن ولید کو پتہ چلا کہ حضرت عکرمہ شہید ہو گئے ہیں تو مضطرب و بے قرار ہو کر دوڑے ہوئے آئے اور اپنے چچا زاد بھائی کو خون میں نہایا دیکھ کر ان کا دل قابو میں نہ رہا اور بے ساختہ رونے لگے۔ بقول:

جانے والوں پہ یہ رونا کیسا
بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے

(از امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

حضرت عکرمہ کی شہادت سے حضرت خالد بن ولید طیش میں آ گئے۔ اپنے ساتھیوں کو للکارا اور رومیوں پر سخت حملہ کرنے پر برانگیختہ کیا مجاہدوں نے رومیوں کو دن میں تارے دکھا دیئے اور رومی حملہ کی تاب نہ لا سکنے کی وجہ سے پیٹھ پھیر کر قلعہ میں گھس گئے اور دروازہ بند کر لیا تھوڑی دیر کے بعد آفتاب دن کی طویل مسافت طے کرنے کی تھکن زائل کرنے افق کی گود میں برائے استراحت پوشیدہ ہو گیا جنگ موقوف کر دی گئی اسلامی لشکر اپنے کیمپ میں واپس لوٹا۔ مجاہدوں نے شب عبادت و ریاضت و آرام کرنے میں اور زخمیوں کی تیمارداری کرنے میں بسر کی۔

"جنگ حمص کا دوسرا دن"

حضرت ابوعبیدہ نے نماز فجر کے بعد مجاہدوں سے فرمایا کہ ملک شام میں ہر مقام میں ہم نے آسانی کے ساتھ غلبہ حاصل کیا ہے لیکن گزشتہ کل ہم نے سخت مصیبت کا سامنا کیا ہے ہمارے بہادر شہسوار مثل حضرت عکرمہ کثیر تعداد میں شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ ہماری کوشش جہاد میں کمی اور کوتاہی کا احساس رونما ہوا ہے لہٰذا آج اللہ کی راہ میں اپنی جانیں دلیری سے خرچ کرنا اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے نیز میرا گمان یہ ہے کہ آج بھی رومی قلعہ سے باہر نکل کر ہم سے لڑنے آئیں گے لہٰذا آج ثابت قدمی اور صبر واستقلال سے ان کا مقابلہ کرنا ہے۔

marfat.com

کو جہاد کی فضیلت اور جہاد کا اَجر عظیم بیان کر کے مسلسل ترغیب دیتے تھے اور بذات خود حملہ کر کے عملی مثال پیش کرتے تھے۔ حضرت خالد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومیوں پر شدید حملہ کر کے رومیوں کو دائیں بائیں بکھیر دیا۔ رومیوں کی صفوں کو الٹ کر رکھ دیا اور لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ حضرت خالد نے اس کثرت سے شمشیر زنی کی کہ رومیوں کے خون کے فوارے اڑنے لگے اور حضرت خالد خون سے نہا بیٹھے۔ حضرت خالد کا جسم خون سے شرابور ہو گیا اور ان کی زرہ سے خون ٹپکنے لگا۔ حضرت خالد ارغوان کے پھول کی طرح سرخ نظر آتے تھے رومیوں پر ان کی ہیبت ایسی چھا گئی تھی کہ حضرت خالد جس طرح متوجہ قتال ہوتے تھے رومی اپنی جان بچانے کے لئے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔ حضرت خالد کے جوش وخروش کو دیکھ کر اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم حضرت ابوعبیدہ نے پکار کر کہا اے ابا سلیمان! بیشک تم نے راہ خدا میں جہاد کی کوشش کا حق ادا کر دیا۔

حضرت عکرِمہ بن ابوجہل کی شہادت:

حضرت خالد بن ولید کی دلیری نے جنگ کا رخ پلٹ دیا۔ حضرت خالد کی شجاعت سے متاثر ہو کر حضرت مرقال ہاشم بن عتبہ اور حضرت میسرہ بن مسروق نے اپنی قوم ''بنی زہرہ'' کو ابھارا اور رومی لشکر کے میمنہ پر حملہ کر کے ان کے دانت کھٹے کر دیئے۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے قوم مخزوم کے ساتھ رومیوں پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اہل حمص نے ایسا شدید حملہ نہ کبھی دیکھا تھا نہ کبھی سوچا تھا۔ تلوار سے ان کا مقابلہ کرنا امر محال تھا۔ لہٰذا رومیوں نے تیروں کی بوچھار شروع کی۔ حضرت عکرمہ تیروں سے بے خوف اور بے ڈر ہو کر اپنی روش سخت پر قتال کرتے رہے ساتھیوں نے عرض کیا کہ اے عکرمہ! دشمنوں کے وار سے احتیاط برتیں اور دشمنوں کے وار سے چوکنا و ہوشیار رہیں۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے فرمایا کہ اے گروہِ مومنین! ایک زمانہ وہ تھا کہ میں جہالت کی تاریکی میں تھا اور بتوں کی حمایت میں مسلمانوں سے لڑتا تھا۔ آج جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مجھے ایمان کی روشنی نصیب ہوئی تو اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت و رضا میں لڑنے میں کیوں کوتاہی کروں۔ پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں ان کے نام اقدس پر اور تحفظ ناموس رسالت کی خاطر اپنی جان نثار کرنا میری عین خواہش ہے۔ بقول:

حق نے بخشا ہے کرم ، نذرِ گدایاں ہو قبول
پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں نثارِ عارض

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے مزید یہ بھی فرمایا کہ اس وقت میں جنت کی حوروں کو دیکھ رہا ہوں اگر ان میں سے ایک حور اپنے ہاتھ کی کلائی اہل دنیا پر ظاہر کر دے تو اہل دنیا اس کے حصول کی خواہش وتمنا میں مر جائیں میں دیکھ رہا ہوں کہ ان میں سے ایک حور اپنے ہاتھ میں ریشمی دستار اور جواہر کا کاسہ لئے ہوئے مجھ سے کہہ رہی ہے کہ ہماری طرف جلدی چلے آؤ ہم تمہاری مشتاق ہیں۔ پھر حضرت عکرمہ نے فرمایا ہے بے شک! پیارے آقا و مولیٰ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ یقین کے درجہ میں سچا ہے۔ بقول:

marfat.com

موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب
اک ذرا سو لیں بلکنے والے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

پھر حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے اپنی تلوار راست کی اور مشرکوں کے جھنڈ پر مثل شیر حملہ آور ہوئے ان کی تیغ زنی کی سرعت دیکھ کر تمام رومی محو حیرت تھے۔ جو بھی ان کے قریب جاتا آن کی آن میں خاک وخون میں تڑپتا ہوا نظر آتا۔ حضرت عکرمہ نے رومیوں میں تہلکہ مچا دیا۔ کسی کو بھی ان کے قریب جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ ان کے قریب جانا اور موت کے منہ میں پڑنا دونوں برابر تھا۔ حاکم مرلیس تھوڑے فاصلہ سے حضرت عکرمہ کی شجاعت و دلیری دیکھ رہا تھا۔ دور ہی سے اس نے اپنے پاس کے حربہ کو زور سے حرکت دے کر گھومایا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ اُحد میں جس حربہ سے وحشی نے شہید کیا تھا بالکل ویسا ہی حربہ بطریق مرلیس کے پاس تھا۔ اس نے حضرت عکرمہ کے دل کا نشانہ باندھا اور دور سے حربہ پھینکا۔ حربہ ٹھیک نشانہ پر لگا۔ دفعۃً حربہ حضرت عکرمہ کے دل میں پیوست ہو گیا اور مہلک ثابت ہوا۔ حضرت عکرمہ زمین پر گرے اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت خالد بن ولید کو پتہ چلا کہ حضرت عکرمہ شہید ہو گئے ہیں تو مضطرب و بے قرار ہو کر دوڑے ہوئے آئے اور اپنے چچازاد بھائی کو خون میں نہایا دیکھ کر ان کا دل قابو میں نہ رہا اور بے ساختہ رونے لگے۔ بقول:

جانے والوں پہ یہ رونا کیسا
بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

حضرت عکرمہ کی شہادت سے حضرت خالد بن ولید طیش میں آ گئے۔ اپنے ساتھیوں کو للکارا اور رومیوں پر سخت حملہ کرنے پر برانگیختہ کیا مجاہدوں نے رومیوں کو دن میں تارے دکھا دیئے اور رومی حملہ کی تاب نہ لا سکنے کی وجہ سے پیٹھ پھیر کر قلعہ میں گھس گئے اور دروازہ بند کر لیا تھوڑی دیر کے بعد آفتاب دن کی طویل مسافت طے کرنے کی تھکن زائل کرنے افق کی گود میں برائے استراحت پوشیدہ ہو گیا جنگ موقوف کر دی گئی اسلامی لشکر اپنے کیمپ میں واپس لوٹا۔ مجاہدوں نے شب عبادت و ریاضت و آرام کرنے میں اور زخمیوں کی تیمارداری کرنے میں بسر کی۔

''جنگ حمص کا دوسرا دن''

حضرت ابوعبیدہ نے نماز فجر کے بعد مجاہدوں سے فرمایا کہ ملک شام میں ہر مقام میں ہم نے آسانی کے ساتھ غلبہ حاصل کیا ہے لیکن گزشتہ کل ہم نے سخت مصیبت کا سامنا کیا ہے ہمارے بہادر شہسوار مثل حضرت عکرمہ کثیر تعداد میں شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ ہماری کوشش جہاد میں کمی اور کوتاہی کا احساس رونما ہوا ہے لہٰذا آج اللہ کی راہ میں اپنی جانیں دلیری سے خرچ کرنا اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے نیز میرا گمان یہ ہے کہ آج بھی رومی قلعہ سے باہر نکل کر ہم سے لڑنے آئیں گے لہٰذا آج ثابت قدمی اور صبر واستقلال سے ان کا مقابلہ کرنا ہے۔

marfat.com

رومیوں کو چکمہ دینے کی حضرت خالد کی عجیب تجویز:

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مندرجہ بالا نصیحت آمیز گفتگو کا مؤدبانہ جواب عرض کرتے ہوئے حضرت خالد نے فرمایا کہ اے سردار! ملک شام کے دیگر مقامات کے مقابلے میں اہل حمص نرالی قسم کے ہیں تمام اہل حمص جنگجو شہسوار اور مثل شیر بہادر ہیں علاوہ ازیں بھاری جسامت اور طویل قدوقامت والے ہیں ان میں کوئی بھی شخص بازاری یا کرایہ پر لڑنے والا نہیں۔ اہل حمص بددل ہو کر ڈرنے والے نہیں بلکہ سخت لڑائی کے لوگ ہیں لہٰذا میں نے ان کو چکمہ دینے کی تجویز سوچی ہے لیکن اس تجویز کو عمل میں لانے کے لئے آپ کی اجازت کا خواستگار ہوں حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! اللہ تعالیٰ تمہاری رائے کو کامیابی عطا فرمائے اور تمہارے کاموں کو مضبوطی اور راستی بخشے تمہاری تجویز کیا ہے حضرت خالد نے جواب دیا کہ اہل حمص قلعہ سے نکل کر ہم سے لڑنے آتے ہیں۔ ان میں دو قسم کے لڑنے والے ہوتے ہیں جو جنگجو اور بہادر لڑنے والے ہیں وہ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں لیکن ان کی تعداد ایک چوتھائی ہوتی ہے باقی کے تین چوتھائی لڑنے والے پیدل ہوتے ہیں اور ان میں عام شہری لوگ ہوتے ہیں لہٰذا ان کی تعداد بہت کثیر ہوتی ہے اور قلعہ کے سامنے جو معرکہ جنگ ہے وہ میدان کشادہ نہیں لہٰذا ہم کو گھوڑا دوڑانے کے لئے جو جگہ کی فراخی درکار ہے وہ میسر نہیں ہوتی۔ لہٰذا آج ہم ان کو اس طرح سے چکمہ دیں کہ قلعہ کے سامنے جا کر تھوڑی دیر ان سے اس طرح لڑیں کہ لڑائی کی ابتداء سے ہی ہم پیچھے ہٹتے جائیں اور تھوڑی ہی دیر میں ہم اس طرح بھاگ نکلیں گویا ہم ہزیمت و شکست اٹھا کر بھاگے ہیں۔ رومی سوار ہمارا تعاقب کریں گے اور ہم دور دور تک بھاگیں اور جب بھاگیں تب ہمارے خیمے اونٹ، مال و اسباب، اہل و عیال وغیرہ کا کیمپ چھوڑ کر بھاگیں۔ جب ہم اور ہمارے تعاقب میں آنے والے رومی گھوڑے سوار دور نکل جائیں گے تو پیدل لڑنے والے ہمارے کیمپ کا مال و اسباب لوٹنے میں مشغول ہو جائیں گے اور وہ اس گمان میں ہوں گے کہ ہم بھاگ گئے ہیں اور اب واپس لوٹنے والے نہیں۔ لہٰذا وہ اطمینان سے ہمارے کیمپ میں لوٹ جائیں گے خیمے اکھیڑیں گے ہمارے جانوروں کو ہانکیں گے غرضیکہ ہمارے کیمپ میں ڈیرا جمائیں گے۔ ہم بھاگتے ہوئے تھوڑے دور کے فاصلہ تک کھلے میدان تک جائیں گے۔ رومی سوار ہمارا پیچھا کرتے ہوئے شہر سے دور نکل کر ہمارے قریب آئیں گے تب دفعۃً ہم ہمارے گھوڑوں کی باگیں پھیر دیں گے اور ہمارے تعاقب میں آنے والے رومی سواروں کو پھاڑ ڈالیں گے پھر فوراً ہمارے کیمپ پر آ پہنچیں گے اور پیدلوں سے نپٹ لیں گے۔ اس طرح ہم رومی لشکر کو ٹکڑوں میں متفرق کر کے یکے بعد دیگرے آسانی سے مات کر دیں گے۔

حضرت خالد بن ولید کی اس تجویز کو حضرت ابوعبیدہ اور تمام مجاہدوں نے خوب پسند کیا اور اس پر عمل کرنے کا طے کیا۔

آفتاب آسمان میں تھوڑا بلند ہوا اسلامی لشکر قلعہ کے دروازے پر آ کر ٹھہرا حاکم مریس نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا دروازہ کھلتے ہی رومی سپاہی "مارو" اور "کاٹو" کا شور بلند کرتے ہوئے اسلامی لشکر پر آ پڑے۔ مجاہدوں نے ان کا مقابلہ کیا اور دفاع کرتے ہوئے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے شروع ہوئے۔ مجاہدوں کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر رومیوں کی جرأتیں بڑھیں اور انہوں نے حملہ میں شدت اختیار کی۔ حضرت خالد نے مجاہدوں کو اپنی تجویز کے مطابق اشارہ کیا۔ فوراً مجاہدوں نے گھوڑے موڑے اور بھاگنا شروع

marfat.com

کیا۔ رومی خوشی میں مچل اٹھے کہ ہم نے مسلمانوں کو بھگا دیا ہے۔ اسلامی لشکر بھاگتا دیکھ کر حاکم مریس نے رومی سواروں کے ساتھ تعاقب کیا۔ حاکم مریس نے یہ گمان کیا تھا کہ اسلامی لشکر بھاگ کر اپنے کیمپ میں جائے گا۔ لہٰذا وہاں جا کر ان کو ہاتھ کر لوں گا لیکن تھوڑی دور جانے کے بعد حاکم مریس متعجب تھا کیونکہ اسلامی لشکر اپنے کیمپ کی طرف جانے کے بجائے ''جوسیہ'' کی طرف جانے والے راستے کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اسلامی لشکر کا کیمپ دائیں طرف رہ گیا لہٰذا بطریق نے جوسیہ کی طرف جانے والے راستہ پر اسلامی لشکر کا پیچھا کیا اب حمص کے دروازے پر جو رومی لشکر تھا وہ تمام کا تمام لشکر پیدل تھا کیونکہ جتنے سوار سپاہی تھے وہ حاکم مریس کے ساتھ اسلامی لشکر کے تعاقب میں گئے تھے حمص کے دروازے پر پیدل رومی لشکر نے جب دیکھا کہ مسلمان اپنی جانیں بچانے کے لئے کیمپ کو اسی حالت میں چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں تو تمام کے تمام اسلامی لشکر کے کیمپ کو لوٹنے دوڑے۔ حمص شہر میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی کہ مسلمان اپنا کیمپ ''لاوارث'' چھوٹ کر بھاگ گئے ہیں اور کیمپ میں بہت قیمتی مال و اسباب مویشی وغیرہ ہے تو اہل شہر بھی لوٹ پر کمر باندھ کر نکل پڑے۔ پیدل رومی سپاہی اور اہل شہر اسلامی لشکر کے کیمپ کی طرف لپکے اور لُوٹ میں ''چرخہ بھی غنیمت ہے'' والی مثل پر عمل کرتے ہوئے لُوٹ میں پڑے۔

حمص شہر میں ایک بوڑھا راہب رہتا تھا جو توریت، انجیل اور حضرت شیث و حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں کا زبردست عالم تھا۔ وہ بوڑھا راہب بہت ہی تجربہ کار اور مکر و فریب کی تمام راہوں کا ماہر تھا۔ اس کو جب اسلامی لشکر کے اس طرح بھاگ جانے کی اطلاع ہوئی تو وہ قلعہ کی دیوار پر چڑھا جب اس نے دیکھا کہ مسلمان بھاگ گئے ہیں اور ان کی فرودگاہ کو اہل حمص لوٹ رہے ہیں تو اس نے پکار کر کہا کہ اے اہل حمص! بختی ہو تم پر قسم ہے حق مسیح کی اور مقدس انجیل کی! عربوں نے تمہارے ساتھ مکر و فریب کیا ہے۔ اہل عرب بڑے غیور ہیں۔ وہ مرجانا پسند کریں گے لیکن اپنے اہل وعیال اور مال و اسباب کو تمہارے حوالے نہ کریں گے۔ قبل اس کے کہ تم پر کوئی بلا اور مصیبت عربوں کی طرف سے آئے عربوں کا کیمپ اپنی جگہ اسی طرح چھوڑ کر جلدی آ کر قلعہ میں بند ہو جاؤ اور قلعہ کے دروازے بند کر لو لیکن اہل حمص نے بوڑھے راہب کی نصیحت پر کان نہ دھرا اور لوٹ کھسوٹ میں مصروف رہے۔

ادھر اسلامی لشکر جوسیہ کی راہ پر بھاگا جا رہا تھا اور حاکم مریس تعاقب کرتے ہوئے اپنے سواروں کے ساتھ پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ جب حمص شہر سے کچھ دوری کے فاصلہ پر اسلامی لشکر پہنچا تو حضرت ابوعبیدہ نے بلند آواز سے پکارا کہ ''پھرو، پھرو، اے گروہ مؤمنین اللہ تمہیں برکت دے اور تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے۔ حضرت ابوعبیدہ کی اس پکار پر تمام مجاہدوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں پھیریں تھوڑی دیر پہلے مجاہد آگے آگے رہے تھے اور حاکم مریس ان کا تعاقب کر رہا تھا لیکن اب صورت حال یہ تھی مجاہدین رومی سواروں کے سامنے بجلی کی رفتار سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آ رہے تھے چند لمحوں میں مجاہدوں نے رومیوں کو پالیا اور جس طرح آسمان سے ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرتا ہے اس طرح رومی سواروں پر ٹوٹ پڑے۔ مجاہدوں نے رومی لشکر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور جس طرح شیر بھیڑ بکریوں کے جھنڈ پر حملہ آور ہوتا ہے اسی طرح حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ آور ہوئے رومیوں نے بھی جوابی حملہ کیا لیکن ٹھہر نہ سکے مجاہدوں کی تلواروں سے آگ برستی تھی اور رومیوں کو دائیں

marfat.com

بائیں بکھیر دیا۔ حضرت خالد نے رومیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ بطریق مریس کو حضرت سعید بن زید نے تلوار کی دو شدید ضربیں مار کر اس کے دونوں بازو کاٹ کر زمین پر گرا دیا اور پھر اس کے دل میں نیزہ پیوست کر کے مار ڈالا۔ بطریق مریس کی ذلت آمیز موت دیکھ کر رومیوں کے دل بیٹھ گئے۔ حواس باختہ ہو گئے بدحواسی کے عالم میں بے ڈھنگی اور بے تکی لڑائی لڑتے ہوئے مقتول ہوئے۔ صرف ایک سو رومی سپاہی زندہ بچ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے باقی تمام خاک و خون میں مل گئے۔

جب مذکورہ لڑائی میں رومی مغلوب و مقتول ہو رہے تھے تب حضرت معاذ بن جبل نے یہ سوچا کہ اب یہاں پر تمام مجاہدوں کی ضرورت نہیں۔ حضرت خالد بن ولید ان سے نپٹ لیں گے لہٰذا وہ پانچ سو سواروں کو لے کر برق رفتاری سے حمص کے قلعہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس وقت تمام پیدل رومی سپاہی اور اہل حمص اسلامی کیمپ کا مال و اسباب لوٹنے میں اور بچوں اور عورتوں کو قید پکڑنے میں مصروف تھے اور ان کے پیچھے کیا ہو رہا ہے اس امر سے غافل تھے۔ حضرت معاذ بن جبل اپنے پانچ سو سواروں کے ساتھ قلعہ کے دروازے پر آئے اور دروازے کا قبضہ کر لیا تاکہ کسی کو شہر سے نکلنے نہ دیں اور کسی کو اندر جانے بھی نہ دیں۔ تمام رومی مرد اسلامی کیمپ میں مصروف لوٹ تھے۔ اب ان کے اور قلعہ کے درمیان حضرت معاذ بن جبل کا لشکر حائل تھا۔ جب رومیوں کو پتہ چلا کہ اسلامی لشکر قلعہ کے دروازے پر آ پہنچا ہے اور بہت ہی کم تعداد میں ہے تو وہ تمام حملہ کرنے پر آمادہ ہوئے لیکن اتنی دیر میں تو حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بن ولید لشکر جرار کے ساتھ آ پہنچے۔ اب تمام رومیوں کی حالت خراب ہو گئی ان کے اور قلعہ کے درمیان اسلامی لشکر کے مجاہدین برہنہ تلواریں لئے ہوئے اور نیزوں کو راست کئے ہوئے حائل ہو گئے تھے۔ قلعہ کے اندر صرف بوڑھے بچے اور عورتیں تھیں انہوں نے قلعہ کی دیوار سے رونا اور چلانا شروع کیا اور بلند آواز سے ''لفون، لفون'' یعنی ''امان، امان'' پکارنا شروع کیا۔ اسلامی لشکر کے کیمپ کو لوٹنے گئے ہوئے رومیوں نے جب اسلامی لشکر کے مجاہدوں کے تیور دیکھے تو کیمپ سے لوٹا ہوا تمام مال و اسباب چھوڑ دیا جن عورتوں اور بچوں کو قید کیا تھا ان کو آزاد کر دیا اور اپنے ہتھیار زمین پر ڈال کر دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر ''لفون لفون'' پکار کر امان مانگنے لگے۔ اتنے میں قلعہ میں مقیم تمام راہب، بطارقہ اور بوڑھے اشخاص بھی قلعہ سے باہر نکل کر حضرت ابوعبیدہ کے پاس طلب امان کے لئے حاضر ہوئے۔

حضرت ابوعبیدہ نے اہل حمص کو امان دی۔ اہل حمص نے حمص کا قلعہ سپرد کر دینے کی پیش کش کر کے صلح کی درخواست کی۔ حضرت ابوعبیدہ نے صلح کی درخواست منظور فرمائی لیکن قلعہ میں داخل ہونے سے انکار فرمایا۔ اہل حمص سے فرمایا کہ آج سے تم ہماری ذمہ داری اور امان میں ہو اور ہم پر یہ واجب ہے کہ ہم تمہارے ساتھ نیک سلوک کریں لیکن جب تک تمہارے بادشاہ ہرقل اور ہمارے درمیان کیا معاملہ پیش آتا ہے وہ دیکھ نہ لیں تب تک ہم تمہارے شہر میں داخل نہ ہوں گے یہیں قلعہ کے باہر سے صلح کے شرائط طے کر کے چلے جائیں گے۔ اہل حمص نے حضرت ابوعبیدہ سے گزارش کی کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ ایک دو دن کے لئے بحیثیت مہمان قلعہ میں تشریف لے آئیں تاکہ ہم مہمان نوازی کی خدمت انجام دے کر آپ کی تعظیم و تکریم بجا لائیں لیکن حضرت ابوعبیدہ نے اس امر کا بھی انکار فرمایا۔ حمص کی جنگ میں اسلامی لشکر کے دو سو پینتیس (۲۳۵) مجاہد شہید ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ قلعہ کے باہر سے اسلامی لشکر لے کر روانہ ہو گئے۔ حمص سے کوچ کر کے اسلامی

لشکر "جابیہ" نامی مقام پر پہنچا اور وہاں توقف کیا۔

قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر جنگ حمص کے دوسرے دن رومیوں کو چکمہ دے کر اسلامی لشکر کس طرح بھاگا اور کہاں تک گیا اور اسلامی لشکر کے کیمپ کو لوٹنے رومی کس طرح آئے اور اسلامی لشکر کے کیمپ کی جائے وقوع وغیرہ کا نقشہ ذیل میں پیش خدمت ہے:

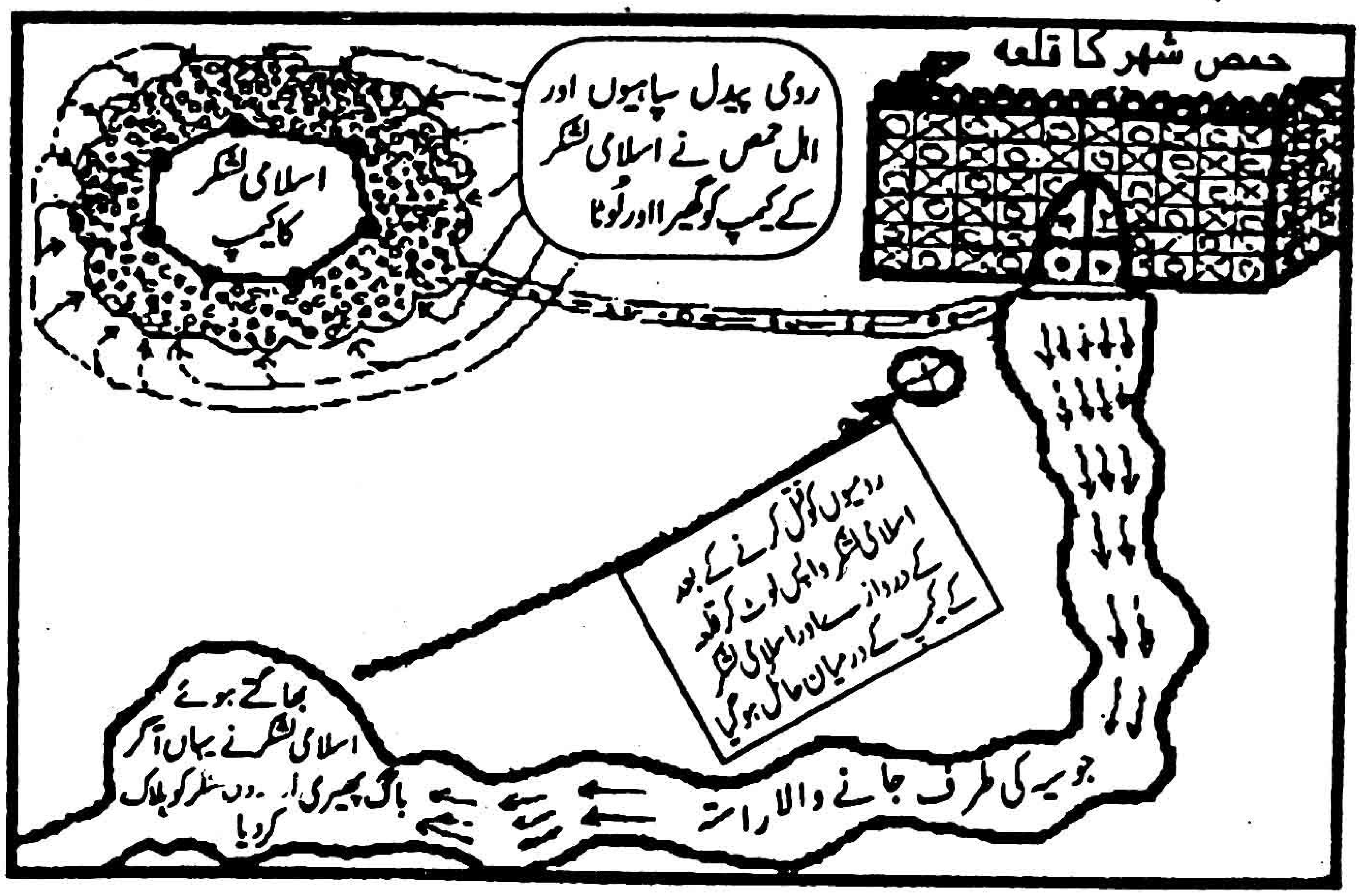

☆ اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوارن (۵) بصرہ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) شیرز (۱۳) رستن (۱۴) حمات (۱۵) قنسرین (۱۶) بعلبک

ایک نظر ادھر بھی

اب ہم ہمارے معزز قارئین کرام کو "یرموک" کے میدان میں لے چلتے ہیں جہاں ایک ایسی جنگ عظیم ہوئی ہے کہ جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں۔ آدھے لاکھ کے اسلامی لشکر کے مقابلے میں ساڑھے دس لاکھ رومی جمع ہوئے تھے۔ اس جنگ کا تذکرہ پڑھتے وقت دل کی دھڑکنیں بڑھ جائیں گیں اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ مثلاً جنگ کے پہلے دن جبلہ بن ایہم کے ساٹھ ہزار لشکر کے سامنے حضرت خالد بن ولید صرف ساٹھ آدمی لے کر لڑنے گئے یعنی ایک ہزار کافر سے صرف ایک مجاہد نے مقابلہ کیا۔ پہلے دن کی جنگ کے اختتام پر صرف دس صحابہ شہید ہوئے تھے جب کہ رومی لشکر کے پانچ ہزار سپاہی مقتول ہوئے تھے۔ اس جنگ میں اسلامی لشکر کو فتح عظیم حاصل ہوئی تھی۔ فتح کی بشارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں امیر المومنین حضرت فاروق اعظم کو دی اور رومیوں کے مقتولین کی تعداد بھی بتا دی۔ جنگ کا تفصیلی بیان اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں:

marfat.com

جنگ یرموک کا پس منظر

جب ہرقل بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ مسلمانوں نے رستن، شیرز اور حمص کو بھی فتح کر لیا ہے تو وہ سخت رنجیدہ اور برانگیختہ ہوا۔ ہرقل نے ملک شام کے ان شہروں کے حاکم کو خطوط ارسال کئے جن شہروں میں کثیر یا قلیل تعداد میں کچھ بھی لشکر ہو۔ ان تمام حکام کو حکم دیا کہ تمہارے یہاں جو کچھ لشکر اور سامان حرب ہے ان کو فوراً انطاکیہ (Antioch) روانہ کرو۔ ہرقل بادشاہ نے ترکش کا آخری تیر استعمال کرتے ہوئے یہ طے کیا تھا کہ پورے ملک شام سے لشکر جمع کر کے عربوں سے ایک جنگ عظیم کروں۔ اس پار یا پھر اس پار کا جوا کھیل لوں۔ ہرقل بادشاہ کا حکم ملتے ہی پورے ملک شام سے انطاکیہ میں رومی لشکر کی آمد شروع ہوگئی اور دیکھتے دیکھتے ملک شام کا تمام لشکر انطاکیہ میں جمع ہوگیا۔ ارباب سیر و تواریخ کے بیان کے مطابق ہرقل بادشاہ نے انطاکیہ میں جو لشکر عظیم جمع کیا تھا وہ لشکر اکیس فرسخ لمبا تھا۔ (ایک فرسخ = ۳ میل' فیروز اللغات، ص ۹۲۸) یعنی انطاکیہ شہر کی حد سے لشکر شروع ہو کر اس کا آخری سرا تریسٹھ میل پر تھا۔ ہرقل نے اس عظیم لشکر سے ایک بڑی فوج کو ملک شام کے ساحلی علاقے صور، اعکا، طرابلس، بیروت اور طبریہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے ''قیساریہ'' بھیج دیا اور ایک بڑی فوج کو ''بیت المقدس'' (Jerusalem) کے قرب و جوار کی نگہبانی کے لیے بھیج دیا۔ باقی لشکر کو انطاکیہ میں توقف کرنے کا حکم دیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ہرقل کو ملک شام کے سپہ سالار اعظم ''باہان ارمنی'' کا انتظار تھا۔ چند دنوں بعد باہان اپنی قوم ارمن کے ساتھ انطاکیہ آ پہنچا۔ باہان کے انطاکیہ آنے پر ہرقل بادشاہ نے بڑے بڑے سرداروں، ملوک، روساء، راہبوں، بطارقہ، گبروں اور قسوں کو ایک کنیسہ میں جمع کیا اور کنیسہ کے منبر کفر پر بیٹھ کر تقریر کرتے ہوئے ہرقل نے کہا کہ اے صلیب کے پرستارو! اے دین مسیح کے حامیو! میں نے کئی مرتبہ تم کو عربوں کی بڑھتی ہوئی طاقت اور کوچ سے آگاہ و خبردار کیا۔ میں نے عربوں کی جسارت سے تم کو ڈراتے ہوئے یہاں تک کہا تھا کہ اگر ہم نے عربوں کے مقابلے میں بزدلی اور کاہلی دکھائی تو عنقریب وہ میرے تخت و تاج کے بھی مالک ہو جائیں گے۔ لیکن تم نے میری کسی بات پر التفات نہ کیا۔ تم آپسی اختلافات اور خانہ جنگی میں الجھے رہے اور ایک نشان کے تحت جمع ہو کر عربوں سے لڑنے کے بجائے متفرق ہو کر اپنے اپنے طور پر لڑے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے اہمیت والے بڑے شہر اور مضبوط قلعے عربوں نے اپنے قبضہ و تسلط میں لے کر سلطنت روم کی آبرو مٹی میں ملا دی۔ ہماری کثرت اور فوجی طاقت کا پوری دنیا میں ڈنکا بجتا تھا یہاں تک کہ اہل فارس اور ترک ہم سے خوفزدہ تھے۔ جب انہوں نے ہمارے ملک پر چڑھائی کی تو ہم نے ان کا دلیری اور شجاعت سے مقابلہ کیا اور انہوں نے منہ کی کھائی اور ذلیل و خوار ہو کر

marfat.com

واپس پلٹ گئے۔ ہم نے بڑی بڑی سلطنتوں کو ہزیمت دی لیکن مٹی بھر، ضعیف، ننگے بھوکے، بے سروسامان اور بغیر ہتھیاروں کے عربوں نے ہم کو شکست دی ہے۔ ہمارے بہترین شہسواروں کو بصرہ، اجنادین، دمشق، بعلبک اور حمص میں مار ڈالا اور ہم پر غالب آ گئے۔

ہرقل بادشاہ کی مندرجہ بالا ولولہ خیز اور رقت آمیز تقریر سے پوری مجلس پر سناٹا چھا گیا اور تمام حاضرین رنج اور ندامت سے سر جھکائے خاموش تھے۔ مجلس سے ایک قس کھڑا ہوا اور شاہی آداب بجالانے کے بعد کہا کہ اے بادشاہ سلامت! کیا آپ کو عربوں کے غالب ہونے اور ہمارے مغلوب ہونے کا سبب معلوم ہے؟ ہرقل نے کہا نہیں۔ لیکن اگر تم کو معلوم ہو تو بلا کسی خوف وڈر کے بیان کرو۔ قس نے کہا کہ ہماری شکست اور مغلوبی کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ہمارے دین مسیح کے احکام کی پابندی ترک کر دی ہے۔ عبادت اور اطاعت سے انحراف کر کے منہیات ومنکرات کی طرف التفات کیا ہے۔ ظلم وستم، شراب وزنا، حق تلفی اور سود خوری، بدکاری، حرام خوری اور دیگر ناجائز اور قبیح افعال کا ارتکاب عام ہو گیا ہے۔ خوف خدا، رحم دلی، دین کی پابندی اور دیگر امور خیر کا فقدان ہے لہٰذا بزدلی، نامردی، کاہلی، سستی اور نا ہمتی ہم میں گھر کر گئی ہے نتیجۃً ہم ہر محاذ پر ہزیمت اٹھا کر راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ ہمارے لشکر کے سپاہی ثباتِ قدمی کے بجائے پیٹھ دکھا کر بھاگتے ہیں اور ان کے دلوں میں عربوں کا رعب، ڈر اور خوف بھر گیا ہے۔ اس کے برعکس عربوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار اور اپنے نبی کی کامل فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہیں۔ رات میں عبادت کرتے ہیں اور دن میں روزہ رکھتے ہیں۔ اپنے پروردگار کا ذکر اور نبی پر درود بھیجنے میں سستی نہیں کرتے۔ ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی نہیں کرتے بلکہ محبت و ہمدردی جتاتے ہیں۔ اپنے دین اسلام کے احکام کی سختی سے پابندی کرتے ہیں۔ نیکی اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بدی اور برائی سے روکتے ہیں۔ عبادت و راستی ان کی عادت وخصلت ہے۔ اور......!......!!......!!!!

جب میدان جنگ میں اترتے ہیں تب ہرگز پیٹھ نہیں پھیرتے۔ شجاعت اور دلیری ہی ان کا ہتھیار ہے۔ جہاد کرتے ہوئے مرجانا ان کی آرزو اور خواہش ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے نبی کی زبان سے جو کچھ بھی سنا ہے اس پر وہ اتنا یقین و اعتماد کرتے ہیں کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے مگر ان کے اعتقاد میں ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہیں ہوتا۔ ان کے نبی نے فرمایا ہے کہ جو خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے وہ مرتا نہیں بلکہ حیات جاویدانی پاتا ہے اور یہ دنیا دار الفنا اور نیست ونابود ہونے والی ہے اور عالم آخرت ہی دار البقا اور پائیدار و باقی ہے لہٰذا وہ میدان جنگ میں اپنا سر کٹانے کی تمنا لے کر آتے ہیں۔ موت سے وہ مطلق نہیں ڈرتے بلکہ موت کو زندگی پر اہمیت دیتے ہیں۔ بزدلی اور ذلت کی زندگی سے شجاعت اور عزت کی موت کو محبوب جانتے ہیں لہٰذا وہ بے ڈرو بے خوف ہو کر ہم سے لڑتے ہیں اور ہماری کثرت تعداد و آلات جنگ کی مطلق پروا نہیں کرتے بلکہ اپنے پروردگار کی مدد اور نصرت پر مشتاق رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ ہر جگہ فتح وغلبہ دیئے جاتے ہیں اور ہم ذلت وہزیمت سے دوچار ہوتے ہیں۔

ہرقل بادشاہ نے رومی قس کی صداقت پر مبنی گفتگو سنی تو اس نے کہا کہ اے معزز رہبر دین نصرانیہ! تم اپنے قول میں صادق

marfat.com

اور راست ہو۔ بے شک! عربوں کی کامیابی کا سبب وہی ہے جو تم نے بیان کیا ہے اور ہماری بداعمالی اور بدکرداری کی وجہ سے حضرت مسیح ہم پر خشمناک ہیں اور ہماری مدد واعانت نہیں کرتے۔ صلیب بھی ہماری نصرت نہیں کرتی۔ اگر اہل شام اپنی اسی روش پر قائم رہتے ہوئے معصیت ومنہیات میں مبتلا رہے تو اس وقت میں نے جو لشکر عظیم جمع کیا وہ بھی بے سود ثابت ہوگا۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ میں اس لشکر کو بکھیر دوں اور اپنے اہل وعیال کو لے کر ''قسطنطنیہ'' (Istambol) چلا جاؤں اور وہاں راحت و چین سے اپنی زندگی بسر کروں اور عربوں کے خوف سے مامون ہو جاؤں۔ میں نے عربوں کو ملک شام سے دفع کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی پانی کی طرح اپنا مال خرچ کر کے فوج بھرتی کر کے عربوں کے مقابلے میں بھیجتا ہوں لیکن افسوس کہ کہیں بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اگر تم اپنے گناہوں سے باز آ کر صدق دل سے توبہ کرو تو اب بھی کچھ نہیں گیا۔ ہوا سو ہوا لیکن اب تو سنبھلو اور سنورو! ورنہ مجھے اب تمہاری حمایت کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ لشکر عظیم کو واپس پھیر دیتا ہوں اور میں ہجرت کر کے چلا جاتا ہوں۔

ہرقل بادشاہ کی ڈانٹ ڈپٹ اور سرزنش سن کر تمام مجمع رونے لگا اور ہرقل کو التجا کرتے ہوئے کہا کہ اے قیصر روم! ہم اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں اور گناہ ومعاصی سے صدق دل سے توبہ کرتے ہیں۔ پھر تمام نے ہرقل کو تعظیم کا سجدہ کیا اور بعدہٗ کہا کہ اے بادشاہ! آپ یہاں سے ہجرت کر کے چلے گئے تو دین مسیح ذلیل وخوار ہو جائے گا۔ ہمارے دشمن آپ کی ہجرت کی خبر سن کر خوش ہو جائیں گے اور ان کی جرأتیں بڑھیں گی۔ پورا ملک شام عربوں کے قبضہ اور تسلط میں آ جائے گا۔ اس وقت جو لشکر عظیم انطاکیہ میں جمع ہوا ہے وہ صرف آپ کی بدولت ہی جمع ہو سکا ہے۔ آپ کے بعد کسی دوسرے بادشاہ کے بس کی بات نہیں کہ وہ عربوں کے مقابلے میں ایسا لشکر جرار اکٹھا کر سکے۔ لہٰذا آپ کو قسم ہے حق مسیح کی! آپ ہجرت کا ارادہ موقوف کر دیں۔ ہم مقدس انجیل کا حلف اٹھا کر ترک معاصی کا عہد اور پیمان کرتے ہیں۔ ماضی کی غلطیوں کا ہم اعادہ نہیں کریں گے بلکہ دین مسیح کے احکام کی کامل فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہوئے اپنی زندگی کی آخری سانس تک عربوں سے لڑیں گے۔ صبر و استقلال سے عربوں کے مقابلے میں جم کر اپنی جانیں خرچ کریں گے۔ شاید کہ ہم پر مدد نازل ہو اور ہم غلبہ پائیں۔

جب ہرقل بادشاہ نے قوم کی پشیمانی اور عزم وحوصلہ دیکھا تو وہ بہت خوش ہوا اور اس نے کہا کہ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹے تو اس کو بھولا نہیں کہتے۔ تمہارے عہد وپیمان پر اعتماد کرتے ہوئے ہجرت کا ارادہ ترک کرتا ہوں اور اپنے لشکر عظیم کو بھیج کر عربوں کو ملک شام سے نیست ونابود کر دوں گا۔

ہرقل بادشاہ کا لشکر عظیم کو ترتیب دینا:

ہرقل بادشاہ نے انطاکیہ شہر میں موجود رومی لشکر کو حسب ذیل ترتیب سے مرتب کیا:

☆ روسیہ کے بادشاہ ''قناطیر'' کو قوم روسیہ اور قوم متعالیہ کے ایک لاکھ سواروں پر سردار مقرر کیا اور سنہری رنگ کا ریشمی نشان اسے دیا۔ اس نشان میں جواہر کی صلیب جڑی ہوئی تھی۔

☆ عموریہ اور انگوریہ کے بادشاہ ''جرجیر'' کو ایک لاکھ رومی سواروں کا سردار مقرر کر کے اسے سفید ریشمی کپڑے کا نشان

marfat.com

دیا جس میں سونے کے دو سورج اور زبرجد (Topaz) کی صلیب نصب تھی۔

☆ بطریق ''دریحان'' کو قوم مغلیہ اور قوم افرنج کے ایک لاکھ نوجوان سواروں کا سردار مقرر کیا۔

☆ بطریق سردار ''قوریز'' جو ہرقل بادشاہ کا بھانجا تھا۔ اس کو قوم دوقس، قوم ارمن اور قوم مغلیط کے ایک لاکھ سواروں کا سردار مقرر کیا۔

☆ ''باہان ارمنی'' کو ایک لاکھ جنگجو اور دلیر سواروں پر سردار مقرر کیا اور اسے ایک نشان سنہری چھڑی پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے اور اس کے سرے پر یاقوت کی صلیب جڑی ہوئی تھی وہ دیا۔

☆ ''جبلہ بن ایہم غسانی'' کو نصرانی عرب کی قوم غسان، قوم لخم، قوم جذام اور قوم عاملہ کے ساٹھ ہزار عرب متنصرہ پر سردار مقرر کیا۔ جبلہ کو خلعت دی اور کہا کہ تم اپنے آدمیوں کے ساتھ لشکر کے آگے مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے رہنا۔ کیونکہ تم عرب ہو اور ہمارے دشمن بھی عرب ہیں لہٰذا لوہا لوہے کو کاٹتا ہے اور مجھے امید ہے کہ تم ہمارے دشمن عربوں کو کاٹ کر رکھ دو گے۔

مذکورہ ترتیب کے اعتبار سے ہرقل بادشاہ کا لشکر چھ بٹالین (Battalion) میں منقسم اور مرتب ہوا اور اس کی مجموعی تعداد پانچ لاکھ ساٹھ ہزار (۵،۶۰،۰۰۰) تھی۔ علامہ واقدی نے حضرت سالم بن عمر بن عنبسہ کے غلام حضرت سالم سے روایت کیا ہے کہ ہرقل نے انطاکیہ سے جو لشکر روانہ کیا تھا اس کی تعداد چھ لاکھ تھی اور ایک روایت میں سات لاکھ کی تعداد کا بھی ذکر ہے۔

رومی سردار باہان ارمنی کو ہرقل بہت چاہتا تھا اور اس کی بہت ہی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ملک فارس (Persia) کے لشکر نے جب ملک شام پر یورش کی تھی تب باہان رومی لشکر کی جانب سے دلیری اور بہادری سے لڑا تھا اور اس کی عقل اور دانش کی تدابیر سے رومی لشکر کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ باہان ارمنی کی جنگی مہارت کی وجہ سے ہرقل اسے دوست رکھتا تھا۔ لہٰذا ہرقل نے انطاکیہ میں اپنے لشکر کے مقرر شدہ سرداروں سے کہا کہ میں نے تم تمام سرداروں پر ''باہان'' کو سپہ سالار اعظم مقرر کیا ہے لہٰذا تم باہان کی رائے اور مشورہ کے بغیر کوئی کام مت کرنا اور وہ تم کو جس کام کا حکم دے اس کی تعمیل اور بجا آوری میں تامل و کوتاہی مت کرنا۔

انطاکیہ سے رومی لشکر کی روانگی بجانب متفرق مقامات:

ہرقل بادشاہ نے رومی لشکر کو انطاکیہ سے کوچ کا حکم دیا اور لشکر کے تمام سرداروں کو تاکید کی کہ انطاکیہ سے ملک شام کے متفرق علاقوں میں پھیل جاؤ۔ تمام لشکر ایک ساتھ رہنے کے بجائے حسب ذیل الگ الگ راستوں سے جاؤ:

☆ سردار ''قناطر'' کو حکم دیا کہ وہ طرطوس، جبلہ اور لاذقیہ نام کے پہاڑی علاقوں کی طرف جائے۔

☆ سردار ''جرجیر'' کو حکم دیا کہ وہ معرات اور میرمین کے علاقوں کی طرف جائے۔

☆ سردار ''قوریز'' کو حلب اور حماۃ شہروں کے علاقوں کی طرف جانے کا حکم دیا۔

marfat.com

☆ سردار ''دریحان'' کوارض عواصم اور قنسرین کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔
☆ جبلہ بن ایہم غسانی کو گھاٹی کے راستے پر مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے جانے کا حکم دیا۔
☆ رومی لشکر کے سپہ سالار اعظم ''باہان'' ارمنی کو حکم دیا کہ وہ تمام بٹالینوں کے پیچھے روانہ ہو اور آگے جانے والی بٹالین پر نگرانی کرے اور ضروری ہدایات اور تنبیہ کرتا رہے۔

ہرقل بادشاہ نے مزید یہ بھی حکم دیا کہ تم تمام سردار ہمیشہ ایک دوسرے کا رابطہ رکھو تاکہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی کمک کر سکو۔ علاوہ ازیں تمہارا جس شہر اور گاؤں پر گزر ہو وہاں کے باشندوں کو عربوں کے خلاف اکساؤ اور انہیں عربوں سے لڑنے کی ترغیب دے کر اپنے ساتھ لشکر میں شامل کر لو۔ اگر وہ بخوشی آنے پر آمادہ نہ ہوں تو زبردستی کر کے اپنے ساتھ لے لو اور لشکر کی تعداد میں اضافہ کرتے رہو۔ ہرقل نے آخری اور اہم تاکید کرتے ہوئے کہا کہ ملک کا چپہ چپہ چھان مارو اور جہاں کہیں بھی عربوں کے لشکر کا سراغ ملے وہاں پہنچ جاؤ اور اپنے جانے کی اپنے ساتھی لشکر کو اطلاع کر دو اور انہیں بھی وہیں بلا لو اور مجتمع ہو کر ان پر ٹوٹ پڑو اور ان کو ختم کر دو۔

پھر ہرقل نے لشکر کو روانگی کا حکم دیا۔ حکم ملتے ہی سینکڑوں ناقوص بجائے گئے۔ صلبان بلند کی گئیں۔ انجیلیں لائی گئیں اور ان کے وسیلے سے لشکر کی فتح و کامیابی کی دعائیں مانگی گئیں۔ ایک عجیب شور وغل کے ساتھ رومی لشکر انطاکیہ سے روانہ ہوا۔

ہرقل بادشاہ اپنے ارباب حکومت کے ساتھ لشکر کے ہمراہ باب فارس تک آیا اور لشکر کو رخصت کیا۔ رومی لشکر نہایت شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوا۔ راہ میں جو بھی درخت اور پتھر حائل ہوئے تھے ان کو کاٹ دیتے تھے اور ہٹا دیتے تھے۔ جس گاؤں یا شہر پر رومی لشکر کا گزر ہوتا تھا وہاں کے لوگوں پر رومی فوجی ظلم و ستم ڈھاتے تھے۔ غلہ، مرغیاں، بھیڑ، بکریاں اور دیگر اشیائے صرف بلا اُجرت دیئے جبراً مفت چھین لیتے تھے۔ عورتوں کے ساتھ نازیبا حرکت کرتے تھے۔ نوجوانوں کو خدمت گزاری کے کام کے لئے اور راستے کے پتھر اور جھاڑیاں ہٹانے اور صاف کرنے کا کام کرانے کے لئے زبردستی ساتھ میں لیتے تھے۔

اسلامی لشکر کا جابیہ سے یرموک کی طرف کوچ کرنا:

حمص کا قلعہ فتح کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کو لے کر جابیہ نامی مقام آئے تھے اور جابیہ میں پڑاؤ کیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے کچھ معاہدی رومیوں کو اجرت پر جاسوسی کے کام پر متعین کر کے ان جاسوسوں کو پورے ملک شام میں پھیلا دیئے تھے۔ ہرقل بادشاہ نے انطاکیہ سے رومی لشکر روانہ کیا تب حضرت ابوعبیدہ کا ایک جاسوس انطاکیہ میں موجود تھا۔ اس نے ہرقل کے لشکر کی تمام کیفیت معلوم کر لی تھی لہٰذا وہ انطاکیہ سے بھاگ کر حضرت ابوعبیدہ کو مطلع کرنے حمص پہنچا لیکن حمص سے اسلامی لشکر کوچ کر گیا تھا لہٰذا وہ سراغ پا کر جابیہ آیا۔ تب رات کا وقت تھا۔ رات ہی میں اس نے حضرت ابوعبیدہ کو رومی لشکر کی تمام کیفیت سے آگاہ کیا اور چوکنا اور محتاط رہنے کا مشورہ دیا۔ حضرت ابوعبیدہ جاسوس کی زبانی بیان سن کر تشویش و فکر میں پڑ گئے اور فوراً ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' پڑھا۔ حضرت ابوعبیدہ تمام رات بیقراری اور قلق کی وجہ سے سو نہ سکے۔ رات بھر کروٹیں بدلتے رہے۔ صبح نماز فجر کے بعد اسلامی لشکر کے سرداروں کو جمع کر کے صورت حال سے آگاہ کیا اور

marfat.com

رائے طلب کی۔ رومی لشکر کی تمام کیفیت معلوم کر کے یمن اور مصر کے علاقے کے کچھ مجاہدوں نے کہا کہ اے سردار! ہم یہاں سے کوچ کر کے ''وادی القری'' نامی مقام پر چلے جائیں۔ یہ مقام حجاز کی سرحد سے قریب ہے۔ وہاں جانے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ضرورت کے وقت ہم امیر المومنین سے کمک طلب کر سکتے ہیں۔ مدینہ منورہ وہاں سے قریب ہونے کی وجہ سے اسلامی لشکر کی کمک بہت جلد آ سکتی ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ وادی القری جانے سے رومیوں پر ہماری کمزوری ظاہر ہو گی وہ یہ سوچیں گے کہ ہرقل بادشاہ کے بڑے لشکر سے ڈر کر ہم حجاز کی سرحد کے قریب بھاگ گئے اور جب حضرت عمر فاروق اعظم کو پتہ چلے گا کہ ہم نے یہ قدم اٹھایا ہے تو وہ مجھ پر سرزنش اور ملامت کریں گے کہ مفتوح مقامات کو چھوڑ کر وادی القری بھاگ آئے اور میری رائے میں وہاں جان بوجھ کر جانا درپردہ اپنی شکست قبول کرنے کے مترادف ہے۔

حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی نے مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ اے سردار! ہم کہیں بھی نہ جائیں بلکہ اللہ کے بھروسے پر یہیں ٹھہرے رہیں اور دشمن کا انتظار کریں۔ اللہ تعالیٰ سے امید قوی ہے کہ وہ ہمیں غلبہ عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوعبیدہ اور تمام مسلمانوں نے حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی کے مشورے کو پسند کر کے متفقہ طور پر منظور کیا لیکن حضرت خالد بن ولید چپ چاپ اور خاموش تھے۔ انہوں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ نہ تو موافقت کی اور نہ ہی مخالفت کی۔ لٰہذا حضرت ابوعبیدہ ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے ابا سلیمان! تم دوررس نگاہ رکھنے والے صاحب الرائے اور دانا شخص ہو۔ حضرت قیس کی رائے کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ حضرت خالد نے فرمایا کہ ہاں! میں نے ان کی رائے سنی لیکن میری رائے ان کی رائے سے مختلف ہے لیکن جب ان کی رائے سے تمام مسلمانوں نے اتفاق کر لیا ہے تو میں نہیں چاہتا کہ تمام مسلمانوں کی منظور شدہ تجویز کی مخالفت کروں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! میں اس معاملے میں تمہاری رائے معلوم کرنا ضروری سمجھتا ہوں لٰہذا تم بلا تکلف اپنی رائے کا اظہار کرو۔

حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ میری رائے میں یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں بلکہ یہاں ٹھہرنا دشمن کو فائدہ اور اعانت پہنچانا ہے اور اس کی تین وجہ ہیں:

(۱) یہ علاقہ تنگ ہے۔ یہاں گھوڑوں کو دوڑانے اور گرداوے دینے کے لئے وسیع میدان نہیں۔ دشمن کثیر تعداد میں ہیں۔ اگر انہوں نے ہم کو چاروں سمت سے گھیر لیا تو ہم تنگ محاصرہ میں ان کے بیچ نرغے میں آ جائیں گے اور ہمارے لئے لڑنا مشکل و دشوار ہو جائے گا۔

(۲) یہاں سے ''قیساریہ'' شہر قریب ہے۔ قیساریہ میں ہرقل بادشاہ کا بیٹا ''قسطنطین'' چالیس ہزار سواروں کی فوج کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہے۔ اگر ہم نے رومی لشکر کا یہاں ٹھہر کا مقابلہ کیا تو قیساریہ سے ہرقل کا بیٹا قسطنطین اپنی فوج کے ساتھ آ پڑے گا۔

(۳) ''اردن'' (Jordan) بھی یہاں سے کم فاصلہ پر واقع ہے۔ اہل اردن ہمارے خوف کی وجہ سے متحد ہوئے ہیں اور سامان جنگ جمع کر کے فوج تیار کی ہے۔ وہ بھی ہمارے دشمن کی کمک کرنے آئیں گے۔

marfat.com

لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ ہم یہاں سے کوچ کر جائیں اور کوچ جتنی ہو سکے اتنی جلد کرنی چاہئے۔ اس میں چند فائدے ہیں:

☆ ہم جلدی کوچ کر کے روانہ ہو جائیں گے تو دشمن کے آنے سے پہلے جنگل اور گھاٹی کا علاقہ پار کر کے کوئی ایسے وسیع میدان میں پہنچ جائیں گے جہاں گھوڑے دوڑانے اور گرداوے دینے کی کشادگی ہو۔

☆ انطاکیہ سے ہرقل کا عظیم لشکر ہماری تلاش میں نکلا ہے یہ خبر جابیہ کے اطراف میں ابھی تک نہیں پھیلی اگر یہ خبر پھیلنے کے بعد ہم نے یہاں سے کوچ کی تو رومیوں پر یہ اثر پڑے گا کہ ہم ہرقل کے لشکر کے خوف سے بھاگ کر جا رہے ہیں اور اس صورت میں ہماری رومیوں پر جو ہیبت ہے وہ مجروح ہو گی۔

☆ اس وقت جابیہ سے ہمارا کوچ کرنا اس طرح ہونا چاہئے کہ لشکر کی روانگی کے وقت شور و غل بلند کرتے ہوئے ہم کوچ کریں۔ یعنی اطراف کے علاقوں تک ہماری روانگی کی خبر پھیلنی چاہئے تاکہ ان کو پتہ چلے کہ کسی دوسرے مقام پر حملہ کرنے یا ہمارے دشمن کی طلب میں علی الاعلان سینہ تان کر مردانہ حیثیت سے جا رہے ہیں۔ ہرقل کے لشکر کے خوف سے چپ چاپ اور بزدلوں کی طرح فرار نہیں ہوتے۔

☆ اگر ہم نے یہاں سے روانہ ہونے میں جلدی کی اور رومی لشکر سے ملاقی ہونے سے پہلے کسی وسیع میدان میں پہنچ گئے تو پہلے وارد ہونے کی وجہ سے میدان میں ہمارے کیمپ کی جگہ کا انتخاب کرنے میں ہم کو کامل اختیار ہو گا۔ فن جنگ کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر اس علاقے کے جغرافیہ کا اطمینان سے جائزہ لے کر کمین گاہ، معرکۂ جنگ، پڑاؤ، دفاع، پانی کی سہولت، گھوڑوں کی چراگاہ وغیرہ تمام چھوٹے بڑے جاویوں کو ملحوظ رکھ کر ہم میدان میں اپنے کیمپ کے لئے جگہ پر قبضہ کر سکیں گے۔ اگر ہم تاخیر سے گئے اور ہمارے قبل رومی لشکر نے جگہ پر قبضہ جما لیا تو ایسی صورت میں معقول یا نامعقول جو بھی جگہ میسر ہو گی اسی سے سبکدوش ہونا پڑے گا۔

حضرت خالد بن ولید کی رائے کو حضرت ابوعبیدہ اور تمام مجاہدوں نے پسند کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید سے پوچھا کہ اے ابا سلیمان! کیا کوئی وسیع میدان کی جگہ تمہیں معلوم ہے؟ حضرت خالد نے جواب دیا کہ ہاں! اے سردار! ایسی جگہ میرے علم میں ہے اور وہ "یرموک" ہے۔ وہاں وسیع اور کشادہ میدان ہیں۔ نیز بمقابلہ جابیہ مدینہ طیبہ سے یرموک کا فاصلہ کم ہے۔ اگر مدینہ طیبہ سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم ہماری کمک کرنے کوئی لشکر ارسال فرمائیں تو جابیہ کے مقابلے میں یرموک میں کمک جلدی آ سکتی ہے۔ حضرت ابوسفیان بن حرب نے کھڑے ہو کر حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ اے امین الامت! خدا کی قسم! حضرت خالد بن ولید کی رائے نہایت معقول اور مناسب ہے، میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ آپ اسی پر عمل کریں۔

اسلامی لشکر کا یرموک میں وارد ہونا:

حضرت ابوعبیدہ نے جیش اسلام کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اسلامی لشکر جابیہ سے یرموک کی طرف روانہ ہوا۔ کوچ کرتے وقت ایسا شور و غل بلند ہوا کہ ایک فرسخ (تین میل) تک وہ آواز سنائی دی۔ اردن شہر جابیہ سے قریب تھا۔ اہل اردن کو اسلامی

marfat.com

لشکر کی روانگی کی اطلاع ملی تو انہوں نے گمان کیا کہ ڈر کی وجہ سے واپس جا رہے ہیں لہٰذا ان کے حوصلے بڑھے اور حملہ کرنے کی جرأت ہوئی۔ لہٰذا وہ یرموک جانے والے راستہ پر لشکر لے کر راہ میں حائل ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسلامی لشکر کے آگے مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے چل رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ اہل اردن راستہ روک کر کھڑے ہیں اور لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اہل اردن کی ''آبلا گلے پڑ نہیں پڑتی تو بھی پڑ'' والی مثل کے مصداق بیجا جرأت دیکھ کر حضرت خالد کو ان کی بے وقوفی پر ہنسنا آ گیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو پکارا اور فرمایا کہ یہ لشکر ہمارے لئے غنیمت ہے اور غلبہ کی نشانی کا نیک فال ہے۔ حضرت خالد کے ساتھیوں نے تلواریں میان سے نکال لیں اور نیزے راست کر لئے۔ ☆ حضرت ضرار بن ازور ☆ حضرت مرقال ☆ حضرت طلحہ بن نوفل عامری ☆ حضرت عامر بن طفیل ☆ حضرت زہیر ابن اکال الدم ☆ حضرت بلال بن مرہ ☆ حضرت صخر بن غانم وغیرہ حضرت خالد کے ساتھ اردن کے رومی لشکر پر مثل چنگل مارنے والے باز کی طرح ٹوٹ پڑے۔ مجاہدوں کا حملہ صرف ایک گرداوا تھا۔ پہلے ہی حملے کی شدت دیکھ کر رومیوں کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا اور دن میں تارے نظر آنے لگے۔ اپنی دلیری اور شجاعت کے گھمنڈ کا شیش محل مجاہدوں کی ضرب کاری سے چکنا چور ہوتا محسوس ہوا۔ ہمتیں ٹوٹ گئیں۔ پیٹھ پھیر کر بھاگنا شروع کیا لیکن مجاہدوں نے ان کو تلواروں اور نیزوں کی نوک پر لیا اور بھاری اکثریت کو زمین پر کشتہ ڈال دیا۔ حضرت خالد نے بھاگتے ہوئے رومیوں کا نہر اردن تک تعاقب کیا اور جو ہاتھ لگا اس کو لقمۂ اجل بنادیا۔ کچھ رومی بچ کر نہر اردن تک پہنچ گئے۔ آگے ٹھاٹھیں مارتا ہوا پانی اور پیچھے تلواریں ہلاتے ہوئے مجاہدین تھے۔ بہت سارے رومی غرق دریا ہو کر مر گئے۔ اہل اردن کے لشکر کا صفایا کرنے کے بعد حضرت خالد واپس لوٹے اور حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ لشکر میں شامل ہو گئے۔ پھر اس کے بعد یرموک تک راہ میں کوئی بھی رومی لشکر مزاحم نہ ہوا اور جیش اسلام خیر و عافیت کے ساتھ یرموک کے میدان میں پہنچ گیا۔ اسلامی لشکر جب یرموک کے میدان میں آیا تب میدان بالکل خالی تھا۔

حضرت خالد نے میدان کا بغور معائنہ کیا اور پھر سپہ سالار اعظم حضرت ابوعبیدہ سے مشورہ کر کے ایک بلند ٹیلے کے نیچے اسلامی کیمپ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ ٹیلے پر مال واسباب اور بچوں اور عورتوں کا پڑاؤ قائم کر دیا اور کچھ مسلح مجاہدوں کو نگہبانی کے لئے مقرر کر دیا ٹیلہ اتنا بلند تھا کہ وہاں سے یرموک کا پورا میدان نظر آتا تھا ٹیلہ پر نگہبانی کرنے والے مجاہدوں کو یہ تاکید کر دی گئی تھی کہ رومی لشکر کی آمد کے بعد دشمن کی تمام حرکتوں پر کڑی نگرانی رکھی جائے۔ ٹیلے کے برابر نیچے مجاہد سواروں اور لشکر کا جنرل (General) کیمپ کھڑا کر دیا گیا۔ اسلامی لشکر یرموک کے میدان میں رومی لشکر سے پہلے آ گیا۔ اس کو بڑا فائدہ یہ ہوا کہ باعتبار جنگ محفوظ اور سلامت جگہ کا انتخاب کر کے اس پر قبضہ کر لیا گیا اور رومی لشکر کے لئے لب دریا میدان خالی چھوڑ دیا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے یرموک کی طرف آنے والے تمام راستوں پر جاسوس بٹھا دیئے تاکہ وہ رومی لشکر کی آمد کی اطلاع پہنچائیں۔

رومی لشکر کا یرموک میں آنا اور رومی لشکر کی تعداد:

اسلامی لشکر میدان یرموک میں رومی لشکر کے انتظار میں ٹھہرا ہوا تھا۔ جب ہرقل بادشاہ کے بیٹے کو ''قیساریہ'' میں اس امر

marfat.com

کی اطلاع ملی کہ اسلامی لشکر جابیہ سے کوچ کر کے یرموک کے میدان میں پہنچ گیا ہے اور جابیہ سے یرموک جاتے وقت اہل اردن کو تہ تیغ کر کے تہس نہس کر ڈالا ہے تو وہ بہت ہی خشمناک ہوا اور فوراً قاصد کو خط دے کر رومی لشکر کے سپہ سالار اعظم باہان کے پاس بھیجا۔ اس خط میں ہرقل کے بیٹے قسطنطین نے باہان کو خوب ڈانٹ ڈپٹ لکھی کہ میرے والد نے لاکھوں کا لشکر دے کر تمہیں عربوں کے تعاقب میں بھیجا لیکن تم عربوں سے لڑنے میں کاہلی اور بزدلی دکھاتے ہو۔ مسلمانوں کا لشکر جابیہ سے یرموک پہنچ گیا اور تمہارے قریب سے گزرنے کے باوجود تم غافل اور بے خبر رہے اور مسلمانوں کا لشکر تمہارے ہاتھ سے بچ کر نکل گیا اور تم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ لہٰذا اب جلد از جلد یرموک پہنچو اور مسلمانوں کا کام تمام کر دو۔ ہرقل کا بیٹا نہایت متعصب نصرانی تھا۔ مسلمانوں کا وجود تک اسے گوارا نہیں تھا۔ لہٰذا اس نے سردار باہان کو سرزنش اور ملامت کر کے لڑنے کے لئے اکسایا۔ قسطنطین کا خط ملتے ہی باہان نے رومی لشکر کی دیگر بٹالین کے سردار قناطر، جرجیر، دریحان، قوریر اور جبلہ بن ایہم کے پاس قاصد دوڑائے اور سب کو یرموک جلد از جلد پہنچنے کا حکم دیا۔ اب ہر طرف سے رومی لشکر یرموک کی طرف آگے بڑھا۔ راستہ میں جو بھی آبادیاں آتیں ان کے جوانوں کو خوشی یا جبر سے فوج میں بھرتی کر کے لشکر کی تعداد میں اضافہ کرتے تھے۔ جب رومی لشکر یرموک میں آیا تو اسلامی لشکر پہلے سے وہاں موجود تھا۔ رومی لشکر نے ''دیر الجبل'' کے قریب پڑاؤ کیا۔ رومی لشکر نے لمبائی اور چوڑائی میں اٹھارہ میل کی جگہ گھیری تھی۔ رومی لشکر اور اسلامی لشکر کے کیمپ کے درمیان تقریباً تین میل کی جگہ معرکۂ جنگ کے لئے خالی چھوڑی گئی تھی۔

رومی لشکر مثل پھیلی ہوئی ٹیڑیوں کی طرح میدان میں نظر آتا تھا۔ رومی لشکر میدان میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح اٹھارہ میل طول وعرض میں فروکش تھا۔ رومیوں کی کثرت کا حال دیکھ کر مجاہدوں کے چہروں پر فکر کے آثار نظر آتے تھے۔ اسلامی لشکر کے ہر فرد کی زبان پر ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' کا ورد جاری تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رومی لشکر کی صحیح تعداد معلوم کرنے کے متمنی تھے لہٰذا انہوں نے کسی شخص کو رومی لشکر میں بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ حاکم بصرہ حضرت روماس نے اسلام قبول کرنے کے بعد حصول ثواب کی نیت سے اسلامی لشکر میں شمولیت اختیار کی تھی۔ حضرت روماس جنگ کے کرتب اور لشکر کی ترتیب وغیرہ کے فن میں مہارت تامہ رکھتے تھے ان کو حضرت ابو عبیدہ نے رومی لشکر کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانے بھیجا۔ حضرت روماس نے اپنی وضع تبدیل کر کے رومی بطریق کا لباس پہن لیا اور رومی لشکر میں گھس گئے اور ایک دن اور ایک رات رومی لشکر میں ٹھہرے اور ان کی تعداد کا تخمینہ کرتے رہے۔

رومی لشکر انطاکیہ سے جب روانہ ہوا تھا تب اس کی تعداد پانچ لاکھ ساٹھ ہزار (۵،۶۰،۰۰۰) تھی۔ لیکن راہ میں واقع ہونے والے ہر شہر اور گاؤں سے کثیر تعداد میں لوگ رومی لشکر میں شامل ہوتے گئے اور لشکر کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ علاوہ ازیں قیساریہ سے ہرقل بادشاہ کے بیٹے قسطنطین نے اپنا چالیس ہزار کا لشکر بھی یرموک بھیج دیا تھا۔ ہرقل بادشاہ نے انطاکیہ سے ساحلی علاقہ اور بیت المقدس کی طرف جو بڑی فوج بھیجی تھی وہ بھی یرموک آ پہنچی تھی۔ حضرت روماس چوبیس گھنٹہ رومی لشکر میں ٹھہرنے کے بعد حضرت ابو عبیدہ کے پاس واپس لوٹے اور اطلاع دی کہ میں نے رومی لشکر میں کل بیس نشان (جھنڈے)

marfat.com

شمار کئے ہیں اور ہر نشان کے تحت پچاس ہزار فوجیوں کی صف بندی ہوتی ہے علاوہ ازیں جبلہ بن ایہم کو سردار باہان نے مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے ساٹھ ہزار عرب متنصرہ کے ساتھ لشکر کے آگے رکھا ہے وہ الگ شمار ہوں گے۔ اس حساب سے رومی لشکر کی کل تعداد دس لاکھ ساٹھ ہزار (۱۰،۶۰،۰۰۰) ہوتی ہے۔ اسلامی لشکر کی تعداد جنگ اجنادین کے وقت اکاون ہزار پانچ سو (۵۱،۵۰۰) تھی۔ جنگ اجنادین کے بعد جنگ دمشق، جنگ حصن ابی القدس، جنگ رستن، جنگ شیرز، جنگ قنسرین، جنگ بعلبک اور جنگ حمص ہوئی تھی۔ ہر جگہ اسلامی لشکر سے تھوڑے بہت مجاہد شہید ہوتے گئے اور لشکر کی تعداد کم ہوتی گئی۔ علاوہ ازیں جس مقام کو اسلامی لشکر فتح کرتا تھا اس کی نگرانی اور حفاظت کی ذمہ داری کا فریضہ انجام دینے کے لئے ہر مقام پر حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کے مجاہدوں کو وہاں ٹھہرا دیتے تھے۔ مثال کے طور پر فتح بعلبک کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے حضرت رافع بن عبداللہ سہمی کے ساتھ نو سو (۹۰۰) مجاہدوں کو بعلبک میں ٹھہرا دیا تھا۔ الغرض! اسلامی لشکر جوں جوں ملک شام میں آگے بڑھتا گیا اس کی تعداد کم ہوتی گئی۔ جنگ یرموک میں اسلامی لشکر کی تعداد کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات نے تیس ہزار کی تعداد بھی بتائی ہے لیکن اصح اوور راجح قول چالیس سے پینتالیس ہزار کا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ نے رومی لشکر کی کثرت کا حال معلوم کر کے قرآن مجید کی آیت کریمہ پڑھی کہ:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (پارہ:۲، رکوع:۱۷، سورۃ البقرۃ، آیت:۲۴۹)

ترجمہ: ''بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے''

(کنز الایمان)

اسلامی لشکر کے مجاہدوں کو بھی رومی لشکر کی کثرت معلوم ہو چکی تھی لہٰذا تمام کے چہروں سے تشویش اور گھبراہٹ کے آثار نمودار ہوتے تھے لیکن کوئی بھی مجاہد اپنے لئے فکرمند نہیں تھا بلکہ اپنے دینی بھائی کے لئے رنج و فکر میں مبتلا تھا۔ ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مجھے شہادت کی سعادت نصیب ہو لیکن میرے دینی اور اسلامی بھائی کو اللہ محفوظ و سلامت رکھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں کو صبر و استقلال کی تلقین فرمائی کہ اے قرآن کے اُٹھانے والو! اللہ کی نصرت اور مدد پر بھروسہ رکھو۔ رومیوں کی کثرت اور ہماری قلت کی وجہ سے مطلق خوف نہ کھاؤ۔ گھبراہٹ اور اضطراب میں مبتلا ہونے کے بجائے فتح و نصرت کی امید رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو رومی لشکر کا تمام ساز و سامان ہمارے لئے غنیمت ہو جائے گا۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے یہ دعا مانگی:

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پارہ:۲، رکوع:۱۷، سورۃ البقرہ، آیت:۲۵۰)

ترجمہ: ''اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ کافر لوگوں پر ہماری مدد کر'' (کنز الایمان)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی نصیحت آمیز تقریر نے مجاہدوں میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔ اپنے آقا و مولیٰ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ سے استغاثہ و استمداد کرتے تھے اور اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض و کرم پر اعتماد کامل رکھ کر زبان حال سے یوں کہہ رہے تھے۔ بقول:

marfat.com

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی، بھاری ہے بھروسہ تیرا

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

''جنگ یرموک''

میدان یرموک میں اسلامی لشکر اور رومی لشکر آمنے سامنے اپنے اپنے پڑاؤ میں توقف کئے ہوئے تھے۔ جنگ یرموک ماہ رجب المرجب ۱۵ھ میں ہوئی تھی۔ جنگ یرموک کے متعلق امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، اسد اللہ الغالب، امام المشارق و المغارب، مولائے کائنات حضرت سیدنا علی مرتضیٰ مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لڑائی ہے جس کا حال مجھ سے حضور اقدس، عالم ماکان و مایکون، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا اور یہاں تک فرمایا تھا کہ اس لڑائی کا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا۔ (حوالہ فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص ۲۱۶)

رومی لشکر کا جنگ سے باز رہنا اور توقف کرنا:

اسلامی لشکر کا ہر مجاہد جنگ کے لئے مستعد و آمادہ تھا لیکن رومی لشکر کی جانب سے کسی قسم کی کوئی جنگی حرکت نہ ہوتی تھی۔ رومی لشکر کے سپہ سالار اعظم باہان ارمنی نے لڑائی سے توقف کیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ہرقل بادشاہ نے باہان کو اپنے ایلچی کے ذریعہ یہ پیغام بھیجا تھا کہ مسلمانوں سے جنگ کرنے کی عجلت مت کرنا بلکہ ان کے سردار سے گفتگو کر کے اس بات پر راضی کرنے کی کوشش کرو کہ وہ ہمارا ملک چھوڑ کر چلے جائیں اس کے عوض میں ہر سال ان کے سردار و خلیفہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں کثیر مال بھیجا کریں گے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں نے ''جابیہ'' تک کا جو علاقہ فتح کیا ہے وہ تمام علاقہ میں ان کو جاگیر میں دے دوں گا اور ملک حجاز سے جابیہ تک کا علاقہ ان کے تسلط اور تصرف میں رہے گا۔ لہٰذا اب اتنے پر اکتفا کریں اور ہمارے مزید علاقوں پر قبضہ کرنے کا ارادہ ترک کر کے اپنے ملک واپس پلٹ جائیں۔ ہرقل نے باہان کو تاکید کی تھی کہ اگر اس تجویز پر مسلمان راضی ہو کر صلح کر لیں تو تم ان سے صلح کر لینا اور ہرگز لڑائی مت کرنا۔

باہان نے اپنی طرف سے صلح کی گفتگو کرنے کے لئے رومی سردار اور عموریہ کے حاکم ''جرجیر'' کو روانہ کیا جرجیر اپنے ساتھ ایک ہزار سواروں کو لے کر اسلامی لشکر کے کیمپ کے قریب آیا اور پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب! تمہارے سردار کو میرے سامنے بھیجو تا کہ میں ان سے صلح کے معاملے میں گفتگو کروں۔ مجھے امید ہے کہ ہم مصالحت کر لیں اور انسانوں کا خون بہانے سے بچیں۔ حضرت ابوعبیدہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے قریب آئے اور فرمایا کہ اے صلیب کے پرستار! جو کچھ کہنا ہو وہ کہہ اور جو پوچھنا ہو وہ پوچھ۔

جرجیر نے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ اے برادر عربی! تم اس وہم و گمان میں مت رہنا کہ ہم نے ملک شام کے بہت سے مقامات فتح کر لئے ہیں لہٰذا یہاں یرموک میں موجود شاہ ہرقل کے لشکر پر غالب ہو جائیں گے۔ اس وقت ہمارے لشکر

دوم کو تم ملک شام کے دیگر لشکروں پر قیاس مت کرنا کیونکہ ہمارے لشکر میں مختلف مقامات، مختلف قوم اور مختلف زبانوں کے لوگ شامل ہوئے ہیں۔ ہمارے لشکر کے تمام افراد نے حلفیہ ایک دوسرے سے معاہدہ کیا ہے کہ کوئی بھی شخص تمہارے مقابلے سے نہیں بھاگے گا بلکہ ہر آئینہ تم سے جنگ و قتال کرے گا۔ لہٰذا اس حقیقت سے آگاہ ہو جاؤ کہ ہمارے لشکر کا مقابلہ کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم اپنے وطن لوٹ جاؤ اگر تم نے ہمارے لشکر سے مقابلہ کرنے کی جرأت کی تو یہ تمہارا غرور و تکبر ہوگا اور انجام کار تمہارا وجود نیست و نابود ہو جائے گا۔ لیکن پھر بھی ہمارے رحم دل بادشاہ نے تمہارے ساتھ احسان اور نیک سلوک کرنے کا ارادہ کیا ہے اب تک تم نے جو بھی مقامات فتح کر لئے ہیں وہ تم کو ہبہ و بخشش کر دیتا ہے۔ ہمارے ملک سے تم نے مال و اسباب، گھوڑے ہتھیار وغیرہ جو کچھ بھی چھینا ہے وہ بھی تم کو ہبہ کر دیتا ہے اور راس کا کوئی مطالبہ نہیں کرتا۔ لہٰذا بادشاہ تم کو جس امر کی طرف بلاتا ہے اسے قبول کر لو اور ملک حجاز لوٹ جاؤ ورنہ تم ضرور ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضرت ابوعبیدہ نے جرجیر کو دندان شکن جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم کو ڈرانے اور دھمکانے کی بیجا کوشش مت کر۔ ہم تیری دھمکی سے ڈرنے والے نہیں۔ ہم راہ خدا میں شمشیر زنی کرنے کے لئے نکلے ہیں۔ تمہاری تلواروں کا ہمیں مطلق خوف نہیں اور؟؟؟

اس کے آگے حضرت ابوعبیدہ نے جو کچھ بھی فرمایا وہ امام ارباب سیر حضرت علامہ امام محمد بن واقدی قدس سرہ کی زبان میں سماعت فرمائیں:

> ''اور اپنے کام میں ہم یقین رکھتے ہیں اور ضرور ہم فتح کریں گے تمہاری زمین کو اور لے لیویں گے تمہارے بادشاہ کے خزانوں کو جیسا کہ وعدہ کیا تھا ہم سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہمارے نبی کا وعدہ خلاف نہیں۔'' (حوالہ فتوح الشام از: علامہ واقدی)

فتوح الشام کی مندرجہ عبارت قابل غور و فکر ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے رومی سردار جرجیر سے یقین کے درجے میں فرمایا کہ

☆ ہم تمہارا ملک فتح کر لیں گے۔

☆ ہم تمہارے بادشاہ کے خزانے کے مالک ہو جائیں گے۔

☆ ان دونوں باتوں کا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔

اب قارئین کرام کی توجہ درکار ہے۔ قارئین کرام خاص توجہ فرمائیں کہ:

☆ حضرت ابوعبیدہ ''ملک شام فتح ہوگا اور ہرقل کا خزانہ ہماری ملکیت میں آئے گا۔'' یہ بات یرموک کے میدان میں ماہ رجب ۱۵ھ میں فرما رہے ہیں یعنی ۱۵ھ کے ماہ رجب تک پورا ملک شام فتح نہیں ہوا تھا بلکہ مستقبل میں ہونے والا تھا۔

marfat.com

☆ ماہ رجب ۱۵ھ کے بعد یہ امر ضرور واقع ہوگا اس کے وقوع کا حضرت ابوعبیدہ کو یقین کامل تھا کیونکہ ملک شام فتح ہونے کا حضرات صحابہ کرام سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا۔

☆ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ملک شام کی فتح کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ وعدہ آپ کی ظاہری جسمانی حیات میں کیا تھا یعنی ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ سے پہلے ہی کیا تھا کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۱۲ ربیع الاول کے روز دنیا سے پردہ فرمایا۔

☆ ۱۵ھ کے بعد ہی ملک شام فتح ہوا لیکن اس کے فتح ہونے کا وعدہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۱۱ھ سے پہلے فرمایا ۱۵ھ کے بعد جو واقعات پیش آنے والے تھے وہ ۱۱ھ کے لئے غیب کی بات تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ملک شام کی فتح کی صرف خبر دی نہ تھی بلکہ ملک شام کی فتح کا وعدہ فرمایا تھا۔ پیشین گوئی نہ فرمائی تھی بلکہ یقین کے درجے میں علم تھا اور ملک شام کی فتح کا پورا یقین تھا اسی لئے اپنے جاں نثار صحابہ کرام سے وعدہ فرمایا تھا کہ ملک شام تمہارے ہاتھوں فتح ہوگا اور تم ہرقل بادشاہ کے خزانے کے مالک بھی بن جاؤ گے ایسا پختہ وعدہ وہی کر سکتا ہے جو علم غیب کی وجہ سے یقینی علم رکھتا ہو اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع علوم غیبیہ پر مطلع فرمایا تھا۔

☆ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابہ کرام میں سے تھے اور ان کا شمار ''عشرہ مبشرہ'' یعنی وہ دس خوش نصیب حضرات جن کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں اور ان کی حیات میں ہی جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ وہ جنتی صحابی حضرت ابوعبیدہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم غیب پر مطلع تھے اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے نبی کا کیا ہوا وعدہ غلط نہیں ہوتا ملک شام فتح کا وعدہ کرنا علم غیب کی بناء پر ہی تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم غیب کی بناء پر ملک شام کی فتح کا جو وعدہ فرمایا تھا اس وعدہ کے متعلق حضرت ابوعبیدہ کا عقیدہ تھا کہ وہ وعدہ پورا ہو کر ہی رہے گا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح جیسے جلیل القدر صحابی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا یقین کے ساتھ اقرار و اعتراف کریں اور؟؟؟ دورِ حاضرہ کے منافقین یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنا شرک ہے (معاذ اللہ)

چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے پیشوا و نیز تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی کے پیر و مرشد اور استاد مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا۔ نہ کبھی اس کا دعوٰی کیا ہے اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔''

(حوالہ فتاویٰ رشیدیہ کامل، ناشر، مکتبہ دیوبند ص ۱۰۳)

marfat.com

حل لغت: صریح = ظاہر، آشکار، صاف، علانیہ (حوالہ فیروز اللغات ص:۸۶۲)

علانیہ = ظاہر، کھلم کھلا، آشکارا، سب کے سامنے، برسر عام (حوالہ فیروز اللغات ۹۰۱)

فتاویٰ رشیدیہ کی مندرجہ بالا عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے کو مولوی رشید احمد گنگوہی ''صریح شرک'' یعنی کھلم کھلا شرک کہہ رہے ہیں اور جو شخص شرک کا ارتکاب کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قارئین توجہ فرمائیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب حضور اقدس کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا پختہ عقیدہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب تھا۔ حضرت ابوعبیدہ کو یہ عقیدہ رکھنے کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں جنتی فرماتے ہیں بلکہ ''عشرہ مبشرہ'' میں ان کا شمار فرما کران کو جنت کی سند عطا فرماتے ہیں لیکن مولوی رشید احمد کے فتوے سے؟؟؟ قارئین کرام انصاف فرمائیں۔

وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے امام اوّل فی الہند اور امام المنافقین مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی رسوائے زمانہ کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''جو کوئی یہ بات کہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کوئی امام یا بزرگ غیب کی بات جانتے تھے اور شریعت کے منہ سے ادب نہ کہتے تھے وہ بڑا جھوٹا ہے کیونکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔''

(حوالہ: تقویۃ الایمان، ناشر: الدار السلفیہ بمبئی، ص:۴۸)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم تھا ایسا عقیدہ رکھنے والے کو مولوی اسمٰعیل دہلوی جھوٹا کہہ رہے ہیں۔

قارئین کرام کی غیر جانبدارانہ عدالت میں استغاثہ ہے کہ میزان عدل کے ایک پلے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق حضرت ابوعبیدہ کا عقیدہ رکھیں اور دوسرے پلے میں مولوی اسمٰعیل کی تقویت الایمان کی عبارت رکھیں اور فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟

اس بحث کو طول نہ دیتے ہوئے ہم یرموک کے میدان میں واپس جائیں۔

رومی سردار جرجیر نے رومی لشکر کی کثرت کا خوف دکھا کر ہلاک ہو جانے کی جو دھمکی دی تھی اس دھمکی کا اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ تو اپنے لشکر کی کثرت پر ناز کرتا اور غرور کر کے اتراتا ہے لیکن تو یہ حقیقت بھی جان لے کہ تمہارے لشکر کو ہمارے مجاہدوں کے نیزوں اور تلواروں کی نوکیں پھاڑ کر رکھ دیں گی اور تم چوہے کا بل ڈھونڈتے پھرو گے جس دن لڑائی شروع ہوگی اس دن تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون لڑائی کا خواہشمند ہے۔

حضرت ابوعبیدہ کی بلند حوصلہ گفتگو سن کر رومی سردار جرجیر مبہوت و ساکت ہو گیا اور اپنا سا منہ لے کر باہان کے پاس واپس آیا۔ باہان نے کیفیت پوچھی، تو جرجیر نے کہا کہ ان سے صلح کی گفتگو کرنا بے فائدہ ہے۔ ان کی بات چیت میں بھی جنگ کی آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں ان کا ارادہ پورا ملک شام فتح کرنے کا ہے لہٰذا یہ جنگ کئے بغیر یہاں سے ٹلنے والے نہیں۔ جرجیر کی مایوس کن تفصیل سماعت کرنے کے باوجود بھی باہان ناامید نہیں ہوا اور صلح کی آس نہیں توڑی۔ جبلہ بن ایہم غسانی

marfat.com

عرب ہونے کے ناتے ان کو سمجھانے میں کارآمد ثابت ہوگا یہ امید کرتے ہوئے باہان نے جبلہ کو آزماتے ہوئے صلح کی گفتگو کرنے بھیجا۔ جبلہ بن ایہم گھوڑے پر سوار ہو کر اسلامی لشکر کے کیمپ کے نزدیک آیا اور پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب! تم میں سے عمرو بن عامر کی اولاد کے کسی شخص کو میرے ساتھ گفتگو کرنے بھیجو۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عبادہ بن صامت کو اس سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا۔ جبلہ نے گفتگو کے آغاز میں قبیلہ کا تعرّف اور قرابت کا لحاظ وغیرہ کے تعلق سے گفتگو کرنے کے بعد ہمدردی اور خیر خواہی جتانے کا مکروفریب کرتے ہوئے کہا کہ اے عربی برادر! میں تمہارا ہم قوم ہونے کی وجہ سے تمہارا بہی خواہ اور خیر اندیش ہوں۔ میرا تم کو مشورہ ہے کہ اس وقت جو یہاں رومی لشکر موجود ہے اس کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کی بات نہیں اور اس لشکر کی مثل ایک دوسرا لشکر پیچھے آرہا ہے۔ تمہاری تعداد رومی لشکر کے مقابلے میں سمندر کے مقابلے میں کوزے کی مثل ہے۔ اب تک ملک شام میں تم نے جو فتوحات حاصل کیں ہیں اس کا نشہ اپنے دماغ سے جھاڑ دو کیونکہ ان لڑائیوں میں تمہارے مقابلے میں جو لشکر آئے تھے۔ ان میں اور اس وقت جو لشکر آیا ہے اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس لشکر سے مقابلہ کرنا تمہارے لئے ناممکن ہے۔ لہٰذا بہت مت اکڑو اور لڑنے کا خیال اپنے ذہن سے نکال دو۔ اس لشکر سے لڑنا لوہے کے چنے چبانے سے بھی زیادہ مشکل مرحلہ ہے۔ خواہ مخواہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو اور ہرقل بادشاہ کی تجویز قبول کر کے ملک حجاز کی راہ پکڑو۔ اسی میں ہی تمہاری بہتری اور بھلائی ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت خاموشی سے جبلہ کی گفتگو سماعت کر رہے تھے۔ جبلہ جب خاموش ہوا تب حضرت عبادہ نے فرمایا کہ اے جبلہ کیا تو اپنی بات پوری کہہ چکا؟ جبلہ نے کہا کہ ہاں اے برادر عربی! میں اپنے ایک نیک مشورے سے فارغ ہو چکا۔ حضرت عبادہ بن صامت نے فرمایا کہ اے جبلہ! جنگ اجنادین میں تو نے دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تم پر کس طرح غلبہ دیا۔ ہم اسی کی مدد چاہتے ہیں اور اس کی مدد پر کامل اعتماد رکھتے ہیں۔ ہم تمہارے لشکر کی کثرت سے مطلق نہیں ڈرتے بلکہ تمہاری پرواتک نہیں کرتے۔ موت ہماری خواہش و آرزو ہونے کی وجہ سے ہم خونریزی کے حریص اور خواہشمند ہیں۔ لہٰذا اپنے لشکر کی کثرت سے ہمیں ڈرانے کی کوشش مت کر۔ ہم اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے کیونکہ ہم مسلمان ہیں۔ مسلمان کسی سے نہیں ڈرتا۔ وہ بے خوف ہو کر جیتا ہے۔ تو نے عرب ہونے کے ناطے ہمدردی جتائی ہے لہٰذا میں بھی اخلاقی فریضہ کے تحت تجھے بے ڈر اور بے خوف بنانے کی ہمدردی جتاتا ہوں۔ میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہہ کر اسلام میں داخل ہو جا تا کہ تجھے دنیا اور آخرت کی بزرگی حاصل ہو اور تو بے ڈر اور بے خوف ہو جائے۔ اے جبلہ! تو روسائے عرب سے ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی عربی ہیں رسول عربی کا دین تمام ادیان پر غالب آچکا ہے۔ تیری بھلائی اور بہتری اسی میں ہے کہ تو دین اسلام اختیار کر لے اور کفر کی ظلمت سے نکل کر ایمان کی روشنی میں آجا۔

حضرت عبادہ بن صامت کی صداقت پر مبنی ایمان افروز اور باطل سوز گفتگو سن کر جبلہ خشمناک ہوا اور کہا کہ اس طرح کی باتیں کرنے سے باز آؤ۔ میں اپنے دین نصرانیہ سے ہرگز منحرف نہیں ہونے والا۔ حضرت عبادہ بن صامت نے فرمایا کہ اگر تو

marfat.com

اپنے کفر پر ہی قائم رہنا چاہتا ہے تو کم از کم اتنا تو کر کہ ہمارے اور رومیوں کے درمیان مداخلت کرنے سے دور رہ اور رومی لشکر سے الگ ہو جا ورنہ تجھ کو بھی رومیوں کے ساتھ ساتھ ہمارے نیزوں اور تلواروں کی نوکیں پھاڑ کر رکھ دیں گی۔ ہماری تلواروں سے بچ کر تو زندہ واپس نہیں جائے گا۔ جبلہ یہ سن کر سہم گیا اور نرم لہجہ اختیار کر کے کہا کہ اے عربی برادر! خواہ مخواہ مجھ کو کیوں ڈانٹتے ہو؟ کیا میں تمہاری جنس سے نہیں؟ حضرت عبادہ نے فرمایا کہ تو عرب ہونے کے ناطے ہم سے مکر وفریب کرنے آیا ہے۔ تو عرب ضرور ہے لیکن اپنے کفر کی وجہ سے ہمارا جنس اور مثل نہیں۔ تو صلیب کا پجاری ہے جب کہ ہم خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ تیرا اور ہمارا حال یکساں نہیں۔ اور ہاں! تو ہم کو اس بات سے بھی ڈرانے کی کوشش کرتا ہے کہ رومیوں کا ایک بڑا لشکر پیچھے آ رہا ہے۔ لہٰذا تو بھی سن لے کہ ہمارا لشکر بھی ہماری پشت پناہی کرنے آ رہا ہے اور اس لشکر میں ایسے ایسے دلیر اور بزرگ لوگ ہیں جو بذات خود ایک لشکر کی حیثیت کے حامل ہیں۔ کیا تجھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کی شدت اور مضبوطی، حضرت عثمان غنی کی دانش اور جوانمردی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شجاعت اور بہادری، حضرت عباس، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور فلاں فلاں کی ہمت اور دبدبے کا حال معلوم نہیں؟ ان حضرات کے پاس طائف اور یمن کے مجاہدین جمع ہوئے ہیں اور ہماری کمک کو آنے والے ہیں۔ جب تم ہم سے لڑنے کی صلاحیت اور جرأت نہیں رکھتے تو ہمارے ان معزز شہسواروں سے کیا ٹکر لے سکو گے؟ جب ہمارا یہ لشکر آئے گا تو تم کو مثل غلہ پیس کر رکھ دے گا۔

جبلہ بن ایہم نے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! تم تو بہت مشتعل ہو گئے اور لال پیلے ہو کر تند لہجہ میں گفتگو کرنے پر اتر آئے ہو۔ میں تمہارے بھلے کی بات کرتا ہوں لیکن تم میری بات پر کان نہیں دھرتے اور میری ایک بھی نہیں سنتے۔ میں ایک مرتبہ مکرّر درخواست کرتا ہوں کہ لڑنے کا تصور ترک کر کے رومیوں سے صلح کر لو۔ حضرت عبادہ بن صامت نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی! ہمارے اور تمہارے درمیان قبول اسلام یا ادائے جزیہ کی شرط پر ہی صلح ہو سکتی ہے اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک شرط کے قبول سے انکار کرو گے تو تلوار ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ اے جبلہ! میری ایک آخری بات سن لے۔ اگر ایلچی کو قتل کرنا ہمارے نزدیک غدر اور بے وفائی نہ ہوتا تو تجھ کو اپنی تلوار کا مزا چکھاتا اور تیری ناپاک روح کو دوزخ کی طرف بھیج دیتا۔ تیری خوش نصیبی ہے کہ تو ایلچی بن کر آنے کی وجہ سے میری تلوار کی ضرب سے بچ کر واپس جاتا ہے۔ اتنا فرمانے کے بعد حضرت عبادہ نے میان سے تلوار نکال کر جبلہ کی طرف چمکائی۔ جبلہ دہشت اور خوف سے کانپ اٹھا۔ اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اور رومی لشکر کی جانب چل دیا۔

جبلہ جب باہان کے پاس آیا تب اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑتی تھیں۔ باہان نے جبلہ کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ اے جبلہ! اس قدر افسردہ کیوں ہو؟ تمہارے چہرے سے خوف و ہراس عیاں ہو رہا ہے جبلہ نے کہا کہ اے سردار! میں ہراساں نہیں بلکہ متحیر اور متعجب ہوں۔ میں نے عرب ہونے کے ناطے مسلمانوں کو بہت سمجھایا بلکہ ڈرایا اور دھمکایا بھی، لیکن ان کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ صلح کی بات میں دلچسپی ہی نہیں، بس لڑنے کی اور پھاڑ ڈالنے کی ہی بات کرتے ہیں۔

marfat.com

معلوم نہیں ان کے دماغ میں کیا ہوا بھرگئی ہے۔ ان کے گفتگو کے تیور دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ان کے دماغ کو گرمی چڑھ گئی ہے اور یہ لوگ احسان کرنے کے لائق نہیں کیونکہ ملک شام کے چند مقام پر فتح حاصل کرنے کی وجہ سے ان کے دماغ چوتھے آسمان پر ہیں لہٰذا تلوار کی زبان میں بات کر کے ان کے دماغ کی گرمی اتارنے کی ضرورت ہے۔

"جنگ یرموک کا پہلا دن"

باہان نے جبلہ سے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہرقل بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہم نے عربوں کو سمجھاتے ہوئے دماغ کے کیڑے جھاڑ دیئے لیکن انہوں نے ہماری بات کوسنی ان سنی کر دیا۔ اتمام حجت کرنے میں ہم کوتاہی سے پیش نہیں آئے لہٰذا اب اگر ان سے مڈبھیڑ ہو جائے تو بادشاہ ہم کو ملامت نہیں کرے گا۔ ہم بادشاہ کو اطمینان دلا سکیں گے کہ صلح کے لئے ہم نے حد درجہ کوشش کر لی مگر وہ آمادہ نہیں ہوئے لہٰذا ہم نے بحالت اکراہ و مجبوری جنگ کی ہے۔ باہان نے جبلہ سے کہا کہ میری اطلاع کے مطابق عرب کا لشکر تیس (۳۰) ہزار ہے اور تم عرب متنصرہ ساٹھ ہزار ہو۔ یعنی مسلمانوں سے دوگنی تعداد میں ہو۔ وہ بھی عرب ہیں اور تم بھی عرب ہو۔ مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ تم ان کو پھاڑ کے رکھ دو گے۔ اگر تم ان پر غالب آئے تو ہرقل بادشاہ انعام و اکرام سے تمہیں نوازنے میں بخل نہ کرے گا بلکہ ملک شام کی حکومت میں تمہیں حصہ دار بنائے گا علاوہ ازیں پورے ملک شام میں تمہارے نام کا ڈنکا بج جائے گا کہ تم نے عربوں کو بھگا دیا۔ ملک شام کا بچہ بچہ تمہاری تعظیم و تکریم کرے گا اور ہر گھر اور ہر محفل میں تمہاری شجاعت و بہادری کے گیت گائے جائیں گے۔ اس طرح باہان نے طمع و لالچ دے کر جبلہ کو لڑنے کی ترغیب دی اور اس کے دماغ میں ہوا چڑھا دی۔ جبلہ نے کہا کہ اے سردار! میں ان مسلمانوں سے ضرور لڑوں گا بلکہ ان سے لڑنے میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ آپ نے مجھ سے جو امیدیں وابستہ کی ہیں اس میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ جبلہ بن ایہم نے اپنی قوم بنوغسان کو مسلح ہو کر لڑنے کے لئے میدان میں جانے کا حکم دیا۔ جبلہ کا حکم ملتے ہی قوم بنو غسان کے ساٹھ ہزار عرب متنصرہ مسلح ہو کر فوراً سوار ہو گئے اور میدان میں آئے۔ تمام عرب متنصرہ لوہے کے خود، زرہیں اور دیگر ملبوسات سے آراستہ ہو کر آئے تھے۔

ساٹھ ہزار کے مقابلے میں حضرت خالد کا ساٹھ آدمی سے لڑنا:

اب ہم قارئین کرام کی خدمت میں اسلامی تاریخ کا وہ سنہری ورق پیش کر رہے ہیں کہ جس کو پڑھ کر قارئین عش عش پکار اٹھیں گے۔ اسلام کے کفن بردوش مجاہدوں نے شجاعت اور بہادری کی بے مثال نظیر قائم کر دی۔ وہم و گمان سے ورا ایسا عظیم کردار ادا کیا ہے کہ خواب میں بھی ایسا کرنا ممکن نہیں۔ آیئے! اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو رکھتے ہوئے ملاحظہ فرمائیں۔

جب جبلہ بن ایہم غسانی ساٹھ ہزار سواروں کو لے کر میدان میں آیا اور اسے آتے ہوئے مجاہدوں نے دیکھا تو فوراً حضرت ابوعبیدہ کو اس امر کی اطلاع پہنچائی۔ حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں کو پکارا اور مسلح ہو کر میدان میں نکلنے کا حکم دیا۔ تمام مجاہد اپنے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی طرف دوڑے اور میدان میں جانے کا قصد کیا لیکن حضرت خالد بن ولید نے پکار کر فرمایا

marfat.com

کہ اے اسلام کے جان نثارو! ٹھہر جاؤ اور توقف کرو! رومیوں نے ہمارے مقابلے کے لئے ساٹھ ہزار نصرانی عرب سواروں کو بھیج کر بیوقوفی کی ہے۔ آج میں ان کو ایسا چکما دوں گا کہ ان کی ناک خاک آلودہ ہو جائے گی اور ذلت کی وجہ سے وہ کسی کو بھی اپنا منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ حضرت ابوعبیدہ نے محو حیرت ہو کر کہا کہ اے ابا سلیمان! ایسا تم نے کیا سوچا ہے؟ حضرت خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اے سردار! رومی لشکر کے سردار نے ہماری تعداد سے دوگنی تعداد میں نصرانی عربوں کو اس گمان میں لڑنے بھیجا ہے کہ وہ ہمارے ہم جنس ہونے کی وجہ سے ہم پر غالب آ جائیں گے۔ وہ ان نصرانی عربوں کی کچھ اہمیت سمجھتا ہے لہٰذا اگر ہم پورے لشکر کے ساتھ ان سے لڑنے نکلیں گے تو ان کی اہمیت برقرار رہ جائے گی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کی اہمیت راز کا فاش کر دوں لہٰذا جبلہ کے لشکر کے مقابلے میں ہمارے لشکر سے چند مجاہد ہی جائیں اور قسم ہے عیش رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کہ جبلہ ہمارے لشکر کے لوگوں کو اس حال میں دیکھے گا کہ وہ صرف پروردگار عالم کی رضامندی کے لئے ہی لڑتے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! تمہاری رائے مناسب ہے۔ تم ہمارے لشکر سے مناسب سمجھو اتنے مجاہدوں کا انتخاب کرلو۔ آگے کا احوال حضرت علامہ واقدی کی زبان سے سماعت کریں:

''پس کہا خالد بن الولید نے کہ میں چاہتا ہوں کہ منتخب کروں ایسے لشکر سے تیس آدمی۔ پس لڑے ہر آدمی ہم میں سے دو ہزار سے ان متنصرہ سے۔ پس نہیں باقی تھا کوئی شخص مسلمانوں سے مگر یہ کہ تعجب کیا اس نے مقولہ خالد بن الولید سے اور گمان کیا ان کی نسبت مزاح کا۔ پس جس شخص نے پہلے ان سے اس بات میں اس دن کلام کیا وہ ابوسفیان تھے۔ پس کہا انہوں نے کہ اے بیٹے ولید کے! آیا یہ کلام تمہارا مزاح کا ہے یا صحیح اور درست ہے؟ خالد بن الولید نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں کہ نہیں کہا میں نے مگر کلام صحیح اور درست کو۔'' (حوالہ: ''فتوح الشام از: علامہ واقدی، ص:۲۰۹)

صرف تیس (۳۰) آدمی لے کر ساٹھ ہزار سے لڑنے جانے کی حضرت خالد کی تجویز سن کر تمام مجاہد تعجب میں پڑ گئے اور یہ گمان کیا کہ حضرت خالد شاید مزاح اور خوش طبعی کے طور پر یہ بات کہہ رہے ہیں لہٰذا حضرت ابوسفیان نے حضرت خالد سے پوچھا کہ کیا واقعی آپ صرف تیس آدمی کو لے کر ساٹھ ہزار سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ یا یہ بات بطور مزاح کہی ہے؟ حضرت خالد نے حلفیہ جواب دیا کہ ہاں واقعی میرا یہی ارادہ ہے۔

حضرت ابوسفیان نے حضرت خالد سے کہا کہ اے خالد! اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

''وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ'' (پارہ:۲، رکوع:۸، سورۃ البقرہ، آیت:۱۹۵)

ترجمہ: ''اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔'' (کنز الایمان)

حضرت ابوسفیان نے مزید کہا کہ اے خالد! اگر تم یہ کہتے کہ ہمارا ایک آدمی ان کے دو آدمیوں سے لڑے گا تو بات ٹھیک تھی مگر ایک آدمی دو ہزار آدمیوں سے لڑے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑتا ہے۔ حضرت خالد نے جواب دیا کہ میں اسلامی لشکر سے ایسے بہادر شہسواروں کو منتخب کروں گا جنہوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں وقف کر دیا ہے۔

marfat.com

وہ صرف اللہ اور اللہ کے رسول کی رضامندی کے لئے ہی جہاد کرتے ہیں۔ اگر وہ جلتی ہوئی آگ پر چلیں گے تو آگ بھی سرد ہو جائے گی۔ بقول:

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھُٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی، وہ آگ لگائی ہے

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

حضرت ابوسفیان نے کہا کہ اے خالد! میں تمہاری بات سے متفق ہوں۔ بے شک ہمارے لشکر میں ایسے دلیر مجاہد موجود ہیں کہ اگر ان سے کہا جائے کہ تنہا ساٹھ ہزار کے مقابلے کے لئے جاؤ تو وہ بلا کسی جھجک اور تامل کے تیار ہو جائیں گے لیکن مجاہدوں کے ساتھ محبت اور شفقت ہونے کی وجہ سے میری تم سے درخواست ہے کہ تم بجائے تیس کے ساٹھ آدمیوں کے ساتھ جاؤ یعنی ایک ہزار نصرانی کے مقابلے میں ایک مومن۔ اور مجھے امید ہے کہ تم ضرور کامیاب ہو گے۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت ابوسفیان کی درخواست کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! ابوسفیان کی رائے مناسب ہے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں۔ اپنے معزز سردار کا حکم سر آنکھوں پر لیتے ہوئے حضرت خالد بن ولید تیس کے بجائے ساٹھ مجاہدوں کو ساتھ لے کر ساٹھ ہزار نصرانی عرب کے مقابلے کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت خالد بن ولید نے اپنے ساتھ جن ساٹھ مجاہدوں کو لیا تھا ان میں حسب ذیل مشاہیر شامل تھے:

(۱) حضرت زبیر بن عوام (۲) حضرت فضل بن عباس (۳) حضرت شرحبیل بن حسنہ (۴) حضرت صفوان بن امیہ (۵) حضرت سہیل بن عمرو (۶) حضرت ربیعہ بن عامر (۷) حضرت ضرار بن ازور (۸) حضرت رافع بن عمیرہ طائی (۹) حضرت عدی بن حاتم طائی (۱۰) حضرت کعب بن مالک انصاری (۱۱) حضرت عبادہ بن صامت (۱۲) حضرت جابر بن عبداللہ (۱۳) حضرت ابوایوب انصاری (۱۴) حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق (۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر فاروق (۱۶) حضرت رافع بن سہیل (۱۷) حضرت عبداللہ بن یزید (۱۸) حضرت حمزہ بن عمر (۱۹) حضرت مالک بن نضر (۲۰) حضرت یزید بن ابی سفیان (۲۱) حضرت مغیث بن قیس (۲۲) حضرت عبدالمنذر بن عوف (۲۳) حضرت قیس بن سعید خزرجی (۲۴) حضرت ہاشم بن سعید طائی (۲۵) حضرت قعقاع بن عمرو تمیمی (۲۶) حضرت عاصم بن عمرو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

حضرت خالد بن ولید نے اپنے ساتھیوں کو تاکید فرمائی کہ تم اپنے ساتھ صرف تلوار لینا، نیزہ اور تیر کمان مت لینا کیونکہ نیزہ کا وار کبھی کارگر ہوتا ہے اور کبھی خطا بھی کرتا ہے اور تیر کا استعمال دور سے لڑتے وقت ہی کیا جاتا ہے لہٰذا تم تیر اور نیزہ ساتھ مت لینا۔ خواہ مخواہ اس کا وزن اٹھانا پڑے گا اور اس کو سنبھالنے کا تکلف کرنا پڑے گا۔ حضرت خالد نے مزید فرمایا کہ اے شمع رسالت کے پروانو! معرکۂ جنگ میں صبر اور استقلال سے کام لینا اور ثابت قدمی سے دشمن کے مقابلے میں جمے رہنا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ضرور مدد فرمائے گا۔ تمام مجاہدوں نے کہا کہ اے ابا سلیمان! تم ہمیں پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے نہ دیکھو گے۔

marfat.com

پھر حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کے سردار حضرت ابوعبیدہ کے پاس آئے اور رخصت کی اجازت طلب کی۔ حضرت ابوعبیدہ نے فتح وعافیت کی دعا سے نواز کر رخصت کی اجازت عطا فرمائی۔ حضرت خالد اور ان کے ساٹھ (۶۰) ہمراہی اسلامی لشکر کے کیمپ سے روانہ ہوئے۔ مجاہدین نے تہلیل وتکبیر کی صدا بلند کی اور ان کی متابعت میں پورے لشکر نے نعرۂ تکبیر کا جوشور بلند کیا اس سے کوہ وصحرا گونج اٹھے۔ لشکر اسلام نے خیر وعافیت کی دعائیں دے کر اسلام کے شیروں کو الوداع کیا۔

حضرت خالد بن ولید اور ان کے ساتھی جب روانہ ہوئے تو ان کے چہرے نور ایمان سے چمک رہے تھے۔ کسی کے چہرے پر خوف اور دہشت کا نام ونشان نہ تھا بلکہ تمام مثل شیر معلوم ہوتے تھے۔ بظاہر وہ موت کے منہ میں جا رہے تھے۔ ساٹھ مجاہدوں کے سامنے جبلہ کا ساٹھ ہزار کا لشکر موت کی طرح سر پر منڈلا رہا تھا لیکن مجاہدوں کو ان کی کوئی پروانہیں۔ تحفظ ناموس رسالت کی خاطر وہ اپنی جان کھپانے خوشی خوشی جا رہے تھے۔ بقول:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں

سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

جبلہ بن ایہم غسانی نے دیکھا کہ اسلامی لشکر سے چند اشخاص ہماری طرف آرہے ہیں پس تو اس نے یہ گمان کیا کہ ان پر میرا رعب وخوف چھا گیا لہٰذا صلح کی گفتگو کرنے آرہے ہیں۔ جبلہ اس انتظار میں تھا کہ وہ میرے پاس آکر ٹھہریں گے لیکن حضرت خالد بیچ میدان میں آکر رک گئے اور صف بندی کرنے لگے۔ جبلہ کو تعجب ہوا کہ یہ لوگ آتے آتے میدان میں کیوں ٹھہر گئے؟ لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ہمراہ آگے بڑھا اور قریب آکر پکار کر کہا کہ اے عربی برادرو! تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ مجھے تم سے یہی امید تھی کہ میرے مشورے کو قبول کر کے لڑنے کا ارادہ ترک کردو گے اور صلح کے لئے آمادہ ہو جاؤ گے۔ تم صلح کے معاملے میں کیا گفتگو کرنا چاہتے ہو؟ حضرت خالد نے فرمایا کہ کیسی صلح؟ اور کیسی گفتگو؟ ہم تم سے صلح کی گفتگو کرنے نہیں آئے بلکہ لڑنے آئے ہیں۔ اے صلیب کی عبادت کرنے والو! نکلو اور مقابلہ کرو۔ جبلہ نے دیکھا کہ ان کے تیور تو وہی ہیں اور کچھ فرق نہیں پڑا اور لڑنے کا چیلنج دیتے ہیں تو اس نے بھی تند لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے کہتے ہو کہ نکلو اور مقابلہ کرو۔ لیکن میں تو اپنے لشکر کے ساتھ میدان میں لڑنے کے لئے ہی نکلا ہوں۔ اگر جنگ کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنے لشکر سے کہو کہ وہ لڑنے نکلے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ کیا ہم ساٹھ آدمی تجھے نظر نہیں آتے؟ جبلہ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ تم کو تو دیکھ رہا ہوں لیکن تمہارا لشکر نظر نہیں آتا۔ جاؤ اور لشکر لے کر آؤ۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ میں لشکر لے کر تو آیا ہوں میں تم سے گفتگو کرنے نہیں بلکہ لڑنے آیا ہوں۔ جبلہ نے کہا کیا تم کو یہ معلوم نہیں میرے ساتھ جو لشکر ہے اس کی تعداد ساٹھ ہزار ہے اور تم صرف ساٹھ آدمی ہو۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ تیرے ساٹھ ہزار کے لشکر کے لئے ہم ساٹھ مجاہد کافی ہیں بلکہ ضرورت سے زیادہ ہیں۔ تیرے ساٹھ ہزار کے لشکر کے لئے تو ہم تیس (۳۰) مجاہد ہی کافی تھے لہٰذا میں تیس (۳۰) آدمی لے کر ہی آتا تھا لیکن ہمارے لشکر کے رحم دل سردار نے ہماری مشقت کا خیال کرتے ہوئے ہماری تعداد میں اضافہ فرما دیا۔ اور میں تیس کے بجائے ساٹھ آدمی لے کر آیا ہوں۔ جبلہ نے

marfat.com

کہا کہ میرا لشکر تم کو چٹکی بجانے کی دیر میں مسل کر رکھ دے گا اور ہلاک کر دے گا۔ غرور مت کرو اور مناسب تعداد میں لشکر لے کر آؤ۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ ہماری فکر چھوڑ دے اور اپنی فکر کر۔ ہمارے لشکر کی تعداد کے معاملے میں دخل اندازی مت کر۔ تیرے مقابلے کے لئے کتنی تعداد پر مشتمل لشکر درکار ہے وہ ہمیں دیکھنا ہے اور ہمارے حساب سے ہم ساٹھ آدمی تیرے لشکر کے لئے ضرورت سے زیادہ ہیں لہٰذا اب باتیں بنانا چھوڑ اور حملہ کی تیاری کر۔

جبلہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مسلمانوں نے مجھ کو بڑی کشمکش میں ڈال دیا ہے اگر ہمارے ساٹھ ہزار کے لشکر نے ان ساٹھ مسلمانوں کو مار ڈالا تو دنیا یہ کہے گی کہ اس میں کون سی بہادری کا کام کیا ہے؟ اور اگر وہ غالب آ گئے تو قیامت تک ہماری نسلیں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے گی۔ ہماری حالت تو سانپ کے منہ میں چھچھوندر، نگلے تو اندھا، اگلے تو کوڑھی بنے جیسی ہے۔ لڑتے ہیں تو بھی ذلیل اور نہ لڑیں تو مزید رسوائی۔ تھوڑی دیر شش و پنج میں رہنے کے بعد جبلہ نے کہا کہ میں تم کو دانا اور عقلمند سمجھتا تھا لیکن آج تمہاری دانشمندی کی قلعی کھل گئی۔ خود کو اور اپنے ساتھیوں کو ہلاکت میں ڈالنے چلے آئے ہو۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ ہماری تعداد کی قلت مت دیکھ، خدا کی قسم ہم میں سے ایک مرد تمہارے ایک ہزار مردوں کے لئے کافی ہے۔ آزما کر دیکھ لے، آزمائش سے کیوں ڈرتا ہے؟

ہزار جبلہ نے حضرت خالد کا طعنہ سنا تو غصہ سے بھوت ہو گیا اور اپنے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ساٹھ ہزار متصرہ عرب ساٹھ مجاہدوں پر آ پڑے۔ بظاہر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جس طرح سمندر تنکے کو بہا لے جاتا ہے اس طرح یہ لشکر جرار مٹھی بھر مجاہدوں کو بہا لے جائے گا۔ لیکن اسلام کے شیر دل مجاہد آہنی چٹان کی طرح رومی لشکر کے سیلاب کے سامنے ڈٹے رہے۔ رومی لشکر کے نصرانی عربوں نے یکبارگی حملہ کر کے صحابہ کرام کو گھیرے میں لے لیا۔ صحابہ کرام نے صبر و استقلال سے مقابلہ کیا۔ تیز رفتاری سے تیغ زنی کر کے دشمنوں کو قریب آنے سے روک دیا رومی لشکر نے ایسا شور و غل بلند کیا کہ مجاہدوں کی آواز سننے میں نہیں آتی تھی۔ مجاہد مسلسل نعرۂ تکبیر بلند کر کے اپنے ساتھیوں کو جوش دلاتے تھے لیکن رومی لشکر کے شور و غل میں ان کی آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز کی طرح دب جاتی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ اور تمام لشکر اسلام کیمپ سے تاریخ کا اچھوتا معرکہ جنگ بڑی بے قراری سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن حضرت خالد اور ان کے ساتھی کہیں بھی نظر نہیں آتے تھے۔ سب نے یہی گمان کیا کہ حضرت خالد اور ان کے ساتھی بچ نہ سکیں گے لہٰذا تمام پر قلق اور اضطراب لاحق ہوا۔ تمام کے تمام بارگاہ الٰہی میں دست بدعا تھے اور حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کی سلامتی کی رو رو کر دعائیں مانگ رہے تھے۔

لیکن خدا کی تلوار حضرت خالد ''سیف اللہ'' نے آج اپنا جوہر دکھایا۔ حضرت خالد بن ولید، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر، حضرت فضل بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اور حضرت ضرار بن ازور ان چھ صحابہ نے اپنے گھوڑے آپس میں حصار کی صورت میں ملا لئے تھے اور ایک دوسرے کی نگرانی کرتے تھے خود کو اور اپنے ساتھی کو دشمن کے وار سے بچاتے ہوئے بڑی دلیری سے لڑتے تھے جو بھی دشمن قریب آتا تھا اسے زمین پر مردہ ڈال دیتے تھے اور جس طرح حملہ کرتے تھے صفیں کی صفیں الٹ کر رکھ دیتے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کی تلواریں رومیوں کے خون کی پیاسی ہیں اور اپنی پیاس

marfat.com

بجھانے کے لئے تلوار سرعت سے رومیوں کے گلوں تک پہنچ کر خون کے فوارے جاری کر دیتی تھیں۔ جنگ اپنے پورے شباب پر تھی۔ آگ کے شعلوں کی طرح جنگ بھڑک اٹھی تھی۔ تلواروں کے ٹکرانے سے پھلجھڑی کی سرخ آگ کی چنگاریاں اڑتی تھیں۔ حضرت خالد بن ولید نے ساتھیوں کو پکار کر فرمایا کہ اے مجاہدو! دلیری اور شجاعت سے مقابلہ کرو۔ اسی جگہ سے ہم کو آخرت کی جانب کوچ کرنا ہے۔ میں عرصہ دراز سے شہادت کی تمنا رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میری شہادت کی آرزو آج پوری ہو جائے گی۔ حضرت خالد کی اس گفتگو نے مجاہدوں میں ایک جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ تمام مجاہدین صحابہ جبلہ کے لشکر پر مثل شیر ٹوٹ پڑے۔ جبلہ ان اسلامی شیروں کی تیغ زنی کی سرعت دیکھ کر حیران تھا۔ بظاہر صرف ساٹھ صحابہ کرام لڑنے والے تھے۔ صرف ساٹھ تلواریں چلتی تھیں لیکن جبلہ نے اپنے لشکر کے مقتولین کو دیکھا تو یہ گمان کرنے لگا کہ بظاہر ساٹھ مسلمان تلوار زنی کر رہے ہیں لیکن ہزاروں تلواریں جبلہ کے لشکر پر پڑتی ہوں اس طرح جبلہ کے لشکر کے سپاہی ٹپاٹپ مقتول ہو کر زمین پر گرتے تھے۔ جبلہ بن ایہم کے حواس' باختہ ہو گئے تھے اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے لہٰذا بدحواسی کے عالم میں زور زور سے چیخ چیخ کر اپنے سپاہیوں کو حملے کی شدت سخت کرنے کا حکم دیتا تھا لیکن اسلامی لشکر کے شیروں نے ان کو بھیڑ بکریوں کی طرح چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔

صبح سے لے کر شام تک گھمسان کی جنگ جاری رہی۔ جبلہ کے لشکر کے سپاہی تھک کر چور ہو گئے تھے لیکن حضرت خالد بن ولید اور ان کے تمام ساتھی تازہ دم ہو کر لڑتے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ ابھی ابھی ہی میدان میں لڑنے آئے ہیں حالانکہ وہ صبح سے تیغ زنی کر رہے تھے لیکن عشق رسول کی طاقت اور برکت سے اب تک تازہ دم تھے۔ تھکن کا نام و نشان نہ تھا۔ بقول:

ٹپکتا رنگِ جنوں عشقِ شہ میں ہر گُل سے
رگِ بہار کو نشتر رسیدہ ہونا تھا

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

آفتاب بھی دن بھر مسافت طے کرتے کرتے تھک گیا ہو، ایسا محسوس ہوتا تھا کیونکہ آغوش اُفق میں سمانے کے لئے رواں رواں چل کر غروب کی منزل میں آ گیا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو حضرت خالد بن ولید اور ان کے ہمراہ جانے والے صحابہ کرام کی سخت فکر ہو رہی تھی۔ قلق اور اضطراب کی وجہ سے ان کی آنکھ سے آنسو جاری تھے۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کے واپس لوٹنے کی امید نہ رہی تھی۔ لہٰذا انہوں نے اسلامی لشکر کو یلغار کرنے کا حکم دینے کا سوچا لیکن حضرت ابو سفیان نے ان سے کہا کہ اے سردار! اطمینان رکھو، انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو کچھ نہیں ہوگا اور ان کو غلبہ حاصل ہوگا۔ تھوڑی ہی دیر میں جبلہ بن ایہم کا عرب متنصرہ کا لشکر دفعۃً پیٹھ دکھا کر بھاگا۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے بلند آواز سے پکارا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

جبلہ بن ایہم غسانی کے لشکر کے سپاہی اس طرح ڈر کر بھاگے تھے کہ گویا کہ آسمان سے کسی پکارنے والے نے ان کو ڈرا کر بھگا دیا ہو۔ بھاگنے والوں میں جبلہ سب سے آگے تھا۔ حضرت خالد جب اسلامی لشکر میں واپس آئے تو ان کے ساتھ صرف

marfat.com

(۴۰) مجاہد تھے یعنی چالیس مجاہد کم تھے۔ حضرت خالد بن ولید اپنے چہرے پر طمانچے مارنے لگے اور کہتے تھے کہ اے ولید کے بیٹے! تو نے مسلمانوں کو ہلاک کیا اس معاملہ میں کل قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دے گا۔ پھر حضرت خالد اپنے ساتھیوں کا افسوس کر کے رونے لگے اور اپنے چہرے پر زور زور سے طمانچے مارنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید کے اس طرح رونے سے اسلامی لشکر کے کیمپ میں کہرام مچ گیا۔ حضرت خالد کے ساتھ ساتھ سب رونے لگے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح بیقراری کے عالم میں دوڑتے ہوئے حضرت خالد کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خالد اپنے چہرے پر اپنے ہی ہاتھوں سے طمانچے مار رہے ہیں اور زار و قطار رو رہے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے لپک کر حضرت خالد کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ اے ابا سلیمان! توقف کرو۔ کیوں اتنے بے چین و پریشان ہو؟ حضرت خالد نے جواب دیا کہ اے سردار اسلامی لشکر کے چالیس افراد گم ہیں اور ان گم ہونے والوں میں ☆ حضرت زبیر بن عوام ☆ حضرت فضل بن عباس ☆ حضرت عاصم بن عمرو ☆ حضرت ابوایوب انصاری ☆ حضرت جابر بن عبداللہ ☆ حضرت ضرار بن ازور ☆ حضرت یزید بن ابی سفیان ☆ حضرت ربیعہ بن عامر ☆ حضرت رافع بن عمیر طائی وغیرہ جیسے اکابر صحابہ ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فوراً استرجاع پڑھا اور کہا کہ بیشک ہمارے بہترین شہسوارانِ مسلمین کو ہم نے کھو دیا۔ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ''

اس وقت رات کا اندھیرا چھا گیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے مشعلیں روشن کیں اور اپنے ساتھ کافی تعداد میں مجاہدوں کو لیا اور معرکہ جنگ میں آئے۔ ہزاروں مجاہد ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعلیں لے کر معرکہ میدان میں پھیل گئے۔ اور مقتولین کی لاشیں ٹٹولنی شروع کیں تاکہ شہدائے کرام کی مقدس لاشوں کو اٹھا کر کیمپ میں لائیں لیکن جس لاش کو بھی اٹھا کر دیکھتے تھے وہ رومی لشکر کے سپاہی کی ہوتی۔ رومی لشکر کے متنصرہ عرب کی لاشوں سے ہی میدان بھرا پڑا تھا۔ بڑی مشکل سے اسلامی لشکر کے دس شہیدوں کی لاشیں ملیں جن کو لے کر حضرت ابوعبیدہ کیمپ میں آئے۔ اب بھی تیس صحابہ گم تھے۔ کیونکہ حضرت خالد کے ساتھ معرکہ جنگ سے بیس صحابہ واپس آئے تھے۔ دس صحابہ کے جسم معرکہ جنگ میں دستیاب ہوئے تھے۔ لہٰذا اب بھی تیس صحابہ مفقود الخبر تھے۔

حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے بقیہ صحابہ قید ہوگئے ہوں یا بھاگتے ہوئے رومی لشکر کے تعاقب میں گئے ہوں۔ حضرت زبیر بن عوام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے تھے اور حضرت فضل بن عباس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے۔ لہٰذا ان دونوں کے گم ہونے کی وجہ سے حضرت ابوعبیدہ، حضرت خالد اور تمام مسلمان بہت پریشان تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے خشوع و خضوع کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں ان الفاظ سے دعا مانگی کہ:

''اے میرے اللہ! احسان کر تو ہم پر کشودکاری کے ساتھ اور اپنے نبی کے پھوپھی کے بیٹے اور اپنے نبی کے چچا کے بیٹے کے معاملے میں ہم کو رنجیدہ نہ کر۔''

پھر حضرت ابوعبیدہ نے پکار کر فرمایا کہ اے گروہ مسلمین! تم میں سے کون شخص اپنے بھائیوں کی تلاش میں جا کر اس کا اجر و ثواب اللہ سے حاصل کرنے کا خواہشمند ہے؟ حضرت خالد نے کہا کہ اے سردار! اس کام کو انجام دینے میں جاؤں گا۔

marfat.com

حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! پورا دن جنگ کرنے کی وجہ سے تھک گئے ہو لہٰذا آرام کرو۔ حضرت خالد نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! میں ضرور اپنے بھائیوں کی تلاش میں جاؤں گا۔ حضرت خالد کا عزم و اصرار دیکھتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ نے ان کو جانے کی اجازت دی لہٰذا حضرت خالد اپنے ساتھ چند شہسواروں کو لے کر مفقود صحابہ کرام کی تلاش و جستجو میں نکلے، حضرت خالد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ابھی بہت دور نہیں گئے تھے کہ سامنے سے کچھ سوار چلے آتے تھے۔ جب وہ قریب ہوئے تو ان سواروں نے تہلیل و تکبیر کی صدائیں بلند کیں۔ حضرت خالد نے ان کو تکبیر و تہلیل سے جواب دیا۔ تھوڑی دیر میں وہ سوار حضرت خالد سے آ ملے۔ وہ کل پچیس سوار اجلہ صحابہ کرام تھے۔ حضرت زبیر بن العوام اور حضرت فضل بن عباس ان کے آگے تھے۔ حضرت خالد نے ان کو مرحبا کہا اور سلام پیش کیا اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے کہا کہ اے رسول مقبول کے چچا کے صاحبزادے! آپ کہاں چلے گئے تھے۔ آپ کی گمشدگی کی وجہ سے سردار ابوعبیدہ اور تمام مسلمان پریشان ہیں اور میں آپ حضرات کی تلاش میں نکلا ہوں۔ حضرت فضل بن عباس نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! جب مشرکین ہزیمت اٹھا کر بھاگے تو ہمارے کچھ ساتھیوں کو قید کر کے اپنے ساتھ لے جا رہے تھے لہٰذا ہم نے ان کا تعاقب کیا تاکہ ان کے ہاتھوں سے اپنے بھائیوں کو چھڑا لیں لیکن وہ ہمارے ہاتھ نہ لگے۔ اور ہمارے ساتھیوں کا بھی کوئی سراغ نہ ملا لہٰذا ہم اپنے بھائیوں کو ڈھونڈ نکالنے بہت دور تک گئے تھے لیکن ان کا کوئی پتہ نہ چلا۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ رومیوں نے شاید انہیں شہید کر دیا ہے۔

حضرت خالد اور حضرت فضل بن عباس اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیمپ میں واپس آئے ان کی واپسی کی خوشی میں حضرت ابوعبیدہ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ حضرت ابوعبیدہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ پانچ صحابہ قید ہو گئے ہیں تو انہیں بڑا ملال ہوا۔ حضرت خالد بن ولید نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی بہت کوشش کی مگر مجھ کو شہادت نصیب نہ ہوئی۔ دس خوش نصیب حضرات نے شہادت کی سعادت پائی ہے اور ہمارے پانچ مجاہد قید ہو گئے ہیں۔ انشاء اللہ میں اپنے بھائیوں کو قید سے رہائی دلا کر ہی دم لوں گا۔ رات کافی گزر چکی تھی لہٰذا تمام مجاہد اپنے اپنے خیمے میں چلے گئے اور خیر و عافیت سے رات بسر ہوئی۔

جنگ یرموک کے پہلے دن کی جنگ کی کیفیت حسب ذیل رہی:

☆ حضرت خالد بن ولید صرف ساٹھ صحابہ کرام کے ساتھ لڑنے گئے تھے جن میں سے ۲۰ صحابہ حضرت خالد کے ساتھ معرکۂ جنگ سے واپس آئے۔

☆ ۱۰ صحابہ شہید ہوئے۔

☆ ۲۵ حضرت فضل بن عباس کے ساتھ رات میں دیر سے واپس آئے۔

☆ ۵ قید ہوئے۔

☆ ۶۰/ میزان

جو صحابہ کرام قید ہوئے تھے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

marfat.com

(۱) حضرت رافع بن عمیرہ طائی (۲) حضرت ضرار بن ازور (۳) حضرت ربیعہ بن عامر (۴) حضرت یزید بن ابی سفیان (۵) حضرت عاصم بن عمرو۔

☆ رومی لشکر کی جانب سے جبلہ بن ایہم غسانی کی سرداری میں قوم بنوغسان اور قوم لخم کے ساٹھ ہزار نصرانی عرب لڑنے آئے تھے۔ جن میں سے:

☆ ۵۵،۰۰۰/ جبلہ کے ساتھ رومی لشکر میں واپس لوٹے۔

☆ ۵،۰۰۰/ مقتول ہوئے۔

۶۰،۰۰۰/ میزان

”جنگ یرموک کا دوسرا دن“

جب باہان کو پہلے دن کی جنگ کا حال معلوم ہوا کہ صرف ساٹھ مسلمانوں نے اپنی نسل کے ساٹھ ہزار عرب متنصرہ کے لشکر کو ہزیمت دی ہے اور پانچ ہزار سپاہیوں کو گاجر اور مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا ہے تو مجاہدوں کے اس بے نظیر کارنامے سے رومی لشکر کا سردار باہان حیرت سے ہکا بکا ہو گیا۔ اس نے جبلہ بن ایہم غسانی کو اپنے خیمہ میں بلایا اور سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ میں نے تو یہ امید کی تھی کہ تم مسلمانوں کو پیس کر رکھ دو گے لیکن معاملہ برعکس پیش آیا ہے۔ تم نے اپنے ساتھ ہماری بھی ناک کٹوائی ہے۔ صرف ساٹھ مسلمانوں کے مقابلے میں تم ساٹھ ہزار ہٹے کٹے اور مسلح ہونے کے باوجود بھی منہ کی کھا کر اور منہ کالا کر کے آئے۔ تمہاری بزدلی اور کاہلی نے مجھے ہرقل بادشاہ کو منہ دکھانے کے قابل نہ رکھا۔ تمہاری شکست فاش کی وجہ سے رومی لشکر کا حوصلہ تنگ ہو گیا ہے۔

جبلہ نے معذرت اور اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ اے سردار! ہم نے جنگ میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی۔ تمام دن میرے سپاہی جان ہتھیلی میں لے کر لڑتے رہے اور قریب تھا کہ ہم تمام مسلمانوں کو لقمۂ اجل بنا دیتے، شام کے وقت میرے لشکر کے تمام سپاہیوں نے آسمان سے ایک بھیانک آواز میں کسی پکارنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”زندگی چاہتے ہو تو بھاگو اور ہلاک ہونا ہے تو ٹھہرو“۔ اس آواز میں ایسا ڈراؤنا شور اور رعب تھا کہ میرے لشکر کا ہر آدمی بھاگ کھڑا ہوا۔ اب مجھے ایسا لگتا ہے کہ مسلمانوں کا معبود ان کو مدد اور غلبہ دیتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ان کے صرف ساٹھ آدمی ہمارے ساٹھ ہزار سپاہیوں سے دن بھر مقابلہ کر کے ڈٹے نہ رہتے۔ جبلہ کی یہ گفتگو باہان کو بہت ناگوار گزری اور اس نے تیوری چڑھا کر کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ تم کو سفیر بنا کر ان کے پاس صلح کی گفتگو کرنے بھیجتا ہوں تو تم کھوٹے پیسے کی طرح واپس آتے ہو اور جب لڑنے بھیجتا ہوں تو کھڑی چوٹ کھا کر لوٹتے ہو۔ قسم ہے مقدس انجیل کی کہ اب میں نے یہ عزم کیا ہے کہ بذات خود تمام لشکر کے ساتھ ان پر حملہ کرنے جاؤں گا اور ان کو مٹی میں ملا دوں گا۔

جبلہ نے باہان کی ناراضگی دیکھی تو سہم گیا۔ باہان کی طرف سے خوب لتاڑ پڑنے کے باوجود بھی رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا

marfat.com

پر عمل کرتے ہوئے اپنی بہادری اور شجاعت کی بڑائی مارتے ہوئے کہا کہ اے سردار! میں آپ کے سامنے ایک آئیٹم پیش کرتا ہوں یہ کہہ کر اس نے خیمہ کے باہر اپنے آدمیوں کو پانچ قیدی صحابہ کو لانے کا اشارہ کیا۔ جب صحابۂ کرام باہان کے سامنے لائے گئے تو باہان نے انہیں بنظر حقارت دیکھا اور ناچیز جان کر جبلہ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اپنی شجاعت کی داد حاصل کرنے کی غرض سے جبلہ نے جواب دیا کہ یہ اسلامی لشکر کے اہم رکن اور ستون ہیں۔ کل ان کے ساٹھ آدمی لڑنے آئے تھے ان تمام کو میں نے مار ڈالا ہے اور ان پانچ کو قید کر کے لایا۔ اب مسلمانوں کے لشکر میں کوئی قابل اہمیت بہادر شہسوار باقی نہیں بجز ایک شخص کے۔ مجھے افسوس ہے کہ صرف وہی ایک شخص ہمارے ہاتھ سے بچ کر بھاگ نکلا۔ باہان نے پوچھا کہ وہ شخص کون ہے؟ جبلہ نے کہا کہ وہی ایک شخص مسلمانوں کو لڑائی میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ اس شخص سے ہمارے لشکر کا ہر آدمی ڈرتا ہے۔ اس کی دلیری کا یہ حال ہے کہ وہ اکیلا ہمارے لشکر میں گھس آتا ہے اور صفیں الٹ کر رکھ دیتا ہے۔ بصریٰ، دمشق، حمص، اجنادین، قنسرین وغیرہ کے معرکوں میں اسی نے رومی لشکر کو پراگندہ کیا ہے۔ حاکم دمشق توما کا مرج الدیباج تک تعاقب کر کے قتل کیا اور ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو گرفتار کیا تھا۔ اس شخص کا نام خالد بن ولید ہے۔ اگر ہم کسی طرح اس کو ختم کر دیں تو اسلامی لشکر کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ پھر مسلمانوں کو ملک شام پر آنکھ بھر کر دیکھنے کی ہمت نہ ہوگی بلکہ خائب و خاسر ہو کر ملک حجاز بھاگ جائیں گے۔

باہان کا مکر و فریب، قیدیوں کی رہائی کے معاملے میں گفتگو کرنے حضرت خالد کو بلانا:

جبلہ کی زبانی حضرت خالد کی شجاعت کی کیفیت سن کر باہان کو حضرت خالد کی اہمیت کا احساس ہوا۔ باہان نے کہا کہ اس کو مکر و فریب سے یہاں بلا کر ان پانچوں قیدیوں کے ساتھ مار ڈالوں گا۔ باہان نے "جرجہ" نام کے رومی کو بلایا۔ جرجہ نہایت ہی عقلمند اور چرب زبان شخص تھا۔ عربی زبان میں فصیح و بلیغ گفتگو کرنے میں اسے مہارت حاصل تھی۔ باہان نے جرجہ سے کہا کہ تو میرے ایلچی کی حیثیت سے اسلامی لشکر کے سردار کے پاس جا اور پیغام پہنچا کہ سردار باہان تم سے تمہارے قیدیوں کی رہائی اور صلح کے معاملے میں گفتگو کرنا چاہتا ہے لہٰذا تم کسی دانا شخص کو بطور ایلچی گفتگو کرنے بھیجو اور کوشش یہ کرنا کہ ایلچی کی حیثیت سے خالد بن ولید ہی آئے۔ جرجہ اسلامی لشکر کے کیمپ میں آیا۔ اتفاق سے اس کی ملاقات حضرت خالد سے ہی ہوئی۔ جرجہ نے حضرت خالد کو باہان کا پیغام سنایا۔ حضرت خالد نے جرجہ سے فرمایا کہ میں بطور ایلچی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت خالد نے جرجہ کو اپنے خیمہ میں بٹھایا اور اس سے فرمایا کہ تو یہاں ٹھہر میں ہمارے سردار سے اجازت لے آؤں۔ حضرت خالد حضرت ابوعبیدہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے سردار! رومی ایلچی آیا ہوا ہے۔ رومی لشکر کے سردار نے ہمارے قیدیوں اور صلح کے معاملے میں گفتگو کرنے ایلچی طلب کیا ہے۔ میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں لہٰذا آپ اجازت عطا فرمائیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ میں پانچوں صحابہ کو چھڑا کر لے آؤں گا۔ حضرت خالد بن ولید تن تنہا جانے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن حضرت ابوعبیدہ نے انہیں اکیلے جانے سے منع کیا اور کہا کہ اپنے ساتھ مجاہدوں کو لے جاؤ تا کہ اگر باہان کوئی غدر کرے تو تمہارے ساتھی تمہاری اعانت کر سکیں۔ حضرت خالد نے جواب دیا کہ اے سردار! آپ کے ارشاد کے مطابق میں اپنے ساتھ ایک سو مجاہدوں کو لے کر

marfat.com

جاؤں گا۔

حضرت خالد اپنے خیمہ پر واپس آئے اور اپنے ساتھ ایک سو مجاہدوں کو لیا۔ جن میں ☆حضرت مرقال بن ہاشم ☆حضرت عتبہ بن ابی وقاص الزہری ☆حضرت سعید بن زید ☆حضرت میسرہ بن مسروق ☆حضرت قیس بن ہبیرہ ☆حضرت شرحبیل بن حسنہ ☆حضرت سہیل بن عمر تمیمی ☆حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ☆حضرت عبادہ بن صامت ☆حضرت اسود بن سوید مازنی ☆حضرت ذوالکلاع حمیری ☆حضرت مقداد بن عمر ربعی ☆حضرت مقداد بن اسود کندی ☆حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی وغیرہ جیسے مشاہیر وشجاع شہسوار شامل تھے۔ حضرت خالد نے اپنے غلام ہمام سے فرمایا کہ تم بھی چلو اور میرا ''سرخ قبا'' ساتھ لے لینا۔ حضرت خالد نے سرخ چمڑے کا ایک اچکن تین سو دینار میں مول لیا تھا۔ اس میں سونے کے دو سورج ٹکے ہوئے تھے اور اس میں چاندی کے حلقے بنے ہوئے تھے۔

حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے اپنے ساتھ تمام قسم کے ہتھیار لے لئے اور اسلامی لشکر کو سلام کرنے کے بعد خدا حافظ کہہ کر رخصت ہوئے۔ جب حضرت خالد اور ان کے ساتھی رومی لشکر کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ رومی لشکر میلوں زمین میں پھیلا ہوا ہے۔ لشکر میں ہر جگہ تلواریں، نیزے اور سامان حرب آفتاب کی روشنی میں اس طرح چمکتا کہ دیکھنے والے کو یہ محسوس ہو کو لوہے کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ رومی لشکر کو دیکھ کر مجاہدوں نے کلمۂ شہادت بلند کیا۔ کلمۂ شہادت کی بلند آواز سن کر جبلہ بن ایہم لشکر کے طلیعہ کے ساتھ آ پہنچا اور پوچھا کہ تم کس مقصد سے یہاں آئے ہو؟ صحابہ کرام نے فرمایا کہ تمہارے سردار باہان کے بلاوے پر حضرت خالد بن ولید اپنے ایک سو ساتھیوں کے ساتھ صلح کے معاملے میں گفتگو کرنے آئے ہیں۔ جبلہ نے کہا تم سب یہاں ٹھہرو میں سردار باہان کو تمہارے آنے کی اطلاع دے دوں اور اجازت حاصل کرلوں۔ جبلہ نے جا کر باہان کو اطلاع دی کہ خالد بن ولید اپنے ساتھ ایک سو آدمی لے کر آئے ہیں اور ان کے ساتھ آنے والے حملے کرنے والے شیر جیسے ہیں۔ باہان نے کہا کہ میں نے خالد بن ولید کو ہی اکیلا بلایا تھا۔ وہ اپنے ہمراہ ایک سو آدمی لے کر کیوں آئے ہیں؟ جبلہ نے واپس آ کر صحابہ سے کہا کہ سردار باہان نے صرف خالد بن ولید کو ہی بلایا ہے تاکہ وہ ان سے تنہائی میں صلح کی گفتگو کرے۔

حضرت خالد نے جبلہ سے فرمایا کہ باہان کو جا کر کہہ دے کہ میرے ساتھ جو حضرات آئے ہیں وہ تمام صاحب الرائے ہیں۔ باہان کے ساتھ صلح کی گفتگو کرنی ہے لہٰذا میں ان حضرات کی رائے اور مشورے سے بے پرواہ ہو کر صلح کا معاملہ طے نہیں کرسکتا۔ اگر باہان کو میرے ساتھیوں کے آنے سے کوئی اعتراض ہے تو ہم واپس لوٹ جاتے ہیں۔ ہم کو صلح کی گفتگو کرنے کی جلدی نہیں۔ یہ کہہ کر حضرت خالد نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیری۔ حضرت خالد کو واپس لوٹنے سے روکتے ہوئے جبلہ نے کہا کہ اے عربی برادر! اس طرح ناراض و کبیدہ خاطر کیوں ہوتے ہو۔ توقف کرو، میں سردار باہان سے تمام مسلمانوں کے لئے اجازت لے کر آتا ہوں۔ جبلہ فوراً باہان کے پاس گیا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ باہان نے کہا سب کو آنے دو لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ جب وہ میرے خیمہ کے پاس آئیں تب ان کو کہنا کہ اپنے گھوڑے اور ہتھیار خیمہ کے باہر رکھ کر پھر خیمہ میں داخل ہوں۔

marfat.com

جبلہ واپس آیا اور حضرت خالد سے کہا کہ باہان نے بخوشی اجازت دی ہے لہٰذا آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لے چلیں۔ حضرت خالد اپنے ساتھیوں کو لے کر جبلہ کے ہمراہ رومی لشکر میں داخل ہوئے۔ جب رومی فوجیوں کو پتہ چلا کہ مسلمانوں کے سردار خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کو لے کر رومی لشکر کے سردار باہان سے گفتگو کرنے آئے ہیں تو تمام رومی سپاہی حضرت خالد بن ولید کو قریب سے دیکھنے کے لئے ہجوم کر کے آپڑے۔ رومی لشکر کی جہاں سے حد شروع ہوتی تھی وہاں سے لے کر باہان کے خیمہ تک دونوں طرف رومی سپاہی قطار بند کھڑے ہو گئے۔ دونوں قطاروں کے درمیان حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے جا رہے تھے۔ تمام رومی لشکر حضرت خالد کو دیکھنے کے لئے بے تاب و بے قرار تھے جس رومی سپاہی کے قریب سے حضرت خالد گزرتے تھے وہ ان کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا اور حیرت و تعجب سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی تھیں۔ لیکن حضرت خالد بن ولید سر جھکائے ہوئے خاموش آگے بڑھ رہے تھے۔ ان کی زبان سے درود پاک کا ورد جاری تھا۔ رومی لشکر کی کثرت و شان و شوکت سے بے نیاز ہو کر دائیں بائیں التفات کئے بغیر نظریں نیچی کئے ہوئے شیر مست کی شان سے جا رہے تھے۔ ان کی خاموشی کی یہ ادا سے رومیوں پر رعب و ہیبت طاری ہو گئی۔ ہر رومی سپاہی اپنے قریب والے کو حضرت خالد کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے بتاتا تھا کہ یہ وہی خالد بن ولید ہے جس کا نام سن کر ہر رومی کا دل چار چار ہاتھ اچھلتا ہے۔ تمام رومی سپاہی صحابہ کرام کی مقدس جماعت کو دیکھ کر محو حیرت تھے۔ صحابہ کرام کے چہروں پر عشق رسول کا نور چمکتا تھا۔ آنکھیں محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلوؤں سے سرشار تھیں۔ ہونٹوں پر نعت نبی یعنی درود کا ورد جاری تھا۔ دل کے ٹکڑے اپنے آقا و مولیٰ کی عظمت کے لئے نذر حاضر لا کر اپنے سروں کو عشق رسول کے کیف میں نثار کرنے کے شوق میں آگے بڑھ رہے تھے۔ بقول:

وہی آنکھ جو ان کا منہ تکے، وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی دل جو ان کے لئے جھکے، وہی سر جو ان پہ نثار ہو

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

صحابہ کرام کے مقدس گروہ کو لے کر جبلہ جب باہان کے خیمہ کے قریب پہنچا تو اس نے پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب! تم سردار باہان کے خیمہ کے قریب آ گئے ہو۔ لہٰذا اپنے گھوڑوں سے اتر جاؤ اور اپنی تلواریں خیمہ کے باہر رکھ دو۔ تلواریں لے کر اندر جانے کی اجازت نہیں۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ گھوڑوں سے اترنے میں ہم کو کوئی حرج نہیں البتہ ہم تلواریں ہرگز نہ چھوڑیں گے کیونکہ تلواریں ہماری عزت اور بزرگی ہیں اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بزرگی اور عزت کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے۔ اے جبلہ ہم اللہ کے دین کے مجاہد ہیں اور مجاہد کی عزت اس کی تلوار سے ہے۔ لہٰذا ہم ہماری عزت ترک کر کے ہرگز نہ آئیں گے اگر ہمارے تلوار کے ساتھ خیمہ میں داخل ہونے سے باہان کو کوئی اعتراض ہے تو ہم یہیں سے واپس لوٹ جاتے ہیں۔ جبلہ نے کہا کہ اے برادر عربی! صبر کرو، میں اندر جا کر باہان سے کوئی اجازت حاصل کر آتا ہوں چنانچہ جبلہ خیمہ میں داخل ہوا اور باہان سے کہا کہ یہ لوگ تلواروں کے ساتھ آنے پر مصر ہیں اور تلواروں کے ساتھ آنے کی

marfat.com

ممانعت کی صورت میں واپس پلٹ جانے پر آمادہ ہیں۔ لہٰذا اے سردار! یہ سنہری موقع کیوں گنواتے ہو، ان سو آدمیوں کی تلواریں ہماری لاکھوں تلواروں کے مقابلے میں کیا کر لیں گی؟ میری درخواست ہے کہ ان کو تلواروں کے ساتھ آنے کی اجازت دے دو۔ باہان نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ جس طرح آنا چاہیں آئیں میری طرف سے اجازت ہے۔ جبلہ نے خیمہ سے باہر آکر حضرت خالد کو اس معاملہ سے مطلع کیا۔

حضرت خالد اور ان کے تمام ساتھی گھوڑوں سے اتر گئے اور پا پیادہ ہو کر ہاتھ میں تلواریں لے کر باہان کے خیمہ میں داخل ہوئے۔ باہان کے خیمہ میں رومی سرداروں اور بطارقہ کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ مجاہدوں نے ان کے دھکے لگا کر دائیں بائیں کر دیئے اور ان کی صفیں پھاڑ کر بیچ میں راستہ بنا کر آگے بڑھے۔ گویا وہ باہان کے خیمہ میں لاکھوں کے رومی لشکر کے درمیان محصور ہونے کے باوجود کسی سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ رومیوں پر اپنا رعب و دبدبہ ڈالتے ہوئے آگے بڑھے اور باہان کے سامنے آکر ٹھہرے۔ باہان کا خیمہ کیا تھا؟ ایک شاہی دربار معلوم ہوتا تھا۔ تمام خیمہ پرتکلف اسباب آرائش سے سجایا گیا تھا۔ اعلیٰ قسم کے قالین کا فرش بچھایا گیا تھا۔ سونے کے تار کے ریشمی کپڑوں کی مندیں اور تکیے سجائے گئے تھے جب کہ باہان کے لئے عالی شان تخت نسب کیا گیا تھا۔ تخت کے ارد گرد خوشنما اور مُزَیَّن کرسیاں رکھی ہوئی تھیں کہ جن پر رومی لشکر کے فوجی بیٹھے ہوئے تھے۔ جس تخت پر باہان بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے صحابہ کرام کے لئے پرتکلف کرسیاں اور عمدہ قسم کے غالیچے بچھائے گئے تھے۔ باہان نے اشارہ کر کے حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کو بیٹھنے کو کہا۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے کرسیاں اور قالین ہٹا دیں اور زمین پر بیٹھ گئے۔

جب باہان نے دیکھا کہ صحابہ کرام نے کرسیاں اور غالیچے ہٹا دیئے اور زمین پر بیٹھ گئے ہیں تو یہ امر اس کو ناگوار ہوا اور کہا کہ اے گروہ عرب! ہم نے تمہاری عزت اور احترام کرنے کے لئے یہ تمام سامان تکلف آراستہ کیا لیکن تم نے ان کو ہٹا دیا اور زمین پر بیٹھ کر ہماری مہمان نوازی کی قدر نہ کی اور ترک ادب کر کے ہماری توہین کی ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ تیرے فرش کا ادب کرنے سے بہتر ہے کہ ہم اللہ کے بچھائے ہوئے فرش کا ادب کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا فرش تیرے بچھائے ہوئے فرش سے پاک ہے اور وہ فرش ہم کو پسند ہے کیونکہ ہم اسی سے بنے ہیں، اسی میں جائیں گے اور اسی سے اٹھائے جائیں گے۔ اللہ بزرگ و برتر نے اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

"مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى" (پارہ:۱۶، رکوع:۱۲، سورہ طٰہٰ، آیت:۵۵)

ترجمہ: "ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔" (کنز الایمان) بقول:

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جدِ اعلیٰ ہے ہمارا

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

marfat.com

حضرت خالد بن ولید کا جواب سن کر باہان خاموش ہوگیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پایا۔

حضرت خالد اور باہان ارمنی کے درمیان مناظرہ:

رومی سردار باہان ارمنی عربی زبان میں اچھی طرح گفتگو کرسکتا تھا۔ لہٰذا اس کے اور حضرت خالد کے درمیان کسی مترجم کی ضرورت پیش نہ آئی دونوں نے بلاواسطہ گفتگو کی۔

گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے باہان نے کہا کہ اے خالد بن ولید! میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ تم سے پہلے آغاز کلام کروں۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ کوئی پرواہ نہیں۔ تم خوشی سے بات چیت کی ابتداء کرو، میں تمہاری بات کا جواب دوں گا۔ اور تم کو یہ منظور نہیں تو مجھے آغاز کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں گفتگو شروع کروں تو مجھے یہ بھی منظور ہے۔ باہان نے کہا کہ اچھا جناب! میں ہی شروع کرتا ہوں۔

باہان نے گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا کہ تعریف ہے اس خدا کی جس نے ہمارے حضرت مسیح کو تمام انبیاء سے افضل، ہمارے بادشاہ ہرقل کو تمام بادشاہوں سے بزرگ اور ہماری امت کو تمام امتوں سے بہترین امت بنایا ہے۔ باہان کی یہ بات سن کر حضرت خالد کھڑے ہو گئے اور اس کی بات کاٹ کر کلام کرنے کا ارادہ کیا۔ باہان کے ترجمان نے حضرت خالد سے کہا کہ اے برادر عربی! بادشاہ کی بات مت کاٹو اور ادب کا لحاظ کرتے ہوئے خاموشی سے سماعت کرو۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ میں غلط بات سن کر چپ نہیں رہ سکتا۔ میں اس کی جھوٹی بات کا جواب دیئے بغیر خاموش نہیں رہوں گا۔ ترجمان نے حضرت خالد کو سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ اس وقت باہان کو بولنے دو۔ جب وہ اپنی بات پوری کرلے تب جواب دینا اور اس وقت جو کہنا ہو کہنا لیکن حضرت خالد نے صاف انکار فرماتے ہوئے کہا کہ جب تک اس کی بات کا جواب نہ دے دوں، اس کو آگے ایک لفظ بھی نہیں بولنے دوں گا۔

پھر حضرت خالد بن ولید نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تمام خوبیاں اس اللہ بزرگ و برتر کے لئے ہیں جس نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا۔ ہم ہمارے نبی پر، تمہارے نبی پر اور تمام انبیاء پر ایمان لائے۔ اللہ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و مرسلین کا سردار بنایا ہے۔ بقول:

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رُسُل ۔۔۔ اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
ملک کونین میں انبیاء تاجدار ۔۔۔ تاجداروں کا آقا ہمارا نبی
سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے ۔۔۔ ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو! ۔۔۔ کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

حضرت خالد نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں اس طرح ہمارے بادشاہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم تمہارے بادشاہ سے ہزار درجہ

marfat.com

افضل ہیں۔ وہ ہم سب سے زیادہ پرہیزگار اور خدا سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ '' (پارہ:۲۶، رکوع:۱۴، سورۃ الحجرات، آیت:۱۳)

ترجمہ: ''بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔'' (کنز الایمان)

حضرت خالد بن ولید نے مزید فرمایا کہ اے باہان! تو نے یہ کہا کہ تم نصرانی تمام امم سے بہتر امت ہو، تو اس کا بھی جواب سن کہ ہم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اللہ کو ایک مانتے ہیں۔ اس کے لئے جورو ہونے کا فاسد عقیدہ نہیں رکھتے اور نہ ہی اللہ کے لئے کوئی اولاد ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ صرف اللہ کو ہی معبود اور پرستش کے لائق مان کر صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ کے تمام احکام کو اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام فرامین کو صدق دل سے تسلیم کرکے سختی سے اس کی پابندی کرتے ہیں۔ نیکی اور بھلائی کا حکم کرتے ہیں اور گناہ اور برائی سے روکتے ہیں۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کی کامل طور سے اطاعت کرتے ہیں جب کہ تم نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے احکام کو پس پشت ڈال دیا۔ نیکی اور بدی میں تم امتیاز نہیں کرتے۔ اللہ کی عبادت سے انحراف کرتے ہو۔ گناہوں کی طرف راغب ہو۔ پھر کس منہ سے دعویٰ کرتے ہو کہ تم تمام امتوں سے افضل ہو؟ لیکن حق اور صداقت یہی ہے کہ امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تمام امتوں سے افضل امت ہے۔ بقول:

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

حضرت خالد بن ولید کی ایمان افروز اور باطل سوز جوشیلی تقریر سن کر باہان مبہوت ہوگیا اور اس نے اپنا طرز بدل کر دیگر انداز میں حمد باری تعالیٰ کی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے پر مشتمل تمہیدی خطبہ پڑھا اور پھر اپنے مقصد اصلی کی طرف رجوع کرتے ہوئے کہا:

''اے عربی برادرو! اللہ تعالیٰ نے ہم کو بیشمار نعمتوں سے نوازا اور ساتھ میں ہم کو رحم دلی اور کرم وبخشش کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ ملک عرب کے لوگ عرصہ طویل سے ہمارے ملک میں بغرض تجارت آتے رہے اور ہم ان کے ساتھ نیک سلوک، تعظیم، بخشش، احسان اور ایفائے عہد سے پیش آتے رہے۔ ہمارے حسن سلوک کے تمام قبائل عرب معترف ومشکور ہیں۔ لیکن تم گھوڑوں پر سوار ہوکر ہم پر چڑھ آئے، قتل وغارت گری اور لوٹ مار شروع کی۔ ہمارے مذہبی نشانوں کو مٹا دیتے ہو۔ ہمارے مذہبی شعار کو کھود کر پھینک دیتے ہو۔ ہمارے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ ہماری بستیوں کو اجاڑ دیا۔ حد سے متجاوز ظلم وستم ڈھائے لیکن ہم نے صبر سے کام لیا۔ ہمارے صبر کو تم نے ہمارا ضعف متصور کیا اور تمہاری جرأتیں یہاں تک بڑھ گئی ہیں کہ اب تم ہم کو ہمارے زرخیز اور شاداب ملک سے نکال

marfat.com

دینے کے خواب دیکھ رہے ہو۔ لیکن تم مغالطہ میں ہو۔ ہم کمزور اور ضعیف نہیں ہیں۔ ابھی تک تم نے ہماری طاقت کا پر چا نہیں دیکھا۔ ترک، فارس اور جرامقہ کے عظیم و طاقتور لشکروں کو ہم نے خاک و خون میں ملا دیا ہے۔ وہی حال تمہارا ہوگا۔ اب تک ہم نے تمہاری کوئی اہمیت نہ سمجھی تھی لہٰذا متفرق ہو کر لڑتے رہے لیکن اب ہم مجتمع ہوئے ہیں۔ ہمارا لشکر عظیم تمہارے مقابلے کے لئے آ پہنچا ہے۔ لہٰذا اب اپنی حرکتوں سے باز آؤ اور اپنے وطن لوٹ جاؤ۔''

باہان نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ تم سے زیادہ شکستہ حال، محتاج، کمزور، مفلس اور پسماندہ کوئی قوم نہ تھی۔ ملک حجاز کے علاوہ کوئی دوسرا ملک دیکھا نہ تھا۔ کبھی کسی ملک پر چڑھائی نہ کی تھی کیونکہ تم اس کے قابل ہی نہ تھے۔ تم ہمیشہ آپس میں لڑنے اور خانہ جنگی میں پڑے رہتے تھے۔ سوکھی روٹی تمہاری غذا تھی اور جانوروں کے بالوں کے کپڑے تمہارا لباس تھا۔ لیکن جب تم ہمارے ملک میں آئے اور اچھے کھانے، کپڑے، میوے، گھوڑے وغیرہ تمہیں میسر ہوئے اور غنیمت کے مال کے سونے چاندی سے تمہارے ہاتھ بھر گئے تو تمہاری طمع بڑھی اور ہمارے ملک پر قبضہ کرنے کی جرأت کی۔ ہم تمہاری زیادتیوں سے درگزر کرتے آئے اس کا مطلب ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ ہم میں تم کو مار بھگانے کی استطاعت نہیں۔ ہم نے ہمارے عمدہ اخلاق کی بنا پر تم سے تعرض نہیں کیا بلکہ اس وقت بھی ہمارا یہی نظریہ ہے کہ تم پر مہربانی اور احسان کرتے ہوئے ہم تمہارے جرائم سے درگزر کرتے ہوئے جو کچھ تم نے ہمارے ملک سے چھینا ہے اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرتے۔ بلکہ تم پر مزید احسان کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم صلح کرنے پر راضی ہو جاؤ تو ☆ تمہارے لشکر کے ہر سپاہی کو ایک سو دینار اور ایک تھان ریشمی کپڑا ☆ لشکر کے سردار ابوعبیدہ کو ایک ہزار دینار ☆ خلیفہ حضرت عمر کے لئے دس ہزار دینار اس شرط پر دیئے جائیں گے کہ تم اس بات کی قسم کھاؤ اور وعدہ کرو کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور مستقبل میں ہمارے ملک پر لشکر کشی نہ کرو۔ میں تم کو از راہ ہمدردی نیک مشورہ دیتا ہوں کہ تم صلح کرلو، اسی میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہے، ورنہ ہمارا یہ لشکر جرار تم کو مسل کر نیست و نابود کر دے گا''۔

باہان نے اپنی لمبی چوڑی تقریر سے مجاہدوں کو دھمکی دے کر ڈرانے کی کوشش کرنے کے ساتھ لالچ اور طمع کی بھی ترغیب دیتا تھا۔ اس کا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ کسی بھی صورت میں مسلمان صلح پر آمادہ ہو جائیں تا کہ جنگ کے ہولناک منظر سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

حضرت خالد بن ولید خاموش رہ کر باہان کی گفتگو بغور سن رہے تھے۔ جب وہ خاموش ہوا تو حضرت خالد کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم نے بہت دیر تک کلام کیا۔ ہم نے تمہاری ہر بات دھیان سے سنی ہے اب میں کہتا ہوں اور تم سنو! حضرت خالد نے فرمایا کہ تمام تعریف ثابت ہے اس خدا کے واسطے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت خالد نے یہ ایک جملہ ایسا بارعب و باا‌ثر انداز میں ارشاد فرمایا کہ تمام حاضرین کے منہ سے بے ساختہ ''سچ ہے'' کا جملہ نکل پڑا یہاں تک کہ باہان نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ بیشک خدا ایک ہے۔ پھر حضرت خالد نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے پسندیدہ بندے اور برگزیدہ رسول ہیں۔ انسان کے لئے تمام اوقات میں سے بہترین وقت

marfat.com

وہ ہے جس میں اللہ کی اطاعت وعبادت کی جائے۔ حضرت خالد کا آخری جملہ سن کر باہان آفرین! آفرین! پکار اٹھا اور اس نے اپنے قریب کھڑے محافظوں سے کہا کہ یہ شخص مردِ حکیم، دانشمند اور صاحبِ عقل معلوم ہوتا ہے۔

باہان کی زبان سے اپنی تعریف سن کر حضرت خالد نے تواضع وانکساری اپناتے ہوئے فرمایا کہ اگر مجھ کو عقل دی گئی ہے تو یہ سب اللہ کا فضل وکرم ہے اور اللہ ہی تعریف کے لائق ہے۔ اس میں میری تعریف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے پیارے آقا ومولیٰ، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو عقل سے بڑھ کر اپنے نزدیک دوست نہیں بنایا کیونکہ عقل کے سبب آدمی اللہ کی اطاعت کر کے جنت میں داخل ہوتا ہے۔''

حضرت خالد کی زبانی عقل ودانش کی اصلیت واہمیت کی بات سن کر باہان نے دانتوں تلے انگلیاں داب لیں اور متعجب لہجہ میں کہا کہ اے عربی برادر! جب تم ایسے عاقل اور صاحب الرائے ہو تو پھر اپنے ساتھ اتنے سارے آدمیوں کو کیوں لائے ہو؟ حضرت خالد نے جواب دیا کہ اپنے آقا ومولیٰ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد کی تعمیل کرنے کے لئے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

''نہیں ہلاک ہوا وہ مسلمان جس نے اپنے مسلمان بھائی کا مشورہ قبول کیا۔''

حضرت خالد نے مزید یہ بھی فرمایا کہ اگرچہ رسول مقبول روئے زمین کے تمام لوگوں سے زیادہ عاقل، دانا، صاحب ادراک ورائے تھے لیکن اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ:

''وَ شَاوِرْ هُمْ فِی الْاَمْرِ'' (پارہ:۴، رکوع:۸، سورۂ آل عمران، آیت:۱۵۹)

ترجمہ: ''اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔'' (کنز الایمان)

حضرت خالد نے فرمایا کہ قرآن وحدیث کے حکم پر عمل کرنے میں اپنے مومن بھائیوں کو مشورہ کرنے کی غرض سے اپنے ساتھ لایا ہوں کیونکہ میں اپنے مومن بھائیوں کے مشوروں سے بے نیاز نہیں ہوں۔ میرے ساتھ آئے ہوئے تمام حضرات صاحب رائے اور دانشمند ہیں۔

باہان نے حضرت خالد سے پوچھا کہ تمہارے لشکر میں ایسے اور تمہاری طرح عاقل اور دانشمند کتنے لوگ ہیں؟ حضرت خالد نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں ایسے ایک ہزار سے بھی زیادہ صاحب رائے حضرات موجود ہیں۔ باہان نے تعجب وحیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب تک میں اس گمان میں مبتلا تھا کہ تم لوگ تمام کے تمام جاہل، بے عقل اور گھٹیا قسم کے ہو۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ ہاں! ہم ایسے ہی تھے۔ جہالت کے اندھیرے میں بھٹک رہے تھے ہماری عقلوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ ہر قسم کی برائی ہم میں پائی جاتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان عظیم فرمایا اور ہماری ہدایت کے لئے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم میں مبعوث فرمایا۔ ہم جہالت کے اندھیرے سے نکل کر ہدایت کے اُجالے میں آگئے۔ برائی کا راستہ چھوڑ کر نیکی کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ شرک وکفر کی بے وقوفی سے نجات پا کر توحید ورسالت کی دانشمندی کے

marfat.com

دائرے میں داخل ہو گئے۔ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میں ہم اللہ والے ہو گئے۔ بقول:

مومن ان کا کیا ہوا، اللہ اس کا ہو گیا

کافر ان سے کیا پھرا، اللہ ہی سے پھر گیا

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

باہان ارمنی نے حضرت خالد سے کہا کہ اے عربی برادر! تمہاری عقل و دانشمندی نے مجھ کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ میں تم کو دوست رکھتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ تمہارا بھائی بن جاؤں۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری خواہش پوری فرمائے اور ہم تم بھائی بھائی ہو جائیں اور کبھی جدا نہ ہوں۔ باہان نے کہا یہ کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے؟ حضرت خالد نے فرمایا بہت آسان ہے۔ اپنی زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِىْ بَشَّرَ بِهِ الْمَسِيْحُ عِيْسٰى'' یہ کلمہ کہتے ہی ہم آپس میں بھائی اور دوست بن جائیں گے اور میرا اور تیرا حال یکساں ہو جائے گا۔

حضرت خالد نے باہان کو علی الاعلان اسلام کی دعوت پیش کی۔ باہان نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنا دین و مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لوں لیکن یہ ممکن نہیں۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ تو میرا بھائی بھی نہیں بن سکتا۔

اب باہان نے موضوع سخن تبدیل کرنا مناسب سمجھا لہٰذا بات کا پہلو بدلتے ہوئے کہا کہ اے برادر عربی! جس مقصد کے لئے ہم جمع ہوئے ہیں وہ تو پرے ہٹ کر رہ گیا۔ ہم دوسری باتوں میں الجھ گئے اور بات پر بات چلتی رہی اور ہم بہت دور نکل گئے۔ میں نے اپنی گفتگو میں صلح کے معاملے میں تم سے جو کہا ہے اس کی طرف تم کو بھی ایک مرتبہ توجہ دلاتا ہوں کہ تم اس امر کی طرف التفات کرو۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اور ہم ایک دوست اور بھائی کی طرح صلح کے معاملہ میں گفتگو کر کے الجھی ہوئی بات کو سلجھانے کی کوشش کریں اور صلح کے متعلق میں نے جو پیش کش کی ہے اس کا آپ کی طرف سے اثباتی جواب حاصل کروں۔

حضرت خالد نے فرمایا کہ اگر تم نے میری بات غور سے سنی ہوتی تو تم کو معلوم ہوتا کہ میں نے تمہاری ہر بات کا جواب دے دیا ہے مگر اب اس کی وضاحت کرتے ہوئے دوہراتا ہوں۔ تم نے اپنی فوجی طاقت، ثروتی قوت، جاہ وحشمت، کثرت و عزت، حکومت وسلطنت کا ذکر کر کے ہماری قوم کو غریب ومفلس، جاہل وان پڑھ، بے عقل و بے فہم اور نہ جانے کیا کیا کہا، حقیقت یہ ہے کہ ہم میں دنیا بھر کے عیوب تھے۔ ظلم وستم ہمارا شیوہ تھا۔ گناہ ومعاصی ہماری عادت تھی۔ ڈکیتی اور قزاقی ہمارا ذریعہ معاش تھا۔ اور سب سے بڑی خرابی ہم میں یہ تھی کہ ہم اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی عبادت کرتے تھے جن کو ہم نے ہمارے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لئے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روشن کتاب قرآن مجید کے ساتھ بھیجا۔ جو تمام انبیاء سے اشرف و برگزیدہ تھے۔ اللہ نے ان پر نبوت ختم فرما دی۔ انہوں نے ہمیں اسلام کی دعوت دی اور راہ راست دکھائی۔ دین اسلام کے احکام ہم کو تعلیم فرمائے۔ منجملہ ان کے احکام سے ایک حکم یہ ہے کہ ہم کفار ومشرکین سے

marfat.com

جہاد کریں اور جس نے اسلام قبول کر لیا وہ ہمارا اسلامی بھائی بن گیا اس کا اور ہمارا معاملہ یکساں ہو گیا۔ اور جس نے اسلام تو قبول نہ کیا لیکن جزیہ دینا منظور کیا وہ ہماری امان میں ہے اور جس نے قبول اسلام اور ادائے جزیہ دونوں کا انکار کیا اس کا فیصلہ ہماری تلوار کرتی ہے اور ہماری تلوار سخت اور کاٹنے والی ہے لہٰذا اے باہان! کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جانا یا پھر جزیہ ادا کرنا منظور کر۔ جزیہ ادا کر کے تم ہماری حفاظت اور امان میں آ جاؤ گے۔ بچوں، عورتوں، اپاہجوں اور راہبوں سے جزیہ نہیں لیا جائے گا لیکن ہر بالغ مرد سے فی کس سالانہ چار دینار وصول کیا جائے گا۔

باہان نے حضرت خالد سے کہا کہ اگر میں کلمہ پڑھ لوں تو کلمہ پڑھنے کے بعد مجھ پر کیا لازم ہو گا؟ حضرت خالد نے فرمایا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور تمام اسلامی ارکان و احکام کی پابندی کرنی پڑے گی اور کافروں سے جہاد کرنا بھی لازم آئے گا۔ علاوہ ازیں نیکی کا حکم کرنا، گناہوں سے روکنا، اللہ کے دوستوں سے دوستی رکھنا اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا بھی لازم ہو گا۔ باہان نے کہا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا لہٰذا میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا۔ رہی بات جزیہ ادا کرنے کی تو یہ بھی مجھے منظور نہیں کیونکہ جزیہ ادا کرنے سے ہم تمہارے محکوم ہو جائیں گے۔ اور یہ امر ہمارے لئے باعث ذلت و رسوائی ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اس صورت میں ہمارے تمہارے درمیان ضرور جنگ ہو گی اور اللہ جسے چاہے گا اسے زمین کا مالک و وارث کر دے گا۔ باہان نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔ تمام زمین اللہ کی ملکیت ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اسے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ ملک شام کی زمین پہلے ہماری نہ تھی بلکہ دوسروں کی تھی مگر اللہ نے ہمیں اس کا وارث و مالک بنا دیا۔ اب دیکھیں کہ اللہ کس کو اس کا مالک بناتا ہے۔ ہمیں یا تمہیں؟

''باہان کا حضرت خالد اور صحابہ کے قتل کا ارادہ لیکن............؟''

باہان نے حضرت خالد سے کہا کہ ہم تو اپنے دین سے منحرف ہوں گے اور نہ ہی جزیہ ادا کریں گے بلکہ تم سے ضرور لڑیں گے لہٰذا تم کو جو منظور ہو وہ کرو۔ مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اب ہماری تم سے فیصلہ کن جنگ ہو گی۔ حضرت خالد نے اس کو ڈانٹتے ہوئے اور ذلیل کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی قسم! ہم تم سے زیادہ جنگ کے خواہش مند ہیں اور گویا میں ایسا منظر دیکھ رہا ہوں کہ اس جنگ میں اللہ نے ہمیں فتح و غلبہ عنایت فرمایا ہے اور تم پر شکست و مغلوبی کی ذلت نازل ہوئی ہے اور تو قیدی کی صورت میں ذلیل و خوار گھسٹا جاتا ہے اور تیرے گلے میں رسی اور ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر ہمارے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے لایا جاتا ہے اور حضرت عمر فاروق تلوار سے تیری گردن اڑا دیتے ہیں۔

حضرت خالد کی مندرجہ بالا تجویز سے باہان کو مرچیں سی لگ اٹھیں۔ غصہ میں آگ بگولا ہو گیا۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ باہان کی آنکھوں سے خون برستا دیکھ کر اس کے قریب کھڑے بطارقہ اور سرداروں نے میان سے تلواریں نکالیں اور حضرت خالد اور تمام صحابہ کو شہید کر دینے پر آمادہ ہو گئے لیکن وہ باہان کے حکم کے منتظر تھے۔ باہان نے گرجتی ہوئی آواز میں خشمناک لہجہ میں حضرت خالد سے کہا کہ اے خالد بن ولید! میں اپنے دل میں تمہارے لئے مہربانی کا نرم گوشہ رکھتے ہوئے نیک سلوک کے ساتھ گفتگو کرتا رہا لیکن تم نے تشدد اور تشطط کے انداز میں کلام کر کے میرا دماغ پراگندہ کر دیا ہے۔ اب میں

marfat.com

ہرگز تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر رحم نہیں کروں گا۔ تم نے ہمارے حسن سلوک اور نرمی کو دیکھا ہے اب ہمارا غضب اور سختی بھی دیکھ لو۔ قسم ہے حق مسیح کی! سب سے پہلے تمہاری نظروں کے سامنے تمہارے پانچ قیدی ساتھیوں کو قتل کروں گا اور پھر تمہارا اور تمہارے ساتھ آئے ہوئے ایک سو آدمیوں کا بھی وہی حشر کروں گا۔

باہان کی اس دھمکی سے حضرت خالد طیش میں آ گئے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہوئے دلیری سے فرمایا کہ اے باہان! تو نے ہم کو پہچاننے میں بڑی غلطی کی ہے۔ ہم موت سے بالکل نہیں ڈرتے بلکہ زندگی سے زیادہ موت کو محبوب جانتے ہیں۔ شہید ہونا ہماری عین خواہش و آرزو ہے۔ قسم ہے پروردگار عالم کی اور رسول مقبول کی، قسم ہے دعوت ابوبکر کی اور امارت عمر فاروق کی! تو میری نظروں کے سامنے میرے ساتھیوں کو کیا مارے گا؟ تیری قوم کی نظروں کے سامنے تجھ کو اسی جگہ کاٹ کر رکھ دوں گا۔ یہ فرما کر حضرت خالد نے میان سے تلوار کھینچ کر نعرہ تہلیل اور تکبیر بلند کیا اور تمام صحابہ نے بھی اپنی تلواریں سونت لیں اور باہان کو گھیر لیا۔ باہان کے محافظ کچھ سوچیں اور کچھ کریں اس کے پہلے ہی حضرت خالد اور صحابہ کرام مثل شیر جست لگا کر باہان کے تخت پر پہنچ گئے تھے اور باہان پر ننگی تلوار بلند کر دیں۔ باہان کے خیمہ میں سناٹا چھا گیا۔ کوئی ہلتا تک نہیں کیونکہ تمام رومی اس بات سے واقف تھے صحابہ پر حملہ کرنے کی غلطی کی تو باہان کی گردن کاٹ کر حضرت خالد ہم پر پھینک ماریں گے جیسے کہ انہوں نے جنگ اجنادین میں رومی سردار وردان کی گردن کاٹ کر رومی لشکر پر پھینکی تھی۔ باہان کو ہلہلا کا بخار چڑھا ہو اس طرح کانپ رہا تھا۔ اپنے محافظوں کو ہاتھ کے اشارے سے توقف کرنے کو کہا۔ گویا وہ بند لفظوں میں اپنے محافظوں کو کہہ رہا تھا کہ تمہاری ادنیٰ غلطی سے میری زندگی کا کھیل ختم ہو جائے گا۔

ایک عجیب کشمکش کا منظر تھا۔ باہان کے سر پر موت سوار تھی اور صحابہ کرام بھی تو موت کے کنارے کھڑے تھے۔ باہان کو قتل کرنے کے بعد ان کا بچ کر نکلنا ناممکن تھا۔ حضرت خالد بن ولید بپھرے ہوئے شیر کی طرح خشمناک تھے۔ خیمہ میں موجود تمام لوگوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں۔ اب کیا ہوگا؟ کے سکتہ کے عالم میں تمام رومیوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ بالآخر باہان نے ہمت سے کام لیتے ہوئے حضرت خالد سے کہا کہ اے عربی برادر! توقف کرو، توقف کرو، جلد بازی سے کام مت لو۔ قسم ہے حق مسیح کی! ہم ایلچی کو کبھی نہیں قتل کرتے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم بطور ایلچی آئے ہو۔ میں نے تمہاری دلیری کا حوصلہ دیکھنے کے لئے تم کو جھوٹ موٹ کی دھمکی دی تھی اور تم اس کو سچ سمجھ کر مارنے اور مرنے پر تل پڑے۔ لہٰذا معاملہ ختم کرو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ میرے پانچ ساتھیوں کو قید سے چھڑائے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔ باہان نے کہا کہ خوشی سے ساتھ لے جاؤ۔ تمہاری مرضی میں کیسے ٹال دوں۔ لہٰذا باہان نے پانچ قیدی صحابہ کو لانے کا حکم دیا۔ جب وہ خیمہ میں لائے گئے تو باہان نے ان کو رہا کر دینے کا حکم دیا۔ ایک عجیب رعب و ہیبت باہان پر چھا گیا تھا۔ حضرت خالد جو بھی کہتے تھے اسے رد کرنے کی اس میں ہمت ہی نہ تھی۔ حضرت خالد اور صحابہ نے اپنی تلواریں میان میں کر لیں لیکن پھر بھی کسی کو حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی بلکہ باہان بھی اب نہیں چاہتا تھا کہ کوئی مکر و فریب کرے۔ نہ جانے اس نے کیا دیکھ لیا تھا کہ وہ خوف و ہیبت سے بھر گیا تھا۔ شمع رسالت کے پروانوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

کے طفیل وہ کرم فرمایا تھا کہ ان کی ہیبت سے مشرکین تھر تھر کانپتے تھے۔ یہ مقدس صحابہ کرام اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کے مظہر تھے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ ہیبت تھی کہ۔ بقول:

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

اور اللہ کے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشقوں کی وہ ہیبت تھی کہ ان چند مٹھی بھر عاشقوں کے سامنے لاکھوں کا رومی لشکر تھر تھر کانپتا تھا۔ حضرت خالد نے تھوڑی دیر پہلے باہان کے سر پر ننگی تلواریں سونت کر جو کھلبلی مچادی تھی اس کا اثر تمام رومیوں کے ذہن پر باقی تھا اور باہان تو ایسا ڈر گیا تھا جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ اپنے سر پر حضرت خالد کی برہنہ تلوار منڈلاتی دیکھ کر وہ ایسا سہم گیا تھا کہ حضرت خالد کی کمر میں میان کے اندر لٹکتی تلوار دیکھ کر اس کی حالت سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے جیسی تھی۔ باہان کے حکم سے پانچ قیدی صحابہ کے ہاتھ پاؤں کی بیڑیاں کھول دی گئیں۔ وہ بھی اب حضرت خالد کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ حضرت خالد اور تمام صحابہ نے تلواریں میان میں کر لیں تھیں لیکن وہ تمام حضرات باہان کے قریب اس طرح حلقہ باندھ کر کھڑے تھے کہ اگر باہان پھر دغا اور فریب کرے تو وہ باہان کو فوراً دبوچ لیں۔ حضرت خالد نے باہان سے کہا کہ ہمارے گھوڑے خیمہ کے باہر بندھے ہوئے ہیں انہیں خیمہ کے اندر منگوا دو۔ ہم یہیں سے سوار ہو کر روانہ ہوں گے۔ باہان کے حکم سے گھوڑے لائے گئے۔ باہان کو نہ جانے کیا ہو گیا تھا کہ وہ حضرت خالد کے سامنے پالتو کتے کی طرح دم ہلاتا تھا۔ اس کے رویہ سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ حضرت خالد کی دلیری پر ایسا فریفتہ ہو گیا تھا کہ دشمنی اور دوستی کے مخلوط جذبہ میں مبتلا ہو گیا تھا۔ دوستی کی راہ ہموار کرنے کی غرض سے تحفہ و ہدیہ کا تعلق قائم کرنا چاہا۔ وہ حضرت خالد کو کچھ تحفہ دینا چاہتا تھا لیکن براہ راست کہنے میں اسے جھجک اور خجلت محسوس ہوئی لہٰذا جب حضرت خالد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ گھوڑوں پر سوار ہونے کا عزم کر رہے تھے تب اس نے حضرت خالد سے کہا کہ اے عربی برادر! میں تم سے ایک چیز طلب کرتا ہوں۔ حضرت خالد نے فرمایا اگر اس کا دینا میرے امکان واختیار میں ہوگا تو اس کے دینے میں ہرگز بخل وتامل نہ کروں گا۔ باہان نے کہا کہ تمہارے سرخ چمڑے کے قبا (اچکن) نے مجھے تعجب میں ڈال رکھا ہے۔ مجھے بہت پسند آ گیا ہے لہٰذا وہ مجھ کو بطور تحفہ ہبہ کر دو اور اس کے صلہ میں میرے خیمہ سے جو بھی چیز پسند آئے وہ میری جانب سے بطور تحفہ قبول کر لو۔ باہان نے حضرت خالد سے سرخ چمڑے کا اچکن مانگا وہ تو ایک بہانہ تھا۔ باہان کے پاس ایسے بلکہ اس سے بھی بیش قیمت سینکڑوں اچکن موجود تھے۔ دراصل وہ حضرت خالد کو کوئی قیمتی تحفہ دے کر مرہون منت کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا چمڑے کے اچکن کا مطالبہ کیا اور اس کے عوض جو چیز پسند آئے اسے لے لینے کا اختیار دیا۔ حضرت خالد نے باہان سے فرمایا کہ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تم نے مجھ سے وہ چیز مانگی ہے جو میری ذاتی ملکیت ہے۔ لو! یہ میری طرف سے تحفہ ہے۔ اور ہاں! تم نے مجھ کو جو بھی چیز پسند آئے وہ بطور تحفہ لے لینے کو کہا ہے لیکن تم نے تو مجھے پیشگی تحفہ دے ہی دیا ہے۔ میرے پانچ ساتھیوں کو قید سے آزاد کرنے کا جو احسان کیا ہے وہ

marfat.com

ہمارے لئے تمہاری طرف سے بہت بڑا تحفہ ہے۔ اب ہمیں مزید کسی چیز کے تحفے کی حاجت نہیں۔ پھر حضرت خالد بن ولید اپنے ایک سو ساتھیوں کے ساتھ پانچ قیدی صحابہ کے ہمراہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور روانہ ہوتے وقت باہان سے کہا کہ مرد ہمیشہ سامنے سے آ کر سینہ پر وار کرتا ہے اور پیٹھ کے پیچھے وار کرنا نامردوں کا کام ہے۔ لہٰذا اگر اب بھی کچھ ارمان باقی رہ گئے ہوں تو ہم موجود ہیں، پورے کرلو لیکن روزانہ ہونے کے بعد پیٹھ پیچھے وار کرنے کی بزدلی مت دکھانا۔ باہان نے کہا کہ آپ اطمینان رکھو۔ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ باہان نے اپنے محافظوں سے کہا کہ تم ہمارے معزز مہمانوں کو ہمارے لشکر کی حد تک ساتھ جا کر رخصت کر آؤ اور انہیں کسی قسم کی دشواری لاحق نہ ہو اس کا خیال رکھنا۔ باہان کے محافظ بطارقہ حضرت خالد کے قافلے کو جلَو میں لے کر روانہ ہوئے اور رومی لشکر کی حد تک چھوڑ آئے۔

جب حضرت خالد چلے گئے تو جبلہ بن ایہم غسانی نے آ کر باہان سے کہا کہ اے سردار! تم نے یہ کیا کیا؟ خالد بن ولید کو جانے دیا؟ جال میں پھنسے ہوئے شکار کو چھوڑ دیا؟ ایسا موقع اب کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ ہم نے خالد بن ولید کو کس لئے بلایا تھا وہ تو تم کو معلوم ہے نا؟ اگر ایک خالد بن ولید کو مار ڈالتے تو ہماری فتح تھی اور ہرقل بادشاہ کے انعام واکرام کی ہم پر بارش ہوتی۔ یہ ایک سنہری موقع تھا جو تم نے گنوا دیا۔ باہان نے جب جبلہ کی یہ بات سنی تو وہ چونک پڑا اور کف افسوس ملتے ہوئے کہا کہ اے جبلہ! مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوگئی۔ میں نے ہی مکر وفریب سے خالد بن ولید کو قتل کر دینے کی سازش تجویز کی تھی لیکن جب خالد بن ولید یہاں آئے تھے تب مجھ پر نہ جانے کیا جادو ہو گیا تھا کہ میری عقل پر پردہ پڑ گئے اور میں اس کو یہاں بلانے کا مقصد اصلی فراموش کر گیا۔ وہ تو چلا گیا بلکہ پانچ قیدیوں کو بھی چھڑا کر اپنے ساتھ لے گیا۔ واقعی بہت افسوس کی بات ہو گی لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

حضرت خالد بن ولید رومی لشکر کی سرحد سے اسلامی لشکر کے کیمپ کی طرف سرعت سے روانہ ہوئے۔ کسی بھی رومی سپاہی کو مزاحم ہونے کی جرأت نہ ہوئی بلکہ سب کے سب دیکھتے ہی رہ گئے۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کا مع پانچ قیدی صحابہ کے اسلامی لشکر کے کیمپ میں صحیح وسلامت واپس لوٹنے پر حضرت ابوعبیدہ نہایت مسرور ہوئے اور کیمپ میں خوشی کی لہر پھیل گئی۔ نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کر کے ان کا استقبال کیا اور تہنیت پیش کی۔ حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ کو باہان کے کیمپ کی اول تا آخر داستان سنائی اور کہا کہ قسم ہے صاحب منبر اور روضۂ شریف کی! باہان ہماری تلواروں سے ڈر گیا اور مرعوب ہو کر قیدیوں کو رہا کر دیا اور ہم کو بھی واپس جانے دیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد سے پوچھا کہ جنگ اور صلح کے معاملہ میں کیا طے کر کے آئے ہو؟ حضرت خالد نے کہا کہ اے سردار لڑائی کرنے پر قرارداد ہوئی ہے۔ لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے تمام مجاہدوں کو حکم دیا کہ آئندہ کل رومی لشکر سے جنگ ہو گی لہٰذا اپنے ہتھیاروں کو درست کرلو اور اللہ کی نصرت و مدد پر بھروسہ رکھو۔ حضرت خالد نے مجاہدوں سے فرمایا کہ میں نے دشمن کے لشکر کا قریب سے معائنہ کیا ہے۔ ان کی تعداد کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ حد نظر مثل چیونٹیوں کے پھیلے ہوئے ہیں اور ہر طرح کا سامان جنگ ان کے پاس ہے لیکن لڑنے کے لئے جس کی اہم ضرورت ہوتی ہے وہ دل ان کے پاس نہیں۔ پست ہمتی اور بزدلی نے ان کو گھیر رکھا ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ان

marfat.com

کا کوئی ناصر و مددگار نہیں جب کہ ہمارا مددگار قادر مطلق رب تبارک و تعالیٰ ہے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ'' (پارہ:۲۶، رکوع:۵، سورہ محمد، آیت:۱۱)

ترجمہ: ''اس لئے کہ مسلمان کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔'' (کنز الایمان)

لہٰذا اے مجاہدو! خدا کی نصرت پر کامل اعتماد رکھ کر جوانمردی سے رومیوں کا مقابلہ کرنا، صبر و استقلال سے کام لینا۔ تمام نے بیک زبان جواب دیا کہ اے ابا سلیمان! جہاد ہماری خواہش ہے اور شہادت ہماری آرزو ہے۔ ہم ثابت قدمی سے شمشیر زنی اور نیزہ زنی کر کے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہماری جانیں نثار کریں گے۔ حضرت خالد ان کے جواب سے خوش ہوئے، دعائے خیر و عافیت دے کر فرمایا کہ اب اپنے جنگی آلات درست کرنے میں لگ جاؤ۔ تمام مجاہد آئندہ کل ہونے والی جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

''جنگ یرموک کا تیسرا دن''

صبح لشکر اسلام نے حضرت ابوعبیدہ کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔ نماز کے بعد مجاہدین اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر میدان میں نکلے۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد سے فرمایا کہ میں نے تم کو لشکر پر سردار مقرر کیا ہے لہٰذا تم کو مناسب معلوم ہو اس طرح میمنہ، میسرہ وغیرہ پر سردار مقرر کرو اور جس طرح چاہو صفوں کو مرتب کرو۔ حضرت ابوعبیدہ نے لشکر کے تمام سرداروں اور اہم رکنوں کو حکم دیا کہ حضرت خالد بن ولید کا حکم مثل میرے حکم ہے لہٰذا وہ جو حکم دیں اس کی اطاعت کرنا تم پر لازم ہے۔ حضرت خالد نے تجربہ کار شہسواروں کو لشکر کے اہم اہم حصوں پر سردار مقرر کرنے کے بعد صفوں کی ترتیب شروع کر دی اور آفتاب آسمان میں ابھی تھوڑا ہی بلند ہوا تھا کہ حضرت خالد لشکر کی ترتیب سے فارغ ہو گئے۔ پھر حضرت خالد نے تمام صفوں کے درمیان گشت فرمایا اور یہ فرماتے تھے کہ اے حاملان قرآن! صبر و استقلال کرنا کیونکہ صبر کرنے والا غالب رہتا ہے۔ بزدلی اور ڈر کو اپنے قریب بھی مت آنے دینا کیونکہ میدان جنگ میں نامردی اور خوف کے سبب سے ذلت اور خواری ملتی ہے۔

باہان ارمنی بھی رومی لشکر لے کر میدان میں آ گیا تھا لیکن باہان کو اپنے لشکر کو ترتیب دینے میں بہت دیر لگی۔ رومی لشکر کی کل تیس صفیں مرتب ہوئیں اور ہر صف اسلامی لشکر کے برابر تھی۔ لشکر کے آگے مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے باہان نے جبلہ بن ایہم کے فوجی عرب متنصرہ کو رکھا۔ رومی لشکر کے آگے پانچ رطل خالص چاندی کی صلیب (✝) رکھی گئی تھی جس میں سونے کی مینا کاری کی ہوئی تھی اور چاروں گوشوں میں قیمتی جواہر جڑے ہوئے تھے جو مثل ستاروں کے چمکتے تھے۔ اس صلیب کے اردگرد نصرانی راہب اور قس کا گروہ ہاتھوں میں انجیل لئے ہوئے تھے۔ جو صلیب کو دھونی دیتے تھے اور انجیل پڑھتے تھے اور رومی لشکر کی کامیابی کی دعائیں مانگتے تھے۔

باہان رومی لشکر کی ترتیب سے فارغ ہوا اور اس نے اسلامی لشکر کی طرف نظر التفات سے دیکھا تو اسلامی لشکر کی تعداد بہت کم معلوم ہوئی۔ پورا اسلامی لشکر رومی لشکر کی صف کے برابر نہ تھا لیکن اسلامی لشکر کی حضرت خالد نے ایسی عمدہ صف بندی

marfat.com

کی تھی کہ باہان دیکھ کر حیران رہ گیا۔ تمام صفیں قطار میں ایسے سلیقہ سے استادہ تھیں کہ آہنی دیوار معلوم ہوتی تھی اور ہر مجاہد اس ہیئت سے کھڑا تھا کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں جو ذرا سی حرکت کرنے پر اڑ جائیں گے۔ رحمت عالم و جان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تربیت کردہ اور تعلیم یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صف بندی کے معاملے میں ایسے ماہر تھے کہ ان کی صف بندی کی قرآن مجید میں تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ''

(پارہ:۲۸، رکوع:۹، سورہ الصف، آیت:۴)

ترجمہ: ''بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا (صف) باندھ کر، گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی (سیسہ پلائی دیوار) (کنز الایمان)

تفسیر: ''یعنی ایک سے دوسرا ملا ہوا، ہر ایک اپنی جگہ جما ہوا دشمن کے مقابل سب کے سب مثل شے واحد کے''۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص:۹۹۴)

باہان نے جب اسلامی لشکر کی صف بندی دیکھی تو اس پر ایک اَن جان خوف طاری ہوا اور اسلامی لشکر کا رُعب اور دبدبہ اس کے دل میں سما گیا۔

حاکم بصرہ حضرت روماس کا اسلامی لشکر کی جانب سے رومی بطریق سے لڑنا:

باہان نے اپنے لشکر کو ترتیب دینے کے بعد ہرقل بادشاہ کے دربار کے ایک مقرب بطریق کو میدان میں اتارا۔ وہ بطریق رومی لشکر کے روساء میں سے تھا۔ اس کے بھاری ڈیل ڈول کی جسامت اور دراز قد وقامت کی وجہ سے وہ پہاڑ کی چٹان کی طرح نظر آتا تھا۔ جواہرات سے جڑی ہوئی سونے کی صلیب گلے میں لٹکائے ہوئے اور سامان جنگ سے آراستہ ہو کر میدان میں آیا اور اپنے گھوڑے کو گرداوا دینے لگا۔ مثل بادل گرجتی آواز میں پکار کر مقابل طلب کرنے لگا۔ حاکم بصریٰ روماس جنہوں نے فتح بصریٰ کے دن اسلام قبول کیا تھا اور اپنی جان کو اللہ کے لئے وقف کر کے اسلامی لشکر کے ساتھ رومیوں سے لڑنے نکل پڑے تھے۔ انہوں نے رومی بطریق کے چیلنج کو اٹھائے ہوئے میدان میں آئے۔ رومی بطریق نے حاکم روماس کو فوراً پہچان لیا کہ یہ حاکم بصریٰ روماس ہے جس نے دین اسلام قبول کرلیا ہے۔ رومی بطریق نے کہا کہ اے روماس! تم پر افسوس ہے کہ تم نے اپنا دین چھوڑ کر مسلمانوں کا دین اختیار کرلیا ہے۔ حضرت روماس نے جواب دیا کہ میں نے اسلام کو سچا دین پایا ہے۔ جو شخص اس دین میں داخل ہوا اس کو نیک بختی اور بھلائی حاصل ہوئی اور اس کی دنیا وآخرت سنور گئی اور جو دین اسلام سے منحرف ومخالف ہوا وہ گمراہ اور برباد ہوا۔ اتنا فرما کر حضرت روماس نے رومی بطریق پر حملہ کر دیا۔ رومی بطریق نے وار خالی پھیرا اور جوابی وار کیا جس کو حضرت روماس نے ڈھال پر لے جا کر بچایا۔ دونوں فن حرب کے کہنہ مشق اور تجربہ کار تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر حملے کر کے جنگ کے کرتب اور لڑائی کے ڈھنگ دکھائے۔ کافی دیر تک دونوں میں جنگ جاری رہی اور دونوں لشکر کے لوگ ان کی لڑائی کے داؤ پیچ دیکھ کر حیرت وتعجب کرتے تھے۔ دوران لڑائی رومی بطریق نے موقع پا کر حضرت روماس کے شانہ پر وار

marfat.com

کر دیا۔ تلوار کی کاری ضرب کی وجہ سے گہرا زخم ہو گیا اور حضرت روماس کے جسم سے خون کا چشمہ بہنے لگا۔ کثرت سے خون بہتا دیکھ کر حضرت روماس نے گھوڑے کی باگ پھیری اور اسلامی لشکر کی طرف گھوڑا دوڑایا۔ بطریق نے ان کا تعاقب کیا لیکن پا نہ سکا اور حضرت روماس شدید زخمی حالت میں اسلامی لشکر میں واپس آئے۔ مجاہدوں نے ان کو گھوڑے سے اتارا اور زخم باندھا۔ تمام مجاہدوں نے حضرت روماس کی کوشش جہاد کا شکریہ ادا کیا اور دعائے جزائے خیر سے نواز کران کی حوصلہ افزائی کی۔

حضرت روماس کے زخمی ہو کر واپس پلٹنے پر رومی بطریق کا حوصلہ بڑھ گیا اور تکبر و غرور کے نشے میں اس کے دماغ میں اپنی شجاعت کی ہوا بھر گئی۔ اپنے گھوڑے کو میدان میں گرداوے دینے لگا۔ زور زور سے تلوار گھمانے لگا اور بھیڑیئے کی طرح چلّا کر مقابل طلب کرتے ہوئے کہنے لگا کہ کون ہے جو میرے مقابل آئے تا کہ اس کے خون سے اپنی تلوار کی پیاس بجھاؤں اور اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچاؤں۔

حضرت قیس بن ہبیرہ کا بطریق کے مقابل آنا اور حضرت قیس کی تلوار کا ٹوٹنا:

رومی بطریق کو متکبرانہ لہجے میں گرجتے دیکھ کر حضرت میسرہ بن مسروق عبسی میدان میں آنے کے لئے نکلے لیکن حضرت خالد نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا کہ تم ضعیف اور بوڑھے شخص ہو۔ تمہارا جانا مناسب نہیں لہٰذا حضرت میسرہ رک گئے۔ حضرت عامر بن طفیل الدوسی نے حضرت خالد سے کہا کہ اے سردار! آپ مجھے جانے کی اجازت دیں تا کہ میں اس مغرور کا غرور توڑ دوں۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اے عامر! تم کم سن ہونے کی وجہ سے اس بطریق سے برابر ٹکر نہیں لے سکو گے لہٰذا تم توقف کرو۔ حضرت عامر نے کہا کہ سردار! آپ نے اس رومی بطریق کو بہت اہمیت دے دی ہے اور کیا وجہ ہے کہ دو شخصوں نے آپ سے اس کے مقابلے میں جانے کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے جانے نہیں دیا۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ جب یہ بطریق حضرت روماس سے لڑتا تھا تب میں نے اس کی لڑائی کو بغور دیکھا تھا۔ اس کے لڑنے کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بہت تجربہ کار اور جنگجو شجاع ہے اور وہ تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا دے اس لئے میں نے ازراہ شفقت تم کو جانے کی اجازت نہیں دی۔ لہٰذا دل چھوٹا نہ کرو اور اپنی جگہ اطمینان سے ٹھہرو۔

اسلامی لشکر سے مقابلہ کرنے والے کو نکلنے میں دیر ہوئی تو رومی بطریق چیخ چیخ کر مقابل طلب کرنے لگا۔ حضرت حرث بن عبداللہ ازدی نے حضرت خالد سے جانے کی اجازت مانگی۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ بے شک تم میں سخت دلیری اور قوت ہے اور تم مرد چالاک بھی ہو۔ اللہ کا نام لے کر مقابلہ کرنے نکلو۔ حضرت حرث بن عبداللہ نے اپنا لڑائی کا سامان درست کیا اور میدان کی طرف جانے کے لئے آمادہ ہوئے۔

حضرت حرث روانہ ہو رہے تھے کہ حضرت خالد نے فرمایا کہ اے عبداللہ کے بیٹے! میرے ایک سوال کا جواب دو۔ کیا اس سے پہلے تم نے کسی جنگ میں کسی سے مقابلہ کیا ہے؟ حضرت حرث نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ پہلا موقع ہے کہ مجھے یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ تم بھی ٹھہر جاؤ کیونکہ وہ بطریق کہنہ مشق تجربہ کار ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے مقابلے میں وہی نکلے جو تجربہ کار ہو۔ یہ فرما کر حضرت خالد نے حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی کی طرف دیکھا۔ حضرت قیس

marfat.com

نے کہا کہ اے ابا سلیمان! میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا ہوں۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں مقابلہ کرنے جاؤں۔ حضرت خالد نے فرمایا ہاں! بے شک تم اس کے مدمقابل ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کر جاؤ۔ اللہ تمہاری ضرور مدد فرمائے گا۔

حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی ''بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی بَرَکَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمْ '' پڑھتے ہوئے میدان میں گئے۔ اس معاملے کو امام ارباب سیر حضرت علامہ محمد بن عمرو واقدی قدس سرہ کی زبانی سماعت فرمائیں:

''پس کہا قیس نے کہ اے ابا سلیمان! میں جانتا ہوں کہ تم پیش نہ آتے ہو ساتھ میرے اور میرے نکلنے کو مراد لیتے ہو کہ میں جاؤں اس کے مقابلے کو۔ پس کہا خالد بن ولید نے کہ جاؤ تم اللہ غالب اور بزرگ کا نام لے کر بتحقیق تم مثل اس کے ہو اور اللہ تمہاری اعانت کرے گا اس پر پس نکلے قیس بن ہبیرہ رحمہ اللہ اور روانہ کیا انہوں نے اپنے گھوڑے کو میدان میں یہاں تک کہ نرم اور ملائم کر دیا اس کی طبیعت کو اور توڑ دیا اس کے تیر کو پس آگے بڑھایا اس کو بجانب بطریق کے اور وہ کہتے تھے ''بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی بَرَکَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمْ '' اور نزدیک ہوئے وہ بطریق سے'' (حوالہ: فتوح الشام از: علامہ واقدی، ص: ۲۴۳)۔

قارئین کرام غور فرمائیں! حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابیٔ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ میدان جنگ میں جہاں موت کا سامنا ہونے والا ہے ایسے خطرناک مہم پر جاتے وقت اپنی حفاظت اور غلبہ حاصل کرنے کے لئے ''علی برکة رسول اللہ '' یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت پر'' کہتے ہوئے میدان میں جاتے ہیں۔ حضرت قیس بن ہبیرہ میدان میں رومی بطریق پر حملہ کرنے جا رہے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے آقا و مولیٰ، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات دافع البلاء سے استعانت کی اور ان کی برکت کے طفیل فتح ونصرت کا اعتماد کامل کیا۔ حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی ہی نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود بابرکت کے طفیل ہی ہم پر رحم وکرم فرماتا ہے اور ان کی برکت سے ہم کو فتح ونصرت ملتی ہے۔ لیکن دور حاضرہ کے منافقین کا عقیدہ صحابہ کرام کے عقیدے سے برعکس ہے بلکہ صحابہ کرام کا جو عقیدہ تھا وہ ان کے نزدیک شرک ہے۔

☆ وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے امام وپیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ:

''لہٰذا کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے، دور ونزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دہائی دے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے...... تو ان سب باتوں سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔''

(حوالہ: تقویۃ الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص: ۲۲)

مندرجہ بالا عبارت میں دہلوی صاحب کہتے ہیں کہ کسی کا نام لے کر دشمن پر حملہ کرنے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ ناظرین غور فرمائیں کہ حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی تلوار لے کر میدان میں کیوں گئے تھے؟ رومی بطریق پر حملہ کرنے گئے تھے۔ پھولوں کا ہار پہنانے نہیں گئے تھے اور جب حملہ کرنے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت ونصرت کا ورد کرتے ہوئے گئے تھے۔ ناظرین انصاف فرمائیں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے شرک کے فتویٰ کی مشین گن کا وار کس پر ہو رہا ہے؟

marfat.com

القصہ! حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی جب میدان میں آئے تو ان کا سرعت سے تلوار گھومانی اور گھوڑے کو گرداوا دینے کی مہارت دیکھ کر رومی بطریق نے تاڑ لیا کہ یہ لڑائی کے فن کے ماہر ہیں لہٰذا اس نے اپنے آپ کو چوکنا کیا اور بہت احتیاط سے لڑنے لگا۔ دونوں میں شمشیر زنی ہوتی رہی۔ دونوں آزمودہ کار جنگجو تھے۔ دونوں نے تلوار زنی کے کرتب دکھا کر دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈال دیا۔ دونوں ایسے زور سے تلوار مارتے تھے کہ تلوار سے جب تلوار ٹکراتی تھی تب آگ کی چنگاریاں اُڑتی تھیں۔ دوران لڑائی حضرت قیس نے موقع پا کر بطریق پر تلوار کا وار کیا۔ بطریق نے وار کو خالی پھیرنے کے لئے سپَر پر لیا لیکن وار ایسا شدید تھا کہ ڈھال کو پھاڑ کر تلوار بطریق کے سر پر لگی لیکن بطریق نے لوہے کا خود (Helmet) پہنا تھا۔ تلوار خود میں ایسی پیوست ہوئی کہ کھینچنے کے باوجود نہیں نکلی اور حضرت قیس نے زور لگا کر نکالنے کی کوشش کی تو تلوار کا قبضہ ہاتھ میں رہ گیا۔ حضرت قیس کی تلوار کا وار سر پر رسید ہونے سے بطریق لرز گیا تھا لیکن جب اس نے حضرت قیس کو بغیر تلوار کے دیکھا تو اس نے حضرت قیس پر تلوار کا وار کیا اس کی تلوار کا شانہ پر لگنے کے باوجود کوئی ضرر نہیں پہنچا کیونکہ حضرت قیس نے لوہے کی زرہ (Armour) پہنی تھی۔ بطریق نے دوسرا وار کرنے کا قصد کیا لیکن حضرت قیس نے چھلانگ لگائی اور بطریق سے چمٹ گئے اور اس کو گھوڑے سے زمین پر ڈال دیا۔ اب دونوں میں کشتی ہونے لگی۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رات بھر عبادت کر کے شب بیداری کیا کرتے تھے اور دن میں اکثر و بیشتر روزہ رکھتے تھے لہٰذا ان کا جسم دبلا پتلا تھا جب کہ رومی بطریق بھینسے کی طرح موٹا اور فربہ تھا۔ حضرت قیس کے دونوں ہاتھ کی گرفت میں بھی وہ نہیں سماتا تھا۔ اس کی گردن کا حلقہ ہی تین چار بالشت کا تھا لہٰذا وہ حضرت قیس کی پکڑ میں نہیں آتا تھا۔ تھوڑی دیر اسی طرح کشتی ہوتی رہی اور رومی بطریق حضرت قیس پر چڑھ بیٹھا اور قریب تھا کہ وہ قابو پا کر آپ کو شہید کر دے یا قید کر لے۔ حضرت قیس نے تمام طاقت سے اپنے جسم کو لچک دے کر کروٹ بدلتے ہوئے اتنے زور سے مروڑ دیا کہ بطریق اپنا جسمانی توازن کھو بیٹھا اور لڑھک کر گرا۔ حضرت قیس نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سرعت سے کھڑے ہو کر جست لگا کر گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو گئے۔ بطریق اپنے موٹاپن کی وجہ سے سرعت سے اٹھ نہ سکا۔ لہٰذا حضرت قیس نے گھوڑے کو ایڑی ماری اور اسلامی لشکر کی طرف گھوڑے کو دوڑایا تاکہ کسی سے تلوار لے کر واپس آ جائیں۔ بطریق بھی اب گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس نے حضرت قیس کو اسلامی لشکر کی جانب جاتے ہوئے دیکھ کر یہ گمان کیا کہ حضرت قیس مجھ سے ڈر کر بھاگے ہیں۔ بطریق نے تعاقب کیا۔ حضرت قیس نے بطریق کو آتا دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ اے نفس! تو موت سے دور بھاگتا ہے؟ ارے موت تو تیری خواہش و آرزو ہے۔ واپس پلٹ تاکہ بھاگنے والوں میں تیرا شمار نہ ہو۔ یہ خیال آتے ہی حضرت قیس نے زور سے لگام کھینچی۔ گھوڑا چراغ پا ہو کر ٹھہر گیا۔ حضرت قیس کی کمر میں ایک لمبی یمنی چھری تھی، وہ نکال لی اور گھوڑے کی باگ رومی بطریق کی طرف پھیر دی۔ سامنے سے رومی بطریق برہنہ تلوار گھوماتا ہوا آ رہا تھا۔ حضرت قیس نے اپنا گھوڑا اس کی طرف دوڑایا۔ بڑا نازک مرحلہ تھا۔ بطریق کے ہاتھ میں تلوار تھی اور حضرت قیس کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ اب دونوں بالکل قریب آ گئے کہ دفعۃً حضرت قیس نے گھوڑے کو موڑ کر ایک طرف کُودایا اور بطریق کی لائن وخط سے باز و کو ہٹ گئے۔ بطریق اتنی رفتار سے آ رہا تھا کہ یک لخت

marfat.com

گھوڑا روک نہ سکا اور آگے نکل گیا۔ دور جا کر گھوڑا روکا اور پھر گھوڑے کا رخ حضرت قیس کی طرف پھیرا۔

حضرت خالد بن ولید دور سے حضرت قیس اور رومی بطریق کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ جب حضرت قیس اسلامی لشکر کی طرف آتے آتے رک گئے اور خنجر نکال کر بطریق سے لڑنے واپس گئے تب حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو تلوار دے کر روانہ کیا کہ جلدی جاؤ اور حضرت قیس کو تلوار دے آؤ حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے ساتھ دو تلواریں لیں ایک اپنے لئے اور ایک حضرت قیس کو دینے کے لئے۔ پیٹھ کی جانب نیزہ لٹکایا اور تیز گھوڑا دوڑاتے ہوئے میدان کی طرف روانہ ہوئے اور عین اس وقت حضرت قیس کے قریب پہنچ گئے جب حضرت قیس اور بطریق کے گھوڑے آمنے سامنے آرہے تھے اور حضرت قیس نے چکما دے کر اپنا گھوڑا ایک طرف کو ہٹا لیا تھا۔ جب بطریق نے اپنے گھوڑے کا رخ موڑا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت قیس کے قریب حضرت عبدالرحمٰن موجود ہیں۔ جس طرح حضرت خالد نے اپنے ساتھی کو عین وقت پر مدد بھیج دی اسی طرح جب رومی لشکر کے لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن کو میدان میں آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے یہ گمان کیا کہ یہ اپنے ساتھی کو لڑنے میں مدد کرنے آرہے ہیں لہٰذا رومی لشکر سے بھی دو گبر اپنے ساتھی کی کمک کرنے فوراً روانہ ہوئے اور میدان میں آ گئے۔

اب میدان میں دو مقدس صحابی اور تین نجس رومی تھے۔ رومی بطریق کی مدد کرنے آئے ہوئے دو گبروں نے حضرت عبدالرحمٰن سے کہا کہ یہ کیا بے انصافی ہے کہ ہمارے ایک آدمی کے مقابلے میں تم دو آدمی ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ میں صرف اپنے ساتھی کو تلوار پہنچانے آیا ہوں اور واپس پلٹ جاتا ہوں۔ ہم کبھی بے انصافی نہیں کرتے اور حقیقت یہ ہے کہ تمہارے سو کے مقابلے میں ہمارا ایک آدمی کافی ہے۔ لہٰذا اگر تم کو اس کا تجربہ کرنا ہے تو اس وقت تم تین ہو۔ ہم دو ہیں لیکن بجائے دو کے ہم میں سے صرف ایک آدمی تم سے نپٹ سکتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی شجاعت

حضرت عبدالرحمٰن کی بات سن کر تینوں رومی جل کر کباب ہو گئے اور انہوں نے غصہ اور تکبر سے آنکھیں چڑھا کر بے تکی بکواس کرنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت قیس سے فرمایا کہ میں تم سے بواسطۂ اللہ تعالیٰ درخواست کرتا ہوں کہ تم نے بطریق سے لڑنے میں بہت مشقت اٹھائی ہے لہٰذا تھوڑی دیر کے لئے ایک طرف ہٹ کر ٹھہرو تاکہ آرام حاصل کر لو اور دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں۔ حضرت قیس تھوڑا ہٹ گئے اور دفعۃً حضرت عبدالرحمٰن نے بطریق کی مدد کرنے آنے والے دو گبروں میں سے ایک کے سینہ پر ایسا زور سے نیزہ مارا کہ پشت کے آر پار جا نکلا اور وہ مردہ ہو کر زمین پر گرا۔ اپنے ساتھی کا حشر دیکھ کر دونوں رومی تلملا اٹھے اور طیش میں آ کر حضرت عبدالرحمٰن پر حملہ کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن دو رومی کے مقابلے میں اکیلے تلوار زنی کرتے تھے لیکن ان کی تلوار زنی کی مہارت و سرعت کا یہ عالم تھا کہ دو رومی بھی کم پڑتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن کی تلوار بجلی کی طرح تیز رفتاری سے ایسی گھومتی تھی کہ اس کو دیکھ کر دونوں رومی کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ حضرت قیس نے چاہا کہ حضرت عبدالرحمٰن کی اعانت کریں لہٰذا وہ نزدیک آئے لیکن حضرت عبدالرحمٰن نے ان سے کہا کہ میں تم کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھ کو اکیلا لڑنے دو۔ میں ان دونوں کو جہنم کی آگ میں پہنچا دیتا ہوں اور اگر میں شہید

marfat.com

ہو جاؤں تو حضرت عائشہ صدیقہ کو میرا اسلام کہہ دینا۔

تھوڑی دیر تلوار زنی کرنے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن نے پھر ایک مرتبہ نیزہ نکالا اور نیزہ گھمانے لگے۔ حضرت قیس دور کھڑے کھڑے حضرت عبدالرحمٰن کی دلیری اور بہادری کے جوہر دیکھ کر تعجب کرتے تھے اور ان کی سلامتی کی دعا کرتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے مدد کو آنے والے دوسرے گبر کو سینہ پر نیزہ مارا لیکن نیزہ زرہ میں پھنس گیا۔ زرہ کی لوہے کی کڑی نیزہ کی نوک میں ایسی پیوست ہو گئی کہ نیزہ نہ گبر کے جسم میں زخم کرتا تھا اور کھینچنے پر واپس نکلتا بھی نہ تھا۔ لہٰذا حضرت عبدالرحمٰن نے ہاتھ سے نیزہ چھوڑ دیا اور میان سے تلوار نکال کر ایسا شدید وار کیا کہ گبر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا۔ اب پہلے لڑنے آنے والا بطریق بچا۔ اس نے اپنے معاون دونوں گبروں کو کشتہ دیکھے تو اب اس کو بھی اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ موت کے خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اس کے اوسان خطا ہو گئے اور عقل کے طوطے اڑ گئے۔ بدحواسی کے عالم میں بے ترتیب تلوار گھمانے لگا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت قیس بن ہبیرہ کو پکار کر کہا کہ یہ تمہارا شکار ہے۔ کیونکہ تم سے لڑنے یہی میدان میں آیا تھا لہٰذا اس کو دوزخ کی آگ میں پہنچانے کے ثواب کے حقدار تم ہو حضرت قیس نے بطریق کے سر پر تلوار کا ایسا شدید وار کیا کہ تلوار خود کو توڑتی ہوئی اس کے سر کو حلق تک چیر دیا اور بطریق کے سر کے چیتھڑے اڑا دیئے اور بطریق زمین پر ایسے گرا جیسے کوئی بھینسا ذبح ہو کر زمین پر پڑا ہوتا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر رومی لشکر میں خوف کی کپکپی پھیل گئی اور بعضوں نے بعض سے کہا کہ یہ عرب انسان ہیں یا جنات؟

تینوں رومی کو قتل کرنے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت قیس اسلامی لشکر میں واپس آئے۔ حضرت قیس لشکر میں آ کر اپنی جگہ ٹھہر گئے لیکن حضرت عبدالرحمٰن واپس میدان میں آ کر اپنے گھوڑے کو گرداوا دینے لگے اور رومیوں کو پکار کر مقابل بھیجنے کا کہا لیکن کسی بھی رومی سپاہی نے میدان میں آنے کی جرأت نہ کی لہٰذا حضرت عبدالرحمٰن رومی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ ان کا چہرہ ارغوان کے پھول کی طرح سرخ ہو کر چمک رہا تھا۔ ان کو اپنی طرف آتا دیکھ کر رومیوں پر ایسی دہشت اور ہیبت چھا گئی، جان بچانے کے لئے حضرت عبدالرحمٰن کی تلوار کی ضد سے محفوظ رہنے کے لئے دائیں بائیں ہونے لگے۔ نتیجۃً ان کی صفیں الٹ گئیں اور صف بندی کی ترتیب درہم برہم ہو گئی۔ حضرت عبدالرحمٰن کی تلوار کی جھپٹ میں دو رومی آ گئے اور خربوزہ کی طرح کٹ گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن پھر بیچ میدان میں آ گئے اور للکار للکار کر رومیوں کو ڈرانے لگے اور اپنا نام جتا جتا کر مقابل طلب کرنے لگے۔ رومی لشکر سے ایک گبر مقابلہ کرنے نکلا بلکہ یوں سمجھو کہ مرنے کے لئے آیا۔ وہ گبر میدان میں آ کر ٹھہرے اور اپنی تلوار سنبھالے اتنا موقع ہی اسے نہ ملا۔ اس کے آتے ہی حضرت عبدالرحمٰن نے ایک ہی وار میں اسے زمین پر کشتہ ڈال دیا۔ پھر دوسرا آیا۔ اس کا بھی یہی حال ہوا۔ اب مقابلہ کرنے میدان میں آنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔

اسلامی لشکر پر رومیوں کا اجتماعی حملہ:

باہان نے جب حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کی دلیری کی کیفیت معلوم کی اور ہرقل بادشاہ کے مقرب بطریق کے

marfat.com

قتل ہونے کی اسے اطلاع ملی تو وہ بوکھلا گیا۔ اس نے فوراً حکم جاری کیا کہ لشکر کی اگلی دس صفیں یکبارگی اسلامی لشکر پر حملہ کر دیں۔ باہان کا حکم ملتے ہی رومی لشکر کے آگے کی دس صفیں اسلامی لشکر پر امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح ٹوٹ پڑیں۔ اسلامی لشکر صف بندی سے آراستہ اور چوکنا ہی تھا۔ رومی لشکر کے سیلاب کے سامنے جیش اسلام کے مجاہد آہنی دیوار کی طرح ثابت قدم رہے۔ رومی لشکر کی بھاری کثرت کی وجہ سے ایسا شوروغل بلند ہوا کہ دور دور جنگل تک آواز سنائی دی۔ چرند اور پرند گھبرا کر بھاگ نکلے۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی وجہ سے گرد و غبار کے بادل اٹھنے لگے اور میلوں تک دکھائی دینے لگے۔ جنگ کی آگ کا تنور بھڑک اٹھا تھا۔ برق رفتاری سے نیزے اور تلواریں ٹکراتی تھیں اور چقا چاق صدائیں گونجتی تھیں۔ مقتول اور زخمی کی چیخیں ماحول کی سنگینی میں اضافہ کرتی تھیں۔ موت کا بازار تیز و گرم تھا۔ گھمسان کی لڑائی جاری تھی۔ معرکہٗ جنگ ایسا شباب پر تھا کہ بڑے بڑے دلیروں کے بھی دل دہل جائیں۔ اسلامی لشکر کے مجاہدین سروں پر کفن باندھ کر رومی حملہ کے سامنے ثابت قدمی سے جمے رہے۔ آفتاب کے بلند ہونے سے غروب ہونے تک معرکہٗ جنگ کی سرگرمیاں سرد نہ ہوئیں۔ آفتاب نے غروب ہو کر ماحول ٹھنڈا کر دیا۔ جنگ موقوف ہوئی اور دونوں لشکر اپنے اپنے کیمپ میں واپس لوٹے۔ رومی بھاری تعداد میں مقتول ہوئے تھے جبکہ اسلامی لشکر سے بہت قلیل تعداد میں مجاہدوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ شہید ہونے والوں میں حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی کے بھتیجے حضرت سوید بن بہرام بھی تھے۔ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''۔

حضرت قیس کا رات میں بھتیجے کی لاش تلاش کرنے جانا اور ایک سو رومیوں کو قتل کرنا:

حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی نے اپنے بھتیجے حضرت سوید کو اسلامی لشکر کے ساتھ کیمپ میں واپس آتے نہیں دیکھا تو ان کو حضرت سوید کی شہادت کا اندیشہ ہوا لہٰذا رات کے وقت وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر معرکہٗ میدان میں مشعلیں لے کر گئے۔ میدان میں بے شمار لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور ان میں اکثریت رومیوں کی تھی۔ حضرت قیس نے لاشیں ٹٹول ٹٹول کر حضرت سوید کی لاش ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی مگر لاش دستیاب نہ ہوئی۔ حضرت قیس مایوس ہو کر پلٹنے کا ارادہ کرتے تھے کہ دفعۃً کچھ رومی سپاہی ہاتھ میں مشعلیں لئے ہوئے میدان کی طرف آرہے تھے۔ حضرت قیس نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ رومی گبرآ رہے ہیں۔ خدا کی قسم! میں اپنے بھتیجے کا بدلہ لے کر رہوں گا۔ حضرت قیس اور ان کے ساتھیوں نے مشعلیں بجھا دیں۔ وہ کل سات اشخاص تھے۔ وہ ساتوں الگ الگ ہو گئے اور لاشوں کے درمیان مثل مردہ لیٹ گئے۔ رومی سپاہی قریب آئے وہ کل ایک سو آدمی تھے۔ معرکہٗ میدان میں آکر رومی سپاہیوں نے لاشیں ٹٹولنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر اِدھر اُدھر کی لاشیں ٹٹولیں اور اس بطریق کی لاش کو ڈھونڈ نکالا جس کو آج دن میں حضرت قیس ہی نے قتل کیا تھا۔ اس بطریق کی لاش کو اپنے شانوں پر اُٹھا کر رومی واپس جانے لگے۔ رومی سپاہی رومی بطریق کے بھینسے جیسا بھاری بھرکم جسم بڑی مشکل سے اٹھا کر چل رہے تھے حالانکہ وہ بے خوف اور غافل تھے اور رومی لشکر کی جانب جا رہے تھے۔ جب رومی سپاہی اس مقام پر آئے جہاں حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی اور ان کے ساتھی لاشوں کے درمیان لیٹے ہوئے تھے تو تمام مجاہد کھڑے ہو گئے اور ٹوٹ پڑے۔ اچانک اس طرح کے حملہ کی رومیوں کو توقع نہ تھی لہٰذا وہ بوکھلا گئے۔ وہ کچھ سوچیں اور سمجھیں اور کریں اتنے عرصہ میں مجاہدوں کی تلواریں

marfat.com

ان کے سروں اور گردنوں پر پڑنے لگیں۔ مجاہدوں نے ان کو گاجر اور مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ حضرت قیس نے اکیلے سولہ رومیوں کو قتل کیا اور جب وہ کسی رومی کو قتل کرتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ یہ میرے بھتیجے کے بدلے میں ہے یا یہ کہتے تھے کہ یہ میرے بھتیجے کی طرف سے ہے۔ الغرض مجاہدوں نے آن کی آن میں ایک سو رومی سپاہیوں کو واصل جہنم کر دیا۔

جب رومیوں کو قتل کرنے کے بعد حضرت قیس اور ان کے ساتھی اسلامی لشکر کے کیمپ کی طرف واپس لوٹتے تھے تب انہوں نے لاشوں کے درمیان سے کسی کے کراہنے کی آواز سنی۔ حضرت قیس اس آواز کے قریب گئے اور دیکھا تو وہ حضرت سوید تھے۔ زندگی کی آخری سانسیں لے رہے تھے۔ ان کا جسم خون سے لت پت تھا اور زخم کی شدت کی وجہ سے کراہ رہے تھے۔ حضرت قیس فوراً اپنے بھتیجے سے لپٹ گئے اور رونے لگے۔ اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ اے پیارے بیٹے! تمہارا یہ حال کس طرح ہوا؟ حضرت سوید نے کہا کہ اے محترم چچا جان! میں نے کچھ بھاگتے ہوئے رومیوں کا پیچھا کیا تھا کہ دفعۃً ایک رومی نے پلٹ کر میرے سینے پر نیزے کا وار کیا اور اس کی نوک میری پشت تک آر پار نکل گئی اور میں زمین پر گر پڑا۔ حضرت قیس نے دیکھا کہ حضرت سوید کے سینہ میں دائیں جانب گہرا زخم تھا اور ابھی تک خون بہہ رہا تھا۔

حضرت سوید نے جاں کنی کے عالم میں لرزتی ہوئی آواز میں کہا کہ چچا جان! اس وقت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جنت کی حوریں میرے استقبال کے لئے جمع ہیں اور میرے روح نکلنے کا انتظار کر رہی ہیں۔ حضرت سوید نے اپنے چچا حضرت قیس سے مزید یہ کہا کہ اے چچا! کیا آپ مجھ کو اسلامی لشکر کے خیموں تک پہنچا دیں گے؟ تا کہ میں وہاں مروں۔ حضرت قیس اور ان کے ساتھی حضرت سوید کو اٹھا کر حضرت قیس کے خیمہ میں لے آئے۔ حضرت ابوعبیدہ کو اطلاع ملتے ہی وہ فوراً حضرت قیس کے خیمہ میں آ پہنچے اور حضرت سوید کے سر کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت سوید نزع کے عالم میں تھے۔ لیکن کچھ کہنا چاہتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ اور تمام حاضرین کی آنکھیں بھر آئیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے پوچھا کہ اے بیٹے! تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ حضرت سوید کی زبان سے آخری کلمات یہ نکلے کہ:

"سوید نے کہا ساتھ نیکی اور بہتری اور مغفرت کے جزائے نیک عطا کرے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پس ہر آئینہ سچے تھے وہ اپنے قول میں اور درست ارشاد کیا تھا ہم سے" (یعنی شہید کے لئے جنت کی حوریں ہیں) (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۲۳۸)

حضرت سوید اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اپنے آقا و مولیٰ، رحمت عالم و جان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ اور ان کی یاد میں محو رہے اور ان کے عشق میں ہی اپنا سر قربان کیا۔ بقول:

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

پھر تھوڑی ہی دیر میں حضرت سوید بن بحرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پرواز کر گئی رات ہی میں نماز جنازہ پڑھ کر ان کو دفن کر دیا گیا۔ حضرت سوید رات کی تاریکی میں قبر کی تاریکی میں داخل کیے گئے۔ لیکن عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

marfat.com

بدولت ان کی قبر میں اندھیرا نہیں بلکہ اجالا تھا۔ بقول:

لحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

حضرت سوید کو دفن کرنے کے بعد مجاہدوں نے باقی تمام رات قرآن مجید کی تلاوت، نماز اور استغفار میں بسر کی۔ تمام اللہ تعالیٰ سے مدد اور نصرت کی دعا مانگتے تھے۔

رومی لشکر کا اپنی قوم پر ظلم = باہان کا غصہ = دو بطارقہ کا خواب دیکھنا:

تیسرے دن کی جنگ ختم ہونے پر رات کے وقت رومی لشکر کے تمام بطارقہ، سردار اور اراکین رومی سپہ سالار باہان ارمنی کے خیمہ میں جمع ہوئے۔ خیمہ میں دسترخوان پر عمدہ اور لذیذ کھانے تکلف سے سجائے گئے تھے۔ تمام لوگ دسترخوان پر کھانے بیٹھ گئے لیکن باہان نے کھانا کھانے سے انکار کیا۔ اس کا موڈ (Mood) اتنا خراب تھا کہ اس کو کھانے کی طرف رغبت ہی نہ تھی۔ اس کی ذہنی حالت کے پراگندہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق اور حضرت قیس بن ہبیرہ نے رومی بطریق اور دو گبروں کو قتل کر دیا تھا اس وقت ایک بطریق باہان کے پاس آیا اور سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ اے بادشاہ! آج رات کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ کچھ لوگ سبز گھوڑوں پر سوار ہو کر آسمان سے اترے ہیں۔ ان مسلح سواروں نے عربوں کے لشکر کے آگے قطار بند صفیں باندھ دی ہیں اور ہمارے لشکر اور عربوں کے لشکر کے درمیان حائل ہو گئے ہیں۔ ہمارے لشکر کا کوئی آدمی حملے کا قصد کر کے مسلمانوں کے لشکر کی جانب جاتا ہے تو یہ آسمان سے آنے والے سوار اس کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے ہمارے لشکر کے بے شمار لوگوں کو مار ڈالا ہے۔ بطریق نے باہان سے کہا کہ یہ خواب دیکھنے کے بعد مجھ کو یقین ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کا لشکر ہم پر ضرور غالب آ جائے گا۔ بطریق کی زبان سے خواب کی کیفیت سن کر باہان کا دل خوف سے بھر گیا تھا۔ بعدہٗ اس نے رومی لشکر کی دس صفوں کو یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دیا تھا لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ رومی لشکر کے سپاہی بہت کثرت سے مقتول ہوئے۔ لہٰذا باہان کو بھی بطریق کے خواب کی صداقت کا گمان ہو گیا تھا اور وہ بہت تشویش وفکر میں مبتلا ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے رات کے وقت کھانے کے لئے دسترخوان پر نہیں آیا۔ رومی لشکر کے اراکین و بطارقہ کو جب پتہ چلا کہ سردار باہان آج کی جنگ کے نتیجہ سے فکرمند ہونے کی وجہ سے کھانے سے باز رہا ہے تو وہ سب جمع ہو کر باہان کے پاس آئے اور کہا کہ اے سردار کیا سبب ہے کہ ہم آپ کو پژمردہ خاطر دیکھ رہے ہیں؟ رنج وفکر کے آثار جناب والا کے چہرے سے عیاں ہیں اور ہم کو معلوم ہوا ہے کہ آپ نے کبیدہ خاطر ہو کر کھانا بھی تناول نہیں فرمایا۔ اے سردار! جنگ مثل ڈول کے ہے۔ وہ گھومتی ہے اور اپنا رخ بدلتی ہے۔ کبھی جنگ کا نتیجہ ہماری موافقت میں ہوتا ہے اور کبھی مخالفت میں بھی ہوتا ہے۔ آج ہم نے لڑائی میں ہزیمت اٹھائی ہے تو ہوسکتا ہے کہ آئندہ کل ہم کو غلبہ حاصل ہو۔ کل ہم سب مل کر مسلمانوں پر دھاوا بول دیں گے اور ان کو ختم کر دیں گے۔ باہان نے کہا کہ ہماری شکست ومغلوبی کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ ہم نے

marfat.com

ہمارے دین مسیح اور انجیل کے احکام کی اطاعت سے روگردانی کی ہے۔ گناہ و معصیت کے دلدل میں غرق ہیں اور اپنی ہی قوم کے ضعیف اور کمزوروں پر ظلم وستم کرتے ہیں۔ ہم میں عدل و انصاف باقی نہیں رہا ہے۔

باہان کی یہ بات سن کر اسی وقت ایک رومی کھڑا ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ! آپ ہمیشہ زندہ اور سلامت رہو۔ آپ نے حق بات کہی ہے اور یہ حقیقت بھی ہے۔ ہماری قوم کے زور آور لوگ کمزوروں پر ظلم وستم کرنے میں حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ خدا کا خوف ان کے دلوں میں نام کو بھی نہیں۔ ان کے دل مثل پتھر ہو گئے ہیں اور رحم، عدل و غیرت جیسی ان میں کوئی چیز پائی نہیں جاتی۔ خود مجھ کو ان کے ظلم وتشدد کا تجربہ ہوا ہے۔ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اپنی دردبھری داستان سناؤں۔ باہان نے کہا کہ تم کو اجازت ہے۔ بلا خوف و جھجک بیان کرو۔

رومی فریادی نے کہا کہ اے سردار! تمہارے لشکر کے پڑاؤ کے قریب میری جائے رہائش ہے اور اسی سے ملحق میرا کھیت ہے۔ میرے پاس ایک سو بکریاں تھیں جس کو میرا بیٹا چرایا کرتا تھا۔ تمہارے لشکر کے ایک بطریق سردار نے میری بکریاں دیکھ لیں اور اس کے کھانے کا طلب گار ہوا لہٰذا اس نے روزانہ حسب ضرورت میری بکریاں زبردستی چھین کر کھانی شروع کر دیں۔ اس کو دیکھ کر رومی لشکر کے سپاہیوں نے بھی بکریاں جبراً لے لیں اور میری تمام بکریاں صفاچٹ کر دیں۔ جب میری بیوی کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو بطریق سردار کے پاس شکایت لے کر گئی بطریق سردار نے میری بیوی کو بہت نرم لہجہ میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ لشکر کے سپاہیوں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے لہٰذا آپ محترمہ خیمہ میں آ کر تمام واردات کی تفصیل بتائیں، میں فوراً اس کا تدارک کر دیتا ہوں۔ اس طرح میری بیوی کو پھسلا کر وہ اپنے خیمہ میں لے گیا اور وہاں اس کی عصمت دری (Rape) کی۔ میرا بیٹا میری بیوی کے ہمراہ شکایت کرنے گیا تھا لیکن وہ خیمہ کے باہر کھڑا تھا۔ اس کو اندر جانے کی اجازت نہ دی گئی تھی۔ خیمہ کے اندر میری بیوی کی عصمت دری کا معاملہ ہو رہا تھا تب میری بیوی مدد کے لئے زور زور سے چلا رہی تھی۔ لہٰذا میرا بیٹا خیمہ کے اندر گھس گیا۔ وہ اپنی ماں پر بطریق کو سوار دیکھ کر شور مچانے لگا اور بطریق پر حملہ کرنے کا قصد کیا لیکن بطریق کے محافظوں نے اسے پکڑ لیا۔ اپنے رنگ میں بھنگ ڈالنے کی گستاخی کرنے کی سزا دیتے ہوئے بطریق نے میرے بیٹے کو قتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس کے آدمیوں نے میرے نوجوان اور ہونہار بیٹے کو بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا۔ اس حادثہ کی مجھے خبر ہوئی تو میں بطریق کے پاس انصاف مانگنے گیا اور اس نے بربریت کا اظہار کر کے میرا ہاتھ کاٹ دیا۔ یہ کہہ کر رومی فریادی نے اپنا کٹا ہوا ہاتھ باہان کو دکھایا۔

رومی فریادی کی داستان ظلم سن کر باہان آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے کہا کہ جس نے بھی یہ حرکت کی ہے اسے میں عبرتناک سزا دوں گا۔ پھر باہان نے رومی فریادی سے کہا کہ کیا تم اس بطریق کو جانتے ہو؟ رومی فریادی نے کہا کہ کیوں نہیں؟ وہ اس وقت یہاں موجود ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک بطریق کا گریبان تھام لیا اور کہا کہ اے بادشاہ! یہی وہ ظالم شخص ہے جس نے میرے دل کی دنیا اجاڑی ہے۔ رومی فریادی نے جس بطریق کو مجرم قرار دیا تھا وہ رومی لشکر کا معزز سردار اور اہم رکن تھا لہٰذا اس کی موافقت میں لشکر کے دیگر سرداروں نے شور وغل مچا دیا اور رومی فریادی سے کہا کہ غدار! عربوں سے مال لے کر

marfat.com

ان کے کہنے کے مطابق ہمارے لشکر کے معزز سردار پر غلط الزام لگاتے ہوئے شرم نہیں آتی ؟ تو اس طرح آپس میں پھوٹ ڈالنا چاہتا ہے تا کہ ہم خانہ جنگی میں الجھ جائیں اور اس کا ہمارے دشمن فائدہ اٹھائیں۔ یہ کہہ ایک بطریق نے رومی فریادی کو تلوار ماری اور اس کی گردن اڑادی۔

باہان یہ معاملہ دیکھ کر خشمناک ہوا کہ اس کے مرتبہ کا لحاظ نہیں کیا گیا اور اس کی موجودگی میں اس کے حکم کے بغیر ایک بے قصور اور مظلوم شخص کو قتل کر دیا گیا۔ لہٰذا اس نے گرجتی آواز میں حاضرین کو لعنت ملامت کرتے ہوئے کہا کہ اے سنگ دل ظالمو! سختی ہو تم پر! قسم ہے حق مسیح کی! تم ضرور ذلیل وخوار ہو گے۔ اپنی ہی قوم پر اس طرح علانیہ ظلم وستم کرنے کے باوجود تم کس بنا پر مدد اور غلبہ کی امید رکھتے ہو۔ حالانکہ تمہارے کرتوت ایسے مذموم اور رذیل ہیں کہ اللہ کا تم پر عتاب نازل ہونے والا ہے۔ تمہارا مال واسباب، دولت وخزانہ، زمین اور جائیداد بلکہ تمہارا ملک تم سے چھین کر ان عربوں کو دے دے گا جو اپنے دین کے احکام پر سختی سے پابند ہیں اور اللہ سے ڈر کر منہیات شرعیہ سے باز رہتے ہیں۔ اے بے رحم ظالمو! تم میرے نزدیک اب کتوں، گدھوں بلکہ تمام جانوروں سے بدتر ہو۔ عنقریب تم اپنے ظلم کا برا انجام دیکھو گے۔ اب مجھے تم سے کوئی کام نہیں لہٰذا یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ محفل برخاست کی جاتی ہے۔

باہان کا غضب وغصہ دیکھ کر تمام حاضرین سہم گئے اور سر جھکائے یکے بعد دیگر سب کے سب رفو چکر ہو گئے۔ لیکن ایک بطریق اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ جب پورا خیمہ خالی ہو گیا تب یہ بطریق اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور باہان کے قریب آیا۔ تعظیم کی رسم ادا کرنے کے بعد بطریق نے کہا کہ اے سردار! خدا کی قسم آپ کی بات سو فیصدی حق ہے۔ مجھے بھی یقین ہے کہ ہم ہمارے ظلم وستم کے سبب ضرور مغلوب ہوں گے۔ علاوہ ازیں ایک ضروری امر کی طرف آپ کی توجہ ملتفت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے کل رات ایک خواب دیکھا ہے۔ پھر اس بطریق نے پہلے بطریق کے خواب کے ہوبہو اپنے خواب کی کیفیت بیان کی۔ باہان غور سے اس بطریق کے خواب کی کیفیت سماعت کرتا رہا۔ خواب کی کیفیت سننے کے بعد باہان نے بطریق کو رخصت کیا اور اپنی جگہ کافی دیر تک گہری سوچ وفکر میں غرق ہو کر بیٹھا رہا۔

باہان نے سات دن جنگ موقوف رکھی = ہرقل کو خط لکھنا اور جواب کا انتظار کرنا:

باہان کافی دیر تک اپنی جگہ بیٹھ کر سوچتا رہا پھر وہ بستر خواب پر گیا۔ دو بطریق کا بعینہٖ ایک طرح کا خواب دیکھنا اور اس کے لشکر کے سرداروں کا بے قصور رومی کے لڑکے کو قتل کرنا، اس کی بیوی کی عزت لوٹنا اور اپنی نظروں کے سامنے اس کو قتل کرنا وغیرہ پر سوچتا رہا۔ اس کا دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور چلی گئی تھی۔ پوری رات کروٹیں بدل کر کاٹی اور ایک فیصلہ کیا کہ کچھ دنوں کے لئے جنگ موقوف کر دوں اور ہرقل بادشاہ کو صورت حال سے مطلع کروں۔ ہرقل بادشاہ کی طرف سے جواب آنے کے بعد آگے کیا کرنا وہ تب طے کروں گا۔ لہٰذا اس نے ہرقل بادشاہ کو تفصیل سے خط لکھا کہ میں نے عربوں کو بہت ڈرایا دھمکایا اور لالچ وطمع بھی دلائی کہ وہ کسی طرح یہاں سے چلے جائیں لیکن وہ ایک ایسی قوم ہیں کہ ان کی کتاب زندگی میں ڈر، خوف، دہشت اور گھبراہٹ لکھا ہوا ایک صفحہ بھی نہیں۔ دنیا کی طمع ان کو اپنے دام فریب میں نہیں لاسکتی۔ ہمارے لشکر کی

marfat.com

کثرت اور ہتھیاروں کی بہتات سے وہ مطلق مرعوب نہیں ہوئے اور ہم سے ایسی سخت لڑائی لڑے کہ ہمارے لشکر کا ہر آدمی ان سے خوفزدہ ہے۔ میں نے ان کے سردار خالد بن ولید کو مکر وفریب سے مار ڈالنے کی سازش کی تھی لیکن اس میں بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ لہٰذا میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ کچھ دنوں کے لئے جنگ موقوف کر دوں تاکہ عرب ہم سے مطمئن اور بے خوف ہو جائیں۔ اس دوران میں ان پر جاسوسوں کے ذریعہ کڑی نگرانی رکھوں گا اور جب ان کو غافل پاؤں گا تب پورے لشکر کے ساتھ یورش کر دوں گا اور ان کو ختم کر دوں گا۔ لشکر کے دیگر سردار بھی ایسا چاہتے ہیں لیکن آپ کی اجازت کے بغیر ایسا قدم اٹھانا میں مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ یہ ہماری عربوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ ہے۔ بلکہ یوں سمجھو کہ یہ ہماری آخری کوشش ہے اگر ہم کو غلبہ حاصل ہوا تو زہے نصیب ورنہ اس کے بعد ہمارا کوئی بھی لشکر عربوں کو ملک شام سے بھگا نہیں سکے گا اور وہ ملک شام پر قابض ہو جائیں گے لہٰذا اگر آپ چاہو تو اپنے اہل وعیال کے ساتھ قسطنطنیہ چلے جانا اور محفوظ و مامون ہو جانا۔ ایک ضروری امر کی طرف بھی آپ التفات فرمائیں کہ ہمارے رومی بھائی گناہ و معاصی اور ظلم وستم میں سر سے پاؤں تک غرق ہو گئے ہیں اور دین مسیح کے احکام کی اطاعت کو پس پشت ڈال دیا ہے جب کہ مسلمان اپنے نبی کے فرمان کی بجا آوری میں سرمو کوتاہی نہیں کرتے۔

اس مطلب کا خط لکھ کر باہان نے چند گبروں کے ساتھ ہرقل کے پاس انطاکیہ روانہ کیا۔

''جنگ یرموک کا چوتھا سے دسواں دن''

جنگ کے چوتھے دن نماز فجر ادا کرنے کے بعد اسلامی لشکر میدان میں آ گیا اور آفتاب طلوع ہونے تک میں صف بندی سے آراستہ ہو گیا۔ لیکن رومی لشکر میں کسی قسم کی جنبش نظر نہیں آتی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب سپہ سالار اعظم باہان لشکر کو کوچ کا حکم دینے اپنے خیمہ سے باہر نہیں نکلا اور اتنی دیر ہو گئی کہ آفتاب بلند ہو گیا تو رومی لشکر کے چار بادشاہ سردار (۱) قناطر (۲) جرجیر (۳) دریحان (۴) قوریر ایک ساتھ باہان کے خیمہ میں آئے اور جنگ کے لئے لشکر کو میدان کی طرف کوچ کرنے کی اجازت طلب کی۔ باہان نے کہا کہ میں اجازت نہیں دیتا۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں ایسی قوم کے لئے لڑوں جو ظلم وستم میں حد سے متجاوز ہو گئی ہے۔ اگر تم اپنی قوم کی خالص نسل سے ہو تو تم اپنے ملک و خاندان کی عزت اور آبرو کی حفاظت اور غلبہ کی خاطر لڑتے لیکن تم نے جب اپنے دین و مذہب کا پاس ولحاظ نہیں رکھا تو ملک ونسب کی کیا پاسداری کرو گے۔ میں نے ہمارے لشکر کا جائزہ لیا تو کسی میں بھی جذبۂ جہاد نہیں۔ کوئی بھی دل سے نہیں لڑتا۔ دین مسیح کے لئے اپنی جان قربان کرنے کا کسی میں سچا جذبہ نہیں۔ سب کے سب دیکھا دیکھی میں رواجی اور دستوری جنگ کرتے ہیں۔ ایثار وقربانی کے جذبہ صادق کا سراسر فقدان ہے لہٰذا ایسی جنگ کا نتیجہ بجائے شکست و ہزیمت اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں شکست فاش سے دوچار ہو کر اپنی ناک کٹوانا نہیں چاہتا۔ ملک فارس، ترک اور جرامقہ کی عظیم لشکری طاقت کو کچل کر جو میں نے آبرو کمائی ہے اس کو بٹا لگانا نہیں چاہتا۔ آبرو موتی کی آب ہے اس پر میں پانی پھیرنا نہیں چاہتا۔

marfat.com

باہان کی مایوسی اور نا امیدی پر مشتمل گفتگو سن کر رومی لشکر کے چاروں سرداروں نے کہا کہ اے بادشاہ! آپ ہم کو ایک موقع دو اور دیکھو کہ ہم اپنی جان پر آ کر کھیلتے ہیں یا نہیں؟ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اب ماضی کی کوتاہیوں کا اعادہ نہ ہوگا بلکہ اب ہم ایسی جاں فشانی کا مظاہرہ کریں گے کہ ہماری شجاعت و دلیری کی داستان تاریخ کے اوراق میں طلائی حروف سے منقش ہوگی۔ باہان نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے ایک ضروری امر میں ہرقل بادشاہ کی رائے طلب کرتے ہوئے ان کی خدمت میں خط ارسال کیا ہے اور جب تک بادشاہ کی طرف سے خط کا جواب نہیں آتا تب تک جنگ موقوف رکھنے کا میں نے فیصلہ کیا ہے لہٰذا جب تک میں اجازت نہ دوں معرکۂ میدان کی طرف کوچ مت کرنا۔ اگر تمہارے دل میں میری عزت اور وقعت ہے تو جو میں حکم دیتا ہوں وہ کرو ورنہ جو تمہارے دل میں آئے وہ کرو۔ چاروں نے بیک زبان کہا کہ اے سردار! آپ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا ہم خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے۔ چنانچہ انہوں نے باہان کے ساتھ جنگ موقوفی کی رائے سے اتفاق کیا اور واپس چلے گئے۔

اسلامی لشکر میدان میں کب کا آ گیا تھا اور رومی لشکر کی آمد کا منتظر تھا لیکن دن چڑھتے تک رومی لشکر سے معرکۂ جنگ کی جانب ایک پرندہ بھی پر مارنے نہیں آیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ شاید ان کو کوئی معاملہ پیش آیا ہے لہٰذا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ چنانچہ اسلامی لشکر معرکۂ جنگ سے اپنے کیمپ واپس لوٹ آیا۔ باہان نے کل سات دن تک جنگ موقوف رکھی۔ یعنی جنگ یرموک کا چوتھا، پانچواں، چھٹا، ساتواں، آٹھواں، نوواں اور دسواں دن بغیر کسی جنگ و قتال کے پرسکون گزرا۔ اس دوران دونوں لشکر کے سردار ایک دوسرے کے لشکر کی نقل و حرکت کی خبر و اطلاع سے واقف ہوتے رہے۔

دونوں لشکر کے جاسوس ایک دوسرے کے لشکر میں داخل ہوئے:

دوسرے دن حضرت ابوعبیدہ نے اپنا ایک رومی معاہدی جاسوس رومی لشکر میں بھیجا تاکہ وہ اس امر کی تفتیش کرے کہ رومی لشکر کو باہان نے جنگ سے کیوں باز رکھا ہے۔ وہ جاسوس نے نصرانی وضع اختیار کی اور رومی لشکر میں گھس گیا۔ ایک دن اور ایک رات رومی لشکر میں غائب رہا اور پھر واپس آ کر حضرت ابوعبیدہ کو اطلاع دی کہ باہان نے ہرقل کو خط لکھا ہے اور اس کے جواب کے انتظار میں جنگ موقوف رکھی ہے۔ حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ سے درخواست کرتے ہوئے کہا کہ اے سردار! ہرقل بادشاہ کو خط لکھنے کا باہان نے بہانہ بنایا ہے لیکن حقیقت یہ کہ اس کے دل میں ہمارا خوف اور رعب سما گیا ہے اور موقع بہت ہی غنیمت ہے کہ ہم ان پر یلغار کر دیں اور ان کو پیس کر رکھ دیں۔ لہٰذا میری آپ سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ آپ ہمیں ان پر دھاوا بولنے کی اجازت عطا فرماؤ۔ حضرت ابوعبیدہ نے کسی مصلحت اور حکمت عملی کی بناء پر اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ اے خالد! توقف اور صبر کرو۔ ہر کام کے لئے ایک وقت معین ہوتا ہے۔ انشاء اللہ سب خیر ہے۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اسی طرح باہان نے بھی ایک نصرانی عرب کو مخبری کا کام کرنے اسلامی لشکر میں بھیجا اور اس خبری کو تاکید کی کہ حسب ذیل امور کی تحقیق کر کے مجھے صحیح رپورٹ دینا۔

marfat.com

☆ ہمارے جنگ سے باز رہنے کے متعلق ان کو کیا اطلاع ہے؟ اور وہ کون سا قدم اٹھائیں گے؟

☆ ہم سے لڑنے کے لئے وہ کس قدر خواہشمند ہیں؟

☆ جنگ کی تعطیل کے دنوں میں وہ کیا کرتے ہیں اور ان کی خصلتیں کیا ہیں؟

☆ ہمارے لشکر سے وہ خوفزدہ اور مرعوب ہیں یا نہیں؟

باہان کا نصرانی عرب جاسوس اسلامی لشکر میں داخل ہوا اور ایک دن و شب ٹھہرا۔ وہ اسلامی لشکر میں بے خوف و خطر گھومتا رہا۔ کسی کو بھی اس پر شبہ نہیں ہوا کیونکہ اس نے اسلامی لباس پہنا تھا اور عرب ہونے کی وجہ سے اس کی بات چیت سے بھی کسی کو شک کرنے کا امکان نہ تھا۔ رومی جاسوس نے اسلامی لشکر کا بنظر عمیق معائنہ کیا اس نے اہم بات یہ نوٹ کی کہ تمام مسلمان بے ڈر اور مطمئن ہیں رومی لشکر کی کثرت کا ذرہ برابر بھی خوف نہیں ہے بلکہ سکون کے ساتھ وہ اپنے ضروری کاموں کو انجام دینے کے بعد زیادہ تر وقت نماز، تلاوت قرآن اور تسبیح و درود میں مشغول رہتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے سے اس طرح محبت سے پیش آتے ہیں کہ کوئی امتیاز ہی نہ کر سکے کہ یہ لوگ الگ الگ مقام اور الگ الگ قبیلہ کے ہیں۔ رومی جاسوس اسلامی لشکر میں گشت کرتا ہوا حضرت ابوعبیدہ کے خیمہ میں بھی پہنچ گیا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ اسلامی لشکر کا سردار ایک ضعیف اور سادہ لوح شخص ہے۔ سردار کے خیمہ میں آرائش و زینت کا سازوسامان تو درکنار بلکہ ضروریات کا سامان بھی نہیں۔ اسلامی لشکر کا سردار زمین پر بیٹھا ہے اور لیٹتا بھی زمین پر ہی ہے۔ لیکن تمام لشکر پر اسکی ایسی اہمیت ہے کہ جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب وہ بیٹھتا ہے تو سب بیٹھ جاتے ہیں۔

نصرانی جاسوس ایک دن اور ایک رات اسلامی لشکر میں پوشیدہ رہنے کے بعد باہان کے پاس واپس آیا اور مندرجہ بالا اطلاع دی۔ مزید برآں یہ بھی کہا کہ مسلمان شب بیداری کر کے عبادت و ریاضت میں اور دن کو روزہ کی حالت میں رہتے ہیں گویا وہ رات کو عابد اور دن کو صائم ہوتے ہیں لیکن روزہ کی حالت میں بھی وہ مثل شیر قوت رکھتے ہیں۔ اپنے دین کے احکام کے مطابق حکم کرتے ہیں اور مذہب کے خلاف امور سے سختی سے روکتے ہیں۔ چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اور زنا کرنے والے کو سنگسار کرتے ہیں۔ باہان نے کہا کہ بس بہت ہو گیا۔ تو نے تو مسلمانوں کی تعریف کے پل باندھ دیئے۔ اب یہ بتا کہ ہم نے جنگ سے توقف کیا ہے اس کا ان پر کیا اثر پڑا ہے اور وہ کون سی تدبیر کرنے والے ہیں؟ جاسوس نے کہا کہ وہ تو لڑائی کے بے حد خواہشمند ہیں لیکن وہ چاہتے ہیں کہ سرکشی اور سرتابی کا تمام ذمہ اور الزام ہمارے سر عائد ہو یعنی وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم جنگ کی ابتدا کریں اور وہ جوابی کارروائی کریں۔ ہمارے لشکر کی ان پر کوئی ہیبت نہیں۔ وہ صرف اس وجہ سے لڑائی سے باز رہے ہیں کہ جب تک ہم ان کے مقابلہ میں نہ نکلیں تب تک وہ بھی ہمارے مقابلہ میں نہ نکلیں گے۔ وہ ہماری پیش قدمی کے انتظار اور تاک میں ہیں۔

باہان جاسوس کی یہ بات سن کر خوش ہو گیا اور اس نے کہا کہ اب میں ان کے ساتھ مکر و فریب سے کام لوں گا اور وہ یہ ہے کہ جب تک ہم ان کے مقابلہ میں میدان میں نہیں نکلیں گے تب تک وہ میدان میں نہیں آئیں گے لہٰذا میں آج رات میں

marfat.com

اپنے لشکر کو ہمارے کیمپ میں ہی صف بندی سے آراستہ کر کے صبح ہی اچانک ان پر حملہ لے جاؤں گا۔ وہ غافل اور بے خبر ہونے کی وجہ سے بے ترتیب ہوں گے ان کو صف بندی کا موقع ہی نہ ملے گا بلکہ اپنے ہتھیار سنبھالنے کا بھی وقت میسر نہ ہوگا اور مجھے امید ہے کہ اس طرح میں انہیں شکست دے کر بھگا دوں گا۔

''جنگ یرموک کا گیارہواں دن''

باہان نے اپنے لشکر کے سرداروں کو اپنے خیمہ میں بلا کر ان سے میٹنگ کی اور ان کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا۔ سب نے باہان کی تجویز کو پسند کیا اور سراہا چنانچہ باہان نے اپنے کیمپ میں رومی لشکر کو حسب ذیل صف بندی اور ترتیب سے آراستہ کیا۔

☆ باہان نے اپنے لشکر کی کل تیس صفیں بنائیں۔
☆ لشکر کے میمنہ پر جنگجو بطارقہ کی بھاری تعداد پر سردار قناطیر کو امیر بنایا۔
☆ لشکر کے میسرہ پر سردار دریحان کو قوم سکسکہ اور لان کے لوگوں کو ساتھ دے کر امیر مقرر کیا۔
☆ سردار جرجیر کو قوم ارمن، سقالیہ اور روسیہ وغیرہ کے تجربہ کار سپاہیوں پر امیر مقرر کیا۔
☆ ہرقل بادشاہ کے بھانجے سردار قوریر کو قوم افرنج، ہرقلیہ، قیاصرہ، برغل اور دوقس کے لڑاکو جوانوں پر سردار مقرر کیا۔
☆ جبلہ بن ایہم غسانی کو قوم آملہ، لخم، جُذام، ضَبیعہ اور غستان کے نصرانی عربوں پر سردار مقرر کر کے لشکر کے آگے مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے رکھا اور جبلہ کو خصوصی تاکید کی کہ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اور تم ان مسلمان عربوں کو کاٹ کر رکھ دو گے ایسی امید ہے۔

الغرض باہان رات بھر لشکر کو آراستہ کرتا رہا اور جب صبح ہوئی تب اس نے آراستگی سے فراغت پائی۔ پھر اس نے ایک بلند ٹیلے پر اپنا خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا تاکہ دونوں لشکروں کو وہ لڑتا ہوا دیکھ سکے۔ پھر اس نے لشکر کو حکم دیا کہ علی الصبح آفتاب طلوع ہونے سے پہلے ہی اسلامی لشکر کے کیمپ پر دھاوا بول دو کیونکہ اس وقت وہ بے خبر و غافل ہوں گے۔

صبح حضرت ابوعبیدہ نے امامت کر کے لشکر کو نماز فجر پڑھائی، نماز کی تکمیل ہوئی ہی تھی کہ نگہبانی پر مقرر کئے گئے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی دوڑتے ہوئے اور بلند آواز سے پکارتے ہوئے آئے کہ اے گروہ مسلمین! چلو، چلو، جلدی اپنے ہتھیار سنبھالو! باہان نے ہم کو دھوکہ دیا ہے۔ وہ پورے لشکر کے ساتھ امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح ہماری طرف آرہا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو رومی لشکر اندھیری بدلی کی طرح بڑھتا ہوا آرہا تھا۔ لیکن رومی لشکر کچھ فاصلہ پر تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے فوراً ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' پڑھا اور پکار کر کہا کہ خالد بن ولید کہاں ہیں؟ حضرت خالد بن ولید قریب آئے اور کہا کہ اے سردار میں حاضر ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان سے فرمایا کہ تم مشکل کے وقت ثابت قدم رہنے اور رکھنے کے اہل ہو لہٰذا تم اپنے ساتھ بہادر شہسواروں کو لے کر رومی لشکر کے سامنے جاؤ اور ان کو آگے بڑھنے

marfat.com

سے روک دو تاکہ میں لشکر کی صف بندی کرلوں اور مجاہدین اپنے اپنے ہتھیاروں سے آراستہ ہو جائیں۔ حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھ (۱) حضرت ہاشم مرقال (۲) حضرت زبیر بن العوام (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق (۴) حضرت فضل بن عباس (۵) حضرت یزید بن ابی سفیان (۶) حضرت ربیعہ بن عامر (۷) حضرت میسرہ بن مسروق (۸) حضرت میسرہ بن قیس (۹) حضرت عبداللہ بن انیس جہنی (۱۰) حضرت صخر بن حرب اموی (۱۱) حضرت عمارہ سدوسی (۱۲) حضرت سلام بن غنم عدوی (۱۳) حضرت مقداد بن اسود کندی (۱۴) حضرت ابوذر غفاری (۱۵) حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی (۱۶) حضرت عمار بن یاسر عبسی (۱۷) حضرت ضرار بن ازور (۱۸) حضرت عامر بن طفیل دوسی (۱۹) حضرت ابان بن عثمان بن عفان وغیرہ جیسے پانچ سو شہسواروں کو لے کر فوراً رومی لشکر کے سامنے روانہ ہوئے۔ رومی لشکر بڑے طمطراق سے آگے بڑھتا ہوا آرہا تھا۔ اور اس کو روکنے کے لئے حضرت خالد بن ولید صرف پانچ سو مجاہدوں کے ساتھ اس کے سامنے ٹکرانے جا رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رجز کے اشعار پڑھتے تھے اور اپنے ساتھیوں کو جوش دلاتے تھے۔ جب رومیوں نے دیکھا کہ حضرت خالد بن ولید مثل شیر ببر آرہے ہیں تو ان کی ہوا نکل گئی۔ تمام لشکر ایک دم سے رک گیا اور آگے بڑھنا موقوف کر دیا۔ باہان کی ڈانٹ ڈپٹ سن کر لشکر بادل نخواستہ آگے بڑھا۔ حضرت خالد بن ولید نے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ بلند کر کے حملہ کر دیا۔ تمام مجاہدین مثل شیر رومی بھیڑیوں پر ٹوٹ پڑے۔ صرف پانچ سو مجاہدوں نے رومی لشکر کو ہلبلا کر رکھ دیا۔

باہان نے رومی لشکر کے آگے تیس ہزار پیدل لڑنے والوں کو اس ہیئت سے رکھا تھا کہ دس دس آدمی کے پاؤں ایک زنجیر سے باندھ دیئے تھے تاکہ کوئی دوران لڑائی ڈر کر بھاگ نہ سکے ان تمام زنجیر والے سپاہیوں کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور صلیب اعظم کی قسم پر عہد لے کر یہ کہا گیا تھا کہ آخری سانس تک لڑتے لڑتے مر جانا لیکن بزدلی دکھا کر پیٹھ مت پھیرنا۔ جب حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رومی لشکر کو روکنے روانہ ہوئے تب ان کی روانگی کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے فوراً لشکر کی صف بندی کر کے لشکر کو ترتیب دے دیا۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوسفیان وغیرہ اکابر لشکر نے مجاہدوں کو ثابت قدم رہ کر لڑنے کی تاکید اور نصیحت کی اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ کر کے فتح و غلبہ کی امید دلائی۔ حضرت ابوسفیان نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ اے سردار! آپ عورتوں کو حکم دیں کہ وہ ٹیلے پر چڑھ جائیں اور اپنے ساتھ پتھروں کو اور خیمہ کی چوبیں رکھیں تاکہ وہ دشمنوں کی دست درازی سے محفوظ رہیں کیونکہ ٹیلہ پر ہونے کی وجہ سے دشمن ان تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ علاوہ ازیں خدانخواستہ اگر ہمارے لشکر کو ہزیمت اٹھانے کا موقع آئے اور ہمارے لشکر کے سپاہی پیچھے ہٹیں یا بھاگیں تو عورتیں خیمہ کی چوبوں سے ان کے گھوڑوں اور پتھروں سے ان کو مار کر بھاگنے سے عار و شرم دلا کر واپس پھیریں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت ابوسفیان کی رائے کے مطابق حکم جاری فرمایا چنانچہ تمام مستورات و اطفال ٹیلہ پر چڑھ گئے۔ پھر حضرت ابوعبیدہ جیش اسلام کو لے کر حضرت خالد کی کمک کرنے روانہ ہوئے۔

حضرت ابوعبیدہ جب لشکر لے کر میدان میں پہنچے تب حضرت خالد اور ان کے ساتھی رومی لشکر سے موت کی لڑائی لڑتے تھے۔ جنگ کی آگ کے شعلے بلند ہوئے تھے۔ نیزے اور تلواروں کے ٹکرانے کی وجہ سے آگ کی چنگاریاں اٹھتی تھیں اور گرد و

marfat.com

غبار کے بادل اور سپاہیوں کی چیخ و پکار سے بھیانک منظر کھڑا ہو گیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ کے لشکر کی آمد سے مجاہدوں میں نیا جوش پیدا ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ اے سردار! آج کا دن ہماری سخت آزمائش اور امتحان کا دن ہے۔ رومی لشکر مثل پھیلی ہوئی ٹڈیوں کے ہم پر آپڑا ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آپ اسلامی لشکر کی پشت پر رہیں تا کہ اگر ہمارے لشکر کا کوئی شخص پیچھے ہٹے یا بھاگے تو آپ کو دیکھ کر شرم محسوس کرے اور فرار ہونے سے باز رہے۔ سامنے کا مورچا میں سنبھالتا ہوں۔ حضرت خالد کے مشورے کو قبول فرما کر حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کے عقب میں آ کر ٹھہرے۔

رومی لشکر کا حملہ بہت ہی سخت تھا۔ کیونکہ رومی لشکر کے سردار جرجیر، قوریر، دریحان اور قناطرا اپنے سپاہیوں کے ہمراہ معرکہ میدان میں موجود تھے اور اپنے لشکر کو برانگیختہ کرتے تھے۔ اپنی فوج کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں بادشاہ کی طرف سے ملنے والے انعام واکرام کی لالچ اور طمع دلاتے تھے۔ حضرت خالد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسلامی لشکر کے وسط میں تھے اور رومی لشکر سے برابر کی ٹکر لے رہے تھے۔ حضرت خالد جس جاں فشانی اور دلیری سے مقابلہ کر رہے تھے اس کو دیکھ کر رومی سپاہی لرزہ براندام ہو گئے تھے۔ کسی کو بھی آگے بڑھنے کی جرأت و ہمت نہیں ہوتی تھی اور رومی لشکر پر روک تھام لگ گئی تھی لیکن اسلامی لشکر کا میمنہ اور میسرہ دباؤ میں آ گیا تھا اور اسلامی لشکر پیچھے ہٹ رہا تھا۔ اسلامی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر قوم ازد، قوم موج، قوم حمیر اور قوم حضرموت کے مجاہدین نے بڑی دلیری اور صبر کا مظاہرہ کر کے مقابلہ کیا تھا لیکن رومی لشکر کی کثرت اور حملہ کی شدت کی وجہ سے پیچھے ہٹنا پڑا تھا حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی اور حضرت ابوہریرہ نے مجاہدوں کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو پکار کر کہا کہ اے قرآن کے پڑھنے والو! تم پیچھے ہٹ کر بھاگ کر کیا ہمیشہ زندہ رہو گے؟ تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہو گے لیکن تمہاری وہ زندگی موت سے بھی بدتر شمار ہو گی۔ جنگ سے بھاگنے کا طعنہ کس طرح برداشت کرو گے؟ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ جہاد سے بھاگنا گناہ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ تم میدان جنگ سے بھاگ کر بہشت کے دروازہ سے لوٹے جا رہے ہو اور بہشت سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟ صبر و استقلال سے کام لو، کیوں کہ صبر کرنے والوں کی اللہ ضرور مدد کرتا ہے۔

حضرت عمرو بن معدی کرب کی عمر شریف جنگ یرموک کے دن ایک سو دس سال کی تھی لیکن ضعیف العمر ہونے کے باوجود ان کی بہادری اور شجاعت کا یہ عالم تھا کہ رومی سپاہیوں کو دبوچ کر مار ڈالتے تھے۔ ان کی دلیری کا تمام مجاہدوں کو اعتراف تھا اور ان کی تعظیم بجا لاتے تھے۔ حضرت عمرو بن معدی کرب کی للکار نے مجاہدوں میں نیا جوش پیدا کر دیا اور وہ پیچھے ہٹنے سے رک گئے اور انہوں نے رومیوں کو تلواروں کی دھاروں پر رکھا۔ لیکن رومی لشکر بھی آج اس پار یا اس پار کے ارادہ سے لڑتا تھا۔ رومی لشکر جب میمنہ اور میسرہ کی جانب سے آگے بڑھنے سے رک گیا تو فوراً وہاں پر رومی لشکر کی کمک آ پہنچی اور دوہرے جوش و خروش سے حملہ شروع کیا نتیجتاً اسلامی لشکر کے میمنہ اور میسرہ حصہ نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔

خواتین اسلام کی شجاعت = رومی گبروں سے خواتین کی جنگ:

اسلامی لشکر کے میمنہ اور میسرہ سے جو مجاہد بھاگتا اسے پیچھے بھاگتے وقت اس ٹیلے کے پاس ہی آنا پڑتا جہاں اسلام کی مقدس خواتین ہاتھ میں پتھر اور چوب لئے موجود تھیں۔ کچھ مجاہد بھاگ کر اس طرف آئے۔ ان کو آتا دیکھ کر حضرت عفیرہ بنت

marfat.com

عفار نے خواتین کو پکار کر کہا کہ اے اسلام کی بہادر عورتو! مسلمان مرد ہزیمت اٹھا کر ہماری طرف بھاگ کر آتے ہیں، انہیں واپس پھیر دو۔ چنانچہ خواتین آگے بڑھیں اور گھوڑوں کے پیروں اور چہروں پر چوبیں اور پتھر مارنے شروع کیے اور پکار پکار کر کہنے لگیں کہ تم ہم کو چھوڑ کر کہاں بھاگتے ہو؟ کیا اپنی ازواج و اولاد کو گبروں کے بھروسہ پر چھوڑ جاتے ہو؟ اگر تم اپنی عورتوں کی حفاظت نہیں کر سکتے تو تم کو شوہر بننے کا کوئی حق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ذلیل کرے اس مرد کو جو اپنی عورت کی نگہبانی اور حفاظت کرنے سے عاجز ہو کر بھاگے۔ اس طرح تمام خواتین اپنے شوہروں اور رشتہ داروں کو عار اور شرم دلاتی تھیں اور بھاگنے سے روکتی تھیں۔

حضرت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ زوجہ حضرت ابوسفیان اور حضرت لیلیٰ بنت جریر حمیریہ سب عورتوں کے آگے تھیں اور تمام عورتوں کے ہاتھ میں خیمہ کی چوب اور پتھر تھے۔ دفعۃً عورتوں نے دیکھا کہ حضرت ابوسفیان بھی ہزیمت اٹھا کر بھاگ کر آ رہے ہیں۔ ان کو آتا دیکھ کر ان کی زوجہ حضرت ہند بنت عتبہؓ آگے بڑھیں اور اپنے شوہر کے گھوڑے کو چوب پھٹکاری اور یہ کہا:

''کہاں جاؤ گے تم اے بیٹے صخر کے پھرو تم لڑائی کی طرف اور خرچ کرو تم اپنی جان کو یہاں تک کہ خالص اور پاک کرے اللہ تعالیٰ تم کو اس چیز سے جو گزری ہے تمہاری ترغیب دہی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر۔ پس پھرے ابوسفیان جب سنا انہوں نے کلام ہند کا۔'' (حوالہ: ''فتوح الشام''، از علامہ واقدی، ص: ۲۴۸)

حضرت ابوسفیان اپنی زوجہ ہند بنت عتبہ کی اس سرزنش سے شرمندہ ہوئے اور فوراً اپنا گھوڑا معرکہ جنگ کی طرف پھیرا اور انہوں نے بھاگنے والے مجاہدوں کو پکار کر کہا کہ اے دین اسلام کے خدمت گارو! بھاگ کر کہاں جاتے ہو؟ واپس پلٹو، واپس پلٹو، واپس پلٹو، ورنہ دنیا اور آخرت دونوں میں رسوا ہو گئے۔ حضرت ابوسفیان کے پکارنے پر مجاہد رک گئے اور اپنے گھوڑوں کی باگیں معرکہ جنگ کی طرف پھیریں۔ تمام مجاہد حضرت ابوسفیان کی متابعت کرتے ہوئے واپس پلٹے۔ مردوں کو جوش دلانے کے لئے اب خواتین نے بھی رومی لشکر پر حملہ کر دیا۔

خواتین اسلام کو معرکہ میدان میں دیکھ کر رومی سپاہی بھی تعجب کرنے لگے۔ خواتین کی دلیری اور شجاعت دیکھ کر وہ محو حیرت تھے۔ اسلامی لشکر کی عورتیں حملہ کرنے میں مردوں سے سبقت کرتی تھیں۔ ایک خاتون کو حضرت عیاض بن سہیل بن سعید طائی نے ایک گبر کے ساتھ لڑتے دیکھا۔ وہ گبر اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس خاتون کو قید پکڑنا چاہتا تھا۔ لیکن غالب نہ آ سکا۔ اس خاتون نے خیمہ کی چوب کا وار کر کے گبر کو گھوڑے سے گرا دیا اور پھر چوب مار مار کر اس کو واصل جہنم کر دیا۔ پھر اس خاتون نے زور سے پکار کر کہا کہ یہ ہے اللہ کی مدد۔ اے مسلمانو! تم بھی ہماری طرح دلیری سے مقابلہ کرو۔ اللہ کی مدد بیشک شامل حال ہوگی۔

اس دن خواتین اسلام سے خصوصاً (۱) حضرت سعیدہ بنت عاصم خولانی (۲) حضرت خولہ بنت ازور، حضرت ضرار کی بہن (۳) حضرت خولہ بنت ثعلبہ انصاریہ (۴) حضرت کعوب بنت مالک بن عاصم (۵) حضرت سلمیٰ بنت ہاشم (۶) حضرت نعم بنت قناض (۷) حضرت عفیرہ بنت عفار (۸) حضرت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ، زوجہ حضرت ابوسفیان (۹) حضرت لیلیٰ بنت جریر حمیریہ نے وہ شجاعت کا مظاہرہ کیا کہ ان کو دیکھ کر مجاہدوں کو غیرت آئی اور انہوں نے ایسا سخت حملہ کیا کہ رومی لشکر میں مل چل مچ

marfat.com

گئی۔ لیکن تھوڑی دیر میں رومی پھر سنبھل گئے اور شدت سے لڑنے لگے۔

رومیوں کا سخت حملہ = صحابہ کرام کا ''یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پکارنا'':

اب رومیوں نے اسلامی لشکر کے میمنہ پر سخت حملہ کر دیا تھا۔ مجاہدین کبھی ہزیمت اٹھاتے تھے اور کبھی ثابت قدم رہتے تھے لیکن نتیجۃً ان کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اسلامی لشکر کا میمنہ پیچھے ہٹتے ہٹتے لشکر کے قلب تک پہنچ گیا۔ جب حضرت خالد بن ولید نے دیکھا کہ میمنہ کے مجاہدین پیچھے ہٹ رہے ہیں تو انہوں نے اپنے چھ ہزار کے لشکر کے ساتھ رومی لشکر کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت خالد کا وہاں آنا رومیوں کے لئے موت کا پیغام تھا۔ حضرت خالد نے رومیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ اس شان سے شمشیر زنی کی کہ ان کی صفیں الٹ کر رکھ دیں۔ اسلامی لشکر کے میمنہ سے رومی لشکر کا میسرہ لڑ رہا تھا۔ اس پر حضرت خالد کے شدید حملے کی وہ ہیبت چھائی ہوئی تھی کہ وہ اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتے تھے اور مجاہدوں کی تلواریں کافروں پر ''برق غضب'' یعنی ''قہر وعذاب کی بجلی'' کی طرح گرتی تھیں۔ بقول:

کافروں پر تیغِ والا سے گری برقِ غضب
اَبر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کو اپنی طرف آتا دیکھ کر رومی لشکر کے سپاہی ہیجڑوں کی طرح بھاگتے تھے۔ شیر ببر کو حملہ آور دیکھ کر خرگوش کی جو حالت ہوتی ہے وہی حالت رومیوں کی تھی۔ رومی حضرت خالد کے روپ میں اپنی موت کو دیکھتے تھے۔ اب اسلامی لشکر کے میمنہ نے آگے بڑھنا اور رومی لشکر کے میسرہ نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ حضرت خالد نے مجاہدوں کو پکارا کہ اے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دشمنوں نے ہزیمت اٹھائی ہے اور ان پر ہمارا رعب طاری ہو گیا ہے لہٰذا حملہ کی شدت تیز کر دو۔ چنانچہ مجاہدوں نے ایسا سخت حملہ کیا کہ رومی لشکر کا میسرہ ان کے لشکر کے وسط تک بھاگ گیا اب رومیوں نے تیر برسانے شروع کئے۔ قریب آ کر تلوار سے لڑنا ان کے لئے خطرہ سے خالی نہ تھا لہٰذا دور سے سلامت مقام پر کھڑے کھڑے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔

ایک ساتھ ہزاروں تیر برسنے شروع ہوئے۔ لہٰذا اسلامی لشکر کا میمنہ آگے بڑھنے سے رک گیا۔ تمام مجاہدین تیروں سے اپنا دفاع کرنے لگے۔ تیروں کی سمت میں ڈھالیں رکھ کر زخم سے بچنے کی کوشش کرنے لگے مگر پھر بھی کافی تعداد میں مجاہد زخمی ہوئے۔ بڑا ہی سخت کشمکش کا معاملہ تھا۔ تمام مجاہدین سخت مصیبت میں گرفتار تھے۔ ایسے عالم میں انہوں نے اپنے آقا و مولیٰ، دَافِعُ الْبَلَاء، جان عالم و رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا۔ بقول:

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا
مفلسو! سامانِ دولت کیجئے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مصیبت کے وقت مدد کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کس طرح پکارا؟ وہ علامہ واقدی قدس سرہ کی زبانی سماعت فرمائیں:

''عبدالرحمٰن بن حمید جمحی نے بیان کیا ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے خالد بن الولید کے ساتھ حملہ کیا تھا پس قسم ہے خدا کی جگہ چھوڑ دی رومیوں نے ہمارے سامنے سے اور بھگے وہ مثل بھاگنے بکری کے شیر کے ڈکارنے سے اور تعاقب کیا ان کا مسلمانوں نے پس واقع ہوا حملہ روم کے میمنہ پر پس بری طرح سے جگہ کو چھوڑ دیا انہوں نے اور وہ لوگ جو زنجیروں میں تھے پس نہیں چھوڑا۔ انہوں نے اپنی جگہ کو درآں حالیکہ چلاتے تھے وہ تیروں کو اور وہ نگاہبان قوم کے تھے اور خالد بن الولید ہمارے آگے تھے حملے میں اور ہم ان کے پیچھے تھے اور ہمارا شعار اس حملے میں یہ تھا یا محمد یا منصور اجب اجب''۔ پس خالد بن الولید برابر حملہ کرتے تھے۔''

(حوالہ: ''فتوح الشام''۔ از: علامہ واقدی، ۲۴۹)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ حضرت خالد بن ولید اور ان کے ہمراہ جو صحابہ کرام کی جماعت تھی انہوں نے مصیبت کے وقت ''یا محمد'' (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پکارا۔ حضرت خالد نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد یعنی ۱۵ھ میں ملک شام سے مصیبت کے وقت ''یا محمد'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پکارا۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مصیبت کے وقت پکارنا ''شرک'' ہوتا تو کیا صحابہ کرام کی کثیر تعداد ایسا شرک کا نعرہ لگاتے؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جب صحابہ کرام نے مصیبت کے وقت حضور اقدس کو پکارا ہے تو اس طرح پکارنا یقیناً جائز اور روا بلکہ سنت صحابہ ہے۔ تو جو لوگ مصیبت کے وقت ''یا رسول اللہ''، ''یا حبیب اللہ'' وغیرہ پکارتے ہیں وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی پیروی کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

لیکن! افسوس! صد افسوس!!! کہ:

جس کام کو صحابہ کرام نے کیا، اس کام کو دور حاضرہ کے منافقین ''شرک'' کہتے ہیں۔ مثلاً:

دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ:

''جو شخص کسی کا کوئی ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مراد مانگے اور اسی توقع پر اس کی نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔''

(حوالہ: ''تقویۃ الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ۲۴)

مندرجہ بالا عبارت میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے صاف صاف لکھ دیا ہے کہ کسی کو مصیبت کے وقت پکارنے والا مشرک ہے۔ ناظرین کرام کی عدالت عالیہ میں برائے انصاف استغاثہ ہے کہ جنگ یرموک کے دن صحابہ کرام نے مصیبت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''یا محمد'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہہ کر پکارا ہے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا فتویٰ کن پر چسپاں ہو رہا ہے؟

marfat.com

دیوبندی، تبلیغی جماعت کے ''امام ربانی'' و نیز تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی کے پیر و مرشد اور استاد مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ:

''جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔'' (حوالہ: فتاویٰ رشیدیہ، ناشر: مکتبۂ تھانوی، دیوبند، ۶۲)

دیوبندی، وہابی، تبلیغی جماعت کے امام و مقتداء اور جن کو تبلیغی جماعت کے لوگ بڑے فخر سے ''حکیم الامت'' کہتے ہیں وہ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ''بہشتی زیور'' میں ایک عنوان قائم کیا ہے۔ اس عنوان میں ''شرک اور کفر کی باتوں کا بیان'' کے تحت لکھا ہے کہ:

''کسی کو دور سے پکارنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کو خبر ہوگئی۔'' (حوالہ: بہشتی زیور، ناشر: ربانی بک ڈپو، دہلی، حصہ ۱/۳۴)

مندرجہ بالا عبارت میں تھانوی صاحب کا یہ کہنا ہے کہ جس کو پکارا جائے اس کو پکارنے والے کی پکار کی خبر ہو جاتی ہے یہ عقیدہ رکھ کر کسی کو پکارنا شرک ہے۔ لیکن جب کسی سے مدد مانگی جاتی ہے تو اس کی مدد جب ہی ملتی ہے کہ اس کو اطلاع ہو، بغیر اطلاع ہوئے مدد کرنے کیسے آئے گا؟ تو جب صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مصیبت کے وقت مدد کے لئے پکارا تھا تب ان کا یہی عقیدہ تھا کہ ہماری پکار گنبد خضراء میں آرام فرمانے والے شہنشاہ کونین ضرور سماعت فرما رہے ہیں اور ہماری فریاد کی ان کو خبر ہوگئی ہے اور وہ ہماری فریاد رسی فرمائیں گے۔ بقول:

ان پر درود جن کو کسِ بیکساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

رومی لشکر کے سردار دریحان کا قتل ہونا:

حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے ''یا محمد'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا نعرہ لگاتے ہوئے ایک عجیب کیفیت عشق مجاہدوں پر طاری ہوگئی اور عشق نبی کے جذبۂ صادق نے ان میں وہ جوش پیدا کر دیا کہ تیروں کی بارش بھی ان کو روک نہ سکی۔ رومی سپاہیوں پر ایک ناقابل برداشت ہیبت چھا گئی تھی۔ حضرت خالد اپنے لشکر کے ساتھ پاؤں میں زنجیر والے تیر اندازوں تک پہنچ گئے اور ان کے سروں پر تلواریں رکھیں۔ ان رومیوں کے ہاتھ سے تیر و کمان چھین لئے اور لاشوں سے میدان بھر دیا۔ رومی لشکر کا سردار تھوڑے فاصلہ سے سپاہیوں کا اسلامی لشکر کے مجاہدوں کے ہاتھوں سے تھوک بند قتل ہونا دیکھ رہا تھا۔ وہ منظر اس کو ایسا بھیانک محسوس ہوا کہ اس کے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی۔ سردار دریحان ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا اور اس کے اردگرد بطارقہ نے حصار قائم کر رکھا تھا تا کہ حملہ سے اس کو محفوظ رکھیں۔ اسلامی لشکر آگے بڑھتا ہوا دریحان کے قریب پہنچ

marfat.com

گیا۔ دریحان کے ماتحت جو لشکر تھا وہ مزاحم ہوا لیکن مجاہدوں کی تلواروں کی تاب نہ لا سکا۔ جس طرح کھیت میں کاشت کاٹی جاتی ہے اس طرح دریحان کے سپاہی کٹ رہے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ جگہ زمین کے بجائے خون کا تالاب ہے۔ اپنے اردگرد خون کا تالاب اور بڑھتے ہوئے مجاہدوں کو دیکھ کر دریحان کی عقل سٹھیا گئی۔ خوف و اضطراب کا وہ غلبہ طاری ہوا کہ اس کی عقل کا چراغ گل ہو گیا۔ بدحواسی کے عالم میں اپنے محافظوں کو پکار پکار کر کہنے لگا کہ مجھ سے یہ خونریزی دیکھی نہیں جاتی۔ خونریزی کا بھیانک منظر دیکھ کر میرا دل پھٹا اور بیٹھا جا رہا ہے لہٰذا میرے چہرے پر کپڑا ڈال دو۔ دریحان کے محافظوں نے دیکھا کہ ان کے سردار کی عجیب کیفیت ہو گئی ہے۔ اس کا دل دو دو ہاتھ اچھلتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ خون کی وجہ سے اس کا دم نکل جائے لہٰذا محافظوں نے دریحان کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا۔ اب اسلامی لشکر بڑھتا ہوا دریحان کے قریب آ گیا تھا دریحان کے محافظوں نے دلیری سے مقابلہ کیا اور مجاہدوں کو دریحان تک پہنچنے سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے۔ حضرت ضرار نے دیکھا کہ دریحان کا چہرہ ریشمی کپڑے سے لپیٹا ہوا ہے اور وہ بدحواسی کے عالم میں تو تلا پن کر رہا ہے۔ اب دریحان کے محافظوں کا محاصرہ ٹوٹ گیا تھا۔ حضرت ضرار بن ازور نے ایک جست لگائی اور اس کے قریب پہنچ گئے اور کچکچا کر اس کے سینہ پر نیزہ مارا جو اس کی پشت کے آر پار نکل گیا۔ صرف ایک ہی وار میں دریحان کشتہ ہو کر زمین پر گرا۔

دریحان کے مقتول ہونے سے رومی لشکر میں انتشار و اختلال واقع ہوا۔ حضرت خالد نے اس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے کثرت سے تیغ زنی اور نیزہ زنی پر مجاہدوں کو ابھارا اور رومی لشکر کے سپاہیوں کی لاشوں سے میدان بھر دیا۔ رومی لشکر کے سپاہی کثیر تعداد میں مقتول ہوئے حالانکہ اسلامی لشکر سے بہت سے مجاہدوں نے شہادت پائی۔ مشاہیر صحابہ سے حضرت عامر بن طفیل الدوسی اور ان کے شہزادے حضرت جندب بن عامر الدوسی نے جام شہادت نوش فرمایا۔

الغرض! جنگ یرموک کا چوتھا دن اسلامی لشکر کے لئے سخت آزمائش اور ابتلائے مصیبت کا دن تھا۔ اس دن اسلامی لشکر نے تین مرتبہ ہزیمت اٹھائی اور پیچھے ہٹا تھا لیکن حضرت خالد بن ولید، حضرت ضرار بن ازور، حضرت عمرو بن معدی کرب، حضرت قثامہ بن الکتانی، حضرت عامر بن طفیل دوسی وغیرہ نے بڑی جاں فشانی اور دلیری کا مظاہرہ کیا اور ہر مرتبہ اسلامی لشکر کو ثابت قدم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ صبح سے لے کر شام تک جنگ کا تنور گرم رہا۔ آفتاب غروب ہوتے ہی دونوں لشکر اپنے اپنے کیمپ میں واپس لوٹے۔ اسلامی لشکر میں زخمیوں کی تعداد بہت تھی۔ زیادہ تر زخمی تیروں کی وجہ سے تھے۔

معرکۂ جنگ سے لوٹتے ہی سب سے پہلے حضرت ابوعبیدہ نے دو نمازیں ساتھ میں پڑھائیں کیونکہ جنگ جاری ہونے کی وجہ سے نماز قضا ہوئی تھی۔ نماز کے بعد مجاہدوں نے زخمیوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری شروع کی۔ شاید ہی کوئی ایسا خیمہ ہوگا جس میں کوئی زخمی نہ ہو۔ حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر میں گشت کرتے تھے اور زخمیوں کے حال کی پرسش کرتے تھے۔ ان کے زخم باندھتے تھے اور تسلی دیتے تھے۔ مجاہدوں کی کوشش جہاد کی تعریف و شکریہ ادا کرتے تھے اور جہاد کی فضیلت بیان کر کے اجر عظیم اور بے حساب ثواب کا مژدہ سناتے تھے اور ساتھ میں صبر کی تلقین کرتے ہوئے شجاعت و ثبات

marfat.com

قدمی کی ترغیب دیتے تھے۔ نصرت الٰہی اور فتح و غلبہ کی امید دلا کر مجاہدوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ کچھ مجاہدوں کے زخم بہت گہرے تھے اور ان کو سخت تکلیف و درد ہوتا تھا۔ ان کو خصوصاً صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ جس طرح تم رنج آ گئیں ہو تمہارے دشمن بھی اسی طرح رنج آ گئیں ہیں لیکن مومن کو راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے جو رنج و تکلیف لاحق ہوتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرماتا ہے جب کہ مشرکوں پر عتاب و غضب نازل فرماتا ہے لہٰذا اے راہ خدا میں اپنی جانیں خرچ کرنے والو! اللہ کی رحمت و رضا مندی کے امیدوار رہو۔ اللہ تمہارے ہر حال سے واقف اور نگراں ہے۔

ادھر رومی لشکر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ سردار دریحان کے قتل ہونے کا ماتم چھایا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں ہزاروں کی تعداد میں رومی سپاہیوں کے مقتول ہونے کا رنج و غم مسلط تھا۔ رومی لشکر کے سپہ سالار اعظم باہان کا منہ بگڑا ہوا تھا۔ اپنے تخت پر منہ سوجا کر بیٹھا تھا اور چہرہ فق پڑ گیا تھا۔ رومی لشکر کے سردار اور بطارقہ سر جھکائے اور ندامت اٹھائے خفت اور پشیمانی کے عالم میں شرمندگی سے اِستادہ تھے۔ کسی میں باہان کی آنکھ سے آنکھ ملانے کی ہمت نہ تھی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہماری بزدلی کی وجہ سے ہم باہان کی آنکھ سے گر چکے ہیں۔ باہان کے خیمہ میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ بالآخر باہان نے خاموشی کا پردہ چاک کرتے ہوئے خشمناک لہجہ میں کہا کہ مجھے معلوم ہی تھا کہ تم ناک چوٹی کٹا کر ہی آؤ گے اور میری ناک بھی قلم کراؤ گے۔ جب تم مسلمانوں سے لڑنے جاتے ہو تب مرنے کے نام سے تمہیں موت آ جاتی ہے۔ مسلمانوں کو دیکھتے ہی تمہاری جان سوکھ جاتی ہے۔ آج تم نے جس بزدلی اور نامردی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ ہمارا ان پر کسی قسم کا رعب و دبدبہ قائم نہیں رہا۔ اس کے برعکس ہمارے لشکر کے سپاہیوں کے خون خشک ہو گئے ہیں۔ بار ہا تم کو ایک ہی بات پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے لیکن تم نے اپنی شرم و غیرت کو بالائے طاق چڑھا دیا ہے۔ تم بھی انسان ہو اور مسلمان بھی انسان ہیں۔ اللہ نے تم کو دو ہاتھ دیئے ہیں تو عربوں کو دس بیس ہاتھ نہیں دیئے۔ ان کے بھی تمہاری طرح دو ہاتھ ہی ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ ہر محاذ پر تم مغلوب ہو جاتے ہو۔ تمام سرداروں نے معذرت کرتے ہوئے اور اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ اے سردار! آج ہمارے شہسوار اور شجاع سپاہیوں کو لڑنے کا موقع ہی نہیں ملا کیونکہ وہ تمام لشکر کے پچھلے (عقب) حصہ میں تھے اور جنگ لشکر کے اگلے حصہ میں واقع ہوئی تھی لہٰذا آپ آئندہ کل دیکھ لینا کہ ہم عربوں سے آج کی ہزیمت کا کیسا سخت انتقام لیتے ہیں۔ باہان نے حق مسیح اور صلیب کی قسم دی کہ آئندہ کل جوانمردی دکھانے کا عہد و پیمان لیا۔ رومی سردار باہان کے خیمہ سے رخصت ہوئے اور آئندہ کل کی جنگ کی تیاری میں مصروف رہ کر رات بسر ہوئی۔

ادھر اسلامی لشکر کی نگہبانی کے لئے حضرت ابو عبیدہ نے چند مجاہدوں کو متعین کر دیا تھا جو رات بھر تکبیر و تہلیل کی صدا بلند کر کے اسلامی لشکر کے اردگرد گشت کر کے نگہبانی کرتے رہے۔

”جنگ یرموک کا بارھواں دن“

صبح حضرت ابو عبیدہ نے نماز فجر کی امامت فرمائی اور ان کی اقتدا میں جیش اسلام نے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد فوراً مجاہدوں نے دیکھا کہ رومی لشکر اپنے کیمپ سے روانہ ہو کر معرکہ میدان میں آ رہا ہے۔ اسلامی لشکر کے ہر سردار نے اپنے

marfat.com

ماتحت لوگوں کو آواز دی کہ آج بھی دشمن امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح آ رہے ہیں لہٰذا جلدی مسلح ہو کر میدان کی طرف نکلو۔ تمام مجاہد اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور مسلح ہو کر میدان کی طرف سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ اسلامی لشکر میدان میں آ پہنچا اور لشکر کی صف بندی کی گئی۔ حضرت ابو عبیدہ صفوں کے درمیان گشت کرتے تھے اور جہاد کی فضیلت و اجر بیان کر کے مجاہدوں کو ترغیب دیتے تھے۔ رومی لشکر آج اپنی پوری جمعیت کے ساتھ میدان میں اترا تھا۔ بیشمار صلیبیں اور نشان نظر آتے تھے جیسے ببول کے پیڑ میں کانٹے ہوتے ہیں اتنی کثیر تعداد میں صلیب اور نشان نظر آتے تھے۔ باہان کا تخت گزشتہ کل کی طرح اونچے ٹیلے پر رکھا گیا تھا لیکن آج باہان نے یہ فیصلہ کیا تھا پورے لشکر کی کمانڈ وہ اکیلا کرے گا۔ لشکر کے ہر حصہ پر بلند ٹیلہ سے نگرانی کرے گا اور ضروری ہدایت و تنبیہ کرتا رہے گا۔ باہان نے حکم جاری کیا تھا کہ جب تک اسلامی لشکر کی جانب سے حملہ کی ابتدا نہ ہو تب تک تم حملہ کرنے کی عجلت مت کرنا۔ البتہ ان کے حملے کا دندان شکن جواب دینا۔

دونوں لشکر میدان میں آمنے سامنے آ کر ٹھہر گئے۔ رومی لشکر بے حس و حرکت اپنی جگہ پر جامد کھڑا تھا۔ رومی لشکر میں سے لڑنے میدان میں کوئی بھی نہیں نکلا لہٰذا اسلامی لشکر نے رومی لشکر پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ جنگ کی آگ کے شعلے بلند ہوئے اور زمین رنگین ہونے لگی۔

حضرت یزید بن ابی سفیان نے اپنے ساتھیوں کو پکار کر فرمایا کہ اے جنت کو اپنی جان کے عوض خریدنے والو! اللہ اور اللہ کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہ سنہری موقع ہے۔ یہاں اپنا سر کٹا کر جنت کا داخلہ حاصل کر لو۔ یہ فرما کر انہوں نے اپنے علم کو جنبش دی۔ مجاہدوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے بڑی جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومی لشکر کی صفیں الٹ دیں۔ اسلامی لشکر کے میمنہ پر حضرت عمرو بن العاص سہمی امیر مقرر تھے۔ اسلامی لشکر کے میمنہ پر ایک ساتھ دس ہزار رومی آ پڑے اور ایسا شدید حملہ کیا کہ اسلامی لشکر کا میمنہ پیچھے ہٹتے ہٹتے عورتوں کے ٹیلہ تک آ گیا۔ رومیوں کی جرأتیں اتنی بڑھی ہوئی تھیں کہ انہوں نے یہ گمان کر لیا تھا کہ ہم کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ حضرت زبیر بن العوام کو آشوب چشم کا عارضہ لاحق ہونے کی وجہ سے انہوں نے آج جنگ میں شرکت نہیں کی تھی اور اپنے خیمہ میں تھے۔ ان کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر ان کی آنکھ کا معالجہ کر رہی تھیں کہ خبر آئی کہ اسلامی لشکر کے میمنہ نے ہزیمت اٹھائی ہے اور وہ ٹیلے کے نیچے تک پیچھے ہٹ کر آ گیا ہے۔ حضرت عفیرہ بنت عفار دوڑتی ہوئی حضرت زبیر بن العوام کے خیمہ میں آئیں اور کہا کہ اے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی کے شہزادے! مسلمان سخت مصیبت میں مبتلا ہیں اور ہزیمت اٹھا کر ٹیلے تک آ گئے ہیں۔ آج دین کے تم مددگار رہو، کچھ کیجئے۔ حضرت زبیر بن عوام یہ سن کر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے، اپنی آنکھوں سے پٹیاں کھول کر پھینک دیں اور فرمایا کہ میں بیماری کی وجہ سے معذور ہو کر نہیں بیٹھ سکتا بلکہ دین کی مدد کے لئے اللہ کی راہ میں اپنی جان خرچ کروں گا۔ پھر آپ نے ہتھیار سنبھالے اور گھوڑے پر سوار ہو کر معرکۂ قتال میں آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں چھوٹا نیزہ تھا جس کو وہ گھوماتے تھے اور بلند آواز سے پکار کر فرماتے تھے کہ میں زبیر بن العوام ہوں۔ میں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ نے رومیوں پر حملہ کر دیا۔ آپ ایسی برق رفتاری سے نیزہ گھوماتے تھے کہ آپ کے

marfat.com

نیزہ کا وار خالی پھیرنے کی رومیوں میں سکت نہ تھی۔ جو بھی نیزہ کی زد و ضرب پر چڑھ جاتا تھا کشتہ ہو کر زمین پر خاک و خون میں تڑپتا نظر آتا تھا۔ حضرت زبیر کی دلیری نے جنگ کا رخ پلٹ دیا۔ ان کو اس طرح قتال کرتے دیکھ کر مجاہدوں میں ایک نیا جوش پیدا ہو گیا اور مجاہدوں نے ایسا بازگشت حملہ کیا کہ رومیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے جانے لگے۔ حضرت عمرو بن العاص نے بھی مجاہدوں کو ابھارا اور رومیوں کو مارتے اور کاٹتے ہوئے ان کے لشکر کے میسرہ تک بھگا دیا۔

حضرت زبیر بن العوام لڑتے لڑتے آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں حضرت خالد بن ولید اور حضرت ہاشم مرقال نے رومیوں پر سخت حملہ جاری رکھا تھا اور رومی شکر پر ایسا دباؤ ڈال رکھا تھا کہ رومی لشکر ہزیمت اٹھا کر واپس جا رہا تھا۔ رومی لشکر کو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے حضرت خالد اس ٹیلے تک پہنچ گئے جہاں رومی لشکر کے سپہ سالار باہان کا خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ جب باہان نے دیکھا کہ حضرت خالد اسلامی لشکر کے ساتھ آگے بڑھتے بڑھتے یہاں تک آ گئے ہیں تو وہ فوراً اپنے تخت سے نیچے اتر کر بھاگا اور رومی سپاہیوں کو گالیاں دیتے ہوئے سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ اے نامردو! اے نامردوں کی اولاد! سختی ہو تم پر! دشمن بڑھتے ہوئے یہاں تک آ گئے اور تم دیکھتے رہے۔ تمہارے ہاتھ تلواریں تھامنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ تمہارے ہاتھ چوڑیاں پہننے کے لائق ہیں۔ چوڑیاں پہن کر عورتوں کے ساتھ گھر میں بیٹھ رہو۔ باہان کی ایسی لعنت ملامت سن کر تمام رومیوں نے متحد ہو کر حملہ کیا اور مجاہدوں کو باہان تک پہنچنے سے باز رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ تھوڑی دیر پہلے تو باہان نے اپنی نظر کے سامنے موت کو سر پر کھیلتی دیکھ کر لرز گیا تھا لیکن اب اس کی جان میں جان آئی تھی۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرداری میں قوم ارمن کے شیر دل مجاہد بڑی جاں فشانی سے جنگ کر رہے تھے۔ رومی سردار جرجیر نے ان پر تین ہزار رومی سپاہیوں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ حضرت شرحبیل نے ثابت قدمی دکھائی اور مقابلہ پر ڈٹے رہے لیکن ان کے ساتھیوں کے قدم اکھڑ گئے اور پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت شرحبیل کے ساتھ چند معدود اشخاص ہی رہ گئے۔ تب حضرت شرحبیل نے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا کہ ''یا اھل الاسلام! أفرار من الموت؟ الصبرٌ الصبر '' ترجمہ: ''اے اہل اسلام! کیا موت سے بھاگتے ہو؟ صبر کرو، صبر کرو'' حضرت شرحبیل کی اس پکار کو سن کر مفرور ہونے والے مجاہدوں کے قدم رک گئے۔ فوراً واپس پلٹے اور ایسا شدید حملہ کیا کہ رومیوں کی صفوں کو الٹ کر رکھ دیا۔ شمشیر زنی اور نیزہ زنی کے وہ جوہر دکھائے کے رومی دنگ رہ گئے۔ جب مصیبت اور تنگی دور ہوئی اور راحت و کشائش حاصل ہوئی تب حضرت شرحبیل نے قوم ارمن کے مجاہدوں کو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا کہ اے مجاہدو! تم کو کیا ہو گیا تھا کہ ان عجمیوں، بے ختنہ بریدہ کافروں سے شکست اٹھا کر پیٹھ دکھا کر بھاگ رہے تھے؟ کیا تم کو معلوم نہیں کہ جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا کتنا بڑا گناہ ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ '' (پارہ:۹، رکوع:۱۶، سورۃ الانفال، آیت نمبر:۱۶)

ترجمہ: ''اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو تو وہ اللہ کے غضب

marfat.com

میں پلٹا اوراس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی۔'' (کنز الایمان)

اے مسلمانوں! اللہ سے ڈرو۔ موت سے کیا ڈرنا؟ کیا ہم نے ہماری جانیں جنت کے بدلے میں اللہ کو نہیں بیچ دیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

''اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ'' (پارہ نمبر:۱۱، رکوع نمبر:۳، سورۃ التوبہ، آیت نمبر:۱۱۱)

ترجمہ: ''بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے' اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں۔'' (کنز الایمان)

حضرت شرحبیل نے فرمایا کہ تم موت کے ڈر سے بھاگ کر جنت سے بھگ رہے تھے اور اللہ کے غضب میں مبتلا ہونے جا رہے تھے۔ قوم ارمن کے مجاہدوں نے خجلت اور ندامت کے ساتھ معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی! ہمارا بھاگنا شیطان کا دھوکہ تھا۔ فریب نفس میں آکر ہم سے یہ خطا سرزد ہوئی۔ ہم نادم ہیں اور اب ہم انشاء اللہ ثابت قدمی سے آپ کے ساتھ رہیں گے اور اپنی جانیں قربان کرنے میں کوتاہی اور تامل نہیں کریں گے۔ حضرت شرحبیل خوش ہوئے اور ان کو دعائے جزائے خیر و برکت سے نوازا۔

حضرت ذوالکلاع حمیری کی ایک عجیب بات:

علامہ واقدی روایت فرماتے ہیں کہ رومی لشکر سے ایک طویل قدوقامت اور بھاری ڈیل ڈول کا ایک گبر اس صورت سے میدان میں آیا کہ اس نے سنہری زرہ اور خود پہنا تھا اور اس میں سونے سے بنی ہوئی صلیبیں جڑی ہوئی تھیں اور وہ گبر جس گھوڑے پر سوار تھا اس گھوڑے کو بھی لوہے کی زرہ پہنائی تھی تاکہ اس کا گھوڑا بھی زخمی ہو کر نہ گرے۔ وہ گبر سرعت سے تلوار گھما کر اپنی جنگی مہارت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ تکبر اور غرور کے نشے میں دھت ہو کر چیخ چیخ کر مقابل طلب کرنے لگا۔ اس کا گھمنڈ دیکھ کر حضرت ذوالکلاع حمیری کے غلام طیش میں آگئے اور اس کی طرف لپکے۔ حضرت ذوالکلاع حمیری نے دیکھا کہ رومی گبر کہنہ مشق اور تجربہ کار جنگجو معلوم ہوتا ہے اور میرا غلام اس کے مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتا پھر بھی جذبۂ جہاد میں اس سے مقابلہ کرنے جا رہا ہے۔ مبادا وہ مصیبت میں گرفتار ہو جائے۔ یہ گبر میرا مد مقابل ہے لہٰذا اس کے مقابلہ کے لئے مجھے جانا چاہیئے۔ اس خیال کے آتے ہی انہوں نے اپنے غلام کو آواز دے کر واپس بلا لیا اور کہا کہ تم توقف کرو، میں اس کے مقابلے کو جاتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ذوالکلاع حمیری میدان میں آئے۔ حضرت ذوالکلاع نے آتے ہی گبر پر نیزہ کا وار کیا لیکن گبر پہلے سے ہی چوکنا تھا لہٰذا اس نے وار کو خالی پھیر دیا اور بازگشت وار کیا جس کو حضرت ذوالکلاع نے ڈھال پر لیا اور اپنے کو بچایا۔ دونوں اس طرح ایک دوسرے پر وار کرتے رہے اور نیزہ زنی کے کرتب دکھاتے رہے۔ کئی دیر تک اس طرح دونوں نے نیزہ بازی جاری رکھی لیکن پھر دونوں تھک گئے اور دونوں نے تلواریں تان لیں۔ دونوں نے شمشیر زنی کے داؤ پیچ ایسے دکھائے کہ دیکھنے والے تعجب کرنے لگے۔ حضرت ذوالکلاع نے موقع پا کر گبر پر تلوار کا وار کر دیا لیکن گبر نے مضبوط زرہ پہنی تھی لہٰذا وار

marfat.com

کارگر ثابت نہ ہوا۔ تلوار کا وار پڑنے سے گبر بپھرا اور اس نے حضرت ذوالکلاع پر ایسا شدید وار کیا کہ سر کو پھاڑ کر زرہ کو بھی چیرتی ہوئی تلوار ان کے بازو میں پیوست ہوگئی اور ایسا گہرا زخم کر دیا کہ خون کا پرنالہ بہنے لگا۔ حضرت ذوالکلاع کا ہاتھ بیکار ہو گیا اور ہاتھ میں تلوار تھامنا بھی دشوار ہو گیا لہٰذا انہوں نے اسلامی لشکر کی جانب گھوڑے کی باگ پھیری۔ گبر نے تعاقب کیا لیکن حضرت ذوالکلاع کو پا نہ سکا اور حضرت ذوالکلاع اسلامی لشکر میں اس حال میں واپس آئے کہ ان کے زخم سے خون جوش مار کر بہہ رہا تھا۔ قوم حمیر کے مجاہدوں نے اپنے سردار کو گھوڑے سے اتارا اور فوراً ان کا زخم باندھا۔

حضرت ذوالکلاع کے شدید زخمی ہونے کی جب اسلامی لشکر میں خبر پھیلی تو قوم حمیر کے اور دیگر اقوام کے مجاہدین ان کے پاس پرسش حال اور عیادت کے لئے آنے لگے۔ کچھ مجاہدوں نے پوچھا کہ اے سردار! تمہارا یہ حال کیوں کر ہوا؟ تب حضرت ذوالکلاع نے جواب دیا کہ اے مجاہدو! اپنے ہتھیار اور اپنی طاقت پر ہرگز بھروسہ نہ کرنا۔ دشمنوں سے لڑتے وقت اپنی دلیری اور جنگی مہارت پر غرور مت کرنا اور صرف اللہ کی ذات اور اس کی مدد پر بھروسہ کرنا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے سردار! آپ ایسا کیوں فرما رہے ہیں؟ حضرت ذوالکلاع نے فرمایا کہ جب میرا غلام مقابلہ کرنے جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ اس کے جسم پر زرہ نہیں ہے اور جسمانی اعتبار سے بھی وہ گبر کا مدمقابل نہیں ہے لہٰذا میں نے بنظر شفقت اس کو باز رکھا اور میں نے اس لئے جانے کا قصد کیا کہ میرے جسم پر مضبوط زرہ ہے اور جسمانی اعتبار سے میں اس کا مدمقابل ہوں اور تجربہ کار جنگجو ہوں لہٰذا میں زرہ اور جسمانی قوت و جنگی مہارت پر اعتماد کر کے لڑنے گیا اور نتیجہ کیا ہوا وہ تم دیکھ رہے ہو۔ اس بے ختنہ بریدہ نے مجھے دھوکہ دے کر ایسا وار کیا کہ میری ڈھال اور زرہ دونوں کو کاٹ کر شدید زخم پہنچایا۔ لہٰذا تم کبھی بھی ہتھیاروں کی مضبوطی اور جسمانی طاقت پر غرور کر کے لڑنے مت جانا اور ایک ضروری بات ذہن نشین کر لو کہ ہم کافروں کو جب بھی قتل کرتے ہیں تب بھی یہ گمان مت کرنا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کافروں کو اللہ ہی قتل کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

''فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ'' (پارہ:۹، رکوع:۱۶، سورہ الانفال، آیت:۱۷)

ترجمہ: ''تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔'' (کنز الایمان)

شان نزول: ''جب مسلمان جنگ بدر سے واپس ہوئے تو ان میں سے ایک کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا۔ دوسرا کہتا تھا میں نے فلاں کو قتل کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اس قتل کو تم اپنے زور اور قوت کی طرف نسبت نہ کرو کہ یہ درحقیقت اللہ کی امداد اور اس کی تقویت اور تائید ہے۔'' (حوالہ: تفسیر خزائن العرفان، صفحہ:۳۲۱)

حضرت ذوالکلاع نے فرمایا کہ اگر تمہارے ہاتھ سے کوئی دشمن خدا قتل ہو تب ہرگز فخر کر کے یہ نہ کہنا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ درحقیقت اللہ نے اسے قتل کیا ہے۔ تمام حاضرین نے کہا کہ اے معزز سردار! آپ کی یہ نصیحت صداقت پر مبنی ہے اور انشاء اللہ ہم آپ کی اس نصیحت پر سختی سے قائم رہیں گے۔ آپ نے ہم کو حقیقت سے روشناس کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

marfat.com

حضرت ذوالکلاع کو زخمی کرنے والے گبر کا قتل:

حضرت ذوالکلاع کا زخم باندھنے کے بعد ان کو درد میں افاقہ ہوا اور وہ لشکر میں اپنی جگہ آ کر ٹھہرے۔ ان کو زخمی کرنے والا گبر ابھی تک میدان میں موجود تھا۔ اپنے گھوڑے کو گرداوے دیتا تھا اور مقابل طلب کرتے ہوئے تو تلا پن کرتا تھا۔ حضرت ذوالکلاع نے اپنی قوم حمیر کو پکار کر کہا کہ اے قوم حمیر! تمہارا سردار زخمی ہو کر واپس پھرا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس گبر سے بدلا لے کر حساب بے باق کر دے۔ حضرت ذوالکلاع کی اس فرمائش پر قوم حمیر کا ایک شہسوار فوراً میدان میں پہنچ گیا۔ اس نوجوان کو گبر نے تکبر کی وجہ سے حقارت کی نظر سے دیکھا اور ناچیز جانا اور اپنی شجاعت کے نشے میں شرابور ہو کر لڑنے لگا۔ گبر ضرورت سے زیادہ طاقت کا استعمال کر کے وار کرتا تھا تا کہ حمیری نوجوان کو مرعوب کر دے۔ اس نظریہ کے تحت وہ غیر محتاط ہو کر لڑنے لگا۔ اس کا تو یہی گمان تھا کہ ایک یا دو گرداوے میں حمیری نوجوان کو مات کر دوں گا۔ لیکن حمیری نوجوان لڑائی کے کرتب کا ماہر تھا۔ اس نے موقع پا کر بجلی کی سرعت سے گبر کے سینہ میں نیزہ گھسیڑ دیا اور اسے زمین پر مردہ ڈال دیا۔

اس گبر کے قتل ہونے پر رومی لشکر سے ایک گبر مثل آگ کے شعلے کے دھواں دھار آ پڑا لیکن اس کو وار کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ حمیری نوجوان نے اس کو تیز رفتاری سے آتا دیکھ کر اس کے خط (Line) میں کھڑا ہو گیا۔ وہ گبر تیز رفتاری سے آنے کی وجہ سے بروقت و برموقع گھوڑا ٹھہرا نہ سکا اور حمیری نوجوان نے اس کی سمت میں نیزہ راست کر دیا۔ وہ گبر بذات خود نیزہ میں پیوست ہو کر کشتہ گرا۔ پھر تیسرا گبر آیا لیکن وہ بھی بہت جلدی اپنے ساتھیوں کے پاس دوزخ کی راہ چل بسا۔ ایک ساتھ تین گبروں کے قتل ہونے پر رومی لشکر کا ایک بطریق آنکھوں سے خون برساتا ہوا میدان میں آیا۔ حمیری نوجوان مجاہد نے اس سے برابر کی ٹکر لی لیکن اس بطریق نے نیزہ کی کاری ضرب دل پر لگائی اور حمیری نوجوان کو شہید کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

حمیری نوجوان کو شہید کر کے رومی بطریق میدان میں کھڑے ہو کر اپنی بہادری اور شجاعت کی گل بانگ ہانکنے لگا کہ اسلامی لشکر سے قوم حمیر کے ایک مجاہد نے کمان میں تیر چڑھا کر بطریق کا نشانہ باندھ کر تیر پھینکا۔ تیر نے مطلق خطاء نہ کی اور بطریق کے حلق کو بری طرح چھید دیا چنانچہ وہ خاک وخون میں تڑپنے لگا اور مر گیا۔

لان کے رومی بادشاہ مربوس اور حضرت شرحبیل میں جنگ:

جس رومی بطریق کو تیر سے ہلاک کر دیا گیا تھا وہ رومی لشکر کا اہم رکن اور دین نصرانیہ کا عالم اور پیشوا تھا۔ رومیوں کے نزدیک اس کی بہت ہی قدر و منزلت تھی۔ اس کی اس طرح ناگہانی موت سے رومیوں کے دل میں چھید ہو گئے۔ ایک ماتم چھا گیا۔ اس بطریق کے معتقد پھوٹ پھوٹ کر آٹھ آٹھ آنسو رونے لگے۔ سردار باہان کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی ہکا بکا ہو گیا۔ لیکن لشکر میں انتشار نہ پھیلے اس لئے دل پر پتھر رکھ لیا اور بطریق کے متعلقین کو تسکین دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے معزز بطریق کا خون ضرور رنگ لائے گا۔ میں ان عربوں کے خون کا دریا بہا دوں گا۔ باہان کی بات پر لان کے بادشاہ مربوس کا خون جوش میں آ گیا۔ قتل ہونے والے بطریق اور مربوس کے بہت گہرے دوستانہ تعلقات تھے لہٰذا اس نے اپنے یار کا انتقام

marfat.com

لینے کی غرض سے میدان میں جانے کا ارادہ کیا اور باہان سے اجازت طلب کی۔ باہان نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ تم ہمارے معزز بطریق کے خون کا بدلہ لے کر رہو گے۔ صلیب تمہاری ضرور مدد کرے گی اور فتح و کامرانی سے سرفراز ہو گے۔

لان کا بادشاہ مربوس تمام ہتھیاروں اور عمدہ زرہ پہن کر مسلح ہو کر میدان میں آیا۔ وہ اپنی شاہانہ شان کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتا تھا کہ میں لان کا بادشاہ ہوں لہٰذا میرے مقابلہ کے لئے تمہارے لشکر کے کسی سردار کو ہی بھیجنا۔ چنانچہ حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول میدان میں اشعار رجز پڑھتے ہوئے آئے۔ مربوس کو ٹوٹی پھوٹی عربی آتی تھی لہٰذا وہ اشعار کو سمجھ نہیں سکا اور اشعار کے متعلق پوچھا کہ تم اس وقت کیا کلام کرتے ہو؟ حضرت شرحبیل نے فرمایا کہ ہم اہل عرب میں زمانہ قدیم سے دستور ہے کہ لڑائی کے وقت ہم رجز کے اشعار پڑھتے ہیں جس سے ہمارے دلوں میں جوش پیدا ہوتا ہے اور شجاعت حاصل ہوتی ہے اور اللہ کے ان وعدوں پر ہمارا اعتماد پختہ ہوتا ہے جو وعدے اللہ نے ہمارے آقا و مولیٰ، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی ہم سے کئے ہیں۔ مربوس نے کہا کہ تمہارے نبی نے تم سے کیا وعدہ کیا ہے؟ حضرت شرحبیل نے فرمایا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے طول و عرض کے شہروں کو فتح کرے گا اور ہم ملک شام، عراق اور خراسان کے مالک ہو جائیں گے۔ مربوس نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ اللہ ظلم کرنے والوں کی مدد نہیں کرتا اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم ہم پر ظلم کرتے ہو اور اس چیز کا مطالبہ کرتے ہو جس کے تم مستحق نہیں ہو۔ حضرت شرحبیل نے فرمایا کہ ہم خدا کے حکم سے ہی جہاد کرتے ہیں اور زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہ جسے چاہتا ہے اسے مالک و وارث بنا دیتا ہے اور اے مربوس! صلیب کی پوجا ترک کر دے اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کر اور اپنا باطل مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لے تاکہ دنیا میں نیک بخت اور آخرت میں بہشت کا حقدار ہو جائے۔ مربوس نے کہا کہ میں اپنے آبائی دین سے ہرگز منحرف ہونے والا نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے گردن میں لٹکائی ہوئی صلیب کو گریبان سے نکال کر چومی اور آنکھوں سے لگائی اور صلیب سے استعانت طلب کی۔ مربوس کی اس حرکت سے حضرت شرحبیل خشمناک ہوئے اور فرمایا کہ تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ پھر حضرت شرحبیل نے مربوس پر حملہ کر دیا۔ مربوس بھی آزمودہ جنگ تھا۔ اس نے تھوڑا ہٹ کر وار کو خالی پھیرا اور حضرت شرحبیل پر وار کیا جس کو حضرت شرحبیل نے سپر پر لیا۔ دونوں میں شدت سے شمشیر زنی ہوتی رہی اور آگ کی چنگاریاں اڑنے لگیں۔ دونوں نے لڑائی کے وہ ڈھنگ اور کرتب دکھائے کہ دونوں لشکر کے لوگ نظر کی ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے تھے۔ مجاہدین حضرت شرحبیل کی ثبات قدمی اور سلامتی کی دعائیں مانگ رہے تھے کیونکہ مربوس بہت ہی شدت سے اور اچھل اچھل کر وار کر رہا تھا اور حضرت شرحبیل کو اس پر وار کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ حضرت شرحبیل کی زیادہ تر سعی مربوس کا وار بچانے کی رہتی تھی۔ مسلسل شدت کے وار کرنے کی وجہ سے مربوس کی قوت بہت جلد صرف ہوگئی اور اس کے وار کی شدت میں نرمی لاحق ہوئی۔ حضرت شرحبیل نے ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کیا اور وہ بھی وار کرنے لگے۔ بڑی دیر شمشیر زنی جاری رہی اور دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں۔ اب دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ دونوں گھوڑے پر سوار ہونے کی صورت میں گتھم گتھا ہو گئے۔ مربوس جسمانی اعتبار سے بہت ہی موٹا اور توانا تھا اور شرحبیل ہمیشہ روزہ رکھنے کی وجہ سے

marfat.com

بہت ہی نحیف اور لاغر تھے لہٰذا مربوس نے ان کو زور سے دبوچ کر سست کر دیا اور قریب تھا کہ آپ کو گھوڑے کے زین سے کھینچ کر قید کر لے یا شہید کر دے کہ دفعۃً حضرت ضرار بن ازور وہاں پہنچ گئے۔ دونوں ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے اور غافل تھے۔ حضرت ضرار نے مربوس کی پیٹھ میں لمبا خنجر پیوست کر کے ایسا گھومایا کہ اس کے اندرونی تمام اعضاء کٹ گئے اور وہ مردہ ہو کر زمین پر گرا۔

حضرت زبیر نے چار گبروں کو اور حضرت خالد نے روسیہ کے بادشاہ کو مار ڈالا:

لان کے بادشاہ مربوس کے قتل ہونے سے رومی لشکر میں کھلبلی مچ گئی۔ رومی بطارقہ اور رومی ملوک سینہ چاک ہو کر رہ گئے۔ باہان کے سینہ پر تو سانپ لوٹ گیا۔ اضطراب کے عالم میں ایک گبر میدان میں آیا اور گھوڑے کو گردادے دینے لگا۔ وہ رومی لشکر کا بہادر اور شہسوار سپاہی مانا جاتا تھا۔ مربوس کی موت کا قلق اور رنج اس کے چہرے سے عیاں تھا۔ بحالت غصہ زور زور سے پکار کر مقابل طلب کرنے لگا۔ حضرت زبیر بن العوام میدان میں آئے اور آتے ہی ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر دوسرا گبر میدان میں آیا اور شمشیرزنی کے جوہر دکھانے لگا لیکن وہ بھی زیادہ دیر ٹھہر نہ سکا۔ حضرت زبیر نے اس کی گردن پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کی گردن الگ ہو کر دور جا گری۔ پھر تیسرا گبر سینہ پھلاتا ہوا میدان میں مرنے آیا۔ کیونکہ حضرت زبیر کی تلوار نے اس کا شاندار استقبال کیا اور سوئے جہنم بھیج دیا۔ چوتھا گبر مار ڈالوں گا کاٹ ڈالوں گا کا شور بلند کرتے ہوئے حضرت زبیر سے ٹکرانے آیا لیکن تھوڑی ہی دیر میں حضرت زبیر نے اس کے خون سے اپنی تلوار کی پیاس بجھائی۔

روسیہ کا بادشاہ جو لان کے مقتول بادشاہ مربوس کا داماد تھا اس نے دیکھا کہ حضرت زبیر نے ایک ساتھ چار شہسوار گبروں کو خاک وخون میں ملا دیا ہے تو وہ لال پیلا ہو کر میدان کی طرف روانہ ہوا۔ اس کو میدان کی طرف آتا ہوا دیکھ کر حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ اے سردار! حضرت زبیر نے چار گبروں کو قتل کرنے کی مشقت اٹھائی ہے اور اب وہ تھک گئے ہوں گے لہٰذا انہیں واپس بلا لیں مبادا ان کو کوئی تکلیف پہنچے لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے زور سے پکار کر حضرت زبیر کو واپس بلا لیا اور ان کی جگہ حضرت خالد بن ولید کو بھیج دیا۔ حضرت خالد معرکۂ میدان میں ایک لٹار مارنے اور چہل قدمی کے لئے گئے ہوں ایسا محسوس ہوتا تھا کیونکہ جاتے ہی حضرت خالد نے حاکم روسیہ کو تلوار کا ایسا جھٹکا دیا کہ وہ کمر سے کٹ کر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر مردہ گرا۔

ایک لاکھ رومی تیر اندازوں کا اسلامی لشکر پر تیر برسانا = سات سو مجاہدوں کی آنکھیں پھوٹنا

حضرت خالد کی بے مثل جوانمردی اور شجاعت

لان اور روسیہ کے دونوں بادشاہ کی ہلاکت کا حادثہ باہان کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ باہان نے حسرت بھری آواز میں کہا ہمارے دو ذی اہمیت بادشاہوں کو عربوں نے مار ڈالا۔ پھر خاموش ہو گیا اور سکتہ کے عالم میں بیٹھ کر سر پر ہاتھ دھرے سوچتا رہا۔ ان مسلمانوں کا کیا علاج کرنا چاہئے یہ مسئلہ اس کے لئے پیچیدہ تھا۔ اب تک کی جنگ کا تجزیہ کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ

marfat.com

مسلمانوں کی تلواروں اور نیزوں کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔ قریب جا کر ان سے تلوار یا نیزہ سے لڑنا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ ہمارے لشکر کے سپاہی ان کے قریب جاتے ہوئے بھی تھر تھر کانپتے اور لرزتے ہیں لہٰذا ان کا مقابلہ دور سے اور سلامت فاصلہ پر رہ کر ہی کیا جا سکتا ہے اور یہ صرف تیراندازی سے ہی ممکن ہے لہٰذا اس نے اپنے لشکر کے ایک لاکھ تیراندازوں کو حکم دیا کہ وہ لشکر کے آگے پہنچ کر مورچا سنبھال لیں اور تمام کے تمام ایک ساتھ اس طرح تیر برسائیں کہ سب کے تیر ایک ساتھ کمان سے نکلیں۔ چنانچہ تمام رومی تیرانداز لشکر کے آگے آ کر اپنی جگہ (Position) لی اور کمان میں تیر چڑھا کر مجاہدوں پر نشانہ باندھا اور باہان کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ باہان نے پاؤں میں زنجیر بندھے ہوئے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ تمام کے تمام جلد از جلد تیراندازوں کے پیچھے کھڑے ہو جائیں۔ پھر باہان نے رومی سردار قناطر، قوریر اور جرجیر کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کو لے کر زنجیر والے سپاہیوں کے پیچھے استادہ ہو جائیں تا کہ پہلے تیرانداز کثرت سے تیر برسا کر مجاہدوں کو بری طرح زخمی کر دیں اور پھر ان زخمیوں پر پورا لشکر یلغار کر کے نیزوں اور تلواروں سے انہیں ہلاک کر دے۔

باہان نے مذکور ترتیب سے لشکر آراستہ کرنے کے بعد تیراندازوں کو تیر چلانے کا حکم دیا۔ حکم ملتے ہی ایک لاکھ کمانوں سے ایک لاکھ تیر چھوٹے۔ گویا تیروں کی موسلا دھار بارش شروع ہوئی۔ اسلامی لشکر رومیوں کے اس مکر و فریب سے بے خبر تھا کہ اچانک تیروں کی بوچھار شروع ہوئی اور اسلامی لشکر میں ہل چل مچ گئی۔ اس کثرت سے تیر برستے تھے کہ تیروں نے آفتاب کو ڈھک دیا تھا۔ گھوڑوں کو تیر لگے تو وہ پیچھے مڑ کر بھاگنے لگے۔ مجاہدوں کی حالت بہت نازک تھی۔ کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤں، کسی کا سینہ تو کسی کا شکم اور کسی کی آنکھ رومی تیروں کا نشانہ بنے تھے۔ مجاہد کثرت سے زخمی ہو رہے تھے۔ سات سو مجاہدوں کی آنکھیں تیر لگنے کی وجہ سے پھوٹ گئیں۔ ہر طرف سے ایک ہی شور سننے میں آتا تھا کہ "وَا عَیْنَاہ ، وَابَصَرَاہ یعنی ہائے میری آنکھ ، ہائے میری بصارت"۔ رومیوں کے تیروں نے اسلامی لشکر کو ہلبلا کر رکھ دیا مجاہدین پیچھے کو ہٹنے لگے اور بھاگنا شروع کیا اسلامی لشکر میں اس وقت قیامت صغریٰ کا منظر قائم ہو گیا تھا۔ زخمیوں کی چیخ پکار اور گھائل گھوڑوں کی ہنہناہٹ کا ایسا شور وغل بلند ہوا کہ اسلامی لشکر میں کہرام مچ گیا۔ ایک عجیب بھگدڑ اور انتشار کا سماں بندھ گیا۔

رومی لشکر سے مسلسل تیروں کی بارش جاری تھی۔ حضرت ابوعبیدہ اور دیگر اکابر صحابہ کرام اسلامی لشکر کی پراگندہ حالت دیکھ کر متردد اور مضطرب ہو گئے۔ تیروں کے سامنے زیادہ دیر ٹھہرنا دشوار اور محال تھا۔ کھلے میدان میں نہ تو کوئی آڑ ہے نہ کوئی ایسا ذریعہ ہے کہ تیروں سے اسلامی لشکر کو محفوظ رکھا جا سکے۔ رو رو کر بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے تھے اور مدد و نصرت طلب کرتے تھے۔ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں استغاثہ کرتے اور استمداد کرتے تھے۔ بقول:

سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس و شیطاں سیدا کب تک دباتے جائیں گے

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

حضرت خالد بن ولید بھی مضطرب و بیقرار ہو گئے۔ کثرت سے مجاہدوں کا زخمی ہونا ان پر بہت شاق گزرا۔ اسلامی لشکر

marfat.com

کے اہم رکن بھی تیر لگنے کی وجہ سے یک چشم ہو گئے تھے۔ (۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ (۲) حضرت سعید بن زید بن نفیل (۳) حضرت بکیر بن عبداللہ تمیمی (۴) حضرت ابوسفیان صخر بن حرب (۵) حضرت راشد بن سعید اور دیگر اجلہ صحابہ کی آنکھوں میں تیر لگے تھے۔ اس دن سات سو مجاہدوں کی آنکھوں میں تیر لگنے کی وجہ سے اسلام کی تاریخ میں اس دن کو ''یوم التعویر'' سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یعنی ''یک چشم ہونے کا دن''۔

حضرت خالد نے یہ محسوس کیا کہ اگر ہم یہیں پر ٹھہرے رہے تو اسلامی لشکر ہلاک ہو جائے گا۔ رومی سردار کا فریب حضرت خالد اچھی طرح جان گئے تھے کہ وہ قریب سے لڑنا ٹالتا ہے اور دور کے فاصلہ سے حملہ کرنے کی بزدلی دکھا رہا ہے۔ لہٰذا کسی بھی صورت میں تیر اندازوں تک پہنچ جانا چاہئے۔ اگر ہم ان تک پہنچ گئے تو ہماری تلوار کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ لیکن ان تک پہنچنا کس طرح؟ لاکھوں تیر ایک ساتھ برس رہے تھے اور باہان تیر اندازوں کو تیر زنی کی شدت کرنے کی ترغیب دے رہا تھا۔ مجاہد کثرت سے زخمی ہو کر معذور ہو رہے تھے یا تو بھاگ رہے تھے۔

حضرت خالد نے بلند آواز سے پکارا کہ اے شمع رسالت کے پروانو! رومیوں کے تیر کے خوف سے میدان جہاد سے مت بھاگو۔ جہاد سے بھاگنا گناہ عظیم ہے اور اللہ کے غضب کے حقدار بننا ہے۔ موت سے ڈر کر بھاگتے ہو لیکن بھاگ کر بھی تم نہیں بچو گے کیونکہ رومی تمہارا تعاقب کر کے تمہیں مار ڈالیں گے اور اس طرح مرنا بزدلی کی موت مرنے میں شمار ہوگا لہٰذا پیٹھ دکھانے کے بجائے سینہ سپر ہو جاؤ۔ ذلت کی موت مرنے کے بجائے عزت اور سرخ روئی سے مرنا اختیار کرو۔ کون ہے جو میرا ساتھ دے اور موت کو گلے لگائے تیروں کی بارش کو چیر اور چھید کر رومی لشکر پر حملہ کرنے سامنے جائے۔ یاد رکھو! یہ صلیب کے پوجاری بزدل اور نامرد ہیں۔ قریب آ کر تلوار زنی کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ قریب آ کر لڑنے کی ان میں ہمت ہی نہیں لہٰذا فاصلہ پر رہ کر تیر چلاتے ہیں۔ اگر ہم کسی صورت سے ان تک پہنچ گئے تو ہماری تلوار کا مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔

حضرت خالد کی اس پکار جاں نثاری پر تمام مجاہدوں نے لبیک کہا اور کہا کہ اے سیف اللہ! جب مرنا ہی ہے تو کیوں بہادری سے نہ مریں۔ پیٹھ دکھا کر بھاگ کر بھی انجام موت ہی ہے تو پھر کیوں سینہ سپر ہو کر موت کو گلے نہ لگائیں۔ بقول:

مٹ کہ گر یونہی رہا قرضِ حیات
جان کا نیلام ہو ہی جائے گا

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

حضرت خالد نے مجاہدوں سے فرمایا کہ اے اسلام کے کفن بردوش مجاہدو! نکلو اور رومی لشکر کی طرف چل پڑو۔ اپنے آگے ڈھال کو اس طرح رکھو کہ چہرہ اور سینہ چھپ جائے۔ جسم کے باقی اعضاء پر تیر لگے تو لگنے دو۔ زخم ضرور آئے گا لیکن وہ مہلک نہیں ہوگا بعد میں بھر جائے گا۔ صرف چند لمحوں کا معاملہ ہے۔ رومی لشکر اور ہمارے درمیان جو میدان ہے اسے طے کرنا ہے۔ ڈھال کی آڑ لے کر سب کے سب مثل کودتی ہوئی بجلی کی طرح دوڑ کر ان تیر اندازوں تک پہنچ جاؤ۔ بیچ میں جو میدان ہے صرف اتنا فاصلہ طے کر کے اگر ہم ان تک پہنچ گئے تو ہماری تلواریں ان کے تیروں سے برسنے والی آگ کو سرد کر دیں گی۔ اپنے

marfat.com

آقا و مولیٰ، دافع البلاء، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت و امداد پر اعتماد کرتے ہوئے برستے تیروں کے موت کے دریا میں کود پڑو۔ بقول:

آنے دو یا ڈبو دو ، اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

اور......!!!؟ اسلام کے کفن بردوش مجاہدوں نے شجاعت، بہادری، دلیری، جاں نثاری، جاں فشانی اور قربانی کو بھی سرخ روئی اور عزت بخشی۔ لُغت میں ان الفاظوں کو عزت فزائی حاصل ہوا ایسا تاریخ کا بے مثل وعظیم کارنامہ انجام دیا۔ رومی سپاہی لگاتار تیر چلا رہے تھے اور اسلام لشکر کے افراد کو مجروح کر رہے تھے کہ دفعۃً ہزاروں مجاہد اب تیر کی طرح اسلامی لشکر سے چھوٹے اور جس طرح بجلی کودتی ہوئی دوڑتی ہے اس طرح برق رفتاری سے تیروں کے سامنے دوڑ پڑے۔ رومی تیراندازوں کے وہم وگمان سے ورا معاملہ دیکھ کر ان کو اپنی آنکھوں پر بھروسہ نہ آیا کہ واقعی مسلمان دوڑ کر آ رہے ہیں یا ہم کوئی خواب دیکھ رہے ہیں۔ ہم خواب دیکھ رہے ہیں یا حقیقت سے دوچار ہیں اس کی تحقیق کرنے کے لئے بعضوں نے آنکھیں مسلیں اور پٹپٹائیں اور بعضوں نے اپنے گالوں کو چونٹا بھر کر نوچا۔ جب ان کو یہ یقین ہوا کہ واقعی ہم بیدار ہیں اور اس وقت جو منظر دیکھ رہے ہیں وہ خواب نہیں بلکہ حقیقت ہے تو وہ لرز گئے۔ ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور بوکھلا گئے۔ یہ عرب انسان ہیں یا جنات ہیں یہی پتہ نہیں چلتا۔ زندگی سے بے پروا ہو کو موت کے سامنے اس طرح دوڑے چلے آ رہے ہیں کہ گویا موت ان کی دلربا محبوبہ ہے۔ اسلام کے کفن بردوش مجاہدوں کا موت سے کھیلنے کا حوصلہ دیکھ کر بہت سے رومیوں کے ہاتھوں سے تیر وکمان گر گئے اور بہت سے تیرانداز موت کے خوف سے تھر تھر کانپنے لگے۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کے اوسان خطا ہو گئے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کرتے ہوئے مجاہدوں کے ہمراہ تیراندازوں تک پہنچ گئے۔ رومی تیرانداز کچھ سوچیں اور کچھ اقدام اٹھائیں اس کے قبل تو مجاہدوں کی تلواریں ان کے سروں پر پڑنی شروع ہو گئیں۔ تیراندازوں کے ہاتھوں میں صرف تیر اور کمان تھے، کسی کے پاس نیزہ یا تلوار نہیں تھی لہٰذا مجاہدوں کی تلواروں سے اپنا دفاع کرنے کا ان کو موقع ہی نہ ملا۔ جس طرح ایک بپھرا ہوا شیر بھیڑ بکریوں کے جھنڈ پر حملہ آور ہو کر انہیں پھاڑ دیتا ہے اسی طرح اسلامی لشکر کا ہر مجاہد شیر ببر کی طرح رومی لشکر پر ٹوٹ پڑا اور انہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیا بلکہ جس طرح کھیت میں اگی ہوئی فصل کاٹی جاتی ہے اس طرح رومیوں کے سروں کو کاٹ کر پھینک دیئے۔ رومی لشکر میں کہرام مچ گیا۔ رومیوں کے پاؤں تلے کی زمین سرک گئی۔ یک لخت ان کے قدم اکھڑ گئے اور جان کے لالے پڑ گئے۔ مجاہدوں نے ان پر اس کثرت سے تیغ زنی کی کہ ان کے چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) سپاہی مقتول ہوئے۔ تھوڑی دیر پہلے اسلامی لشکر پر آفت کے بادل منڈلا رہے تھے لیکن اب معاملہ برعکس تھا۔ بادل چھٹ گئے تھے اور غلبہ اور فتح کی امید کی کرنیں درخشاں تھیں۔

حضرت خالد کی دلیری نے اسلامی لشکر کے مجاہدوں کے پائے تزلزل کو ثبات بخشا اور مجاہدوں میں ایک نیا جوش پیدا ہوا۔

marfat.com

یہاں تک کہ خواتین بھی شمشیریں لے کر میدان میں کود پڑیں۔

خواتین اسلام کی رومیوں سے جنگ:

جب رومیوں کے ایک لاکھ تیر اندازوں نے تیروں کی بارش شروع کر کے مجاہدوں کو تتر بتر اور پراگندہ کر دیا تھا اور مجاہد پیچھے ہٹ رہے تھے اور بھاگ رہے تھے تب لشکر کے پیچھے سے خواتین اسلام خیموں کی لکڑیوں اور پتھروں سے مجاہدوں کے گھوڑوں کو مارتیں تھیں اور ان کا رخ معرکہ جنگ کی طرف پھیر دیتی تھیں اور مجاہدوں کو عار اور شرم دلاتی تھیں لہٰذا غیرت کی وجہ سے مجاہد بھاگنے سے رک کر واپس پلٹتے تھے۔ جب رومیوں کی طرف سے تیر اندازی تھم گئی تب پھر ایک مرتبہ تلوار زنی اور نیزہ زنی کا دورہ شروع ہوا۔ اس وقت مجاہدوں کے ہمراہ خواتین اسلام بھی تلواریں ہاتھ میں لے کر رومیوں پر ٹوٹ پڑیں اور رومیوں پر قیامت ڈھا دی۔

حضرت ابوسفیان بن حرب کی زوجہ حضرت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کہ جنہوں نے جنگ احد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجا چبایا تھا لیکن فتح مکہ کے دن حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر ایمان لا کر اسلام میں داخل ہوئی تھیں وہ حضرت ہند بنت عتبہ اپنی ماضی کی خطاؤں کی تلافی میں آج اپنی جان ہتھیلی میں لے کر دشمنان اسلام سے بڑی دلیری سے تلوار زنی کرتی تھیں۔ رومی سپاہی پر تلوار کا وار کر کے اس کو زمین پر مردہ ڈال دیتی تھیں اور اسلامی لشکر کے مجاہدوں کو جنگ کی ترغیب دلاتے ہوئے پکار کر کہتی تھیں کہ اے گروہ مؤمنین! ان بے ختنہ بریدہ گبروں کو کاٹ کر پھینک دو۔ حضرت ہند کی متابعت میں ان کے شوہر حضرت ابوسفیان بھی مجاہدوں کو بلند آواز سے پکار کر جوش دلاتے تھے۔

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، اصدق الصادقین، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق اپنے شوہر حضرت زبیر بن العوام کے ہمراہ معرکۂ میدان میں اپنے شوہر کا برابر ساتھ نبھاتی تھیں۔ حضرت زبیر بن العوام کسی ایک رومی کو قتل کرتے تھے تو حضرت اسماء بھی ایک رومی کو اپنی تلوار سے قتل کرتی تھیں۔ اگر حضرت زبیر دو کو مار ڈالتے تھے تو حضرت اسماء بھی دو کو تہ تیغ کرتی تھیں۔ الغرض وہ اپنے زوج محترم سے شانہ سے شانہ اور قدم سے قدم ملا کر دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کرتی تھیں۔

حضرت ضرار بن ازور کی بہن حضرت خولہ بنت ازور تو مثل شیرنی رومی لشکر کے بھیڑیوں کو چیرتی اور پھاڑتی تھیں۔ اچانک ایک بھاری جسامت اور لمبے قد و قامت کا گبر ان کے سامنے آ گیا۔ حضرت خولہ کے تلوار زنی کے کرتب سے رومی گبر کے پسینے چھوٹ گئے اور اس کو اپنی موت نظر آنے لگی لیکن اتفاق سے حضرت خولہ کی تلوار ٹوٹ گئی گبر نے اس موقع کا فائدہ اٹھا کر حضرت خولہ پر تلوار کا وار کر دیا حضرت خولہ نے اس کا وار ڈھال پر لے کر بچانے کی کوشش کی۔ تلوار ڈھال پر پڑی مگر ڈھال سے سرک کر حضرت خولہ کے سر میں لگی۔ خون کا فوارا جاری ہوا اور حضرت خولہ گھوڑے سے زمین پر گریں۔ ان کو زمین پر پڑی دیکھ کر گبر نے اپنا نیزہ نکال کر راست کیا اور یہ ارادہ کیا کہ گھوڑے کی پشت پر سوار رہتے ہوئے حضرت خولہ کے سینہ میں نیزہ پیوست کر دے۔ حضرت عفیرہ بن عفار نے دیکھا کہ حضرت خولہ بنت ازور کی جان خطرہ میں ہے تو فوراً اپنے

marfat.com

گھوڑے کو کودایا اور گبر کے گھوڑے کے قریب کھڑا کر دیا اور تلوار کا ایسا سخت وار کیا کہ گبر کا سر تن سے الگ ہو کر دور جا کر گرا۔

پھر حضرت عفیرہ اپنے گھوڑے سے اتر کر حضرت خولہ کے پاس آئیں اور ان کا سر اٹھایا تو ان کا سر خون سے اس طرح لتھ پتھ تھا کہ ان کے تمام بال خون سے رنگین ہو گئے تھے۔ حضرت خولہ نیم بیہوشی کے عالم میں تھیں۔ حضرت عفیرہ نے ان کو جھنجھوڑا اور پوچھا کہ اے میری بہن خولہ تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت خولہ نے آنکھیں کھولیں۔ ان کا سر حضرت عفیرہ بنت عفار کی گود میں تھا۔ حضرت خولہ نے کہا کہ اے عفیرہ! میرا گمان ہے کہ میں نہیں بچوں گی اور مر جاؤں گی۔ کیا تم نے میرے بھائی ضرار کو کہیں دیکھا ہے؟ حضرت عفیرہ نے کہا کہ ہاں تھوڑی دیر پہلے میں نے ان کو صحیح و سالم دیکھا ہے۔ حضرت خولہ نے کہا کہ میرے بھائی کو میرا سلام کہنا۔ پھر حضرت خولہ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ:

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِدَاءً لِّاَخِیْ وَلَا تَفْجَعْ بِهِ الْاِسْلَامَ''

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھ کو میرے بھائی کا عوض کر دے اور میرے بھائی کے سبب سے اسلام کو رنجیدہ مت کر'' یعنی حضرت خولہ یہ دعا کرتی تھیں کہ اللہ مجھ کو میرے بھائی کے بدلے شہید کر دے اور میرے بھائی کو سلامت رکھے کیونکہ میرے بھائی کو کچھ ہو گیا تو لشکر اسلام کو بہت صدمہ ہو گا اور ان کے حوصلے ٹوٹ جائیں گے۔

حضرت عفیرہ نے حضرت خولہ کو تسکین دی اور اطمینان دلایا اور ان کو کھڑا کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت خولہ کثرت سے خون بہہ جانے کی وجہ سے کھڑی نہیں ہو سکتی تھیں لہٰذا حضرت عفیرہ نے ان کو اٹھا لیا اور خیمہ میں لائیں اور ان کا زخم باندھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خولہ بچ گئیں اور رات کو وہ لشکر کی نگہبانی کے لئے گشت کرتی تھیں۔ حضرت ضرار نے ان کو دیکھا کہ سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے تو پوچھا کہ اے بہن یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت خولہ کے ساتھ حضرت عفیرہ تھیں حضرت عفیرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ بھائی جان ان کو ایک گبر نے زخمی کر دیا تھا لیکن میں نے فوراً انتقام لیتے ہوئے گبر کو واصل جہنم کر دیا۔ حضرت ضرار نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ الحمد للہ! مجھ کو بھی بہت کافی تعداد میں کافروں کو جہنم رسید کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

الحاصل! ''یوم التعویر'' کے دن یعنی جنگ یرموک کے بارہویں دن خواتین اسلام نے جس دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا اس کو دیکھ کر اسلامی لشکر کے مجاہد یہاں تک کہتے تھے کہ اگر آج ہم نے دلیری اور ثابت قدمی نہ دکھائی تو ان عورتوں سے ہم زیادہ مستحق ہیں کہ ہم پردہ نشینی اختیار کریں۔

جب آفتاب غروب ہوا تو جنگ موقوف ہوئی اور دونوں لشکر اپنے کیمپ میں واپس لوٹے۔ اس دن کی جنگ کو مورخین نے حضرت خالد بن ولید کے نام سے موسوم کیا ہے کیونکہ اس دن حضرت خالد نے اتنی کثرت سے تیغ زنی کی تھی کہ ان کے ہاتھ سے کل نو تلواریں ٹوٹی تھیں۔ علامہ واقدی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک کے بارہویں دن جن لوگوں نے حضرت خالد بن ولید کو رومیوں سے لڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس دن حضرت خالد بن ولید نے تن تنہا ایک سو مجاہدوں جتنا قتال کیا ہے۔ علاوہ ازیں دن بھر وہ الگ الگ محاذ پر پہنچ کر رومی لشکر کے اہم افراد کو قتل کر دیتے تھے۔

marfat.com

اس دن حضرت خالد بن ولید کی وجہ سے ہی جنگ کا رخ پلٹا تھا۔ جب رومی تیراندازوں نے تیروں کی بوچھار شروع کی تھی اس وقت بظاہر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اسلامی لشکر کی شکست یقینی ہے رومی لشکر غالب آ جائے گا لیکن حضرت خالد بن ولید نے دلیری دکھائی اور اسلامی لشکر کے مجاہدوں کو ثابت قدم رکھا اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس دن حضرت خالد بن ولید رومی لشکر کے اہم رکن اور ملک شام کے مشہور شہسوار اور نصرانی مذہب کے پیشوا بطریق ''نسطور'' کو قتل کر کے رومی لشکر کی کمر توڑ دی۔ حضرت خالد اور بطریق نسطور میں جو جنگ ہوئی تھی اس کا ذکر ذیل میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

''بطریق نسطور اور حضرت خالد میں جنگ حضرت خالد کی مقدس ٹوپی کا گر جانا''

بطریق نسطور رومی لشکر کا اہم رکن تھا۔ پورے ملک شام میں اس کی بہادری کا شہرہ تھا۔ بطریق نسطور کو اپنی بہادری کا بہت گھمنڈ اور غرور تھا۔ میدان جنگ میں وہ اپنی شان و شوکت کا مظاہرہ کرنے کی غرض سے عمدہ ریشمی لباس فاخرہ پہن کر اعلیٰ بناوٹ کے جنگی آلات اور زرہ سے سج دھج کر آیا تھا۔ اس کو یہ خبر ملی کہ حضرت خالد نے رومی لشکر پر قیامت برپا کر رکھی ہے لہٰذا وہ حضرت خالد سے ٹکر لینے آ پہنچا۔ حضرت خالد کے سامنے آ کر رومی زبان میں تو تلا پن کرنے لگا اور اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہوئے اپنی شجاعت اور دلیری کی شیخی مارنے لگا۔ حضرت خالد نے اس پر تلوار کا وار کیا لیکن اس نے ڈھال پر لیا۔ پھر اس نے حضرت خالد پر تمام طاقت اکٹھی کر کے وار کیا لیکن حضرت خالد نے اس کا وار خالی پھیر دیا۔ دونوں میں شدت سے تلوار زنی ہونے لگی اور دونوں کی تلواریں بجنے لگیں۔ نسطور کہنہ مشق اور آزمودہ جنگجو تھا لہٰذا وہ حضرت خالد سے برابر ٹکر لے رہا تھا۔ دونوں میں سخت لڑائی ہو رہی تھی کہ دفعۃً حضرت خالد بن ولید کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور منہ کے بل گرا۔ گھوڑے کے ساتھ حضرت خالد بھی گھوڑے کے سر کی جانب جھکے۔ جب حضرت خالد کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور جھک کر گر رہا تھا تب حضرت خالد اپنے گھوڑے کو سہلانے کے لئے زور سے ''ہے، ہے'' کہتے تھے۔ اس حادثہ کا فائدہ اٹھا کر بطریق نسطور نے حضرت خالد کی پیٹھ پر تلوار کا وار کیا لیکن حضرت خالد نے لوہے کی مضبوط زرہ پہنی تھی لہٰذا تلوار نے کوئی نقصان نہ پہنچایا۔

حضرت خالد کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گرا مگر فوراً لغزش قدم کے بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ اس افراتفری میں حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی گر گئی۔ حضرت خالد نے دیکھا کہ ان کی ٹوپی گر گئی ہے تو انہوں نے زور سے پکارا کہ......؟؟؟۔ پورا واقعہ امام سیر علامہ واقدی سے سماعت فرمائیں:

''اور اٹھا گھوڑا خالد بن الولید کا اپنی لغزش قدم سے اور گر پڑا تاج خالد بن الولید کا ان کے سر سے پس پکار کر کہا انہوں نے کہ لو میرے تاج کو پر لیا تاج کو ایک شخص نے بنی مخذوم سے۔ پس رکھ لیا خالد بن الولید نے اس کو اپنے سر پر۔ پس کہا اس شخص نے اے ابا سلیمان! تم اس حال لڑائی میں ہو اور تاج طلب کرتے ہو؟ پس کہا خالد بن الولید نے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس وقت منڈایا تھا اپنے سر مبارک کے بالوں کو حجۃ الوداع میں، لے لئے تھے میں نے کچھ موئے مبارک ان کی پیشانی کے۔ پس فرمایا تھا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم ان بالوں کو کیا کرو گے؟ میں نے عرض کی تھی

marfat.com

بطور تبرک کے رکھوں گا میں اے رسول اللہ کے اور اعانت طلب کروں گا میں ان سے اپنے دشمنوں کی لڑائی میں پس فرمایا تھا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہمیشہ تم فتح یاب رہو گے جب تک کہ یہ بال تمہارے پاس رہیں گے۔ پس رکھ لیا تھا میں نے ان بالوں کو آگے کی طرف اپنے تاج میں۔ پس نہیں ملاقی ہوا میں کسی جماعت سے کبھی حالانکہ وہ کلام سر پر تھا مگر یہ کہ شکست دی میں نے اس جماعت کو اور یہ سب ببرکت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہے۔"

(حوالہ: "فتوح الشام" از: علامہ واقدی، ص ۲۶۵)

علامہ محمد عمر والواقدی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب کی عبارت ہم نے حرف بحرف نقل کی ہے۔ قارئین کرام مندرجہ بالا عبارت کو بغور مطالعہ فرمائیں۔ اس عبارت کے مطالعہ سے حسب ذیل حقائق سامنے آئیں گے۔

(۱) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک بطور تبرک لئے تھے۔

(۲) جب حضرت خالد بن ولید نے موئے مبارک بطور تبرک لئے، تب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم ان بالوں کو کیا کرو گے۔ حضرت خالد نے عرض کیا کہ میں ان بالوں کو اپنے پاس بطور تبرک رکھوں گا اور ان مقدس بالوں سے اعانت طلب کروں گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت خالد بن ولید کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو بطور تبرک رکھنا اور ان سے اعانت یعنی مدد طلب کرنا جائز اور روا ہے۔

(۳) جب حضرت خالد بن ولید نے موئے مبارک کے متعلق اپنا اعتماد بارگاہِ رسالت میں عرض کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد کی تائید فرمائی اور مزید ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ بال تمہارے پاس رہیں گے تم ہمیشہ فتح یاب رہو گے۔

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک سے مدد طلب کرنا شرک ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خالد کو روکتے اور منع فرماتے کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ لہٰذا یہ بال اپنے ساتھ بطور تبرک رکھ کر اس سے اعانت مت طلب کرنا۔ حضور اقدس نے حضرت خالد کو قطعاً منع نہیں فرمایا۔ منع فرمانا تو درکنار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد کے عقیدہ کو پختہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب تک تمہارے پاس میرے مقدس بال رہیں گے تم ہمیشہ فتح یاب رہو گے۔ ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ سے اعانت طلب کرنا یقیناً جائز ہے۔

(۴) حضرت خالد بن ولید کا عقیدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تائید سے ایسا پختہ اور راسخ ہو گیا کہ انہوں نے اپنے آقا و مولیٰ، مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے "گیسوئے اقدس" اپنی ٹوپی میں رکھ لئے اور ہر جنگ میں ان مقدس بالوں سے اعانت طلب کرتے تھے۔

(۵) حضرت خالد بن ولید نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے ہمیشہ اعانت طلب کی اور ان

marfat.com

کو ہر محاذ پر اس کا فائدہ پہنچا جس کا اقرار کرتے ہوئے حضرت خالد نے فرمایا کہ جب بھی میرا دشمنان اسلام سے مقابلہ ہوا تب میں نے دشمنوں کو ان مقدس بالوں کی وجہ سے شکست دی ہے۔

(۶) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے سبب حضرت خالد نے جو فتح و نصرت حاصل کی تھی وہ کوئی سنی سنائی بات نہ تھی بلکہ حضرت خالد کا تجربہ تھا۔ اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر حضرت خالد بن ولید یقین کے درجہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے دشمنوں کو جو شکست دی ہے وہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت کی وجہ سے ہے لیکن...... افسوس...... کہ......؟

دور حاضرہ کے منافقین کے علماء حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک اور آثار مقدسہ کی زیارت سے ملت اسلامیہ کو روکنے کے لئے طرح طرح کے بہانے اور حیلے تراشتے ہیں اور تبرکات کی عظمت واحترام کا صاف انکار کرتے ہیں۔ مثلاً:

وہابی، دیوبندی تبلیغی جماعت کے حکیم الامت، مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

''کہیں کہیں جبہ شریف یا موئے شریف پیغمبر یا کسی بزرگ کا مشہور ہے' اس کی زیارت کے لئے یا تو ایسی جگہ جمع ہوتے ہیں یا ان لوگوں کو گھروں میں بلا کر زیارت کراتے ہیں اور زیارت کرانے والوں میں عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ اول تو ہر جگہ ان تبرکات کی سند نہیں ہوتی اور اگر سند بھی ہو تب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں ہیں۔''

(حوالہ: بہشتی زیور، ناشر: ربانی بک ڈپو، دہلی، جلد: ۶، ص: ۳۸۶)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے اقدس کی زیارت سے روکنے کے لئے تھانوی صاحب نے (۱) زیارت کرانے والوں میں عورتوں کا ہونا (۲) تبرکات کی سند نہ ہونا (۳) اگر سند ہو تب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس کے ضمن میں ہم نے مختصر بحث جنگ قنسرین میں کر دی ہے۔ یہاں مزید کچھ عرض کرنے سے پہلے تھانوی صاحب کا تبرکات کے متعلق کیا عقیدہ اور نظریہ تھا وہ پیش خدمت ہے۔

وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا ایک ملفوظ ملاحظہ ہو:

''اسی طرح بزرگوں کے تبرکات کے ساتھ مجھ کو شغف نہیں۔ مثلاً کرتہ وغیرہ' یہ خیال ہوتا ہے کہ اس میں کیا رکھا ہے۔''

(حوالہ: (۱) کمالات اشرفیہ، ملفوظات اشرف علی تھانوی

ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون۔ باب: ۱، ملفوظ: ۱۰۰۴، ص: ۲۵۱)

(۲) حسن العزیز، از: خواجہ عزیز الحسن، ناشر۔ مکتبہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون

marfat.com

جلد:۱،حصہ:۴،قسط:۱۹،ملفوظ:۶۳۴،ص:۱۴۷)

حل نعت: (۱) شغف = بے حد محبت، بے انتہا رغبت۔ (حوالہ: فیروز اللغات، ص:۸۴۳)

(۲) کیا رکھا ہے = (محاورہ)۔ کچھ باقی نہیں۔ کیا خصوصیت ہے۔ کیا انوکھا پن ہے۔

(حوالہ: فیروز اللغات، ص:۱۰۶۹)

مندرجہ بالا ملفوظ میں تھانوی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر بزرگان دین کے تبرکات سے تھانوی صاحب کو محبت و رغبت اس لئے نہیں کہ بقول ان کے ان تبرکات میں کیا رکھا ہے؟ یعنی ان تبرکات میں کچھ باقی نہیں لہٰذا ان تبرکات کی کوئی خصوصیت یا انوکھا پن نہیں۔ قارئین کرام انصاف فرمائیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابیٔ رسول تو یہ فرمائیں کہ ان تبرکات میں فتح و غلبہ عطا فرمانے کی اور اعانت و مدد طلب کرنے کی خصوصیت اور انوکھا پن ہے اور اسی لئے انہوں نے موئے مبارک کو برائے حصول برکت اپنی ٹوپی میں رکھے اور ان موئے مبارک سے بے حد محبت و بے انتہا رغبت یعنی ایسا شغف تھا کہ دوران جنگ ٹوپی گر گئی تو بے قرار و بے چین ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کو ٹوپی اٹھانے کے لئے پکارا اور فرمایا کہ اس ٹوپی کی برکت سے مجھے فتح و غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ تھانوی صاحب کا عقیدہ حضرت خالد کے عقیدہ سے کتنا متضاد ہے اور کتنا فاسد ہے؟ اس کا فیصلہ قارئین کرام فرمائیں۔

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی کا یہ عقیدہ و نظریہ ہے کہ اس میں کیا رکھا ہے؟ لیکن اجلہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات مثلاً موئے شریف، جبہ شریف، ملبوسات شریف، نعلین شریف، رداء یعنی کمبل شریف، پیالہ یعنی کاسہ شریف وغیرہ کو دنیا کی بہترین نعمت اور رحمت جان کر اسے اپنے پاس بطور تبرک رکھتے تھے۔ اس کی تعظیم و توقیر بجا لاتے تھے، اس سے شفاء، تندرستی، فتح، نصرت اور برکت حاصل کرتے تھے۔ بلکہ اپنے عاشقوں کو خود آقا و مولیٰ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے تبرکات عنایت فرماتے تھے۔ یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ اس ضمن میں قرآن و احادیث کے براہین و شواہد پیش کر کے تفصیلی گفتگو کی جائے لہٰذا قارئین کرام کے ذوق طبع اور ضیافت طبع کی خاطر چند احادیث پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

حدیث شریف:

صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں حضرت اُنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ:

"اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّہُ الْاَیْمَنَ فَحَلَقَہُ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیَ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْاَیْسَرَ فَقَالَ اِحْلِقْ فَحَلَقَہُ فَاَعْطَاہُ اَبَا طَلْحَۃَ فَقَالَ اقْسِمْہُ بَیْنَ النَّاسِ"

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا پھر ابو طلحہ

marfat.com

انصاری کو بلا کر وہ سب بال انہیں عطا فرما دیئے پھر بائیں جانب کے بالوں کو مونڈنے کا حکم فرمایا اور وہ سب بال بھی ابوطلحہ کو عطا فرمائے اور ابوطلحہ کو حکم فرمایا کہ ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔''

(حوالہ: ''بدر الانوار فی آداب الآثار، از: امام احمد رضا، ناشر: المجمع الاسلامی، مبارکپور، ص:۱۳)

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے موئے مبارک لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے عطا فرمائے۔ موئے اقدس کوئی کھانے پینے کی چیز تو نہ تھے کہ برائے اکل وشرب دیئے گئے ہوں بلکہ لوگوں کو صرف اس لئے موئے مبارک دیئے گئے تھے کہ لوگ ان مقدس بالوں کو اپنے پاس رکھیں اور رحمت و برکت حاصل کریں۔ ناظرین انصاف کریں کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے موئے مبارک کو باعث برکت کی خصوصیت کی بناء پر اپنے صحابہ کو عطا فرمائیں۔ صحابہ کرام ان مقدس بالوں کو حصولِ برکت کے لئے اپنے پاس رکھیں لیکن تبلیغی جماعت کے تھانوی صاحب یہ کہیں کہ ''اس میں کیا رکھا ہے؟''۔ حق و باطل کا فیصلہ حدیث کی روشنی میں کریں۔

حدیث شریف:

صحیح بخاری شریف میں حضرت عثمان بن عبداللہ بن مواہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ فَاَخْرَجَتْ اِلَیْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبًا''

ترجمہ: ''حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی۔ اس پر خضاب کا اثر تھا۔'' (حوالہ: ایضاً، ص:۱۴)

قارئین کرام توجہ فرمائیں کہ حضرت عثمان بن عبداللہ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کرائی۔ زیارت کرنے والے صحابیٔ رسول مرد اور زیارت کرانے والی محترمہ ام المومنین۔ لیکن تھانوی صاحب نے اپنی مضحکہ خیز کتاب ''بہشتی زیور'' میں موئے مبارک کی زیارت کی ممانعت کی ایک وجہ یہ بتائی ہے کہ ''زیارت کرانے والوں میں عورتیں بھی ہوتی ہیں'' جس کا مطلب یہ ہوا کہ عورتیں زیارت کراتی ہیں اس لئے زیارت کرنا منع ہے۔ اگر اسی وجہ سے زیارت کی ممانعت لازم آتی ہے تو تبلیغی جماعت کے متبعین تھانوی صاحب کے فتوے کی رو سے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق کیا حکم لگائیں گے؟

حدیث شریف:

صحیح مسلم شریف میں ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمشیرہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ:

''اِنَّهَا اَخْرَجَتْ جُبَّةَ طَیَالِسَةٍ کِسْرَوَانِیَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِیْبَاجٍ وَفَرْجَیْهَا مَکْفُوْفَیْنِ بِالدِّیْبَاجِ وَقَالَتْ هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی

marfat.com

اَللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْبِسُھَا فَنَحْنُ نَغْسِلُھَا لِلْمَرْضٰی نَسْتَشْفِیْ بِھَا "

ترجمہ: "حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق نے ایک اونی جبہ کسروانی ساخت کا نکالا، اس کی پلیٹ ریشمی تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا، ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے۔ تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے ہیں اور شفاء چاہتے ہیں۔" (حوالہ: ایضاً)

ناظرین کرام! توجہ فرمائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جبہ شریف کو حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق دھو کر اس کا دھون مریضوں کو حصول شفاء کے لئے پلاتی تھیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق ذی مرتبت صحابیہ ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ شریف میں "شافی الامراض" یعنی بیماروں کو شفا دینے کی خصوصیت ہے جبکہ تبلیغی جماعت کے حکیم الامت ملا تھانوی صاحب حضور اقدس کے جبہ شریف کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ "اس میں کیا رکھا ہے؟" حق اور باطل کا فیصلہ ناظرین کرام فرمائیں۔

اس بحث کو طول نہ دیتے ہوئے صرف اتنی گزارش ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے تبرکات سے فیض و برکت حاصل کرنا زمانہ قدیم سے اب تک صلحاء، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اولیاء، ائمہ، علماء وغیرہ میں رائج اور مشروع رہا ہے۔ قرآن و احادیث اور کتب معتمدہ معتبرہ میں اس کے وافر و کثیر دلائل و شواہد موجود ہیں۔ اہل ذوق حضرات سے التماس ہے کہ قرآن مجید، پارہ: ۲، سورۃ البقرہ کی آیت نمبر: ۲۴۸ میں تابوت سکینہ کا بیان ہے اس کی تفسیر کا مطالعہ فرمائیں۔

اب ہم ہمارے معزز قارئین کرام کو ملک شام کے یرموک کے میدان میں واپس لے چلتے ہیں، جہاں جنگ یرموک کے بارہویں دن کی جنگ جاری ہے۔

حضرت خالد نے مقدس گیسو والی ٹوپی پہنی اور بطریق نسطور کو قتل کیا:

گھوڑے کی ٹھوکر کھانے کی وجہ سے بطریق نسطور کو حضرت خالد پر وار کرنے کا موقع مل گیا اور اس نے حضرت خالد کی پشت پر تلوار کی ضرب لگائی لیکن حضرت خالد نے لوہے کی زرہ پہنی تھی لہٰذا تلوار نے کچھ کام نہیں کیا۔ حضرت خالد کا گھوڑا بھی لغزش قدم سے ٹھوکر کھا کر فوراً کھڑا ہو گیا لیکن اس درمیان حضرت خالد کی ٹوپی زمین پر گر گئی۔ ٹوپی کے گرتے ہی حضرت خالد بے چین و بے قرار ہو گئے کیونکہ یہ ٹوپی ان کے لئے سب کچھ تھی۔ بلکہ یوں کہنا بھی مناسب ہے کہ اس ٹوپی میں حضرت خالد کی جان تھی کیونکہ اس ٹوپی میں حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک (بال شریف) تھے۔ جس کی برکت سے حضرت خالد ہر جنگ میں فتح یاب ہوتے تھے۔ حضرت خالد نے بلند آواز سے پکارا کہ میرا تاج گر گیا ہے اسے اٹھا لو۔ حضرت خالد کے ساتھیوں میں سے قوم بنی مخزوم کے ایک مجاہد نے حضرت خالد کی پکار سن لی۔ اس مجاہد نے اپنی جان کی پروا کئے بغیر گھمسان کی لڑائی میں جہاں گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے کچل جانے کا کامل اندیشہ تھا اپنی جان ہتھیلی میں لے کر اس مجاہد نے حضرت خالد کی ٹوپی کو ڈھونڈ نکالا اور حضرت خالد کو ٹوپی پہنچا دی۔

marfat.com

مقدس گیسوؤں والی ٹوپی واپس مل جانے پر حضرت خالد کی جان میں جان اور دم میں دم آیا۔ حضرت خالد نے ٹوپی سر پر رکھی اور ٹوپی پر سرخ ''سربند'' باندھ کر اسے محفوظ کر لیا تا کہ پھر دوسری مرتبہ گر نہ جائے۔ مقدس ٹوپی سر پر رکھتے ہی حضرت خالد میں ایک ایسا جوش پیدا ہوا کہ ان کی جسمانی طاقت کا یہ عالم تھا کہ حضرت خالد نے بطریق نسطور پر تلوار کا جو وار کیا وہ اتنا شدید تھا کہ اس کی لوہے کی زرہ کو کاٹ کر اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ رومیوں نے دیکھا کہ ہمارے لشکر کا اہم رکن نسطور بطریق دو حصہ (Part) ہو کر زمین پر مردہ پڑا ہے تو ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں۔ قدم اکھڑ گئے اور معرکہ جنگ سے فرار اختیار کر کے لشکر کے کیمپ کی طرف بھاگنا شروع کیا۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے بھاگنے والے رومی سپاہیوں کا تعاقب کیا اور ان کے سروں پر تلواریں چمکائیں اور لاشوں کے انبار لگا دیئے۔

حضرت خالد بن ولید نے اتنی کثرت سے تیغ زنی کی تھی کہ تلوار گھوما گھوما کر ان کے بازو شل ہو گئے تھے مگر اس کے باوجود بھی انہوں نے شمشیر زنی کا اور جہاد کا حق ادا کر دیا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد کو مسلسل تلوار زنی کی مشقت برداشت کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اے ابا سلیمان! اب توقف کرو! تعاقب مت کرو! اپنی جان کو تھوڑا آرام دو! خدا کی قسم! تم نے آج جہاد کا حق ادا کر دیا ہے۔ حضرت خالد نے جواب دیا کہ اے سردار! اللہ تعالیٰ میری نیت جانتا ہے۔ میری آج یہ نیت ہے کہ اسلام کے دشمنوں سے لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں۔ لہٰذا آج مجھے لڑنے سے مت روکو۔ چنانچہ حضرت خالد نے رومی سپاہیوں کا رومی لشکر کے کیمپ تک تعاقب کیا اور کثیر تعداد میں رومی سپاہیوں کو قتل کر کے واپس آئے۔ المختصر! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر جنگ کرتے رہے اور آفتاب غروب ہوا تب اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس آئے۔ جنگ یرموک کے بارہویں دن رومی لشکر کے چالیس ہزار (40,000) سپاہی مقتول ہوئے تھے۔

رات کے وقت اسلامی لشکر کے کیمپ میں زخمیوں کے زخم باندھنے اور مرہم پٹی کرنے کے بعد مجاہدوں نے نماز ادا کی۔ پھر کچھ حضرات عبادت میں مشغول ہو گئے اور بقیہ دن بھر کی تھکن کی وجہ سے بستر استراحت پر گئے۔ اسلامی لشکر کے کیمپ کی نگہبانی کی ذمہ داری حضرت ابو عبیدہ نے اپنے سر لی اور وہ رات کے وقت چند مجاہدوں کے ہمراہ کیمپ کی نگہبانی کرنے کے لئے گشت کرتے تھے۔ بہت رات گزرنے کے بعد حضرت ابو عبیدہ نے اسلامی لشکر کے کیمپ کے اردگرد دو گھوڑے سواروں کو گشت کرتے دیکھا۔ حضرت ابو عبیدہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان دو سواروں کی طرف گئے اور جب ان کے درمیان تھوڑا فاصلہ باقی رہا تو زور سے پکار کر کہا کہ ''لا الٰہ الا اللہ''۔ ان دونوں سواروں نے بلند آواز سے جواب دیا کہ ''محمد رسول اللہ'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ حضرات ابو عبیدہ یہ جواب سن کر ان سواروں کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ وہ دو سوار حضرت زبیر بن العوام اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ کو بہت تعجب ہوا اور فرمایا اے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی! آپ اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں؟ حضرت زبیر نے فرمایا کہ میں اپنے خیمہ میں تھا کہ مجھ سے میری زوجہ اسماء نے کہا کہ آج اسلامی لشکر نے دن بھر مشقت برداشت کی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آج کی رات مجاہد نگہبانی کے کام سے باز رہیں اور مبادا رات میں دشمن حملہ کر دیں لہٰذا ہم دونوں رات بھر گشت کر کے اسلامی لشکر کی نگہبانی کی خدمت

marfat.com

انجام دیں لہٰذا میں اپنی زوجہ کے ہمراہ نگہبانی کی غرض سے گشت کرتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان سے جب یہ بات سنی تو بہت خوش ہوئے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آپ اپنے خیمہ میں جا کر آرام کریں لیکن حضرت زبیر نے نہیں مانا اور رات بھر اپنی زوجہ کے ہمراہ نگہبانی کرتے ہوئے گشت کیا۔

''جنگ یرموک کا تیرہواں دن''

علی الصبح چند مجاہد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں آئے اور اطلاع دی کہ ایک رومی شخص پڑاؤ کے قریب آ کر کہتا ہے کہ مجھے تمہارے لشکر کے سردار سے ملاقات کرادو، مجھے جنگ کے تعلق سے ان سے اہم اور ضروری گفتگو کرنی ہے۔ لہٰذا اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس شخص کو یہاں لے آئیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ اس رومی شخص کو حضرت ابوعبیدہ کے پاس لائے۔ وہ رومی شخص ''حمص'' شہر کا باشندہ تھا اور اس کا نام ''ابوالجعید'' تھا۔

حضرت ابوعبیدہ نے ابوالجعید سے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ ابوالجعید نے جواب دیا میں رومیوں سے انتقام لینا چاہتا ہوں اور میں تمہیں ایک ترکیب بتاؤں گا کہ ایک ساتھ ہزاروں کی تعداد میں رومی لشکر کے سپاہی ہلاک ہو جائیں گے۔ ابوالجعید نے مزید یہ بھی کہا کہ یرموک میں جو رومی لشکر ہے اس کی تعداد بہت کثیر ہے گزشتہ کل کی طرح تم روزانہ رومیوں کو قتل کرتے رہو گے تو بھی طویل مدت تک رومی لشکر ختم نہ ہوگا۔ تم ان کو قتل کرتے کرتے تھک جاؤ گے پھر بھی ان کا لشکر ختم نہ ہوگا۔ لیکن میری بتائی ہوئی ترکیب سے ان کے لشکر کا بہت بڑا حصہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت ابوعبیدہ نے ابوالجعید سے دریافت فرمایا کہ تم رومی ہو کر رومی لشکر کو کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو؟ ابوالجعید نے کہا کہ رومی لشکر نے میرے ساتھ بہت ظلم وستم کیا ہے اور میری دنیا اجاڑ دی ہے۔ میرے سکھی سنسار میں آگ لگا دی ہے اور میرے دل میں بدلے کی آگ جل رہی ہے اور جب تک میں ان سے انتقام نہیں لوں گا مجھے چین وسکون حاصل نہیں ہوگا۔ رومیوں نے میرے ساتھ جو زیادتی کی ہے اس کی داستان بہت دردناک ہے۔

ابوالجعید پر رومی لشکر کے ظلم وستم کی داستان:

اگرچہ ابوالجعید شہر حمص کا رہنے والا تھا لیکن وہ حمص شہر میں رہنے کے بجائے حمص شہر سے کچھ فاصلہ پر ایک سرسبز و شاداب اور پُرفضا مقام میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ اس علاقہ میں اس نے اپنا کھیت خریدا تھا اور کھیت میں ہی اس نے رہائش کے لئے عمدہ مکان تعمیر کیا تھا۔ اس کے کھیت میں پھلدار درخت، پھول اور باغات وغیرہ کثرت سے تھے۔ لہلہاتے باغوں کے درمیان روح افزا آب وہوا کے ماحول میں وہ اپنے قبیلہ کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کا کھیت بھی بہت ہی وسیع تھا۔ اس کا کھیت حمص سے یرموک کی طرف جانے والی شاہراہ (Main Road) پر واقع تھا۔

ہرقل بادشاہ کی منادی پر ملک شام کے تمام لشکر جب یرموک جا رہے تھے تو ایک لشکر جرار حمص سے یرموک جاتے ہوئے ابوالجعید کے کھیت کے قریب سے گزرا۔ تب شام کا وقت تھا۔ ابوالجعید اپنے کھیت سے اپنے ملازمین وغیرہ کیساتھ شاہراہ پر آیا

marfat.com

اور رومی لشکر کا بہت ہی شاندار استقبال کیا اور لشکر کے سرداروں سے کہا کہ آج رات کا کھانا میرے یہاں کھائیں اور آج کی رات میرے مہمان بن کر میرے کھیت پر ٹھہریں اور مجھ کو مہمان نوازی کی خدمت کا موقع دیں صبح آپ کو بخوشی رخصت کر دوں گا۔ رومی لشکر کئی دن سے مسافت طے کرنے کی وجہ سے تھک چکا تھا اور ان کو آرام کی سخت خواہش تھی اور ابوالجعید نے بہت اصرار کیا لہٰذا رومی لشکر نے ابوالجعید کے کھیت میں اور کھیت سے متصل وسیع میدان میں پڑاؤ کیا۔ ابوالجعید نے بہترین کھانے، میوے، پھل اور دیگر اشیاء خوردونوش سے عمدہ ضیافت کی اور خاطر داری و آؤ بھگت کا پورا حق ادا کیا۔ ابوالجعید کی بیوی نہایت ہی حسین و جمیل جوان عورت تھی۔ حسن کی پری جیسا اس کا رنگ و روپ تھا۔ وہ بھی اپنے شوہر کا ہاتھ بٹاتے ہوئے مہمانوں کی خاطر تواضع کر رہی تھی۔ رومی لشکر کے سردار ابوالجعید کی بیوی کا بلا کا حسن و جمال دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئے اور دل ہی دل میں اس کو حاصل کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ رومی لشکر کے تمام سرداروں کی آنکھ میں ابوالجعید کی بیوی سما گئی تھی اور وہ اس کو پانے کی آرزو اور خواہش میں مبتلا ہو گئے تھے۔

رومی لشکر کے سرداروں کے خیمے ابوالجعید کے مکان کے قریب نصب کئے گئے تھے۔ آدھی شب کے وقت رومی سرداروں نے آدمی بھیج کر ابوالجعید کو خیمہ میں بلایا۔ ابوالجعید فوراً آیا اور مہمانوں سے کہا کہ کوئی خدمت ہو تو حکم فرمائیں۔ لشکر کے سرداروں نے کہا کہ تمہاری بیوی کو ہماری دل لگی کرنے بھیجو۔ تمہاری مہمان نوازی سے ہم بہت خوش ہیں۔ تم نے ہماری بہت ہی خاطر تواضع کی ہے صرف ایک کمی رہ گئی ہے لہٰذا وہ بھی پوری کر دو۔ آج کی رات تمہاری بیوی کو ہمارے بستر گرمانے کے لئے بھیج دو۔ رومی سرداروں کی فرمائش سن کر ابوالجعید چونک گیا اور اس نے شریفانہ انداز میں صاف انکار کر دیا لیکن رومی سردار شراب کے نشے میں شباب کے بیحد خواستگار تھے لہٰذا انہوں نے اصرار جاری رکھا لہٰذا ابوالجعید شریفانہ انداز چھوڑ کر تند لہجہ میں گفتگو پر اتر آیا اور بات بڑھتی ہوئی تُو تُو، مَیں مَیں سے تجاوز کر کے فحش کلامی اور گالی گلوچ تک پہنچ گئی۔ ابوالجعید نے ان کو سات پشتوں کی کھری کھری سنا کر اپنے مکان واپس لوٹ گیا۔ لیکن شراب کے نشے میں دھت رومی لشکر کے سرداروں کے سروں پر شہوت کا شیطان سوار تھا۔ لہٰذا وہ چند سپاہیوں کو لے کر زبردستی ابوالجعید کے مکان میں گھس گئے۔ ابوالجعید کو سپاہیوں کے حوالے کر کے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کو اپنے مکان سے باہر مت نکلنے دینا اور اسے یہیں روک رکھنا۔ پھر انہوں نے ابوالجعید کی بیوی کو جبراً ساتھ میں لیا اور اپنے خیمہ میں لائے۔ رات بھر تمام رومی سرداروں نے یکے بعد دیگرے ابوالجعید کی بیوی کی عصمت دری کر کے اپنے منہ کالے کئے۔

ابوالجعید کی بیوی تڑپتی تھی اور چیختی تھی لیکن عصمت دری کے زور و ظلم کا سلسلہ صبح تک جاری رہا۔ اپنی بیوی کی گاہے گاہے چیخ پکار سن کر ابوالجعید تڑپ اٹھتا تھا اور اپنی بیوی کو ظالم درندوں کے پنجوں سے چھڑانے کے لئے بے چین و بے قرار ہو جاتا تھا لیکن وہ بھی مجبور تھا رومی سپاہیوں نے اسے دبوچ رکھا تھا۔ وہ تن تنہا کر بھی کیا سکتا تھا پھر بھی موقع پا کر اس نے رومی سپاہیوں کے ہاتھوں سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن ناکامیاب رہا۔ ابوالجعید کی یہ حرکت سے رومی سپاہی خشمناک ہوئے اور ابوالجعید کا کم سن لڑکا وہیں موجود تھا۔ اس کا سر کاٹ ڈالا۔ اپنی نظر کے سامنے اپنے اکلوتے لخت جگر کو بے رحمی سے قتل ہوتا دیکھ کر ابوالجعید

marfat.com

بے ہوش گیا۔ جب ہوش آیا تو صبح ہو چکی تھی۔ کمرہ خالی تھا۔ ابوالجعید اور اس کا مقتول بیٹا پڑا ہوا تھا۔ ابوالجعید اپنے لختِ جگر کی لاش سے چمٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

رومی سرداروں نے صبح تک ابوالجعید کی بیوی کے جسم کو روندا اور اس کے جسم کے تمام پرزے ڈھیلے کر ڈالے۔ جب رومی سرداروں کا جی بھر گیا اور صبح نمودار ہوئی تب اس بیچاری کو رہائی ملی۔ لڑکھڑاتی ہوئی، گھسٹتی ہوئی بڑی مشکل سے اپنے مکان میں آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا نورِ چشم فرزند فرش پر مردہ پڑا ہوا ہے اور اس کا شوہر پاگلوں کی طرح دیوار سے سر پٹک پٹک کر واویلہ مچا رہا ہے۔ ابوالجعید کی بیوی کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ اس کا کلیجہ منہ کو آ گیا۔ اپنے گھر میں ہولناک منظر دیکھ کر اس پر تھرتھراہٹ طاری ہوگئی۔ تھوڑی دیر کے لئے وہ اپنا درد دکھ بھول گئی اور اپنے لختِ جگر کے فراق و ہجر اور اپنے شوہر کی خستہ حالت کے غم کے دریا میں غرق ہوگئی۔ اس نے دیکھا کہ رومی لشکر کوچ کر کے جا رہا ہے۔ اسے کیا سوجھی کہ اس نے اپنے بیٹے کا کٹا ہوا سر اٹھایا اور ہاتھ میں لختِ جگر کا کٹا ہوا سر لے کر رومی لشکر کے سرداروں کے سامنے کھڑی ہوگئی اور پکار پکار کر کہنے لگی کہ اے ظالمو! تم نے میرے ساتھ جو کیا سو کیا لیکن اس چھوٹے بچے نے تمہارا کیا بگاڑا تھا کہ تم نے بے رحمی اور بے دردی سے اس کو قتل کر دیا۔ رومی لشکر اس وقت یرموک کی جانب کوچ کرنے کی تیاری میں مصروف تھا اور ایک عجیب شور وغل بلند ہو رہا تھا لہٰذا ابوالجعید کی بیوی کی آہ و بکا جس طرح نقار خانہ میں طوطی کی آواز دب کر رہ جاتی ہے اس طرح دب کر رہ گئی۔ کسی بھی رومی سردار کو نظرِ التفات کرنے کی فرصت نہ تھی اور نہ ہی انہوں نے اسے ضروری جانا بلکہ طوطا چشمی کرتے ہوئے مطلب کی گھات چل دیئے۔

ابوالجعید کی بیوی نے رومی لشکر کے سرداروں کو سنگ دلی سے منہ پھیر کر جاتے دیکھا تو چیخ کر کہا کہ "قسم ہے خدا کی! تم کو تمہارے ظلم کا بدلہ ملے گا۔ عرب تم پر غالب آئیں گے اور تم کو ہلاک کر دیں گے"۔ وہ یہ جملہ مسلسل کہتی تھی اور دل کی گہرائی سے بددعا دیتی تھی۔ جہاں تک رومی لشکر جاتا ہوا نظر آ رہا تھا تب تک وہ روتی پیٹتی رہی اور بددعا دیتی رہی یہاں تک کہ اس پر غشی طاری ہوگئی۔ ابوالجعید پر اور ان کی بیوی پر ظلم و ستم ڈھانے والے رومی سرداروں میں بطریق نسطور بھی شامل تھا۔ جس کو گزشتہ کل حضرت خالد نے قتل کیا تھا۔

مذکورہ واقعہ کو چند دن ہی گزرے تھے کہ ابوالجعید کی بیوی کی عصمت اور عزت لوٹنے والے رومی سرداروں سے بہت سارے سردار بمقام یرموک مجاہدوں کی تلواروں سے قتل ہو کر ہلاک ہو گئے۔ بطریق نسطور بھی حضرت خالد بن ولید کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس کے قتل ہونے کے دوسرے دن ہی ابوالجعید اسلامی لشکر کے سپہ سالارِ اعظم حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن ابھی تک اس کے دل میں انتقام کی آگ شعلہ زن تھی۔ ابوالجعید نے حضرت ابوعبیدہ سے درخواست کی کہ مجھ کو ہمیشہ کے لئے مع اہل و عیال امان دی جائے اور مجھ سے کبھی بھی جزیہ نہ لیا جائے اور اس عہد و پیمان کی مجھے تحریری دستاویز دی جائے تو میں رومی لشکر کو تھوک بند (Wholesale) ہلاک کرنے کی تدبیر عمل میں لاؤں۔ حضرت ابوعبیدہ نے اس کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور امان اور جزیہ دائمی طور پر نہ لینے کی دستاویز لکھ دی۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے ابوالجعید

marfat.com

سے دریافت کیا کہ تمہاری اسکیم کیا ہے؟

ابوالجعید نے مکر وفریب سے رومی لشکر کو ''یاقوصہ'' ندی میں غرق کر دیا:

ابوالجعید نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ اے سردار! رومی لشکر کے تھوڑے ہی فاصلہ پر رومی لشکر کا دوسرا کیمپ واقع ہے اور میں دوسرے کیمپ میں اہم رکن کی حیثیت سے شامل ہوں۔ رومی لشکر کے اور تمہارے لشکر کے کیمپ کے درمیان ''یاقوصہ'' نام کی ندی حائل ہے۔ یہ ندی بہت ہی گہری اور تیز بہنے والی ہے۔ رومی لشکر کے کیمپ کے آگے وہ ندی کا موڑ اس طرح سے واقع ہوتا ہے کہ وہ تمہارے لشکر کے کیمپ کے درمیان حائل ہوتی ہے اور اس حقیقت سے تمام رومی بے خبر اور غافل ہیں لہٰذا تم میرے ساتھ پانچ سو مجاہدوں کو شام کے وقت بھیج دو جن کو میں رومی لشکر کے کیمپ کے قریب واقع درختوں کی جھاڑی میں چھپا دوں پھر میں لشکر کے کیمپ میں چلا جاؤں اور ان کو اس امر سے مطلع کروں کہ اسلامی لشکر رات میں فرار ہونے والا ہے اور یہ بھی اطلاع دوں گا کہ ممکن ہے کہ رات میں مسلمانوں کا لشکر ہم پر حملہ کرنے والا ہے۔ اس طرح جھوٹی خبریں دے کر میں ان کو ورغلاؤں گا۔ جب رات ایک دم تاریک ہو جائے اور گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جائے تب تم اپنے کیمپ میں ہزاروں کی تعداد میں مشعلیں روشن کرنا۔ مشعلیں روشن ہوتے ہی میں رومی لشکر کو کہوں گا کہ دیکھو مسلمان بھاگنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ پھر تھوڑے وقت کے وقفہ کے بعد جھاڑی میں چھپے ہوئے پانچ سو سوار رومی کیمپ پر حملہ کر دیں۔ تھوڑی دیر وہ لڑیں اور پھر دفعتہً وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگیں لیکن تمام کے تمام ایک ہی سمت بھاگیں یعنی مشعلیں جلتی دکھائی دیں اس طرف ہی بھاگیں۔ تھوڑا فاصلہ سیدھی لائن میں بھاگ کر طے کریں اور پھر بائیں ہاتھ کی جانب مڑ جائیں وہاں پر درختوں کی جھاڑی ہے اس میں پوشیدہ ہو جائیں۔ میں رومی لشکر کو سامنے کی سمت میں تعاقب کرنے کے لئے تیز رفتاری سے گھوڑے دوڑانے کی ترغیب دوں گا۔ رات کا اندھیرا اور دور سے ہزاروں جلتی مشعلیں دیکھنے کی وجہ سے ان کو بیچ میں حائل یاقوصہ ندی نظر نہ آئے گی اور وہ تمام ندی میں گر جائیں گے۔ علاوہ ازیں وہ جہاں سے ندی میں گریں گے وہ جگہ بلندی پر ہے اور ندی وہاں سے گہری سطح زمین پر بہتی ہے لہٰذا بلندی سے گھوڑے سمیت گرنے کی وجہ سے ان کو شدید چوٹیں آئیں گی اور وہ ندی کے پانی میں تیرنے کے بھی قابل نہ رہیں گے اور پانی میں غرق ہو کر ہلاک ہو جائیں گے۔

حضرت ابوعبیدہ نے ابوالجعید کی تجویز کو پسند فرمایا اور شام کے وقت اس کے ساتھ پانچ سو شجاع شہسواروں کو روانہ کیا۔ ابوالجعید کے ساتھ جو پانچ سو مجاہد گئے تھے ان میں (۱) حضرت ضرار بن ازور (۲) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر (۳) حضرت عیاض بن غنم بن طارق ہلالی (۴) حضرت رافع بن عمیرہ طائی (۵) حضرت عبداللہ بن قرط (۶) حضرت عبداللہ بن یاسر (۷) حضرت عبداللہ بن اوس (۸) حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب (۹) حضرت غانم بن عبداللہ لیثی وغیرہ روساء لشکر اسلام شامل تھے۔ ان پانچ سو مجاہدوں کو ابوالجعید درمیان سے جانے والے خفیہ راستہ سے لے گیا اور رومی لشکر کے کیمپ نمبر 2 کے قریب واقع گھنے درختوں کی جھاڑی میں چھپا دیا۔ پھر ابوالجعید رومی لشکر کے کیمپ نمبر 2 میں آیا اور لشکر کے سرداروں سے کہا کہ مجھے ایسی اطلاع ملی ہے کہ مسلمانوں کا لشکر نصف شب کے وقت بھاگنے والا ہے اور ایک خبر یہ بھی ہے کہ رات کے وقت وہ ہم پر

marfat.com

حملہ کرنے والے ہیں۔ اس طرح ابوالجعید نے رومی لشکر کو اکسایا اور مشتعل کر دیا۔

جب رات کی تاریکی ایک دم پھیل گئی تب حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں کو حکم دیا کہ اسلامی لشکر میں جتنی ہو سکے اتنی زیادہ مشعلیں روشن کر دو، چنانچہ سب مجاہد مشعلیں روشن کرنے کے کام میں لگ گئے اور تھوڑی دیر میں ہی تقریباً دس ہزار مشعلیں جل اٹھیں۔ ایک ساتھ اتنی کثیر تعداد میں مشعلیں روشن ہونے کی وجہ سے دور تک اس کی روشنی نظر آنے لگی۔ رومی لشکر کے کیمپ کے قریب جھاڑی میں چھپے ہوئے مجاہدوں نے اسلامی لشکر کے کیمپ میں مشعلیں روشن ہوتی ہوئی دیکھیں تو پلان کے مطابق وہ جھاڑی سے نکلے اور رومی لشکر کے کیمپ پر حملہ کر دیا۔ حالانکہ ان کو اندیشہ تھا کہ رات میں مسلمان حملہ کریں گے مگر پھر بھی شراب کے نشے میں دھت ہو کر پڑے تھے اور اکثر ان میں سے گہری نیند میں پڑے ہوئے تھے۔ مجاہدوں کا حملہ تو صرف ایک گرداوہ تھا۔ اس بہانے وہ رومی لشکر کو مشتعل کرنا چاہتے تھے۔ مجاہدوں نے حملہ کیا اور رومی اپنے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی طرف دوڑے اتنی دیر میں تو وہ بھاگے اور رومیوں کو ایسا محسوس ہوا کہ وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگ گئے لہٰذا وہ کیمپ کے کنارے رک گئے لیکن ابوالجعید نے پکار کر کہا کہ دیکھو! مسلمانوں کے لشکر میں ایک ساتھ ہزاروں مشعلیں روشن ہوئی ہیں اور وہ لوگ بھاگنے کی غرض سے کوچ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ میری دونوں اطلاع صحیح ہیں۔ حملہ کرنے کی اطلاع آئی تھی لہٰذا حملہ ہوا لیکن ہمارے ڈر سے بھاگ گئے۔ لہٰذا اسلامی لشکر کے کوچ کر جانے کی جو اطلاع ملی ہے وہ بھی صحیح ہے۔ وہ لوگ بھاگ رہے ہیں ورنہ اس وقت آدھی شب گزرنے کے بعد اتنی مشعلیں روشن کرنے کا کیا مطلب؟ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ ہم حملہ کر کے بھاگ جانے والوں کے تعاقب میں تیز رفتاری سے جائیں اور ان کو راہ ہی میں پالیں اور ختم کر دیں اور پھر اسلامی لشکر کے کیمپ پر دھاوا بول دیں۔ وہ لوگ کوچ کرنے کی تیاری میں مصروف ہوں گے اور ہمارے اچانک حملہ سے غافل اور بے خبر ہوں گے لہٰذا وہ بے ترتیب اور بغیر ہتھیاروں کے ہوں گے اور ہم ان پر دفعۃً جا پڑیں گے اور ان کا صفایا کر دیں گے۔

ابوالجعید نے یہ بات ایسے جوشیلے انداز میں کہی تھی کہ رومی لشکر کو جوش آ گیا اور تمام لشکر گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔ جب مجاہدین حملہ کرنے، پھر بھاگے تھے اس کے اور تعاقب کے لئے روانہ ہونے والے رومی لشکر کے درمیان اتنے وقت کا ابوالجعید نے وقفہ کر دیا تھا کہ بھاگنے والے مجاہدین بہت آگے نکل گئے۔ مجاہدین برق رفتاری سے کچھ فاصلہ تک اسلامی لشکر کے کیمپ کی سمت بھاگے اور پھر بائیں طرف مڑ گئے اور وہاں پر واقع درختوں کی جھاڑی میں چھپ گئے۔ رومی لشکر کے سپاہی اس گمان میں تھے کہ مجاہدین سامنے کی جانب بھاگ رہے ہیں لہٰذا تعاقب کرتے ہوئے اپنے گھوڑوں کی رفتار تیز سے تیز تر کرتے جا رہے تھے۔ ابوالجعید بھی ان کے ساتھ تھوڑے فاصلہ تک گیا اور پھر ٹھہر گیا اور ایک کنارے کھڑا ہو کر اپنے پیچھے سے آنے والوں کو پکار پکار کر کہنے لگا کہ اے بہادر سپاہیو! مسلمان ان کے کیمپ کی طرف بھگے جا رہے ہیں۔ اپنے گھوڑوں کی رفتار تیز کرو اور ان کو پکڑ کر ختم کر دو۔ ابوالجعید نے اس طرح ترغیب دے دے کر تمام سواروں کو اندھا دھند گھوڑے دوڑانے پر مستعد کر دیئے۔ رومی سپاہی اپنے گھوڑے کو ایڑی مار کر رفتار کی تیزی بڑھا رہے تھے۔

تمام رومی سپاہی اندھیرے میں بے تحاشا گھوڑے دوڑا رہے تھے۔ دور سے اسلامی لشکر کے کیمپ میں ہزاروں مشعلیں

marfat.com

جلتی دکھائی دیتی تھیں۔ اس کی سمت نظر جما کر آگے بڑھ رہے تھے۔ آگے کا راستہ بالکل نظر نہیں آتا تھا۔ صرف مشعلیں نظر آتی تھیں اور......اب یاقوصہ ندی قریب آ گئی لیکن کسی کو وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ درمیان میں خطرناک ندی حائل ہے۔ سب یہی سمجھتے تھے کہ اسلامی لشکر کے کیمپ تک چٹیل اور سپاٹ سطح زمین ہے کہ اچانک صف اول کے تمام گھوڑے، سواروں کے ہمراہ بلندی سے ندی میں گرے۔ ان پر دوسری صف والے گرے۔ دوسری صف پر تیسری صف والے گرے۔ الغرض! ہر صف پر اس کے پیچھے کی صف گرتی گئی اور اگلی صف والے دب کر ندی میں غرق ہو کر ہلاک ہوتے جاتے تھے۔ پیچھے سے آنے والے کو کوئی خبر نہ تھی کہ آگے کیا ہو رہا ہے۔ ہر رومی سپاہی جلد از جلد اسلامی کیمپ تک پہنچ کر حملہ کرنے کے ارادے سے تیز رفتاری سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا تھا اور ندی میں گر کر اپنے آگے والوں پر گھوڑے سمیت جا پڑتا تھا اور اس پر اس کے پیچھے والے آ پڑتے تھے چنانچہ وہ اپنے آگے والوں کو ہلاک کر دیتا تھا اور اس کو اس کے پیچھے والا ہلاک کر دیتا تھا۔

رات بھر رومی سپاہیوں کا مع اپنی سواری ''یاقوصہ'' ندی میں گرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ ندی کا پانی بہت ہی گہرا تھا اور پانی کا بہاؤ بھی اتنا تیز رفتار تھا کہ جو بھی اس میں گرتا تھا ندی کا پانی اس کو بہا لے جاتا تھا۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر ذیل میں جو نقشہ درج ذیل ہے اس کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ابوالجعید نے کس طرح رومی لشکر کو چکما دے کر غرق دریا کر دیا۔

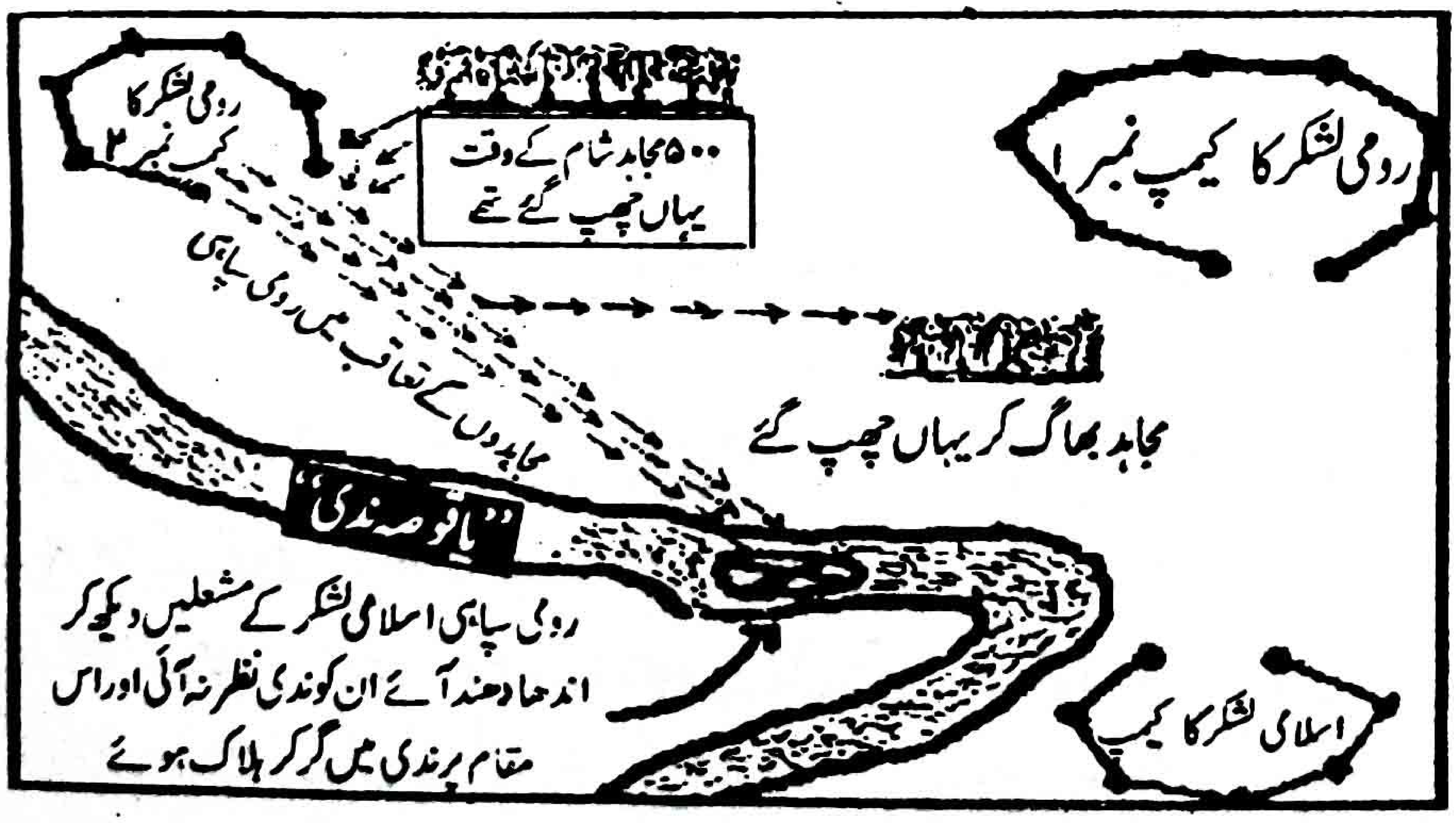

جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ یاقوصہ ندی رومی لشکر کے سپاہیوں اور گھوڑوں کی لاشوں سے لبریز ہے بلکہ یاقوصہ ندی کے دونوں کناروں پر میلوں تک لاشیں بکھری پڑی تھیں اور ہر طرف چیل، کوے اور گدھ و دیگر مردار پرندے اور درندے لاشوں پر منڈلا کر ضیافت اڑا رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ کون شخص تھا جو ہم کو پکار کر عربوں کا تعاقب کرنے پر ابھارتا تھا؟ جواب ملا کہ وہ وہی ابوالجعید تھا جس کی بیوی کی رومی لشکر کے سرداروں نے عصمت دری کی تھی اور اس کے اکلوتے بیٹے کو بے رحمی سے قتل کیا تھا۔ اس نے اپنے پر کیے گئے ظلم وستم کا تمہارے ساتھ مکر وفریب کر کے اچھی طرح بدلہ لے لیا بلکہ بہت ہی

marfat.com

ہماری انتقام لیا ہے۔ رومیوں نے ابوالجعید کی تلاش شروع کی تا کہ اس کو قتل کر دیں لیکن ابوالجعید تو اپنا مقصد انتقام پورا کر کے صبح ہونے سے پہلے ہی رفو چکر ہو گیا تھا۔

''جنگ یرموک کا چودھواں دن اور اسلامی لشکر کی فتح عظیم''

صبح رومی لشکر کے سپہ سالار اعظم باہان ارمنی کو رات کے حادثہ کی اطلاع ملی تو اس کا حوصلہ ٹوٹ گیا اور مایوس ہو کر کہا کہ میرا گمان ہے کہ صلیب ہماری مدد نہیں کرتی اور عنقریب عرب ہم پر غالب آ جائیں گے۔ باہان کو اب اپنی جان کی فکر لگی تھی لہٰذا اس نے رومی لشکر کے سردار اور ہرقل بادشاہ کے بھانجے قوریر کو مشورہ کرنے اپنے خیمہ میں بلایا۔ قوریر سے باہان نے رات کے حادثہ کا ذکر کیا اور اس کی وجہ دریافت کی تو قوریر نے باہان سے کہا کہ ہمارے لشکر کے سردار نے ابوالجعید پر جو ظلم وستم کیا تھا اس کا انتقام لینے کی غرض سے اس نے سازش کر کے ہمارے ہزاروں شہسواروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ باہان نے کہا کہ لوگوں کو اس وقت بھی عیاشی کی سوجھتی ہے جب کہ ہماری بقا اور فنا کا سوال ہے۔ ہم ہماری ان بدکاریوں کی وجہ سے ہی ذلت وشکست سے دوچار ہوتے ہیں۔ مجھے اب فتحیابی کی کوئی امید نہیں ہے۔ یہ عرب ہم پر ضرور غالب آ جائیں گے۔ اگر ہم ان پر سب مل کر ایک ساتھ حملہ کریں گے تب بھی ہم کو غلبہ حاصل نہیں ہو گا بلکہ ہمارے پورے لشکر کا صفایا ہو جائے گا۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم جنگ موقوف کر دیں اور عربوں سے صلح کر لیں ورنہ میری اور تمہاری جان بھی خطرہ میں ہے۔ میں نے تم کو یہاں اس لئے بلایا ہے کہ تم ہرقل بادشاہ کے بھانجے اور ان کے معتمد ہو۔ لہٰذا میں صلح کا قدم اٹھانے سے پہلے تمہاری رائے جان لوں تا کہ کل کو ہرقل بادشاہ کا مجھ پر عتاب نہ ہو۔ قوریر نے کہا کہ تم جو مناسب سمجھو وہ کرو، میں تمہارے ہر فیصلہ سے متفق ہوں۔ باہان نے کہا کہ ہم چند دنوں کے لئے جنگ موقوف کر دیں اور کوئی ایسی تدبیر سوچیں کہ ہماری جانیں بچ سکیں۔

باہان نے قوم لخم کے ایک نصرانی عرب کو حضرت ابوعبیدہ کے پاس بطور ایلچی بھیجا۔ باہان کے ایلچی نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ گزشتہ شب جو حادثہ ہوا ہے اس کی وجہ سے ہمارے ہزاروں سپاہی ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کی لاشیں میلوں میدان میں متفرق پڑی ہوئی ہیں۔ ان کی تجہیز وتکفین کا ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے لہٰذا ہمارے لشکر کے سردار آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر آج جنگ موقوف رکھی جائے تو ہم ہمارے اموات کو اول منزل پہنچانے کا کام انجام دے دیں۔ گزشتہ کل دن بھر جنگ کرنے کی وجہ سے تمام مجاہد بھی کافی تھک چکے تھے اور ان کو بھی آرام کی سخت ضرورت تھی لہٰذا حضرت ابوعبیدہ باہان کی درخواست منظور فرمانے کا ارادہ کرتے تھے لیکن حضرت خالد بن ولید نے منع کرتے ہوئے کہا کہ اے سردار! ان کی درخواست رد فرما دو کیونکہ جنگ موقوف کرنا ہمارے حق میں بہتر نہیں۔ اس وقت رومیوں کے حوصلے پست ہیں اور ہمارے لشکر کے مجاہدوں میں نیا جوش وخروش پیدا ہو گیا ہے لہٰذا جنگ موقوف کرنے میں ہمارا نقصان اور رومیوں کا فائدہ ہے لہٰذا میری آپ سے مؤدبانہ عرض ہے کہ جنگ موقوف کرنے کی درخواست منظور نہ فرمائیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے باہان کے قاصد سے فرمایا کہ باہان سے کہنا کہ ہم تمہاری درخواست پر جنگ موقوف نہیں کر سکتے۔ ہم کو اور بہت سارے کام ہیں لہٰذا

marfat.com

تاخیر کرنا ہمارے لئے مناسب نہیں۔ ہم تھوڑی دیر بعد معرکۂ جنگ میں آتے ہیں لہٰذا باہان سے کہنا کہ وہ بھی اپنا لشکر جلد میدان میں بھیجے۔

باہان کا ایلچی خائب اور خاسر ہو کر اپنا سا منہ لے کر باہان کے پاس لوٹا اور کہا مسلمانوں کا لشکر اپنے کیمپ سے معرکۂ جنگ کی طرف روانہ ہو رہا ہے۔ باہان نے کہا کہ آج میں بذات خود معرکۂ جنگ میں جاؤں گا۔ چنانچہ اس نے رومی لشکر کو معرکۂ میدان کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ باہان نے رومی لشکر کے تمام سردار، بطریق، راہب وغیرہ کو اپنے ساتھ میں لئے اور بڑے کروفر کے ساتھ میدان میں آیا۔ نصرانی پادری کا ایک گروہ انجیلیں اٹھائے اس کے اردگرد تھے۔ صلیب کو نمایاں طور پر بلند کیا گیا تھا اور انجیل کی آیتیں پڑھتے ہوئے اور دھونی دیتے ہوئے اس کی کامیابی کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ میدان میں آتے ہی باہان نے اپنے لشکر کو صف بستہ کر کے مرتب کیا۔

حضرت ابوعبیدہ بھی اسلامی لشکر کو لے کر میدان میں آ گئے تھے۔ انہوں نے اور حضرت خالد نے بہت ہی سرعت سے لشکر کی صف بندی اور ترتیب کا کام انجام دیا۔ پھر حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد صفوں کے درمیان گشت کرتے تھے اور جہاد کی فضیلت بیان کر کے مجاہدوں کو ترغیب دیتے تھے۔

رومی سردار جرجیر اور حضرت ابوعبیدہ کے درمیان جنگ:

رومی لشکر کی جانب سے باہان نے سردار جرجیر کو میدان میں اتارا۔ جرجیر ملک شام کے بادشاہوں میں سے تھا لہٰذا وہ شاہانہ شان وشوکت سے میدان میں آیا۔ میدان میں آ کر اس نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ میرے مقابلہ میں تمہارے سردار کے علاوہ کوئی نہ آئے۔ میں تمہارے سردار کو مقابلہ کے لئے طلب کرتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ نے جرجیر کی مُبارَزت طلبی سماعت فرمائی تو ان کے ہاتھ جو نشان تھا وہ حضرت خالد کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اے ابا سلیمان! اگر میں اس لڑائی سے زندہ واپس آیا تو تم سے علم واپس لے لوں گا اور اگر شہید ہو جاؤں تو تم سرداری کے متکفل رہنا کیونکہ تم ہی سرداری کے مستحق ہو۔ حضرت خالد نے کہا کہ اے سردار! آپ زحمت مت اٹھاؤ اور مجھ کو اس گبر کے مقابلہ کے لئے جانے کی اجازت عطا فرماؤ۔ حضرت ابوعبیدہ ضعیف العمر بزرگ شخص تھے۔ علاوہ ازیں شب میں کثرت سے عبادت و ریاضت اور دن میں روزہ رکھنے کی وجہ سے بہت ہی نحیف جسم تھے اور ان کے مقابل جرجیر کا جسم قوی اور بھاری بھرکم تھا لہٰذا حضرت خالد اور تمام مسلمانوں نے حضرت ابوعبیدہ کو مقابلہ کے لئے جانے سے روکا اور بہت ہی منت سماجت کر کے اپنا ارادہ ترک کر دینے کی گزارش کی۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ دشمن مجھ کو طلب کر رہا ہے اور میں نہ جاؤں یہ کتنی شرم کی بات ہے۔ اگر میں اس کے مقابلہ کے لئے نہ نکلا تو یہ امر لشکر اسلام کے لئے باعث عار و ندامت ہے۔ اے ابا سلیمان! تم ہمیشہ شہادت کی تمنا کرتے ہو تو میں اس رتبہ کو کیوں نہ چاہوں؟ لہٰذا مجھے جانے سے مت روکو اور مجھے جانے دو۔

حضرت ابوعبیدہ میدان میں آئے اور اپنے گھوڑے کو گرواوا دیا اور جرجیر کے قریب آئے۔ جرجیر نے جب حضرت ابوعبیدہ کا دبلا جسم دیکھا تو حیرت سے پوچھا کہ کیا تم ہی مسلمانوں کے سردار ہو؟ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ مسلمان مجھے اپنا سردار سمجھتے

marfat.com

ہیں حالانکہ میں ان کا بھائی ہوں۔ جرجیر نے کہا کہ میرا گمان تو یہ تھا کہ مسلمانوں کا سردار قوی ہیکل اور قد آور جوان شخص ہوگا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اسلامی لشکر کا سردار تمہارے جیسا بوڑھا شخص ہے تو میں مقابلہ کے لئے سردار کو طلب نہ کرتا۔ لہٰذا تم واپس لوٹ جاؤ اور کسی جوان کو میرے مقابلہ میں بھیجو۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا کہ ہم جسمانی طاقت کے بل بوتے پر کبھی نہیں لڑتے بلکہ ہمارا دارومدار قوت ایمانی پر ہوتا ہے اور اپنے ایمان کی قوت پر اعتماد کر کے میں تجھے قتل کرنے آیا ہوں اور تیرے بعد باہان کو بھی قتل کروں گا۔ حضرت ابوعبیدہ کا دندان شکن جواب سن کر جرجیر خشمناک ہوا اور طیش میں آ کر حضرت ابوعبیدہ پر تلوار کا وار کیا۔ حضرت ابوعبیدہ پہلے سے ہی چوکنا اور محتاط تھے لہٰذا انہوں نے وار چکا دیا اور بازگشت وار کیا۔ جس کو جرجیر نے سپر پر لے کر بچایا۔ دونوں میں کثرت سے تلوار زنی ہوتی رہی۔ جرجیر نے یہ گمان کیا تھا کہ حضرت ابوعبیدہ زیادہ دیر تک نہیں لڑ سکیں گے اور تھک جائیں گے لیکن حضرت ابوعبیدہ نے ثبات قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شمشیرزنی کے وہ کرتب دکھائے کہ جرجیر بھی انگشت بدنداں تھا۔ حضرت خالد بن ولید نظر کی ٹکٹکی باندھ کر حضرت ابوعبیدہ کو دیکھ رہے تھے۔ وہ ان کے لئے بیحد فکرمند اور پریشان تھے اور ان کی حفاظت وسلامتی کی دعا مانگتے تھے بلکہ تمام مجاہدین اپنے محترم ومعزز سردار کے لئے بے چین و بے قرار تھے اور بارگاہ خداوندی میں ان کی نصرت و عافیت کی استدعا کرتے تھے۔ دونوں کی لڑائی نے طول پکڑا۔ دونوں لشکر کے لوگ محو حیرت ہو کر دونوں کی لڑائی کے ڈھنگ دیکھ رہے تھے۔ جرجیر اب لڑتے لڑتے تھک گیا تھا لیکن حضرت ابوعبیدہ کو تھکن کا نام ونشان نہ تھا۔ جرجیر نے اب مکر وفریب کی راہ اختیار کی اور لڑائی چھوڑ کر رومی لشکر کی طرف بھاگا۔ حضرت ابوعبیدہ نے اس کا تعاقب کیا لیکن تھوڑے فاصلہ تک بھاگنے کے بعد جرجیر نے دفعۃً اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اور بجلی کی سرعت سے وہ حضرت ابوعبیدہ کی طرف آیا تاکہ تلوار کا وار حضرت ابوعبیدہ کی گردن پر لگے۔ جیسے ہی اس نے قریب آ کر وار کیا حضرت ابوعبیدہ جھک گئے اور جھکنے کی حالت میں وار کرنے میں سبقت لے گئے۔ جرجیر کا وار حضرت ابوعبیدہ کے سر کے اوپر سے خالی گھوما لیکن حضرت ابوعبیدہ کی تلوار نے جرجیر کا ایک شانہ سے دوسرے شانہ تک کاٹ کر رکھ دیا اور وہ کشتہ ہو کر زمین پر مردہ گرا۔ جرجیر کے قتل ہوتے ہی حضرت ابوعبیدہ نے تکبیر کہی اور مجاہدوں نے اس کا نعرۂ تکبیر سے کوہ شگاف بلند صدا سے جواب دیا۔ حضرت ابوعبیدہ جرجیر کی لاش کے قریب آ کر ٹھہرے اور اس کا بھاری ڈیل ڈول دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ ابھی تک میدان میں تھے اور انتظار کرتے تھے کہ جرجیر کے قتل ہونے پر رومی لشکر سے کوئی مقابلہ میں آئے گا لیکن حضرت خالد بن ولید نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ اے سردار! بتحقیق تم پر جو واجب تھا وہ تم کر چکے۔ خدا کے واسطے اپنی جگہ پلٹو۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر میں واپس آئے۔ تمام مجاہدوں نے نعرۂ تکبیر سے ان کا استقبال کیا اور کامیابی وسلامتی کی مبارکباد پیش کی۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ پھر حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ سے اسلامی لشکر کا علم واپس لیا اور اپنی جگہ آ کر ٹھہرے۔

بطریق سرجس اور حضرت مالک نخعی کے درمیان لڑائی:

رومی لشکر کے سردار جرجیر کا قتل پلک جھپکنے کی دیر میں واقع ہوا تھا۔ باہان کی نظر کے سامنے اس کے لشکر کا اہم ترین رکن

marfat.com

مقتول پڑا تھا۔ جرجیر کی موت سے رومی لشکر میں کہرام مچ گیا اور ماتم چھا گیا۔ باہان کا دل دھک دھک کرنے لگا اور اس کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ لہٰذا اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا لیکن پھر خیال آیا کہ اگر میں بھاگ گیا تو رومی لشکر میں انتشار پھیل جائے گا اور تمام سپاہی بھاگ نکلیں گے اور ان کے بھاگ جانے کے قصور کی ذمہ داری میرے سر پر عائد ہو گی اور جب ہرقل بادشاہ کو اس معاملہ کی آگہی ہو گی تو وہ مجھے کبھی بھی معاف نہیں کرے گا اور اس کے غضب و عتاب سے میں بچ نہیں سکوں گا۔ علاوہ ازیں پورے ملک شام میں میری ذلت اور رسوائی ہو گی اور میں کہیں بھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا اور ملک شام کا ہر فرد مجھ پر لعنت ملامت کرے گا لہٰذا ایسی ذلت کی زندگی جینے سے تو بہتر ہے کہ میں لڑتے لڑتے مر جاؤں اور شرم و عار سے نجات حاصل کروں۔ لہٰذا اس نے بذات خود معرکۂ جنگ میں جانے کا عزم کیا۔ لہٰذا اس نے لشکر کے اراکین اور سرداروں کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور سامان جنگ اور پر تکلف لباس سے آراستہ ہو کر میدان میں جانے کی تیاری کی۔ راہبوں اور بطارقہ نے انجیل کی آیتیں پڑھ کر، عمودیہ کا پانی چھڑک کر، دھونی دے کر اور صلیب بلند کر کے اس کے لئے دعائیں کیں اور باہان روانہ ہو رہا تھا کہ ''سرجس'' نام کا ایک بطریق آیا اور باہان کے اَسپ کی رکاب تھام لی اور کہا کہ اے بادشاہ! میں جب تک زندہ ہوں تب تک آپ کو میدان میں اترنے کی مشقت نہیں اٹھانے دوں گا۔ سردار جرجیر میرا رشتہ دار تھا۔ اس کی موت کا معاملہ مجھ پر سخت دشوار گزر رہا ہے قسم ہے حق مسیح اور مقدس صلیب کی! اب میدان میں میرے سوا دوسرا کوئی نہ جائے گا۔ جرجیر کی موت کا عوض لے کر ان کے سردار کو قتل کر دوں گا یا پھر میں بھی جرجیر سے جا ملوں گا۔ لہٰذا مجھے میدان میں جانے کی اجازت مرحمت کی جائے۔

سرجس کا ولولہ اور جذبہ انتقام دیکھ کر باہان نے اسے میدان میں جانے کی اجازت دے دی۔ نصرانی پادریوں نے اسے کنیسہ کی دھونی دی، راہبوں نے انجیل کی آیتیں پڑھ کر اس پر دم کیا۔ ایک راہب نے اپنے گریبان سے گردن میں لٹکتی ہوئی صلیب نکالی اور کہا کہ یہ صلیب حضرت مسیح کے زمانہ کے راہبوں کی وراثت میں چلی آتی ہے۔ یہ صلیب کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اس سے مدد طلب کرنا یہ ضرور تمہاری مدد کرے گی۔ سرجس نے راہب کے ہاتھ سے صلیب لے کر اس کو چوما اور اپنے گلے میں ڈال لی اور میدان کی طرف روانہ ہوا۔ سرجس طویل جسامت کا نہایت فربہ اور موٹا چوڑا شخص تھا۔ سرجس کے جسم کی ہیئت ایسی ڈراؤنی تھی کہ دیکھنے والے پر خوف طاری ہو جائے۔ اس نے لوہے کی جو زرہ پہنی تھی وہ اتنی وزنی تھی کہ ایک آدمی اسے بڑی مشکل سے اٹھا سکے۔ سرجس نے میدان میں آ کر اپنے گھوڑے کو گردا دیا اور تکبر و غرور کے لہجہ میں مقابلہ طلب کرنے لگا۔ سرجس فصیح عربی زبان میں گفتگو کرتا تھا لہٰذا مجاہدوں کو یہ گمان ہوا کہ یہ کوئی نصرانی عرب ہے۔ سرجس غرور کے نشہ میں بہت ہی گستاخانہ انداز میں گفتگو کرتا تھا اور مقابلہ طلب کرتے ہوئے کہتا تھا کہ جو شخص اپنی زندگی سے تنگ و مایوس ہو گیا ہو وہی میرے مقابلے کو نکلے تا کہ میں اسے موت کی آغوش میں بھیج دوں۔ حضرت ضرار نے جب اس کی یہ بات سنی تو غضبناک ہو کر مثل شعلۂ آگ میدان میں آئے۔ حضرت ضرار نے بھی اپنے جسم کو زرہ اور خود سے محفوظ کر رکھا تھا۔ جب وہ بطریق سرجس کے قریب آئے اور اس کو تمام ساز و سامان سے آراستہ دیکھا تو حضرت ضرار نے خود پر افسوس اور ندامت کا احساس کیا اور اپنے

marfat.com

نفس سے کہا کہ اگر موت آگئی ہے تو زرہ اور خود کا لبادہ موت سے بے نیاز نہیں کرے گا۔ یہ بطریق بھی خود اور زرہ سے آراستہ ہے اور تو بھی خود اور زرہ سے آراستہ ہے۔ پھر توکّل علَی اللہ کے معاملہ میں تجھ میں اور اس میں کیا فرق رہا؟ اے نفس! لوہے کی زرہ اتار کر پھینک دے اور اللہ کی حفاظت کی زرہ پہن لے۔ لوہے کا خود اپنے سر سے الگ کر دے اور اللہ کی نصرت کا خود سر پر رکھ لے۔ یہ خیال آتے ہی حضرت ضرار نے گھوڑے کی باگ پھیری اور اپنے خیمہ کی طرف واپس لوٹے۔

حضرت ضرار کے معرکہ میدان سے واپس لوٹ آنے پر تمام مجاہدوں کو تعجب ہوا کہ نہ جانے آج کیا بات ہے کہ حضرت ضرار واپس لوٹ آئے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ بطریق سرجس نے یہ گمان کیا کہ میرا بھاری اور قوی جسم اور میرا جنگی ساز وسامان دیکھ کر حضرت ضرار ڈر کر بھاگ گئے ہیں۔ لہٰذا اس کی جرأت بڑھ گئی اور وہ زور زور سے چیخ کر مقابل طلب کرنے لگا لہٰذا حضرت مالک نخعی اشتر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں نکلے۔ حضرت مالک نخعی بھی بہت دراز قد تھے۔ ان کی جسامت کا یہ عالم تھا کہ وہ فربہ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تب بھی ان کے پاؤں زمین کو مَس ہوتے تھے۔ حضرت ضرار بن ازور اپنے خیمہ میں گئے اور تمام جنگی لباس اتار دیا حتیٰ کہ اپنا کرتہ بھی اتار دیا۔ صرف اِزار پہنے رہے اور اوپر کا جسم بالکل عریاں کر دیا اور فوراً میدان میں واپس آئے۔

جب حضرت ضرار میدان میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت مالک نخعی سبقت کر کے سرجس کے مقابلہ میں پہنچ گئے ہیں لہٰذا حضرت ضرار ٹھہر گئے اور وہ حضرت مالک اور بطریق سرجس کا مقابلہ دیکھنے لگے۔ حضرت مالک نے آتے ہی بطریق سرجس کو ایک جملہ کہا۔ وہ جملہ کیا تھا؟ اس جملہ کے الفاظ کیا تھے؟ وہ علامہ واقدی کی زبانی سماعت فرمائیں:

''پس دیکھا ضرار نے کہ مالک نخعی پکارتے ہیں گبر کو ان الفاظ سے ''تَقَدَّمْ یَا عِبَادَ الصَّلِیْبِ اِلَی الرَّجُلِ النَّجِیْبِ نَاصِرُ مُحَمَّدُ نِ الْحَبِیْبُ'' پس نہ جواب دیا ان کو گبر نے بسبب لاحق ہونے خوف کے پس گرد گھوے اس کے مالک نخعی اور ارادہ کیا اس پر نیزہ مارنے کا''۔ (حوالہ: ''فتوح الشام'' از: علامہ واقدی، ص: ۲۶۹)

ناظرین کرام غور فرمائیں! حضرت مالک نخعی جلیل القدر صحابیٔ رسول ہیں۔ انہوں نے میدان میں آتے ہی یہ جملہ فرمایا کہ:

''تَقَدَّمْ یَا عِبَادَ الصَّلِیْبِ اِلَی الرَّجُلِ النَّجِیْبِ نَاصِرُ مُحَمَّدُ نِ الْحَبِیْبُ''

ترجمہ: ''آگے بڑھ اے صلیب کے پوجاری! بجانب اس مردِ گرامی کے کہ جس کو مدد دینے والے محمد حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔''

اس جملہ کو ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ پڑھیں۔ حضرت مالک نخعی اپنا عقیدہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ''ہماری مدد کرنے والے اللہ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں''۔ ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا ''ناصر'' یعنی ''مدد کرنے والے'' کہنا اور ماننا صحابہ کرام کا عقیدہ تھا۔ یہ صرف حضرت مالک نخعی کا ہی عقیدہ نہ تھا بلکہ تمام صحابہ کا عقیدہ تھا۔ فتوح الشام کی مندرجہ بالا عبارت پر مکرّر توجہ فرمائیں۔ عبارت کا ابتدائی جملہ یہ ہے کہ حضرت ضرار نے حضرت مالک نخعی کو یہ جملہ

marfat.com

کہتے سنا۔ تو جب حضرت ضرار نے سنا تو دیگر صحابہ کرام نے بھی ضرور سنا۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا ''مددگار'' کہنا اور ماننا شرک ہوتا تو اجلہ صحابہ کرام کی جماعت وہاں موجود تھی۔ وہ حضرت مالک کو ٹوکتے کہ ایسا کہنا اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے لیکن کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا بلکہ سکوت اختیار کر کے اسے روا رکھا لہٰذا ہمارے لئے صحابہ کرام کا فعل و اعتقاد دلیل اور ثبوت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے غلاموں کی ضرور مدد فرماتے ہیں اور اپنی امت کے ناصر یعنی مدد کرنے والے ہیں۔

لیکن! افسوس!! کہ!!!

موجودہ دور کے منافقین کا کہنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا مددگار سمجھنا شرک ہے۔

وہابی، دیوبندی، تبلیغی جماعت کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی رسوائے زمانہ کتاب میں ''پہلا باب، توحید و شرک کے بیان میں'' زیرِ عنوان ''تصرّف اور قدرتِ کاملہ اللہ کی خصوصیت ہے'' لکھا ہے کہ:

''دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا جلانا، روزی کی فراخی اور تنگی کرنا، اور تندرست و بیمار کر دینا، فتح و شکست دینا، اقبال و امداد دینا، مرادیں پوری کرنا، حاجتیں بر لانا، بلائیں ٹالنا، مشکل میں دست گیری کرنا، برے وقت میں پہنچنا، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی نبی اور ولی پیر و مرشد، شہید، بھوت و پری کی یہ شان نہیں۔ جو شخص کسی کا کوئی ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مراد مانگے اور اسی توقع پر اس کی نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے'' (حوالہ: تقویۃ الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص: ۲۳)

تقویۃ الایمان کی مندرجہ بالا عبارت اتنی خطرناک ہے کہ قلم کے ایک ہی جھٹکے سے لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کو مشرک کہہ دیا۔ اس عبارت کی تردید میں بہت کچھ وضاحت کی جا سکتی ہے جو یہاں ممکن نہیں۔ اس عبارت کے صرف ان جملوں کی طرف توجہ دیں:

(۱) اقبال و امداد دینا (۲) کسی نبی اور ولی کی یہ شان نہیں (۳) جو شخص کسی کا کوئی ایسا تصرف ثابت کرے (۴) وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

الحاصل مولوی اسمٰعیل دہلوی کے شرک کے فتویٰ کی مشین گن سے ایک گولہ یہ بھی برسا کہ جو شخص کسی نبی اور ولی کا ایسا تصرف یعنی اختیار ثابت کرے کہ وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں وہ شخص مشرک ہے۔ (معاذ اللہ و نعوذ باللہ من ذالک)۔ اب قارئین کرام انصاف فرمائیں کہ

حضرت مالک نخعی اشتر اور دیگر صحابہ کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ''ناصر''

marfat.com

یعنی مدد کرنے والے ہیں۔

لیکن!!!

دور حاضرہ کے منافقین کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا کہنا یہ ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مشرک ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کا یہ فتویٰ کن مقدس صحابہ کرام پر چسپاں ہو رہا ہے؟ یہ قارئین کرام سوچیں اور حق و باطل کا امتیاز کریں۔

ہر بات میں شرک، شرک اور صرف شرک کی راگنی الاپنے والے شرک کا فتویٰ صادر کرنے میں اتنے بیباک اور جری ہوتے ہیں کہ وہ اندھا دھند شرک کے فتوے کی گولہ باری کرتے وقت مطلق یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے فتوے کا گولہ کہاں اور کس پر پڑے گا۔ اردو زبان کی مشہور مثل ہے کہ ''بندر کو ملی ہلدی کی گرہ پنساری بن بیٹھا''۔ اسی طرح ہاتھ میں قلم، دولت اور کاغذ کیا آیا، مفتی بن بیٹھے اور شرک کے فتوے کی بھرمار شروع کر دی۔ کروڑوں، اربوں، کلمہ گو اور مخلص مسلمانوں کو بلاوجہ مشرک کہہ دیا حتیٰ کہ مقدس صحابہ کرام کو بھی نہیں بخشا۔ توحید کی آڑ میں تنقیص وتوہین انبیاء کا شیوہ اپنا کر قرآن و حدیث کے صاف اور صریح ارشادات کے خلاف عقائد فاسدہ گھڑ لئے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے توسّل و امداد حاصل کرنا قرآن و حدیث، قول و فعلِ صحابہ و تابعین، اقوال ائمہ اور ملت اسلامیہ کے جلیل القدر علماء و صلحاء کی کتب معتبرہ معتمدہ سے روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے۔ یہاں اس کی تفصیلی گفتگو خوف طوالت کی وجہ سے ممکن نہیں۔ جس کو اس مسئلہ کی تفصیلی وضاحت درکار ہو وہ امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع کر کے استفادہ فرمائیں:

(۱) بَرَکَاتُ الْاِمْدَادِ لِاَهْلِ الْاِسْتِمْدَادِ ۱۳۱۱ھ

(۲) اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی لِنَاعِتِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَاءِ ۱۳۱۱ھ

(۳) اَلْاِهْلَالُ بِفَیْضِ الْاَوْلِیَاءِ بَعْدَ الْوِصَالِ ۱۳۰۳ھ

قارئین کرام کی فرحت طبع کی خاطر ذیل میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں:

حدیث شریف:

طبرانی نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس ناصر ملت و دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا وَّاَرَادَ عَوْنًا وَّهُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِهَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَاللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ، یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ، یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ، فَاِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا یَرَاهُمْ''

ترجمہ: ''جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راہ بھولے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے

marfat.com

بندو میری مدد کرو کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔"

حوالہ : "برکات الامداد لاہل الاستمداد" مصنف: امام احمد رضا محدث بریلوی، ناشر: تحریک اصلاح العقائد، کراچی (پاکستان) ص:۱۵)

اس حدیث شریف کے ایک ایک لفظ کو غور سے مطالعہ کریں۔ اس حدیث میں "اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو" کا جملہ تکرار کے ساتھ تین مرتبہ ہے اور یہ جملہ کسی عام انسان کا مقولہ نہیں بلکہ خیر البشر، سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جملہ ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو یہ تعلیم فرمائیں کہ اللہ کے بندوں سے مدد طلب کرو لیکن مولوی اسمٰعیل دہلوی کا یہ کہنا ہے کہ اللہ کے نبی سے مدد مانگنے والا مشرک ہے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا قول حدیث کے فرمان کے سراسر متضاد ہے اور اسلامی عقیدہ کی بیخ کنی کرنے والا ہے۔

اس بحث کو طول نہ دیتے ہوئے اب ہم میدان یرموک میں حضرت مالک نخعی اور بطریق سرجس کے درمیان واقع لڑائی کا منظر دیکھیں۔

جب حضرت مالک آگے بڑھے تو "اے پرستش کرنے والے صلیب کے بجانب مرد گرامی اور برگزیدہ مدد دینے والے محمد حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے" جملہ فرمایا تو سرجس پر ایک خوف اور لرزہ طاری ہو گیا اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ حملہ کرنے سے بھی باز رہا۔ حضرت مالک نے اس کو کئی مرتبہ للکارا لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہ لیتا تھا۔ لہٰذا حضرت مالک نے چاہا کہ اس پر نیزہ کا وار کریں لیکن بطریق سرجس لوہے کے غلاف میں ایسا مستور تھا کہ اس کے جسم پر کہیں بھی نیزہ مارنے کی جگہ نظر نہ آتی تھی لہٰذا حضرت مالک نے گھوڑے کی ران میں نیزہ مارا۔ نیزہ لگتے ہی سرجس کا گھوڑا اچکا اور زور سے ہنہنا کر اچھل کود کرنے لگا۔ سرجس نے گھوڑے کو قابو کرنے کی بہت کوشش کی لیکن نیزہ کے زخم کی کوفت کی وجہ سے اس کا اضطراب بڑھتا ہی جاتا تھا اور گھوڑا اچراغ پا ہو گیا۔ بطریق سرجس نے گھبراہٹ کے عالم میں گھوڑے کی باگ کو جھٹکا دے کر کھینچا۔ اس دوران حضرت مالک نے چاہا کہ نیزہ کھینچ کر دوسرا وار کریں لیکن نیزہ گھوڑے کی بدن میں گہرائی تک سرایت کر کے پسلیوں تک پیوست ہو کر پھنس گیا تھا۔ حضرت مالک نے طاقت کا استعمال کر کے نیزہ کھینچا تو نیزہ ٹوٹ گیا اور نیزہ کا پھلدار حصہ گھوڑے کے بدن میں رہ گیا۔ بطریق سرجس کا لگام کو جھٹکا مارنا اور حضرت مالک کا نیزہ کھینچنا یہ دونوں فعل ایک ہی ساعت میں وقوع میں آئے چنانچہ گھوڑا پیٹھ کے بل گرا۔ گھوڑے کے ساتھ بطریق سرجس کی بھی زمین پر آمد ہوئی۔ اس نے کھڑے ہونے کی بہت کوشش کی لیکن وہ زین کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا لہٰذا اس کا ایک پاؤں گھوڑے کے جسم کے نیچے دب گیا۔ پھر بھی اس نے اپنا بدن سرکا کر نکلنے کی کوشش جاری رکھی اتنے میں حضرت ضرار بن ازور دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے اور سرجس کے سر پر تلوار کی ایسی شدید ضرب لگائی کہ لوہے کا خود ٹوٹ گیا اور اس کا سر خربوزہ کی طرح دو ٹکڑے ہو گیا۔

رومی لشکر کے سپہ سالار باہان کا لڑنے کے لئے میدان میں آنا:

اسلام کے مجاہدوں نے جس آسانی سے بطریق سرجس کو کاٹ کر پھینک دیا وہ دیکھ کر باہان لرز اٹھا۔ اس کو ایسا محسوس ہوا

marfat.com

گویا اس کا بازو کٹ گیا۔ اس نے رومی لشکر کے اراکین کو جمع کر کے کہا کہ اب مجھے میدان میں جانا لازمی ہو گیا ہے۔ اگر میں غالب رہا اور ہم کو فتح یابی حاصل ہوئی تو ہرقل بادشاہ سے سرخ روئی سے ملوں گا اور اگر مارا جاؤں تو ہرقل بادشاہ کو میرا اسلام کہنا اور ان کی خدمت میں میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ میں نے دین صلیب کی اعانت و مدد کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی لیکن میں پروردگار آسمان پر غالب ہونے کی قوت و طاقت نہیں رکھتا جس نے عربوں کو ہم پر غلبہ دے کر ہمارے شہروں کے مالک بنا دیئے ہیں۔ رومی لشکر کے اراکین نے باہان سے کہا کہ اے سردار! آپ میدان میں جانے کی جلدی مت کرو اور کسی اور کو میدان میں بھیجو۔ باہان نے کہا کہ اب میں کیا منہ لے کر بادشاہ کے حضور جاؤں گا جب کہ ہمارے لشکر کے اہم افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ میرے لئے یہی مناسب ہے کہ نیزہ بازی اور شمشیر زنی کرتے ہوئے مر جاؤں تا کہ قوم کی عار و ننگ اور بادشاہ کی سرزنش سے نجات پاؤں اور میں تم سب کو صلیب کے حوالے اور صلیب کی پناہ میں سپرد کرتا ہوں لوگوں نے کہا اے بادشاہ ہم آپ کو میدان میں ہرگز نہیں جانے دیں گے۔ پہلے ہم لڑتے ہوئے مر جائیں بعد میں آپ میدان میں جانے کا قصد کرنا۔ ہمارے زندہ ہوتے ہوئے آپ کو مشقت اٹھانے کی ضرورت نہیں لیکن باہان نے ان کی گزارش کو ٹھکرا دیا اور چاروں کنیسوں کی قسم کھا کر کہا اب میدان میں میرے علاوہ کوئی نہیں جائے گا۔ باہان کے عزم مصمم اور پختہ استقلال کے سامنے اس کی قوم نے ہتھیار ڈال دیئے۔ باہان نے اپنے بیٹے کو بلایا اور صلیب اعظم اس کو دیتے ہوئے کہا کہ تو میرے قائم مقام کی حیثیت سے میری جگہ ٹھہر۔ پھر باہان نے عمدہ سامان جنگ پہنا۔ باہان کی تلوار، نیزہ، سپر، زرہ، خود، زین وغیرہ میں سونے کا کام کیا ہوا تھا اور اس میں قیمتی جواہر جڑے ہوئے تھے۔ باہان کے ہاتھ میں سونے کا "عمود" (Mace) تھا جب باہان میدان میں آیا تو آفتاب کی روشنی میں اس طرح سونا چمکتا تھا کہ دیکھنے والے کو ایسا محسوس ہوا کہ سونے کا مجسمہ میں میدان میں آیا ہے۔ باہان کے جسم اور گھوڑے پر جو جنگی سامان تھا اس کی قیمت تقریباً ساٹھ ہزار درہم تخمیناً تھی۔

باہان نے میدان میں آ کر اپنے گھوڑے کو گرداوا دیا اور اپنا نام وعہدہ جتا جتا کر لڑنے کے لئے مقابل طلب کرنے لگا۔ قوم دوس کا ایک جوان میدان میں آیا۔ باہان نے اس جوان کو حملہ کرنے کا موقع ہی نہ دیا اور اس جوان کے سر میں سونے کا عمود ایسی شدت سے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور خون کا چشمہ بہنے لگا۔ لیکن وہ نوجوان مسکرانے لگا بلکہ خوشی سے مچل مچل کر آسمان کی جانب اشارہ کر کے خوشی اور سرور کا اظہار کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میں جنت کا مشتاق ہوں اور جنت کی حوریں میرا استقبال کرنے آئی ہوئی ہیں۔ اس نوجوان کے چہرے پر رنج و تکلیف کے آثار کے بجائے راحت و انبساط کے آثار نظر آتے تھے۔ بقول:

موت نزدیک، گناہوں کی تہیں، مَیل کی خول
آ برس جا کہ نہا دھو لے یہ پیاسا تیرا

(از: امام عشق و محبت، حضرت رضا بریلوی)

چند ہی لمحات کے بعد وہ دوسی نوجوان اپنے گھوڑے سے زمین پر گرا اور شہید ہو گیا۔ باہان کی جرأت بڑھ گئی۔ دوسی جوان کو شہید کرنے پر وہ تکبر اور غرور میں بھر گیا اور اپنی بہادری اور شجاعت کی گل بانگ ہانکنے لگا اور چیخ چیخ کر مقابل طلب کرنے

marfat.com

لگا۔ باہان کی حوصلہ افزائی کرنے اور اس کو سراہنے کے لئے رومی لشکر کے سپاہی بلند آواز میں کلمہ کفر کا شور وغل مچانے لگے۔

حضرت مالک نخعی پھر ایک مرتبہ میدان میں آئے اور باہان کو للکارا۔ باہان نے حضرت مالک نخعی کے سر پر عمود کا ایسا سخت وار کیا کہ حضرت مالک کا خود ٹوٹ گیا اور خود کا ایک ٹکڑا پیشانی میں پیوست ہو گیا اور ان کی آنکھ کے اوپر کی ہڈی ٹوٹ گئی اور بے تحاشا خون بہنے لگا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب مالک نخعی ''اشتر'' ہو گیا۔ یعنی آنکھ کے اوپر زخم کھانے والا''۔

حضرت مالک نخعی کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا اور چکر آنے کی وجہ سے سر گھومنے لگا۔ باہان اس انتظار میں تھا کہ حضرت مالک اب گھوڑے سے گرنے والے ہیں۔ حضرت مالک نے اسلامی لشکر کی طرف پلٹ جانے کا ارادہ کیا لیکن انہیں یہ خیال آیا کہ اس طرح واپس پلٹنا میدان جہاد سے پیٹھ پھیرنے کے مترادف ہے اور جہاد سے بھاگنا اللہ کو ناپسند ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ خود حضرت مالک نخعی نے روایت کیا ہے کہ میں شدید زخم کی مصیبت میں مبتلا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ دفعۃً حضرت مالک کے جسم میں ایک عجیب قوت اور طاقت پیدا ہوئی اور حضرت مالک نے لپک کر باہان کے بازو پر تلوار کا وار کیا۔ باہان نے زرہ پہنی تھی مگر پھر بھی تلوار نے زرہ کو کاٹ کر زخم کر دیا۔ زخم گہرا نہیں تھا۔ معمولی زخم تھا لیکن زخم سے خون بہنے لگا۔ اپنے جسم سے خون بہتا دیکھ کر باہان گھبرا گیا اور اپنے گھوڑے کی باگ پھیر کر رومی لشکر کی طرف بھاگا۔ حضرت مالک نے اس کا تعاقب کیا لیکن باہان برق رفتاری سے بھاگا تھا لہٰذا ہاتھ نہ آیا۔ باہان زخمی ہو کر رومی لشکر میں داخل ہوا ارکان لشکر نے سہارا دے کر اسے گھوڑے سے اتارا اور اس کا زخم باندھا۔

حضرت مالک نخعی اسلامی لشکر میں واپس آئے۔ مجاہدوں نے ان کو گھوڑے سے اتارا اور زخم کی مرہم پٹی کی۔ حضرت ابوعبیدہ نے راہ خدا میں مشقت اٹھانے پر اجر عظیم کی بشارت سنائی اور ان کے کام کا شکریہ ادا کیا اور سلامت واپس آنے اور غلبہ حاصل کرنے کی مبارکباد دی۔

رومی لشکر کا ہزیمت اٹھا کر بھاگنا اور اسلامی لشکر کی فتح:

جب باہان زخمی ہو کر رومی لشکر میں واپس آیا تو وہ خوف و دہشت سے لرز رہا تھا۔ نہ جانے اس نے کیا دیکھ لیا تھا کہ اس کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی تھی اور وہ موت کو سر پر کھیلتی دیکھ رہا ہو، اس طرح وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ میں موت کے کنارے کھڑا ہوں۔ باہان کی بھربھراہٹ اور بھڑکیلا پن دیکھ کر رومی لشکر کے سپاہیوں کے دل اچاٹ ہو گئے۔ دل الٹ پلٹ ہونے لگے اور اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ جان بچی لاکھوں پائے پر عمل کر کے بھاگ نکلنے کا ارادہ کرنے لگے لیکن اپنے سرداروں کے خوف اور شرم کا لحاظ کرتے ہوئے دل برداشتہ ہو کر رکے ہوئے تھے۔ ادھر حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا کہ اے سردار! باہان کے زخمی ہو کر واپس جانے کی وجہ سے رومی لشکر پر خوف طاری ہو گیا ہے اور ان کا حوصلہ ٹوٹ چکا ہے۔ مناسب ہے کہ ہم پورے لشکر کے ساتھ رومیوں پر یلغار کر دیں اور ان کو پھاڑ کر رکھ دیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کے مشورہ کے مطابق اسلامی لشکر کو یورش کا حکم دیا۔

marfat.com

تمام مجاہدوں نے نعرہ تکبیر کا فلک شگاف صوت بلند کیا اور رومی لشکر پر ٹوٹ پڑے اور شدت سے تیغ زنی اور نیزہ زنی شروع کی۔ رومی سپاہی پہلے ہی پژمُردہ خاطر تھے۔ مجاہدوں کی تلواروں کے سامنے ٹھہر نہ سکے۔ کچھ دیر رومی سپاہی میدان میں جم کر لڑے مگر مجاہدوں نے ان کی لاشوں سے میدان بھر دیا۔ خون کی ندی بہہ نکلی۔ رومیوں کے قدم اکھڑ گئے اور پیٹھ دکھا کر راہ فرار اختیار کی۔ رومی لشکر کی جمعیت اور کثرت کی وجہ سے وہ ایک سمت نہیں بھاگ سکے بلکہ مختلف راستوں سے بھاگے۔ جس کو بھی جہاں کشادگی دکھائی پڑی اپنی جان ہتھیلی میں لے کر اس طرف بھاگا۔ رومی سپاہی دم دبا کر چاروں طرف بھاگ رہے تھے اور جیش اسلام کے مجاہد ان کا تعاقب کر رہے تھے اور جو بھی ہاتھ لگتا تھا اس کو تہ تیغ کرتے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں رومی سپاہی یاقوصہ ندی کی طرف بھاگے۔ مجاہدین ان کے تعاقب میں جب ندی کا گھاٹ آیا تو رومی سپاہیوں نے مجاہدوں کی تلواروں کے خوف سے اپنے گھوڑوں کے ساتھ گھاٹ کی بلندی سے ندی میں چھلانگ لگا دی اور ایک دوسرے پر گرنے کی وجہ سے تمام غرق ہو کر ہلاک ہو گئے۔

بعض رومی سپاہی بھاگ کر پہاڑوں کی طرف گئے اور پہاڑ کے نیچے اپنے گھوڑے چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ مجاہدین نے ہر سمت ان کا تعاقب کیا۔ جنہوں نے ہتھیار پھینک کر ہاتھ اٹھا کر ''لفون لفون'' یعنی ''امان امان'' پکارا ان کو قتل نہیں کیا بلکہ قید کر لیا۔ غروب آفتاب تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ شب کے وقت تمام مجاہد اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس آئے اور فتح و غلبہ کے حصول کا شکرانہ ادا کرنے شب بھر نماز و عبادت میں مشغول رہے۔

دوسرے دن یعنی جنگ یرموک کے پندرہویں دن طلوع آفتاب کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں کے ہمراہ میدان کا گشت فرمایا۔ پورا میدان رومی سپاہیوں کی لاشوں سے بھرا پڑا تھا۔ رومی مقتولین کی تعداد کا شمار کرنا دشوار تھا لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں کو حکم دیا کہ وہ سوکھی لکڑیاں توڑ لائیں۔ تقریباً دس ہزار مجاہد اس کام پر گئے اور ہر مجاہد اپنے ساتھ پندرہ پندرہ لکڑیاں لایا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حکم دیا کہ میدان میں پڑی رومیوں کی لاشوں پر ایک ایک لکڑی رکھتے آؤ۔ اس طرح مردم شماری کرنے پر صرف یرموک کے میدان میں ایک لاکھ، پانچ ہزار رومی سپاہی مقتول پائے گئے۔ اسلامی لشکر کے چار ہزار مجاہد شہید ہوئے تھے۔ تمام شہداء کے اجسام کو میدان سے اٹھا کر کیمپ میں لائے گئے۔ حضرت ابوعبیدہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعدہٗ ان کو دفن کیا گیا۔

جنگ یرموک میں چالیس ہزار رومی سپاہی قید ہوئے۔ جنگ کے آخری دن رومی لشکر کے ایک لاکھ پانچ ہزار سپاہیوں کی لاشیں میدان سے دستیاب ہوئیں۔ ہزاروں کی تعداد میں یاقوصہ ندی میں گر کر ہلاک ہوئے۔ ہزاروں بھاگتے ہوئے مقتول ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں پہاڑوں پر چڑھ گئے وہ مجاہدوں کے خوف سے نیچے نہ اترے اور بھوک و پیاس سے ہلاک ہو گئے۔ مجاہدوں نے رومی لشکر کے کیمپ کا قبضہ کر لیا۔ چاندی کے برتن، سونے کی صلیبیں، ریشمی کپڑے، زیورات، جواہر، تلواریں اور دیگر اسباب جنگ، خیمے، بستر، سواری کے جانور وغیرہ لاکھوں کی تعداد میں مال غنیمت حاصل ہوا۔ ملک شام میں اسلامی لشکر کی سب سے عظیم فتح یرموک میں ہوئی اور بہت مال غنیمت حاصل ہوا۔

marfat.com

حضرت خالد نے باہان کا دمشق تک تعاقب کر کے اسے قتل کرنا:

حضرت خالد بن ولید مجاہدوں کی لاشوں کو دفن کرنے کے بعد لشکر زحف لے کر رومیوں کے تعاقب میں جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک چرواہا ملا۔ حضرت خالد نے اس سے رومی سپاہیوں کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ باہان ارمنی چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ دمشق کی طرف بھاگا جا رہا ہے۔ حضرت خالد نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ دمشق کی طرف جانے والے راستہ پر تیز رفتاری سے چلو۔ تمام نے اپنے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ حضرت خالد نے باہان کے لشکر کو دمشق کے قریب پا لیا اور جاتے ہی تمام مجاہد مثل شیر حملہ آور ہوئے۔ باہان اور اس کے ساتھیوں کو پتہ چلا کہ ''سیف اللہ'' حضرت خالد بن ولید جیش اسلام کو لے کر آ پہنچے ہیں تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ مجاہدوں نے ان کے سروں پر تلواریں رکھیں اور قتل کرنا شروع کیا۔ باہان نے اپنا قیمتی لباس اتار دیا اور گھوڑے سے اتر کر پا پیادہ ہو گیا تاکہ اسے کوئی پہچان نہ سکے۔ اس کا ارادہ فرار ہونے کا تھا لہٰذا وہ گھمسان کی لڑائی میں گھوڑوں کے درمیان گھس کر بھاگنے لگا لیکن حضرت نعمان بن ازدی یا حضرت عاصم بن خول یربوی نے اسے پہچان لیا اور اسے قتل کر دیا۔ باہان کے قتل ہوتے ہی تمام رومی بھاگ نکلے۔

باہان کے لشکر کو ہلاک کرنے کا معرکہ دمش کے قلعہ کے باہر اور قلعہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہوا تھا۔ جب اہل دمشق کو پتہ چلا کہ قلعہ کے باہر یہ معاملہ ہوا ہے تو دمشق کے معزز اور رؤساء کا ایک وفد حضرت خالد بن ولید کے پاس آیا اور کہا کہ اس معرکہ میں ہم غیر جانبدار رہے ہیں۔ ہم نے رومی لشکر کی نہ تو کوئی مدد کی ہے اور نہ ہی ہم نے تمہارے خلاف ہتھیار اٹھائے ہیں یا کوئی ایسا کام بھی نہیں کیا کہ تم کو ضرر و نقصان پہنچے بلکہ ہم نے صلح کے عہد و پیمان کی پابندی کی ہے۔ کیا آپ ہمارے رویہ سے مطمئن ہیں اور ہم اپنی صلح و امان پر قائم ہیں؟ حضرت خالد نے فرمایا تم اطمینان رکھو، تمہاری صلح بدستور قائم ہے۔ حضرت خالد کا جواب سن کر اہل دمشق مطمئن ہوئے اور حضرت خالد کا شکریہ ادا کر کے خوشی خوشی دمشق واپس لوٹے۔

پھر حضرت خالد یرموک سے بھاگے ہوئے رومی سپاہیوں کا تعاقب کرتے ہوئے دمشق سے روانہ ہوئے اور جہاں کہیں بھی رومی سپاہی ہاتھ لگتا تھا اس کو قتل کر دیتے تھے اس طرح رومی سپاہیوں کو قتل کرتے ہوئے ''منیۃ العقاب'' نامی مقام تک پہنچے۔ وہاں ایک دن قیام کیا اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر ''حمص'' پہنچے۔ دمشق سے حمص تک کی مسافت طے کرنے کے دوران حضرت خالد نے ہزاروں رومیوں کو واصل جہنم کیا۔

حضرت ابوعبیدہ کو پتہ چلا کہ حضرت خالد بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ حمص پہنچ گئے ہیں تو وہ بھی اسلامی لشکر کے ساتھ یرموک سے حمص آ گئے۔ پھر وہاں سے تمام جیش اسلام کو لے کر دمشق آ گئے۔ دمشق آ کر حضرت ابوعبیدہ نے مال غنیمت سے خمس الگ کر کے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا اور جنگ یرموک کی تمام تفصیل اور فتح عظیم کا خط لکھ کر حضرت حذیفہ بن یمان کے ساتھ روانہ کیا۔ حضرت حذیفہ بن یمان کے ساتھ دس ساتھیوں کو بھی مدینہ منورہ بھیجا۔ حضرت حذیفہ بن یمان کو مال غنیمت اور خط دے کر مدینہ منورہ روانہ کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کو دمشق میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ مجاہدوں نے دمشق میں استراحت حاصل کی۔ حضرت ابوعبیدہ امیر المومنین کے خط کا انتظار

marfat.com

کرتے تھے تاکہ وہاں سے حکم آنے کے بعد مجاہدوں میں حکم کے مطابق مال غنیمت تقسیم کیا جائے گا۔

''حضرت عمر فاروق کو حضور اقدس نے خواب میں فتح یرموک کی بشارت اور رومی مقتولوں کی تعداد بھی بتائی ، صلی اللہ علیہ وسلم''

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یرموک کے تعلق سے اسلامی لشکر کے لئے بہت زیادہ فکرمند تھے۔ کیونکہ ان کو اطلاع ملی تھی کہ یرموک میں عیسائیوں کے لشکر کی تعداد آٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہے لہٰذا امیر المومنین اسلامی لشکر کے لئے فکرمند تھے۔ جس دن جنگ یرموک میں رومیوں کو شکست فاش اور اسلامی لشکر کو فتح عظیم حاصل ہوئی اس رات حضرت عمر فاروق نے خواب دیکھا۔ جس کو امام سیر وتواریخ حضرت علامہ واقدی قدس سرہ نے اس طرح نقل فرمایا ہے:

''دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شب ہزیمت روم کو یہ خواب کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے روضہ مقدس میں ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہیں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرا دل مسلمانوں سے متعلق ہے اور نہیں جانتا ہوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کیا ان کے دشمنوں کے معاملے میں اور میں نے سنا ہے کہ رومی آٹھ لاکھ ہیں۔ پس ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اے عمر! خوش ہو تم کہ بتحقیق فتح دی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اور شکست دی ہے ان کے دشمنوں کو۔ اس قدر ان میں سے مارے گئے۔ پھر پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ''تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۲۷۳)

آیت کا حوالہ: پارہ نمبر ۲۰، رکوع: ۱۲، سورۃ القصص، آیت نمبر: ۸۳

آیت کا ترجمہ: ''یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے۔'' (کنز الایمان)

صبح نماز فجر کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے اپنا خواب بیان کیا۔ خواب سن کر تمام بیحد مسرور ہوئے کیونکہ شیطان خواب میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت میں نہیں آسکتا۔ لہٰذا اس خواب کے سچے ہونے کا اعتماد کیا اور یرموک میں لشکر اسلام کی فتح کا یقین کیا۔ چند دن گزرے کہ حضرت حذیفہ بن یمان اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ مال غنیمت اور حضرت ابوعبیدہ کا خط لے کر مدینہ منورہ آئے۔ حضرت حذیفہ نے امیر المومنین کو حضرت ابوعبیدہ کا خط دیا۔ امیر المومنین نے خط کا مضمون لوگوں کو سنایا تو خط کا مضمون حضور اقدس، عالم غیب، مطلع علی ماکان وما یکون، رسول مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب میں ارشاد فرمانے کے عین مطابق تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم نے سجدہ شکر ادا کیا اور تمام حاضرین نے الحمد للہ اور سبحان اللہ کی صدائیں بلند کیں۔

marfat.com

معزز قارئین کرام کی توجہ درکار ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم کو جنگ یرموک میں اسلامی لشکر کو حاصل شدہ فتح کی خوشخبری سنائی اور ساتھ میں رومی لشکر کے مقتول ہونیوالے سپاہیوں کی تعداد بھی بتا دی اور وہ تعداد حضرت ابوعبیدہ کے خط میں مرقوم تعداد کے مطابق تھی۔ یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے؟ کہاں میدان یرموک اور کہاں مدینہ منورہ اور رونق افروزِ گنبدِ خضراء؟ اس گنبد خضراء میں آرام فرماتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یرموک کی جنگ میں قتل ہونے والے رومی سپاہیوں کی تعداد معلوم کر لی اور حضرت عمر فاروق کو اس تعداد سے آگاہ فرما دیا۔ لیکن افسوس دور حاضرہ کے منافقین یہ کہتے ہیں کہ ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں'' (معاذ اللہ)۔ حوالہ کے لئے دیکھو، کتاب ''براہین قاطعہ'' از: خلیل احمد انبیٹھوی و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ علم غیب کے تعلق سے مفصل بحث نہ کرتے ہوئے صرف اشارہ کر دیا ہے۔

القصہ! امیر المومنین نے حضرت حذیفہ سے دریافت فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں میں مال غنیمت تقسیم کر دیا یا نہیں؟ حضرت حذیفہ نے عرض کیا نہیں بلکہ صرف خمس (۲۰%) الگ کر کے میرے ساتھ آپ کی خدمت میں بیت المال میں جمع کرنے بھیجا ہے۔ باقی کا مال تقسیم کرنے کے لئے آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیمت کا مال تقسیم کرنے کا حکم تحریر فرما کر حضرت حذیفہ کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ کو خط ارسال فرمایا۔ حضرت حذیفہ امیر المومنین کا خط لے کر دمشق آئے اور حضرت ابوعبیدہ کو خط دیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے وہ خط مجاہدوں کو پڑھ کر سنایا اور پھر مال غنیمت تقسیم فرمایا۔ ہر سوار کے حصہ میں چودہ ہزار مثقال سونا اور ہر پیدل کے حصہ میں آٹھ ہزار مثقال سونا آیا اور اسی طرح چاندی بھی تقسیم ہوئی۔

☆ اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصرہ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) شیرز (۱۳) رستن (۱۴) حمات (۱۵) قنسرین (۱۶) بعلبک (۱۷) یرموک

اسلامی لشکر ایک مہینہ دمشق میں ٹھہرا۔ ایک مہینہ کا عرصہ گزرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کے تمام سرداروں کو اپنے خیمہ میں جمع کیا اور کہا کہ میرا ارادہ دمشق سے کوچ کرنے کا ہے۔ لیکن میں آپ تمام حضرات کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں سے بیت المقدس جائیں یا قیساریہ جائیں۔ تمام نے بیک زبان کہا کہ اے سردار! آپ امین الامت ہیں۔ آپ کا جو بھی فیصلہ ہوگا وہ ہم کو متفقہ طور پر منظور ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ میں نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ تمام حضرات کی رائے معلوم کرنے کے بعد ہی فیصلہ کروں۔ اس پر حضرت معاذ بن جبل نے کہا کہ اے سردار! ہماری رائے طلب کرنے سے بہتر ہے کہ آپ امیر المومنین کی رائے طلب کر لو اور امیر المومنین جو حکم فرمائیں اس پر عمل کرو۔ تمام حاضرین نے حضرت معاذ بن جبل کا مشورہ پسند کیا اور حضرت ابوعبیدہ نے اسی وقت حضرت عرفہ بن ناصح نخعی کو خط دے کر مدینہ منورہ روانہ کیا۔ حضرت عرفہ بن ناصح مدینہ منورہ آئے اور حضرت عمر فاروق اعظم کو حضرت

marfat.com

ابوعبیدہ کا خط دیا۔ حضرت عمر نے خط پڑھنے کے بعد اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جمع کیا اور صورت حال سے آگاہ کرنے کے بعد ان سے رائے طلب کی۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ ابوعبیدہ کو حکم کرو کہ وہ پہلے بیت المقدس جائیں اور بیت المقدس فتح کرنے کے بعد قیساریہ جائیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو خبر دی ہے پہلے بیت المقدس فتح ہوگا اور اس کے بعد قیساریہ فتح ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سن کر امیر المومنین حضرت عمر نے فرمایا کہ اے اباحسن! آپ سچ فرماتے ہو۔ سچ فرمایا تھا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ اس معاملہ کو علامہ واقدی نے اپنی کتاب میں اس طرح نقل فرمایا ہے:

''پس کہا حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے کہ اے امیر المومنین! حکم کرو تم ابوعبیدہ بن الجراح کو کہ جا اتریں وہ بجمعیت لشکر مسلمانوں کے بیت المقدس پر پس گھیر لیویں اس کو اور لڑیں وہاں کے لوگوں سے کہ یہ بہتر اور مبارک رائے ہے۔ پس جس وقت فتح کرے گا اللہ تعالیٰ بیت المقدس کو پھیریں وہ اپنے لشکر کو بجانب قیساریہ کے کہ وہ بعد اس کے فتح ہو جاوے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی خبر دی تھی مجھ کو رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے۔ حضرت عمر نے کہا کہ سچ فرمایا تھا مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ نے اور سچے ہو تم اے ابا الحسن''

(حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص: ۲۷۵)

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے کو قبول فرماتے ہوئے امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے فوراً حضرت ابوعبیدہ کو خط لکھا کہ آپ پہلے بیت المقدس جائیں اور بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد ہی بجانب قیساریہ کوچ کریں۔ ناظرین کرام توجہ فرمائیں کہ سیدنا عمر فاروق اعظم اور سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پختہ عقیدہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا تھا اور آپ جمیع مغیبات پر مطلع تھے اور آپ کو یہ معلوم تھا کہ پہلے بیت المقدس فتح ہوگا اور بعد میں قیساریہ فتح ہوگا اور اس معاملہ کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر بھی دی تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایسا پختہ یقین تھا کہ جب حضرت عمر فاروق نے اجلہ صحابہ کرام کو مشورہ کے لئے جمع کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مجلس میں حضرت علی نے حضور اقدس کے علم غیب پر اعتماد و یقین رکھتے ہوئے وہی مشورہ دیا جو حضور اقدس نے غیب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ بیت المقدس پہلے فتح ہوگا۔ صرف سیدنا حضرت علی ہی نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق اعظم اور تمام صحابہ کرام کا پختہ عقیدہ تھا کہ اللہ کے محبوب اعظم کو علم غیب حاصل تھا اور علم غیب کی بناء پر جو فرمایا ہے وہ ''سچ فرمایا تھا مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ نے''۔ الحاصل! تمام صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب تھا لیکن دورہ حاضرہ کے منافقین یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا شرک ہے۔

وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ:

''کسی نبی، ولی یا امام و شہید کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی

marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے۔'' (حوالہ: تقویۃ الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص: ۴۷)

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی کے پیر و مرشد اور وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت کے امام ربانی اور مقتدا مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتویٰ ہے کہ:

''اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا، صریح شرک ہے''

(حوالہ: فتاویٰ رشیدیہ، ناشر: مکتبہ تھانوی، دیوبند، ص: ۱۰۳)

کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ جس عقیدہ کو صحابہ کرام نے اپنایا اور جس عقیدہ پر صحابہ کرام نے پختہ یقین کیا اس عقیدہ کو دور حاضرہ کے منافقین شرک کہہ رہے ہیں۔ اب ناظرین ہی فیصلہ کریں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے مندرجہ بالا فتاویٰ کن پر چسپاں ہو رہے ہیں؟

القصہ! امیر المومنین حضرت عمر فاروق کا خط لے کر حضرت عرفہ بن ناصح نخعی مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کو لے کر دمشق سے روانہ ہو کر جابیہ نامی مقام میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ حضرت عرفہ نے جابیہ پہنچ کر حضرت ابوعبیدہ کو امیر المومنین کا خط دیا۔

حضرت ابوعبیدہ نے تمام مسلمانوں کو جمع کر کے خط سنایا۔ خط سن کر تمام حاضرین خوش ہوئے اور کہا کہ جب حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشین گوئی کے مطابق فتح کی بشارت دی ہے تو انشاء اللہ بیت المقدس ضرور فتح ہوگا۔ حضرت ابوعبیدہ نے اسی وقت اسلامی لشکر سے فرمایا کہ امیر المومنین کے حکم کے مطابق ہم پہلے بیت المقدس کی طرف کوچ کریں گے۔

marfat.com

جنگ بیت المقدس

حضرت ابوعبیدہ نے جابیہ سے اسلامی لشکر کو حسب ذیل ترتیب سے بیت المقدس کی جانب روانہ فرمایا اور ہر ایک سردار کو نشان (علم) عطا فرمایا۔

☆ پہلے دن حضرت یزید بن ابی سفیان کو پانچ ہزار سواروں پر سردار مقرر فرما کر روانہ کیا۔
☆ دوسرے دن حضرت شرحبیل بن حسنہ کو پانچ ہزار سواروں پر سردار مقرر فرما کر روانہ کیا۔
☆ تیسرے دن حضرت مرقال ہاشم بن عتبہ کو پانچ ہزار سواروں پر سردار مقرر فرما کر روانہ کیا۔
☆ چوتھے دن حضرت میسّب بن نجیبۃ فزاری کو پانچ ہزار سواروں پر سردار مقرر فرما کر روانہ کیا۔
☆ پانچویں دن حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی کو پانچ ہزار سواروں پر سردار مقرر فرما کر روانہ کیا۔
☆ چھٹے دن حضرت عروہ بن مہلہل بن یزید الجبل کو پانچ ہزار سواروں پر سردار مقرر فرما کر روانہ کیا۔

مندرجہ بالا ترتیب سے حضرت ابوعبیدہ نے چھ دن میں کل تیس ہزار کا اسلامی لشکر جابیہ سے بیت المقدس کی طرف روانہ فرمایا۔ باقی کا لشکر مع مستورات، اطفال، بہائم و اسباب کے جابیہ میں مقیم رکھا اور حضرت ابوعبیدہ و حضرت خالد بن ولید باقی لشکر کے ساتھ جابیہ میں ٹھہرے رہے۔

اسلامی لشکر کی بیت المقدس آمد:

سب سے پہلے حضرت یزید بن ابوسفیان پانچ ہزار سواروں کے ساتھ بیت المقدس پہنچے اور قلعہ کے باہر تھوڑے فاصلہ پر ''باب ارحا'' کے سامنے پڑاؤ کیا۔ اسلامی لشکر نے آتے ہی تکبیر اور تہلیل کے فلک شگاف نعروں سے کوہ وصحرا کو گونجا دیا۔ تکبیر و تہلیل کی بلند صدا سن کر اہل شہر چونک اٹھے اور قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو باب ارحا کے سامنے اسلامی لشکر اپنا کیمپ کھڑا کر رہا تھا۔ رومیوں نے صرف پانچ ہزار کا لشکر دیکھ کر بر بنائے قلت تعداد اسلامی لشکر کو ناچیز وحقیر جانا۔ دوسرے دن حضرت شرحبیل بن حسنہ اور تیسرے دن حضرت مرقال ہاشم بن عتبہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ تکبیر وتہلیل کہتے ہوئے آئے اور ''باب غربی'' کے سامنے کچھ فاصلہ پر پڑاؤ۔ چوتھے دن حضرت میسّب بن نجیبۃ الفزاری اپنے لشکر کے ساتھ آپہنچے اور ''باب وسط'' کے سامنے ٹھہرے۔ پانچویں دن حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی کا لشکر نعرۂ تکبیر وتہلیل بلند کرتا ہوا آیا اور وہ بھی باب وسط کے سامنے حضرت میسّب فزاری کے لشکر کے قریب خیمہ زن ہوا۔ چھٹے روز حضرت عروہ بن مہلہل بن یزید الجبل اپنے لشکر کے ساتھ آئے

marfat.com

اور ''رملہ'' کے راستہ کے قریب ''محرابِ داؤد'' سے متصل کیمپ لگایا۔

اس طرح کل تیس ہزار کے اسلامی لشکر نے بیت المقدس کے قلعہ کے گرد کیمپ نصب کر کے محاصرہ قائم کر دیا تھا۔ روز اسلامی لشکر کی ایک قسط آتی۔ آنے پر شور و غل ہوتا۔ جسے سن کر رومی قلعہ کی دیوار پر چڑھتے۔ تھوڑی دیر معائنہ کرتے۔ پھر قلعہ کی دیوار سے اتر جاتے۔ روز کا یہ معمول ہو گیا تھا۔ بیت المقدس کا قلعہ نہایت بلند، کشادہ اور مضبوط تھا۔ جس دن اسلامی لشکر کی پہلی بٹالین (Battalion) بیت المقدس آئی تھی اسی دن سے رومیوں نے قلعہ کی فصیل پر چاروں طرف اینٹ، پتھر کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ تیر کمانیں، آلات حرب و ضرب کا بڑا ذخیرہ قلعہ کی دیوار پر جمع کر دیا تھا لیکن کچھ کرتے نہیں تھے۔ جب اسلامی لشکر کی آخری قسط بیت المقدس آ پہنچی تھی اس کے دن گزر گئے لیکن اہل شہر قلعہ میں محصور بیٹھے رہے۔ روز قلعہ کی دیوار پر آتے تھے، اسلامی لشکر کو دیکھتے تھے پھر کچھ دیر بعد نیچے اتر جاتے تھے۔ رومیوں کی طرف سے کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں ہوتی تھی بلکہ ٹک ٹک دیدم، دم نہ کشیدم پر عمل کرتے ہوئے چپ لگا کر بیٹھے تھے۔

اسلامی لشکر نے تین دن تک انتظار کیا کہ اہل شہر شاید کسی ایلچی کو بھیجیں گے اور لڑائی یا صلح کے معاملہ میں گفتگو کریں گے مگر نہ تو کوئی قاصد آیا نہ کسی رومی نے ذاتی طور پر مجاہدوں سے کوئی گفتگو کی اور نہ ہی رومیوں کی جانب سے کسی قسم کا کوئی حملہ ہوا۔ گویا کہ وہ اسلامی لشکر کی آمد سے بے خبر ہوں اور ایسا رویہ اپنایا اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ ہمارے نزدیک تمہاری کوئی وقعت اور اہمیت نہیں ہے۔ حالانکہ اسلامی لشکر سے گاہے گاہے تکبیر و تہلیل کی صدا بلند ہوتی تھی جس کو وہ سنتے تھے اور شہر پناہ کی فصیل سے اسلامی لشکر کو وہ دیکھتے بھی تھے مگر پھر بھی وہ قصداً اندھے اور بہرے بنے بیٹھے تھے۔ اسلامی لشکر کے ایک مجاہد نے چوتھے روز حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول سے کہا کہ اے سردار! کیا بیت المقدس کے باشندے بہرے ہیں جو ہماری آوازیں نہیں سنتے ہیں یا اندھے ہیں جو ہمیں نہیں دیکھتے ہیں یا گونگے ہیں جو بات نہیں کرتے ہیں؟ اے سردار! آپ ہم کو ان پر حملہ کرنے کی اجازت عطا کرو۔ حضرت شرحبیل نے فرمایا کہ ان لوگوں کو اپنی کثرت اور قلعہ کی مضبوطی پر ناز اور اعتماد ہے۔

اسی دن حضرت یزید بن ابی سفیان اپنے ساتھ چند ہتھیار بند مجاہد اور ایک مترجم کو ساتھ لے کر قلعہ کی دیوار کے قریب گئے۔ رومی قلعہ کی فصیل پر خاموش کھڑے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ مترجم نے پکار کر کہا کہ اے بیت المقدس کے باشندو! اسلامی لشکر کے سردار تم سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ رومیوں نے جواب میں کہا کہ کس معاملہ میں بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے مترجم کے توسط سے فرمایا کہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' کا کلمہ حق کہہ کر دعوت صدق قبول کر کے اسلام میں داخل ہو کر ہمارے بھائی بن جاؤ اور ہماری تلواروں سے اپنی جانیں مامون کر لو اور اللہ تعالیٰ تمہارے ماضی کے گناہوں کو بخش دے گا۔ تمام رومیوں نے جواب میں کلمۂ کفر بلند کیا اور شور و غل مچانے لگے اور کہا کہ ہم اپنا مذہب ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ اپنے دین سے منحرف ہونے سے مر جانا بہتر سمجھتے ہیں۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے فرمایا کہ اگر تم کو دین اسلام قبول کرنے سے انکار ہے تو پھر جزیہ ادا کرو اور ہم سے امان حاصل کرو ورنہ ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرنے والی ہے۔ رومیوں نے کہا کہ جزیہ ادا کر کے ہم ذلیل ہونا نہیں چاہتے اور ہم کو تمہارے امن کی کوئی حاجت

marfat.com

نہیں۔ ہم تم سے ہر حالت میں لڑیں گے لیکن اپنے دین سے منحرف ہونا یا جزیہ ادا کرنا یہ دونوں باتیں ہمیں منظور نہیں۔ لہٰذا تم سے جو ہو سکے وہ کرو، ہم تم کو برابر جواب دیں گے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان مندرجہ بالا گفتگو کرنے کے بعد اسلامی لشکر کے کیمپ میں لوٹے اور اسلامی لشکر کے تمام سرداروں کو جمع کر کے صورت حال سے واقف کیا اور کہا کہ آپ تمام حضرات کی کیا رائے ہے؟ ہمیں ان پر حملہ کرنا چاہئے یا اسی طرح توقف کرنا چاہئے؟ کیونکہ ہمارے سپہ سالار اعظم نے ہم کو بیت المقدس کو صرف محاصرہ کرنے کا حکم دیا ہے، حملہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ تمام سرداروں نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ ہم حضرت ابوعبیدہ کو تمام کیفیت لکھیں اور وہ جو حکم دیں اس کے مطابق عمل کریں چنانچہ حضرت یزید بن ابی سفیان نے قاصد کے ذریعہ فوراً حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں نامہ ارسال کیا اور یہاں کی تمام کیفیت مرقوم کی۔ حضرت ابوعبیدہ کی طرف سے جواب آیا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ بیت المقدس کے قلعہ پر حملہ شروع کرو اور میں بھی اسلامی لشکر اور حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ جابیہ سے روانہ ہو کر بیت المقدس پہنچ رہا ہوں۔ تم میرے آنے کا انتظار مت کرنا بلکہ خط ملتے ہی حملہ شروع کر دو۔

حضرت ابوعبیدہ کا خط حضرت یزید بن ابی سفیان نے تمام سرداروں کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اپنے لشکر کو وہ خط پڑھ کر سنایا۔ خط سن کر تمام مجاہدین خوش ہوئے اور سب نے خوشی اور سرور میں رات گزاری۔ رات بھر مجاہدین اپنے ہتھیاروں کو درست کرنے اور آئندہ کل کی جنگ کے لئے مصروف رہے اور صبح کا انتظار کرنے لگے۔

''جنگ بیت المقدس کا پہلا دن''

رات کی بکھری ہوئی سیاہ زلفیں سمٹیں اور کنارۂ افق سے طلوع فجر کے آثار نمودار ہوتے ہی لشکر میں مؤذنوں نے اذان دی۔ ہر سردار نے اپنے لشکر کے ساتھ باجماعت نماز فجر ادا کی۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے اپنے لشکر کی امامت کی اور قرآن شریف کی سورۂ مائدہ کا آٹھواں رکوع تلاوت کیا اور جب یہ آیت تلاوت فرمائی۔

''یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ''

(پارہ نمبر:۶، رکوع:۸، سورۂ مائدہ، آیت:۲۱)

ترجمہ: ''اے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہے اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان پر پلٹو گے۔'' (کنز الایمان)

تو تمام پر خشیت الٰہی طاری ہو گئی۔ اتفاق کی بات ہے کہ ہر سردار نے امامت کرتے ہوئے نماز فجر میں وہی رکوع کی تلاوت کی تھی۔ نماز فجر کی تکمیل کے بعد تمام مجاہد مسلح ہو کر میدان میں آئے۔ ہر طرف سے اسلامی لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا لیکن اہل شہر جوابی حملہ کے لئے مستعد تھے۔ انہوں نے تیروں کی بوچھار شروع کی اور منجنیق (Sling) سے پتھروں کی بارش برسائی۔ اہل بیت المقدس نے اسلامی لشکر کا ذرا بھی خوف و ڈر محسوس نہ کیا اور دلیری سے لڑتے ہوئے تیر اور پتھر برساتے

marfat.com

رہے۔ صبح سے شام تک مسلسل مقابلہ ہوتا رہا۔ اسلامی لشکر سے بہت افراد شدید زخمی ہوئے اور کچھ شہید بھی ہوئے۔ جب آفتاب دامن افق میں پناہ گزین ہوا تب جنگ موقوف ہوئی اور اسلامی لشکر اپنے اپنے سردار کے ہمراہ کیمپ میں واپس آیا۔

جنگ کا دوسرا اور پھر مسلسل گیارہواں دن:

دوسرے دن بعد نماز فجر اسلامی لشکر کے تمام سردار اپنے لشکر کو لے کر قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تمام مجاہد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ قلعہ سے کچھ فاصلہ پر ٹھہر کر تیر چلانا شروع کئے۔ قلعہ کی دیوار پر منجنیق اور کمانوں سے پتھر اور تیر برسنے شروع ہوئے۔ رومی برابر جوابی حملہ کرتے تھے اور کسی طرح بھی مغلوب و خائف نہیں ہوتے تھے بلکہ بلند حوصلہ اور دلیری سے لڑتے تھے۔ اس دن بھی گزشتہ کل کی کیفیت رہی۔ میدان سے مجاہدین اور قلعہ کی دیوار سے رومی ایک دوسرے پر شام تک تیر اور پتھر پھینکتے رہے اور آفتاب غروب ہونے پر جنگ موقوف ہوئی اور اسلامی لشکر کیمپ میں واپس آیا۔ اسی طرح مسلسل دس دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ حسب معمول نماز فجر کے بعد جنگ شروع ہوتی اور غروب آفتاب کے وقت موقوف ہوتی۔ حالانکہ ان دنوں میں اسلامی لشکر نے قلعہ فتح کرنے کی انتہائی کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ رومی کسی کو بھی قلعہ کی فصیل کے قریب آنے نہیں دیتے تھے۔ جو کوئی جرأت کر کے قلعہ کی دیوار کے نزدیک جانے کی کوشش کرتا تھا اس پر کثرت سے تیر اور پتھر برسا کر زخمی کر دیتے تھے اور اس کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑتا تھا۔ رومیوں نے دس دن تک اسلامی لشکر کا برابر مقابلہ کیا اور کسی قسم کے خوف و ڈر میں مبتلا نہ ہوئے بلکہ دلیری سے لڑتے رہے۔ ملک شام میں یہ شاید پہلا معرکہ تھا کہ رومیوں نے اسلامی لشکر سے مطلق خوف محسوس نہ کیا اور لڑائی کے معاملہ میں جرأت و دلیری دکھائی۔

حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد کی آمد:

جنگ کے گیارہویں دن حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کے ساتھ بیت المقدس آئے۔ ان کے آنے کی اطلاع ملتے ہی مجاہدوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تھوڑی دیر میں حضرت ابوعبیدہ کے لشکر کا نشان نمودار ہوا۔ اس نشان کو حضرت غالبہ بن سالم نے اٹھایا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ کے دائیں طرف حضرت خالد بن ولید اور بائیں طرف حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق تھے۔ جب حضرت ابوعبیدہ کا لشکر قریب آ پہنچا تو بیت المقدس میں مقیم اسلامی لشکر کے تمام مجاہدوں نے تہلیل و تکبیر سے ان کا خیر مقدم کیا۔ ایک ساتھ ہزاروں مجاہدوں نے بلند آواز سے تہلیل و تکبیر کے نعرے لگائے اور اس صدا سے قلعہ کی دیواریں اور پورا شہر گونج اٹھا۔ پیہم تکبیروں کی آوازیں سن کر اہل شہر حیرت و تعجب کرنے لگے کہ کیا معاملہ ہے کہ مسلسل مسلمان شور کر رہے ہیں۔ قلعہ کی فصیل سے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے سردار لشکر کے ساتھ آ پہنچے ہیں۔ اسلامی لشکر کی کمک آنے پر اب رومی کچھ گھبرائے اور ان کے دلوں میں رعب سمایا لہٰذا شہر کے روساء اور بطارقہ شہر کے بڑے کنیسہ کے بطریق کے پاس آئے۔ اس بطریق کا نام "قمامہ" تھا اور وہ شہر کے تمام بطریقوں اور راہبوں سے معزز اور بوڑھا تھا۔ تمام لوگ اس کی عظمت کے قائل تھے اور اس کی بیحد عزت و تکریم کرتے تھے۔ بطریق قمامہ دین نصرانیہ اور دین یہود کا زبردست عالم تھا۔ توریت، انجیل، زبور اور

marfat.com

دیگر کتب سابقہ اور ملاحم کی معلومات کے سلسلہ میں ملک شام میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔

اہل شہر نے کنیسہ میں جا کر بطریق قمامہ کو تعظیم کا سجدہ کیا اور اس کے سامنے ادب واحترام سے کھڑے رہے۔ عین اسی وقت اسلامی لشکر سے نعرۂ تکبیر کی صدا بلند ہوئی جس کی آواز بطریق قمامہ کے کانوں تک پہنچی۔ بطریق قمامہ نے حاضرین سے پوچھا کہ آج کیا معاملہ ہے کہ مسلمان گاہے گاہے شور بلند کرتے ہیں۔ اہل شہر نے کہا کہ آج مسلمانوں کا سردار یہاں آیا ہے جس کی خوشی میں مسلمان بار بار شور مچاتے ہیں۔ بطریق قمامہ نے جب سنا کہ اسلامی لشکر کا سردار آیا ہے تو اس کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا اور وہ زور سے ''ہی ہی'' کہنے لگا۔ مسلسل کئی مرتبہ وہ ہی ہی کہتا رہا اور اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ رومی زبان میں افسوس اور غم کا اظہار کرنے کے لئے ''ہی ہی'' کا کلمہ استعمال ہوتا ہے۔ اہل شہر نے بطریق قمامہ کی متغیر حالت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ اے ہمارے معزز رہبر! اس طرح افسوس کا اظہار کرنے کی وجہ کیا ہے؟ بطریق قمامہ نے کہا کہ قسم ہے حق انجیل کی! اگر یہ وہی سردار ہے تو تمہاری ہلاکت نزدیک ہے۔ اہل شہر نے کہا کہ اے ہمارے آقا! ہم آپ کی بہت ہی عزت وتعظیم کرتے ہیں' آپ کی یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی لہٰذا براہ کرم آپ وضاحت سے اپنی بات ہم کو باور کرائیں۔

بطریق قمامہ نے جواب میں کہا کہ:

''جو علم مجھ کو متقدمین سے بطور وراثت ملا ہے اس سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ ملک شام کو محمد نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ایک سرخ رنگ کے صحابی فتح کریں گے۔ اگر واقعی یہ سردار وہی صحابی ہے تو ہم میں ان کا مقابلہ کرنے کی کوئی طاقت نہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ میں مسلمانوں کے سردار کو دیکھوں اگر میں نے ان میں وہی صفات پائے جو اگلی کتابوں میں مذکور ہیں تو میں ان سے صلح کرلوں گا اور وہ جو بھی ارادہ کریں گے اس کو قبول کرلوں گا اور شہر ان کے سپرد کردوں گا کیونکہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے اور اگر یہ سردار وہ صحابی نہیں بلکہ دوسرا کوئی ہے تو میں ہرگز اس سے صلح کر کے شہر سپرد نہیں کروں گا بلکہ تم کو حکم دوں گا کہ ان سے لڑو اور لڑائی میں شدت کرو۔''

اسلامی لشکر کے سردار کو دیکھنے بطریق قمامہ قلعہ کی دیوار پر آیا:

بطریق قمامہ اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور راہبوں و بطارقہ کی ایک بڑی جماعت اپنے ساتھ لے کر کنیسہ سے باہر نکلا۔ بطریق قمامہ بشکل جلوس قلعہ کی دیوار کی طرف روانہ ہوا۔ راہب اور بطریق انجیل اور صلیب ساتھ میں لئے ہوئے اور بلند کئے ہوئے اس کے ہمراہ اس کو جلو میں لے کر چلتے تھے بطریق قمامہ قلعہ کی دیوار پر آیا اور اسلامی لشکر کی جانب دیکھا تو مسلمان اپنے سردار کی تعظیم وتکریم اور ہدیۂ سلام پیش کرنے میں مشغول ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اسلامی لشکر نے قلعہ پر حملہ شروع کیا۔ تب بطریق قمامہ کے حکم سے ایک رومی نے فصیح عربی زبان میں پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب! تم تھوڑی دیر کے لئے لڑائی موقوف کردو تاکہ ہم تم سے کچھ سوال اور طلب خیر کریں۔ تمام مجاہدوں نے جنگ موقوف کردی اور کہا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس رومی نے کہا کہ ہماری کتابوں میں تمہارے اس سردار کا ذکر ہے جو اس شہر اور دیگر بہت شہروں کو فتح کرے گا۔ تمہارے اس سردار کی صفت اور حلیہ بھی ہم کو معلوم ہے لہٰذا تم اپنے سردار کو ہمارے سامنے لاؤ تاکہ ہمارے سب سے معزز رہبر اور

marfat.com

راہب ان کو دیکھیں۔ اگر تمہارے سردار وہی شخص ہیں تو ہم تم سے لڑے بغیر شہر کو تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر تمہارے سردار وہی شخص نہیں بلکہ دیگر ہیں تو ہم تم سے جنگ جاری رکھیں گے۔

رومی منادی کی یہ بات سن کر مجاہدوں نے حضرت ابوعبیدہ کو اس امر کی اطلاع دی لہٰذا رومیوں کی درخواست کے مطابق حضرت ابوعبیدہ قلعہ کی دیوار کے قریب گئے۔ بطریق قمامہ حضرت ابوعبیدہ کو کئی دیر تک بنظر غور دیکھتا رہا اور ان کی صورت اور حلیہ کا معائنہ کرتا رہا اور اگلی کتابوں میں مذکور صفت سے توازن و تحقیق کرتا رہا۔ بطریق قمامہ نے حضرت ابوعبیدہ سے کوئی گفتگو نہیں کی، صرف ان کو قریب سے دیکھا اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ وہ شخص نہیں۔ اتنا کہہ کر وہ قلعہ کی دیوار سے اتر کر اپنے کنیسہ میں چلا گیا۔ کنیسہ میں روسائے شہر، بطارقہ اور راہب کی بھیڑ لگ گئی۔ بطارقہ نے کنیسہ میں آ کر مزید وضاحت کی غرض سے بطریق قمامہ سے پوچھا کہ اے معزز رہبر! آپ نے کیا دیکھا اور اب آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ بطریق قمامہ نے کہا کہ مسلمانوں کے سردار کو بغور دیکھا لیکن اس میں وہ صفت نہ دیکھی جو اگلی کتابوں میں مذکور ہے لہٰذا خوش ہو کہ یہ شخص ہمارا شہر فتح نہیں کر سکے گا لہٰذا اپنے دین مسیح کی خاطر ان سے لڑو اور دلیری سے لڑو اور ان پر شدید حملے جاری رکھو۔ بطریق قمامہ کی بات سن کر اہل شہر خوشی میں مچل گئے اور اپنی خوشی کا اظہار کرنے کو کلمۂ کفر کے نعرے بلند کئے اور تمام رومی ایک نئے جوش و خروش کے ساتھ جنگ کی طرف ملتفت ہوئے۔

حضرت ابوعبیدہ قلعہ کی دیوار کے قریب جا کر بطریق قمامہ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمانے کے بعد جب اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس آئے تو وہ بھی متحیر و متعجب تھے کیونکہ رومیوں کے بڑے راہب نے ان سے کسی قسم کی کوئی گفتگو ہی نہ کی اور صرف اک نظر دیکھ کر واپس پلٹ گیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید نے ان سے پوچھا کہ اے امین الامت! رومی بطریق سے کیا بات چیت ہوئی؟ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! تعجب کی بات ہے جب میں شہر پناہ سے قریب گیا تو ان کا ایک بوڑھا راہب نمودار ہوا اور وہ مجھے گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ مجھ سے کوئی بات چیت نہیں کی اور پھر اپنی قوم سے کچھ کہا اور چلا گیا۔ حضرت خالد نے کہا کہ ضرور اس میں کوئی راز ہے۔ حالانکہ اس وقت وہ راز ظاہر نہیں ہوا لیکن ہم انشاء اللہ عنقریب اس راز پر مطلع ہو جائیں گے۔

''مسلسل چار مہینے تک جنگ جاری رہنا، اہل شہر کا تنگ آنا، بطریق قمامہ کا قلعہ کی دیوار پر دوبارہ آنا، گفتگو کرنا اور حضرت عمر فاروق کا تذکرہ کرنا''

حضرت ابوعبیدہ کے قلعہ کی دیوار سے واپس آنے کے بعد حضرت خالد بن ولید نے قلعہ پر سخت حملہ کیا۔ بطریق قمامہ نے بھی اپنی قوم کو لڑنے کی ترغیب دی لہٰذا فریقین میں سخت لڑائی ہوئی۔ اسلامی لشکر والے کھلے میدان میں رہ کر تیراندازی اور پتھر بازی کرتے تھے۔ اور رومی قلعہ کی فصیل سے تیر اور پتھر برساتے تھے۔ اسلامی لشکر میدان میں ہونے کی وجہ سے محل خطرہ میں تھے لہٰذا وہ احتیاط برتتے تھے۔ ڈھال اور سپر کی آڑ میں چھپ کر تیراندازی کرتے تھے جب کہ رومی قلعہ کی دیوار پر ہونے کی وجہ سے بے خوف تھے لہٰذا وہ بے احتیاطی سے ادھر ادھر آتے جاتے تھے اور ان کی بے احتیاطی کا مجاہدین بھرپور فائدہ اٹھا کر ان پر نشانہ

marfat.com

باندھ کر تیر مارتے تھے اور ان کو قلعہ کی دیوار سے نیچے گرا دیتے تھے۔ حضرت ضرار بن ازور نے ایک بڑے بطریق کو دیکھا کہ جس کے سر پر سونے کی صلیب تھی اور اس کے اردگرد اس کے خدام وغلام تھے اور وہ بطریق رومیوں کو لڑائی کی ترغیب دیتا تھا۔ حضرت ضرار ڈھال کے نیچے اپنے کو چھپاتے ہوئے قلعہ کی دیوار کے قریب پہنچ گئے اور جس برج پر وہ بطریق کھڑا تھا اس کے نیچے پہنچ گئے اور کمان میں تیر چڑھا کر بطریق کا نشانہ باندھا اور ''بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' کہہ کر تیر چلایا۔ تیر نے مطلق کوئی خطا نہ کی اور برابر نشانہ پر لگا۔ وہ بطریق رومیوں کو سامان جنگ تقسیم کر رہا تھا کہ ناگاہ حضرت ضرار کا تیر اس کے حلق میں پیوست ہو گیا۔ حلق میں تیر لگتے ہی وہ بطریق ہڑبڑا اٹھا اور اچھلا۔ وہ بطریق قلعہ کی دیوار کے بالکل کنارے کھڑا تھا۔ تیر کی ضرب لگنے سے اس نے اپنے جسم کا توازن کھو دیا اور قلعہ کی دیوار سے زمین پر گرا۔ زمین پر وہ سر کے بل گرا اور اس کا سر ناریل کی طرح تڑق گیا۔ اسی طرح اسلامی لشکر کے تیر اندازوں نے کثیر تعداد میں رومیوں کو تیر مار کر قلعہ کی دیوار سے گرا دیئے لہٰذا رومیوں نے ڈھالوں اور چمڑے کے نمدوں کی آڑ اور پناہ کھڑی کر دی۔

ان دنوں میں کڑا کے کی سردی کا موسم تھا۔ جاڑے کی شدت کا یہ عالم تھا کہ دانت سے دانت بجتے تھے اور ہاتھ پاؤں شل ہو جاتے تھے۔ ایسی سخت ٹھنڈی کے موسم میں اسلامی لشکر کھلے میدان میں پڑا ہوا تھا۔ رومی اس گمان میں تھے کہ سخت گرمی والے ملک کے باشندے عرب سردی برداشت نہ کر سکیں گے اور بھاگ جائیں گے لیکن مجاہدین صبر واستقلال سے جمے رہے اور مسلسل چار مہینہ تک جنگ جاری رہی لیکن کوئی نتیجہ نہ آیا۔ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ جس میں سخت لڑائی نہ ہوئی ہو۔ روزانہ فریقین کے آدمی زخمی ہوتے تھے اور مرتے تھے۔

لڑائی کے طول پکڑنے کی وجہ سے رومی چار مہینہ سے قلعہ میں محصور رہ کر تنگ آ گئے تھے۔ لہٰذا شہر کے روساء وامراء بطریق قمامہ کے پاس کنیسہ میں آئے۔ تمام نے بطریق قمامہ کو تعظیم کا سجدہ کیا اور اس کے سامنے کی زمین کو بوسہ دے کر اس کی تعظیم و تکریم کی اور ہاتھ باندھے باادب کھڑے رہے۔ بطریق قمامہ آنکھیں بند کر کے سمادھی میں بیٹھا ہوا اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر تھا۔ جب اس نے سمادھی پوری کر کے آنکھیں کھولیں تو قوم کو اپنے سامنے استادہ دیکھ کر آنے کا سبب اور وجہ دریافت کی۔ قوم نے کہا کہ اے ہمارے رہبر! عربوں نے مسلسل چار مہینہ سے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ ہمارے بہت آدمی مارے نہ جاتے ہوں حالانکہ ان کے بھی آدمی مارے جاتے ہیں لیکن وہ موت کی پروا نہیں کرتے اور ہمارے مقابل لڑائی کے زیادہ خواہشمند ہیں۔ ہم کو یہ امید تھی کہ ہرقل بادشاہ ہماری کمک کرنے بذات خود آئے گا یا کسی لشکر کو بھیجے گا لیکن یرموک کی جنگ میں شکست فاش سے دوچار ہونے کے بعد وہ اپنے کام کا نہیں رہا۔ آپ کی ذات گرامی ہمارے لئے سب کچھ ہے لہٰذا آپ اس کا مناسب حل ڈھونڈ نکالو اور ہمیں مصیبت سے نجات دلاؤ۔ آپ پھر ایک مرتبہ ان کے سردار سے گفتگو کر کے کوئی سبیل نکالو ہم چار مہینہ سے قلعہ میں محصور رہ کر ایسے تنگ آ گئے ہیں کہ اب ہم نے یہ قصد کیا ہے کہ شہر کے دروازے کھول کر ہم میدان میں لڑنے نکلیں اور یکبارگی عربوں پر حملہ کر کے ان کو ختم کر دیں یا وہ ہم کو ہلاک کر دیں۔ اس صورت میں اس پار یا اس پار کچھ بھی نتیجہ آ جائے گا اور ہم محاصرہ کی کلفت سے نجات حاصل کریں گے۔

marfat.com

قوم کی پرسوز التماس پر بطریق قمامہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور قلعہ کی فصیل پر آیا۔ بطریق قمامہ کے مترجم نے بلند آواز سے پکارا کہ اے گروہ عرب! دین نصرانیت کا عمدہ شخص اور دین مسیح کا سب سے زیادہ عالم اور عامل بزرگ تمہارے سردار سے گفتگو کرنے آیا ہے لہٰذا اپنے سردار کو قلعہ کی دیوار کے قریب بھیجو۔ مجاہدوں نے فوراً حضرت ابوعبیدہ کو اطلاع پہنچائی لہٰذا حضرت ابوعبیدہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے کر قلعہ کی دیوار کے قریب بطریق قمامہ کے سامنے ٹھہرے۔ بطریق قمامہ نے کہا کہ اے گروہ عرب کے سردار! ہمارا یہ شہر ارض مقدس ہے اور اس شہر کے ساتھ برائی کا ارادہ کرنے والے پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرتا ہے۔ لہٰذا تم اس شہر کا محاصرہ ترک کر دو اور کہیں اور چلے جاؤ ورنہ تم پر اللہ کا غضب اور عذاب نازل ہوگا۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ شہر مقدس اور بزرگ ہے۔ اسی شہر سے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے تھے اور اپنے رب سے اتنے قریب ہوئے تھے کہ دو گوشۂ کمان بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ علاوہ ازیں یہ شہر معدن انبیاء ہے اور اس شہر میں اولوالعزم انبیاء و مرسلین کے مزارات ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا جواب کو امام سیر و تواریخ حضرت علامہ محمد بن عمر و واقدی قدس سرہ نے اس طرح نقل فرمایا ہے:

"پس کہا ابوعبیدہ بن الجراح نے مترجم سے کہ کہہ تو ان سے کہ ہم جانتے ہیں اس امر کو کہ یہ شہر بزرگ ہے اور اسی شہر سے تشریف لے گئے تھے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نزدیک ہوئے تھے اپنے پروردگار سے۔ پس قریب ہوئے تھے وہ بقدر دو گوشہ کمان کے بلکہ کمتر اس سے اور یہ شہر معدن انبیاء اور ان کی قبریں اس میں ہیں۔

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۲۸۰)

ناظرین کرام توجہ فرمائیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس سے اپنے جسم اقدس کے ساتھ معراج میں تشریف لے گئے تھے اور ان کو اللہ کا اتنا قرب حاصل ہوا تھا جیسے کہ دو کمانوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے یا اس سے کم۔ لیکن دور حاضرہ کے کچھ منافقین حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج جسمانی کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں معراج ہوئی تھی اور وہ اپنے جسم کے ساتھ معراج میں نہیں گئے تھے۔

حالانکہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کا ثبوت قرآن شرف میں پارہ نمبر ۱۵، سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں موجود ہے۔ بلکہ اپنے رب سے قریب ہونے کا بیان و ثبوت بھی قرآن شریف میں ہے:

"ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ٥ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ٥ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی ٥ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ٥ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی" (پارہ: ۲۷، رکوع: ۵، سورۂ النجم: آیت ۸ تا ۱۲)

ترجمہ: "پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے

marfat.com

ہوئے پر جھگڑتے ہو۔" (کنز الایمان)

معراج جسمانی کے موضوع پر تفصیلی گفتگو یہاں ممکن نہیں۔ سورۂ النجم کی مندرجہ بالا آیات کی تفسیر کا مطالعہ کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج جسمانی اور اپنے رب سے قریب ہونے کا ثبوت حاصل ہوگا الحاصل حضور اقدس کو جسمانی معراج ہوئی تھی۔ بقول:

(۱) ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا، تَمَوّجِ بحرِ ہُو میں اُبھرا
دنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

(۲) وہی ہے اوّل وہی ہے آخر، وہی ہے باطن، وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے، اسی سے ملنے، اسی سے، اس کی طرف گئے تھے

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

القصہ! پھر حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اس شہر کے تم سے زیادہ ہم حقدار ہیں لہٰذا ہم تمہارا محاصرہ جاری رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ ہم کو اس شہر کا مالک کردے گا جیسا کہ اس نے ہم کو دوسرے شہروں کا مالک کر دیا ہے۔ بطریق قمامہ نے کہا کہ تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ ہم تم سے تین باتیں چاہتے ہیں۔ پہلی بات یہ کہ تم "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھ کر اسلام قبول کرلو تاکہ تم ہمارے دینی بھائی بن جاؤ اور تمہارا ہمارا حال یکساں ہو جائے۔ بطریق قمامہ نے کہا کہ بیشک "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" بڑا کلمہ ہے اور ہم اس کے قائل ہیں لیکن تمہارے نبی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ہم اللہ کا رسول نہیں مانتے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے کیونکہ تم عیسائی لوگ اللہ کی وحدانیت کے بھی قائل نہیں ہو اور تم حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہو اور تمہارے اس باطل عقیدہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں رد فرمایا ہے۔ تم تین خدا کے بھی قائل ہو لہٰذا تم "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ" کے بھی قائل نہیں ہو۔ اسلام نے ہی سچی توحید بتائی ہے لہٰذا تم اللہ کی توحید اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا صدق دل سے اقرار کر کے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ بطریق قمامہ نے کہا کہ ہم ہرگز اسلام قبول نہیں کریں گے۔

حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اگر تم کو اسلام قبول کرنے سے انکار ہے تو جزیہ ادا کرو۔ بطریق قمامہ نے کہا کہ یہ دوسری بات تو ہمارے لئے پہلی بات سے بھی سخت ہے کیونکہ جزیہ دے کر تمہارے محکوم اور تمہارے امن کی پناہ میں رہنے کی ذلت اور حقارت ہمیں منظور نہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ جب تم کو ان دونوں باتوں سے انکار ہے تو تیسری بات ہے کہ جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ تلوار ہمارے تمہارے درمیان حکم اور فیصلہ کرنے والی ہے۔ بطریق قمامہ نے کہا کہ قسم ہے حق مسیح کی! اگر تم تیس سال تک بھی محاصرہ کرو گے تب بھی ہمارا قلعہ فتح نہیں کرسکو گے کیونکہ ہمارا قلعہ ملک شام کے تمام قلعوں سے مضبوط اور بلند ہے۔ ہمارے پاس اشیاء خورد ونوش اور ہتھیاروں کا عظیم ذخیرہ موجود ہے۔ لہٰذا ہم تمہارے محاصرہ سے نہیں ڈرتے اور نہ ہی تم سے لڑنے سے خوف زدہ ہیں۔ ہم ہر حال میں تم سے لڑیں گے۔ البتہ!!؟

marfat.com

ہمارے شہر کو صرف ایک شخص ہی فتح کرے گا اور اس کی تعریف وصفت ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہے اور اس شخص کے جو صفات ہماری کتابوں میں مذکور ہیں وہ تم میں نہیں پائے جاتے۔ حضرت ابوعبیدہ نے پوچھا کہ جو شخص تمہارا شہر فتح کرے گا اس کی صفتیں کیا ہیں؟ بطریق قمامہ نے کہا کہ اس کی صفتیں ہم تم کو نہیں بتائیں گے البتہ اسے دیکھ کر فوراً پہچان لیں گے کہ یہ وہی شخص ہے۔ اور ہاں! اگر تم اس کا نام جاننا چاہتے ہو تو ہم اس کا نام بتا سکتے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ تم صرف نام ہی بتا دو۔

بطریق قمامہ نے کہا کہ جو شخص ہمارا شہر فتح کرے گا وہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا صحابی ہوگا اور اس کا نام عمر بن الخطاب ہوگا۔ جو فاروق کے لقب سے مشہور ہوگا اور وہ نہایت سخت گیر مرد ہوگا۔ اللہ کے کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرے گا۔ اس شخص کی جو صفت ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں وہ ہم کو تم میں نظر نہیں آتی۔ بطریق قمامہ کی بات سن کر حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اگر وہ ذات گرامی تمہارے سامنے آئے تو کیا ان کو دیکھ کر تم پہچان جاؤ گے؟ بطریق قمامہ نے کہا کیوں نہیں؟ ان کی صفت اور ان کی نشانیاں مجھ کو معلوم ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی میں فوراً پہچان سکتا ہوں۔

بطریق قمامہ کا جواب سن کر حضرت ابوعبیدہ واضح طور پر مسکرا دیئے اور خوشی کے جذبہ کے تحت فرمایا "فَتَحْنَا الْبَلَدَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" یعنی "قسم ہے کعبہ کے رب کی! ہم نے شہر فتح کرلیا" پھر آپ نے بطریق قمامہ سے فرمایا کہ تم جس ذات گرامی کا ذکر کر رہے ہو وہ حضرت عمر بن الخطاب، فاروق اعظم ہمارے سردار اور خلیفۃ المسلمین، امیر المومنین اور جلیل القدر صحابئ رسول ہیں۔ بطریق قمامہ نے کہا کہ اگر واقعی یہی بات ہے تو تم خونریزی اور قتل وقتال سے باز رہو اور انہیں یہاں بلا لو۔ ہم ان کو دیکھیں گے اور ان کی صفت کی نشانیاں ثابت اور تحقیق ہو جائیں گی تو ضرور ہم ان کے واسطے شہر کے دروازے کھول دیں گے اور جزیہ دینا بھی قبول کریں گے۔ لہٰذا تمہارے سردار اور بادشاہ عمر بن الخطاب جب تک یہاں نہیں آتے اس وقت تک کے لئے جنگ موقوف رکھو۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری یہ بات منظور ہے اور میں حضرت عمر فاروق اعظم کو خط لکھ کر یہاں بلاتا ہوں اور جب تک وہ یہاں تشریف نہیں لاتے اس وقت تک کے لئے جنگ موقوف رکھنے کا عہد و پیمان کرتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ کی یہ بات سن کر بطریق قمامہ بہت خوش ہوا اور وہ قلعہ کی دیوار سے اتر کر اپنے کنیسہ میں چلا گیا۔

"حضرت عمر فاروق کا بیت المقدس تشریف لانا"

بطریق قمامہ سے گفتگو کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ قلعہ کی دیوار سے اسلامی لشکر کے کیمپ میں تشریف لائے اور تمام مجاہدوں کو حکم دیا کہ جنگ موقوف کر دو۔ بعدۂ انہوں نے تمام سرداروں اور روسائے مسلمین کو جمع کر کے بطریق قمامہ کے ساتھ ہوئی گفتگو کی تفصیل سنائی۔ تمام مجاہدین خوشی میں بھر گئے اور نعرۂ تکبیر وتہلیل کی فلک شگاف صدا بلند کر کے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ یہ خوشی اس وجہ سے تھی کہ ہمارے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ شان ہے کہ ان کی صفات کا تذکرہ عیسائیوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے امیر المومنین کی خدمت میں بیت المقدس

marfat.com

کے قلعہ کا طویل محاصرہ اور بطریق قمامہ کی گفتگو کی تفصیل خط میں مرقوم فرما کر گزارش کی کہ آپ جلد از جلد بیت المقدس تشریف لے آئیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی کو وہ خط دے کر مدینہ منورہ روانہ کیا۔

حضرت میسرہ بن مسروق مدینہ شریف آئے اور حضرت عمر فاروق کی خدمت میں خط پیش کیا۔ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابوعبیدہ کا خط لیا اور اسے بوسہ دیا پھر خط پڑھا۔ خط کا مضمون پڑھنے کے بعد آپ نے صحابہ کرام کی مقدس جماعت کو خط سنایا اور مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اے امیر المومنین! میری رائے یہ ہے کہ آپ کا جلد از جلد تشریف لے جانا ہی بہتر ہے کیونکہ رومیوں نے آپ کے تشریف لے جانے کی درخواست کی ہے اور ان کی یہ درخواست در پردہ ان کی ذلت کا اعتراف اور اسلام کی حقانیت کا اقرار ہے۔ علاوہ ازیں لشکر کے مجاہدوں نے عرصہ دراز سے لڑائی اور سخت سردی کی مشقت برداشت کی ہے اور آپ کے جانے سے اگر شہر فتح ہو جائے گا تو لشکر اسلام کے لئے مشقت سے نجات اور حصول استراحت کا سبب بن جائے گی۔ اگر آپ تشریف نہ لے گئے تو رومی مایوس اور مشتعل ہو کر سختی سے لڑیں گے اور اگر جنگ نے طول اختیار کیا تو چونکہ بیت المقدس تمام عیسائیوں کا قبلہ اور معزز و مقدس شہر ہے اور وہ لوگ بیت المقدس کا حج کرتے ہیں لہٰذا ملک شام کے تمام رومی بیت المقدس کی اعانت میں مجتمع ہوں گے اور لشکر اسلام کو بہت ہی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور اگر آپ کے تشریف لے جانے سے بغیر جنگ کے شہر فتح ہو جاتا ہے تو یہ نہایت بہتر اور مناسب ہے۔

حضرت عمر فاروق نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو ایسا عمدہ اور انسب مشورہ دینے پر ان کا شکریہ ادا کیا اور دعائے جزائے خیر دی اور ملک شام کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔

حضرت عمر فاروق کا سامان سفر اور سفر کی کیفیت:

حضرت عمر فاروق اعظم نے بیت المقدس جانے کا فیصلہ فرمایا ہے یہ جان کر مدینہ منورہ میں خوشی کی لہر پھیل گئی۔ حضرت عمر فاروق نے اسی وقت سفر کا آغاز فرماتے ہوئے سب سے پہلے مسجد نبوی شریف میں آکر چار رکعت نماز پڑھی اور پھر اپنے آقا و مولیٰ، شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری دی۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کو اپنا نائب و قائم مقام مقرر فرمایا اور اپنے سرخ اونٹ پر سامان سفر لاد کر سوار ہوئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم کا سامان سفر اس طرح کا تھا۔ دو شیشے جن میں سے ایک میں ستّو اور دوسرے میں چھوہارے، پانی کا ایک مشکیزہ اور ایک بڑے پیالے میں کھانا تھا۔ حضرت عمر فاروق کے ساتھ چند صحابہ کرام بھی شریک سفر ہوئے اور ان میں اکثریت ان حضرات کی تھی جو جنگ یرموک کے بعد مدینہ منورہ لوٹ آئے تھے۔ مثلاً حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبادہ بن صامت وغیرہ۔ حضرت عمر فاروق نے تمام مسلمانوں سے مصافحہ اور سلام کیا اور اپنے قافلہ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے بیت المقدس کی جانب روانہ ہوئے۔ تمام نے ان کو الوداع کیا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے سفر کی نوعیت یہ ہوتی تھی کہ آپ نماز فجر کے بعد مسافت طے فرماتے اور ظہر کی نماز تک چلتے رہتے۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ کسی بھی مقام پر ٹھہر جاتے اور وعظ و نصیحت فرماتے۔ اپنے ہمراہیوں کو خشیت الٰہی،

marfat.com

کثرت عبادت، تذکرۂ آخرت وغیرہ پر مشتمل پند و نصائح سے تزکیۃ النفس کی ترغیب دیتے تھے۔ جب کھانے کا وقت آتا تھا تو حضرت عمر فاروق اپنے زاد راہ کو نکالتے تھے۔ ستو اور کھجوریں نکال کر بچھاتے تھے اور اپنے ہمسفر ساتھیوں کو ساتھ میں بٹھا کر کھلاتے تھے۔

راہ میں ''ذات المنار'' میں تھوڑا وقت ٹھہرے۔ وہاں سے روانہ ہو کر قبیلہ بنی مرہ کے علاقہ میں پہنچے۔ وہاں کچھ دیر توقف فرما کر آگے بڑھے اور ''وادی القریٰ'' نامی مقام پر پہنچے۔ ان تمام مقامات میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے مختلف مقدمات اور معاملات پیش ہوئے جن کے آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلے فرمائے اور مقدمات سے متعلق اشخاص کو آپ نے پابندیٔ شریعت کی سختی سے تاکید فرمائی اور شریعت کی خلاف ورزی کرنے پر سخت سزا دینے کی تعزیر سنائی۔ آپ نے اپنا سفر مسلسل جاری رکھا یہاں تک کہ آپ ملک شام کی سرحد میں داخل ہوئے۔

ملک شام کی سرحد میں داخل ہونے کے بعد امیر المومنین نے ایک دن عربوں کا ایک گروہ دیکھا۔ حضرت زبیر بن العوام کو ان کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ حضرت زبیر بن العوام اس قافلہ کے قریب گئے اور دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اسلامی لشکر کے سپاہی ہیں اور حضرت ابوعبیدہ نے ہم کو امیر المومنین کی خبر معلوم کرنے بھیجا ہے۔ ان سپاہیوں نے حضرت زبیر بن العوام کو نہیں پہچانا تھا لہٰذا انہوں نے پوچھا کہ اے برادر دینی! آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے آتے ہیں؟ جواب دیا کہ میں زبیر بن العوام رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پھوپھی کا بیٹا ہوں اور مدینہ منورہ سے آ رہا ہوں۔ حضرت زبیر کا تعارف حاصل کر کے انہوں نے مرحبا کہا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اے ابنِ عمِ رسول! جب آپ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تب امیر المومنین کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ آیا وہ ملک شام آنے والے ہیں یا نہیں؟ حضرت زبیر بن العوام نے فرمایا کہ بشارت ہو تم کو کہ امیر المومنین آ پہنچے ہیں اور میں بھی ان کے ہمراہ آیا ہوں پھر حضرت زبیر ان مجاہدوں کو لے کر امیر المومنین کی خدمت میں آئے۔ تمام مجاہدوں نے امیر المومنین کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کیا اور مصافحہ و دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت عمر فاروق اعظم نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ یہاں کس لئے آئے ہو؟ مجاہدوں نے جواب عرض کیا کہ اے امیر المومنین! آپ کی تشریف آوری کے انتظار میں تمام لشکر اسلامی اپنی آنکھیں بچھائے ہوئے ہے اور گردنیں اٹھا اٹھا کر مدینہ طیبہ سے آنے والے راستہ پر نظریں جمائے ہوئے ہے۔ ہر شخص آپ کے دیدار کے لئے بے چین ہے۔ لہٰذا امین الامت حضرت ابوعبیدہ نے ہم کو آپ کی خبر معلوم کرنے بھیجا ہے۔ اگر آپ اجازت مرحمت عطا فرمائیں تو ہم واپس جا کر جیش اسلام کو آپ کی آمد کا مژدہ سنا دیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم نے انہیں اجازت عطا فرمائی۔

امیر المومنین کی خبر معلوم کرنے گیا ہوا وفد برق رفتاری سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ وہ تمام خوشی سے مچل رہے تھے۔ اسلامی لشکر کے کیمپ کے قریب پہنچتے ہی انہوں نے بلند آواز سے پکارنا شروع کیا کہ اے گروہ مسلمین! خوشخبری ہو کہ امیر المومنین آ پہنچے ہیں۔ اس مژدۂ جانفزا کو سماعت کر کے پورا لشکر اسلامی جنبش میں آ گیا اور ہر شخص چاہنے لگا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر امیر المومنین کے استقبال کے لئے نکلے۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ میری طرف سے تم سب کو قسم

marfat.com

ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی جگہ سے نہ نکلے۔ پھر حضرت ابوعبیدہ اپنے ہمراہ مہاجرین اور انصار کے چند اشخاص کا گروہ لے کر حضرت عمر فاروق اعظم کا استقبال کرنے روانہ ہوئے۔

حضرت ابوعبیدہ نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق کا قافلہ سامنے سے آتا نظر آیا۔ حضرت عمر فاروق اعظم اس شان سے آ رہے تھے کہ آپ پیدل چل رہے تھے اور ''اونٹ کی مُہار ان کے ہاتھ میں تھی اور ان کا غلام اونٹ پر سوار تھا''۔ حضرت عمر فاروق اعظم سفر میں اپنا ایک ہی اونٹ لائے تھے۔ ایک روز حضرت عمر فاروق سوار ہوتے تھے اور ان کا غلام مہار پکڑ کر چلتا تھا اور دوسرے روز حضرت عمر مہار لے کر چلتے تھے اور اپنے غلام کو اونٹ پر سوار کراتے تھے۔ حالانکہ حضرت عمر فاروق اعظم امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے منصب اعلیٰ پر فائز تھے اور ان کی حیثیت ملک کے بادشاہ کی تھی لیکن آپ نے آقا و غلام کا فرق مٹادیا اور عملی طور پر مساوات کی تعلیم دے کر دنیا کو درس دیا کہ اسلام ایک ایسا مہذب اور باانصاف دین ہے جس نے دنیا کو عدل وانصاف اور مساوات کا پیغام دیا ہے۔

القصہ! حضرت ابوعبیدہ کا قافلہ امیر المومنین کے قافلہ سے ملاقی ہوا۔ حضرت ابوعبیدہ مسلح ہو کر اونٹنی پر سوار ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے اپنی اونٹنی بٹھائی، نیچے اترے اور امیر المومنین کی خدمت میں سلام پیش کر کے ملاقات کی۔ پھر تمام ساتھیوں نے امیر المومنین سے سلام و ملاقات کی اور پھر بیت المقدس کی جانب روانہ ہوئے۔ جب امیر المومنین کو لے کر امین الامت اسلامی لشکر کے کیمپ میں آئے تو تمام مجاہدوں نے نعرۂ تکبیر و تہلیل سے ان کا استقبال کیا۔ تمام مجاہدوں نے قطار بند اور باری باری آکر امیر المومنین کی خدمت میں سلام پیش کیا اور ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ پھر حضرت عمر فاروق اعظم نے نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ فرمایا اور آپ نے تمام مجاہدوں کو اعمال صالحہ اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنے کی نصیحت و تنبیہ فرمائی۔ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے حضرت ابوعبیدہ سے ملک شام کی لڑائیوں کے تفصیلی حالات سماعت فرمائے۔ ان حالات کو سن کر کبھی آپ روتے تھے اور کبھی سکون میں آتے تھے اور کبھی خوش ہوتے تھے۔ یعنی کسی مجاہد کی شہادت کا حال معلوم کر کے آپ روتے تھے اور رومیوں کی شکست اور اسلامی لشکر کی فتح کی کیفیت معلوم کر کے خوش ہوتے تھے۔ امیر المومنین اور امین الامت اسی طرح گفتگو کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔

حضرت بلال کا اذان کہنا اور اسلامی لشکر پر رِقّت اور گریہ طاری ہونا:

حضور اقدس، جان عالم و جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور مؤذن حضرت بلال بن حمامہ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مدینہ طیبہ سے ملک شام چلے آئے تھے اور شہر ''دمشق'' میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ حضرت بلال کو اسلامی لشکر کی ملک شام میں آمد کی اطلاع ملی تو وہ بھی جیش اسلام میں شامل ہو گئے تھے اور جہاد کی خدمت اور راہ خدا میں اپنی جان خرچ کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کی بیت المقدس میں تشریف آوری ہوئی تب حضرت بلال اسلامی لشکر میں موجود تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی امیر المومنین سے ملنے آئے، آپ کو سلام کیا اور آپ کی تعظیم و تکریم کی۔

marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت بلال نے اذان کہنا ترک کر دیا تھا۔ اپنے آقا و مولیٰ، روحی فداہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی و فرقت کے رنج و غم میں وہ اتنے منہمک ہو گئے تھے کہ اذان دیتے وقت انہیں سخت غم اور قلق لاحق ہوتا تھا اور وہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں اتنا روتے تھے کہ اذان پوری نہیں کر سکتے تھے لہٰذا انہوں نے اذان دینا چھوڑ دیا تھا۔

جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو مجاہدوں نے امیر المومنین حضرت عمر سے درخواست کی حضرت بلال یہاں موجود ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ حضرت بلال کی زبان سے اذان سنیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ خیر القرون کی یاد تازہ کریں۔ حضرت عمر فاروق اعظم نے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا کہ اے بلال! اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش و درخواست ہے کہ آپ اذان کہو اور ان کو حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کی یاد تازہ کرا دو۔ حالانکہ حضرت بلال نے اذان دینا بالکل ترک کر دیا تھا۔ کئی لوگوں نے اس کے قبل ان سے اذان کہنے کی درخواست کی تھی لیکن حضرت بلال نے کسی کی بھی درخواست منظور نہیں فرمائی تھی۔ چونکہ حضرت بلال کے دل میں حضرت عمر فاروق اعظم کا غایت درجہ کا ادب و احترام تھا لہٰذا وہ حضرت عمر فاروق اعظم کی فرمائش کا انکار نہ کر سکے اور اذان کہنے کے لئے رضامند ہو گئے۔ حضرت بلال نے حضرت عمر فاروق سے کہا کہ اے امیر المومنین! میں آپ کا حکم نہیں ٹال سکتا۔ میں آج اذان دوں گا۔

حضرت بلال نے اذان شروع کی۔ بلند آواز سے ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہا۔ ان کی آواز میں وہ درد تھا کہ دفعۃً لشکر اسلام پر ایک لرزہ طاری ہو گیا۔ مجاہدوں کی آنکھیں نمناک ہو گئیں اور وہ شدت غم سے کانپنے لگے۔ پھر حضرت بلال نے بار دوم ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کی صدا بلند کی۔ اب ان کی آواز میں وہ درد تھا کہ سننے والوں کے لئے برداشت کرنا دشوار تھا۔ حضرت بلال اذان کا ایک ایک جملہ کہتے جاتے تھے اور ان کی آواز میں درد کا اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ جب ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہا تو لشکر اسلام میں کہرام مچ گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نظروں کے سامنے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ کا منظر آ گیا اور حضور اقدس کی یاد اور فراق کے غم میں تڑپنے لگے اور آہ و بکا کا وہ شور بلند ہوا کہ پتھر دل بھی پگھل جائے۔ اسلامی لشکر کا ہر مجاہد چیخ چیخ کر رونے اور تڑپنے لگا۔ شدت غم سے مجاہدین ایسے بلکتے اور تڑپتے تھے کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کے دل پھوٹ جائیں گے۔ بعض کی تو یہ حالت تھی کہ وہ نیم غشی کی حالت میں زمین پر گر کر لوٹنے لگے اور اپنے محبوب آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں جس بیقراری سے روتے تڑپتے تھے اس سے ایسا اندیشہ ہونے لگا کہ ان کے کلیجے پاش پاش ہو کر منہ کی راہ سے نکل پڑیں گے۔ حضرت عمر فاروق اعظم کو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہجر و فراق کا وہ صدمہ لاحق ہوا وہ بھی بے اختیار ہو کر آٹھ آٹھ آنسو رونے لگے۔ حضرت بلال کی حالت بھی ناقابل برداشت تھی۔ اپنے محبوب آقا کی یاد میں اس شدت سے رونے لگے کہ ایسا لگتا تھا کہ وہ اذان پوری نہیں کر سکیں گے اور بے ہوش ہو کر گر جائیں گے۔ اذان کے ہر کلمہ پر ان کا قلق و اضطراب بڑھتا جاتا تھا۔ اسلامی لشکر پر غم و اضطراب کی وہ کیفیت طاری تھی کہ رونے اور چیخنے کی آواز کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ ہزاروں کی جانیں نکل جائیں گی۔ کسی کو بھی اپنے تن و جان

marfat.com

کا ہوش نہیں تھا۔ بقول:

یاد میں جس کی نہیں ہوشِ تن و جاں ہم کو
پھر دکھا دے وہ رخ، اے مہرِ فروزاں ہم کو

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

اہل سیر و تواریخ بیان کرتے ہیں کہ اس دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم اور تمام مسلمان اتنا روئے ہیں کہ کسی کو اتنا روتا ہوا نہ تو دیکھا ہے اور نہ ہی سنا گیا ہے۔ ہر ایک کی آنکھ سے اشک کے دریا رواں تھے اور آنکھوں سے لہو ٹپکتا تھا۔ اپنے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد و جدائی کے غم میں ہر ایک نے رو رو کر اپنی آنکھیں لال کر لی تھیں۔ بقول:

آنکھیں رو رو کے سُجانے والے جانے والے نہیں آنے والے

اور

دیکھ اور زخمِ دل آپے کو سنبھال پھوٹ بہتے ہیں تپکنے والے

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

بہر حال حضرت بلال نے روتے اور تڑپتے ہوئے اذان پوری کی۔ صحابہ کرام کی نگاہوں کے سامنے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کا منظر کھڑا ہو گیا۔ دیر تک لشکر اسلام کا ہر مجاہد زار و قطار روتا رہا۔ حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت بلال بھی مسلسل روتے تھے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں تسکین دی۔ پھر حضرت عمر فاروق اعظم نے تمام لشکر کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی۔

حضرت عمر اسلامی لشکر کے کیمپ سے قلعہ کی طرف اور آپ کا لباس:

حضرت عمر فاروق اعظم نے بیت المقدس کے قلعہ کی طرف جانے کا قصد فرمایا اور اپنے اونٹ پر سوار ہونے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت عمر فاروق نے بکری کے بالوں کا بنا ہوا لباس پہنا تھا آپ کا جبہ شریف ٹکڑے ٹکڑے جوڑ کر اور سی کر بنایا ہوا تھا۔ اس میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے اور بعض پیوند تو چمڑے کے تھے۔ اسلامی لشکر کے روساء و مجاہدوں نے امیر المومنین سے درخواست کہ آپ ان کپڑوں کو اتار دیں اور اچھے کپڑے زیب تن فرما کر اونٹ کے بجائے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لے جائیں تاکہ دشمن پر آپ کا رعب پڑے اور آپ کی ہیبت طاری ہو۔ حضرت عمر فاروق نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ حضرت ابوعبیدہ نے مصر کے اعلیٰ قسم کے سفید کپڑے کا بنا ہوا لباس اور عمامہ پیش کیا جس کو امیر المومنین نے زیب تن فرمایا اور اونٹ کے بجائے گھوڑے پر سوار ہو کر اسلامی لشکر کے کیمپ سے بیت المقدس کے قلعہ کی جانب روانہ ہوئے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق چند ہی قدم چلے تھے کہ لوگوں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار نمودار ہو رہے ہیں اور آپ کو کوئی سخت تکلیف لاحق ہوئی اور وہ تکلیف نا قابل برداشت ہو اس ہیئت سے آپ لرزنے لگے اور آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اضطراب کے عالم میں آپ نے فرمایا کہ سواری روکو، سواری روکو۔ آپ کے ارشاد پر تمام

marfat.com

ہمراہی ٹھہر گئے۔ حضرت عمر فوراً اپنے گھوڑے سے اتر گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری لغزش معاف فرمائے قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا کیونکہ ایسے پر تکلف لباس پہننے سے میرے دل میں کبر (فخر) داخل ہو گیا اور میں نے اپنے آقا و مولیٰ، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے اور آپ کا ارشاد ہے کہ:

''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ وَزْنَ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ وَلَا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ''

ترجمہ: ''جس کے دل میں ایک رائی (حرمل) کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا اور جس کے دل میں ایک دانہ رائی کے برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔''

پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہارے عمدہ سفید کپڑے اور تمہارا خوش رفتار گھوڑا مجھ کو ہلاکت میں ڈال دیتے۔ پھر آپ نے وہ عمدہ کپڑے تبدیل فرمائے اور بکری کے بالوں کا چودہ پیوند والا لباس پہن لیا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر قلعہ کی سمت روانہ ہوئے۔ جب آپ قلعہ کے سامنے پہنچے اور بیت المقدس نظر آیا تو آپ نے ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کہا اور پھر یہ دعا مانگی:

''اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا فَتْحًا کَبِیْرًا وَّاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا''

ترجمہ: ''اے میرے اللہ! فتح کر تو ہمارے لئے بڑی فتح اور کر تو ہمارے لئے تیری طرف سے غلبہ اور مدد دینا''

بیت المقدس کا جن مجاہدوں نے محاصرہ کر رکھا تھا انہوں نے حضرت عمر فاروق اعظم کی سواری کو دیکھتے ہی بڑے جوش و خروش سے تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کر دیئے۔ نعروں کی بلند آوازیں سن کر اہل بیت المقدس حیران ہوئے۔ کیونکہ جنگ تو کئی دنوں سے موقوف تھی لہٰذا وہ قلعہ کی دیوار پر چڑھے تا کہ دیکھیں کہ مسلمانوں نے حملہ تو نہیں کر دیا۔ بطریق قمامہ نے بھی نعروں کی آوازیں سنی تھیں۔ لہٰذا اس نے بھی اپنے خادموں کو دوڑایا کہ معلوم کریں کہ کیا معاملہ ہے۔ رومیوں نے قلعہ کی دیوار سے دیکھا تو مجاہدین نے قلعہ پر حملہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ امیر المومنین کی آمد پر خوشی کا اظہار اور استقبال کرنے کی غرض سے نعرے لگا رہے ہیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم نے ابوعبیدہ سے فرمایا کہ رومیوں کو میرے آنے کی اطلاع دے دو چنانچہ حضرت ابوعبیدہ قلعہ کی دیوار کے قریب آئے اور بلند آواز سے فرمایا کہ اے بیت المقدس کے باشندو! آگاہ ہو جاؤ کہ ہمارے سردار، خلیفۃ المسلمین، امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم مدینہ منورہ سے تشریف لے آئے ہیں۔

فتح بیت المقدس اور حضرت عمر کا شہر میں داخل ہونا:

بطریق قمامہ کو حضرت عمر فاروق اعظم کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو وہ بیت المقدس کے حاکم ''باطلیق'' اور شہر کے معزز لوگوں کو لے کر قلعہ کی دیوار پر آیا اور اس نے پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب! تمہارے بڑے سردار کو ہم قرب سے دیکھنا چاہتے ہیں لہٰذا ان کو قلعہ کی دیوار کے قریب بھیجو اور ان کو تنہا یا ان کے ساتھ ایک دو آدمی کو ہی بھیجو تا کہ ہم ان کو بغور دیکھ کر شناخت کر سکیں اگر ہم نے ان کو ہماری کتابوں میں مذکور صفات کے مطابق پایا تو قسم ہے حضرت مسیح کی! ہم شہر ان کے حوالہ کر دیں

marfat.com

گے۔ حضرت عمر فاروق نے تن تنہا قلعہ کی دیوار کے قریب جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین! آپ تنہا ان لوگوں کی طرف جا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ کسی قسم کا سامان جنگ بھی نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ بیوفائی کریں اور آپ کو کوئی اذیت پہنچائیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ مومن کو اللہ کے سوا کسی سے بھی نہ ڈرنا چاہئے۔ جو ہمارے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے وہ ضرور پیش آئے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

''قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ''

(پارہ:۱۰، سورہ التوبہ، آیت:۵۱)

ترجمہ: ''تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے''۔ (کنز الایمان)

پھر حضرت عمر اپنے اونٹ پر سوار ہوئے۔ آپ کے ہاتھ میں دُرّہ تھا اور دوسرا کسی بھی قسم کا کوئی ہتھیار ساتھ میں نہیں تھا۔ آپ نے حضرت ابوعبیدہ کو اپنے ہمراہ لیا اور قلعہ کی دیوار کے بالکل قریب جا کر ٹھہرے۔ حضرت ابوعبیدہ نے قلعہ کی دیوار پر موجود لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اے لوگو! امیرالمومنین حضرت عمر فاروق یہاں تشریف لائے ہیں۔ حاکم شہر باطلیق اور بطریق قمامہ نے حضرت عمر فاروق اعظم کو گھور گھور کر دیکھنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر بنظر غور دیکھنے کے بعد دفعۃً بطریق قمامہ نے بلند آواز سے شور کرتے ہوئے اپنی قوم کو پکار کر کہا کہ ''قسم ہے خدا کی! یہ وہی شخص ہیں جن کی صفت اور نعت ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور ان کے ہاتھ پر ہمارا شہر فتح ہوگا''۔ پھر بطریق قمامہ نے اپنی قوم کو جھڑکتے اور ڈانٹتے ہوئے کہا کہ سختی ہو تم پر، یہ کیا تاخیر ہے؟ جلدی اترو اور ان کے پاس جاؤ اور ان سے امان اور ذمہ داری حاصل کرو۔ خدا کی قسم! یہ محمد بن عبداللہ کے صحابی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جب رومیوں نے بطریق قمامہ کا فرمان سنا تو وہ جلدی جلدی قلعہ کی دیوار سے اترے اور شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور دوڑتے ہوئے حضرت عمر فاروق اعظم کے پاس آئے اور صلح وامان کی درخواست کرنے لگے اور ادائے جزیہ کا اقرار بھی کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق اعظم نے رومیوں کے مسخر اور مطیع ہو کر آنے اور آسانی سے بیت المقدس کا قلعہ فتح ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور شکر بجا لائے اور اونٹ پر بیٹھے ہوئے ہی اونٹ کے پالان پر سجدہ شکر ادا کیا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رومیوں کے سامنے آئے اور ان سے فرمایا کہ اس وقت تم شہر کی طرف لوٹ جاؤ تمہارے لئے امن اور ذمہ کا عہد ہوگا اور تم جزیہ ادا کرنے کا اقرار کرو گے۔ حضرت عمر فاروق اعظم کی زبان حق ترجمان سے یہ وعدہ سن کر رومی خوشی میں مچل اٹھے۔ امیرالمومنین کا شکریہ ادا کیا اور شہر کی طرف واپس لوٹے اور اب انہوں نے قلعہ کے دروازے بند نہیں کئے بلکہ امن کے وعدے پر اعتماد کر کے شہر پناہ کے تمام دروازے کھلے چھوڑ دیئے۔ پھر حضرت عمر فاروق اعظم بھی مجاہدوں کے ساتھ اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس تشریف لائے اور عبادت وریاضت میں شب گزاری۔ دوسرے دن بروز دوشنبہ بعد نماز فجر حضرت عمر فاروق اعظم لشکر اسلام کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوئے۔ آپ دوشنبہ سے جمعہ تک بیت المقدس میں قیام پذیر رہے۔ آپ نے شہر کے

marfat.com

وسط میں ایک نشان محراب کا بنایا اور وہاں مسجد تعمیر کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ نے اس جگہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور اب اس جگہ پر عالی شان مسجد بنی ہوئی ہے۔

جمعہ کی نماز کے دوران مسلمانوں پر حملہ کرنے کا متعصب رومیوں کا ارادہ اور......؟

بیت المقدس شہر میں کچھ متعصب (Prejudiced) قسم کے رومی بھی تھے۔ بطریق قمامہ نے حضرت عمر فاروق کو شہر حوالے کر دیا یہ امراء ان پر شاق گزرا تھا۔ وہ پکے نصرانی تھے اور مسلمانوں کا وجود تک ان کو گوارا نہیں تھا۔ انتقام اور حسد کی آگ ان کے دلوں میں شعلہ زن تھی لہٰذا انہوں نے یہ پلان بنایا کہ جمعہ کی نماز میں جب مسلمان سجدہ میں جائیں تب ان پر یکبارگی حملہ کر کے ان کو قتل کر ڈالیں کیونکہ نماز میں مسلمان ہتھیاروں سے مسلح نہیں ہوتے۔ ان مفسد رومیوں نے اپنی تجویز کو عمل میں لانے سے پہلے ابوالجعید سے مشورہ طلب کرنا مناسب سمجھا لہٰذا وہ ابوالجعید کے پاس آئے۔ یہ وہی ابوالجعید تھا جس کی بیوی کی رومی لشکر کے سرداروں نے عصمت دری کی تھی اور اس کے بیٹے کو قتل کیا تھا اور ابوالجعید نے انتقام لیتے ہوئے ہزاروں رومی سپاہیوں کو ''یاقوصہ'' ندی میں غرق کر دیئے تھے اور پھر وہ یرموک سے بھاگ کر بیت المقدس میں پناہ گزین ہو گیا تھا۔ مفسد و متعصب رومی ابوالجعید کے پاس آئے اور اپنا منصوبہ بتایا اور اس معاملہ میں اس کی رائے معلوم کی۔ ابوالجعید نے کہا کہ یہ تو بیوقوفی کرنے سے ہماری ذلت اور رسوائی ہو گی اور ہماری قوم روم پوری دنیا میں بدنام ہو جائے گی کہ صلح کرنے کے بعد نماز میں مشغول مسلمانوں پر حالت نماز میں حملہ کیا اور یہ کام ہماری مغلوبی کا بھی باعث ہو گا کیونکہ بے وفائی کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ متعصب رومیوں نے ابوالجعید کا مشورہ سن کر کہا کہ اے ابوالجعید! تم کوئی ایسی تدبیر بتاؤ جس سے ہمارا مقصد بھی پورا ہو جائے اور ہم پر کسی قسم کی ملامت بھی عائد نہ ہو۔

ابوالجعید نے کہا کہ مسلمان خداپرست اور عبادت گزار قوم ہے۔ ان کے ساتھ غدر و بیوفائی کرنے میں ہرگز فلاح و بھلائی نہیں۔ اگر یہ دنیا طلب ہوں تو میں تم کو یہ کام کرنے کا مشورہ دیتا۔ لہٰذا تم ان کا امتحان لو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنی زینت کی چیزیں اور قیمتی مال سامان کے انبار لگا دو۔ جب یہ لوگ نماز کے لئے جائیں تو راستہ کے دونوں طرف سونے چاندی، جواہرات، برتن اور ریشمی کپڑوں کے ڈھیر لگا دو۔ اگر ان کا کوئی شخص دنیا کی چیزوں کی جانب راغب و ملتفت ہو کر اسے لینے کی کوشش کرے تو جان لینا کہ یہ لوگ آخرت کے خواہاں نہیں بلکہ متاع دنیا کے طلب گار ہیں۔ تب تم ان پر حملہ کر دینا۔ اس صورت میں ہمارے لئے ایک بہانہ بھی ہو گا کہ ہم نے بیوفائی نہیں کی بلکہ مسلمانوں نے عہد شکنی کر کے بیوفائی کی ابتدا کرتے ہوئے ہمارے مال و متاع پر نیت خراب کی لہٰذا ہم نے ان کے ارتکاب کی سزا دی ہے۔ ابوالجعید کا یہ مشورہ سب نے پسند کیا اور اس پر عمل کیا۔

جب جیش اسلام کے مجاہد شہر میں داخل ہوئے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ راستہ کے دونوں کناروں پر قیمتی مال و متاع کے انبار لگے ہوئے تھے اور ان پر کوئی نگہبان اور محافظ نہ تھا۔ مگر اسلامی لشکر کے کسی مجاہد نے ان چیزوں کو ہاتھ تک نہ لگایا بلکہ نظر التفات سے دیکھا تک نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے متاع دنیا سے روگردانی کر کے چلے جاتے تھے۔ بقول:

marfat.com

سایۂ دیوار و خاکِ در ہو یا رب اور رضا
خواہشِ دیہیمِ قیصر، شوقِ تختِ جم نہیں

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

شعر کے تعلق سے حل لغت:

(۱) دیہیم = تاج شاہی، کلغی، افسر (فیروز اللغات، ص:۶۷۴)

(۲) قیصر = شاہ روم کا لقب، سلطان، بادشاہ (فیروز اللغات، ص:۹۶۸)

(۳) تخت = بادشاہ کے بیٹھنے کی چوکی، مسند، گدی، سلطنت (فیروز اللغات، ص:۳۴۸)

(۴) جم = ایران کے ایک قدیم بادشاہ ''جمشید'' کا مخفف (فیروز اللغات، ص:۴۷۰)

القصہ! مسلمانوں کو دنیا کی قیمتی متاع سے بے پرواہ بے نیاز ہو کر گزرتے دیکھ کر تمام رومی متحیر اور متعجب تھے۔ ابوالجعید نے کہا کہ یہ وہی قوم ہے جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے توریت اور انجیل میں بیان کی ہے اور یہ قوم حق پر ہے۔ جب تک یہ قوم حق وصداقت پر قائم رہے گی دنیا کی کوئی بھی طاقت ان پر غالب نہ ہو سکے گی۔ ابوالجعید کی بات سن کر متعصب رومیوں کے سر ندامت سے جھک گئے اور انہوں نے بیوفائی کرنے کا جو منصوبہ بنایا تھا اس پر اظہار افسوس کیا اور اپنا وہ فاسد ارادہ ترک کر دیا۔

''حضرت کعب احبار کا ایمان لانے کا واقعہ''

حضرت کعب احبار ملک شام کے صوبہ ''فلسطین'' کے دیہات کے سرداروں میں سے تھے اور اپنے علاقہ میں ان کا کافی رعب واثر تھا۔ جب ان کو اطلاع ملی کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم مدینہ منورہ سے بیت المقدس تشریف لائے ہیں اور کچھ عرصہ قیام پذیر رہنے والے ہیں تو وہ بیت المقدس آئے اور امیر المومنین کے دست حق پرست پر ایمان لائے۔ انہوں نے اپنے ایمان لانے کا جو سبب بتایا وہ انہیں کی زبانی ذیل میں پیش خدمت ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

''میرے والد ماجد کتب سماوی اور دین موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زبردست عالم تھے۔ میرے والد نے کتب سابقہ کا اتنا وسیع مطالعہ کیا تھا کہ اس کی وجہ سے وہ آئندہ ہونے والے واقعات وحادثات کی اچھی طرح معلومات وواقفیت رکھتے تھے۔ میں ان کا اکلوتا بیٹا تھا اور وہ مجھ کو بہت ہی چاہتے تھے۔ میری تعلیم وتربیت کا وہ بہت خیال رکھتے تھے اور اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ علم وحکمت کی باتیں اور اس کے اَسرار ورموز سے مجھ کو مطلع فرماتے رہتے تھے اور شاید ہی انہوں نے مجھ سے کوئی بات چھپائی ہوگی بلکہ ہر معاملہ کی مجھ کو تعلیم فرما کر مجھ کو آگاہ کر دیا تھا۔ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے اپنے پاس خلوت میں بلایا اور فرمایا کہ اے میرے نور

marfat.com

نظر اور راحت جگر! میں نے تم کو سب کچھ تعلیم کر دیا ہے اور کوئی بھی چیز تم سے پوشیدہ نہیں رکھی۔ اب میرا دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آ گیا ہے اور مجھے خوف ہے کہ عنقریب کچھ جھوٹے لوگ تم کو بہکانے کی کوشش کریں گے لہٰذا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ان جھوٹے دعوے کرنے والوں کی ہرگز تبعیت و پیروی مت کرنا۔ اب میں تم کو ایک راز کی بات بتاتا ہوں، میں نے اس مکان کے روشندان میں دو کاغذ لکھ کر رکھ دیئے ہیں۔ ان میں میں نے تمہاری دنیا و آخرت کی بھلائی و بہتری کی باتیں لکھ دی ہیں۔ تم ان کاغذ کو اس وقت نکالنا جب تو یہ خبر سنے کہ نبی آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ تب ان اوراق کو نکال کر پڑھنا اور ان پر عمل کرنا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں بہتری اور نیکی چاہی تو تم اس پر ضرور عمل کرو گے۔ پھر چند دنوں کے بعد میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ میرے والد کی تجہیز و تکفین کے بعد ہر وقت مجھے ان اوراق کا ہی خیال آنے لگا۔ ان اوراق میں ایسا کیا لکھا ہے وہ معلوم کرنے کے لئے میں بے چین و بیقرار تھا لیکن میرے والد کے ایام تعزیت کی وجہ سے ہمارے گھر میں رشتہ داروں اور مہمانوں کا ہجوم رہتا تھا اور مجھے روشن دان کے اوراق برآمد کرنے کا موقع میسر نہیں ہوتا تھا۔ لہٰذا میں ایام تعزیت کے گزرنے کا انتظار کرنے لگا۔ جب ایام تعزیت گزر گئے اور ہمارے سب مہمان رخصت ہو گئے تو میں نے سب سے پہلا کام روشن دان سے میرے والد کے لکھے ہوئے کاغذات نکالنے کا کیا۔ میں نے روشن دان سے کاغذات نکال کر پڑھے تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ:

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ مَوْلُدُهٗ بِمَكَّةَ وَ دَارُ هِجْرَتِهٖ طَيْبَةُ الطَّيِّبَةُ الْاٰمِنِيَّةُ = لَيْسَ بِفَظٍّ وَ لَا غَلِيْظٍ وَّ لَا سَخَابٍ = اُمَّتُهُ الْحَامِدُوْنَ وَالَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ = اَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةٌ بِالتَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ = وَهُوَ مَنْصُوْرٌ عَلٰى كُلِّ مَنْ نَادَاهُ مِنْ اَعْدَائِهٖ اَجْمَعِيْنَ = يَغْسِلُوْنَ فُرُوْجَهُمْ وَيَسْتُرُوْنَ اَوْسَانَ لَهُمْ = اَنَاجِيْلَهُمْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ = وَتَرَاحُمُهُمْ بَيْنَهُمْ تَرَاحُمُ الْاَنْبِيَاءِ بَيْنَ الْاُمَمِ = وَهُمْ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ الْاُمَمِ = وَهُمُ السَّابِقُوْنَ الْمُقَرَّبُوْنَ الشَّافِعُوْنَ الْمُشَفَّعُ لَهُمْ'' (حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص: ۲۹۰)

ترجمہ: ''نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جو نبوت کو ختم فرمانے والے ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ان کی ولادت کا مقام مکہ ہو گا اور ان کی ہجرت کا مقام طیبہ ہو گا وہ طیبہ جو امان والا ہے یعنی مدینہ منورہ = وہ نبی نہ تو بدخواہ ہوں گے نہ درشت خو یعنی جھگڑالو ہوں گے اور نہ لغو گو ہوں گے ان کی امت اللہ کی حمد بجالانے والی ہو گی اور ان کے امتی وہ لوگ ہوں گے جو ہر حال میں اللہ کی حمد کریں = ان کی زبانیں تکبیر اور تہلیل میں متحرک ہوں گی = اور وہ نبی مدد دیئے جائیں گے ہر اس شخص پر جو ان سے لڑے گا ان کے دشمنوں میں سے = اس نبی کے امتی اپنی شرم گاہوں کو دھوئیں گے اور اپنی ستروں کو چھپائیں گے = ان کے سینے ہدایت سے لبریز ہوں گے = ان کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی ایسی ہو گی جیسی مہربانی انبیاء کرام اپنی

marfat.com

امتوں کے ساتھ مہربانی فرماتے ہیں= قیامت کے دن ان کی امت تمام امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوگی= اس نبی کے امتی ایمان لانے میں سبقت (پہل) کریں گے= وہ امتی بزرگی والے ہوں گے، شفاعت کریں گے اوران کی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

اوراق کی تحریر پڑھ کر میں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ کو جو کچھ بھی علم سکھایا ہے اور جو کچھ بھی اسرار بتائے ہیں ان سب سے یہ بہتر ہے۔ میرے والد کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد میں نے سنا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں ظاہر ہوئے ہیں۔ اور وہ اپنے کام کو ظاہر فرماتے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا کی قسم! بے شک یہ وہی ہیں جن کے متعلق میرے والد مرحوم نے اپنی تحریر میں ارقام فرمایا ہے۔ میں ان کے احوال شریفہ سے برابر آگاہ ہوتا رہا یہاں تک کہ مجھے اطلاع ملی کہ وہ مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں۔ میں ان کے احوال سے برابر باخبر ہوتا رہتا تھا جہاد، اعلان توحید، دشمنوں پر غلبہ، ان کے اصحاب کے اخلاق حسنہ وغیرہ سے متواتر واقفیت حاصل کرتا رہا۔ میں نے ایک مرتبہ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا قصد بھی کیا لیکن اپنی مصروفیات کی وجہ سے جا نہ سکا۔ پھر مجھ کو خبر ملی کہ انہوں نے انتقال فرمایا ہے۔ پھر میں نے سوچا کہ یہ شاید وہی نہ تھے جن کا میں انتظار کرتا تھا لیکن میں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور فرشتے گروہ درگروہ اترتے ہیں اور کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور اہل زمین سے وحی موقوف اور منقطع ہوگئی۔ بعدہٗ مجھے خبر ملی کہ ان کی امت سے ایک شخص خلیفہ مقرر ہوئے ہیں اور ان کا نام ابوبکر صدیق ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں لیکن میں نے دیر کردی اور وہ بھی اس عالم سے انتقال فرما گئے۔ پھر میں نے سنا کہ اب عمر بن الخطاب خلیفہ ہوئے ہیں اور وہ بیت المقدس آئے ہوئے ہیں لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ بیت المقدس جا کر حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقات کر کے ان کے دین کی حقیقت معلوم کرلوں اور پھر ان کے دین میں داخل ہو جاؤں۔

حضرت کعب احبار مذکورہ سبب کے پیش نظر حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت میں بیت المقدس حاضر ہوئے تھے۔ حضرت کعب نے امیر المومنین فاروق اعظم سے کتب سابقہ میں مذکور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کے تعلق سے کچھ سوالات کیے اور تسلی بخش جوابات ملنے پر انہوں نے کہا کہ:

"یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

ترجمہ: "اے امیر المومنین! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔"

حضرت عمر نے حضرت کعب کو قبرِ انور کی زیارت کی دعوت دی:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کے بااثر شخص تھے۔ ان کے اسلام قبول کرنے سے حضرت عمر فاروق اعظم بہت خوش ہوئے اور آپ نے ان کو حضور اقدس، جان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آستانہ کی حاضری کی دعوت دی۔ حضرت عمر فاروق نے جن الفاظ میں دعوت دی، وہ الفاظ علامہ واقدی قدس سرہ کی کتاب سے حرف بحرف ذیل میں پیش خدمت ہیں:

marfat.com

''پس بہت خوش ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسبب مسلمان ہونے کعب کے پھر کہا انہوں نے کعب سے کہ آیا ہوسکتا ہے کہ چلو تم میرے ساتھ مدینہ طیبہ کو پس زیارت کرو تم قبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور فائدہ حاصل کرو تم قبر شریف کی زیارت سے پس کہا میں نے کہ ہاں یا امیر المومنین میں ایسا ہی کروں گا۔''

(حوالہ: ''فتوح الشام'' از علامہ واقدی، ص:۲۹۲)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب احبار کو صرف ''قبر انور'' کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ کعب احبار ملک شام سے مدینہ منورہ تک کا طویل سفر صرف اور صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس آرام گاہ کی زیارت کے لئے کریں۔ علاوہ ازیں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کا یہ جملہ کہ ''اور قبر شریف کی زیارت سے فائدہ حاصل کرو'' قابل غور ہے یعنی حضرت عمر فاروق کا عقیدہ تھا کہ میرے مالک ومختار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کرنے سے ضرور فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ بقول:

مانگیں گے، مانگے جائیں گے، منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ ''لا'' ہے، نہ حاجت اگر کی ہے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

لیکن افسوس! کہ دور حاضرہ کے منافقین کا کہنا ہے کہ صرف گنبد خضراء کی حاضری کے قصد سے مدینہ طیبہ کا سفر کرنا منع ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں مزار اقدس سے زائر کو کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر صرف قبر شریف کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کرنا ممنوع ہوتا تو مدینہ منورہ کا سفر کرنے کو نہ کہتے اور اگر قبر شریف کی زیارت سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا تو حضرت عمر فاروق حضرت کعب سے ہرگز یہ نہ فرماتے کہ ''قبر شریف کی زیارت سے فائدہ حاصل کرو۔'' ثابت ہوا کہ یہ دونوں امور جائز اور مستحسن ہیں۔ اگر ان کاموں کا ناجائز اور حرام ہونا تو درکنار بلکہ اس میں ذرہ برابر بھی شریعت کی خلاف ورزی یا شرعی قباحت ہوتی تو حضرت عمر فاروق ہرگز حضرت کعب کو ان کاموں کی ترغیب نہ دیتے بلکہ حضرت کعب کو سختی سے منع فرما دیتے کیونکہ حضرت فاروق اعظم امام الہدیٰ اور حق و باطل میں فرق کرنے والے تھے۔ وہ کسی کی بھی رعایت کر کے خلاف شرع کام روا نہیں رکھتے تھے۔ بقول:

فارقِ حق و باطل، امامُ الہُدیٰ
تیغِ مَسلُولِ شِدّت پہ لاکھوں سلام

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

کعب احبار کے ساتھ حضرت عمر کی ملک شام سے روانگی:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس شہر میں پانچ دن اور اسلامی لشکر کے کیمپ میں پانچ دن ملا کر کل دس روز بیت المقدس میں قیام فرمایا۔ بیت المقدس کے باشندوں کو صلح اور امن کا عہد نامہ تحریر فرمانے کے بعد

marfat.com

آپ بیت المقدس سے لشکر اور حضرت کعب احبار کے ہمراہ روانہ ہو کر ''جابیہ'' آئے۔ آپ جابیہ میں ٹھہرے اور وہاں آپ نے ایک انتظامی امور کا دفتر (Office) کھولا اور اسلامی لشکر کو حسب ذیل تقسیم سے مرتب فرمایا:

☆ حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید کو بیس ہزار (20,000) کا لشکر دے کر ان کو ''خوزان'' سے لے کر ''حلب'' تک کا علاقہ سپرد کیا۔ اجنادین کا بھی کچھ حصہ انہیں دیا۔

☆ حضرت یزید بن ابی سفیان کو چھ ہزار (6,000) کا لشکر دے کر ''ارض فلسطین'' ارض القدس اور بیت المقدس کا ساحلی علاقہ سپرد کر دیا اور ان پر حضرت ابوعبیدہ کو حاکم مقرر فرمایا اور حضرت یزید بن ابی سفیان کو ''قیساریہ'' پر حملہ کرنے کا بھی مشورہ دیا۔

☆ حضرت عمرو بن العاص کو دس ہزار (10,000) کا لشکر دے کر مصر (Egypt) روانہ کیا۔

☆ حضرت عمرو بن سعید انصاری کو ''حمص'' کے عہدۂ قضاۃ (Justice) پر مقرر فرمایا۔

پھر حضرت عمر فاروق اعظم حضرت کعب احبار کے ساتھ جابیہ سے روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ آئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت عمر نے سب سے پہلے جو کام انجام دیا وہ حضرت کعب کے ساتھ گنبد خضراء میں حاضری تھی۔ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بارگاہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سلام پیش کرنے کے بعد آپ نے مسجد نبوی میں چار رکعت نفل نماز کی پڑھیں۔ اہل مدینہ کو امیر المومنین کی ملک شام سے واپسی کی اطلاع ملی تو مدینہ شہر جنبش میں آ گیا۔ لوگ خوشی اور سرور سے مچل اٹھے اور گروہ در گروہ امیر المومنین کی ملاقات کے لئے مسجد نبوی میں آنے لگے۔ لوگوں نے آپ کو سلام پیش کیا، مرحبا کہا اور بیت المقدس کی فتح مبین کی مبارکباد دی۔ جب مسجد نبوی لوگوں سے بھر گئی تو حضرت عمر فاروق نے مجمع کے سامنے حضرت کعب احبار کو کھڑا کیا اور فرمایا کہ مسلمانوں کو اپنے ایمان لانے کا واقعہ سناؤ۔ چنانچہ حضرت کعب نے از اول تا آخر تمام واقعہ رقت آمیز لہجہ میں بیان کیا جس کو سن کر لوگوں کے ایمان قوی اور تازہ ہو گئے۔ تمام صحابہ کرام اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق صادق کے جذبہ سے سرشار ہو کر جھوم اٹھے اور اپنے محبوب آقا کی عظمت و محبت میں مچلنے لگے۔ بقول:

نہ دلِ بشر ہی فگار ہے کہ مَلک بھی اس کا شکار ہے
یہ جہاں کہ ہُژدَہ ہزار ہے جسے دیکھو اس کا ہزار ہے

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصری (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) شیرز (۱۳) رستن (۱۴) حمات (۱۵) قنسرین (۱۶) بعلبک (۱۷) یرموک (۱۸) بیت المقدس

اب ہم ناظرین کو ایسی جنگ کا منظر دکھائیں گے کہ ملک شام کی تمام جنگوں سے اس جنگ کو ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ مجاہدین اسلام کی دلیری اور شجاعت کی دل دھڑک داستان کا آنکھوں دیکھا حال اگلے صفحات میں ''جنگ حلب'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

جنگ حلب

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیش اسلام کو تقسیم فرما کر الگ الگ سمت میں کوچ کرنے کا جو حکم فرمایا تھا اس کے مطابق اسلامی لشکر متفرق علاقوں کی طرف روانہ ہونا شروع ہوا۔ حضرت عمرو بن العاص دس ہزار (10,000) سواروں کا لشکر لے کر مصر (Egypy) کی جانب روانہ ہوئے اور حضرت یزید بن ابی سفیان چھ ہزار (6,000) کا لشکر لے کر بجانب قیساریہ روانہ ہوئے۔ لیکن قیساریہ میں ہرقل بادشاہ کا بیٹا قسطنطین اسی ہزار (80,000) کی فوج جمع کر کے مقابلہ کے لئے مستعد بیٹھا تھا۔ لہٰذا حضرت یزید بن ابی سفیان نے حضرت ابوعبیدہ سے کمک طلب کی چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے تین ہزار کا لشکر زیر سرداری حضرت حرب بن عدی بجانب قیساریہ حضرت یزید بن ابی سفیان کی کمک کرنے بھیج دیا۔

حضرت ابوعبیدہ مع حضرت خالد بن ولید بیس ہزار (20,000) کے لشکر کے ساتھ بجانب حلب روانہ ہونے کا ارادہ کرتے تھے، اس میں تین ہزار کا لشکر قیساریہ بھیج دیا۔ اب ان کے ساتھ سترہ ہزار (17,000) کا لشکر باقی رہا تھا۔ جن میں اکثر اہل یمن تھے۔ حضرت ابوعبیدہ سترہ ہزار کا لشکر لے کر "قلعہ حلب" کی جانب روانہ ہوئے۔ راہ میں قنسرین شہر واقع تھا۔ جب آپ قنسرین آئے تو اہل قنسرین نے سال گزشتہ کی ہوئی صلح کی از سر نو تجدید کی۔ ☆ پانچ ہزار اوقیہ سونا ☆ پانچ ہزار اوقیہ چاندی ☆ دو ہزار دیباج کے کپڑے اور ☆ پانچ سو اونٹ کا بوجھ زیتون اور انگور پر صلح تمام ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہ نے اہل قنسرین کو صلح اور امان کی تحریر مرقوم فرمادی۔ حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کے سرداروں کے ہمراہ شہر میں داخل ہوئے۔ شہر میں ایک مناسب جگہ پر مسجد تعمیر کرنے کا طے کیا اور جگہ مقرر کر کے خط مسجد کھینچا۔ بعدہٗ قنسرین سے حلب کی جانب روانہ ہوئے۔

حلب کے قلعہ اور اس کے حاکم کا مختصر تعارف:

حلب ایک زمانہ میں بغیر قلعہ کا شہر تھا۔ ایک چھوٹا سا برائے نام معمولی قلعہ البتہ ضرور تھا لیکن وہ قلعہ شہر سے الگ اور کارآمد نہیں تھا۔ حلب کا حاکم ایک جنگ جو بطریق تھا۔ اس نے شہر حلب اور اطراف و جوانب کا تا حد گھاٹی اور پہاڑوں کا قبضہ کر لیا تھا اور تمام علاقہ کا جبراً مالک بن گیا تھا۔ اس نے از سر نو شہر پناہ تعمیر کی اور اپنی ذاتی نگرانی میں مضبوط قلعہ تعمیر کیا۔ حلب کا

marfat.com

قلعہ بہت ہی مضبوط تھا۔ اس کی دیواروں کی بلندی ۴۲ فٹ کے قریب تھی۔ علاوہ ازیں قلعہ کی دیوار کی چوڑائی اتنی وسیع تھی کہ قلعہ کی دیوار پر لشکر سامان جنگ کے ساتھ چڑھ کر دشمن سے لڑ سکے۔ قلعہ کے دروازے مضبوط لکڑی کے بنائے تھے اور اس پر لوہے کا غلاف چڑھایا تھا۔ اس بطریق نے قلعہ میں بھاری تعداد میں سامان جنگ جمع کر رکھا تھا اور اپنی ذاتی فوج کا دستہ قائم کر رکھا تھا۔ وہ بطریق لڑائی کے فن کا کہنہ مشق اور ماہر تھا۔ علاوہ ازیں فن سیاست اور مکر و فریب کے امور کے معاملہ میں وہ اپنی مثال آپ تھا۔ لٰہذا ہرقل بھی اس سے تعرض نہیں کرتا تھا بلکہ اس نے جتنا علاقہ جبراً قبضہ کر رکھا تھا وہ تمام علاقہ ہرقل بادشاہ نے اس کو بطور جاگیر لکھ دیا تھا۔ اس میں لوگوں کو اکسانے اور لڑائی پر ابھارنے کا ایسا فن تھا کہ اس کی بات سن کر لوگ اپنی جان قربان کرنے پر راضی ہو جاتے تھے۔ ہرقل بادشاہ کو خوف تھا کہ اس بطریق کو اگر خوش نہیں رکھوں گا تو وہ میرے خلاف علم بغاوت بلند کر کے میری سلطنت کا مالک بن جائے گا لٰہذا وہ بطریق بادشاہ ہرقل سے جو بھی مطالبہ کرتا تھا پورا کر دیا جاتا تھا۔ بلکہ ملک شام کے تمام بادشاہ اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اس سے اچھے تعلقات برقرار رکھنے کے لئے اس کی بہت زیادہ تنظیم و تکریم کرتے تھے بلکہ اس کی خوشامد اور چاپلوسی کرتے تھے۔ الحتصر! پورے ملک شام میں حلب کے قلعہ اور اس کے حاکم کا ایک رعب اور دبدبہ مسلط تھا۔

حلب کے مذکور حاکم بطریق کے مرنے کے بعد اس کے دو بیٹے قلعہ کے مالک ہوئے تھے۔

(۱) بڑے بیٹے کا نام ”یوقنا“ تھا۔ وہ اپنے والد کے نقش قدم پر چل کر سیاسی اور جنگی امر میں بہت مہارت حاصل کر چکا تھا اور اس نے بھی پورے ملک شام میں اپنی انفرادی حیثیت بنا رکھی تھی بلکہ جنگی معاملات میں وہ اپنے باپ سے بھی سبقت لے گیا تھا۔ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس نے لشکر کی تعداد میں کافی اضافہ کیا تھا اور وسیع پیمانہ پر قلعہ میں سامان جنگ ذخیرہ کر رکھا تھا۔ شہر کے حاکم کا منصب بھی اس نے اپنے اختیار میں رکھا تھا۔ لڑائی کے معاملہ میں وہ کسی سے ڈرتا نہیں تھا کیونکہ وہ نہایت دلیر، شجاع اور جنگ جُو شہسوار تھا۔

(۲) چھوٹے بیٹے کا نام ”یوحنا“ تھا۔ وہ نہایت ہی نرم طبیعت کا اور عبادت گزار شخص تھا۔ اس نے اپنی مرضی سے ملکی اور سیاسی امور سے دست برداری اختیار کر لی تھی۔ دُنیوی معاملات میں وہ مطلق دخل اندازی نہیں کرتا تھا بلکہ کامل طور سے وہ اپنے مذہب کی طرف راغب ہو گیا تھا۔ وہ دین نصرانیہ کا زبردست عالم اور راہب تھا۔ یوحنا اپنا تمام وقت کنیسہ میں مقیم رہ کر توریت، انجیل اور دیگر کتب سماوی کی تلاوت، مطالعہ اور عبادت میں بسر کرتا تھا۔ علاوہ ازیں نئے نئے کنیسہ، دَیر اور صومعہ تعمیر کرنا، قسوں اور راہبوں کا کھانا، کپڑے اور دیگر ضروریات زندگی کی چیزیں پیش کرنا اور ان کی زیادہ سے زیادہ خدمت انجام دینا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔

اسلامی لشکر کے معاملہ میں حاکم یوقنا اور اس کے بھائی راہب یوحنا میں گفتگو:

جب اہل حلب کو اطلاع ہوئی کہ اسلامی لشکر قنسرین سے کوچ کر کے حلب کی جانب آ رہا ہے تو پورے شہر میں بھگدڑ اور ہلچل مچ گئی۔ راہب یوحنا بھی یہ خبر سن کر اپنے بڑے بھائی حاکم یوقنا کے پاس آیا اور پوچھا کہ عربوں کے معاملہ میں تم کیا ارادہ

marfat.com

رکھتے ہو۔ حاکم یوقنا نے کہا کہ میں عربوں سے برابر لڑوں گا۔ میں ملک شام کے ان بادشاہوں کی طرح بزدل اور نامرد نہیں ہوں جو عربوں کے سامنے جھک گئے بلکہ میں ان عربوں کو اپنے علاقہ میں پاؤں بھی نہیں رکھنے دوں گا اور اس کے سامنے چل کر دلیری سے مقابلہ کر کے ان کو بھگا دوں گا۔ دونوں بھائیوں میں جب یہ گفتگو ہوئی تب روسائے شہر بھی موجود تھے لہٰذا یوحنا نے حاکم یوقنا سے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آج کی رات ہم دونوں بھائی خلوت میں بیٹھ کر اطمینان سے اس معاملہ کا مشورہ کریں اور ٹھنڈے دماغ سے سوچ کر اس معاملہ کا حل تلاش کریں۔ حاکم یوقنا نے کہا کہ تمہاری رائے مناسب ہے۔

رات کے وقت جب دونوں بھائی خلوت میں جمع ہوئے تو راہب یوحنا نے اپنے بڑے بھائی حاکم یوقنا سے کہا کہ میں تمہارا چھوٹا بھائی ہوں علاوہ ازیں لڑائی کے معاملہ کا مجھے کچھ بھی تجربہ نہیں لیکن اس کے باوجود میں تم کو ایسا مشورہ دوں گا کہ اگر تم نے میرا مشورہ قبول کیا تو تیری عزت برقرار رہے گی علاوہ ازیں تیرا مال، تیری جان اور ساتھ میں اہل شہر کے بھی جان و مال سلامت رہیں گے۔ حاکم یوقنا نے کہا کہ اے بھائی! تم عمر میں مجھ سے چھوٹے ضرور ہو لیکن ہمارے دین کی پابندی، معلومات اور خدمات کی وجہ سے تم مجھ سے مرتبہ میں بڑے ہو۔ میں تمہاری غایت درجہ عزت کرتا ہوں اور تم کو صرف میرا ہی نہیں بلکہ تمام اہل حلب کا خیر خواہ اور ہمدرد جانتا ہوں لہٰذا تم خوشی سے اپنا مشورہ بیان کرو۔

یوحنا نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ تم ان عربوں کے پاس کسی ایلچی کو بھیجو اور اگر تم کو منظور ہو تو میں ان کے پاس بطور ایلچی جاؤں۔ ان سے صلح کے معاملہ میں گفتگو کر کے وہ جس قدر بھی مال طلب کریں ان کو دے دیں اور ان سے صلح کر لیں اور جب تک ان کا ملک شام پر غلبہ اور تسلط رہے، ہر سال اسی مقدار میں جزیہ ادا کر کے صلح کی تجدید کرتے رہیں تا کہ بغیر لڑائی کے ہم کو امن و امان حاصل ہو جائے۔ علاوہ ازیں جنگ کرنے سے ہمارے شہر کے بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور عربوں پر غلبہ حاصل کرنا لوہے کے چنے چبانے سے بھی دشوار کام ہے، ہرقل بادشاہ کے عظیم لشکر کو انہوں نے اجنادین، یرموک وغیرہ میں شکست فاش دی ہے۔ ملک شام کے مضبوط قلعے دمشق، بصرہ، قنسرین، بیت المقدس، بعلبک وغیرہ انہوں نے آسانی سے فتح کر لئے ہیں لہٰذا میرے مشورہ کے مطابق ہماری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ ہم ان سے جنگ نہ کریں اور صلح کر لیں۔

حاکم یوقنا اپنے بھائی یوحنا کی بات سن کر نہایت خشمناک لہجہ میں بولا کہ تیرا مسیح بُرا کرے! کیسی عاجز اور ذلت بھری رائے دیتا ہے۔ تیری ماں نے تجھ کو راہب جنا ہے اور راہب کی غذا زیت اور ترکاری ہوتی ہے وہ گوشت اور دیگر نعمتوں کو نہیں چھوتے لہٰذا ان میں بزدلی زیادہ ہوتی ہے اور میری ماں نے مجھ کو بادشاہ جنا ہے۔ میں بادشاہ کا بیٹا اور بادشاہ ہوں۔ لڑائی کا فن مجھے وراثت میں ملا ہے۔ جنگ کی مہارت اور دانش مجھے گھٹی میں پلائی گئی ہے۔ تجھ پر سختی ہو، کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں بغیر لڑائی کے عربوں کو اپنا شہر سپرد کر دوں؟ اب تو ہمارے اور عربوں کے درمیان جنگ ہی فیصلہ کرے گی۔ جب یوحنا نے اپنے بھائی یوقنا کی یہ بات سنی تو وہ متعجب لہجہ میں ہنسا اور کہا کہ قسم ہے حق مسیح کی! اے میرے بھائی! میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تیری موت قریب ہے۔ کیونکہ تو ستم گر اور باغی ہے اور ناحق خونریزی کو پسند کرتا ہے۔ تجھ کو تیرے لشکر اور سامان جنگ پر فخر اور غرور ہے لیکن تیرا یہ لشکر ہرقل بادشاہ کے جمع کردہ یرموک کے لشکر کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں اور تو جانتا ہے کہ ہرقل بادشاہ کے لشکر

marfat.com

نے یرموک میں کیسی ہزیمت اٹھائی ہے لہٰذا اللہ سے ڈر اور تکبر و عناد کی راہ ترک کر ورنہ عنقریب تو ہلاک ہو جائے گا۔

حاکم یوقنا نے اپنے بھائی یوحنا سے کہا اب بس کر اور خاموش رہ۔ تو نے ان ننگے بھوکے عربوں کو بہت اہمیت دے دی ہے۔ میں ان بادشاہوں میں سے نہیں جو عربوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دے، مجھے پورا یقین ہے کہ حضرت مسیح اور صلیب کی مدد مجھ کو حاصل ہوگی۔ میں ان عربوں کو صرف یہاں سے بھگا کر دم نہ لوں گا بلکہ ان کے تعاقب میں ملک حجاز تک جاؤں گا اور ملک حجاز پر قبضہ کرلوں گا اور ملک شام کے تمام بادشاہوں کو دکھادوں گا کہ میں نے عربوں کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ پھر پورے ملک شام میں میرے نام کا ڈنکا بجے گا اور ہرقل بادشاہ کو معزول کر کے ''قیصر روم'' کے منصب پر فائز ہو جاؤں گا۔ حاکم یوقنا کی متکبرانہ گفتگو سن کر اس کا چھوٹا بھائی یوحنا بہت ناراض ہوا اور کہا کہ جب تک تو میری رائے سے اتفاق نہیں کرے گا تب تک تجھ سے سلام کلام کرنا میرے لئے حرام ہے۔ پھر وہ خشمناکی کے عالم میں وہاں سے اٹھ کر اپنے صومعہ میں چلا گیا۔

دوسرے دن حاکم یوقنا نے شہر کے جنگ جو لوگوں اور لشکر کو جمع کیا اور مال و ہتھیار کا خزانہ کھول دیا۔ جس کسی نے جو بھی ہتھیار اور مال مانگا اس کو فراخ دلی سے دیا بعدہٗ اس نے حاضرین کو مخاطب کر کے پرجوش تقریر کی اور اطمینان دلایا کہ عربوں سے مقابلہ کرنا بہت آسان ہے کیونکہ ان کا لشکر متفرق ہو گیا ہے۔ کچھ قیساریہ کی جانب گیا ہوا ہے اور کچھ دیگر علاقوں کی طرف گیا ہوا ہے۔ ہمارے شہر پر حملہ کرنے ان کا جو لشکر آرہا ہے اس کی تعداد بہت کم ہے لہٰذا ہم ان کو تہ تیغ کر کے ختم کر دیں گے۔ حاکم یوقنا کی بات سن کر لوگوں میں لڑائی کا جوش پیدا ہوا اور ان کے حوصلے بلند ہوئے۔

حضرت ابوعبیدہ نے حلب کی جانب ایک ہزار کا لشکر بطور طلیعہ روانہ کیا:

حضرت ابوعبیدہ نے قنسرین سے حضرت کعب بن ضمرہ ضمری کو ایک ہزار کا لشکر دے کر بطور طلیعۂ اسلامی لشکر پہلے روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ تم حلب کی جانب کوچ کرو اور میں بھی باقی لشکر لے کر تمہارے پیچھے روانہ ہوتا ہوں۔ بموجب حضرت ابوعبیدہ کے حکم کے حضرت کعب بن ضمرہ ایک ہزار کا لشکر لے کر قنسرین سے حلب کی جانب روانہ ہوئے۔ حلب سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ایک نہر کے کنارے پہنچ کر پڑاؤ کیا اور حضرت ابوعبیدہ کے لشکر کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ حاکم یوقنا نے ہر طرف اپنے جاسوس پھیلا رکھے تھے۔ چند جاسوسوں نے آکر یوقنا کو اطلاع دی کہ مسلمانوں کا تقریباً ایک ہزار کی تعداد پر مشتمل چھوٹا لشکر حلب سے چھ میل کے فاصلہ پر پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ یہ خبر سن کر حاکم یوقنا کے منہ میں پانی بھر آیا۔ فوراً اس نے دس ہزار (10,000) کا لشکر مرتب کیا اور شہر سے روانہ ہوا۔ حاکم یوقنا نے ایک مکر یہ کیا کہ نہر کے قریب جہاں اسلامی لشکر کا پڑاؤ تھا وہاں پہنچ کر قریب میں واقع ایک گاڑی میں پانچ ہزار کا لشکر پوشیدہ کر دیا اور پانچ ہزار کا لشکر لے کر نہر کی طرف آگے بڑھا۔ حضرت کعب بن ضمرہ کا لشکر نہر کے کنارے اطمینان سے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ مجاہدین اپنے گھوڑوں کو دانا پانی دینے میں، وضو کرنے میں، کھانا پکانے میں اور دیگر کاموں میں مشغول تھے۔ حاکم یوقنا کے لشکر کے حملہ سے بے خبر تھے کہ دفعۃً پانچ ہزار کا رومی لشکر آپڑا۔

marfat.com

رومی لشکر کا حملہ اور صحابہ کا ''یا محمد'' پکارنا:

حاکم یوقنا تیز طوفان کی آندھی کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھتا ہوا آرہا تھا۔ چند مجاہدوں نے دور سے دیکھا کہ صلیبیں بلند کئے ہوئے رومی لشکر آرہا ہے تو وہ سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کو چوکنا کرنے دوڑے۔ حضرت کعب بن ضمرہ نے رومی لشکر کا اندازہ کیا تو تقریباً پانچ ہزار معلوم ہوا۔ حضرت کعب بن ضمرہ نے مجاہدوں کو حملہ کا جواب دینے کے لئے تیار کر دیا اور پکار کر کہا کہ اے دین کے مددگارو! ہم میں سے ہر ایک شخص کو پانچ رومی سپاہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو یہ پانچ ہزار کا رومی لشکر ہمارے لئے غنیمت ہے۔ مجاہدوں نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہوگا۔ ہر مجاہد اپنے ساتھی کو جوش دلا رہا تھا۔ مجاہدوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور حملہ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ یہ صبح کا وقت تھا۔ آفتاب آسمان میں ایک نیزہ جتنا بلند ہوا تھا۔ یوقنا اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا۔ مجاہدوں نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا اور حملہ کا جواب دیا۔ دونوں لشکر آپس میں گتھم گتھا ہو گئے شدت سے نیزہ زنی اور تیغ زنی ہونے لگی۔ مسلمان قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود شجاعت اور ثابت قدمی سے لڑتے تھے اور قریب تھا کہ غلبہ پا جائیں گے کہ اچانک گاڑی میں پوشیدہ رومی لشکر نے اسلامی لشکر کی پشت کی جانب سے حملہ کر دیا۔ آگے پانچ ہزار کا رومی لشکر اور پیچھے بھی پانچ ہزار کا رومی لشکر اور درمیان میں صرف ایک ہزار کا اسلامی لشکر پوری طرح سے رومی لشکر کے گھیرے میں آ گیا تھا۔ اسلامی لشکر کے مجاہد یکے بعد دیگرے بہت جلدی شہید ہونے لگے اور آن کی آن میں ایک سو مجاہد شہید ہو گئے۔ باقی بچے نو سو مجاہد سخت مصیبت میں گرفتار تھے لیکن بڑی ثابت قدمی سے جم کر مقابلہ کر رہے تھے۔

حاکم یوقنا اپنے لشکر کو اکساتا تھا اور حملہ کی شدت میں اضافہ کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ حضرت کعب بن ضمرہ اپنے ساتھیوں پر آپڑی مصیبت سے سخت بے چین و بیقرار تھے لیکن بڑی دلیری سے مقابلہ کر رہے تھے۔ اسلامی لشکر کی تعداد آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی تھی۔ شہید ہونے والوں کی تعداد اب ایک سو ستر ہو گئی تھی۔ حضرت کعب بن ضمرہ بھی شدید زخمی ہو گئے تھے۔ اکثر مجاہد زخموں سے چور تھے۔ تمام مجاہد حضرت ابو عبیدہ کے لشکر کی آمد کا انتظار کر رہے تھے بلکہ شدت سے خواہش کر رہے تھے۔ لڑتے لڑتے قنسرین کی طرف آنے والے راستہ کو دیکھتے تھے کہ اسلامی لشکر کا نشان نظر آئے کیونکہ ان سے حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے پیچھے روانہ ہوتا ہوں لیکن ابھی تک ان کی آمد نہ ہوئی تھی بلکہ ان کے آنے کا کوئی نشان بھی نظر نہیں آیا تھا۔

اب آفتاب آسمان کے بیچ میں آ گیا تھا۔ دوپہر کا وقت، شدت کی دھوپ، جنگ کی آگ کی گرمی، مجاہدوں کا کثرت سے شہید ہونا وغیرہ امور سے یہ گمان ہو رہا تھا کہ شام ہونے سے پہلے تمام مجاہد جام شہادت نوش کر لیں گے اور...... اسلامی لشکر کو ایک عظیم صدمہ پہنچا۔ صحابیٔ رسول اور جنگ تبوک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہی حضرت سعید بن مفلح شہید ہو گئے۔ حضرت سعید بن مفلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چالیس زخم لگے تھے اور تمام زخم سینہ کی طرف تھے۔ ایک بھی زخم پیٹھ کی جانب نہ تھا۔ حضرت سعید بن مفلح کے شہید ہونے سے اسلامی لشکر کے مجاہدوں کا حوصلہ ٹوٹ چکا تھا۔ حضرت کعب بن ضمرہ بھی سخت

marfat.com

تشویش میں تھے۔ حضرت ابوعبیدہ کے لشکر کو آنے میں بھی تاخیر ہوگئی تھی۔ بظاہر بچنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی تھی اور مایوسی کا عالم چھایا ہوا تھا۔ تب حضرت کعب بن ضمرہ صحابیٔ رسول نے اس طرح پکارا:

''یَا مُحَمَّدُ، یَا مُحَمَّدُ، نَصْرُ اللّٰہِ اَنْزِلْ، یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِثْبُتُوْا لَھُمْ فَاِنَّمَا ھِیَ سَاعَۃٌ وَّ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ''

ترجمہ: ''یارسول اللہ! یارسول اللہ! مدد کرو، اے مدداللہ کی نازل ہوتو۔ اے گروہ مسلمان! ثابت قدمی کرو تم ان کے مقابلہ میں اس واسطے کہ نہیں ہے یہ معاملہ مگر ایک گھڑی کا اور تم ہی غالب ہوگے۔''

قارئین کرام غور فرمائیں۔ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیٔ رسول ہیں سخت مصیبت میں گرفتار ہیں۔ بظاہر نصرت ونجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تب اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''یا محمد یا محمد'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ اگر مدد کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا شرک ہوتا تو کیا حضرت کعب اس طرح پکارتے؟ ہرگز نہیں۔ ثابت ہوا کہ مصیبت کے وقت مدد کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''یارسول اللہ'' کہہ کر پکارنا ''سنت صحابہ کرام'' ہے۔ لیکن افسوس کہ دور حاضرہ کے منافقین یہ کہتے ہیں کہ ''یارسول اللہ کہنا شرک ہے''۔ ناظرین کرام فیصلہ کریں کہ ہم کو صحابۂ کرام کا قول وفعل اختیار کرنا ہے یا دور حاضرہ کے منافقین کا باطل قول؟

القصہ! حضرت کعب بن ضمرہ کے اس طرح پکارنے سے مجاہدوں میں ایک نیا جوش پیدا ہوا۔ اپنی جان کی پروا کئے بغیر دوہرے جوش سے لڑنے لگے اور اچانک یوقنا کے لشکر نے پیٹھ پھیری اور تمام رومی حلب کی جانب بھاگے۔ ان کے بھاگنے کا سبب کیا تھا وہ ہم بعد میں عرض کریں گے کیونکہ بھاگنے کا جو سبب تھا اس کے تعلق سے ضروری امور کو مقدم پیش خدمت کرنا ضروری ہے تاکہ رومی لشکر کے بھاگنے کی وجہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

حضرت ابوعبیدہ کی آمد میں تاخیر کی وجہ، اہلِ حلب کا صلح کے لئے آنا:

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت کعب بن ضمرہ کو روانہ کرنے کے بعد اسلامی لشکر کو لے کر قنسرین سے حلب کی طرف روانہ ہو رہے تھے کہ اسلامی لشکر کے کیمپ کے قریب تیس (۳۰) اشخاص آئے اور بلند آواز سے ''لفون لفون'' یعنی ''امان امان'' پکارنے لگے۔ مجاہدوں نے جب یہ آواز سنی تو ان کے قریب گئے اور ان تیس اشخاص کو حضرت ابوعبیدہ کے خیمہ میں لے آئے۔ وہ تمام اشخاص حلب کے رئیس اور تاجر تھے اور حلب سے قنسرین اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم حضرت ابوعبیدہ کو ملنے آئے تھے۔ ان کے آنے کی وجہ یہ ہوئی تھی حاکم یوقنا حلب سے دس ہزار کا لشکر لے کر حضرت کعب بن ضمرہ کے لشکر پر حملہ کرنے نکلا تو اس کے روانہ ہونے کے بعد اہل حلب اور اطراف کے علاقہ کے تاجر، روساء اور ذی شعور لوگ جمع ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ یوقنا تکبر اور غرور کے نشہ میں آمادۂ جنگ ہو کر خود بھی ہلاک ہوگا اور ساتھ میں ہم کو بھی ہلاک کرے گا۔ لہٰذا مناسب یہ ہے ہم کچھ لوگ قنسرین جا کر اسلامی لشکر کے سردار سے اہل شہر کی جانب سے صلح کر کے امان حاصل کرلیں۔ دیگر مقامات کے طاقتور شہر کے لوگوں نے بھی عربوں سے صلح کی ہے اور سنا ہے کہ عرب اپنے عہد کے قول و پیمان میں سچے ہیں۔ صلح کرنے کے بعد یہ لوگ غدر

marfat.com

اور بیوفائی نہیں کرتے بلکہ اپنا وعدہ پوری طرح نبھاتے ہیں۔ چنانچہ اہل شہر کے تیس رئیس اور تاجر خفیہ راستہ اختیار کر کے حضرت ابوعبیدہ کے پاس آئے تھے اور انہوں نے صلح کی درخواست پیش کی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ تمہارا حاکم یوقنا تو ہم سے جنگ کرنے پر بڑے شدومد سے تلا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے سردار! ہم اپنے حاکم یوقنا سے خفیہ طور پر آپ سے صلح کرنے آئے ہیں کیونکہ وہ تمہارے لشکر (حضرت کعب بن ضمرہ) سے لڑنے دس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا ہے اس کے بعد شہر کے اہل رائے اور عقلمند لوگوں نے مشورہ کر کے بھلائی کا طریقہ اختیار کر کے ہم کو تمہارے پاس صلح کرنے بھیجا ہے۔ اگر آپ نے ہماری درخواست منظور کر کے صلح کر لی تو ہم آپ کی مدد کریں گے اور ہمارے اطراف کے دیہات اور شہر بھی تمہاری صلح میں داخل ہو کر تمہاری مدد کریں گے اور اگر آپ نے صلح سے انکار کر دیا اور یہ بات مشہور ہوگئی کہ اسلامی لشکر کے سردار صلح نہیں کرتے تو پھر کوئی شہر اور قصبہ آپ سے صلح کرنے نہیں آئیگا۔

چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے اہل حلب سے حسب ذیل شرائط پر صلح کی۔

(۱) اہل قنسرین نے صلح کے لئے جس قدر مال دیا ہے اس کا نصف تم ادا کرو گے۔

(۲) تم ہر سال جزیہ ادا کرو گے۔

(۳) جب ہمارا لشکر حلب آئے گا تو ہم سے غلہ اور دیگر اشیاء خرید وفروخت کرو گے۔

(۴) ہمارے دشمنوں کو لڑائی میں کسی قسم کی بھی مدد نہیں کرو گے۔

(۵) ہماری کسی قسم کی کوئی خبر یا اطلاع ہمارے دشمنوں تک نہیں پہنچاؤ گے۔

(۶) ہمارے دشمنوں کی خبر اور ان کی سازشوں کی اطلاع ہم تک پہنچانے میں تاخیر اور کوتاہی نہیں کرو گے۔

اہل حلب نے تمام شرائط منظور کیے۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے ان کے نام اور پتے لکھ لئے۔ پھر ان سے پوچھا کہ تمہارا حاکم یوقنا ہمارے لشکر پر حملہ کرنے حلب سے کب روانہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج صبح میں روانہ ہوا ہے اور اس کے روانہ ہونے کے بعد ہم خفیہ راستہ سے آپ کے پاس آنے کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ پھر وہ وفد حلب کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس وقت رات کا وقت تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے پوری رات حضرت کعب بن ضمرہ اور ان کے ساتھیوں کی فکر میں بسر کی کیونکہ یوقنا اس وقت حضرت کعب بن ضمرہ کے قریب پہنچ گیا ہوگا اور علی الصبح حملہ کر دے گا اور ہم کو وہاں پہنچنے میں دیر ہو جائے گی۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا تھا کہ یوقنا نے صبح کے وقت حضرت کعب بن ضمرہ کے لشکر پر حملہ کر دیا تھا اور جس وقت یوقنا نے حملہ کیا تھا اس وقت تو حضرت ابوعبیدہ کے لشکر نے قنسرین سے حلب کی جانب کوچ کا آغاز کیا تھا اور قنسرین سے حلب کی مسافت ایک دن کے راستہ کا فاصلہ تھا۔

حضرت کعب بن ضمرہ کے لشکر پر نصرت الٰہی اور یوقنا کا پیٹھ پھیر کر بھاگنا:

حضرت سعید بن مفلح کے شہید ہونے پر مجاہدین کو بھاری صدمہ پہنچا تھا۔ تمام مجاہدین حضرت ابوعبیدہ کے لشکر کا شدید انتظار کر رہے تھے لیکن حضرت ابوعبیدہ کا لشکر تو اثنائے راہ تھا۔ شام تک اس لشکر کے آنے کی توقع نہ تھی اور یہاں دوپہر کا وقت

marfat.com

تھا۔ جنگ اپنے شباب پر تھی مجاہدین بڑی دلیری سے مقابلہ کر رہے تھے اور مجاہدین کے شہید ہونے کا سلسلہ بھی جاری تھا اور ایسا گمان ہوتا تھا کہ شام ہوتے ہوتے تمام مجاہد شہید ہو جائیں گے۔ کیونکہ ابھی تو دو پہر کا وقت تھا۔ تمام مجاہدین کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تھا اور وہ شوق شہادت میں نصرت الٰہی پر اعتماد رکھتے ہوئے بڑی ثابت قدمی سے مقابلہ کر رہے تھے اور قنسرین آنے والے راستہ کی طرف امید کی نظر سے دیکھتے تھے کہ شاید حضرت ابو عبیدہ کا لشکر آ جائے لیکن لشکر کی آمد کے کوئی آثار رونما نہیں ہوتے تھے کہ...... اچانک...... حضرت کعب بن ضمرہ نے دیکھا کہ...... حاکم یوقنا نے پیٹھ پھیری اور بے صبری اور اضطراب کے عالم میں وہ اپنے لشکر کو ساتھ لے کر شہر کی طرف بھاگا۔ گویا اس نے آسمان سے کوئی ڈراؤنی آواز سن لی تھی یا پھر جنگ بدر کی طرح آسمان سے فرشتے نازل ہوتے دیکھ لئے تھے اور گھبراہٹ کے عالم میں بھاگا تھا۔

حاکم یوقنا کا میدان چھوڑ کر بھاگنے کا سبب:

حلب کے تیس رئیس اور تاجر ابو عبیدہ سے صلح کر کے رات ہی میں قنسرین سے روانہ ہو کر علی الصبح حلب واپس آ گئے تھے۔ حلب آ کر انہوں نے اہل حلب کو صلح کی کیفیت اور شرائط سے آگاہ کیا اور امان حاصل ہو جانے کی خوشخبری سنائی۔ یوقنا حاکم کے جاسوسوں کو جب پتہ چلا کہ اہل شہر قنسرین جا کر اسلامی لشکر کے سردار سے صلح کر آئے ہیں اور عنقریب اسلامی لشکر کی آمد ہونے والی ہے تو وہ جاسوس حلب سے بھاگ کر اس مقام پر پہنچے جہاں نہر کے قریب حاکم یوقنا حضرت کعب بن ضمرہ کے لشکر کے ساتھ مصروف جنگ تھا۔ جاسوسوں نے حاکم یوقنا کو اطلاع دی کہ تم یہاں مٹھی بھر اسلامی لشکر سے بھڑنے میں مبتلا ہو اور تمہارے پیچھے یہ حالت ہے کہ تمہارا سب کچھ لٹ گیا سمجھو۔ جلدی حلب شہر کی طرف لوٹو ورنہ ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔ تمہاری عدم موجودگی میں اہل شہر نے مسلمانوں سے قنسرین جا کر صلح کر لی ہے اور مسلمانوں کے لشکر کو مدد کرنے کا عہد و پیمان کر کے واپس آ گئے ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ شہر کے تمام دروازے کھلے پڑے ہیں۔ مسلمانوں کا لشکر عنقریب آ پہنچنے والا ہے اور آتے ہی شہر میں داخل ہو کر شہر پر قابض ہو جائے گا۔ لہٰذا ان مٹھی بھر مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور شہر کی خبر لو ورنہ پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت جیسا معاملہ ہو گا۔

جاسوسوں کی دی ہوئی اطلاع سن کر حاکم یوقنا کے پاؤں تلے کی زمین سرک گئی۔ اس نے حضرت کعب بن ضمرہ کے لشکر سے لڑنا موقوف کر کے لشکر کو جلد از جلد حلب پہنچنے کا حکم دیا۔ حکم پاتے ہی رومی لشکر نے اپنی لیلا سمیٹ لی اور حلب کا رخ کیا۔ اچانک رومی لشکر کو بھاگتا دیکھ کر مجاہدین بھی محو حیرت تھے۔ حضرت کعب بن ضمرہ نے بھاگتے ہوئے رومی لشکر کا تعاقب کرنے کا ارادہ کیا لیکن ساتھیوں نے کہا کہ اے سردار! آپ نے راہ خدا میں اپنی جان خرچ کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی اور بہت زیادہ مشقت اٹھائی ہے لہٰذا اب توقف کرو اور تعاقب میں جانے کی زحمت مت لو۔ لہٰذا حضرت کعب بن ضمرہ رک گئے۔

حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد کو حضرت کعب کی کمک کرنے پہلے روانہ کیا:

حضرت ابو عبیدہ علی الصبح جب قنسرین سے حلب کی جانب روانہ ہو رہے تھے تب انہوں نے حضرت خالد سے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! میں حضرت کعب بن ضمرہ اور ان کے ساتھیوں کے معاملہ میں بہت فکر مند ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ حاکم یوقنا

marfat.com

نے مکر وفریب سے تمام کو شہید کر دیا ہے اور اسی فکر میں مجھے پوری شب نیند نہیں آئی ہے۔ حضرت خالد نے کہا کہ اے سردار! میرا بھی آپ کی طرح حال ہے۔ خدا کی قسم! اپنے مسلمان بھائیوں کی فکر اور رنج نے رات بھر مجھے سونے نہیں دیا ہے۔ اے سردار! اس معاملہ میں آپ کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم تیز رفتاری سے اپنے ساتھیوں کو لے کر جلد از جلد حضرت کعب تک پہنچو۔ حکم ملتے ہی حضرت خالد نے لشکر زحف کو ساتھ لیا اور قنسرین سے اس حال میں روانہ ہوئے کہ تمام نے اپنے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں تھیں اور گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ حضرت خالد بہت ہی عجلت سے نہر کے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر حضرت خالد نے دیکھا کہ جنگ کے بجائے ایک سناٹا اور خاموشی چھائی ہوئی ہے اور پورا میدان لاشوں سے بھرا ہوا ہے۔ قریب میں اسلامی لشکر کے خیمے نصب کئے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہاں جا کر دیکھا تو تمام مجاہد نیم مردہ اور خستہ حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔

کسی میں بھی ہلنے کی سکت اور طاقت نہیں۔ اکثر زخمی حالت میں تھے اور ان کے جسم بے حس اور بے جان جیسے معلوم ہو رہے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت خالد نے بلند آواز سے پکارا کہ:

''اَلنَّفِيْرُ! اَلنَّفِيْرُ! يَا اَنْصَارَ الدِّيْنِ''

''یعنی اٹھ کھڑے ہو، چلو، اے دین کے مددگارو''

حضرت خالد کی اس صدا پر تمام مجاہدوں کے جسم میں ایک نئی جان آ گئی اور تمام مجاہدین اٹھ کھڑے ہوئے۔ تمام مجاہد حضرات خالد کے اردگرد جمع ہو گئے اور حضرت کعب بن ضمرہ نے جنگ کی پوری روداد سنائی۔ حضرت خالد نے مجاہدوں کی خبر گیری کی، زخمیوں کے زخم باندھے اور ان کو اطمینان اور تسلی دلائی۔ کچھ دیر میں حضرت ابوعبیدہ بھی اسلامی لشکر کے ساتھ تشریف لے آئے اور حضرت کعب بن ضمرہ کو سلامت دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر میدان کی طرف متوجہ ہوئے۔ میدان مقتولین اور شہداء کی لاشوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان میں اکثر لاشیں رومیوں کی تھیں۔ مسلمان شہداء کی لاشیں الگ چھانٹ کر ان کی نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ حضرت ابوعبیدہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور شہداء کو ان کے خون آلود کپڑوں میں ہی دفن کیا گیا۔ بعدہٗ اسلامی لشکر نے حلب کی طرف کوچ کیا۔

حلب واپس آ کر حاکم یوقنا کا اہل شہر پر ظلم وستم، اپنے بھائی یوحنا کو قتل کرنا:

یوقنا حاکم حضرت کعب کے ساتھ لڑائی کو درمیان سے چھوڑ کر حلب آیا اور اہل شہر کو جمع کر کے کہا کہ خرابی ہو تمہارے لئے کہ تم نے عربوں سے صلح کر لی ہے اور ان کے مددگار بن گئے ہو۔ اس پر اہل شہر نے کہا کہ ہاں! بیشک ہم نے صلح کی ہے، اس لئے کہ وہ غلبہ دیئے گئے ہیں۔ اس پر یوقنا نے کہا کہ تم سے حضرت مسیح راضی نہ ہوں گے اور قسم ہے حق مسیح کی! جس نے بھی عربوں سے صلح کی ہے، ان تمام کو میں مار ڈالوں گا۔ اور اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو اپنی صلح توڑ دو اور عربوں کے مقابلہ میں میرا ساتھ دو۔ اس پر اہل شہر خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ قوم کے سکوت سے یوقنا کو غصہ آیا اور اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں بطریق کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ اسی نے قوم کو صلح کرنے پر ابھارا ہے اور وہ بطریق کو پکڑ کر لے آؤ۔ چنانچہ یوقنا کے غلام

marfat.com

اس بطریق کو پکڑ لائے۔ یوقنا نے اس بطریق کو قتل کر ڈالا اور اس کے ساتھ تین سو آدمیوں کو بھی مار ڈالا۔ حاکم یوقنا کے اس ظلم سے اہل حلب لرز گئے۔ بچوں اور عورتوں نے اپنے اقرباء کے قتل ہونے پر رونا اور شور وغل مچانا شروع کیا اور شہر حلب میں ایک کہرام مچ گیا۔

یوقنا کا بھائی ''یوحنا'' اپنے کنیسہ میں مشغول عبادت تھا۔ رونے اور چیخنے کی آوازیں سن کر وہ اپنے کنیسہ (صومعہ) سے باہر آیا اور سارا ماجرا دیکھ کر اپنے بھائی یوقنا سے کہا کہ لوگوں پر ظلم نہ کر۔ نرم روش اختیار کر ورنہ حضرت مسیح تجھ پر خشمناک ہوں گے۔ یوقنا نے کہا کہ اے بھائی! ان لوگوں نے ہمارے دشمنوں کی اعانت کرنے پر صلح کی ہے لہٰذا میں ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یوحنا نے یوقنا سے کہا کہ اس میں ان لوگوں کا کوئی قصور نہیں کیونکہ یہ لوگ جنگ کے لوگ نہیں بلکہ تاجر لوگ ہیں، اپنی بہتری اور جان کی حفاظت کے لئے انہوں نے ایسا کیا ہے۔ اپنے بھائی یوحنا کی بات سن کر یوقنا نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ان لوگوں کو صلح کی ترغیب دی ہے اسی لئے ان کا دفاع کرتا ہے اور ان کی سفارش کرتا ہے۔ لہٰذا تو ہی سب سے بڑا قصوروار ہے اور سب سے پہلے تو ہی سزا کا مستحق ہے۔ یہ کہہ کر یوقنا اپنے بھائی یوحنا کی طرف متوجہ ہوا اور اس پر قابض ہو کر تلوار نکال لی تاکہ اس کو قتل کرے۔

یوحنا نے جب دیکھا کہ میرے بھائی نے میرے قتل کے ارادہ سے تلوار نکال لی ہے اور میرا قتل ہو جانا یقینی ہے تو اس نے آسمان کی طرف اپنا سر اٹھایا اور باآواز بلند کہا کہ:

''اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ عَلٰی اِنِّیْ مُسْلِمٌ اِلَیْکَ مُخَالِفُ الدِّیْنِ ھٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ اَنَّ الْمَسِیْحَ نَبِیُّ اللّٰہِ''

ترجمہ: ''اے میرے اللہ! گواہ ہو تو اس امر پر کہ اسلام قبول کرنے والا ہوں تیری طرف اور اس قوم کے دین کی مخالفت کرنے والا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسول ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں۔''

(حوالہ: ''فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۳۰۳)

مندرجہ بالا کلمات ایمان فرمانے کے بعد حضرت یوحنا نے اپنے بھائی حاکم یوقنا سے فرمایا کہ اب تجھے جو کرنا ہے وہ کر' اگر تو مجھ کو قتل بھی کر دے گا تو میں جنت کی طرف جاتا ہوں کیونکہ میں نے دین حق اسلام قبول کر لیا ہے۔ مجھے اب اپنی جان کی پروا نہیں۔ بقول:

جانِ سفر نصیب کو کس نے کہا مزے سے سو
کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

حاکم یوقنا اپنے بھائی کی زبانی قبول اسلام کا اقرار سن کر لال پیلا ہو گیا۔ اس نے اپنے بھائی حضرت یوحنا رحمۃ اللہ علیہ پر

marfat.com

تلوار کا وار کیا اور ان کی گردن کو تن سے الگ کر کے شہید کر دیا۔ پھر اس نے اپنے غصہ اور تشدد کا شکار اہل شہر کو بنایا۔ حاکم یوقنا نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اہل شہر کو قلعہ کے باہر لے جاؤ۔ حاکم یوقنا کے سپاہی اہل شہر کو پکڑ پکڑ کر شہر کے باہر وسیع میدان میں لاتے تھے اور ان پر طرح طرح کا ظلم و ستم کر کے مار ڈالتے تھے۔ اہل شہر رو رو کر فریاد کرتے تھے مگر ان کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ چاروں طرف سے یوقنا کے سپاہیوں نے انہیں گھیر رکھا تھا اور یوقنا کا حکم پاتے ہی ان کو تہ تیغ کرتے تھے۔

اسلامی لشکر کا حلب کے قلعہ پر پہنچنا اور اہل حلب کا یوقنا کے ظلم سے نجات پانا:

اہل حلب کسمپرسی کے عالم میں حاکم یوقنا کے ظلم و ستم جھیل رہے تھے کہ دفعۃً اسلام کا لشکر جرار حلب کے قلعہ پر آ پہنچا۔ اسلامی لشکر کے نشان دکھائی دیئے۔ حضرت خالد بن ولید لشکر کے آگے تھے اور وہ سبقت کر کے آن کی آن میں قلعہ کے قریب اس جگہ آ پہنچے جہاں اہل حلب پر ظلم و ستم ڈھایا جا رہا تھا۔ حضرت خالد نے حاکم یوقنا کے گبروں کو للکارا اور ان کو تنبیہ کی کہ حلب کے باشندے ہماری صلح میں داخل ہیں اور ان کی حفاظت کرنا ہمارے عہد و پیمان کی وجہ سے ہم پر لازم ہے لہٰذا اہل حلب سے باز رہو۔ پھر حضرت خالد نے اسلامی لشکر کو یوقنا کے گبروں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حکم ملتے ہی تمام مجاہدین رومی سپاہیوں پر مثل چنگل مارنے والے باز کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اور سرعت سے شمشیر زنی اور نیزہ زنی کر کے گبروں کو خاک و خون میں ملانا شروع کر دیا۔ مجاہدوں کے اس شیرانہ حملہ سے یوقنا بوکھلا گیا اور اپنے سپاہیوں کو لے کر قلعہ کی طرف بھاگا۔ مجاہدوں نے ان کا تعاقب کیا لیکن تمام رومی اضطراب و خوف کی وجہ سے ہرن کی رفتار سے بھاگ کر قلعہ میں داخل ہو گئے اور قلعہ کا دروازہ بلند کر لیا۔ لیکن یوقنا کے تین ہزار سپاہی قلعہ کے باہر رہ گئے جن کو مجاہدوں نے قتل کر دیا۔ اہل حلب نے یوقنا کے ظلم و ستم سے نجات دلانے پر حضرت ابوعبیدہ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر انہوں نے یوقنا حاکم کی تفصیل حضرت ابوعبیدہ کو سنائی۔ حضرت ابوعبیدہ نے پوری کیفیت سماعت کرنے کے بعد اظہار افسوس فرمایا۔

پھر اسلامی لشکر نے قلعہ سے تھوڑے فاصلہ پر کیمپ تجویز کیا۔ خیمہ وغیرہ نصب کئے گئے اور سامان استقامت درست کیا۔ تھوڑی دیر بعد اہل حلب چالیس گبروں کو قیدی بنا کر حضرت ابوعبیدہ کے پاس لائے اور کہا کہ یہ تمام یوقنا کے ساتھی ہیں۔ قلعہ کا دروازہ بند ہو جانے کی وجہ سے قلعہ کے باہر رہ گئے تھے اور اطراف کے کھیتوں اور مکانوں میں چھپ گئے تھے اور چونکہ ہم تمہاری صلح میں داخل ہیں اور صلح کی شرائط کے مطابق ان کو پناہ دینا عہد شکنی ہے لہٰذا ہم ان کو تمہارے پاس لائے ہیں، جو مناسب ہو وہ معاملہ سے ان کرو۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان چالیس گبروں پر اسلام پیش کیا جن میں سے صرف سات اشخاص نے اسلام قبول کیا باقی سب نے قبول اسلام سے انکار کیا لہٰذا انکار کرنے والے تمام کی گردنیں ماری گئیں۔

حضرت ابوعبیدہ نے اہل حلب سے فرمایا کہ تم نے اپنی صلح کے معاملہ میں خیر خواہی سے کام لیا ہے لہٰذا تم بھی عنقریب ہم سے وہ معاملہ دیکھو گے جو تمہاری خوشی کا باعث ہوگا۔ پھر ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارا حاکم اپنے لشکر کے ہمراہ قلعہ میں پناہ گزین ہوا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو قلعہ میں داخل ہونے کا خفیہ راستہ معلوم ہے؟ اگر ہم کو قلعہ میں داخل ہونے کی پوشیدہ راہ معلوم ہوتی تو ہم تمہارے ساتھ غدر اور بیوفائی کر کے ہرگز نہیں چھپاتے بلکہ ضرور نشاندہی کرتے۔

marfat.com

اسلامی لشکر کا حلب کے قلعہ کا محاصرہ کر کے حملہ کرنا= حاکم یوقنا کی جانب سے سخت جواب:

جب قلعہ میں داخل ہونے کے خفیہ راستہ کا سراغ نہ ملا تو اسلامی لشکر کے سرداروں نے باتفاق رائے قلعہ کا محاصرہ کرنے کا اور قلعہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسلامی لشکر قلعہ سے قریب ہوا لیکن حاکم یوقنا نے قلعہ کی دیوار پر پتھر، دہلواس، عروات، تیر، کمان اور دیگر آلات حرب کا عظیم ذخیرہ جمع کر رکھا تھا۔ جیسے ہی اسلامی لشکر شہر پناہ کے قریب آیا رومی لشکر نے پتھروں اور تیروں کی بارش شروع کر دی۔ حاکم یوقنا نے اس کثرت سے تیر اور پتھر برسائے کہ پورے ملک شام میں کسی بھی لڑائی میں اسلامی لشکر پر اس کثرت سے تیر اور پتھر کہیں بھی نہیں برسائے گئے۔ سینکڑوں کی تعداد میں مجاہدوں کے سر پھوٹے، ہاتھ پاؤں ٹوٹے اور کثرت سے زخمی اور اپاہج بھی ہوئے۔ شام تک یہی حالت رہی کہ رومی غالب رہے اور اسلامی لشکر کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ غروب آفتاب کے وقت اسلامی لشکر اس حال میں اپنے کیمپ میں واپس لوٹا کہ بھاری تعداد میں مجاہدین زخمی ہوئے تھے اور بہت سے شہید ہوئے تھے۔ شہیدوں کو دفن کیا گیا اور زخمیوں کا معالجہ کیا گیا۔ اسلامی لشکر کو ناکامیابی اور مصیبت سے دوچار ہونا پڑا تھا اور اس وجہ سے رومی لشکر کا حوصلہ بلند ہو گیا تھا۔ یوقنا نے کہا کہ آج کے بعد اسلامی لشکر قلعہ کی دیوار کے قریب نہیں آئے گا اور میں ان کے ساتھ ایک بڑا مکر وفریب کر کے ان پر بہت بڑی آفت ڈھادوں گا۔

اسلامی لشکر نے اس دن کے بعد قلعہ کی دیوار سے سلامت فاصلہ پر رہ کر محاصرہ جاری رکھا۔ محاصرہ کا سلسلہ کئی دن جاری رہا لیکن کوئی لڑائی وقوع پذیر نہ ہوئی۔

حاکم یوقنا کا فریب= رات میں سوئے ہوئے اسلامی لشکر پر حملہ:

اسلامی لشکر کی تعداد سترہ ہزار (17,000) تھی۔ سترہ ہزار آدمیوں کے لئے وسیع میدان میں خیمے نصب کرنے میں آئے تھے اور اسلامی لشکر کا کیمپ طول وعرض میں بہت پھیلا ہوا تھا لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے چند اشخاص کو شب میں کیمپ کے اردگرد گشت لگا کر چوکیداری کی خدمت پر مامور کر رکھا تھا لیکن کئی دن گزر گئے کوئی نازیبا معاملہ واقع نہیں ہوا تھا۔

ایک رات میں حاکم یوقنا دو ہزار سپاہیوں کو لے کر قلعہ سے باہر آیا۔ وہ تمام پیدل تھے اور قلعہ سے اسلامی لشکر تک کسی قسم کا شور وغل کئے بغیر چپکے سے پہنچ گئے اور اسلامی لشکر کے کیمپ کے کنارے جہاں قوم بنی کعب اور قوم عک کے خیمے واقع تھے ان خیموں پر حملہ کر دیا۔ اس طرف کے خیموں والوں نے اپنے علاقے کی مشعلیں اور خیموں کے چراغ گل کر دیئے تھے اور اپنے خیموں میں بے ڈر ہو کر محوخواب تھے۔ ان کے ہتھیار بھی ان کے قریب نہیں تھے بلکہ اپنے بستر سے دور خیمہ کے کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ آدھی شب گزر چکی تھی۔ تمام گہری نیند میں سوئے ہوئے اور رومی لشکر کے حملہ سے بے خبر تھے کہ اچانک دو ہزار رومی سپاہیوں نے بنی کعب اور قوم عک کے خیموں پر دھاوا بول دیا۔ رومی گبروں نے جاتے ہی تلوار زنی، اسباب لوٹنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح کے اچانک حملہ سے اسلامی لشکر کے کنارے کے خیموں میں کہرام مچ گیا۔ مجاہدین گھبراہٹ کی حالت میں بیدار ہوئے اور قریب والے کو باخبر کرنے کے لئے ''اَلنَّفِیْرُ اَلنَّفِیْرُ'' یعنی ''مدد کو پہنچو، مدد کو پہنچو'' پکارنے لگے، شور وغل کی آواز بلند ہوئی۔ اس علاقہ کے خیموں میں مقیم مجاہدین اٹھ کھڑے ہوئے اور جو بھی ہتھیار ہاتھ میں آیا وہ اٹھا کر مقابلہ

marfat.com

کرنے لگے۔ لیکن تمام کے تمام مجاہدین بے ترتیب اور غیر مسلح تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا معاملہ ہے البتہ رومی سپاہی رومی زبان میں زور زور سے چلّاتے تھے لہٰذا ان کو پتہ چل گیا تھا کہ رومیوں نے رات کے اندھیرے میں چھاپا مارا ہے۔ اس علاقے کے خیموں سے کچھ اشخاص بھاگ کر حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد کے خیمے جہاں واقع تھے وہاں پہنچ گئے اور بلند آواز سے پکار پکار کر سب کو بیدار کیا اور اسلامی لشکر کے کیمپ کے کنارے والے خیموں پر رومی لشکر کے حملہ کی اطلاع دی اور جلدی مدد کو پہنچنے کے لئے آوازیں دینے لگے۔

حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مثل حملہ آور شیران خیموں کی طرف لپکے جہاں یوقنا نے حملہ کیا تھا۔ حضرت خالد کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ آتا دیکھ کر یوقنا نے اپنے سپاہیوں کو قلعہ کی طرف بھاگنے کا حکم دیا، چنانچہ تمام رومی سپاہی خیموں سے قلعہ کی طرف بھاگے۔ اس دوران رومیوں نے ساٹھ (60) مسلمانوں کو شہید کر دیا اور بہت مال و اسباب بھی لوٹ لیا تھا۔ بھاگتے وقت اپنے ساتھ پچاس (50) مسلمانوں کو بھی قید کر کے اٹھا لے گئے۔ حضرت خالد بن ولید جب وہاں پہنچے تب رومی سپاہی بھاگ رہے تھے لہٰذا حضرت خالد نے ان کا قلعہ کی دیوار تک تعاقب کیا اور بھاگنے میں پیچھے رہ جانے والے تقریباً ایک سو رومیوں کو قتل کر ڈالا لیکن یوقنا مع اپنے سپاہیوں کے بھاگ نکلنے میں کامیاب رہا۔ قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔

پچاس قیدی مجاہدوں کو یوقنا نے قلعہ کی دیوار پر چڑھا کر اسلامی لشکر کو دکھا کر شہید کیا:

دوسرے دن صبح حسب معمول اسلامی لشکر اپنے کیمپ سے روانہ ہو کر قلعہ کی طرف محاصرہ کرنے آیا۔ اسلامی لشکر نے قلعہ کا تھوڑے فاصلہ پر رہ کر محاصرہ کیا تھے۔ فاصلہ اتنا کم تھا کہ فریقین ایک دوسرے کو آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ یوقنا ان پچاس قیدیوں کو قلعہ کی دیوار پر لایا جن کو رات میں چھاپا مار کر گرفتار کر لایا تھا۔ ان تمام قیدی مجاہدوں کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں۔ یوقنا نے ان پچاس مجاہدوں کو قلعہ کی دیوار پر اس طرح کھڑے کئے تھے کہ اسلامی لشکر کا ہر شخص ان کو دیکھتا تھا اور ان کی آوازیں سنتا تھا۔ وہ پچاسوں بیک زبان بلند آواز سے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پکارتے تھے اور اسی حالت میں ان تمام کی گردنیں الگ کر دی گئیں اور ان تمام کو ایک ساتھ شہید کر دیا گیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اپنے دینی بھائیوں کو اپنی نظروں کے سامنے شہید ہوتا دیکھ کر اسلامی لشکر کا ہر فرد تڑپ اٹھا۔ ہر ایک چشم نمناک سے اس ناقابل برداشت سانحہ کو دیکھ رہا تھا لیکن سب مجبور تھے۔ ان کی مدد کرنے نہیں جا سکتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ کے لئے یہ صدمہ ناقابل تحمل تھا۔ حضرت خالد بن ولید کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ لیکن رومی قلعہ کی دیوار پر محفوظ و سلامت مقام پر ہونے کی وجہ سے کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔ سب نے صبر کیا اور شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔

اس حادثہ سے حضرت ابوعبیدہ بہت ہی رنجیدہ خاطر ہوئے تھے۔ آپ نے لشکر میں منادی کرا دی کہ قسم ہے اللہ اور رسول کی طرف سے اور قسم ہے سردار ابوعبیدہ کی طرف سے کہ اب سے ہر شخص اپنی نگہبانی خود کرے اور اپنی نگہبانی کسی دوسرے کے حوالے کر کے ایک دوسرے کے بھروسہ پر رہ کر غفلت نہ کریں۔ اس منادی کے بعد مجاہدین رات کے وقت خوب احتیاط کرنے

marfat.com

لگے اور اسلامی لشکر کے کیمپ کی نگہبانی اور چوکیداری سخت بنادی گئی۔

حاکم یوقنا کا دوسرا فریب= غلہ لانے گئے ہوئے مجاہدوں کو شہید کرنا= غلہ لوٹ لینا:

یوقنا اپنے زعم میں اپنے مکر وفریب کی ہر چال میں کامیاب ہو رہا تھا۔ اس نے کچھ نصرانی عربوں کی جاسوسی کے کام پر متعین کر کے اسلامی لشکر میں گھسا دیئے تھے۔ یوقنا کے جاسوس اسلامی لشکر کے اہم امور کی خبریں اسے متواتر پہنچایا کرتے تھے۔ ایک دن دو پہر کے وقت حاکم یوقنا اپنے بطارقہ اور عمالقہ کے ساتھ بیٹھ کر کسی نئے مکر وفریب کے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ اس کا ایک جاسوس خبر لایا کہ عربوں نے حلب کے اطراف کے جنگلوں کے علاقوں کے لوگوں سے صلح کر لی ہے اور اپنے لشکر کے کھانے پینے کے لئے رسد (اناج) لینے کے لئے ایک سو مسلمان سوار اپنے ساتھ میں غلہ کا بوجھ اٹھانے کے لئے اونٹ، خچر وغیرہ لے کر جنگل کے کسی گاؤں کی طرف گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر یوقنا خوشی سے مچل اٹھا اور اس نے ایک فریب تجویز کیا۔ اپنے ایک معتمد بطریق کو ایک ہزار سوار روسائے لشکر سے منتخب کر کے دیئے اور رات کے وقت اس جاسوس کے ہمراہ خفیہ دروازے سے نکال کر جنگل کی طرف روانہ کیا۔ ایک ہزار رومی سپاہی مسلمانوں کے قافلہ کے تعاقب میں رات کی اندھیری میں عجلت سے جا رہے تھے۔ راہ میں ایک چرواہا ملا۔ رومی لشکر کے سردار بطریق نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے عربوں کے کسی قافلہ کو یہاں سے گزرتا دیکھا ہے؟ چرواہے نے کہا کہ ہاں! غروب آفتاب کے وقت رومی لشکر نے مسلمانوں کو اس حال میں پایا کہ وہ اپنے ساتھ کے جانوروں پر غلہ لاد کر حلب کی طرف آرہے ہیں۔

مسلمانوں کا قافلہ جنگل کے ایک دیہات سے غلہ لے کر علی الصبح روانہ ہوا تھا۔ مسلمانوں کے قافلہ کے سردار حضرت مناذش بن ضحاک طائی تھے۔ حضرت مناذش اپنے ساتھیوں کو جلدی جلدی چلنے کی ترغیب دیتے تھے تاکہ زوال کے وقت تک اسلامی لشکر کے کیمپ حلب میں پہنچ جائیں۔ تھوڑی مسافت طے کر کے جنگل کے علاقہ میں ہی تھے کہ سامنے سے رومیوں کا ایک ہزار مسلح سواروں کا لشکر نظر آیا۔ حضرت مناذش نے ساتھیوں کو جہاد کے فضائل بیان کر کے لڑنے کی ترغیب دی۔ تھوڑی دیر میں رومی لشکر ان پر آپڑا۔ مجاہدوں نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا لیکن فوراً ہی حضرت مناذش بن ضحاک اور ان کے ہمراہ کل تیس مجاہد شہید ہو گئے۔ اپنے سردار اور تیس ساتھیوں کو شہید ہوتا دیکھ کر باقی کے ستر مجاہدوں نے شکست اٹھائی اور حلب کی جانب اسلامی لشکر کے کیمپ کی طرف بھاگے۔

رومیوں نے غلہ سے لدے ہوئے جانوروں کا قبضہ کر لیا اور قریب میں واقع ایک پہاڑ کے گاؤں میں چھپ گئے کیونکہ اس وقت صبح کا وقت تھا لہٰذا وہ ڈرے کہ اس وقت حلب کی طرف جانا مناسب نہیں کیونکہ جو ستر مسلمان بھاگ کر حلب کی طرف گئے ہیں وہ اس معاملہ کی خبر اسلامی لشکر کو ضرور دیں گے اور مسلمانوں کا لشکر اس طرف ضرور آئے گا۔ ہوسکتا ہے کہ راستہ میں ہی اسلامی لشکر سے آمنا سامنا ہو جائے لہٰذا مناسب یہی ہے کہ دن کے وقت جنگل کے کسی گاؤں میں چھپ جائیں اور رات کے وقت اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر گزشتہ شب کی طرح سفر طے کر کے خیریت سے حلب کے قلعہ میں داخل ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک ہزار رومی قریب میں واقع ایک گاؤں میں چلے گئے اور دن بھر وہاں چھپ کر رات کی تاریکی چھانے کا انتظار کرتے تھے۔

marfat.com

حضرت خالد کا رومی لشکر کے تعاقب میں جنگل کی طرف جانا اور پالینا:

اسلامی قافلہ کے شہید ہونے والے سردار حضرت مناذش بن ضحاک کے بھتیجے یعقوب بن صباح طائی ستر آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر دوپہر کے وقت اسلامی لشکر کے کیمپ میں آئے اور آتے ہی سردار ابوعبیدہ کو پکارنے لگے۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان کو زخمی اور خستہ حال میں دیکھا تو پریشان ہو گئے اور فوراً دوڑ کر قریب آئے اور پوچھا کہ تمہارے پیچھے کیا حال ہے؟ کہا کہ اے سردار! قسم خدا کی! ہمارے سردار مناذش بن ضحاک طائی اور بہت لوگ شہید کر دیئے گئے اور ہمارے ساتھ کا غلہ اور جانور بھی لوٹ لیا گیا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا کہ تمہارے ساتھ کس نے یہ معاملہ کیا ہے؟ حضرت یعقوب بن صباح نے کہا کہ اے سردار! ہم نہیں جانتے کہ وہ کون تھے۔ صرف اتنا جانتے ہیں کہ ایک بطریق اچھے سامان اور کثیر تعداد کا لشکر لے کر آیا اور اچانک ہم پر حملہ کیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ حلب کے قلعہ کا تو ہم نے محاصرہ کر رکھا ہے لہٰذا یہاں سے یوقنا یا کسی اور کے جانے کا امکان نہیں۔ حضرت یعقوب بن صباح نے کہا کہ اے سردار! وہ کہاں سے آیا تھا اور کون تھا اور کدھر کو چلا گیا، اس کی ہمیں کچھ خبر نہیں۔

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید کو صورت حال سے آگاہ کر کے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! جنگل کے لوگ تو ہماری صلح میں داخل ہونے کی وجہ سے یہ حرکت نہیں کر سکتے علاوہ ازیں حلب کے قلعہ کا ہم نے محاصرہ کر رکھا ہے لہٰذا یہاں سے تو یوقنا کسی کو بھیج نہیں سکتا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا معاملہ ہے لہٰذا تم فوراً جاؤ اور ان کے نشان قدم ڈھونڈ کر ان پر جا پڑو اور اپنے بھائیوں کا بدلہ لے کر ان کو ہلاک کر دو۔

حضرت ابوعبیدہ کا حکم پاتے ہی حضرت خالد بن ولید اپنے خیمہ میں گئے اور مسلح ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا جانے کا قصد کیا۔ ان کو اکیلے جاتے ہوئے دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ نے پوچھا کہ اے ابا سلیمان! کہاں جاتے ہو؟ حضرت خالد نے جواب دیا کہ آپ نے جس کام کا حکم فرمایا ہے اس کو جلدی انجام دینے جا رہا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اپنے ساتھ جس کو بھی چاہو اس کو لے لو۔ حضرت خالد نے کہا کہ میں کسی کو بھی ساتھ نہیں لینا چاہتا ہوں اور اکیلا ہی جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ دشمنوں کی تعداد کتنی ہے؟ حضرت خالد نے کہا کہ ہاں مجھے معلوم ہے۔ وہ ایک ہزار ہیں اور میں اکیلا ان کے مقابلہ کے لئے کافی ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم ان ایک ہزار رومیوں کے لئے کافی ہو اور یہ کام تم سے ہو سکتا ہے کیونکہ ایسے کاموں کے کرنے کی تم میں صلاحیت ہے لیکن پھر بھی میں یہی چاہتا ہوں کہ تم تن تنہا جانے کے بجائے اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لے لو۔ چنانچہ حضرت خالد اپنے ساتھ حضرت ضرار بن ازور، حضرت ربیعہ بن عامر اور قوم طے کے مجاہدوں کو لے کر روانہ ہوئے۔

حضرت خالد بن ولید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بہت تیز رفتاری سے جنگل کے علاقہ کی طرف روانہ ہوئے اور سانحہ کی جگہ پر پہنچے۔ وہاں جا کر دیکھا تو تمیں شہیدوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور ان لاشوں کے اردگرد جنگل کے لوگ جمع ہیں اور روتے ہیں۔ ان کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ جنگل کے علاقہ کے لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ ان عربوں کے قتل کا الزام ہم پر عائد ہوگا اور ان کا انتقام

marfat.com

لیتے ہوئے عرب ہم کو مار ڈالیں گے۔ حضرت خالد کے آتے ہی انہوں نے رو رو کر اور قسمیں کھا کھا کر کہا کہ ہم تمہاری صلح میں داخل ہیں اور قتل کے ارتکاب سے بری ہیں۔ خدا کی قسم! ہم نے ان کو قتل نہیں کیا۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ جب تم نے قتل نہیں کیا تو پھر یہ کام کس نے کیا ہے؟ جنگل کے لوگوں نے کہا کہ حلب کے حاکم یوقنا کا ایک بطریق مع ایک ہزار سواروں کے یہاں وارد ہوا تھا اور اس نے یہ کام کیا ہے۔ حضرت خالد نے ان لوگوں سے پوچھا کہ وہ بطریق کس طرف گیا ہے؟ ان لوگوں نے دور نظر آنے والے پہاڑ کی جانب اشارہ کر کے کہا کہ ہم نے اس بطریق کو اپنے سپاہیوں کے ساتھ پہاڑ کی اونچائی پر واقع ایک گاؤں کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ کیا واقعی پہاڑ کی بلندی پر کوئی گاؤں ہے؟ انہوں نے ہاں کہا۔ حضرت خالد کے ذہن میں رومیوں کا پلان سمجھ میں آ گیا۔ آپ نے پہاڑی لوگوں میں سے ایک شخص کو راستہ دکھانے کے لئے ساتھ لے لیا اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ پہاڑ کی جانب اپنے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دو۔

جب پہاڑ کے قریب پہنچے تو حضرت خالد ایک مقام پر رک گئے اور راہبر سے پوچھا کہ پہاڑ کے گاؤں سے حلب کی طرف جانے کا اور کوئی دوسرا راستہ ہے؟ راہبر نے کہا کہ نہیں بلکہ صرف یہی راستہ ہے۔ حضرت خالد نے ساتھیوں سے فرمایا کہ بطریق پہاڑ کے گاؤں میں رات کے انتظار میں دن کاٹ رہا ہے۔ اس نے گمان کیا ہے کہ ہم اس کا تعاقب کرتے ہوئے آئیں گے لہٰذا وہ پہاڑ کے گاؤں میں چلا گیا ہے تاکہ دن وہاں گزار دے اور جب رات ہو گی تب وہاں سے حلب کی جانب روانہ ہو گا اور وہ یہیں سے گزرے گا لہٰذا ہم یہاں پر ہی آس پاس میں چھپ جائیں۔ حضرت خالد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسی مقام پر ایک کمین گاہ میں چھپ گئے اور رات کا اور ساتھ میں اپنے شکار بطریق اور اس کے لشکر کا انتظار کرنے لگے۔

جب رات کی تاریکی چھا گئی تو بطریق اپنے لشکر کے ہمراہ پہاڑ کے گاؤں سے روانہ ہوا۔ تھوڑی رات گزری تب حضرت خالد نے گھوڑوں کے چلنے کی اور آدمیوں کی گفتگو کا شور و غل سنا۔ حضرت خالد نے اپنے ساتھیوں کو راستہ کے دونوں طرف پھیلا دیا اور سب تلواریں میان سے نکال کر حملہ کرنے کے لئے مستعد ہو کر بیٹھ گئے۔ ایک ہزار رومی گبر بے خوف اور غافل چلے آ رہے تھے۔ اپنی کامیابی کی خوشی میں اتراتے ہوئے اور ہنسی مذاق کی باتیں کرتے ہوئے مسافت طے کر رہے تھے۔ لشکر کے آگے بطریق متکبرانہ شان و شوکت سے چل رہا تھا۔ جب رومی لشکر قریب آیا تو تمام مجاہدین کمین گاہ سے نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کرتے ہوئے ان پر ٹوٹ پڑے۔ اس بطریق کے متعلق حضرت خالد نے یہ گمان کیا کہ شاید یہ حاکم یوقنا ہے لہٰذا آپ مثل شیر اس پر حملہ آور ہوئے اور تلوار کی ایک شدید ضرب لگا کر اس کو دو آدھے کر دیا۔ حضرت خالد کی متابعت میں حضرت ضرار بن ازور، حضرت ربیعہ بن عامر اور ساتھیوں نے ایسا سخت حملہ کیا کہ رومیوں کے اوسان خطا کر گئے۔ مجاہدوں نے دلیری اور کثرت سے تلوار زنی کر کے صرف ایک ہی گرداوے میں سات سو رومیوں کو زمین پر کشتہ ڈال دیا اور باقی بچے تین سو نے ہتھیار پھینک کر سر کی جانب ہاتھ بلند کر کے "لفون لفون" پکارا لہٰذا ان کو قید میں پکڑ لیا۔

پھر حضرت خالد نے سات سو مقتولین کا تمام اسباب، ان کے گھوڑے اور اسلامی لشکر کا غلہ لدے ہوئے جانوروں پر قبضہ کر لیا اور تین سو قیدیوں کا اسباب وغیرہ بھی اپنے قبضہ میں لے کر اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس آئے۔ حضرت خالد کی

marfat.com

آمد اور کامیابی پر اسلامی لشکر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کا تہلیل اور تکبیر کے نعروں سے شاندار استقبال کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا اور دعائے خیر و عافیت سے نوازا۔ پھر حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ کو از اول تا آخر تمام روداد کہہ سنائی، جس کو سن کر حضرت ابوعبیدہ نہایت مسرور ہوئے۔

پھر حضرت خالد نے تین سو رومی قیدیوں کو حضرت ابوعبیدہ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ جس کا انہوں نے انکار کیا اور زرفدیہ لے کر آزاد کر دینے کی درخواست کی لیکن حضرت ابوعبیدہ نے ان کی درخواست کو نامنظور فرمایا اور سب کی گردنیں مارنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوعبیدہ کے حکم کی تعمیل میں مجاہدوں نے تین سو رومیوں کو قتل کرنے کا قصد کیا لیکن......؟؟؟

حضرت خالد نے ان کو قتل کرنے سے باز رکھا اور فرمایا کہ ان کو یہاں قتل مت کرو۔ جس طرح یوقنا نے ہماری نظروں کے سامنے ہمارے پچاس (۵۰) مجاہدوں کو شہید کیا ہے ہم بھی یوقنا کو دکھا کر اس کے سامنے اس کے تین سو سپاہیوں کو قتل کر کے اس کو صدمہ پہنچائیں گے اور ہمارے بھائیوں کا انتقام لیں گے۔ چنانچہ مجاہدین ان رومیوں کو قتل کرنے سے باز رہے۔ جب اسلامی لشکر قلعہ کا محاصرہ کرنے دیوار قلعہ سے قریب ہوا تب ان تین سو قیدیوں کو بھی ساتھ میں لے لیا گیا۔ یوقنا اور اس کے ساتھی قلعہ کی دیوار سے اسلامی لشکر کا محاصرہ دیکھ رہے تھے کہ ان کی نظریں رومی سپاہیوں پر پڑیں کہ تین سو کے قریب رومی سپاہی مشکیں بندھی ہوئی حالت میں اسلامی لشکر کے آگے کھڑے کیے گئے ہیں۔ قلعہ کی دیوار کے اوپر موجود لوگوں میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی لہٰذا تمام لوگ گردنیں اٹھا کر اور نظر کی ٹکٹکی باندھ کر رومی قیدیوں کی جانب نظریں جما کر دیکھنے لگے اور شور و غل مچا کر اور صلیب سے مدد طلب کر کے ان کی رہائی اور سلامتی کی دعا اور خواہش کرنے لگے۔ حاکم یوقنا بھی اچھل کود کرنے لگا اور چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو رہا کرنے کا اسلامی لشکر کو کہنے لگا۔ حضرت خالد بن ولید نے دیکھا کہ قلعہ کی دیوار پر موجود ہر شخص ان تین سو قیدیوں کے معاملے سے واقف اور خبردار ہو گیا ہے اور سب کی توجہات ان کی طرف مرکوز ہیں اور ان کے لئے مضطرب اور بیقرار ہیں۔ تب حضرت خالد نے اسلامی لشکر کے مجاہدوں کو حکم دیا کہ ان رومی قیدیوں کی گردنیں ماری جائیں۔ چنانچہ ہر رومی قیدی کے سامنے ایک ایک مجاہد برہنہ تلوار لے کر کھڑا ہو گیا۔ یہ منظر دیکھ کر قلعہ کی دیوار پر موجود رومیوں نے شور و غل بلند کیا اور چلانے لگے، تب حضرت خالد نے اشارہ فرمایا۔ حضرت خالد کا اشارے میں حکم ملتے ہی مجاہدوں نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے ایک ساتھ ان رومی قیدیوں پر تلوار کی ضربیں لگائیں اور ایک ساتھ تین سو گردنیں جسم سے الگ ہو کر زمین پر مثل درخت سے گرنے والے سیب کی طرح گریں اور سر کٹے دھڑ خاک و خون میں تڑپنے لگے اور تھوڑی دیر تڑپ کر ٹھنڈے اور مردہ بن گئے۔

ایک ساتھ تین سو رومی سپاہیوں کو اپنی نظر کے سامنے کشتہ ہوتا دیکھ کر حاکم یوقنا بوکھلا گیا۔ رومیوں میں کہرام مچ گیا اور آہ و بکا کی بلند صدائیں فضا میں گونجنے لگیں۔ رومیوں نے جی بھر کے اور دل کھول کر سینہ زنی اور ماتم کنی کی۔ حاکم یوقنا کو احساس ہو

marfat.com

گیا کہ چند دن پہلے پچاس مسلمانوں کو اسلامی لشکر کی نظروں کے سامنے شہید کرنے کا مسلمانوں نے بہت بھاری انتقام لے لیا ہے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے چٹان سے دیا ہے۔

چار ماہ تک حلب کی لڑائی کا طول= مدینہ سے کمک آنا= حضرت دامس ابوالہلول کی آمد:

مذکورہ واقعہ سے حاکم یوقنا اور تمام رومی خوفزدہ ہو گئے تھے۔ تین سو رومی سپاہی نظروں کے سامنے مقتول ہوئے تھے اور سات سو رومی سپاہیوں کے ہلاک ہونے کی جنگل کے علاقہ سے اطلاع موصول ہوئی تھی۔ اسلامی قافلہ کو لوٹنے اور تباہ کرنے کی غرض سے حاکم یوقنا کا بھیجا ہوا ایک ہزار شہسواروں کا اہم لشکر کوڑیوں دام ضائع ہوا تھا۔ حاکم یوقنا اتنا زیادہ مرعوب اور متوحش ہو گیا تھا کہ قلعہ سے باہر نکل کر حملہ کرنا اور مکر و فریب کی چالیں چلنا ترک کر دیا اور قلعہ کے اندر محصور رہ کر شہر پناہ کی دیوار کے اوپر سے لڑنا اختیار کیا۔ اسلام کے لشکر نے بھی قلعہ کا محاصرہ سخت کر دیا تھا لیکن کوئی نفع بخش نتیجہ حاصل نہ ہوتا تھا' روزانہ اسلامی لشکر اپنے کیمپ سے روانہ ہو کر قلعہ کی دیوار کے قریب آتا اور محاصرہ کرتا۔ رومی قلعہ کی دیوار سے دیکھتے رہتے تھے اور کسی قسم کی کوئی حرکت فریقین کی جانب سے نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ غروب آفتاب کا وقت قریب آ جاتا اور اسلامی لشکر اپنے کیمپ میں واپس لوٹ جاتا۔ روزانہ کا یہ معمول بن چکا تھا۔ اس طرح چار ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اہل حلب محاصرہ سے اب تنگ آ گئے تھے علاوہ ازیں قلعہ میں غلہ اور دیگر اشیائے صرف کی قلت محسوس کی جا رہی تھی۔ اسی طرح اسلامی لشکر بھی بغیر کسی نتیجہ کے محاصرہ سے تھک گیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے چند دنوں پہلے یہ ارادہ فرمایا تھا کہ حلب کا محاصرہ ترک کر کے کسی دوسرے مقام کی جانب کوچ کر جائیں اور انہوں نے اپنے ارادوں کی اطلاع امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت میں بذریعہ خط لکھ بھیجی اور امیر المومنین سے اس امر میں اجازت طلب کی تھی لیکن امیر المومنین نے حضرت ابوعبیدہ کو محاصرہ ترک کر کے کسی دوسرے مقام کی طرف کوچ کرنے کی ممانعت فرمائی اور یہ حکم مرقوم فرمایا کہ قلعہ حلب کا محاصرہ جاری رکھو اور قلعہ فتح کرنے کی پوری کوشش کرو۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی لشکر کی کمک کرنے مدینہ منورہ کے اطراف کے علاقے (۱) حضر موت (۲) یمن (۳) رومان (۴) سبا اور (۵) مارب سے بقصد جہاد آئے ہوئے تقریباً پانچ سو مجاہدوں کو حلب کی طرف روانہ فرمایا تھا۔

لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے حلب کے قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا تھا۔ اسی دوران مدینہ منورہ سے امیر المومنین کا بھیجا ہوا پانچ سو افراد کا لشکر حلب آ پہنچا، ان میں حضرت سراقہ بن مرداس کندی اپنے غلام حضرت دامس کے ساتھ شامل تھے۔ حضرت دامس کی کنیت ابوالہلول تھی اور وہ اپنے نام اور کنیت سے مشہور تھے یعنی ''دامس ابوالہلول'' کے نام سے متعارف اور مشہور تھے۔ حضرت دامس عرب کے غلام قبیلہ ''قوم بنی طریف'' میں سے تھے۔ حضرت دامس ابوالہلول بہت سیاہ رنگ اور پست گردن تھے اور شجاعت و بہادری میں اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے کئی معرکوں میں تن تنہا بڑی بڑی جماعتوں کا مقابلہ کیا تھا اور غالب رہے تھے۔ حضرت دامس ابوالہلول کی شجاعت و بہادری کے بہت واقعات لوگوں میں مشہور اور موضوع سخن تھے۔

marfat.com

حاکم یوقنا نے رات کے وقت اسلامی لشکر پر دوبارہ حملے شروع کئے:

کچھ عرصہ تک حاکم یوقنا نے قلعہ سے نکل کر رات کے وقت حملہ کرنا، مکر و فریب کرنا وغیرہ بالکل ترک کر دیا تھا لیکن چار مہینہ تک محاصرہ کے طول پکڑنے کی وجہ سے تنگ آ کر اس نے دوبارہ مکر و فریب کا آغاز کیا تھا۔ یوقنا دن کے وقت جنگ کرنے سے قطعاً باز اور کنارہ کش رہتا تھا لیکن رات کے وقت قلعہ سے نکل کر اسلامی لشکر کے کیمپ کے کنارے پر واقع خیموں میں سوئے ہوئے لوگوں پر اچانک آ پڑتا تھا اور ان کو شہید کر کے، ان کا اسباب لوٹ کر بھاگ کر قلعہ میں چلا جاتا تھا۔ آج اس نے اسلامی لشکر کے کنارۂ مشرق پر حملہ کیا تو کل مغرب یا جنوب کے کنارے پر حملہ کر دیا۔ اس طرح سے وہ روزانہ الگ الگ اطراف میں حملہ کرتا تھا۔ آج ادھر تو کل ادھر۔ رات میں حملہ کرنا یوقنا کا معمول ہو گیا تھا لہٰذا اسلامی لشکر کے کیمپ کے کنارے پر واقع خیموں کے لوگ شب بھر بیدار رہ کر نگہبانی اور چوکیداری کرتے تھے۔

حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں کو اپنے خیمے نصب کرنے کے لئے اسلامی لشکر کے کیمپ کے کنارے پر جگہ ملی تھی۔ لہٰذا ان کو تاکید کی گئی تھی کہ تم لوگ نئے نئے آئے ہوئے ہو اور کیمپ کے کنارے تمہارے خیمے ہیں اور یہاں کا ماحول یہ ہے کہ رات میں کسی بھی وقت حلب کا حاکم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کنارے پر واقع خیموں پر حملہ کر کے ضرر پہنچاتا ہے لہٰذا تم بیدار رہنا اور بالکل غفلت مت برتنا۔ لہٰذا رات کے وقت حضرت دامس ابوالہلول اپنے ساتھیوں کے ساتھ اطراف کے خیموں کے مجاہدوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہو کر شب بیداری کر رہے تھے کہ...... دفعۃً قریب میں واقع خیموں سے شور وغل بلند ہوا اور مار پیٹ اور لوٹ مار کی آوازیں آنے لگیں۔ ہوا یہ تھا کہ حاکم یوقنا اپنے پانچ سو سپاہیوں کو لے کر قریب والے خیموں پر حملہ آور ہوا تھا۔ حضرت دامس ابوالہلول اپنی قوم طریف کے لوگوں کو لے کر ہاتھ میں برہنہ تلواریں لے کر ان خیموں کی طرف دوڑے اور جاتے ہی رومیوں پر مثل شیر ٹوٹ پڑے اور اس شدت سے تلوار زنی کی کہ چند لمحوں میں دو سو رومیوں کو زمین میں مردہ ڈال دیئے۔ یوقنا کو وہم بھی نہ تھا کہ اس پر ایسا شدید حملہ ہو گا لہٰذا وہ لرز گیا اور اس کے قدم اکھڑ گئے اور وہ پیٹھ دکھا کر قلعہ کی طرف بھاگا۔ یوقنا اور اس کے ساتھیوں کو فرار ہوتے دیکھ کر حضرت دامس ابوالہلول نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کا تعاقب کیا لیکن عین اسی وقت حضرت ابوعبیدہ حملہ کی خبر سن کر دوڑتے ہوئے وہاں آ پہنچے لیکن اس وقت یوقنا بھاگ رہا تھا اور حضرت دامس ابوالہلول اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا کہ اندھیری رات میں کوئی بھی شخص بھاگتے ہوئے رومیوں کا تعاقب نہ کرے اور اپنی جگہ واپس لوٹ آئے۔ حضرت دامس ابوالہلول نے حضرت ابوعبیدہ کا یہ حکم سنا لہٰذا وہ ٹھہر گئے اور اپنے خیمہ میں واپس لوٹ آئے۔

حضرت دامس کا حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد سے تعارف = حوصلہ افزائی = مشورہ:

رات کے حملہ کی اور دو سو رومی سپاہیوں کے قتل ہونے کی خبر اسلامی لشکر کے کیمپ میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ حملہ کرنے آنے والے رومیوں کے دو سو آدمیوں کی ہلاکت کا معاملہ اسلامی لشکر کے لئے باعث مسرت تھا۔ صبح فجر کی نماز کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد سے فرمایا کہ رات کو "قدم کندہ" کے لوگوں نے اچھی دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کر کے رومیوں کو بھگا

marfat.com

دیا ہے اور مجھ کو خبر ملی ہے کہ ان میں سے دامس ابوالہلول نام کے شخص نے بڑی جوانمردی سے تلوار زنی کر کے رومیوں کو ہلاک کیا ہے۔ اس وقت حضرت سراقہ بن مرداس کندی حضرت ابوعبیدہ کے قریب ہی موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے سردار! دامس ابوالہلول میرے غلام ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد سے پوچھا کہ کیا تم دامس ابوالہلول کو پہچانتے ہو؟ حضرت خالد نے جواب دیا کہ ان کے متعلق میں نے بہت کچھ سنا ہے کہ وہ بہت ہی دلیر اور شجاع شخص ہیں پھر حضرت خالد نے ان کا تن تنہا قوم شعراء کے ستر (۷۰) آدمیوں سے لڑنا اور تمام کو ہلاک کرنے کا طویل واقعہ سنایا۔ پھر حضرت خالد نے فرمایا کہ میں نے ان کی بہادری کے ایسے کئی واقعات سنے ہیں لیکن ابھی تک ان سے ملاقات کرنے کا اتفاق نہیں ہوا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت سراقہ بن مرداس کندی سے فرمایا کہ اپنے غلام سے ہماری ملاقات کراؤ۔ چنانچہ حضرت سراقہ اپنے خیمہ کی طرف گئے اور حضرت دامس ابوالہلول کو لے کر واپس آئے اور حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بن ولید سے ان کا تعارف کرایا۔ دونوں سرداروں نے ان کے کام کی تعریف کر کے حوصلہ افزائی فرمائی اور حلب کے حاکم یوقنا سے چوکنا رہ کر احتیاط برتنے کی نصیحت کی۔

حضرت دامس ابوالہلول نے حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد کا شکریہ ادا کیا اور جنگ کے متعلق اپنے تجربات بیان کئے۔ سن کر دونوں سردار بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔ پھر حلب کے قلعہ کے متعلق رائے طلب کی تو حضرت دامس ابوالہلول نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ پورے اسلامی لشکر کو ایک ساتھ حملہ کے لئے جانا چاہئے اور محاصرہ میں شدت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

حلب کے قلعہ کا مزید سینتالیس (۴۷) دن تک محاصرہ اور حملہ جاری رکھنا:

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت دامس ابوالہلول کا مشورہ قبول فرمایا کہ لشکر میں منادی کرائی کہ تمام مجاہد اپنا سامان جنگ درست کرلیں۔ آئندہ کل پورا لشکر قلعہ کی طرف کوچ کرے گا۔ دوسرے دن پورا اسلامی لشکر قلعہ کی طرف گیا اور محاصرہ سخت کر کے حملہ کیا۔ پورے اسلامی لشکر کو ایک ساتھ آیا ہوا دیکھ کر رومی گھبرائے اور حاکم یوقنا کے پاس برائے مشورہ جمع ہوئے۔ بعض نے قلعہ سے نکل کر لڑنے کا مشورہ دیا اور بعض نے صلح کی رائے پیش کی لیکن بالآخر طے پایا کہ قلعہ کی دیوار سے لڑیں لہٰذا رومی لشکر قلعہ کی دیوار پر چڑھ گیا اور دیوار کے اوپر سے تیر اور پتھر برسائے جس کا اسلامی لشکر کی جانب سے برابر جواب دیا گیا۔ صبح سے شام تک اس طرح جنگ جاری رہی لیکن کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوا۔ غروب آفتاب کے وقت اسلامی لشکر اپنے کیمپ میں واپس آیا۔

اس روز جنگ ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ نہیں آیا۔ یہاں تک کہ اس طرح کی لڑائی مزید سینتالیس دن تک جاری رہی۔ تب حضرت ابوعبیدہ نے حضرت دامس ابوالہلول کو اپنے خیمہ میں بلایا اور فرمایا کہ اس قلعہ کو فتح کرنے کے تعلق سے تم کوئی تدبیر بتا سکتے ہو؟ حضرت دامس ابوالہلول نے عرض کیا کہ اے سردار! میں نے ایک تدبیر سوچی ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرمائے گا۔

marfat.com

حضرت دامس ابوالہلول کی قلعہ میں داخل ہونے کی عجیب ترکیب:

حضرت دامس ابوالہلول محاصرہ کے ایام میں حلب کے قلعہ کے اردگرد گھوما کرتے تھے۔ انہوں نے حلب کے قلعہ کی دیوار کا قریب سے معائنہ کیا تھا اور قلعہ کے اطراف کے جغرافیہ سے بھی اچھی طرح واقفیت حاصل کر لی تھی۔ ان کے ذہن میں ایک ترکیب آئی تھی لہٰذا انہوں نے حضرت ابوعبیدہ سے عرض کیا کہ اے سردار! آپ لشکر کو لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤ اور تقریباً ایک فرسخ یعنی تین میل کے فاصلہ پر جا کر پڑاؤ ڈالو اور ایسا ظاہر کرو کہ حلب کے قلعہ کے محاصرہ سے تنگ آ کر اور قلعہ فتح ہونے کی امید سے مایوس ہو کر محاصرہ ترک کر کے کسی دوسرے مقام کی جانب کوچ کرتے ہیں اور کس طرح جانا ہے وہ ابھی تک طے نہیں کیا ہے لہٰذا یہاں پڑاؤ کیا ہے۔ اس بہانے لشکر کے لوگ کچھ آرام کر لیں گے۔ علاوہ ازیں کل تیس آدمی مجھ کو دے دو اور ان پر مجھ کو سردار مقرر فرما دیں۔ میں ان تیس آدمیوں کو لے کر لشکر کے کوچ کرنے سے پہلے ہی قریب والے پہاڑ کے غار میں چھپ جاؤں گا۔ پھر آپ لشکر لے کر کوچ فرما جائیں اور پڑاؤ میں میرے پیغام کے انتظار میں ٹھہرے رہیں اور میری طرف سے پیغام آتے ہی آپ جلد از جلد لشکر کے ساتھ قلعہ آ پہنچیں۔

مذکورہ پلان کے مطابق حضرت ابوعبیدہ نے قلعہ کا محاصرہ ترک کرنے کا اور یہاں سے کوچ کرنے کا حکم جاری کیا۔ تمام مجاہدین قلعہ کی دیوار کا محاصرہ ترک کر کے اسلامی لشکر کے کیمپ میں آ گئے اور اپنا مال و اسباب باندھ کر کوچ کرنے کا قصد کرنے میں مشغول ہو گئے۔ کیمپ میں جو خیمے تھے وہ بھی سمیٹنے اور مال و اسباب باندھنے اور کوچ کرنے کا قصد کرنے کی وجہ سے مال و اسباب کو جانوروں میں لادنا وغیرہ ضروری امور ایک ساتھ انجام دینے کی وجہ سے شور وغل بلند ہوا۔ رومی سپاہیوں نے قلعہ کی دیوار سے دیکھا کہ مسلمانوں نے اچانک محاصرہ ترک کر دیا ہے اور کیمپ کا مال و سامان بھی سمیٹا جا رہا ہے۔ شاید مسلمان تنگ آ کر کوچ کر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد رومیوں کو اپنا گمان صحیح معلوم ہوا۔ تہلیل و تکبیر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اسلامی لشکر نے حلب سے کوچ کی۔ اس دوران بھیڑ اور اژدھام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت دامس ابوالہلول اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چپکے سے الگ ہو کر قریب میں واقع پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے اور ان کو جاتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا۔ تمام رومی اسلامی لشکر کو کوچ کرتا ہوا دیکھنے میں منہمک تھے اور کسی کا ان کی طرف خیال نہیں گیا۔ حضرت دامس پہاڑ میں واقع ایک غار (Cave) میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پناہ گزین ہو گئے۔

اسلامی لشکر کے کوچ کرنے کی خبر قلعہ میں بجلی کی طرح پھیلی۔ لوگ دوڑتے ہوئے قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے اور اسلامی لشکر کو کوچ کرتا ہوا دیکھنے لگے۔ اہل حلب بھی محاصرہ سے تنگ آ گئے تھے لہٰذا اسلامی لشکر کو جاتا دیکھ کر خوشیاں منانے لگے۔ آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری اور مبارکباد دیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ قلعہ کی فتح سے ناامید اور محاصرہ سے تنگ ہو کر عرب کوچ کر گئے۔ حلب سے روانہ ہو کر اسلامی لشکر تین میل کے فاصلہ پر پہنچ کر ٹھہرا۔ حضرت ابوعبیدہ نے اعلان کیا کہ ہم حلب سے کس طرف جائیں وہ ابھی طے نہیں کیا لہٰذا یہاں پڑاؤ کرتے ہیں اور کس طرف جانا ہے وہ طے ہونے کے بعد یہاں سے کوچ کریں گے۔ یہ اعلان اس لئے کیا گیا تھا کہ اگر لشکر میں یوقنا کا کوئی جاسوس ہو تو وہ یوقنا کو یہ خبر پہنچائے کہ اسلامی لشکر اب

marfat.com

حلب نہیں آئے گا بلکہ کسی اور مقام کی طرف جائے گا۔ حضرت ابوعبیدہ نے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اور حضرت دامس ابوالہلول کی طرف سے پیغام آنے کے انتظار میں توقف کیا۔

اسلامی لشکر کے کوچ کر جانے سے رومی مطمئن ہو گئے تھے لیکن حاکم یوقنا نے احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے قلعہ کے دروازے بند ہی رکھے تھے۔ البتہ قلعہ کی دیوار پر جو لشکر تھا اس کو نیچے اتار لیا تھا اور قلعہ کی دیوار پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر واقع برجوں میں چوکیدار بٹھا رکھے تھے لیکن وہ تمام چوکیدار تھوڑی رات گزرنے کے بعد شراب کے نشے میں دھت ہو کر سو جاتے تھے۔ شروع میں ایک دو دن چوکیدار آدھی شب تک چوکنا رہتے تھے لیکن دو تین دن کے بعد وہ غیر محتاط ہو گئے تھے۔ حضرت دامس ابوالہلول دو تین دن پہاڑ کے غار میں پوشیدہ رہے۔ اسلامی لشکر کی روانگی کو دو تین دن کا عرصہ گزر جانے سے اب رومی بالکل بے خوف اور مطمئن ہو گئے تھے اور غفلت اور بے احتیاطی برتنے لگے تھے۔ نصب شب کے وقت حضرت دامس ابوالہلول نے اپنے ساتھیوں میں سے دو اشخاص کو حضرت ابوعبیدہ کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ علی الصبح پورے لشکر کو لے کر قلعہ کے دروازے پر آ جاؤ۔ آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ دروازہ کھلا ہوا ملے گا۔ باقی کے اٹھائیس آدمی اندھیرے میں چھپتے چھپاتے اور کسی قسم کا شور وغل کئے بغیر قلعہ کی دیوار کے قریب پہنچ گئے اور حضرت دامس ابوالہلول نے حسب ذیل ترتیب سے ان اٹھائیس آدمیوں کو قلعہ کی دیوار کے قریب دیوار سے لگ کر کھڑے کر دیئے:

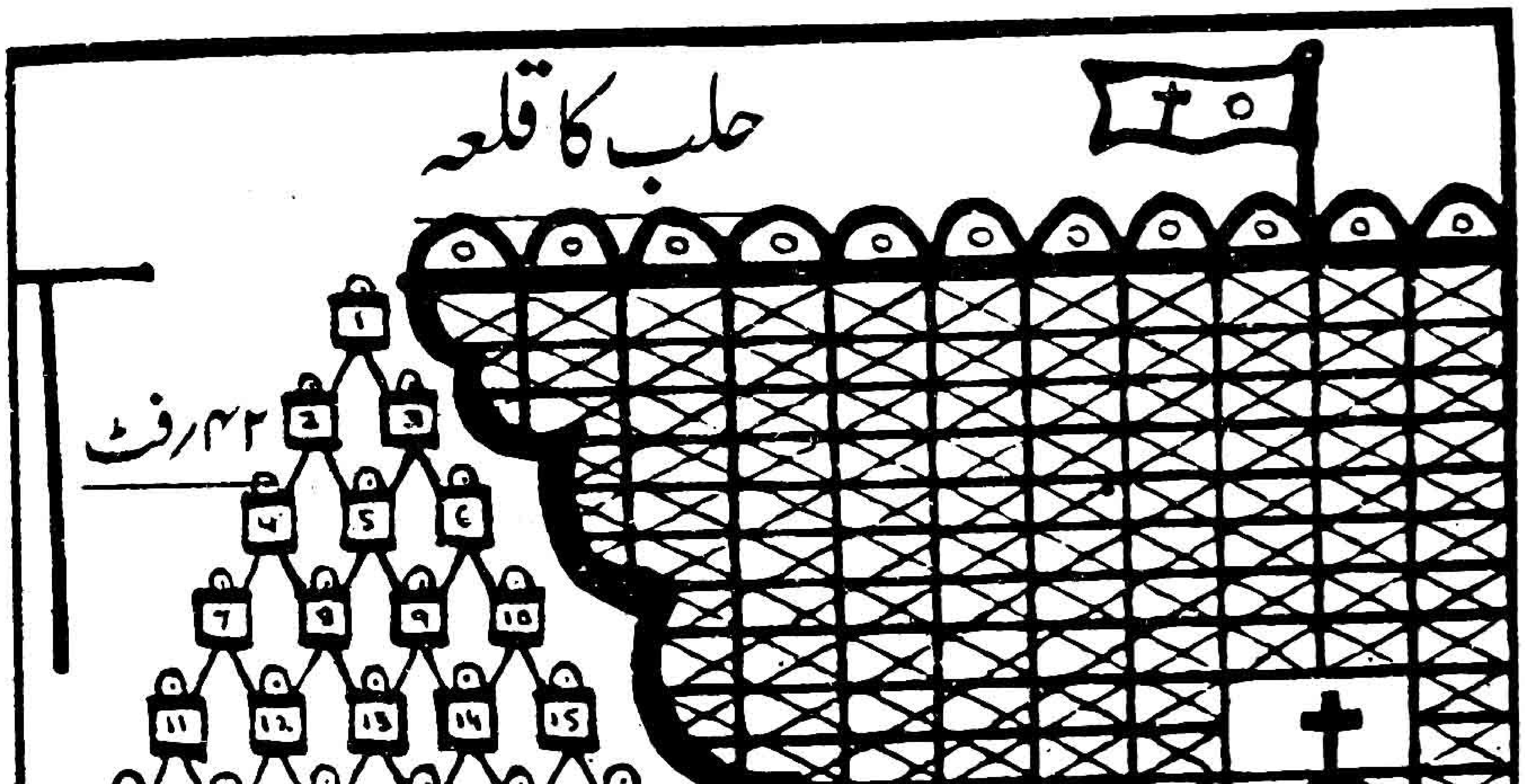

مندرجہ بالا نقشہ کے مطابق پہلی صف میں سات، دوسری میں چھ، تیسری میں پانچ، چوتھی میں چار، پانچویں میں تین، چھٹی میں دو اور ساتویں میں ایک آدمی کھڑا ہوا۔ نتیجۃً ساتویں صف کا ایک قلعہ کی ۴۲ فٹ کی اونچی دیوار کے محاذی بلند ہو گیا۔ سب نے اپنے ہاتھ قلعہ کی دیوار سے مس کر کے سہارا لیا تھا تاکہ توازن (Balance) متخلل نہ ہو۔ سب سے نیچے والی

marfat.com

صف میں بھاری جسامت والے اور مضبوط اشخاص کھڑے کئے گئے، پھر اس کی بعد والی صف میں ان اشخاص سے ہلکے، پھر اس سے ہلکے علیٰ ہذا الترتیب۔ سب سے اوپر والی یعنی ساتویں صف والا شخص قلعہ کی دیوار کے کنگروں تک پہنچ گیا تھا۔ اس نے کنگروں کو تھام لئے اور دیوار پر چڑھ کر پھاند گیا۔ پھر اس ایک شخص نے ہاتھ کا سہارا دے کر چھٹی صف والے دونوں شخصوں کو یکے بعد دیگرے اوپر کھینچ لیا۔ اب قلعہ کی دیوار پر تین مجاہد پہنچ گئے تھے۔ قریب میں ایک برج تھا، جس میں ایک رومی سپاہی شراب کے نشے میں دھت ہو کر بے ہوش پڑا تھا۔ تینوں مجاہد بلی کی چال چلتے ہوئے چپکے سے اس کے پاس پہنچ گئے اور بہت احتیاط سے آہستہ آہستہ اسے اس طرح اٹھایا کہ اس کی نیند نہ کھل جائے اور پھر قلعہ کی دیوار سے باہر کی جانب سر کے بل الٹا گرا دیا۔ وہ رومی سپاہی سر کے بل قلعہ کی دیوار سے ۴۲ فٹ کی اونچائی سے نیچے گرا اور اس کا سر ایک پتھر سے ٹکرا کر مثل خربوزہ پاش پاش ہو گیا۔ پھر وہ تینوں مجاہد نیچے کھڑے اپنے ۲۵ ساتھیوں کے محاذی آئے اور اپنے عمامے کھول کر نیچے لٹکا کر پانچویں صف والے تین اشخاص کو اوپر کھینچ لیا۔ اب قلعہ کی دیوار پر چھ مجاہد پہنچ گئے تھے۔ پھر اوپر والے چھ اشخاص نے اپنے عماموں میں گرہ لگا کر چوتھی صف والے چار کو اوپر کھینچ لیا۔ اس طرح تمام کے تمام اٹھائیس کفن بردوش مجاہد قلعہ کی دیوار کے اوپر پہنچ گئے۔ حضرت دامس ابوالہلول نے اپنے ساتھیوں کو کان میں بات کر کے تاکید کی کہ برجوں کی دیوار اور قلعہ کی دیوار کے کنگروں کے نیچے چت لیٹ کر پڑے رہو اور ذرہ برابر بھی حرکت اور آواز مت کرنا۔ اپنے ساتھیوں کو اس طرح کنگروں کے نیچے چھپا دینے کے بعد حضرت دامس سینہ کے بل لیٹ کر گھسٹتے اور سرکتے ہوئے تھوڑی دور تک گئے تو دیوار کے نیچے شہر کے اندرونی حصہ کی طرف سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ حضرت دامس نے قلعہ کی دیوار کے کنگروں کے پتھروں کے شگاف سے جھانک کر نیچے دیکھا تو حاکم یوقنا اپنے رؤساء اور احباب کے ساتھ کھانے پینے کی ضیافت اڑانے میں مشغول ہے۔ پر تکلف اسباب اور طعام و شراب و کباب و شباب کی مجلس سجی ہوئی ہے۔ محاصرہ سے نجات حاصل ہونے اور اسلامی لشکر کے چلے جانے کی خوشی میں رقص و سرود کی محفل سجائی گئی تھی۔ محفل میں شرکت کرنے والے کثرت سے شراب نوشی کر رہے تھے۔ بلکہ شراب میں نہائے ہوئے پاگلوں کی طرح ناچتے کودتے تھے اور لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ رومی سپاہی بھی اپنی ڈیوٹی کی جگہ چھوڑ کر وہاں آ گئے تھے اور بے تحاشا شراب پی پی کر جھوم جھوم کر لطف اندوز ہو رہے تھے۔

حضرت دامس ابوالہلول یہ منظر دیکھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے اور ان کو بشارت دی کہ تھوڑی دیر بعد رومی لشکر کے روساء اور حاکم یوقنا شراب کے نشے میں چور ہو کر خواب غفلت کی آغوش میں پہنچ جائیں گے لہٰذا اب اطمینان سے یہاں چھپ کر پڑے رہو یہاں تک کہ صبح نمودار ہو اور امید ہے کہ ہمارے دو ساتھیوں نے حضرت ابوعبیدہ کو خبر پہنچا دی ہوگی اور امید ہے کہ وہ لشکر لے کر صبح کو آ پہنچیں۔

اسلامی لشکر کا قلعہ میں داخل ہو کر حلب کو فتح کرنا:

حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں نے قلعہ کی دیوار پر رات بسر کر دی اور صبح کے وقت وہ تمام برجوں سے نیچے جانے والے زینوں کے پاس چپکے سے آئے۔ وہاں تین رومی سپاہی سوئے پڑے تھے۔ انہوں نے ان تینوں کے منہ داب

marfat.com

دیئے تا کہ آواز نہ کر سکیں اور پھر خنجروں سے ان کے سر کاٹ کر الگ کر دیئے۔ جب صبح نمودار ہوئی تو اٹھائیس (۲۸) مجاہد زینہ سے اتر کر نیچے آ گئے اور قلعہ کے دروازے کی طرف لپکے۔ کچھ رومی سپاہی قلعہ کے دروازے کی نگہبانی کر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ شہر کے اندر عرب آ پہنچے ہیں تو وہ گھبرا گئے کہ کیا معاملہ ہے؟ یہ عرب قلعہ کے اندر کہاں سے آئے؟ رومی سپاہیوں نے شور و غل بلند کیا اور مجاہدوں پر حملہ کر دیا لیکن مجاہدوں نے مثل شیر حملہ کر کے بہت سے رومیوں کو پھاڑ کر رکھ دیا۔ قلعہ کے دروازے پر ہنگامہ مچ گیا اور اردگرد میں بکھرے ہوئے رومی سپاہی آ دھمکے اور مجاہدوں کو گھیر لیا لیکن مجاہدوں نے جس شجاعت اور دلیری کا مظاہرہ کر کے جو مقابلہ کیا ہے اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ آن کی آن میں ہزاروں رومی سپاہی قلعہ کے دروازے پر آ پہنچے لیکن مجاہدوں نے ثابت قدمی سے مقابلہ کر کے شمشیر زنی کے وہ جوہر و کرتب دکھائے کہ کسی رومی سپاہی کو قریب آنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی اور جو بھی رومی سپاہی حملہ کرنے کی غرض سے قریب آتا تھا کشتہ ہو کر زمین پر گرتا تھا۔

حاکم یوقنا کو اطلاع ہوئی کہ کچھ عرب قلعہ میں داخل ہو گئے ہیں اور قلعہ کے دروازے پر گھمسان کی لڑائی جاری ہے تو وہ بھی کچی نیند سے اٹھ کر بھاگتا ہوا قلعہ کے دروازے پر آ پہنچا اور وہ اپنے سپاہیوں کو لڑنے کی ترغیب دینے لگا۔ یوقنا کے آنے سے رومی سپاہیوں نے شدید حملہ کیا اور آٹھ مجاہدوں کو شہید کر ڈالا۔ اب صرف بیس (۲۰) مجاہد اپنی جان ہتھیلی میں لے کر موت کی بازی کھیل رہے تھے۔ حضرت دامس ابوالہلول کی تلوار مثل کوندنے والی بجلی کی طرح گھومتی تھی اور ایک ضرب میں دو دو، تین تین رومیوں کا صفایا کرتی تھی لیکن حضرت دامس کو کئی شدید زخم آئے تھے۔ تمام مجاہدوں کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تھا اور تمام مجاہد نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے لڑتے تھے کہ اچانک...... ''اللہ اکبر'' کے فلک شگاف نعرہ کی صدا بلند ہوئی۔ ایک ساتھ ہزاروں زبانوں سے نکلی ہوئی نعرۂ تکبیر کی صدا نے قلعہ کی دیواروں کو ہلاک کر رکھ دیا۔ رومی سپاہی شہر کی طرف بھاگے۔ وہ اس گمان میں تھے کہ اسلامی لشکر قلعہ کے اندر سے نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کر رہا ہے۔ رومیوں کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ اسلامی لشکر کو قلعہ کے اندر داخل ہونے کا خفیہ راستہ معلوم ہو گیا ہے اور خفیہ راستوں سے اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہو رہا ہے لہٰذا تمام سپاہی اس جگہ کی طرف دوڑے جہاں قلعہ میں داخل ہونے کا خفیہ راستہ ہے۔

لیکن حقیقت یہ تھی کہ حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر لے کر قلعہ کے دروازے کے باہر کھڑے تھے اور نعرۂ تکبیر بلند کرتے تھے۔ حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں نے جب نعرۂ تکبیر کی صدا سنی تو ان کے حوصلے بلند ہو گئے اور ان میں ایک ایسا جوش پیدا ہوا کہ رومی سپاہیوں کو مارتے اور کاٹتے ہوئے قلعہ کے دروازہ پر قابض ہو گئے اور بجلی کی سرعت سے دروازہ کھول ڈالا۔ دروازہ کھلتے ہی حضرت خالد بن ولید نے یلغار کر دی اور قلعہ میں داخل ہوتے ہی رومیوں کے سروں پر تلواریں پڑنی شروع ہوئیں۔ اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے نیزوں سے رومیوں کے سینے چھلنی اور تلواروں سے رومیوں کے سر قلم کر کے رکھ دیئے۔ تھوڑی دیر میں تو رومی سپاہیوں کی لاشوں سے زمین بھر گئی اور خون کی ندی بہہ نکلی۔ رومی سپاہیوں کو یقین ہو گیا کہ اسلامی لشکر سے مقابلہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں لہٰذا انہوں نے ہتھیار پھینک کر ہاتھ اوپر کو اٹھا کر ''لفون، لفون'' یعنی ''امان، امان'' پکارنا شروع کر دیا۔ حضرت خالد نے شمشیر زنی موقوف فرما دی۔ اتنے میں حضرت ابوعبیدہ بھی باقی لشکر لے

marfat.com

کر تشریف لے آئے اور انہوں نے بھی امن و پناہ دے دی۔

شہر کے تمام باشندے حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ نے تمام پر اسلام پیش کیا۔ قارئین کو تعجب ہوگا کہ سب سے پہلے حاکم حلب یوقنا نے اسلام قبول کیا اور ان کی متابعت میں حلب کے سرداروں، روساء اور بطارقہ نے بھی اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان کو اپنے اہل و عیال کی طرف پھیر دیا اور ان کے جرائم معاف فرما دیئے۔ پھر حلب کے نواحی علاقہ کے اور کاشتکار لوگوں پر بھی حضرت ابوعبیدہ نے احسان اور کرم فرماتے ہوئے ان کو امن و امان دیا اور ان کے جرائم بھی معاف فرما دیئے اور ان کو اس امر کی تاکید کی کہ اب کبھی بھی اسلامی لشکر کی مخالفت میں حصہ نہ لیں اور مسلمانوں سے نیک سلوک کرنے کا وعدہ لیا۔ پھر قلعہ سے سونا، چاندی اور سونے چاندی کے برتنوں اور ظروف کا عظیم ذخیرہ برآمد کیا گیا اور اس میں سے بیت المال کے لئے خمس (20%) الگ کر کے باقی مال مجاہدوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

اسلامی لشکر نے حلب میں اقامت کی اور اس کی اہم وجہ یہ تھی کہ حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھی شدید زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت دامس ابوالہلول کو کل تہتر (۷۳) زخم آئے تھے اور بعض زخم تو سخت گہرے تھے۔ لہٰذا ان تمام زخمیوں کا علاج کرنے اور ان کے صحت یاب ہونے تک اسلامی لشکر نے حلب میں قیام کیا۔ حاکم یوقنا نے بھی اسلامی لشکر کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا اور اسلامی لشکر کی حتی الامکان خدمات انجام دیں۔ روزانہ حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اپنی خدمات اور مفید مشورے پیش کرتے تھے۔

marfat.com

”حاکم یوقنا کو حضور اقدس نے خواب میں ہی عربی زبان کی تعلیم فرمادی“

حاکم یوقنا حضرت عبداللہ جب بھی حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تب فصیح عربی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔ حالانکہ حاکم یوقنا عربی زبان سے بالکل ناواقف تھے۔ جنگ کے دوران حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ جنگ کے امور کے متعلق جب بھی گفتگو کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی تب مترجم کے واسطے سے ہی گفتگو کی گئی تھی لیکن اچانک ان کو فصیح اور بلیغ عربی زبان میں گفتگو کرتے دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ کو بہت تعجب ہوا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حاکم یوقنا سے فرمایا کہ میری معلومات کے مطابق تم عربی زبان نہیں جانتے ہو لیکن اچانک اس طرح عربی زبان میں گفتگو کرنا کہاں سے حاصل ہوا؟ حاکم یوقنا نے جو جواب دیا اس کو ہم علامہ واقدی قدس سرہٗ کی کتاب سے حرف بحرف نقل کرتے ہیں:

”پس کہا یوقنا نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ آیا تعجب کرتے ہو تم اے سردار اس حال سے۔ ابوعبیدہ بن الجراح نے کہا: ہاں۔ یوقنا نے کہا کہ میں شب گزشتہ کو فکر اور اندیشہ کرتا تھا تمہارے کام میں کہ کیوں کر مدد اور غلبہ لے گئے تم لوگ ہم پر حالانکہ کوئی گروہ تم سے زیادہ ضعیف ہمارے نزدیک نہ تھا۔ پس جب دل میں ڈالا میں نے تمہارے معاملہ کو تو سو گیا میں۔ پس دیکھا میں نے ایک شخص کو روشن تر چاند سے۔ پس پوچھا میں نے کیفیت ان کی۔ پس کہا گیا مجھ سے کہ یہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ پس گویا میں سوال کرتا ہوں کہ اگر یہ نبی صادق ہیں تو درخواست کریں اپنے پروردگار سے کہ آگاہ اور تعلیم کردیوے مجھ کو پروردگار ساتھ زبان عربی کے۔ پس گویا اشارہ فرماتے ہیں وہ میری طرف اور درخواست کی اپنے پروردگار سے اس امر کی۔ پس بیدار ہو گیا میں اس حال میں کہ زبان عربی میں کلام کرتا تھا۔“ (حوالہ: ”فتوح الشام“ از علامہ واقدی، ص: ۳۲۸)

ناظرین کرام مذکورہ عبارت کو ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ غور سے پڑھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصرف اور اختیار کیسا عظیم ہے کہ آپ نے اشارہ فرمایا اور حاکم یوقنا عربی زبان میں ماہر ہو گئے۔ حالانکہ عام انسان حالت بیداری میں بھی ایک اشارہ کر کے کسی کو آن کی آن میں کسی زبان کی مہارت ودیعت نہیں کر سکتا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”مالک کونین“ کا منصب عطا فرما کر کائنات کی تمام چیزیں اور تمام امور ان کے اختیار اور تصرف میں عطا فرما دیئے تھے اور وہ محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو چاہتے تھے ہو کر رہتا تھا۔ بقول:

marfat.com

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا　　تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

ایک ضروری امر کی طرف بھی توجہ درکار ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابیٔ رسول نے حضرت یوقنا حاکم کی زبانی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصرف اور اختیار کی یہ بات سماعت فرمائی لیکن انہوں نے حاکم یوقنا کی بات رد نہیں فرمائی بلکہ خوش ہوئے۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصرف اور اختیار کا عقیدہ رکھنا شرک ہوتا تو حضرت ابوعبیدہ فوراً حاکم یوقنا کی بات کا رد فرماتے کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ ثابت ہوا کہ جلیل القدر صحابی رسول حضرت ابوعبیدہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اختیارات اور تصرفات سے نوازا ہے۔ لیکن افسوس! صد افسوس! کہ دورہ حاضرہ کے منافقین یہ کہتے ہیں کہ:

☆ ''اور اس بات کی بڑائی ان میں کچھ نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو کہ جس کو چاہیں مار ڈالیں یا اولاد دے دیں یا مشکل آسان کر دیں یا مرادیں پوری کر دیں یا فتح وشکست دیں یا غنی اور فقیر کر دیں یا کسی کو بادشاہ یا امیر و وزیر بنا دیں یا کسی سے بادشاہت و امارت چھین لیں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیں یا کسی کا ایمان چھین لیں کہ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار ہیں۔'' (حوالہ: تقویت الایمان، از: مولوی اسمٰعیل دہلوی، ناشر: سلفیہ، بمبئی، ص: ۴۶)

مندرجہ بالا عبارت مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب ''تقویت الایمان'' میں ''الفصل الثانی'' اشراک فی العلم کے رد میں زیر عنوان ''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل نہیں تھا'' کے عنوان کے تحت لکھی ہے۔ اس عبارت میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کا یہ کہنا ہے کہ تمام بڑے اور چھوٹے بندے یعنی اس میں انبیاء و اولیاء بھی شامل ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے کسی قسم کا کوئی تصرف نہیں دیا۔ اس عبارت میں ''مرادیں پوری کرنا'' بھی لکھا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ کسی کی مراد پوری کرنا انبیاء و اولیاء کے اختیار تصرف میں نہیں۔ (معاذ اللہ)

جب کہ حاکم یوقنا کی عربی زبان سیکھنے کی مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حالت بیداری کے بجائے حالت نیند میں خواب کے عالم میں پوری فرما دی اور حاکم یوقنا کہ جن کی مادری زبان رومی تھی ان کو آن کی آن میں عربی زبان کی فصاحت و بلاغت عنایت فرما دی۔ جس کا خود حاکم یوقنا نے تجربہ کیا اور حضرت ابوعبیدہ اور دیگر اجلہ صحابہ نے مشاہدہ کیا۔

حاکم یوقنا نے انجیل سے حضور اقدس کے اوصاف جمیلہ بیان فرمائے:

حاکم یوقنا نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ یہ خواب دیکھنے کے بعد میں اپنے مرحوم بھائی یوحنا کے گھر گیا اور یوحنا کی کتابوں کا خزانہ کھول کر آسمانی کتابوں، صحیفوں اور ملاحم کو پڑھا تو ان میں میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ پائے اور ان کے وہ حالات مرقوم پائے جو رونما ہونے والے تھے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے زیادہ تر دشمن یہودی ہوں گے۔ کیا واقعی ایسا ہوا ہے؟ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ ہاں! واقعی قوم یہود کے لوگ

marfat.com

ان کی عداوت میں غلو اور انتہا تک پہنچے تھے اور ان کی جان کے دشمن بن گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دشمنوں پر فتح وغلبہ عطا فرمایا۔ حاکم یوقنا نے مزید کہا کہ میں نے ان کی ایک صفت یہ بھی پائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے امتیوں کو وصیت فرمائے گا کہ یتیموں اور مسکینوں کی مدد واعانت کرو۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام مجید میں اس امر کا حکم نازل فرمایا ہے:

''وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ '' (پارہ:۱۹، رکوع:۱۵، سورۃ الشعرا، آیت:۲۱۵)

ترجمہ: ''اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے۔'' (کنز الایمان)

marfat.com

''حضرت ابوعبیدہ نے ''وَوَجَدَكَ ضَآلًا فَهَدٰى'' کی ایمان افروز تفسیر بیان فرمائی''

پھر حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى o وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى o وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى o فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ o وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ o (پارہ: ۳۰، رکوع: ۱۸، سورۃ الضحیٰ، آیت: ۶ تا ۱۰)

ترجمہ: ''کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی o اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی o اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا o تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو o اور منگتا کو نہ جھڑکو۔'' (کنز الایمان)

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اپنی تمام تر توجہات مرکوز کر کے اب مطالعہ فرمائیں کہ:

جب حضرت ابوعبیدہ نے قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات تلاوت فرمائیں تو ان آیات میں سے ایک آیت ''وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى'' سماعت کر کے حاکم یوقنا کو بہت تعجب ہوا اور انہوں نے اپنی حیرت کا جن الفاظ میں اظہار کیا وہ حضرت علامہ واقدی کی زبانی سماعت فرمائیں:

''یوقنا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت صفت ضلالت کی کیوں بیان کی ہے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے ہیں''۔ (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۳۲۸)

لغت میں ضلالت کے معنی گمراہی کے ہوتے ہیں۔ حالانکہ لفظ ضلالت و دیگر بہت معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ لیکن اکثر اس کا استعمال گمراہی کے معنی میں ہوتا ہے۔ لہٰذا حاکم یوقنا کے ذہن نے یہ بات قبول نہ کی۔ کیونکہ پوری آیت کا ترجمہ پھر ایک مرتبہ دیکھیں۔ اور وہ معنی لفظ ترجمہ اور لفظوں کے بظاہر معنی سے دیکھیں۔ آیت کریمہ اس طرح ہے کہ:

''وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى'' اس کے ظاہری معنی ہوئے ''پایا آپ کو، ضال'' پس ہدایت دی۔ لفظ ''ضال'' کے ظاہری معنی ہوئے ''گمراہ، بھٹکا، بے خبر وغیرہ۔ (دیکھو فیروز اللغات، ص: ۸۶۸)

حضرت حاکم یوقنا جیسے نومسلم کے دل نے بھی یہ بات گوارا نہ کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بھی ''ضال'' یعنی گمراہ نہیں ہو سکتے لہٰذا انہوں نے حضرت ابوعبیدہ سے عرض کیا کہ حضور اقدس کا اللہ کے نزدیک بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اس کا

marfat.com

مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ اعلیٰ منصب ہے کہ ان کے لئے ''ضال'' یعنی گمراہ، بھٹکا ہوا کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔ لیکن چونکہ قرآن مجید کی آیت ہے لہٰذا انہوں نے اس آیت کی صحیح تفہیم حاصل کرنے کی غرض سے حضرت ابوعبیدہ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت میں لفظ ''ضال'' کی نسبت کیوں فرمائی ہے؟

حضرت ابوعبیدہ نے حاکم یوقنا سے اس آیت کی تفسیر بیان فرما کر اس آیت کا صحیح مفہوم بیان فرما کر ایمان افروز وضاحت بیان فرمائی ہے اس کو امام ارباب سیر و تواریخ امام علامہ محمد بن عمر والواقدی قدس سرہ نے اپنی کتاب میں اس طرح مرقوم فرمایا ہے:

''پس کہا ابوعبیدہ بن الجراح نے معاذ اللہ یہ معنی اس کے نہیں بلکہ معنی یہ ہیں:

''وَوَجَدَكَ ضَالاً فِيْ تِيْهِ مَحَبَّتِنَا فَهَدَيْنَاكَ اِلٰى مُشَاهَدَتِنَا وَاَيضاً سَهَلَ لَكَ الْوُصُوْلُ اِلٰى مَنَازِلَ الْمُكَاشِفَةِ وَوَفَقَكَ لِلْوُقُوْفِ فِيْ مَقَامِ الْمُشَاهَدَةِ وَ اَيضاً وَوَجَدَكَ ضَالًا فِيْ بِحَارِ الطَّلَبِ عَلٰى مَرَاكِبِ الطَّلَبِ فَاٰوَاكَ اِلٰى سَوَاحِلِ الْحَقِّ وَقَرَّبَكَ اِلٰى ظِلِّ حَقَائِقِ الصِّدْقِ''

(حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص: ۳۲۸)

ترجمہ: ''اور پایا ہم نے تم کو جھکنے والا اپنی محبت کے جنگل میں پس سیدھی راہ بتلا دی ہم نے تم کو بجانب اپنے دیدار اور حضوری کے اور نیز آسان کر دیا ہم نے تمہارے واسطے پہنچنے کو بجانب مقامات کھل جانے چھپے ہوئے بھیدوں کے اور با سامان کر دیا ہم نے تم کو واسطے ٹھہرنے حضوری میں اور پایا ہم نے تم کو جستجو کے دریاؤں میں تلاش کی کشتیوں پر پس پناہ دی ہم نے تم کو اور پہنچا دیا بجانب کنارے ہر سزاوار اور راہ راست کے اور نزدیک کر دیا ہم نے تم کو بجانب سایہ اور پناہ حقیقتوں راستی کے۔'' (ترجمہ، ماخوذ اور حاشیہ، فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص: ۳۲۸)

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے ''وَوَجَدَكَ ضَالاً'' کی مندرجہ بالا تفسیر سماعت کر کے حاکم یوقنا کے تمام شکوک کا ازالہ ہو گیا اور ان کو پورا اطمینان ہو گیا اور ان کا دل خوشی سے بھر گیا اور دل کی خوشی کے آثار ان کے چہرہ پر نمودار ہوئے اور ان کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا کیونکہ حضرت ابوعبیدہ نے اس آیت کی جو تفسیر بیان کی تھی اس کا مضمون توریت شریف کے حاشیہ کے مضمون کے عین مطابق تھا، جس کو حاکم یوقنا نے اپنے مرحوم بھائی حضرت یوحنا کی کتاب میں پڑھا تھا۔ جس کو انہوں نے حضرت ابوعبیدہ کے سامنے ان الفاظ میں اعتراف کیا:

علامہ واقدی کی زبانی:

''پس جب سنا یوقنا نے یہ کلام ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے چمکنے لگا چہرہ ان کا خوشی سے اور کہا کہ ایسا ہی پڑھا تھا میں نے شب گزشتہ کو اپنے بھائی یوحنا کی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ پایا اس نے اس مضمون کو توریت کے حاشیہ میں اور اب مضبوطی پکڑ لی تمہارے دین نے میرے دل میں اور جان لیا میں نے کہ یہی دین حق ہے۔''

(حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص: ۳۲۹)

ناظرین کرام! سورۃ الضحیٰ کی آیت ''وَوَجَدَكَ ضَالاً فَهَدٰى'' کی جو تفسیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی اس تفسیر کو گزشتہ صفحہ میں پھر ایک مرتبہ بغور ملاحظہ فرمائیں اور اس آیت کا امام عشق و محبت، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، مجدد

marfat.com

دین ملت، امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جو ترجمہ فرمایا ہے، اس ترجمہ کو دیکھیں۔ ترجمہ اس طرح ہے کہ:

''اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی'' (کنز الایمان)

امام احمد رضا محدث بریلوی کا ترجمہ امین الامت، صحابی رسول واحد من عشرۂ مبشرہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ تفسیر کے عین مطابق ہے بلکہ حضرت محدث بریلوی کا ترجمہ امین الامت حضرت ابوعبیدہ کی تفسیر کی ترجمانی کر رہا ہے اور توریت شریف کے حاشیہ کے مطابق ہے۔ یہ وہ ترجمہ ہے کہ جس کے ہر لفظ سے محبت رسول اور عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹپکتی اور عیاں ہوتی ہے۔

آیئے! اس آیت کا دور حاضرہ کے منافقین کے اکابر و پیشواؤں کے تراجم دیکھیں:

☆ دار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین اور وہابی تبلیغی جماعت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے استاد اور جن کو علمائے دیوبند بڑے فخر سے ''شیخ الہند'' کہتے ہیں وہ مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اس آیت کا اس طرح ترجمہ کیا ہے:

''اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دکھائی''

مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اس ترجمہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لفظ ''بھٹکتا'' کا استعمال کیا۔ لفظ بھٹکنا کے معنی ہم لغت سے دیکھیں:

بھٹکنا= گمراہ ہونا، آوارہ پھرنا (حوالہ: جامع اللغات)

بھٹکنا= گمراہ ہونا، راہ بھولنا، آوارہ پھرنا (حوالہ: فیروز اللغات، ص:۲۳۲)

لغت کے اعتبار سے بھٹکنا کے معنی گمراہ اور آوارہ کے ہوئے اور ان الفاظ کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے استعمال کرنا سخت بے ادبی، گستاخی اور توہین ہے بلکہ قرآن کے خلاف ہے:

مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی (پارہ:۲۷، رکوع:۵، سورۃ النجم، آیت:۲)

ترجمہ: ''تمہارے صاحب نہ بہکے، نہ بے راہ چلے۔'' (کنز الایمان)

تفسیر: (۱) صَاحِبُکُمْ سے مراد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ حضور انور نے کبھی طریق حق و ہدایت سے عدول نہ کیا۔ ہمیشہ اپنے رب کی توحید و عبادت میں رہے آپ کے دامن عصمت پر کبھی کسی امر مکروہ کی گرد نہ آئی (۲) اور بے راہ نہ چلنے سے یہ مراد ہے کہ حضور ہمیشہ رشد و ہدایت کی اعلیٰ منزل پر متمکن رہے اور اعتقاد فاسد کا شائبہ کبھی آپ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا۔'' (حوالہ: تفسیر خزائن العرفان، ص:۹۴۶)

قرآن مجید کا صاف ارشاد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''مَا ضَلَّ'' یعنی ''کبھی نہ بھٹکے'' لیکن دور حاضرہ کے منافقین کہتے ہیں ''ضَلَّ'' یعنی ''بھٹکے ہیں'' اگر معاذ اللہ حضور اقدس جان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ گمان کیا جائے کہ وہ ''بھٹکتا'' تھے۔ اور پھر اللہ نے ان کو ''راہ دکھائی'' تو پھر سورۃ النجم کی آیت کریمہ ''مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ'' یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں بھٹکے کے کیا معنی رہیں گے؟

marfat.com

منافقین زمانہ اور ان کے متبعین کو ''وَوَجَدَكَ ضَآلًّا'' میں ایسا لطف آتا ہے کہ اس آیت سے غلط استدلال اور مفہوم اخذ کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گمراہ، بے خبر، بھٹکتا وغیرہ بے ادبی کے الفاظ بولتے ہیں اور تنقیص شان رسالت کرتے ہیں۔ ہم نے خود اپنے کانوں تبلیغی جماعت کے جاہل بلکہ اجہل مبلغین کی زبانی ایسے نازیبا الفاظ سنے ہیں۔ جب ان سے مؤدبانہ گزارش کی جاتی ہے کہ جناب! اس قسم کے الفاظ خلاف شان رسالت ہیں۔ تو اپنے آپ کو علامہ دہر سمجھ کر سورۂ الضحیٰ کی آیت پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں ضال کا لفظ وارد ہے اور سورہ فاتحہ کی آخری آیت ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ'' میں بھی ''ضال'' کا لفظ وارد ہے۔ کیونکہ ''ضالین'' جمع ہے لفظ ''ضال'' کی اور سورہ فاتحہ کی آخری آیت کا ترجمہ ہے ''نہ ان کا راستہ جن پر غضب ہوا اور نہ ان کا جو گمراہ ہیں''۔ تو سورۂ فاتحہ میں لفظ ''ضال'' کے معنی ''گمراہ'' ہیں، وہی معنی ہم نے یہاں لئے ہیں، کیونکہ یہاں بھی لفظ ''ضال'' وارد ہے۔

واہ صاحب واہ! کیا بقراطی اور منطق چھانٹی ہے۔ ان کور مغز اور کور باطن کو کون سمجھائے کہ قرآن مجید میں ایک لفظ ہر جگہ ایک ہی معنی میں مشتمل نہیں ہوتا بلکہ محل و موقع کے اعتبار سے متفرق معنی مطلب میں استعمال ہوتا ہے۔ لفظ ''ضال'' سورہ فاتحہ میں بے شک گمراہ کے معنی میں مستعمل ہوا ہے لیکن سورۃ الضحیٰ میں ہرگز گمراہ کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ محبت میں خود رفتہ اور وارفتہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسے کہ:

☆ سورۂ یوسف میں بھی لفظ ''ضال'' کا استعمال ہوا ہے۔ لیکن سورۂ یوسف میں لفظ ''ضال'' کس معنی میں استعمال ہوا ہے اسے با آسانی سمجھنے کے لئے محل و موقع اور صورت حال سے آگاہ ہونا اشد ضروری ہے۔

حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ بیٹے تھے۔ ان بارہ بیٹوں میں سے آپ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت بنیامین کو زیادہ چاہتے تھے۔ جب یعقوب علیہ السلام کے دیگر صاحبزادے آپس میں جمع ہو کر گفتگو کرتے تو ہمیشہ یہی تذکرہ کرتے کہ ہمارے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام ہمارے مقابلہ میں حضرت یوسف اور بنیامین کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور زیادہ چاہتے اور محبت کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کی مذکورہ گفتگو کا ذکر کرنے کے بعد ان کا مقولہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

''اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ'' (پارہ:۱۲، رکوع:۱۲، سورۂ یوسف، آیت:۸)

ترجمہ: ''بے شک ہمارے باپ صراحۃً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں''۔ (کنز الایمان)

سورۂ یوسف میں لفظ ''ضلال'' گمراہی کے معنی میں نہیں بلکہ محبت میں خود رفتہ ہونے کے معنی میں وارد ہوا۔ اگر سورہ یوسف میں وارد لفظ ''ضلال'' کا گمراہیت کا معنی اخذ کیا جائے گا تو واقعہ کی صحیح تذکیر و تفہیم ہی مفقود ہو جائے گی کیونکہ یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے والد کے اعتقاد و ایمان کے تعلق سے یا اپنے والد کی عبادت، عصمت، رشد و ہدایت وغیرہ کے متعلق گفتگو نہیں کرتے تھے اور نہ ہی انہوں نے اپنے والد ماجد میں کوئی اعتقاد فاسد یا امر قبیح دیکھا تھا کہ جس کی وجہ سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے والد گمراہ ہو گئے ہیں بلکہ ان کی گفتگو حضرت یوسف اور حضرت بنیامین سے زیادہ محبت کرنے کے سلسلہ میں ہو رہی تھی اور اسی کے ضمن میں انہوں نے اپنے والد کو ''ضال'' کہا تھا اس کے معنی صرف اور صرف ''محبت میں ڈوبنا'' ہی ہے۔ تو

marfat.com

جس طرح سورۂ یوسف میں ''ضال'' کے معنی گمراہی کرنا غلط ہے اسی طرح سورۃ الضحیٰ میں بھی ''ضال'' کے معنی گمراہ، بھٹکنا، بے خبر، آوارہ وغیرہ کرنا بھی سراسر غلط ہے۔ اور جس طرح سورۂ یوسف میں ''ضال'' کے معنی محبت میں ڈوبنا ہے اسی طرح سورۃ الضحیٰ میں بھی ''ضال'' کے معنی محبت میں ڈوبنا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کیونکہ حضور اقدس جان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت میں ڈوب کر ''فَنَا فِي اللّٰهِ'' کی اعلیٰ منزل پر متمکن تھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت میں ''ضال'' یعنی خود رفتہ پایا تو ''فَهَدٰى'' یعنی اپنی طرف راہ دی یعنی معراج میں بلا کر اپنے دیدار، قرب اور حضوری سے بہرہ مند فرمایا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی معنی بیان فرمائے اور حضرت ابوعبیدہ کے نقش قدم پر چل کر اور ان کے فیض سے مستفیض ہو کر امام احمد رضا نے بھی یہی ترجمہ کیا اور راست و درست ترجمہ کیا اور خطا و غلطی سے محفوظ رہ کر راہ خدا اور راہ نجات پائی۔ بقول:

تیرے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

☆ وہابی تبلیغی جماعت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے سورۃ الضحیٰ کی آیت کا ترجمہ کیا ہے کہ:

''اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو آپ کو شریعت کا رستہ بتلا دیا''

(ترجمہ ماخوذ از قرآن حکیم، مترجم مولوی اشرف علی تھانوی ناشر: تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور وکراچی، پاکستان)

مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی ''ضال'' کا ترجمہ ''بے خبر'' کیا ہے۔

☆ اب ہم قارئین کرام کی خدمت میں آیت شریف ''وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى'' کا ترجمہ دیوبند مکتبہ فکر کے نامور مصنف اور جن کو وہابی دیوبندی جماعت ''بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حجۃ الاسلام اور امام اہل سنت کے لقب سے ملقب کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے وہ مولوی عبدالشکور کاکوروی ''ایڈیٹر رسالہ النجم'' لکھنؤ نے اپنی کتاب میں اس طرح کیا ہے کہ:

''اور پایا اس پروردگار نے آپ کو راہ سے بے خبر پس ہدایت کی اس نے (آپ کو)۔''

(حوالہ: مختصر سیرت نبویہ، مصنف، مولوی عبدالشکور کاکوروی، ناشر: عمدۃ المطابع لکھنؤ، ربیع الاول ۱۳۵۱ھ، ص:۲۲)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولوی عبدالشکور کاکوروی نے یہاں تک لکھا ہے کہ:

☆ ''محاسن شرعیہ کی اصل اصول یعنی ایمان باللہ کی حقیقت بھی آپ نہ جانتے تھے''

☆ ''اخلاقی محاسن کے تین جز ہیں۔ تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدن۔ ان تینوں سے آپ قطعاً و اصلاً بے خبر تھے۔ جب آپ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ کتاب الٰہی کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے تو اور محاسن سے آپ کو کیوں کر آگاہی ہو سکتی ہے''

☆ ''کبھی کچھ ایسے کلمات آپ کی زبان سے صادر نہیں ہوئے جس سے یہ معلوم ہوتا کہ آپ اپنے لئے اس مرتبۂ عظمیٰ

marfat.com

کی امید رکھتے ہیں، جو چالیس برس کے بعد آپ کو عنایت ہوا'' (حوالہ: مختصر سیرت نبویہ، از: عبدالشکور کاکوروی، ص:۲۲)

ناظرین کرام علمائے دیوبند کے نظریات ملاحظہ فرمائیں۔ ''وَوَجَدَكَ ضَآلًّا'' کے ترجمہ کی آڑ میں بارگاہِ رسالت میں کیسی سخت گستاخیاں لکھی ہیں۔ علمائے دیوبند کے مندرجہ بالا نظریات کے مطابق معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر شریف ہونے تک یعنی ظاہری نبوت سے سرفراز ہونے تک شریعت سے اور راہ سے بے خبر، و نیز ایمان باللہ کی حقیقت بھی نہیں جانتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کتاب الٰہی اور اخلاقی محاسن سے بھی بے خبر تھے۔ آپ کو نبوت ملنے کی بھی امید نہ تھی۔ ناظرین کرام انصاف فرمائیں۔ علمائے دیوبند کے مذکورہ نظریات بارگاہِ رسالت میں صریح گستاخی اور احادیث کے صاف ارشاد کے خلاف ہیں۔ مشہور و معروف حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''کُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ'' یعنی ''جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے، میں اس وقت نبی تھا۔'' مزید برآں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تب دنیا میں تشریف لاتے ہی آپ نے سجدہ کیا اور اپنی امت کے لئے اپنے رب سے عرض کی کہ ''رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ'' یعنی ''اے رب مجھے میری امت ہبہ فرمادے''۔ تو جو ذات گرامی پیدائش حضرت آدم کے وقت نبی ہو، اپنی پیدائش کے وقت اپنے رب کو سجدہ کرے، اپنی امت کی بخشش طلب فرمائے، وہ ذات گرامی یقیناً اپنی نبوت اور اپنے رب کی وحدانیت سے واقف ہے۔

سورۂ الضحیٰ کی آیت شریف ''وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى'' میں لفظ ''ضال'' کا ترجمہ بھٹکتا ہوا اور راہ سے بے خبر اور شریعت سے بے خبر وہی کرے گا جو بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گستاخ اور بے ادب ہوگا۔ بارگاہِ رسالت کے گستاخ اس آیت کے بھید، مفہوم اور سرّ سے یا تو بالکل انجان ہیں یا پھر عناداً و بغضاً توہین رسالت کی غرض سے قصداً اور عمداً ایسا ترجمہ کرتے ہیں۔ ایک مومن صادق کبھی بھی اس بات کو گوارا نہیں کرے گا کہ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھٹکتا یعنی گمراہ، آوارہ، راہ اور شریعت سے بے خبر یا راہ بھولنے والے تھے۔ حاکم حلب حضرت عبداللہ یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں ایمان کی روشنی تھی لہٰذا ان کے دل نے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ''ضال'' یعنی گمراہ کا لفظ گوارا نہ کیا اور حضور اقدس کے لئے لفظ ''ضال'' کا استعمال ان کو کھٹکا لیکن لفظ ''ضال'' قرآن مجید کی آیت میں وارد ہوا ہے لہٰذا لفظ ضال کی تفہیم صحیح حاصل کرنے کی غرض سے حضرت ابو عبیدہ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لفظ ''ضال'' کی کیوں نسبت کی ہے؟ حضرت ابو عبیدہ حضرت یوقنا کے دل کی بات فوراً سمجھ گئے کہ حضرت یوقنا لفظ ''ضال'' کی وجہ سے الجھن میں پڑ گئے ہیں لہٰذا انہوں نے فرمایا کہ:

''معاذ اللہ یہ معنی اس کے نہیں بلکہ معنی یہ ہیں''۔ (فتوح الشام، ص:۳۲۸)

یعنی اے یوقنا! اس آیت میں لفظ ''ضال'' کے معنی گمراہ کے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے فرماتا ہے کہ اے حبیب! ہم نے آپ کو اپنی محبت کے سمندر میں غرق پایا تو تم کو اپنے دیدار اور اپنے دربار کی حضوری سے مشرف فرمایا اور تمام اسرار اور بھیدوں سے باخبر کرکے اپنی طرف کی راہ تمہارے لئے کھول دی۔

تاریخ کے اوراق شاہد عادل ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ولادت شریف سے ظاہری نبوت ملنے تک یعنی

marfat.com

چالیس سال کی عمر شریف تک مکہ معظمہ میں ہی تشریف فرما رہے تب معاشرہ میں کفر، شرک، چوری، زنا، شراب نوشی، سود خوری، ڈکیتی، قتل و غارت گری، جھوٹ و کذب گوئی، دغا، مکر و فریب، دھوکہ بازی، بددیانتی وغیرہ جیسے افعالِ قبیحہ ورذیلہ عام تھے لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تمام برائیوں سے پاک ومنزہ رہے۔ ان میں کی ایک برائی کا کوئی بھی فعل کبھی بھی آپ سے صادر نہیں ہوا بلکہ آپ نے بعثت سے پہلے بھی ان افعال قبیحہ سے تنفر کا اظہار فرمایا تھا اور اپنے حلقہ کے لوگوں کو ان برے کاموں سے باز رہنے کی تعلیم وتلقین فرمائی تھی۔ یہاں تک کہ اگر آپ کے سامنے کوئی شخص ''لات وعزیٰ'' نام کے بتوں کی قسم کھا کر گفتگو کرتا تو آپ اس کی بات کا جواب نہیں دیتے تھے بلکہ اس شخص کو بت کی قسم کھانے سے منع فرماتے اور اللہ وحدہ لاشریک کی قسم کھانے کا حکم فرماتے۔ ثابت ہوا کہ آپ پیدائشی ہدایت یافتہ اور راہ راست پر گامزن تھے۔ آپ نہ گمراہ تھے، نہ راہ اور شریعت سے بے خبر تھے اور نہ ہی بھٹکے ہوئے تھے لیکن جن کے دلوں میں بغضِ نبی اور گستاخیٔ رسول بھری ہوئی ہے وہ معاذ اللہ حضور اقدس کو بھٹکتا، راہ اور شریعت سے بے خبر کہتے اور لکھتے ہیں۔

القصہ! حضرت ابوعبیدہ بن جراح سے سورۃ الضحیٰ کی تفسیر اور صحیح تفہیم سماعت کرنے کے بعد حاکم یوقنا کہ جن کا نام حضرت ابوعبیدہ نے ''عبداللہ'' رکھا تھا، انہوں نے دین اسلام کی صداقت اور حقانیت پر ایسا راسخ وکامل اعتماد کر لیا کہ انہوں نے حضرت ابوعبیدہ سے عرض کیا کہ اے سردار! میں نے اسلامی لشکر کو جو تکالیف پہنچائی ہیں اس کی تلافی اور تدارک میں مَیں نے یہ طے کیا ہے کہ اب میں اسلامی لشکر میں شامل ہو کر اسلام کے دشمنوں سے لڑوں گا۔

حضرت علامہ واقدی قدس سرہٗ نے حضرت عامر بن اوس سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبیدہ کے لشکر میں شامل ہو کر ملک شام کی اکثر جنگوں میں شرکت کی ہے اور جو رومی اسلام قبول کرتے تھے ان سے میں دوستانہ تعلق رکھتا تھا لیکن میں نے حاکم یوقنا حضرت عبداللہ سے بڑھ کر خالص نیت والا، رغبت سے جہاد کرنے والا اور لڑائی کے میدان میں پوری کوشش کرنے والا کسی کو نہیں پایا۔ علاوہ ازیں حضرت یوقنا عبداللہ لڑائی کے فن کے ماہر تھے اور انہوں نے اپنی مہارت کا صحیح استعمال کر کے اسلامی لشکر کی خیر خواہی کر کے مشرکوں کے قدم اکھاڑنے میں نمایاں کردار ادا کیا تھا اور انہوں نے اسلام کی جو خدمات انجام دی ہیں ایسی خدمات کسی بھی رومی شخص نے انجام نہیں دیں۔

اگلے صفحات میں حضرت عبداللہ یوقنا کی دلیری اور شجاعت کے واقعات پڑھ کر یہی کہنا پڑے گا کہ انہوں نے قبولِ اسلام سے پہلے اسلامی لشکر کو جو نقصان پہنچایا تھا اس سے کئی درجہ زیادہ اسلام کو فائدہ پہنچا کر اپنی ماضی کی خطاؤں کا کفارہ ادا کر دیا تھا اور ان کی قربانیاں اس بات کی شاہد عادل ہیں کہ انہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کر لی تھی۔

☆ اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصریٰ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) شیرز (۱۳) رستن (۱۴) حمات (۱۵) قنسرین (۱۶) بعلبک (۱۷) یرموک (۱۸) بیت المقدس (۱۹) حلب

marfat.com

فتح قلعۂ اعزاز

جیسا کہ اگلے صفحات میں مذکور ہوا کہ جنگ حلب میں حضرت دامس ابوالہلول کو ۷۳ زخم آئے تھے اور قلعہ کا دروازہ کھولنے کے لئے ان کے ساتھ گئے ہوئے ان کے ساتھی بھی شدید زخمی ہوئے تھے لہٰذا ان کے علاج کے لئے اسلامی لشکر حلب میں ٹھہرا ہوا تھا۔ جب وہ تمام صحت یات ہو گئے تب حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کے سرداروں کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ اب ہم کو کس طرف کوچ کرنی چاہیے۔ اس میٹنگ میں حضرت عبداللہ یوقنا بھی موجود تھے۔ حضرت عبداللہ یوقنا نے مجلس میں موجود حضرات کے مشورے اور رائے سے یہ اندازہ کر لیا کہ شاید حضرت ابوعبیدہ ''انطاکیہ'' کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمائیں گے لہٰذا انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے سردار! قریب میں ''اعزاز'' کا قلعہ ہے۔ وہاں کا حاکم میرے چچا کا لڑکا ''دادریس'' ہے وہ لڑائی کا ماہر، سخت جنگجو اور متعصب نصرانی ہے۔ اگر آپ انطاکیہ کی طرف کوچ کریں گے تو یہاں سے انطاکیہ کی مسافت طویل ہے۔ یہاں کا علاقہ اسلامی لشکر سے خالی پا کر حاکم اعزاز حلب، قنسرین اور ارض عوام پر حملہ کر کے قابض ہو جائے گا اور وہاں کے باشندوں کو تکالیف شدید پہنچائے گا اور ہمارے مفتوح علاقوں کو تاخت و تاراج کرے گا۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ پہلے حاکم اعزاز سے نپٹ لینا چاہئے اور بعد میں کسی دیگر مقام کی طرف کوچ کرنے کا قصد کرنا چاہئے تا کہ ہم حاکم اعزاز کے شر سے ہمارے مفتوح علاقے حلب وغیرہ کے متعلق مطمئن و بے خوب رہیں۔

حضرت عبداللہ یوقنا نے مزید کہا کہ قلعہ اعزاز کو آسانی سے فتح کرنے کی میں نے ایک تدبیر مکر و فریب پر مشتمل سوچی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ تدبیر کامیاب رہے گی۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ آپ نے کیا تدبیر سوچی ہے؟ حضرت یوقنا نے عرض کیا کہ اسلامی لشکر سے ایک سو (۱۰۰) مجاہدوں کو رومیوں کا لباس پہنا کر میں قلعۂ اعزاز کی طرف جاؤں۔ میرے روانہ ہونے کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک ہزار مجاہدوں کا لشکر میرے پیچھے روانہ کرو۔ میرے درمیان اور میرے پیچھے آنے والے لشکر کے درمیان ایک فرسخ (تین میل) کا فاصلہ ہو اور دکھاوا اس طرح کرنا ہے کہ میں اپنے ایک سو (۱۰۰) رومی ساتھیوں کے ہمراہ تم سے بھاگا ہوں اور تمہارا ایک ہزار سواروں کا لشکر میرا تعاقب کر رہا ہے۔

میں قلعۂ اعزاز پہنچ کر شور و غل مچاؤں گا اور حاکم دادریس سے کہوں گا کہ میں نے اپنی جان بچانے کے لئے اسلام قبول کرنے کا مکر و فریب کیا تھا اور اب موقع ملتے ہی بھاگا ہوں اور تمہاری پناہ لینے آیا ہوں کیونکہ مسلمانوں کا لشکر میرے تعاقب میں پیچھے آ رہا ہے۔ حاکم دادریس میری بات کا اعتبار کر کے مجھے پناہ دیتے ہوئے قلعہ میں داخل کر لے گا۔ میں قلعہ میں داخل

marfat.com

ہو کر رات ٹھہروں گا۔ میرے پیچھے آنے والا ایک ہزار کا اسلامی لشکر قلعۂ اعزاز کے قریب واقع "تیرہ" نام کے گاؤں میں شب بھر ٹھہرے اور علی الصبح قلعۂ اعزاز پر آجائے اور دروازہ کے قریب ٹھہرے۔ علی الصبح میں قلعہ کے اندر لڑائی شروع کردوں گا اور موقع پاکر قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا اور دروازہ کھلتے ہی اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہو کر قابض ہو جائے۔

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید اور حضرت معاذ بن جبل سے پوچھا کہ حاکم یوقنا کی مجوزہ تدبیر کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ دونوں نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ بہت ہی عمدہ تدبیر ہے بشرطیکہ حاکم یوقنا ہم سے کوئی غدر اور بیوفائی کر کے اپنے سابق مذہب کی طرف پھر نہ جائے۔ حضرت عبیدہ نے فرمایا کہ

"اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ" (پارہ:۳۰، رکوع:۱۴، سورۃ الفجر، آیت:۱۴)

ترجمہ: "بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔" (کنز الایمان)

حضرت یوقنا نے کہا کہ قسم خدا کی! میں نے دین اسلام اس لئے اختیار کیا ہے کہ میرے دل سے بتوں، تصویروں اور صلیبوں کی محبت و تعظیم زائل ہو گئی ہے اور میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور ان کی محبت ہے جن کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کا میں نے ذاتی مشاہدہ کیا ہے۔ لہٰذا اگر آپ کو مجھ پر کامل بھروسہ اور یقین ہو تو ہی مجھ کو اس کام پر بھیجو۔ میں انشاء اللہ اپنی ذمہ داری کامل طور پر نبھاؤں گا۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! ہم کو تم پر پورا بھروسہ ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ضرور مدد فرمائے گا۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے ایک سو (۱۰۰) مجاہدوں کو حضرت عبداللہ یوقنا کے ماتحت کر دیئے۔ ان سو مجاہدوں میں دس متفرق قبائل کے لوگ تھے اور ہر قبیلہ کے دس دس آدمی لئے تھے اور ہر دس آدمی میں سے ایک کو نقیب مقرر کیا تھا۔ ان دس نقیبوں میں (۱) حضرت جزعل بن عاصم کو قوم بنی طے کا (۲) حضرت مراہ بن مراحم کو قوم نہد کا (۳) حضرت سالم بن عدی کو قوم خزاعہ کا (۴) حضرت مسروق بن نبہان کو قوم بنس کا (۵) حضرت ذوالکلاع حمیری کو قوم حمیر کا (۶) حضرت سیف بن رفاع کو قوم باہلہ کا (۷) حضرت سعید بن جبیر کو قوم تمیم کا (۸) حضرت مالک بن قناس کو قوم مراد کا نقیب ہونا علامہ واقدی نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔ ان ایک سو مجاہدوں کو حضرت ابوعبیدہ نے حکم دیا کہ تم کو اس شخص کی اطاعت کرنا ہے جس نے اپنی جان کو اللہ اور رسول کے لئے ہبہ کیا ہے۔ تمام مجاہدوں نے بیک زبان کہا کہ اے سردار ہم حضرت یوقنا کی اطاعت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے۔

☆ قلعۂ اعزاز کے حاکم کو جاسوسوں نے حضرت یوقنا کے مکر سے آگاہ کر دیا:

دوسرے دن علی الصبح متعینہ تجویز کے مطابق حضرت یوقنا ایک سو (۱۰۰) مجاہدوں کو رومیوں کا لباس پہنا کر حلب سے قلعۂ اعزاز کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے روانہ ہونے کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے حضرت مالک بن حرث اشتر نخعی کی سرداری میں ایک ہزار سواروں کا لشکر روانہ کیا۔ حضرت یوقنا نے اگلے روز حضرت ابوعبیدہ اور اسلامی لشکر کے سرداروں کے ساتھ میٹنگ کر کے قلعۂ اعزاز کو مکر و فریب سے فتح کرنے کی جو تجویز طے کی تھی، اس کی پوری تفصیل حاکم اعزاز کو رات ہی مل گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اسلامی لشکر میں عصمہ بن عرقطہ تمیمی نام کا ایک نصرانی جاسوس موجود تھا۔ اس نے تمام کیفیت ایک کاغذ میں لکھ کر

marfat.com

اس کاغذ کو ایک پالتو کبوتر کی دم میں باندھ کر کبوتر کو حاکم اعزاز کی طرف چھوڑ دیا۔ وہ کبوتر عصمہ بن عرقطہ کا رقعہ لے کر حاکم اعزاز دادریس کے پاس پہنچ گیا۔ لہٰذا حاکم دادریس چوکنا ہوگیا تھا اور اس نے بھی حاکم یوقنا کے ساتھ مکر و فریب کا پلان بنالیا تھا علاوہ ازیں حاکم دادریس نے قریب میں واقع ''راوندان'' نام کی ریاست کے حاکم ''لوقا بن شامس'' کے پاس طارق بن سنان نام کے نصرانی عرب کو بطور قاصد بھیج کر صورت حال سے آگاہ کر کے لشکر کی کمک طلب کی تھی۔ لہٰذا حاکم لوقا نے پانچ سو (۵۰۰) جنگجو اور دلیر سواروں کا لشکر قلعہ اعزاز کی کمک کرنے بھیج دیا۔ جو شام کے پہلے قلعہ اعزاز میں پہنچ گیا تھا۔ قلعہ اعزاز میں سب ملا کر تقریباً پانچ ہزار کا لشکر جمع تھا اور اعزاز کا حاکم اپنے لشکر کو ساز و سامان سے مسلح کر کے حضرت یوقنا کا انتظار کر رہا تھا۔

حضرت یوقنا حلب سے روانہ ہو کر شام کے وقت قلعہ اعزاز کے قریب پہنچے۔ جب قلعہ تھوڑے فاصلہ پر تھا تب آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ چونکہ تم نے رومیوں کا لباس پہن رکھا ہے لہٰذا وضع قطع سے تو تم کو کوئی پہچان نہیں سکے گا لیکن قلعہ اعزاز پر پہنچنے کے بعد تم لوگ اپنی زبان سے ایک لفظ بھی مت نکالنا، حتیٰ کہ آپس میں بھی مطلق گفتگو مت کرنا، ورنہ عربی زبان بولنے کی وجہ سے تمہاری صحیح پہچان دشمنوں کو حاصل ہو جائے گی۔ اور ہم مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اپنے ساتھیوں کو احتیاط کی تاکید و تنبیہ کرنے کے بعد حضرت یوقنا قلعۂ اعزاز سے قریب تر ہوتے جا رہے تھے لیکن تقدیر میں جو معاملہ ہونا لکھا تھا اس سے بے خبر تھے۔

☆ حاکم اعزاز دادریس نے حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا:

حضرت یوقنا جب اعزاز کے قلعہ پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حاکم دادریس قلعہ کے باہر تین ہزار رومی سوار اور ایک ہزار عرب متنصرہ کے لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ حضرت یوقنا کو قریب آتے دیکھ کر حاکم دادریس نے خوشی کا اظہار کیا اور ان کا استقبال اور تعظیم کرنے کی غرض سے اپنے گھوڑے سے اتر کر پیدل ہوگیا اور حضرت یوقنا کے قریب آ کر ان کے گھوڑے کی رکاب کو بوسہ دیا۔ حضرت یوقنا دادریس کے مکر و فریب سے بے خبر تھے وہ اس گمان میں تھے کہ دادریس کو کچھ معلوم نہیں ہے اور وہ بے خبری کے عالم میں چچازاد بھائی ہونے کے ناطے میری تعظیم و تکریم کر رہا ہے لیکن دادریس نے گھوڑے کی رکاب کو بوسہ دینے کے بعد کمر سے خنجر نکال کر گھوڑے کے زین کو کاٹ ڈالا اور حضرت یوقنا کو زین سمیت گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرا دیا اور ان پر قابض ہو کر قید کرلیا۔ ایسا ہی معاملہ حضرت یوقنا کے ساتھیوں کے ساتھ دادریس کے سپاہیوں نے بیک وقت کر کے ان تمام کو بھی گرفتار کر لیا۔ حضرت یوقنا کو قید کرنے کے بعد حاکم دادریس نے ان کے منہ پر تھوکا اور یہ کہا کہ جس وقت تو نے اپنے آبائی دین کو ترک کر کے عربوں کا دین اختیار کیا ہے، اس وقت سے صلیب مجھ پر غضبناک اور خشمناک ہے۔ قسم ہے حق مسیح کی! میں تجھ کو ہرقل بادشاہ کے پاس انطاکیہ بھیجوں گا اور قیصر روم ہرقل تجھ جیسے باغی کو دارالسلطنت انطاکیہ کے دروازہ پر عام الناس کے سامنے سولی پر لٹکائے گا تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ پھر حاکم دادریس حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو لے کر قلعہ میں آیا اور ان تمام کو اپنے بیٹے ''لاون'' کے محل میں بند کر دیا اور لاون کو قیدیوں کی نگہبانی کی ذمہ داری سونپ کر اپنے محل میں چلا گیا۔ اپنے محل میں آنے کے بعد اس نے بے تحاشا شراب پی اور نشے میں دھت ہو کر بیہوشی کے عالم میں غفلت کی نیند سو گیا۔

marfat.com

اعزاز کے حاکم دادریس کے دو بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام لوقا تھا اور چھوٹے بیٹے کا نام لاون تھا۔ حضرت یوقنا کو دادریس نے اپنے چھوٹے بیٹے لاون کے محل میں قید کیا تھا۔ لاون حضرت یوقنا کو اچھی طرح جانتا تھا کیونکہ وہ اپنے باپ کے ساتھ حلب جاتا تھا تب حضرت یوقنا کے محل میں مہمان کی حیثیت سے ٹھہرتے تھے علاوہ ازیں حضرت یوقنا سے خاندانی رشتہ داری بھی تھی۔ لاون حضرت یوقنا کی ذہانت، مذہبی معلومات، دین عیسوی کی ہمدردی، جنگی مہارت، سیاسی امور میں متانت، دنیوی معاملات کی سنجیدگی وغیرہ محاسن اور خوبیوں سے اچھی طرح واقف تھا اور حضرت یوقنا کو اہل رائے اور ذی شعور شخص کی حیثیت سے مانتا تھا اور ان کی علمی صلاحیتوں کا معترف ہونے کی وجہ سے ان کی بہت ہی تعظیم وتکریم کرتا تھا۔ رات کے وقت اس نے سوچا کہ حاکم یوقنا دین اور دنیا کے علم اور تجربے میں میرے باپ سے بہت زیادہ معلومات رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں دین نصرانی کی حمایت میں اس نے مدت طویل تک عربوں سے جنگ کی ہے اور ہر طرح کی قربانی اور خدمت بجائی ہے۔ جب اس کے جیسے دین نصرانی کے حامی اور خیر خواہ نے اپنا آبائی دین چھوڑ کر اسلام کو اپنایا ہے تو ضرور اس نے اسلام کی حقانیت اور صداقت معلوم کی ہوگی۔ لہٰذا یہ سچے ہیں اور میرا باپ جھوٹا ہے۔ لہٰذا میں ان کو رہا کردوں اور میرے باپ کو قتل کردوں۔

علاوہ ازیں لاون اکثر اپنے باپ کے ساتھ جب حلب جا کر حضرت یوقنا کے یہاں ٹھہرتا تھا تو حضرت یوقنا کے خاندان کے تمام افراد سے وہ بے تکلف ملتا تھا۔ حضرت یوقنا کی ایک حسین وجمیل لڑکی تھی جس پر لاون فریفتہ ہو گیا تھا اور اس نے یہ طے کیا تھا کہ اگر شادی کروں گا تو اس لڑکی سے ہی کروں گا ورنہ عمر بھر کنوارا رہوں گا۔ لاون نے اپنی دلی خواہش کا اپنی ماں کے سامنے اظہار بھی کیا تھا اور اس کی ماں نے اس کو اطمینان دلایا تھا کہ تیری شادی حاکم یوقنا کی لڑکی کے ساتھ ہی ہوگی۔ حاکم یوقنا کی لڑکی کے ساتھ لاون کی شادی کا پیغام بھیجنے کے لئے اس کی ماں نے ارادہ بھی کیا تھا لیکن ان دنوں اسلامی لشکر نے حلب کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور لڑائی نے طول پکڑا اور نوبت حضرت یوقنا کے قید ہونے تک پہنچی۔

☆ حضرت یوقنا اور ساتھیوں کی قید سے رہائی:

نصف شب کے وقت لاون حضرت یوقنا کے پاس آیا اور کہا کہ اے چچا! میں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قید سے آزاد کر دینے کا ارادہ کیا ہے اور میں نے آپ کو میرے باپ اور قیصر روم ہرقل بادشاہ سے بزرگ اور افضل جانا ہے اور کفر کے مقابلہ میں ایمان زیادہ توفیق اور نفع دینے والا ہے اور میں نے یقین سے جانا ہے کہ دین اسلام ہی حق ہے اور دین اسلام اختیار کرنے میں ہی دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اگر میں آپ تمام کو رہا کردوں تو کیا آپ اپنی دختر نیک اختر کو میری زوجیت میں عنایت فرمائیں گے؟ حضرت یوقنا نے فرمایا کہ اگر تیرا ہم کو رہا کرنا اور اسلام قبول کرنا کسی دنیوی غرض کے بجائے صرف اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے ہے تو میں انشاء اللہ تیری مراد پوری کروں گا اور تجھ کو دنیا اور آخرت کی عزت اور بھلائی حاصل ہوگی۔ لاون نے بلند آواز سے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھا اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر اس نے حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو رہا کر دیا اور ان کے ہتھیار دے دیئے اور کہا کہ اب آپ قلعہ فتح کرنے کے معاملہ میں تاخیر نہ کریں اور میں اپنے باپ

marfat.com

کے محل کی طرف جاتا ہوں کیونکہ میرا باپ شراب کے نشے میں دھت ہو کر بیہوش پڑا ہوا ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو سویا ہوا ہی قتل کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضامندی حاصل کروں۔

پھر لاون اپنے محل سے نکل کر بعجلت اپنے باپ حاکم دادریس کے محل میں گیا اور اپنے باپ کے کمرہ میں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا باپ مقتول پڑا ہے اور اس کی ماں اور بہنیں اس کی لاش کے اردگرد جمع ہیں۔ خدام اور غلام بھی محو حیرت اور خوفزدہ ہیں۔ لاون اپنے باپ کو مقتول دیکھ کر تعجب میں تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ نیک کام کرنے میں مجھ سے کون سبقت لے گیا؟ پھر وہ جلدی سے اپنے محل کی طرف لوٹا اور حضرت یوقنا کو اپنے باپ کے ہلاک ہونے کی اطلاع دی اور کہا کہ اب آپ یہاں سے نکل کر قلعہ کے دروازہ پر حملہ کر دیں۔

☆ اسلامی لشکر کی قلعۂ اعزاز پر آمد اور قلعہ میں داخل ہونا:

حاکم دادریس کے مرنے کی خبر قلعہ میں بجلی کی طرح پھیل گئی اور لوگ گروہ در گروہ اس کے محل کے پاس جمع ہونے لگے۔ حضرت یوقنا اور ان کے ساتھی لاون کے محل سے نکل کر تکبیر اور تہلیل کی صدائیں بلند کرتے ہوئے قلعہ کے دروازہ کے محافظوں پر ٹوٹ پڑے۔ قلعہ کے دروازہ کی نگرانی کی خدمت پر متعین رومی سپاہی حملہ سے غافل تھے۔ اچانک حملہ ہونے سے وہ بوکھلا گئے اور گھبراہٹ کے عالم میں اپنے ہتھیار سنبھال کر مقابل ہوئے لیکن ان کو اپنے ہتھیار استعمال کرنے کا موقع ہی میسر نہ ہوا۔ مجاہدوں نے جاتے ہی ان کے سروں پر تلواریں رکھ دیں۔ عین اس وقت حضرت مالک بن حرث اشتر نخعی اسلامی لشکر لے کر قلعہ کے دروازہ پر آپہنچے اور اپنے آنے کی اطلاع نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کر کے قلعہ کے اندر پہنچائی۔ لاون بھی حضرت یوقنا کے ہمراہ قلعہ کے دروازہ پر موجود تھا۔ حضرت یوقنا نے لاون کو قلعہ کا دروازہ کھول دینے کا حکم فرمایا۔ لاون نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہو گیا۔

اسلامی لشکر نے قلعہ کے دروازہ پر آتے ہی نعرۂ تکبیر کی جو صدا بلند کی تھی وہ پورے شہر میں سنائی دی تھی لہٰذا تمام رومی سپاہی بھاگ کر قلعہ کے دروازہ کی طرف دوڑے لیکن ان کے دروازہ پر وارد ہونے سے قبل اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہو چکا تھا۔ اسلامی لشکر اور رومی سپاہیوں کا آمنا سامنا ہو گیا اور مجاہدوں نے نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے کرتب دکھا کر بھاری تعداد میں رومی سپاہیوں کو زمین پر کشتہ ڈال دیئے۔ رومی سپاہیوں کے قدم اکھڑ گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ اسلامی لشکر کے مجاہدوں کا مقابلہ کرنے کی ہم میں تاب نہیں لہٰذا انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور خالی ہاتھ اوپر کی جانب اٹھا کر ''لفون لفون'' یعنی ''امان امان'' پکارنے لگے۔ حضرت مالک اشتر نے امان دیتے ہوئے شمشیر زنی اور نیزہ زنی موقوف کرنے کا حکم دیا۔

حضرت مالک اشتر نے حضرت یوقنا سے ملاقات کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت یوقنا نے فرمایا کہ شکریہ اور مبارک بادی کا حقدار یہ نوجوان مردمومن ہے۔ پھر آپ نے حاکم دادریس کے چھوٹے بیٹے لاون کا حضرت مالک سے تعارف کرایا اور اس کے قبول اسلام اور ان کی قید سے رہا کرنے کی پوری تفصیل بیان کی۔ پھر حضرت مالک نے قلعہ کا قبضہ کیا اور کثیر تعداد میں مال غنیمت جمع کیا۔ حضرت مالک اشتر کو حاکم دادریس کے قتل ہونے کی اطلاع بھی مل چکی تھی۔ حضرت مالک نے حضرت

marfat.com

یوقنا اور لاون سے پوچھا کہ دادریس کو کس نے قتل کیا؟ تب لاون نے راز فاش کیا کہ:

☆ حاکم دادریس کو اس کے بڑے بیٹے لوقا نے قتل کیا تھا:

حاکم دادریس کا بڑا بیٹا لوقا عبادت گزار شخص تھا۔ اس کو بمقابل دنیوی معاملات کے مذہبی امور کی طرف زیادہ رغبت تھی۔ شہر اعزاز میں ایک بڑا کنیسہ تھا۔ لوقا اپنا زیادہ وقت اس کنیسہ میں بسر کرتا تھا۔ اس کنیسہ میں ایک بوڑھا قس (پادری) رہتا تھا۔ لوقا اس قس سے انجیل کی تعلیم حاصل کرتا تھا اور حلال وحرام کے مسائل سیکھتا تھا۔ جب اسلامی لشکر نے ملک شام میں بڑے بڑے لشکروں کو شکست دے کر ملک شام کے مضبوط قلعوں اور شہروں کو فتح کر لیئے اور اسلامی لشکر کی عظیم فتوحات کی خبریں لوقا نے سماعت کیں تو ایک دن اس نے اپنے استاد سے تنہائی میں پوچھا کہ اے ہمارے معزز باپ (Father)! کیا وجہ ہے کہ ملک حجاز کے ضعیف اور بے سروسامان عرب ہرقل بادشاہ کے عظیم لشکر پر غالب آ گئے ہیں اور ملک شام کے اہم مقامات پر قابض ہو گئے ہیں۔ ان کو ہر محاذ پر اللہ کی طرف سے مدد اور غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ کیا آپ نے آسمانی کتابوں اور ملاحم میں اس امر کے متعلق کبھی پڑھا ہے؟ بوڑھے قس نے کہا کہ اے میرے بیٹے! میں نے پرانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ عرب ملک شام پر قابض ہو جائیں گے یہاں تک کہ ہرقل بادشاہ کے تخت کے بھی مالک ہو جائیں گے اور میں نے سنا ہے کہ ان کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ

''زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَسَیَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِی مَازُوِیَ لِی مِنْهَا''

یعنی: لپیٹی گئی میرے واسطے زمین پس دیکھا میں نے پورب اور پچھم اس کا اور عنقریب پہونچے گا ملک میری امت کا وہاں تک کہ لپیٹی گئی میرے واسطے وہ زمین۔'' (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۳۳۶)

پھر لوقا نے پوچھا کہ اے میرے باپ! مسلمانوں کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ بوڑھے قس نے کہا کہ اے میرے بیٹے! ہماری مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک حجاز میں ایک نبی مبعوث فرمائے گا اور ان کی آمد کی بشارت حضرت مسیح نے بھی دی ہے۔ لوقا نے اپنے استاد کی زبانی یہ حقیقت سنی تو اس کا دل یہ کہنے لگا کہ میرا استاذ ظاہر میں تو عیسائی ہے لیکن باطن سے مسلمان ہے لیکن اس نے لوگوں کے خوف سے اپنا مسلمان ہونا پوشیدہ رکھا ہے۔ لوقا پھر اپنے محل میں چلا گیا لیکن اس کے ذہن میں ایک ہی بات گھومتی تھی کہ میرا استاذ بھی اسلام کی حقانیت کا معترف اور قائل ہے۔ وہ کئی دن تک اسی خیال میں غرق رہا اور بالآخر اس کے دل میں بھی اسلام کی حقانیت راسخ ہو گئی لیکن اس نے بھی اپنا حال کسی پر ظاہر نہیں کیا۔

جب اس کے باپ نے حضرت یوقنا کو قید کیا تب اس نے سوچا کہ دین نصرانی کی حمایت میں جس شخص نے اپنے حقیقی بھائی یوحنا کو قتل کر دیا اور مدت طویل تک اپنی جان کی بازی کھیل کر عربوں سے معروف جنگ رہا۔ وہ حاکم یوقنا جب اپنے آبائی دین سے منحرف ہو کر اسلام میں داخل ہو گیا ہے اور اسلام کی خاطر اپنی جان ہتھیلی میں لے کر اپنی خدمات پیش کر رہا ہے تو ضرور اس نے اسلام کی حقانیت معلوم کر لی ہے۔ حاکم یوقنا ملک شام کے دانا اور عقلمند لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس نے جب

marfat.com

اسلام اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو ضرور اس فیصلہ میں وہ حق پر ہے اور میرا باپ جھوٹا ہے لہٰذا میں نے قصد کیا کہ پہلے میرے باپ کو قتل کر دوں اور پھر حاکم یوقنا کو قید سے رہا کروں۔ لہٰذا پہلے میں اپنے باپ کے محل میں گیا تو میرا باپ شراب کے نشے میں بیہوش پڑا تھا۔ میں نے تلوار کا ایک وار کیا اور اس کی گردن تن سے الگ کر دی، پھر میں حاکم یوقنا کو قید سے چھوڑانے اپنے چھوٹے بھائی کے محل پر گیا تو میں نے دیکھا کہ حاکم یوقنا کو آزاد کرنے کی سعادت حاصل کرنے میں میرا چھوٹا بھائی لاون مجھ پر سبقت لے گیا ہے۔''

حضرت مالک اشتر نخعی نے حاکم اعزاز دادریس کے بڑے بیٹے سے یعنی لوقا سے ملاقات کی اور اس کو مبارکباد دی اور ایک سوال پوچھا کہ ہم نے سنا ہے کہ قوم روم سے کسی بھی شخص نے اپنے باپ کو قتل نہیں کیا لیکن شاید تم پہلے شخص ہو جس نے اپنے باپ کو قتل کیا ہے، تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ لوقا نے جواب میں کہا کہ تمہارے دین اسلام اور تمہارے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت کی وجہ سے میں نے یہ کام انجام دیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ''لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' حضرت مالک اشتر نے لوقا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے قبول فرمایا اور تجھ کو بھلائی کی توفیق دی اور دنیا و آخرت کی عزت و بہتری عطا فرمائی۔

☆ بوڑھے پادری کا قبولِ اسلام، حضرت فضل بن عباس کا قلعۂ اعزاز آنا:

حضرت مالک اشتر اور حاکم اعزاز کے بیٹے حضرت لوقا جہاں کھڑے ہو کر گفتگو کر رہے تھے وہاں کافی لوگ جمع ہو گئے تھے۔ اچانک لوگوں کی بھیڑ کے درمیان حضرت مالک نے ایک بوڑھے قس کو دیکھا جس نے خوشنما لباس زیب تن کر رکھا تھا اور صاحب وقار معلوم ہوتا تھا۔ حضرت مالک اشتر نے فرمایا کہ اگر میرا گمان سچا ہے تو یہ راہب وہی ہے جس کا حال لوقا نے بیان کیا ہے لہٰذا حضرت مالک نے حضرت لوقا سے پوچھا کہ کیا یہ وہی راہب ہے جس کا حال تم نے مجھ سے بیان کیا ہے؟ حضرت لوقا نے کہا کہ اے سردار! یہ وہی میرے استاد محترم اور ہادی ہیں۔ حضرت مالک اشتر نے اس بوڑھے راہب سے ملاقات کی اور فرمایا کہ آپ اپنے دین کے علماء میں سے ہیں۔ پھر آپ نے حق بات کیوں چھپا رکھی ہے؟ بوڑھے راہب نے کہا کہ میں ڈرتا تھا کہ اگر میں نے حق بات ظاہر کر دی تو رومی مجھ کو مار ڈالیں گے۔ لیکن اس کے باوجود جو شخص میرا معتقد اور معتمد ہوتا اس کو میں مستحق نصیحت سمجھ کر حق بات سے ضرور آگاہ اور آشنا کر دیتا تھا۔ حضرت مالک نے فرمایا کہ اب تو تم کو کوئی خوف نہیں ہے۔ اب اپنا اسلام ظاہر کرنے میں کیوں تامل و تاخیر کرتے ہو؟ بوڑھے راہب نے کہا کہ میں ضرور اسلام قبول کروں گا لیکن میں نے مقدس انجیل میں کچھ مسائل پائے ہیں۔ ان مسائل کے تعلق سے تم سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں اور مجھ کو تسلی بخش جواب حاصل ہو گئے تو میں علی الاعلان اسلام قبول کروں گا۔ حضرت مالک نے فرمایا کہ آپ بخوشی ان مسائل کے متعلق دریافت کریں، میں انشاء اللہ آپ کو اطمینان بخش جواب دوں گا۔

اچانک لوگوں نے بھاگنا شروع کیا۔ حملہ آیا ہے، جلدی کرو! ہتھیار سنبھالو! مقابلہ کے لئے نکلو! کا شور و غل بلند ہوا۔ مجاہدوں نے میان سے تلواریں نکال لیں اور مقابلہ کرنے کے لئے قلعہ کے دروازہ کی طرف لپکے۔ مجاہدوں نے اور اہل شہر نے

marfat.com

گمان کیا کہ قلعہ اعزاز لشکر اسلام نے فتح کرلیا ہے لہٰذا اطراف میں پوشیدہ کوئی رومی لشکر حملہ آور ہوا ہے۔ مجاہدوں نے قلعہ کے دروازہ کے باہر نکل کر دیکھا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی کیونکہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار سواروں کا لشکر لے کر آپہنچے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان کو حضرت یوقنا اور حضرت مالک اشتر کی کمک کرنے احتیاطاً بھیج دیا تھا اور وہ اپنے ساتھ جو ایک ہزار سوار لئے تھے ان میں سے دو سو شہر حلب کے روساء اور حضرت یوقنا کے رشتہ دار تھے۔ جنہوں نے حضرت یوقنا کی متابعت کرتے ہوئے دین نصرانی ترک کر کے دین اسلام قبول کیا تھا اور قبول اسلام کے بعد اپنے اہل و عیال کو حلب میں چھوڑ کر اعلاء کلمۃ الحق کی خدمت انجام دینے لشکر اسلام میں شامل ہو کر حضرت فضل بن عباس کے ساتھ آئے تھے۔ مجاہدوں نے دیکھا کہ حضرت فضل بن عباس تشریف لائے ہیں تو انہوں نے نعرۂ تکبیر سے ان کا خیر مقدم کیا اور قلعہ میں لائے۔ حضرت مالک اشتر نے حضرت فضل بن عباس کو مرحبا کہا اور پھر قلعہ حلب میں جو واردات پیش آئے تھے اس کی اول تا آخر تفصیل بیان کی اور اس بوڑھے راہب کا بھی تعارف کرایا۔

پھر حضرت مالک اشتر نے اس بوڑھے راہب سے فرمایا کہ اب جو کچھ بھی سوال کرنا ہے وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے صاحبزادے حضرت فضل بن عباس سے کرو۔ لہٰذا بوڑھے راہب نے تخلیق کائنات وغیرہ کے تعلق سے چند سوالات پوچھے جن کا حضرت فضل بن عباس نے ایسا تسلی بخش اور مدلل جواب دیا کہ سن کر بوڑھے راہب نے کہا کہ:

اَشْهَدُ اَنَّ هٰذَا الْعِلْمُ الَّذِی اسْتَاثَرُوْا بِهِ الْاَنْبِیَاءُ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں اس امر کی کہ یہ وہ علم ہے جس کی انبیاء کرام نے خبر دی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۳۳۸)

بوڑھے راہب نے علی الاعلان کلمہ شہادت پڑھا اس کا اہل اعزاز پر بہت اثر ہوا اور چند متعصب رومیوں کو چھوڑ کر اکثر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر حضرت مالک اشتر نخعی اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے لشکر کے ہمراہ حلب کی طرف روانہ ہوئے لیکن حضرت یوقنا نے حضرت فضل بن عباس کے لشکر میں آئے ہوئے دو سو (۲۰۰) روساءِ حلب کو اپنے ساتھ روک لیا اور حضرت فضل بن عباس سے کہا کہ میں اب حلب واپس نہیں آؤں گا۔ کیونکہ میں اب اس وقت تک مسلمان بھائیوں کو منہ نہیں دکھاؤں گا جب تک میں کوئی عظیم کارنامہ انجام نہ دوں میں نے اب انطاکیہ کا ارادہ کیا ہے۔

☆ اب تک اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصریٰ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) شیرز (۱۳) رستن (۱۴) حمات (۱۵) قنسرین (۱۶) بعلبک (۱۷) یرموک (۱۸) بیت المقدس (۱۹) حلب (۲۰) اعزاز

marfat.com

فتح انطاکیہ

حضرت یوقنا عبداللہ قلعۂ اعزاز سے اپنے ساتھ حلب کے دوسو (۲۰۰) نومسلم روساء مجاہدوں کو لے کر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد انہوں نے اپنے ساتھ صرف چار آدمی لئے اور ''جارم'' کے راستہ پر انطاکیہ کی طرف آگے بڑھے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم ''عم'' اور ''ارتاح'' کے راستہ سے آگے بڑھو اور اب ہم سب انطاکیہ میں جمع ہوں گے۔ اگر راہ میں تم کو ہرقل بادشاہ کا لشکر ملے یا راہ میں متعین محافظ ملیں اور تم سے پوچھیں کہ تم کون ہو؟ تو جواب میں یہ کہنا کہ ہم حلب کے باشندے ہیں اور عربوں سے جان بچا کر بھاگے ہیں اور انطاکیہ میں پناہ گزین ہونے جا رہے ہیں۔ پھر حضرت یوقنا اپنے ساتھیوں کو سفر کے تعلق سے ضروری ہدایت اور تنبیہ کر کے احتیاط برتنے کی تاکید کر کے جدا ہوئے اور ''دیر سمعان'' نامی مقام پر پہنچے۔ وہاں سے بڑھ کر ''بحر اسود'' کے قریب پہنچے تو وہاں ہرقل بادشاہ کے لشکر کے لوگ جو راہوں کی حفاظت پر مامور تھے وہ ملے۔ ان محافظوں نے حضرت یوقنا کو روکا اور کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جا رہے ہو؟ اور کیوں جا رہے ہو؟ وغیرہ سوالات پوچھے۔ حضرت یوقنا نے فرمایا کہ میں حلب کا سابق حاکم یوقنا ہوں۔ عربوں نے حلب کے قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے اور میں اپنی جان بچا کر بھاگا ہوں اور ہرقل بادشاہ کے پاس انطاکیہ جا رہا ہوں۔ ان محافظوں کے گروہ کا سردار ''بطریس'' نام کا گبر تھا۔ وہ یوقنا کے نام اور شہرت سے واقف تھا لہٰذا وہ حضرت یوقنا کے ساتھ بہت ہی محبت سے پیش آیا اور اپنے چند محافظوں کو حضرت یوقنا کے ہمراہ بھیجا تا کہ وہ حضرت یوقنا کو سلامتی سے راستہ طے کرا دیں۔

☆ حضرت یوقنا کا انطاکیہ پہنچنا اور ہرقل بادشاہ سے ملاقات کرنا:

حضرت یوقنا محافظوں کی نگرانی میں خیر و عافیت سے انطاکیہ پہنچے اور ہرقل بادشاہ کے پاس گئے۔ جب ہرقل بادشاہ کو پتہ چلا کہ یوقنا آئے ہوئے ہیں تو وہ غصہ میں لال ہو گیا۔ حضرت یوقنا کو اپنے پاس بلایا اور سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ تم وہی یوقنا حاکم حلب ہو جو اپنے دین سے منحرف ہو کر عربوں کے دین میں داخل ہوا ہے؟ حضرت یوقنا نے جواب دیا کہ آپ نے ٹھیک سنا ہے لیکن یہ سب میں نے خود کو اور اپنے اہل و عیال کو بچانے کے لئے عربوں سے مکر و فریب کیا تھا۔ عربوں نے ہم پر جو مظالم ڈھائے تھے وہ نا قابل برداشت تھے۔ لہٰذا مجبور ہو کر اپنی جان بچانے کے لئے مسلمان ہونے کا مکر و فریب کیا تھا لیکن انتقام کی آگ تو میرے دل میں حسب سابق شعلہ زن تھی بلکہ مزید بڑھ گئی تھی۔ حلب کے مظالم کا بدلہ لینے

marfat.com

کے لئے میں عربوں کو دھوکہ دے کر قلعہ اعزاز فتح کرنے کی لالچ دے کر ان کے ایک ہزار سواروں کو اعزاز لے گیا تھا تاکہ مکرو فریب سے ان کے سپاہیوں کو مار ڈالوں اور شہسواروں کو قید کر کے آپ کی خدمت میں انطاکیہ بھیج دوں اور آپ ان کو پھانسی دے کر عبرتناک سزا کی مثال قائم کریں لیکن افسوس کہ اعزاز کے حاکم دادریس نے اپنے جاسوسوں کی جھوٹی اطلاع پر مجھ کو قید کر لیا۔ میں نے اس کو سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن اس نے میری ایک نہ سنی اور عربوں سے حلب کے مظالم کا بدلہ لینے کی میری حسرت دل ہی دل میں دب کر رہ گئی۔ حاکم دادریس کے انتظامی امور کے کھوکھلا پن کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوسکتا ہے کہ میرے جیسے مخلص شخص کو شک وشبہ کی بنا پر قید میں ڈالا اور اپنے گھر کے بھیدی سے بے خبر اور غافل رہا۔ اس کا بیٹا لوقا عربوں سے مل گیا تھا۔ اس امر سے وہ انجان رہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بیٹے لوقا نے ہی اسے قتل کر ڈالا اور قلعہ کا دروازہ کھول کر عربوں کو شہر میں داخل کر لیا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی عربوں نے شمشیر زنی اور نیزہ زنی کا بازار گرم کر کے ہنگامہ برپا کر دیا۔ اس ہنگامہ کا فائدہ اٹھا کر میں اپنے چار ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے فرار ہو گیا۔ اور آپ کے پاس آیا ہوں۔ اگر میرے من میں میل ہوتا اور میں مرتکب جرم ہوتا تو آپ کے پاس کیوں آتا؟ کیا ایسا سنگین جرم کرنے کے بعد آپ کے پاس سامنے سے چل کر آنے کی کوئی ہمت کر سکتا ہے؟ کیا کوئی مجرم اپنی گردن کٹانے بذات خود آئے گا؟ اگر مجھ کو اپنے دین سے محبت نہ ہوتی تو کیا میں حقیقی بھائی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتا؟ کیا ایک سال کی طویل مدت تک عربوں کے محاصرہ کے سامنے ٹکر لیتا؟

حضرت یوقنا نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اے بادشاہ! لوگوں نے میرے خلاف آپ کے کان بھرے ہیں لیکن آپ نے حاکم اعزاز دادریس کا طریقہ نہیں اپنایا بلکہ خلوص دل سے اپنے غصہ کا اظہار فرمایا اور مجھے صفائی کا موقع دیا اور غلط فہمی کا ازالہ کرنے کی راہ ہموار کی۔ یہ آپ کا بڑا پن ہے کہ آپ نے دل میں زہر نہیں رکھا اور میرے متعلق جو سنا تھا وہ ارشاد فرما دیا۔ حضرت یوقنا کی اس گفتگو نے ہرقل بادشاہ پر بہت اچھا اثر کیا علاوہ ازیں بادشاہ کے پاس موجود بطارقہ اور مُلوکِ شام نے حضرت یوقنا کی تائید اور صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ یوقنا اپنے قول وفعل میں سچے ہیں اور ہمارے دین کے ساتھ اخلاص و راستی اور جذبہ ایثار وقربانی میں ان کا مثل دوسرا شخص پورے ملک شام میں ڈھونڈے نہ ملے گا۔ اب حضرت یوقنا کا حوصلہ بڑھا اور ہرقل بادشاہ کو مزید مسخر کرنے کی غرض سے کہا کہ اے بادشاہ! عنقریب آپ دیکھیں گے کہ میں اپنا کام اور کوشش ظاہر کر کے مسلمانوں کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ میں وہ کام انجام دوں گا کہ آپ تعجب کریں گے۔ یہ جملے حضرت یوقنا نے ذومعنی کہے تھے۔ حضرت یوقنا کی بات سن کر ہرقل بادشاہ خوش ہو گیا اور اس نے حضرت یوقنا کو شاہی لباس اور تاج پہنا کر خلعت دی اور بے حد تعظیم وتکریم کی اور اپنے قریب بٹھایا۔ ہرقل نے حضرت یوقنا کو خوش کرنے کی غرض سے کہا کہ اگر عربوں نے تم سے حلب چھین لیا ہے تو کیا ہوا؟ حلب کا افسوس کر کے اپنا دل چھوٹا مت کرو۔ میں تم کو انطاکیہ کے مضافات کا علاقہ، سکندر اور دمشق کا والی اور حاکم بنا کر حلب کا نعم البدل دوں گا۔ حضرت یوقنا نے ہرقل بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔

☆ حضرت یوقنا کے دوسو (۲۰۰) ساتھی بھی انطاکیہ آپہنچے:

پھر ہرقل بادشاہ حضرت یوقنا سے مصروف گفتگو ہوا اور اسلامی لشکر سے نبرد آزما ہونے اور ملک شام کے تحفظ کے سلسلہ میں

marfat.com

رائے زنی کرتا رہا۔ یہ دونوں مصروف کلام تھے کہ انطاکیہ شہر کی حد پر واقع لوہے کے پل کا محافظ ہرقل بادشاہ کے پاس آیا اور اطلاع دی کہ عربوں سے بھاگ کر حلب شہر کے تقریباً (۲۰۰) آدمی پناہ گزین ہونے کے قصد سے آئے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان کو لوہے کے پل پر روک رکھا ہے اور آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں لہٰذا ان کے متعلق کیا حکم شاہی ہے؟ ہرقل بادشاہ نے حضرت یوقنا سے کہا کہ آپ شاہی دربار سے چند مصاحب کو اپنے ہمراہ لے کر لوہے کے پل پر جاؤ اور تحقیق کرو کہ معاملہ کیا ہے اور وہ لوگ حلب کے باشندے ہوں گے تو آپ ان کو ضرور پہچانتے ہوں گے۔ اگر وہ آنے والے مظلوم اور مصیبت زدہ معلوم ہوں تو ان کو شہر میں لے آؤ اور اگر معاملہ برعکس ہے تو مجھے اطلاع کرو، پھر میں جو مناسب ہوگا وہ حکم دوں گا۔ حضرت یوقنا نے ہرقل کے دربار سے چند مصاحب اپنے ساتھ لئے اور لوہے کے پل پر آئے جہاں پل کے محافظوں نے دو سو (۲۰۰) آدمیوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک رکھا تھا۔ دراصل وہ تمام حضرت یوقنا کے ساتھی تھے جو حضرت فضل بن عباس کے لشکر کے ساتھ حلب سے اعزاز آئے تھے اور اعزاز سے ان کو ساتھ لے کر حضرت یوقنا بجانب انطاکیہ روانہ ہوئے تھے اور اثنائے راہ ان سے الگ ہو کر الگ راستہ سے انطاکیہ آئے تھے۔ حضرت یوقنا نے انجان بن کر ان کے حال احوال پوچھے، سب کے نام، پتہ اور دیگر شناخت پوچھی اور یہاں آنے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے اپنے نام پتے بتائے اور حلب پر عربوں نے قبضہ کرلیا ہے اور ہمارا سب کچھ لوٹ لیا ہے۔ ہم بے گھر و بے سامان ہو گئے ہیں اور ہم وہاں سے جان بچا کر بھاگے ہیں اور یہاں پناہ و آسرا ڈھونڈنے کی غرض سے آئے ہیں۔ تھوڑی دیر تک حضرت یوقنا نے ان سے متفرق معاملات کے متعلق پوچھ گچھ کی اور پھر اپنے ساتھ آئے ہوئے مصاحبوں سے کہا کہ یہ لوگ واقعی حلب کے باشندے ہیں اور مصیبت زدہ ہیں۔ پھر ان دو سو (۲۰۰) آدمیوں کو لے کر حضرت یوقنا ہرقل بادشاہ کے پاس آئے اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ ہرقل بہت خوش ہوا اور اس نے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے محل کے سامنے ایک وسیع حویلی میں ان کو حضرت یوقنا کے ساتھ ٹھہرایا۔ اس طرح حضرت یوقنا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسلام کے دشمن اعظم کے محل کے سامنے ہی قیام پذیر ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے تھے کہ انطاکیہ کو فتح کرنے کا آسان طریقہ کیا تجویز کرنا چاہیے۔

ہرقل کے حکم سے اس کی بیٹی زیتون کو لانے حضرت یوقنا کا ''مرعش'' جانا اور واپسی میں اثنائے راہ حضرت ضرار بن ازور کو رومیوں کی قید میں پانا:

ہرقل بادشاہ کی سب سے چھوٹی بیٹی کا نام ''زیتون'' تھا۔ ہرقل نے زیتون کی شادی ''مرعش'' کے حاکم ''نسطورس'' کے ساتھ کی تھی۔ نسطورس لڑائی کے فن کا ماہر اور دلیر جنگجو تھا۔ اس کی شجاعت کی وجہ سے لوگ اس کو ''سیف الصرابۃ'' کہتے تھے۔ نسطورس یرموک کی لڑائی میں ہرقل بادشاہ کے لشکر میں موجود تھا اور جنگ یرموک کے بارہویں دن وہ حضرت خالد بن ولید کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ نسطورس کی موت کے بعد اس کی بیوی زیتون نے اپنے باپ ہرقل کو خبر بھیجی کہ مجھ کو ''مرعش'' میں عربوں کا بہت خوف محسوس ہوتا ہے لہٰذا ایک لشکر بھیج کر مجھ اپنے پاس انطاکیہ بلالو۔

marfat.com

جب ہرقل کے پاس اس کی بیٹی کا پیغام پہنچا تو ہرقل نے حضرت یوقنا کو بلایا اور صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ میری نگاہوں میں تم سے بڑھ کر بھروسہ کا دوسرا کوئی شخص نہیں۔ میری لخت جگر کو مرعش سے خیر و عافیت کے ساتھ یہاں لے آنے کی ذمہ داری تمہارے سوا کسی کو نہیں سونپ سکتا اور مجھ کو تم پر اعتماد کامل ہے کہ میرا کام تم بخوبی انجام دو گے۔ حضرت یوقنا نے فرمایا کہ آپ نے مجھ کو اس قابل سمجھا یہ میری خوش قسمتی ہے۔ میں آپ کا یہ حکم ضرور بجا لاؤں گا۔ ہرقل نے حضرت یوقنا کو دو ہزار کا لشکر دیا اور اپنی بیٹی زیتون کو لینے ''مرعش'' نامی مقام پر بھیجا۔ حضرت یوقنا دو ہزار کا رومی لشکر لے کر مرعش گئے اور زیتون کو ساتھ لے کر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن واپسی میں انہوں نے جس راستہ سے گئے تھے اس کے بجائے بڑی شاہراہ اختیار کی اور اس راستہ سے آنے کا ان کا یہ مقصد تھا کہ اثنائے راہ اسلامی لشکر کا کوئی جاسوس یا کوئی معاہدی مل جائے تو حضرت ابوعبیدہ کو اطلاع کر دوں کہ میں انطاکیہ پہنچ گیا ہوں اور ہرقل بادشاہ کا اعتماد حاصل کر لیا ہے اور آپ انطاکیہ کی طرف کوچ کرنے کا قصد کریں۔ انشاء اللہ انطاکیہ عنقریب فتح ہو جائے گا۔

حضرت یوقنا مرعش سے واپس انطاکیہ آتے ہوئے جب ''مرج الدیباج'' نامی مقام پر پہنچے تو لشکر کے آگے چلنے والا گروہ (طلیعہ) بجلی کی سرعت سے واپس آیا اور حضرت یوقنا کو اطلاع دی کہ قریب میں عربوں کا ایک چھوٹا لشکر پڑاؤ ڈال کر ٹھہرا ہوا ہے۔ یہ خبر سن کر حضرت یوقنا کی خوشی کی انتہا نہ رہی لیکن انہوں نے اپنی خوشی کے آثار چہرہ پر نمودار نہیں ہونے دیئے بلکہ اپنے ساتھ کے رومی لشکر کو ہوشیار رہنے اور احتیاط برتنے کی تاکید کی اور یہ تنبیہ فرمائی کہ اگر دشمن سے مقابلہ ہو تب یہ کوشش کرنا کہ ان کو زندہ قید کر لو تا کہ ان قیدیوں کو ہرقل بادشاہ کی خدمت میں پیش کر کے بادشاہ کی خوشنودی حاصل کر لیں۔ علاوہ ازیں ہرقل بادشاہ عنقریب عربوں سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس جنگ میں اگر ہمارا کوئی قیدی عربوں کے ہاتھوں سے چھڑانا ہوگا تب یہ عرب قیدی کے عوض میں ہم ہمارے قیدی کو چھوڑا سکیں گے۔ یہ حکم نافذ کر کے حضرت یوقنا نے اسلامی لشکر کے مجاہدوں کو شہید ہونے سے بچانے کی ترکیب تجویز کی تھی۔ پھر حضرت یوقنا رومی لشکر کو لے کر اس مقام کی طرف آگے بڑھے جہاں عربوں کا لشکر مقیم تھا۔ حضرت یوقنا کا لشکر قریب آتے ہی وہ لشکر عرب چوکنا اور ہوشیار ہو گیا اور مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور لشکر کے سپاہیوں نے صلیبیں بلند کیں۔ صلیبیں دیکھ کر حضرت یوقنا سمجھ گئے کہ یہ لشکر عربوں کا ضرور ہے لیکن مسلمان عربوں کا نہیں بلکہ نصرانی عربوں کا ہے۔ ان نصرانی عربوں نے دیکھا کہ قریب آنے والے لشکر میں بھی صلیبیں بلند ہیں تو وہ بھی مطمئن ہو گئے کہ یہ لشکر ہمارے کسی دشمن کا نہیں بلکہ رومی لشکر ہے۔ دونوں لشکر قریب ہوئے اور ایک دوسرے سے مُلاقی ہوئے۔ عربوں کے لشکر کے سردار نے پکار کر کہا کہ ہم صلیب کے پرستار اور تابع ہیں، تم کون ہو؟ حضرت یوقنا نے جواب دیا کہ ہم ہرقل بادشاہ کے لشکری ہیں۔ لہٰذا دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو سلام کیا اور گرم جوشی سے ملاقات کی اور ایک دوسرے کی نہایت تعظیم کرتے ہوئے مرحبا اور خوش آمدید کہا اور خیریت پوچھی۔ حضرت یوقنا نے فرمایا کہ میں ہرقل بادشاہ کی دختر زیتون کو مرعش لینے گیا تھا اور اب انطاکیہ واپس جا رہا ہوں۔ عرب متصرہ کے لشکر کا سردار جبلہ بن ایہم غسانی کا بیٹا ''ایہم بن جبلہ'' تھا۔ ایہم بن جبلہ نے کہا کہ میں ''اَذْرَعَمَۃ'' نامی مقام سے غلہ لے کر ہرقل بادشاہ کے پاس انطاکیہ جا رہا ہوں۔ راہ

marfat.com

میں ''مرج وابق'' نامی مقام پر ہم کو مسلمانوں کا ایک چھوٹا گروہ مل گیا اور اس سے ہماری مڈبھیڑ ہوگئی۔ اس چھوٹے گروہ کے ساتھ ہماری لڑائی کا یہ عالم تھا کہ ہم ان کا ایک آدمی مارڈالتے تھے تو جواب میں وہ ہمارے لشکر کے تین چار آدمیوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ لیکن ان کی تعداد ہمارے مقابلہ میں بہت کم تھی لہٰذا ہم غالب آئے۔ ان کے کچھ آدمیوں کو ہم نے مار ڈالا، کچھ کو قید کرلیا ہے اور کچھ بھاگ گئے۔ پھر اس نے حضرت یوقنا کو مسلمان قیدی دکھائے۔ حضرت یوقنا نے دیکھا کہ اسلامی لشکر کے دو سو مجاہد مشکیں بندھی ہوئی حالت میں قید ہیں اور ان قیدیوں میں حضرت ضرار بن ازور صحابی رسول بھی ہیں۔ حضرت یوقنا کو بہت ہی رنج اور صدمہ ہوا لیکن انہوں نے کڑوا گھونٹ پیتے ہوئے اپنے رنج کو ظاہر نہیں ہونے دیا اور مسلمان قیدی کی جاں بخشی کی ترکیب سوچنے لگے۔ بظاہر انہوں نے ابہم بن جبلہ کے کام کی تعریف کی اور دو سو مسلمانوں کو قید کرنے کی مبارکباد دی۔ پھر دونوں لشکر ساتھ میں انطاکیہ کی جانب روانہ ہوئے۔ دونوں لشکر کے سپاہیوں کے قدم انطاکیہ کی طرف آگے بڑھ رہے تھے لیکن حضرت یوقنا کا دماغ اسلامی لشکر کے مجاہدوں کی رہائی کی سبیل کی طرف چل رہا تھا۔

☆ قید ہونے والے حضرت ضرار کے گروہ کی کیفیت:

قلعہ اعزاز کی فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے حضرت ضرار بن الازور کو تقریباً تین سو سواروں پر سردار مقرر کر کے ''مرج وابق'' کے علاقہ کی طرف بھیجا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہاں کے علاقہ کو تاخت و تاراج کریں۔ حضرت ضرار بن ازور کے ساتھیوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ حضرت ضرار کے گروہ میں ایک رومی معاہدی راستہ بتانے کے لئے ساتھ میں گیا ہوا تھا۔ حضرت ضرار کے گروہ نے ''مرج وابق'' پہنچ کر توقف کیا اور رات وہاں بسر کر کے دوسرے دن صبح روانہ ہونے کا طے کیا تھا۔ لہٰذا رات کے وقت تمام مجاہدین سفر کی مسافت کی کلفت دور کرنے کی غرض سے استراحت کرتے تھے کہ اچانک رات کے وقت ابہم بن جبلہ غسانی سوئے ہوئے مجاہدوں پر آپڑا۔ ابہم بن جبلہ کے سپاہیوں نے کئی مجاہدوں کو نیند کی حالت میں گھوڑے کی ٹاپوں سے روند ڈالا اور کئی مجاہدوں پر تلواروں کی شدید ضربیں لگائیں۔ ایک عجیب شور وغل بلند ہوا۔ جس کو سن کر حضرت ضرار بیدار ہوگئے جست لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے اور ان کے ساتھ ایک سو مجاہد بھی مسلح ہو کر سوار ہوگئے اور ابہم بن جبلہ غسانی کے حملہ کا دفاع شروع کیا۔ حضرت ضرار نے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا کہ اے جوانمردانِ عرب! ہمارے دشمن متنصرہ عرب ہیں اور ناگاہ ہم پر آپڑے ہیں۔ تم ان کا مقابلہ کرنے میں بددلی مت کرو کیونکہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ'' یعنی ''جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔'' حضرت ضرار بن ازور شیر کی طرح گرجتے تھے اور دشمنوں کو اپنی تلوار سے خاک و خون میں ملاتے تھے۔ کسی کو بھی ان کے قریب جانے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ حضرت ضرار پورے جوش و خروش سے مقابلہ کر رہے تھے کہ اچانک حضرت ضرار کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گھوڑا حضرت ضرار کو لے کر منہ کے بل گرا۔ حضرت ضرار نے اٹھ کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر رکاب میں پاؤں الجھ گیا تھا اور گھوڑے کے جسم کے نیچے دب گیا تھا۔ حضرت ضرار اپنا پاؤں نکالنے کے لئے طاقت آزما رہے تھے کہ آٹھ دس نصرانی عرب ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کو دبوچ لیا اور قید کرلیا۔ حضرت ضرار کے گرفتار ہوتے ہی

marfat.com

مجاہدوں کے حوصلے پست ہو گئے اور نوبت یہ ہوئی کہ دو سو مجاہد گرفتار ہوئے اور کچھ مجاہد زندہ بچ کر بھاگ نکلے۔

حضرت سفینہ کا بھاگ کر حضرت ابوعبیدہ کو حضرت ضرار کی گرفتاری کی اطلاع دینا' راستہ میں ایک شیر ملا جس نے ان کو لشکر اسلام تک پہنچایا:

حضرت ضرار بن ازور اور ان کے ساتھ دو سو مجاہدوں کو قید ہوتا دیکھ کر حضرت سفینہ (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام) دشمنوں کی نظروں سے بچ کر بھاگے۔ ان کو بھاگتے ہوئے کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا لہٰذا وہ دشمن کے تعاقب سے مامون ہو کر بے تحاشا بھاگ رہے تھے تا کہ جلد از جلد وہ حلب پہنچ جائیں اور مجاہدوں کی گرفتاری کے حادثہ کی خبر پہنچا دیں۔ جلد از جلد حلب پہنچنے کے ارادہ سے انہوں نے شاہراہ چھوڑ کر جنگل سے گزرنے والا درمیانی راستہ اختیار کیا تھا۔ حضرت سفینہ جنگل میں راستہ بھول گئے لیکن پھر بھی بغیر توقف مسلسل بھاگ رہے تھے کہ اچانک آپ کے سامنے ایک بڑا شیر (Lion) آ کر کھڑا ہو گیا۔ شیر کو دیکھتے ہی حضرت سفینہ رک گئے۔ بیابان جنگل، نہ کوئی ساتھی نہ کوئی راہی، نہ کوئی مونس نہ کوئی مددگار۔ اکیلی جان، تن تنہا، جنگ کی کلفت برداشت کرنے کے بعد مسلسل فاصلہ طے کرنے کی مشقت کی وجہ سے جسم چکنا چور، سامنے موت اپنا جبڑا پھاڑ کر کھڑی ہے، گھڑی دو گھڑی میں لقمۂ اجل بن جانے کا اندیشہ ہے۔ اب کیا ہوگا اور کیا کروں؟ اس کشمکش میں حضرت سفینہ نے شیر کی جانب دیکھا تو شیر ان پر نگاہیں جما کر گھور گھور کر دیکھ رہا ہے اور ایسا لگ رہا تھا کہ ایک ہی جست میں وہ ان پر آ پڑے گا اور پھاڑ کر رکھ دے گا۔ ایسے مایوسی اور ناامیدی کے عالم میں حضرت سفینہ کو ایک ہی سہارا نظر آیا۔ کونین کے مالک و مختار، مصیبت زدوں کی مصیبت دور فرمانے والے پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی طرف رجوع کیا اور شیر کو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی دی۔ پھر کیا ہوا؟

امام ارباب سیر و تواریخ علامہ محمد بن عمرو واقدی فرماتے ہیں کہ:

''سفینہ غلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ضرار بن الازور کے ساتھ موجود تھے جس وقت وہ قید کئے گئے تھے۔ پس جب رات ہوئی چلے اور بھاگے سفینہ بامید پہنچنے کے پاس ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ پس سامنے آیا ان کے ایک بڑا شیر اثنائے راہ میں پس کہا انہوں نے ''یَا اَبَا الْحَارِثُ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ''

ترجمہ: ''اے اباالحارث! (یعنی اے شیر) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام ہوں'' اور یہ میرا حال ہے۔ پس متوجہ ہوا شیر درآں حالیکہ ہلاتا تھا وہ اپنی دم کو یہاں تک کہ کھڑا ہوا سفینہ کے پہلو میں اور ڈکارا اس نے۔ سفینہ نے بیان کیا ہے کہ چلا میں اور شیر میرے پہلو میں تھا تا آنکہ آیا میں اپنی صلح کی جگہ میں' پھر چھوڑا اس نے مجھ کو اور چلا گیا۔'' (حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص: ۳۴۴)

ناظرین غور فرمائیں! حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ہیں۔ حضور اقدس کے صحبت یافتہ ہیں۔ عرصۂ دراز تک

marfat.com

خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رات دن حاضر رہنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے لاکھوں احادیث و مسائل سماعت کئے ہیں۔ شرک، کفر، حلال، حرام، جائز، ناجائز اور دیگر احکام کی تعلیم بارگاہِ رسالت سے حاصل کی ہے۔ وہ حضرت سفینہ نے مصیبت کے وقت اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی دی اور وہ بھی کسی انسان کو نہیں بلکہ انسان کو پھاڑ کھانے والے شیر ببر کو دی۔ حضرت سفینہ کا اعتقاد کتنا پختہ تھا؟ کیسا یقین کامل تھا؟ جنگل کے شیر جو انسان کی بولی نہ جانے، نہ سمجھے، لیکن اس کے باوجود حضرت سفینہ شیر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اے شیر! میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ حضرت سفینہ کو اعتقاد تھا کہ یہ شیر اگرچہ انسانوں کی لغت کو نہیں جانتا لیکن تمام کائنات کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور جانتا ہے، صرف جانتا ہی نہیں بلکہ مانتا بھی ہے۔ اگر اس کو میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی دوں گا تو یقیناً وہ مجھ کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔ اور ہوا بھی ایسا ہی۔ حضرت سفینہ کی زبان سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی سن کر خونخوار شیر بکری بن گیا اور اپنی دم ہلانے لگا۔ گویا وہ زبان سے حال کہہ رہا ہے کہ اے سفینہ! جس بارگاہِ رسالت مآب کے تم غلام ہو، اسی بارگاہ کا میں بھی خوشہ چیں ہوں۔ میری کیا مجال کہ اس بارگاہ کے غلام کو تکلیف پہنچاؤں بلکہ تمہاری خدمت انجام دینا میری قسمت کی سعادت ہے۔ چلو میں تمہارا راہبر اور نگہبان بن کر ساتھ چلتا ہوں اور تم کو جہاں جانا ہے وہاں تک پہنچا دیتا ہوں، چنانچہ وہ شیر حضرت سفینہ کے ساتھ بحیثیت راہبر حلب تک گیا۔ بقول:

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم ' جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم ' پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

لیکن! افسوس کہ:

دور حاضر کے منافقین کا عقیدہ یہ ہے کہ:

☆ امام المنافقین مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ:

شرک کی مختلف شکلیں:

"اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں، اماموں اور شہیدوں کو اور فرشتوں اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآری کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کی ان کی طرف نسبت کرتے ہیں، کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے، کوئی علی بخش کوئی نبی بخش، کوئی پیر بخش، کوئی مدار بخش، کوئی سالار بخش، کوئی غلام محی الدین اور ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے، کوئی کسی کے نام کی بدھی پہناتا ہے، کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے، کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے، کوئی کسی کے نام کا جانور کرتا ہے، کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے، کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے۔" (حوالہ: تقویت الایمان، مصنف: مولوی اسمٰعیل دہلوی، ناشر: دارالسلفیہ، بمبئی، ص: ۱۶)

marfat.com

تقویت الایمان کی مندرجہ بالا عبارت شرک کے فتوے کا ایٹم بم ہی ہے کہ قلم کے ایک جھٹکے سے ملت اسلامیہ کے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کو مشرک کہہ دیا۔ اس ایک عبارت کی تردید میں مدلل دلائل پر مشتمل ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے لیکن یہاں ہم اس عبارت سے صرف نظر کرتے ہیں اس عبارت کے جملہ ''کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے'' کی طرف توجہ کی قارئین کرام سے التماس کرتے ہیں کہ امام المنافقین نے تقویت الایمان میں مشکل کے وقت کسی کی دہائی دینے کو شرک لکھا ہے لیکن صحابیٔ رسول حضرت سفینہ نے شیر کے حملہ سے محفوظ رہنے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی دی۔ اگر حضور اقدس کی دہائی دینا شرک ہوتا تو کیا حضرت سفینہ دہائی دیتے؟ اگر بقول مولوی اسمٰعیل دہلوی دہائی دینا شرک ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی دینے والے صحابیٔ رسول حضرت سفینہ بھی کیا معاذ اللہ!! ناظرین فیصلہ کریں۔

القصہ! حضرت سفینہ شیر کے ہمراہ مسافت طے کر کے جب حلب کے قریب سلامت مقام پر پہنچ گئے تو وہ شیر واپس لوٹ گیا۔ پھر حضرت سفینہ اسلامی لشکر میں آئے اور حضرت ابو عبیدہ کو حضرت ضرار بن ازور اور دو سو مجاہدوں کی گرفتاری کی خبر دی اور ابہم بن جبلہ غسانی کے ناگہانی حملہ کی تفصیل سنائی۔ اس سانحہ کی خبر اسلامی لشکر میں پھیلی تو تمام مجاہدین مغموم ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ اور حضرت خالد بن ولید بہت روئے۔ حضرت ضرار کی بہن حضرت خولہ بنت ازور اور حضرت صابر بن اوس کی والدہ حضرت مزروعہ بنت عملوق حمیریہ بھی بہت روئیں لیکن کسی نے بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

حضرت ضرار اور ان کے ساتھی ہرقل بادشاہ کے سامنے بحالتِ قیدی:

حضرت یوقنا ''مرج وابق'' سے ابہم بن جبلہ غسانی کے لشکر کے ہمراہ حضرت ضرار بن ازور اور دو سو مجاہد قیدیوں کو لے کر انطاکیہ کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت یوقنا راستہ بھر مجاہدوں کی جان بچانے کی فکر کرتے رہے اور اس کی ترکیب سوچتے رہے۔ جب ان کا لشکر انطاکیہ سے تھوڑے فاصلہ پر تھا تب حضرت یوقنا نے ایک شخص کو ہرقل بادشاہ کے پاس پیشتر بھیج دیا اور ہرقل کی بیٹی زیتون کی آمد اور ساتھ میں اسلامی لشکر کے دو سو مجاہدوں کو قید پکڑ لانے کی اطلاع بھیج دی۔ حضرت یوقنا کی بھیجی ہوئی خبر سن کر ہرقل بادشاہ خوشی میں جھوم اٹھا اور اس نے شہر کے تمام کنیسہ کو عمدہ فرش اور روشنی سے آراستہ کرنے کا حکم دیا۔ غرباء و مساکین کو دل کھول کر خیرات تقسیم کی اور ارباب سلطنت کو خلعتیں دیں اور لشکر کو حکم دیا کہ زیتون اور یوقنا کا شاندار استقبال کیا جائے۔ ہرقل نے اپنے بھتیجے ''فورین'' کو بھی لشکر کے ساتھ استقبالیہ رسم کی ادائیگی کے لئے بھیجا۔ پورے انطاکیہ میں ہرقل کی بیٹی کی آمد کی خبر پھیل چکی تھی اور اہل انطاکیہ عمدہ اور فاخرہ لباس سے مزین ہو کر استقبال کے لئے نکلے تھے اور ایک جشن کا ماحول انطاکیہ شہر میں قائم ہو گیا تھا۔ جب حضرت یوقنا کا لشکر انطاکیہ شہر میں داخل ہوا تو ہرقل کے لشکر نے بادشاہ کی دختر کے احترام میں سواری سے اتر کر پا پیادہ ہو کر اس کی تعظیم کی اور خیر مقدم کیا۔ انطاکیہ کے باشندوں نے ناقوس بجا کر، صلیبیں بلند کر کے اور کلمۂ کفر بلند کر کے استقبال کیا اور جلوس کی شکل میں زیتون کو ہرقل کے محل کی طرف لے کر چلے۔ اسلامی لشکر کے دو سو مجاہد بھی بحالت قید مشکیں بندھے ہوئے ساتھ میں تھے۔ اہل شہر ان مجاہدوں کو گالیاں دیتے تھے اور تحقیر و تذلیل کرتے تھے۔ بالآخر یہ جلوس ہرقل بادشاہ کے محل تک پہنچا۔ زیتون اپنے باپ سے گرمجوشی سے ملی پھر ہرقل نے حضرت یوقنا اور ابہم بن

marfat.com

جبلہ غسانی اور روسائے شہر کو اپنے دربار میں بلایا اور تمام کیفیت پوچھی۔ حضرت یوقنا نے تمام تفصیل کہہ سنائی۔ پھر ہرقل بادشاہ نے اسلام کے لشکر کے مجاہد قیدیوں کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضرت ضرار اور ان کے ساتھیوں کو ہرقل بادشاہ کے سامنے لایا گیا۔

جب حضرت ضرار اور ان کے ساتھیوں کو ہرقل بادشاہ کے سامنے لایا گیا تب بادشاہ کے مصاحبوں نے پکار کر مجاہدوں سے کہا کہ بادشاہ کی تعظیم بجالاؤ اور اس کے سامنے سجدہ کرو۔ لیکن کسی مجاہد نے اس کے کہنے کی طرف التفات نہیں کیا اور گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہ ہو اس طرح کھڑے ہی رہے تب مصاحبوں کے سردار نے کہا کہ ہم تم کو بلند آواز سے پکار کر کہتے ہیں کہ بادشاہ کو تعظیم کا سجدہ کرو لیکن تم ہمارے کہنے پر کان نہیں دھرتے؟ حضرت ضرار نے فرمایا کہ ہم خدا کے سوا کسی بھی مخلوق کو سجدہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر خدا کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر ہرقل نے تمام مجاہدوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں تم سے تمہارے دین کے متعلق کچھ سوال پوچھنا چاہتا ہوں لہٰذا تم میں سے کون شخص میرے سوالوں کے جواب دے گا؟ تمام مجاہدوں نے صحابیِ رسول حضرت قیس بن عامر انصاری کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت قیس بن عامر کُل حالات و واقعات و معجزات رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واقفیت رکھتے ہیں لہٰذا وہ جواب دیں گے۔

پھر ہرقل بادشاہ نے (۱) وحی (۲) بعثت (۳) نماز، روزہ، زکوٰۃ (۴) ایک نیکی کے عوض دس نیکی کا ثواب (۵) معجزات (۶) مراتب اُمت (۷) بشارت حضرت عیسیٰ متعلق نبِ آخر الزمان (۸) درود شریف اور (۹) معراج کے متعلق سوالات کئے۔ حضرت قیس بن عامر نے ہرقل کے ہر سوال کا قرآن کی آیت کی دلیل پیش کر کے جواب دیا۔ حضرت قیس بن عامر نے ایسے تسلی بخش جواب مرحمت فرمائے تھے کہ جن کو سن کر ہرقل بادشاہ مطمئن ہو گیا اور اس کے چہرہ سے اطمینان و تسلی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ گویا ہرقل کو جس جواب کی طلب و خواہش تھی وہ اسے حاصل ہو گیا تھا۔ ہرقل بادشاہ کو مطمئن ہوتا دیکھ کر ایک متعصب رومی نے بادشاہ کا ذہن منتشر اور پراگندہ کرنے کی فاسد نیت سے قطع کلام کرتے ہوئے درمیان میں بولا کہ اے بادشاہ! اس عرب نے جس نبی کا ذکر کیا ہے وہ تو ابھی تک مبعوث ہی نہیں ہوئے بلکہ اب ہوں گے۔ اس بطریق کی بات سن کر حضرت ضرار بن ازور آگ بگولا ہو گئے اور ان کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا۔ آپ قید کی حالت میں تھے لیکن بطریق رومی کی کذب بیانی آپ سے برداشت نہ ہوئی لہٰذا قیدیوں کے زمرے میں ہوتے ہوئے چلا کر جو جملے ارشاد فرمائے وہ امامِ اربابِ سِیَر و تواریخ حضرت علامہ محمد بن عمرو واقدی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب میں اس طرح نقل فرمائے ہیں کہ:

> ''پس کہا اس بطریق نے کہ اے بادشاہ جن نبی کا تو نے ذکر کیا ہے وہ بعد ازیں مبعوث ہوں گے۔ ضرار بن الازور نے کہا کہ جھوٹی ہے یہ ڈاڑھی ناپاک تیری اے کتے روم کے اور وہی نبی عربی مبعوث و مشہور توراۃ و انجیل اور زبور اور فرقان میں ہیں اور وہ ہمارے نبی ہیں مگر پردۂ کفر نے باز رکھا ہے تم کو ان کے پہچاننے سے''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۳۴۸)

marfat.com

حضرت ضرار بن ازور نے شیر کی طرح گرجتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان بیان فرمائی اور بارگاہِ رسالت میں گستاخی کرنے والے رومی بطریق کی تذلیل کرتے ہوئے دندان شکن جواب دے کر اس کو مبہوت و خاموش کر دیا۔ بقول:

خاک ہو جائیں عَدُو جل کر مگر ہم تو رِضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

(از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

حضرت ضرار بن ازور نے شاہی دربار میں بھری محفل میں جس رومی بطریق کی سرزنش کی تھی وہ شاہی دربار کا مصاحب اور بہت ہی صاحب اثر شخص تھا۔ تمام بطارقہ اس کو اپنا مخدوم و متبوع کی حیثیت سے مانتے تھے لہٰذا وہ رومی بطریق نے اس معاملہ کو اپنا ذاتی معاملہ بنا لیا اور تمام بطارقہ کو اکسایا لہٰذا تمام بطارقہ مشتعل ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ہرقل بادشاہ کے سامنے آ کر کہا کہ اس عرب نے ہمارے مذہبی پیشوا کی شان میں بے ادبی کی ہے اور آپ کے سامنے بھری محفل میں برسرعام دین مسیح کے رہبر کی توہین و تذلیل کر کے درحقیقت دین مسیح کی توہین کی ہے اور یہ حرکت ناقابل برداشت ہے۔ ہرقل بادشاہ نے تمام بطارقہ کو مشتعل اور خشمناک دیکھا تو وہ گھبرایا کہ اگر ان کو مطمئن نہ کیا گیا تو خوف ہے کہ یہ تمام مل کر میرے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں گے لہٰذا ہرقل نے حضرت قیس بن عامر سے پوچھا کہ درمیان میں بولنے والا یہ شخص کون ہے؟ حضرت قیس بن عامر نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسلامی لشکر کے مشہور شہسوار اور صحابی رسول حضرت ضرار بن ازور ہیں۔ حضرت ضرار بن ازور کا نام سنتے ہی ہرقل بادشاہ چونک پڑا۔ بیت لہیا کہ مقام میں آپ نے رومی سردار وردان کے بیٹے حمران کو جب مار ڈالا تھا، تب آپ کی شجاعت و دلیری کی داستان ہرقل کے کانوں تک پہنچی تھی لہٰذا ہرقل نے پوچھا کہ کیا یہ وہی ہیں جن کے متعلق میں نے سنا ہے کہ وہ کبھی سوار ہو کر تو کبھی پیدل اور کبھی زرہ پہن کر تو کبھی ننگے بدن لڑتا ہے؟ حضرت قیس بن عامر نے فرمایا کہ ہاں! یہ وہی ہیں۔ ہرقل نے بطارقہ کی دلجوئی کرنے کے لئے حکم دیا کہ اس کو سزا دینے کا تمام اختیار میں تم کو دیتا ہوں۔ اس شخص نے ہمارے معزز بطریق کی بے ادبی کا جو سنگین جرم کیا ہے اس جرم کی سزا تم ہی تجویز کرو اور اپنے ہاتھوں سے ہی سزا کا عمل بھی کرو۔ تم جو بھی سزا تجویز کرو گے میں اس سے متفق ہوں۔ تمام بطارقہ نے یہ طے کیا کہ اس شخص کو تلوار کے ایک وار میں ختم نہ کریں بلکہ اس کو تڑپا تڑپا کر کئی دنوں میں ماریں اور ایسی عبرتناک سزا دیں کہ کسی کو بھی ہمارے مذہبی پیشوا کی شان میں گستاخی کرنے کی جرأت ہونے نہ پائے۔ لہٰذا انہوں نے حضرت ضرار کو قیدیوں کے زمرے سے الگ کر کے بیچ دربار میں کھڑا کیا اور ان کو شدید جسمانی تکالیف پہنچانے کی غرض سے ان کے جسم کے مختلف اعضاء میں تلواروں کی نوکیں چبھا چبھا کر جسم کو ایذا رسائی کا تختہ مشق بنایا۔ کچھ ظالموں نے اپنی برچھیاں شانہ اور کلائی کے گوشت میں پیوست کر کے برچھیوں کی نوکیں ہڈیوں سے ٹکرائیں۔ گھونسے اور لاتیں مار کر اور سر و داڑھی کے بال نوچ کر سخت ضرر رسانی کی۔ مزید برآں فحش کلامی اور گالیوں کی بوچھار برسا کر اپنی شقاوت قلبی کا مظاہرہ کیا۔ اپنے آپ کو مہذب کہلانے والوں نے بدتہذیبی کی حدیں عبور کر دیں۔ حضرت ضرار کے جسم میں ان ظالموں نے چودہ تو شدید زخم کر دیئے تھے لیکن

marfat.com

حضرت ضرار اف تک نہیں کرتے تھے۔ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی تذلیل کرنے کے صلہ میں پہنچائی جانے والی تکالیف بھی ان کو مرغوب و پیاری تھی۔ بقول:

اَلرُّوْحُ فِدَاكَ فَزِدْ حَرْقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا

موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

ظالم رومیوں نے حضرت ضرار بے ہوش ہو گئے وہاں تک ان کو زدوکوب کرتے رہے۔، جب حضرت ضرار بے ہوش ہو گئے تب ذلیل ہونے والے بطریق سردار نے بطارقہ سے کہا کہ اس کی زبان کاٹ ڈالو۔ یہ سن کر حضرت یوقنا بے چین و بے قرار ہو گئے اور ہرقل بادشاہ کے سامنے آئے اور کہا کہ ایک عرب سپاہی کو اتنی اہمیت دینی کیا معنی رکھتا ہے؟ میری رائے یہ ہے کہ اگر لوگوں کے دلوں پر عبرت اور ہیبت کا سکہ بٹھانا ہے تو اس شخص کو انطاکیہ شہر کے وسط میں مجمع کثیر جمع کر کے برسرعام سولی دینی چاہیے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ خدمت میں انجام دوں اور یہ کام کل صبح تک کے لئے مؤخر کر دیا جائے اور مجرم کو میرے حوالے کر دیا جائے۔ ہرقل بادشاہ حضرت یوقنا کی ذہانت اور دوراندیشی سے بے حد متاثر تھا لہٰذا اس نے حضرت یوقنا کی درخواست منظور کر لی۔ حضرت یوقنا کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت معاملہ گرما گرمی کا ہے، کل صبح تک معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا تب دوسری کوئی ترکیب اختیار کروں گا لیکن اس وقت تو حضرت ضرار کی جان بچا لوں۔

حضرت یوقنا کے لڑکے بھی حلب سے آئے ہوئے دوسو نومسلم رومیوں کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ حضرت یوقنا نے حضرت ضرار کا قبضہ لے لیا اور حضرت یوقنا اور ان کے صاحبزادے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت ضرار کو بے ہوشی کی حالت میں اپنی حویلی میں لے آئے۔ حضرت ضرار غشی کے عالم میں تھے، حضرت یوقنا اور ان کے شہزادے نے حضرت ضرار کے زخم صاف کئے، دوا لگائی اور مرہم پٹی کی۔ ان کو ہوش میں لانے کے لئے چہرہ پر پانی کا چھڑکاؤ جاری رکھا۔ حلق میں پانی، دودھ اور دوا وغیرہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ڈالتے رہے۔ بالآخر حضرت ضرار کو ہوش آیا۔ حضرت یوقنا کو اپنے قریب دیکھ کر ان کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے۔ حضرت ضرار نے سخت غصہ اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اے یوقنا! افسوس ہے تم پر کہ تم اسلام قبول کرنے کے بعد دنیا کی جاہ وحشمت کی لالچ میں آ کر مرتد ہو گئے ہو۔ تب حضرت یوقنا نے ان کو پوری کیفیت سمجھائی اور ہرقل کے ساتھ مکر وفریب کا پلان سنایا۔ جسے سن کر حضرت ضرار بہت خوش ہوئے۔ پھر حضرت یوقنا نے حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں خط لکھا اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا اور جلد از جلد اسلامی لشکر کو لے کر انطاکیہ آ پہنچنے کی گزارش کی اور رات میں ہی وہ خط ایک معاہدی کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت ابوعبیدہ کو حضرت یوقنا کا خط ملتے ہی انہوں نے اسلامی لشکر کو انطاکیہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔

☆ اسلامی لشکر کا انطاکیہ پہنچنا = ہرقل نے رومی لشکر لڑنے بھیجا:

دوسرے دن ہرقل بادشاہ نے حضرت ضرار بن ازور کے ساتھ دوسو مجاہدوں کو بھی شہید کر دینے کا ارادہ کیا اور اس نے

marfat.com

کنیسہ شہر میں بطارقہ اور راہبوں کو جمع کیا اور اپنے ارادہ سے مطلع کیا۔ حضرت یوقنا نے کھڑے ہو کر ہرقل سے کہا کہ مجھے میرے مخبروں نے خبر دی ہے کہ مسلمانوں کا لشکر حلب سے کوچ کر کے انطاکیہ پر حملہ کرنے آ رہا ہے اور عنقریب وہ یہاں پہنچنے والا ہے لہٰذا ہم اس کا برابر مقابلہ کریں گے۔ جنگ میں کس کو غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ امر تو مشیت خداوندی پر موقوف ہے لیکن جنگ کے دوران ہمارے کچھ لوگ ان کی قید میں جائیں گے۔ اگر آج ہم نے ان دو سو مسلمان قیدیوں کو مار ڈالا اور اس امر کی ان کو اطلاع ہوگئی تو ہمارا آدمی قید ہوتے ہی وہ انتقام کے جذبہ کے تحت اس کو ہلاک کر دیں گے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ہم ان دو سو مسلمانوں کو ہماری قید میں رہنے دیں اور اگر دوران جنگ ہمارا کوئی آدمی مسلمانوں نے قید کر لیا تو ہم ان قیدیوں سے تبادلہ کر کے ہمارے آدمی کو چھوڑا سکیں گے اور اگر ہم کو جنگ میں فتح حاصل ہوئی اور ہمارا کوئی آدمی مسلمانوں کی قید میں نہیں ہو گا اور ہم کو تبادلہ کی ضرورت نہ ہوگی تب ان سب کو ہم قتل کریں گے۔ لہٰذا عجلت کر کے ان کو آج قتل کرنے سے بہتر یہ ہے کہ ہم ان کو ہماری قید میں رکھیں۔ اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں۔ قید ہونے کی وجہ سے وہ ہمارے قبضہ اور اختیار میں ہوں گے، ہم جب چاہیں گے تب ان کو قتل کر سکیں گے۔

حضرت یوقنا نے مزید فرمایا کہ میں نے اپنی رائے پیش کی ہے۔ اس وقت یہاں پر ارباب سلطنت اور بطارقہ کی ایک وسیع جماعت موجود ہے، آپ ان سے بھی مشورہ کر لیں اور پھر جو بھی مناسب معلوم ہو وہ حکم صادر فرمائیں۔ حضرت یوقنا کی بات سن کر کنیسہ میں موجود تمام لوگوں نے حضرت یوقنا کی رائے کی تائید کی اور ایک تجویز پیش کی کہ اس وقت ہم جس کنیسہ میں جمع ہوئے ہیں وہ شہر کے تمام کنیسوں سے عمدہ ہے اور شہر کی حسین وجمیل خواتین اور لڑکیاں جمع ہیں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کا زینت کا سامان اور دیباج کے کپڑے وغیرہ بھی ہے۔ ہم ان عربوں کو یہ چیزیں دکھا کر ان کے دین سے منحرف کر دیں گے۔ ملک حجاز کے بھوکے اور غریب ان چیزوں کو دیکھ کر اس کی طمع میں ہمارے دین کی طرف راغب ہو جائیں گے اور ان کا اس طرح راغب ہونا ان کی پوری قوم کے لئے باعث عار و ندامت ہوگا۔ بطارقہ کے اس مشورہ کو قبول کرتے ہوئے ہرقل نے مجاہد قیدیوں کو کنیسہ میں لانے کا حکم دیا۔ تمام قیدی مجاہدوں کو کنیسہ میں لایا گیا لیکن انہوں نے دنیا کی زینت ومتاع کی طرف مطلق التفات نہ کیا اور اس سے بے نیاز ہو کر اپنی نظریں نیچی کر لیں۔ بقول:

تعالیٰ اللہ استغنا ترے در کے گداؤں کا
کہ ان کو عار فرّ وشوکت صاحب قرآنی ہے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

جیش اسلام کے مجاہدوں کی یہ شان استغناء دیکھ کر بطریق نے کہا کہ اے گروہ عرب! کس چیز نے تمہیں باز رکھا ہے کہ تم ہمارے دین کی طرف پلٹو اور ہرقل بادشاہ کو خوش کر کے اس سے دنیا کی نعمتیں اور خلعتیں حاصل کرو۔ حضرت رفاعہ بن زہیر نے جواب میں فرمایا کہ ہم ان میں نہیں جو ایمان کو کفر سے بدل دیں اگرچہ ہم کو تلوار سے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دو گے تب بھی ہم اللہ اور رسول سے منحرف نہیں ہونے والے۔ ہرقل بادشاہ کو خوش کر کے اللہ و رسول کو ہم ناراض کرنا نہیں چاہتے تم ہرقل کی خوشی

marfat.com

چاہتے ہو اور ہم اللہ اور رسول کی رضامندی چاہتے ہیں۔ بقول:

دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں
ہم سے راضی ہے خدا پھر تجھ کو کیا؟

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

القصہ! مجاہد قیدیوں کو اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش میں ناکامیاب ہو کر ہرقل نے ان کو قید خانہ میں واپس بھیج دینے کا حکم کیا اور حضرت یوقنا کی کوشش کی وجہ سے مجاہد قیدیوں کی جانیں بچ گئیں۔ پھر ہرقل کنیسہ سے اپنے محل واپس آیا اور رومی لشکر کے سرداروں کو حکم دیا کہ عربوں کا لشکر عنقریب انطاکیہ آرہا ہے لہٰذا اپنی اپنی فوج کے دستوں کو مرتب و مستعد کرو اور جنگ کی تیاری میں لگ جاؤ۔ پھر ہرقل نے ہتھیاروں کا خزانہ کھول دیا اور اہل شہر کو فراخی سے ہتھیار دیئے اور کہا کہ شہر انطاکیہ ملک شام کا دارالسلطنت ہے۔ ہم اس پر عربوں کو کسی بھی حال میں قابض نہیں ہونے دیں گے۔ لشکر اور اہل شہر مل کر عربوں کا مقابلہ کریں گے تو صلیب کی مدد سے ہم کو ضرور غلبہ حاصل ہوگا اور ہم عربوں کو بھگا دینے میں کامیاب ہوں گے۔ اسلامی لشکر انطاکیہ شہر پر حملہ کرنے آرہا ہے یہ خبر شہر میں عام ہوگئی تھی لہٰذا انطاکیہ کا ہر شہری اور فوجی دفاعی اقدام اور مقابلۂ جنگ کے لئے ذہنی طور سے آمادہ ہو چکا تھا۔ ہرقل بادشاہ کی حوصلہ افزائی نے ان میں لڑنے کا جوش و جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ پورے انطاکیہ شہر میں اور قرب و جوانب میں جنگ کا ماحول قائم ہو گیا تھا اور وہ دن بھی آپہنچا کہ ایک دن ہرقل اپنے مصاحبوں کے ہمراہ رومی لشکر کا معائنہ کرنے کی غرض سے لشکر کے مختلف شعبوں میں گشت کر رہا تھا کہ لوہے کے پل سے چند سوار بھاگ کر ہرقل کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ عربوں کا لشکر لوہے کے پل تک آگیا ہے اور پل کا بھی قبضہ کر لیا ہے اور لشکر پل عبور کر کے قلعہ کی طرف آرہا ہے۔ اسلامی لشکر نے لوہے کے پل پر قبضہ جما لیا ہے یہ سن کر ہرقل کو بہت تعجب ہوا لہٰذا اس نے خبر دینے والوں سے دریافت کیا کہ پل کی نگرانی کے لئے پل کے دو برجوں میں تین سو محافظوں نے کیا مقابلہ نہیں کیا؟ انہوں نے کہا کہ مقابلہ کرنا تو درکنار بلکہ برجوں میں تعینات محافظوں نے ہی سامنے چل کر مسلمانوں کو پل کا قبضہ سونپ دیا ہے اور مسلمانوں کا لشکر بغیر کسی مزاحمت کے پل پار کر رہا ہے۔

پل کے محافظوں نے اسلامی لشکر کو پل کا قبضہ کیوں سونپ دیا؟

ہرقل بادشاہ نے لوہے کے پل سے ملحق دو برج بنائے تھے اور اس میں تین سو مسلح اور لڑاکو محافظین کو متعین کر رکھا تھا تا کہ وہ ہر وقت وہاں موجود رہ کر لوہے کے پل کی نگہبانی کرتے رہیں کیونکہ انطاکیہ کے قلعہ تک آنے کے لئے ندی پر نصب لوہے کا پل پار کرنا لازمی تھا۔ لہٰذا ہرقل بادشاہ نے لوہے کے پل پر محافظ متعین کر دیئے تھے تا کہ وہ اسلامی لشکر کو پل پار کرنے میں مزاحم ہوں اور اسلامی لشکر کے آنے کی خبر بھی قلعہ میں پہنچا دیں۔ ان تین سو (۳۰۰) محافظوں پر ہرقل بادشاہ کا ایک دربان نگرانی کرتا تھا۔ ایک دن وہ دربان چند سپاہیوں کو لے کر محافظوں کی جانچ پرکھ اور پوچھ تاچھ کے لئے حسب معمول گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام محافظ شراب کے نشے میں لڑکھڑا رہے ہیں اور پل کی نگہبانی میں بے احتیاطی اور غفلت برتی جا رہی ہے لہٰذا ہرقل کے

marfat.com

دربان نے اپنے ساتھ آئے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہر ایک کو پچاس پچاس کوڑے مارو۔ لہٰذا سپاہیوں نے تمام محافظوں کو پچاس پچاس کوڑے مار کر ان کی پیٹھ کی چمڑی ادھیڑ ڈالی تھی اور ان کو دھمکی دی تھی کہ آج تو صرف اتنی سزا دے کر چھوڑ دیا ہے۔ آئندہ اگر ایسی غلطی کی تو تم کو مار ڈالوں گا لہٰذا وہ تمام محافظ جلے بھنے اور انتقام کی آگ دل میں جلائے ہوئے غصے میں بھرے ہوئے تھے اور کینہ سے سینے لبریز کئے ہوئے تھے۔ جب حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر لے کر لوہے کے پل پر آئے تو ان محافظوں نے اپنے لئے امان حاصل کر کے پل کے دروازے کھول دیئے تھے۔ پل کے دروازے کھلتے ہی اسلامی لشکر نے پل پر قبضہ کر لیا اور پل عبور کر کے پل کے قریب ایک جگہ پر اپنا کیمپ قائم کر دیا۔

ہرقل نے رومی لشکر کو قلعہ کے باہر نکالا:

جب ہرقل بادشاہ نے اسلامی لشکر کے آنے کی اور لوہے کا پل عبور کرنے کی خبر سنی تو بڑے کنیسہ میں تمام ملوک اور بطارقہ کو جمع کیا اور تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں ہمیشہ تم کو عربوں کے تسلط اور غلبہ کے متعلق آگاہ کرتا رہا لیکن اب وہ وقت آیا ہے کہ اب عربوں کا لشکر ملک شام کے دارالسلطنت اور بزرگی کے تاج کے گھر تک آ گیا ہے۔ لہٰذا اگر تم نے لڑنے میں سستی اور بزدلی دکھائی تو مجھے خوف ہے کہ وہ ہمارے شہر پر بھی قابض ہو جائیں گے۔ ہمارے مال و اسباب کو چھین لیں گے، ہماری عورتوں کو لونڈی اور ہمارے بچوں کو غلام بنائیں گے اور ہمارے آباؤ اجداد نے بڑی عقیدت سے جن کنیسوں کو تعمیر کئے ہیں ان کو مسجد بنائیں گے۔ ہمارے دَیروں اور صومعوں کو کھود کر ویران بنائیں گے تمہارے قلعوں اور شہروں کے مالک بن جائیں گے لہٰذا تم اپنے دین، اپنے شہر، اپنے اہل و عیال، اپنے مال و اسباب اور اپنی عزت کے تحفظ کے لئے جان کی بازی لگا کر لڑو تا کہ ہمارے باپ دادا کے نام کو بٹا نہ لگے۔ ورنہ دنیا والے یہی کہیں گے کہ ان کے باپ داداؤں نے کنیسے بنا کر ان کو دیئے اور یہ ان کنیسوں کی حفاظت نہ کر سکے اور ان کنیسوں کو مساجد بنانے کے لئے عربوں کو سونپ دیئے لہٰذا عار اور ندامت سے بچنے کے لئے دلیری اور جوانمردی سے لڑو، صلیب اعظم کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور تم کو غلبہ اور فتح حاصل ہوگا۔

ہرقل کی تقریر سن کر تمام نے بیک زبان کہا کہ قسم ہے حق مسیح کی! ہم شکست اٹھانے کے مقابلہ میں مر جانا زیادہ مناسب جانتے ہیں۔ آج تک جو ہوا سو ہوا لیکن اب ہم ایسی دلیری کا مظاہرہ کریں گے کہ عربوں کے لئے راہ فرار اختیار کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوگا۔ پھر ہرقل نے رومی لشکر کو قلعہ کے باہر نکل کر میدان میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ حکم ملتے ہی رومی لشکر قلعہ کے باہر آیا اور لوہے کے پل کے اس طرف پڑاؤ کیا۔ لوہے کے پل کے اس طرف اسلامی لشکر نے پڑاؤ کیا تھا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور دونوں لشکر کے درمیان میں واقع وسیع میدان کو معرکہ جنگ کے لئے خالی چھوڑ دیا گیا تھا۔ ذیل میں درج نقشہ کے معائنہ سے اسلامی لشکر حلب کے راستے سے آ کر لوہے کے پل کے محافظوں کے برج پر اور پل پر قابض ہو کر پل عبور کر کے کس جگہ پر کیمپ قائم کیا اور رومی لشکر نے قلعہ سے نکل کر کہاں پڑاؤ کیا اور بیچ میں لڑائی کے لئے میدان خالی چھوڑا وہ تمام کا اندازہ نظر واحد میں آ جائے گا۔

marfat.com

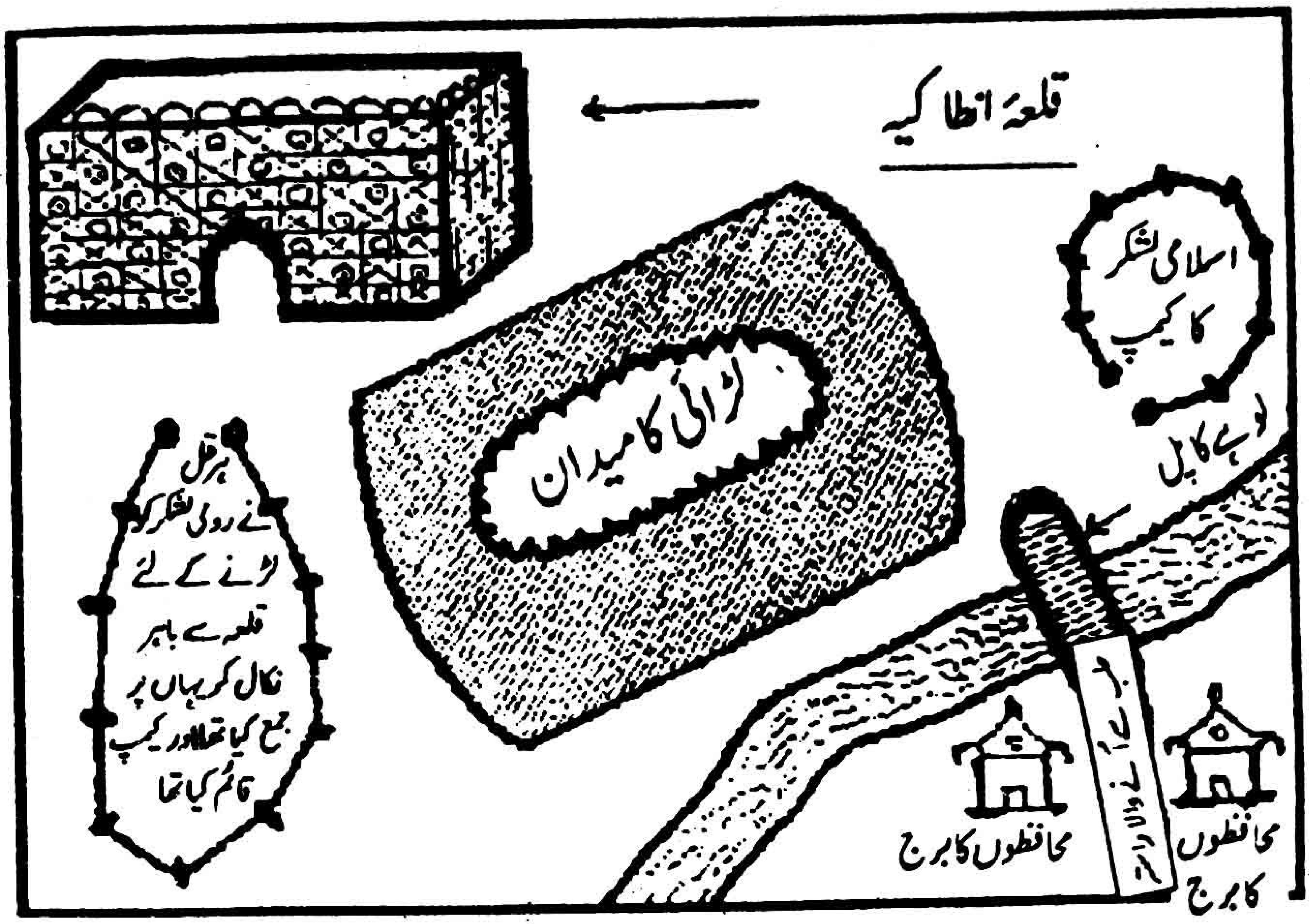

اسلامی لشکر کا معرکۂ جنگ میں آنا:

جب رومی لشکر قلعہ سے نکل کر میدان میں آیا تو حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید سے فرمایا کہ اے ابا سلیمان! سگ رومی نے اپنے لشکر کو لڑنے کے لئے میدان میں بھیجا ہے۔ اب تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ حضرت خالد نے جواب دیا کہ اے سردار! رومی لشکر پر ہمارا رعب اور دبدبہ قائم کرنے کی غرض سے ہم بھی اسلامی لشکر کی زینت ظاہر کر کے اسلام کی قوت اور شان وشوکت دکھائیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

''وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ''

(پارہ:۱۰، رکوع:۳، سورۃ الانفال، آیت:۶۰)

ترجمہ: ''اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں۔'' (کنز الایمان)

حضرت خالد بن ولید کا مشورہ قبول کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کو شان وشوکت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان میں اتارنے کا طے کیا۔ آپ نے تمام مجاہدوں کو میدان میں جانے کا حکم دیا اور حسب ذیل ترتیب سے قسط وار اسلامی لشکر کو میدان میں بھیجا۔

(۱) حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی کو نشان دے کر تین ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔

(۲) پھر حضرت رافع بن حمیرہ طائی کو نشان (علم) دیا اور ان کے ساتھ دو ہزار سواروں کو میدان میں بھیجا۔

(۳) پھر حضرت میسرہ بن مسروق کو نشان (علم) دیا اور تین ہزار سوار ان کے ہمراہ بھیجے۔

(۴) پھر حضرت مالک بن حرث اشترنخعی کو نشان دے کر ان کے ساتھ تین ہزار سوار میدان میں اتارے۔

marfat.com

(۵) پھر حضرت خالد بن ولید کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بنایا ہوا ''نشان عقاب'' عطا فرمایا اور ان کے ساتھ ''لشکر زحف'' کے دو ہزار سوار روانہ فرمائے۔

(۶) پھر باقی لشکر کو لے کر حضرت ابوعبیدہ بذات خود میدان میں تشریف لائے۔

میدان میں آنے کے بعد اسلامی لشکر کی صف بندی کی گئی اور اسلامی لشکر کی ترتیب دی گئی۔ اسلامی لشکر کے میدان میں آتے ہی ہرقل نے اپنا لشکر ترتیب دیا۔

ہرقل نے بطریق بسطورس کو میدان میں اتارا= حضرت دامس ابوالہلول مقابلہ کرنے نکلے:

ہرقل نے رومی لشکر سے لڑنے کے لئے سب سے پہلے بطریق ''بسطورس بن رمند'' کو میدان میں بھیجا۔ بسطورس لڑائی کے فن کا ماہر اور کہنہ مشق شجاع تھا۔ اس کی بہادری اور دلیری کا چرچا رومیوں کے گھر گھر میں ہوتا تھا۔ ہرقل کے لشکر میں شامل ہو کر وہ عمالقہ، فارس اور ترک کے لشکروں سے لڑا تھا اور بہت ہی نمایاں کارنامہ انجام دیا تھا۔ بطریق بسطورس نے لوہے کی زرہ، خود وغیرہ اتنا سامان جنگ پہنا تھا کہ دور سے وہ لوہے کا انسان نظر آتا تھا دونوں آنکھ کی پتلیوں کے سوا اس کے جسم کا کوئی عضو نظر نہیں آتا تھا۔ میدان میں آتے ہی اس نے للکار کر مقابل طلب کیا۔ اسلامی لشکر کی جانب سے قبیلہ بنی طریف کے غلام حضرت دامس ابوالہلول سوار ہو کر میدان میں آئے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور شمشیر زنی شروع ہوئی لیکن تھوڑی ہی دیر میں حضرت دامس ابوالہلول کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور زمین پر گرا۔ اس موقع کا فائدہ اٹھا کر بسطورس حضرت دامس پر قابض ہو گیا اور ان کو قید کر کے رومی لشکر میں بھاگ گیا اور اپنے خیمہ میں جا کر حضرت دامس کو اپنے غلاموں کو سونپ دیا اور ان پر نگرانی کرنے کا حکم دے کر واپس میدان میں لڑنے آیا۔ اب اس کا حوصلہ بلند ہو گیا تھا۔ رومی لشکر کے سپاہی اس کی کامیابی پر اسے مبارکباد دے کر اس کی حوصلہ افزائی کر کے اسے ابھارتے اور اکساتے تھے۔ بطریق بسطورس پھولا نہ سماتا تھا اور گھمنڈ اور غرور کے نشہ میں چیخ چیخ کر لڑنے والا طلب کرتا تھا۔

حضرت خالد بن ولید کے ہم شکل حضرت ضحاک بن حسان کا میدان میں آنا:

بطریق بسطورس کے پکارنے پر حضرت ضحاک بن حسان معرکہ میدان میں آئے۔ حضرت ضحاک بن حسان شکل و صورت میں حضرت خالد بن ولید سے اتنی زیادہ مشابہت رکھتے تھے کہ اگر ان کو حضرت خالد بن ولید کے قریب میں کھڑا کر دیا جائے تو امتیاز کرنا مشکل ہو جائے کہ کون حضرت خالد ہیں اور کون حضرت ضحاک ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت ضحاک بن حسان بھی حضرت خالد کے ڈھنگ اور طریقے سے لڑتے تھے۔ ان کو لڑتا ہوا دیکھ کر ہر شخص یہی گمان کرتا کہ حضرت خالد بن ولید لڑتے ہیں۔ حضرت ضحاک بن حسان اور بسطورس میں جنگ شروع ہوئی۔ دونوں نے تلوار زنی کے کرتب دکھائے۔ ایک دوسرے پر جس سرعت اور شدت سے وار کرتے تھے اور ہر ایک وار کو خالی پھیرنے کے لئے جس طریقہ سے وار کو سپر (ڈھال) پر لیتا تھا اس کو دیکھ کر دونوں لشکر کے لوگ دنگ رہ گئے۔ تلواروں سے آگ کی چنگاریاں اٹھتی تھیں۔ حضرت ضحاک بن حسان کے لڑنے کا ڈھنگ دیکھ کر رومی لشکر کے سپاہیوں نے یہ سمجھا کہ حضرت خالد بن ولید لڑتے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید کا نام پورے ملک

marfat.com

شام میں اتنا مشہور تھا کہ بچہ بچہ آپ کے نام سے واقف تھا اور آپ کی شجاعت و دلیری کی وہ ہیبت و دبدبہ تھا کہ رومی لشکر کا ہر سپاہی آپ کا نام سن کر تھر تھر کانپتا تھا۔ جب رومی لشکر میں یہ بات پھیلی کہ بطریق کے سامنے لڑنے والے حضرت خالد بن ولید ہیں تو حضرت خالد کو دیکھنے کے لئے رومیوں نے دھکا دھکی اور ریلا پیلی کی۔ ہر شخص آگے بڑھ کر حضرت خالد بن ولید کو قریب سے لڑتا ہوا دیکھنے کا خواہشمند تھا لہٰذا ایک ہجوم، ریلا، بھگولا اور انتشار برپا ہو گیا۔ لوگ ایک دوسرے کو دھکے دینے لگے اور دھکا لگنے والے گرنے لگے اور گرنے والے اپنا توازن برقرار رکھنے کے لئے خیمہ کی رسیاں تھامنے لگے۔ نتیجۃً خیمے منہدم ہونے لگے۔ جس طرف بطریق بسطورس کا خیمہ تھا اس طرف کے تمام خیمے گر گئے اور بسطورس کا خیمہ بھی منہدم ہو گیا۔ بسطورس کا خیمہ زینت اور آسائش کے اسباب سے آراستہ تھا۔ پر تکلف سامان سے خیمہ سجایا ہوا تھا۔ بسطورس کی نشست گاہ بادشاہ کے تخت کے مانند بنائی گئی تھی۔ خیمہ منہدم ہوتے ہی اس کا تخت و دیگر اشیاء درہم برہم ہو گئیں۔ خیمہ کی وزنی چوبیں، رسیاں اور کپڑے وغیرہ خیمہ کا تمام سامان الٹ پلٹ کر دیا۔ حضرت دامس ابوالہلول اسی خیمہ میں بحالت قید تھے۔ بسطورس کے خیمہ کی نگرانی اور انتظام کے لئے تین اشخاص متعین تھے۔ خیمہ کے منہدم ہونے پر وہ تینوں خیمہ فراش گھبرائے کہ اگر بسطورس معرکہ جنگ سے واپس آیا اور اپنا خیمہ اس حال میں پایا تو ہماری خیر نہیں۔ اگر اس کو غصہ آ گیا تو ہماری گردنیں اڑا دے گا لہٰذا انہوں نے خیمہ کھڑا کرنا شروع کیا لیکن خیمہ کی وزن دار چوبیں ان سے اٹھتی نہیں تھیں لہٰذا انہوں نے حضرت دامس ابوالہاول کو ہاتھ بٹانے کو کہا۔ حضرت دامس نے کہا کہ میں تمہاری مدد کس طرح کر سکتا ہوں؟ میرے تو ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ میرے ہاتھ کھول دو تو میں مدد کر سکتا ہوں۔ خیمہ فراشوں نے حضرت دامس کی وضع قطع دیکھ کر یہ گمان کیا کہ یہ کوئی عرب سردار نہیں یا اسلامی لشکر کا شہسوار بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کوئی معمولی غلام لگتا ہے لہٰذا اس سے مزدوری کا کام کرا لیں اور کام پورا ہو جانے کے بعد پھر اس کو باندھ دیں گے لہٰذا انہوں نے حضرت دامس کی مشکیں کھول دیں۔ لیکن ان خیمہ فراشوں کو معلوم نہیں تھا کہ غلام نظر آنے والا یہ مردِ مجاہد اسلامی لشکر کا شیر ببر ہے۔

حضرت دامس خیمہ کی چوبیں اٹھانے وغیرہ کام میں خیمہ فراشوں کی مدد کرنے لگے۔ خیمہ میں بسطورس کے ہتھیار کافی تعداد میں پڑے ہوئے تھے۔ ایک سے بڑھ کر ایک عمدہ اور پانی دار تلواریں پڑی ہوئی تھیں۔ خیمہ فراش کی مدد کرتے ہوئے اچانک حضرت دامس نے ایک تلوار اٹھالی اور اپنے قریب والے خیمہ فراش کی گردن اڑا دی۔ یہ دیکھ کر باقی کے دونوں خیمہ فراشوں نے حضرت دامس پر حملہ کیا لیکن حضرت دامس نے بجلی کی سرعت سے دونوں کی گردنیں مار دیں۔ پھر حضرت دامس نے خیمہ میں پڑے ایک بڑے صندوق کو کھولا تو وہ صندوق بطریق کے عمدہ لباسوں سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت دامس نے عمدہ لباس پہن لیا اور خیمہ میں پڑے ہوئے سامان جنگ سے زرہ، خود وغیرہ لے کر پہن لئے اور پھر ایک تلوار لے کر بطریق بسطورس کے بندھے ہوئے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر رومی لشکر میں اس جگہ آ کر ٹھہرے جہاں نصرانی عربوں کا لشکر کھڑا تھا۔ حضرت دامس نے بطریق کے خیمہ میں پڑے ہوئے سامان جنگ سے اتنا سامان پہن لیا تھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے سوا جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا۔ لہٰذا کسی کو ان پر شک نہیں ہوا۔ پھر حضرت دامس آہستہ آہستہ عرب متنصرہ کے

marfat.com

لشکر کے سردار اور جبلہ بن ایہم غسانی کے بھتیجے حازم بن عبدیغوث کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے ساتھ حضرت ضحاک بن حسان اور بطریق بسطورس کی لڑائی دیکھنے لگے۔

حضرت ضحاک اور بسطورس برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ دونوں تھک کر نڈھال ہو کر الگ ہو گئے۔ بسطورس رومی لشکر میں واپس لوٹ گیا اور حضرت ضحاک اسلامی لشکر میں واپس تشریف لے آئے۔ جب بسطورس اپنے خیمہ پر آیا تو کیا دیکھا کہ اس کا خیمہ منہدم پڑا ہوا ہے اور اس کے تینوں خادم مقتول پڑے ہوئے ہیں اور حضرت دامس ابوالہلول بھی غائب ہیں لہٰذا وہ سمجھ گیا کہ یہ کام حضرت دامس نے ہی کیا ہے لہٰذا اس نے شور وغل مچا دیا اور فوراً ہرقل بادشاہ کو اطلاع دی۔ ہرقل نے حکم دیا کہ اس کو ڈھونڈ نکالو اور فوراً ختم کر دو۔ وہ شخص ہمارے لشکر میں ہی کہیں چھپا ہوا ہو گا کیونکہ ہمارے لشکر سے بھاگ کر کوئی بھی شخص سامنے کی طرف نہیں گیا۔ ہرقل کا حکم ملتے ہی رومی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور حضرت دامس کی تلاش شروع ہوئی۔ ایک ہنگامہ مچ گیا اور شور وغل بلند ہوا۔ حضرت دامس سمجھ گئے کہ یہ سب میری جستجو و تلاش میں ہو رہا ہے لہٰذا وہ ہوشیار اور چوکنا ہو گئے اور اپنی تلوار نکال کر قریب میں کھڑے جبلہ بن ایہم غسانی کے بھتیجے اور نصرانی عربوں کے لشکر کے سردار حازم بن عبدیغوث پر تلوار کی ضرب ماری اور اس کی گردن اڑا دی اور تیزی سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے اسلامی لشکر کی طرف بھاگے۔ رومیوں نے ان کا تعاقب کیا لیکن انہوں نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی اور گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا برق رفتاری سے اسلامی لشکر میں پہنچ گیا۔ حضرت دامس کو صحیح و سالم واپس آتا دیکھ کر مجاہدوں نے تہلیل و تکبیر کی فلک شگاف صدائیں بلند کر کے ان کا خیر مقدم کیا۔ حضرت دامس حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں آئے اور پوری تفصیل بیان کی۔ سن کر حضرت ابوعبیدہ بہت ہی خوش ہوئے اور دعا دی کہ تمہارے ہاتھ کبھی نہ تھکیں۔

رومۃ الکبریٰ کے حاکم فلیطانوس کا تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ ہرقل کی مدد کرنے آنا:

جب جبلہ بن ایہم غسانی کو اپنے بھتیجے حازم بن عبدیغوث کے قتل ہونے کی خبر ملی تو وہ مثل شعلۂ آگ بھڑک اٹھا اور خشمناک ہو کر ہرقل بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے بادشاہ! مسلمانوں کی جرأتیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم پورا لشکر لے کر عربوں پر ٹوٹ پڑیں اور ان کا صفایا کر دیں۔ میرے بھتیجے کی موت کا صدمہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ میرے سینہ میں انتقام کی آگ شعلہ زن ہے۔ اس کو میں عربوں کا خون پانی کی طرح بہا کر ٹھنڈا کرنا چاہتا ہوں۔ ہرقل جبلہ کو یلغار کا حکم دینے والا ہی تھا کہ ایک بطریق دوڑتا ہوا آیا اور ہرقل کو اطلاع دی کہ رومۃ الکبریٰ کا حاکم فلیطانوس تیس ہزار کا لشکر لے کر ہماری کمک کرنے آیا ہے۔ یہ خبر سن کر ہرقل نے جبلہ سے کہا کہ دیکھو! صلیب ہم پر مہربان ہوئی ہے اور ہماری کمک کے لئے رومۃ الکبریٰ کا حاکم آ پہنچا ہے۔ لہٰذا ہمیں یلغار کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اب رومۃ الکبریٰ کے حاکم کے لشکر کو ساتھ میں رکھ کر ہم آئندہ کل اسلامی لشکر پر یورش کریں گے تاکہ زیادہ طاقت سے ہم حملہ آور ہو سکیں۔ پھر ہرقل رومۃ الکبریٰ کے حاکم کے استقبال کرنے گیا۔

ہرقل نے رومۃ الکبریٰ کے حاکم کا شاندار استقبال کیا اور عین لڑائی کے وقت اس کے آنے کو نیک شگون جانا اور فتح وغلبہ

marfat.com

کی امید باندھی اور اس کی خوشی میں گھنٹے بجائے گئے اور ناقوس پھونکے گئے۔ صلبان بلند کی گئیں اور کلمۂ کفر کے نعرے لگائے گئے لہٰذا ایک عجیب شور وغل ہوا۔ شہر انطاکیہ میں اور رومی لشکر میں بھی یہ خبر پھیلی کہ رومۃ الکبریٰ کا حاکم فلیطانوس اپنے لشکر کے ساتھ ہرقل بادشاہ کی کمک کرنے آ پہنچا ہے۔ جاسوسوں نے حضرت ابوعبیدہ کو اس امر کی اطلاع دی، اسلامی لشکر میں تشویش اور اضطراب پھیلا کہ اب ساحلی علاقہ کے حاکم انطاکیہ آ کر ہرقل کی مدد کرنے جمع ہو رہے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے بارگاہ خداوندی میں خشوع اور خضوع کے ساتھ دعا کی کہ:

''اے میرے اللہ! پراگندہ کر دے ان کی جمعیت کو اور متفرق کر دے ان کے کلمے کو اور ہلاک کر دے ان کے لشکروں کو، اور اکھیڑ دے ان کے قدموں کو اور ہمارے کلمہ کو بلند فرما اور ہماری مدد فرما جیسی کہ تو نے جنگ احزاب کے دن اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمائی تھی۔''

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت معاذ بن جبل کو ساحلی علاقوں کو تاخت وتاراج کرنے بھیجا:

حضرت ابوعبیدہ نے سوچا کہ رومۃ الکبریٰ کے حاکم کا اپنے لشکر کیساتھ ہرقل کی کمک کرنے آنا یہ اس بات کی علامت ہے کہ ملک شام کی تمام ریاستیں ہرقل بادشاہ کی کمک کے لئے اپنا لشکر انطاکیہ روانہ کریں گیں اور وہ تمام متحد ہو کر ہم سے لڑیں گے لہٰذا اب کوئی رومی حاکم اپنا لشکر انطاکیہ نہ بھیجے بلکہ اپنے ہی علاقہ میں محدود ومقید رہے اس کے لئے لازمی ہے کہ ان کے علاقوں میں دہشت پھیلائی جائے تاکہ وہ اپنے علاقہ کی حفاظت کرنے کے لئے اپنے اپنے علاقہ میں رُکے رہیں لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے حضرت معاذ بن جبل کو تین ہزار سواروں کا لشکر دے کر ساحلی علاقوں کی طرف روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ ساحلی علاقوں میں واقع شہروں کو تاخت وتاراج کرنا شروع کرو تاکہ ان علاقوں کے حاکم اپنے شہروں کی حفاظت کے لئے فکر مند ہوں اور ہرقل کی کمک کرنے انطاکیہ آنے کا قصد نہ کریں۔ لہٰذا حضرت معاذ بن جبل تین ہزار سواروں کو لے کر روانہ ہوئے اور ساحلی علاقوں کے شہروں کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔ حضرت معاذ بن جبل کسی بھی شہر میں پڑاؤ نہیں کرتے تھے بلکہ طوفانی آندھی کی طرح کسی شہر پر آپڑتے اور پھر وہاں سے روانہ ہو جاتے اور پھر کسی دوسرے شہر پر دھاوا بول دیتے لہٰذا ساحلی علاقہ کے شہروں میں دہشت پھیل گئی کہ اسلامی لشکر ہمارے علاقہ میں گھوم رہا ہے اور نہ جانے کب ہم پر آپڑے لہٰذا تمام شہروں کے حاکم اپنے اپنے شہر کی حفاظت کے معاملہ میں فکر مند ہوئے اور جن شہروں کے حاکم اپنا لشکر بھیج کر ہرقل کی کمک کرنے کا ارادہ رکھتے تھے انہوں نے اپنا لشکر انطاکیہ بھیجنے کا ارادہ ترک کر دیا اور اپنے شہر کی حفاظت کرنے میں الجھ گئے۔

حضرت معاذ بن جبل ساحلی علاقوں کے شہروں کو تاخت وتاراج کرتے ہوئے ملک شام کے نصرانی عربوں کے شہر ''باب جبلہ'' تک پہنچے۔ وہاں کا حاکم جبلہ بن ایہم غسانی کا چچازاد بھائی عنان بن جرہم غسانی تھا۔ وہ ہرقل بادشاہ کے بیٹے قسطنطین کا ایک نمبر کا چمچہ تھا۔ ہرقل کے بیٹے نے طرابلس، عکہ، صور اور قیساریہ نامی مقامات سے رسد اور غلہ جمع کر کے ہرقل کے لشکر کے لئے انطاکیہ روانہ کیا تھا اور غلہ کا عظیم ذخیرہ اس نے عنان بن جرہم غسانی حاکم جبلہ کی نگرانی میں شہر قیساریہ سے روانہ کیا تھا۔ عنان بن جرہم غلہ لے کر اپنے قافلہ کے ساتھ قیساریہ سے روانہ ہو کر جبلہ اور لاذقیہ نامی شہروں کے درمیان

marfat.com

برسرِ راہ تھا کہ حضرت معاذ بن جبل کے لشکر سے اس کی بھیٹ (ٹکراؤ) ہوگئی۔ حضرت معاذ بن جبل کے لشکر نے اس پر حملہ کر دیا اور ایک ہی گرداوے میں اس قافلہ کا صفایا کر دیا اور تمام غلہ پر قبضہ کر لیا اور پھر اسلامی لشکر کے کیمپ انطاکیہ واپس آ گئے۔

حضرت معاذ بن جبل کو کثیر تعداد میں غلہ بحیثیت مال غنیمت کے ساتھ لوٹتے ہوئے دیکھ کر اسلامی لشکر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مجاہدوں نے تہلیل و تکبیر کے نعرے بلند کر کے ان کا شاندار استقبال کیا۔ اسلامی لشکر کے کیمپ میں شور و غل بلند ہوتا سن کر ہرقل نے اپنے جاسوسوں کو اطلاع لینے بھیجا۔ ان جاسوسوں نے اطلاع دی کہ قسطنطین نے قیساریہ سے رومی لشکر کے لئے جو رسد بھیجا تھا اس کو مسلمانوں نے چھین لیا ہے اور اپنے کیمپ میں لائے ہیں اور رسد آنے کی خوشی میں نعروں کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ ہرقل پر یہ معاملہ بہت شاق اور دشوار گزرا کیونکہ لشکر کے لئے رسد کی سخت ضرورت تھی اور جس رسد کے آنے کا وہ انتظار کر رہا تھا اور جس رسد پر اسے اعتماد تھا وہ لوٹ لیا گیا تھا۔

رومۃ الکبرٰی کے حاکم فلیطانوس اور ہرقل بادشاہ میں اختلاف:

رومۃ الکبرٰی کے حاکم فلیطانوس کا شاندار استقبال کر کے اسے ہرقل کے لشکر میں لایا گیا اور خیمہ نصب کر کے ٹھہرایا گیا۔

ہرقل کا ارادہ یہ تھا کہ رومۃ الکبرٰی کے حاکم کے آنے کے دوسرے ہی دن اسلامی لشکر پر یلغار کر دینا، جیسا کہ اس نے جبلہ بن ایہم کو کہا تھا لیکن رومۃ الکبرٰی کے حاکم نے ہرقل کو اطلاع دی کہ ساحلی علاقوں کے بڑے بڑے شہروں کے لشکر بھی کمک کرنے عنقریب آ رہے ہیں لہٰذا ہرقل نے ان کے آ جانے تک حملہ کرنے سے توقف کیا۔ لیکن حضرت معاذ بن جبل کے لشکر کے دورہ کرنے سے ان علاقوں کے لشکر انطاکیہ آنے سے رک گئے۔ البتہ قرب و جوار کے چھوٹے چھوٹے قصبات و دیہات سکبابرس، طرسوس، مصیصہ، دراس، ماہیہ، اقصر، فاغنہ، مارحہ وغیرہ کے حاکم اور سردار اپنے ساتھ چھوٹے چھوٹے قافلہ لے کر آ پہنچے تھے، لیکن کسی بڑے شہر کا کوئی لشکر ابھی تک نہیں آیا تھا۔ ہرقل اسی انتظار میں تھا کہ اس کو اطلاع ملی کہ اسلامی لشکر نے ہمارا رسد و غلہ چھین لیا ہے لہٰذا اس نے مزید توقف کرنا نامناسب جانا اور رومی لشکر کو کیمپ سے نکل کر معرکہ میدان میں جانے کا حکم دیا۔ رومی لشکر کو ترتیب دینے کی ذمہ داری ہرقل نے حضرت یوقنا کو سپرد کی۔ لہٰذا حضرت یوقنا نے رومی لشکر کی صف بندی اور ترتیب شروع کی لیکن اس میں کسی قسم کی عمدگی نہ تھی۔ بے سلیقہ اور گھٹیا قسم کی صف بندی اور ترتیب کی تھی۔ ہرقل بادشاہ اپنے مصاحبوں، بطارقہ، ملوک اور سرداروں کے ہمراہ لشکر کے ساتھ میدان میں آیا تھا۔ اسلامی لشکر بھی اپنے کیمپ سے نکل کر میدان میں آ گیا تھا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے تھے۔

ہرقل بادشاہ کو خوش کرنے کی غرض سے رومۃ الکبرٰی کا حاکم فلیطانوس ہرقل کے سامنے آیا جھک کر اس کی تعظیم بجالاتے ہوئے کہا کہ اے بادشاہ! میں دو سو فرسخ (چھ سو میل) سے صرف آپ کی تعظیم اور حضرت مسیح کی رضا جوئی کی غرض سے آیا ہوں۔ ملک شام کے اکثر بطارقہ ان عربوں سے لڑ چکے ہیں اور سب کو آپ نے آزما لیا ہے لیکن آج میں سب سے پہلے لڑنے کے لئے نکلنے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ میں عربوں سے لڑ کر اپنے دل کو تسکین دوں۔ لہٰذا آپ مجھے معرکہ میدان میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ ہرقل نے کہا کہ اے میرے خیر اندیش اور ہمدرد! میں تمہاری محبت اور جذبۂ ایثار کا تہ دل سے

marfat.com

شکر گزار ہوں لیکن تمہارا سب سے پہلے میدان میں جانا مناسب نہیں کیونکہ تم ایک عظیم اور قدیم ریاست کے بادشاہ ہو اور تمہارا ابتداء ہی میں میدان میں جانا عربوں کو اہمیت دینے کا باعث ہو گا لہٰذا پہلے ہمارے لشکر کے عام لوگ اور عام سپاہی جائیں بعد میں ہم سردار اور بادشاہ لوگ میدان میں جائیں گے تا کہ ہمارا رعب اور دبدبہ برقرار رہے۔ ہرقل کو جواب دیتے ہوئے فلیطانوس نے کہا کہ اے بادشاہ! اب رعب و دبدبہ کی بات مت کرو، ہمارا رعب اور دبدبہ ماضی کی بات ہو گئی ہے اب ہمارا دبدبہ کہاں ہے؟ عربوں نے ہمارے کاموں کو مہمل اور بے کار کر دیا ہے ہمارے دین کے پیشواؤں اور بزرگوں کو ذلیل وخوار کر دیا ہے۔ ہمارے مایہ ناز شہروں کو اور قلعوں کو فتح کر کے ان پر قابض ہو گئے ہیں۔ ہمارے لاکھوں کی تعداد پر مشتمل اور با ساز وسامان لشکروں کو ان کے مٹھی بھر بے ساز وسامان گروہ نے شکست دی ہے۔ یہ سب ہماری بزدلی، تکلفات، تصنع اور ہمارے دین کی بے قدری کر کے اس کی پابندی سے انحراف کرنے کا نتیجہ ہے جب کہ یہ عرب سختی سے اپنے دین کی اور شریعت کی پابندی کرتے ہیں اور اس کا صلہ ان کو یہ ملا ہے کہ ہمارا رعب و دبدبہ زائل ہو کر ان کا رعب و دبدبہ قائم ہو گیا ہے بلکہ ہمارے ملک پر قبضہ اور تسلط قائم ہو گیا ہے لہٰذا اب ہمارے رعب و دبدبے کی غلط فہمی میں مت رہو۔ ہمارا رعب اور دبدبہ ایک زمانہ میں تھا۔ لیکن اب وہ نابود ہو گیا ہے اور میری ایک بات یہ بھی سن لو کہ......!

حاکم فلیطانوس مزید کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ہرقل کے بڑے مصاحب نے چلا کر اور ڈانٹتے ہوئے فلیطانوس سے کہا کہ بس کرو بہت کچھ کہہ لیا۔ اب زیادہ بک بک کر کے بادشاہ کے دل کو مزید پریشان مت کرو۔ تم سے پہلے کئی لوگوں نے بادشاہ کو اس قسم کی نصیحت کر کے اپنی ذہانت کے اعلیٰ معیار کے اظہار کی بہت کوششیں کی ہیں۔ بادشاہ ہم سب سے زیادہ ان باتوں سے واقف ہے لہٰذا بادشاہ کو نصیحت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس وقت ہم میدان جنگ میں ہیں۔ کسی وعظ ونصیحت کی مجلس میں نہیں ہیں۔

ہرقل کے بڑے مصاحب نے برسرِ عام حاکم فلیطانوس کا منہ توڑ لیا اور اس کے منصب کا مطلق لحاظ نہ کرتے ہوئے اس کی تذلیل کر کے اس کے منہ پر ٹھیکری رکھ دی تھی لیکن ہرقل نے اپنے مصاحب کو اس طرح کی گفتگو کرنے سے باز نہ رکھا اور نہ ہی حاکم فلیطانوس کی تذلیل کرنے پر کسی قسم کی سرزنش کی لہٰذا حاکم فلیطانوس سہم گیا اور منہ پسار کر رہ گیا۔ اور منہ پھیلا کر اپنی جگہ جا کر ٹھہر گیا اور معرکہ میدان میں جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ حاکم فلیطانوس کو مصاحب کی بات سے زیادہ برا ہرقل کے خاموش رہنے کا لگا۔ اسے غصہ تو بہت آیا لیکن غصہ پی کر رہ گیا۔ تحمل سے کام لیتے ہوئے غصہ اور کدورت کو دل میں چھپا لیا لیکن ہرقل کی جانب سے اس کے دل میں سخت نفرت پیدا ہو گئی۔

پھر ہرقل دن بھر عام سپاہیوں کو معرکہ میدان میں اُتارتا رہا۔ رومی سپاہی میدان میں جاتا لیکن اسلامی لشکر کا مجاہد ایک ہی گرداوے میں اسے خاک وخون میں ملا دیتا۔ یہ سلسلہ صبح تا شام جاری رہا۔ ہرقل نے اپنے لشکر سے کسی بھی ذی وقار سردار یا اہمیت والے بطریق کو لڑنے نہیں بھیجا بلکہ معمولی قسم کے سپاہیوں کو میدان میں بھیجا۔ اس کے روّیہ سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس کو جنگ سے رغبت ودلچسپی نہیں ہے بلکہ وہ رسماً جنگ کر رہا ہے۔ غروب آفتاب سے بہت پہلے ہی اس نے اپنے لشکر کو کیمپ میں واپس جانے کا حکم دے دیا اور آفتاب غروب ہونے کا انتظار بھی نہیں کیا۔ غروب آفتاب سے پہلے ہی دونوں لشکر جنگ

marfat.com

موقوف کر کے اپنے کیمپ میں واپس آ گئے تھے۔

حاکم فلیطانوس کا مع اپنے ساتھیوں اسلام قبول کر کے لشکرِ اسلام کی اعانت کرنا:

جب رات ہوئی تو فلیطانوس نے اپنے مخصوص ساتھیوں کو اپنے خیمہ میں جمع کیا۔ وہ تمام ساتھی اس کے ایسے وفادار تھے کہ اس کے کہنے پر اپنی جان بھی نکال کر رکھ دیں۔ فلیطانوس نے ان تمام سے کہا کہ ہرقل کے مصاحب نے ہزاروں لوگوں کے سامنے مجھے جس طرح جھڑک کر اور ڈانٹ کر مجھے رسوا کیا ہے۔ یہ بات تم پسند کرتے ہو؟ اس کے ساتھیوں نے کہا اے سردار! جب یہ معاملہ ہوا تھا تب ہم سے بالکل برداشت نہیں ہوا تھا اور ہم نے اسی وقت ہرقل کے مصاحب کو قتل کر دینے کا قصد کیا تھا لیکن آپ نے صبر کر کے کسی قسم کی خفگی کا اظہار نہیں کیا لہٰذا ہم بھی چپ کر کے بیٹھ گئے لیکن اس وقت سے اس گھڑی تک ہم برانگیختہ ہیں لیکن آپ کے حکم اور اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے لہٰذا خاموش ہیں۔ فلیطانوس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ اب میں جو کرنے والا ہوں کیا تم بھی وہی کر کے میرا ساتھ دو گے؟ تمام نے بیک زبان کہا کہ اے سردار! یہ کوئی پوچھنے کی بات نہیں۔ قسم ہے حق مسیح کی! تمہارے ادنیٰ اشارے پر ہم اپنی جانیں نثار کر دیں گے۔ فلیطانوس نے کہا کہ میں اب ظلمت سے نور کی طرف، تاریکی سے روشنی کی طرف، جہل سے عقل کی طرف، ذلت سے عزت کی طرف، اور عذاب سے نجات کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں یعنی دین برحق اسلام قبول کر کے دین اسلام کی خدمت انجام دے کر بہشت کا حقدار بن جاؤں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اسلام میں داخل ہونے سے جو عزت اور بزرگی مجھے حاصل ہو، میرے ساتھ تم کو بھی حاصل ہو اور اگر تم نے اسلام قبول کرنے میں میری تبعیت و موافقت نہ کی تو بھی میں تنہا دین اسلام اختیار کروں گا کیونکہ اسی میں دنیا اور آخرت کی سلامتی اور بہتری ہے۔ فلیطانوس کے ساتھیوں نے جواب دیا کہ ہم نے ہمارے شہر سے چھ سو میل کی مسافت ہرقل بادشاہ کے لئے طے نہیں کی بلکہ تمہاری محبت میں ہم یہاں آئے ہیں، ہم تمہارے تابع ہیں۔ جہاں تم ہو گے ہم بھی وہیں ہوں گے۔ اس معاملہ میں تو کیا بلکہ کسی بھی معاملہ میں ہم تمہاری مخالفت نہیں کریں گے۔ تمہاری مخالفت کرنے سے مر جانا ہمارے لئے لاکھ درجہ بہتر ہے۔

اپنے جان نثار ساتھیوں کا جذبۂ عشق و محبت دیکھ کر فلیطانوس بہت خوش ہوا اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اپنا مال و سامان سمیٹ کر، باندھ کر، گھوڑوں پر لاد کر تیار رکھو۔ آدھی شب گزر جانے کے بعد ہم اپنا مال و اسباب اور تمام ہتھیار لے کر اسلامی لشکر کے کیمپ میں چلے جائیں گے۔ چنانچہ فلیطانوس کے ساتھی سامان باندھنے میں مصروف ہوئے اور روانہ ہونے کی تیاری میں لگ گئے۔ آدھی شب کے وقت انہوں نے اپنے سامان اور ہتھیار گھوڑوں پر لادے اور روانہ ہونے کی تیاری کر رہے تھے کہ عین اسی وقت حضرت یوقنا لشکر کی نگرانی کے قصد سے گشت کرتے ہوئے وہاں آپہنچے۔ یہ وہ وقت تھا کہ اس وقت لشکر کا ہر سپاہی گہری نیند میں سویا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے بجائے ان کو حالت بیداری اور جنگی لباس پہنے ہوئے اور ہتھیاروں سے مسلح دیکھ کر حضرت یوقنا گھبرائے کہ کہیں یہ لوگ رات کے وقت اسلامی لشکر کو غافل سمجھ کر حملہ کرنے تو نہیں جا رہے؟ جیسے کہ ایک زمانہ میں حلب کی لڑائی میں ہم رات کے وقت سوئے ہوئے اسلامی لشکر پر حملے کیا کرتا تھا، لہٰذا حقیقت حال سے واقف ہونے اور ان کی اس ہیئت کا

marfat.com

سراغ نکالنے کی غرض سے حضرت یوقنا حاکم فلیطانوس کے پاس آئے اور پوچھا کہ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟ حاکم فلیطانوس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ حضرت یوقنا نے اپنا تعارف کرایا۔ اس پر حاکم فلیطانوس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے عربوں کا دین اختیار کیا تھا؟ کیا یہ درست ہے؟ تم نے ایسا کیا دیکھا تھا کہ عربوں کا دین اختیار کیا تھا؟ جواب میں حضرت یوقنا نے فرمایا کہ میں نے عربوں میں چند خوبیاں دیکھی تھیں ☆ ہمیشہ سچائی اور حق پر قائم رہتے ہیں ☆ جھوٹ اور باطل کی تبعیت ہرگز نہیں کرتے ☆ رات کو سونے کے بجائے اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں ☆ ہر وقت اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں ☆ عدل وانصاف ان کا شیوہ ہے ☆ ظالم کو ظلم سے باز رکھنا اور مظلوم کی اعانت کرنا ان کی خصلت ہے ☆ پابندی سے نماز پڑھنا ان کی عادت ہے ☆ دن کو روزہ رکھنا، اپنے محتاج بھائیوں کی خبر گیری کرنا، صداقت، مودّت، اخوت، بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت اور ہمہ وقت مصروف ریاضت رہنا ان کے محاسن حسنہ ہیں لہٰذا میں نے ان کو حق جان کر ان کے دین کی طرف میل کیا تھا۔

حضرت یوقنا کا جواب سن کر حاکم فلیطانوس نے کہا کہ جب تم ان کے اخلاق حسنہ اور ان کی حقانیت سے واقف ہو چکے تھے تو پھر مرتد ہو کر واپس دین صلیب کی طرف کیوں رجوع کیا؟ حضرت یوقنا نے جواب میں کہا کہ اپنے دین کی محبت، اپنی قوم کی صحبت اور رشتہ داروں کی الفت کی وجہ سے ان کی جدائی گوارا نہ کی۔ حاکم فلیطانوس نے کہا کہ افسوس ہے تم پر کہ امر حق دیکھ کر دنیا اور اہل دنیا کی محبت کو ترجیح اور اہمیت دے کر تم نے نجات اخروی کو ترک کر دیا۔ ظلمت سے نکل کر روشنی میں آ کر پھر دوبارہ اندھیرے اور تاریکی کی طرف واپس پلٹے۔ حق اختیار کرنے کے بعد پھر باطل کی طرف لوٹے۔ حاکم فلیطانوس کی گفتگو سن کر حضرت یوقنا محو حیرت تھے اور گمان کیا کہ شاید ان کو بھی دولت ایمان نصیب ہونے والی ہے لیکن حضرت یوقنا نے احتیاط برتتے ہوئے اپنا حال ظاہر کرنے کی جلد بازی نہ کی اور مزید تحقیق کرنے کی غرض سے پوچھا کہ تمہاری باتوں سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا اسلام کے لشکر سے نکل کر واپس رومیوں کے لشکر میں آنا تمہیں اچھا نہیں لگا۔ جواب میں فلیطانوس نے کہا کہ ہاں! بے شک مجھ پر یہ امر شاق گزرا ہے کہ تم نے راہ ہدایت ونجات چھوڑ کر گمراہیت وعذاب کی راہ اپنائی ہے اور یہ بھی سن لو کہ میں اپنے چار ہزار (4000) ساتھیوں کے ساتھ اسلامی لشکر کی طرف اس قصد سے جا رہا ہوں کہ دین اسلام قبول کر کے اسلام کی خدمت کرنے کی غرض سے اسلامی لشکر کی اعانت کر کے ان کو تقویت دوں۔

حضرت یوقنا نے دیکھا کہ رومۃ الکبریٰ کے حاکم فلیطانوس نے اپنا راز فاش کر دیا ہے اور کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی ہے لہٰذا اب میں بھی اپنی حقیقت نہ چھپاؤں لہٰذا انہوں نے بھی اپنی حقیقت ظاہر کر دی۔ جس کو سن کر حاکم فلیطانوس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور انہوں نے حضرت یوقنا کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اب دیر کس بات کی ہے؟ اسی وقت چلے چلتے ہیں اور تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ حضرت یوقنا نے فرمایا کہ جلد بازی سے کام مت لو۔ جوش کے ساتھ ہوش بھی شامل رکھو۔ اس وقت نہ میرا جانا مناسب ہے اور نہ ہی تمہارا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر ہم اس وقت اسلامی لشکر میں چلے گئے تو ہرقل کو ضرور پتہ چل جائے گا اور وہ دن میں اپنے لشکر کو میدان میں اُترتے وقت احتیاط کرتے ہوئے نئی چال چلے گا لہٰذا ہم اس کو چوکنا نہ ہونے دیں بلکہ اس کو غافل رکھیں۔ علاوہ ازیں حلب سے آئے ہوئے میرے دو سو ساتھی بھی اپنا اسلام پوشیدہ رکھ کر میرے ساتھ شہر

marfat.com

میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہے اور اس وقت ان کا شہر سے نکلنا ممکن نہیں۔ ایک ضروری بات بھی گوش گزار کر دوں کہ اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو سو مقدس حضرات ہرقل کی قید میں ہیں لہٰذا آج کی رات توقف کرو تاکہ کل دن کو میں اصحاب رسول کو قید سے نکال کر ان کو رومی لباس پہنا کر میرے حلب کے ساتھیوں کے ساتھ رومی لشکر میں منتشر کر دوں اور تم بھی مکر وفریب کرتے ہوئے کل دن میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومی لشکر میں شمولیت اختیار کر کے میدان میں نکلو اور ایسا دکھاوا کرو کہ ہرقل کے ساتھ تم عربوں سے مقابلہ کرنے آئے ہو۔

حضرت یوقنا نے حاکم فلیطانوس کو تاکید کرتے ہوئے کہا کہ تم ہرقل بادشاہ کے قریب ٹھہرنا اور میں بھی تمہارے اردگرد ہی ٹھہروں گا۔ جب جنگ شروع ہوگی تب ہم موقع پا کر ہرقل کو اور رومی لشکر کے اہم سرداروں کو قتل کر کے اپنے ساتھیوں سمیت ایک ساتھ رومی لشکر ترک کر کے اسلامی لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔ اور ان کو اچانک جھٹکا دے کر جنگ کا تختہ پلٹ دیں گے۔ حضرت یوقنا نے حاکم فلیطانوس کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہرقل بادشاہ کو تم اپنے کسی آدمی سے قتل کراؤ اور ہرقل کے قاتل کی حیثیت سے تم علی الاعلان ظاہر نہ ہو جاؤ کیونکہ تم جب رومۃ الکبریٰ واپس جاؤ گے تو وہاں کے رومی تم سے مزاحم ہوں گے کہ یہ ہمارے بادشاہ قیصر روم کا قاتل ہے۔ تب تم اپنے دفاع میں کچھ نہیں کہہ سکو گے اور اگر تم نے اپنے کسی آدمی سے ہرقل کو قتل کرایا تو اس صورت میں تم یہ بہانہ بنا سکو گے کہ ہرقل کو میں نے قتل نہیں کیا۔ میرے کسی آدمی نے قتل کیا ہے اور میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ حاکم فلیطانوس نے جواب دیا کہ اے دینی برادر! میں ہرقل کا قتل دنیا کی سلطنت کے حصول کے لئے نہیں بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرنا چاہتا ہوں۔ بلکہ اب میرے دل میں دنیا کی سلطنت کی کوئی رغبت و وقعت نہیں۔ بس صرف یہی ایک تمنا ہے کہ ہرقل جیسے سگ رومی کو قتل کر کے اسلام کی عظیم خدمت انجام دوں اور پھر یہاں سے بیت المقدس چلا جاؤں اور باقی کی زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور شریعت محمدی کی اطاعت میں بسر کروں اور اپنی دینوی زندگی کو سنوار کر آخرت کی بھلائی حاصل کروں۔

حاکم فلیطانوس نے حضرت یوقنا سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ آئندہ کل ہم جو کارنامہ انجام دینے والے ہیں اس کی اطلاع اسلامی لشکر کے سردار کو کسی معتمد آدمی کے ذریعہ بھیج دیں۔ حضرت یوقنا نے جواب دیا کہ حلب کے کچھ رومی معاہد میرے جاسوس ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھیج کر اسلامی لشکر کے سردار حضرت ابوعبیدہ کو خبر کرتا ہوں۔

"حضرت یوقنا اور حاکم فلیطانوس کی مندرجہ بالا گفتگو لفظ بلفظ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں حضرت ابوعبیدہ سے بیان فرمادی اور حاکم یوقنا کے پاس آدمی بھیج کر حکم بھیجنے کا حکم فرمایا اور فتح انطاکیہ کی بشارت دی۔"

حضرت یوقنا اور حاکم فلیطانوس مندرجہ بالا گفتگو کرنے کے بعد آئندہ کل کے لئے پلان تشکیل دینے میں مصروف ہوئے اور حضرت یوقنا حاکم فلیطانوس کے خیمہ میں ٹھہر گئے تاکہ اطمینان سے مشورہ کر کے آئندہ کل کی تجویز کو کامیاب بنانے کے اہم

marfat.com

گوشوں کے متعلق اہم امور کی گفتگو کر سکیں۔ حضرت یوقنا اور حاکم فلیطانوس کے درمیان جب ہرقل کو قتل کرنے کا اور حاکم فلیطانوس نے اسلام قبول کرنے کا اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا تب حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کے کیمپ میں اپنے خیمہ میں سوئے ہوئے تھے اور انہوں نے خواب دیکھا۔ اس خواب کو امام اجل علامہ محمد بن عمرو واقدی قدس سرہ کی زبانی سماعت فرمائیں:

''ابوعبیدہ بن الجراح نے خواب دیکھا تھا شب فتح انطاکیہ میں کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام کرتے ہیں ان پر اور ارشاد فرماتے ہیں۔

''یَا اَبَا عُبَیْدَۃَ اَبْشِرْ رِضْوَانَ اللّٰہِ وَ رَحْمَتَہٗ غَدًا تُفْتَحُ الْمَدِیْنَۃُ صُلْحاً عَلٰی یَدَکَ وَاَنَّ صَاحِبَ رُوْمَۃِ الْکُبْرٰی قَدْ جَرٰی مِنْ اَمْرِہٖ مَعَ یُوْقَنَا کَذَا وَ کَذَا وَھُمْ بِالْقُرْبِ مِنْ جَیْشِکَ فَتَنْفُذُ اِلَیْھِمْ بِاِنْجَازِ الْاَمْرِ''

ترجمہ: ''اے ابوعبیدہ! خوش ہو تم ساتھ خوشنودی اور رحمت اللہ کے ساتھ اور کل فتح ہو جائے گا شہر از روئے صلح کے تمہارے ہاتھوں پر اور حاکم رومۃ الکبریٰ کا معاملہ یوقنا کے ساتھ ایسا اور ایسا کچھ ہوا ہے اور وہ لوگ نزدیک ہیں تمہارے لشکر سے پس حکم بھیجو تم ان کی طرف روانہ ہونے کام کے''۔

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۳۷۰)

الغرض حضور اقدس عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت یوقنا اور حاکم فلیطانوس کے درمیان جو کچھ بھی گفتگو ہوئی تھی اس کو اول تا آخر لفظ بلفظ حضرت ابوعبیدہ سے بیان فرما دی اور ساتھ میں آئندہ کل انطاکیہ شہر فتح ہونے کی بشارت دی اور حضرت ابوعبیدہ کو حکم فرمایا کہ وہ حضرت یوقنا اور حاکم فلیطانوس کے پاس کسی آدمی کو بھیج کر ان کو وہ کام کرنے کا حکم بھیجیں۔ خواب دیکھنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بیدار ہوئے، تب آدھی رات کا وقت تھا۔ حضرت ابوعبیدہ تھوڑی دیر تک اس خواب کے متعلق سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے آدمی بھیج کر حضرت خالد کو بلایا۔ جب حضرت خالد بن ولید حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں آئے تو انہوں نے حضرت خالد سے اپنا خواب بیان کیا۔ سن کر حضرت خالد کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس سچے خواب اور اپنے آقا و مولیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصرف و اختیار اور اطلاع علی الغیب پر اتنا کامل یقین اور پختہ اعتماد تھا کہ انہوں نے حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری کو بلایا اور ان کو خواب کی تفصیل بتانے کے بعد ان کو اسی وقت رومی لشکر کی جانب یہ کہہ کر روانہ کیا کہ تم بے جھجک اور بے خوف حاکم فلیطانوس کے خیمہ میں چلے جانا۔ حضرت یوقنا بھی تم کو وہیں ملیں گے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن امیہ ضمری اسی وقت اسلامی لشکر کے کیمپ سے روانہ ہو کر رومی لشکر کے کیمپ میں حاکم فلیطانوس کے خیمہ پر کسی قسم کی رکاوٹ کے بغیر آ پہنچے۔ اس وقت حضرت یوقنا اور حاکم فلیطانوس گفتگو میں مشغول تھے کہ خادم نے آ کر اطلاع دی کہ حضرت یوقنا سے ملنے کوئی شخص آیا ہے۔ حضرت یوقنا خیمہ سے باہر آئے اور وہ تعجب کرتے تھے کہ صحابی رسول حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری ہیں۔ حضرت یوقنا ان کو پہچان گئے اور خیمہ کے اندر لے آئے اور حاکم فلیطانوس سے تعارف کرایا اور پھر پوچھا آدھی شب کے وقت یہاں تشریف لانے کی زحمت گوارا فرمانے کا سبب کیا ہے؟ اور آپ کو کس نے میرا پتہ بتایا کہ میں یہاں ہوں؟ حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری نے فرمایا

marfat.com

کہ حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بن ولید نے مجھ سے فرمایا کہ آپ حاکم فلیطانوس کے خیمہ میں ہی ملیں گے اور ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں یہ اطلاع دی اور مزید برآں آپ دونوں کے درمیان آئندہ کل کے معاملہ میں جو گفتگو ہوئی ہے اس کی اول آخر لفظ بلفظ تفصیل بتادی ہے پھر حضرت عمرو بن اُمیہ نے خواب کی تفصیل بتائی اور فتح انطاکیہ کی خبر بھی سنائی اور یہ بھی کہا آپ دونوں حضرت ابوعبیدہ کو آئندہ کل کی تجویز کی اطلاع بھیجنے کا ارادہ کرتے تھے لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ نے جو تجویز طے کی ہے اس پر عمل کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری کوشش کامیاب ہوگی۔

حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے یہ ساری تفصیل سن کر حاکم فلیطانوس کا بدن بوجہ رقت قلب تھر تھر کانپنے لگا اور انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ دین اسلام ہی پائیدار اور راست ہے اور نبی مرسل رحمت عالم اور رسول برحق ہیں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ناظرین کرام غور فرمائیں! حضرت یوقنا اور حاکم فلیطانوس ملک شام کے انطاکیہ شہر میں رومی لشکر کے کیمپ کے ایک خیمہ میں بیٹھ کر جو گفتگو کر رہے تھے اس گفتگو کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں گنبد خضراء میں آرام فرماتے ہوئے سماعت فرما رہے ہیں اور اس کی اطلاع لفظ بلفظ خواب میں حضرت ابوعبیدہ کو دے دی۔ یہی تو علم غیب اور تصرف ہے۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ما کان و ما یکون یعنی جو کچھ بھی ہو چکا ہے اور جو کچھ بھی ہونے والا ہے اس کا علم عطا فرمایا ہے اور عالم میں تصرف کرنے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب اور تصرف آپ کی ظاہری حیات تک ہی محدود و منحصر نہ تھا بلکہ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد آج بھی آپ کا علم غیب اور تصرف مثل آپ کی ظاہری حیات اپنی آب و تاب اور آن و شان کے ساتھ عیاں و درخشاں ہے۔ یہی عقیدہ صحابہ کرام کا تھا۔ جبھی تو حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بن ولید نے حضرت عَمرو بن اُمیہ ضمری کو رومی لشکر کے کیمپ کی جانب روانہ کرتے وقت فرمایا تھا کہ حضرت یوقنا تم کو حاکم فلیطانوس کے خیمہ میں ملیں گے۔ حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مغیبات پر مطلع فرمایا ہے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج بھی علم غیب پر مطلع ہیں اور آپ نے حضرت یوقنا کے متعلق خواب میں اطلاع فرمائی ہے کہ وہ حاکم فلیطانوس کے ساتھ اس طرح کی گفتگو کر رہے ہیں لہٰذا حضرت یوقنا سو فیصدی اور یقیناً وقطعاً حاکم فلیطانوس کے خیمہ میں ضرور بالضرور موجود ہوں گے اسی لئے انہوں نے حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری سے فرمایا تھا کہ حضرت یوقنا تم کو حاکم فلیطانوس کے خیمہ میں ملیں گے۔

لیکن! افسوس!! صد افسوس!!!

دور حاضرہ کے منافقین حضور اقدس عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا صاف انکار کرتے ہیں اور حضور اقدس کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنا شرک کہتے ہیں۔

امام المنافقین، مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ:

"کسی نبی، ولی کو، جن وفرشتے کو، پیر و شہید کو، امام و امام زادہ کو، بھوت و پری کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت نہیں بخشی

marfat.com

ہے کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں"۔ (حوالہ: تقویت الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص:۴۰)

ایک مزید اقتباس پیش خدمت ہے:

"کسی نبی، ولی، یاامام وشہید کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے۔"

(حوالہ: تقویت الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص:۴۷)

وہابی تبلیغی جماعت کے امام و پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ:

"حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا، صریح شرک ہے۔"

(حوالہ: فتاویٰ رشیدیہ (کامل) ناشر: مکتبہ تھانوی، دیوبند، ص:۱۰۳)

ناظرین کرام انصاف فرمائیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی رسول تو یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے اور صحابی کے اس عقیدہ پر آج کا منافق وہابی یہ فتویٰ لگائے کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم صحابہ کرام کا ہی نقش قدم اختیار کریں۔

القصہ! حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری حضرت یوقنا کو حضرت ابوعبیدہ کا پیغام پہنچانے کے بعد اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس لوٹ گئے۔ پھر حضرت یوقنا بھی حاکم فلیطانوس کے خیمہ سے روانہ ہو کر رومی لشکر میں گشت کرتے ہوئے اپنے خیمہ میں آئے اور آئندہ کل کے معاملہ کو بخوبی اور کامیابی سے انجام دینے کے متعلق سوچنے لگے۔ حالانکہ حضرت یوقنا آئندہ کل کے معاملہ کے متعلق بہت زیادہ فکر مند تھے لیکن پھر بھی وہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت و دستگیری پر اعتماد رکھتے ہوئے مطمئن تھے۔ بقول:

اپنے دل کا ہے انہیں سے آرام، سونپے ہیں اپنے انہیں کو سب کام
لَو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام، چارۂ دردِ رضا کرتے ہیں

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

اسی رات میں ہرقل بادشاہ کا مع اہل وعیال و مال فرار ہونا:

آج دن میں لڑائی کے میدان میں ہرقل بادشاہ موجود ضرور تھا لیکن لڑائی کے معاملہ میں اس کو زیادہ رغبت نہ تھی۔ ہرقل کو بہت پہلے ہی سے اپنی سلطنت کے زوال کا یقین ہو گیا تھا۔ اسلامی لشکر نے ملک شام کے بڑے بڑے لشکروں کو شکست دے کر ملک شام کے اہم شہروں اور قلعوں کو فتح کرلیا تھا تب سے ہی اس کو اپنے تخت کے الٹنے کا احساس ہو گیا تھا۔ اسلامی لشکر کوچ کر کے انطاکیہ آیا تب وہ سہم گیا تھا اور اس کو اپنی سلطنت کے زوال کا وقت قریب نظر آنے لگا تھا لیکن اپنی قوم کا حوصلہ برقرار رکھنے کے لئے دلیری سے لڑنے کی ترغیب دیتا تھا لیکن وہ جی ہار چکا تھا۔ جی سے نڈھال ہو کر صرف دکھاوا کرتا تھا اور

marfat.com

شجاعت اور جوانمردی کی باتیں کرتا تھا۔ اس کو ہر وقت یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ اب میرا کیا ہوگا؟ لشکر اسلام اب میرے دارالسلطنت تک آ پہنچا ہے۔ لہٰذا وہ لڑائی کے معاملہ میں ڈھیلہ پن اپنا کر لڑائی کو طول دیتا تھا تاکہ اپنے لئے کوئی سبیل ڈھونڈ نکالے۔

اسی شب میں ہرقل نے خواب دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے اترا ہے اور اس شخص نے ہرقل کے تخت کو الٹ دیا ہے اور اس کا تاج بھی اس کے سر سے اڑ گیا ہے اور کوئی پکارنے والا پکارتا ہے کہ تیری سلطنت کے زوال کا وقت آ گیا ہے اور تحقیق نحق اور بدبختی دور ہوئی اور اللہ تعالیٰ مذہب اہل اتفاق لایا۔ یہ خواب دیکھ کر ہرقل چونک کر بیدار ہو گیا اور خواب کی تعبیر سوچتا رہا۔ کئی دیر تک سوچنے کے بعد اس نے یہ تعبیر نکالی کہ میری حکومت کا زوال یقینی ہے لہٰذا اس نے اپنا خزانہ اور قیمتی جواہرات وغیرہ نکالا اور اپنی بیٹی زیتون اور خاندان کے لوگوں کے ساتھ خفیہ راستہ سے محل سے نکال کر سمندر کے کنارے بھیج دیا۔ پھر اس نے اپنے غلام اور خادم خاص ''بالیس بن ریبوس'' کو بلایا۔ ہرقل کا غلام بالیس ہرقل سے شکل و صورت میں بہت مشابہ تھا۔ ہرقل نے اپنا لباس، تاج اور پٹکہ پہنا دیا اور اس سے کہا کہ میں عربوں سے ایک مکر و فریب کرنا چاہتا ہوں۔ آج رات ہی میں عربوں کے کیمپ کے پیچھے ایک کمین گاہ میں پوشیدہ ہو کر چھپ جاؤں گا اور تم صبح میدان جنگ میں میری جگہ ٹھہرنا اور کسی کو پتہ نہیں چلنے دینا کہ میں لشکر میں موجود نہیں اور میری جگہ تم ٹھہرے ہو۔ عین لڑائی کے وقت کمین گاہ سے میں ایسا مکر کروں گا کہ عربوں کو ہزیمت ہوگی۔ یہ راز تیرے اور میرے درمیان رہے گا۔ مجھے تجھ پر پورا بھروسہ ہے کیونکہ تو میرا پرانا اور وفادار خادم ہے۔ پھر ہرقل نے اپنے غلام بالیس کو جنگ کے تعلق سے کچھ ہدایت اور نصیحت کی اور بعدہٗ محل کے خفیہ راستہ سے نکل کر وہ بھی ساحل پر پہنچ گیا اور اپنا خزانہ، مال و اسباب اور اہل عیال کے ہمراہ کشتی میں سوار ہو کر رات میں انطاکیہ سے اپنے آبائی شہر ''قسطنطنیہ'' (Istambol) بھاگ گیا۔ الغرض! ہرقل نے اپنے خادم خاص کو بھی اپنے مفرور ہونے سے آگاہ نہیں کیا اور اس کو بھی غافل رکھا۔

اسلامی لشکر نے انطاکیہ فتح کرلیا:

دوسرے دن بعد نماز فجر حضرت ابوعبیدہ نے پورے جیش اسلام کو کیمپ سے نکالا اور معرکہ جنگ میں لائے۔ حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد گزشتہ شب کے خواب کی بشارت کی وجہ سے یقین کامل کے ساتھ میدان میں آئے تھے کہ انشاء اللہ آج انطاکیہ فتح ہو جائے گا۔ ادھر سے رومی لشکر بھی اپنے کیمپ سے نکل کر میدان میں آیا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ٹھہرے۔ ہرقل بادشاہ کی جگہ پر اس کا غلام بالیس شاہی لباس اور شاہی تاج پہن کر کھڑا تھا۔ ہرقل کے فرار ہونے اور اس کے غیر موجود ہونے کی کسی کو اطلاع نہ تھی۔ غلام بالیس کو دیکھ کر سب یہ سمجھتے تھے کہ ہرقل بادشاہ بذات خود موجود ہے۔ رومۃ الکبریٰ کے حاکم فلیطانوس اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہرقل کے قریب میں جگہ اختیار کی تھی حضرت یوقنا بھی شہر سے دو سو صحابہ کرام کو قید خانہ سے نکال کر ان کو رومی لباس پہنا کر اپنے حلب کے ساتھیوں کو ساتھ لے کر رومی لشکر میں آ پہنچے تھے اور ان تمام کو ہرقل بادشاہ کے اردگرد منتشر کر دیئے تھے۔ رومی لشکر کی صف بندی کی گئی لیکن رومی لشکر سے لڑنے کے لئے میدان میں کوئی بھی نہ نکلا۔ حضرت

marfat.com

ابوعبیدہ نے تھوڑی دیر تک انتظار کیا مگر جب رومی لشکر سے کسی قسم کی کوئی حرکت نہ ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ نے یہ طے فرمایا کہ پورے اسلامی لشکر سے رومیوں پر یلغار کردی جائے لہٰذا سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید لشکر کے زحف کے مجاہدوں کے ساتھ رومی لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے بعد (۱) حضرت سعید بن زید (۲) حضرت ربیعہ بن قیس (۳) حضرت میسرہ بن مسروق (۴) حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق (۵) حضرت ذوالکلاع حمیری (۶) حضرت فضل بن عباس (۷) حضرت مالک اشتر نخعی (۸) حضرت عمرو بن معدی کرب زبیری اور (۹) حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے علی الترتیب اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ الگ الگ سمت سے رومی لشکر پر یلغار کردی۔ تمام مجاہدوں نے تمام تر طاقت اور جوش کے ساتھ شدید حملہ کر دیا۔ رومی لشکر اس طرح کے یکبارگی حملہ سے لڑکھڑا گیا رومیوں نے بھی دلیری سے مقابلہ کیا اور جان پر آ کر لڑنے لگے۔ لیکن رومی لشکر کچھ سنبھلے اور قدم جمائے اس سے پہلے اچانک رومی لشکر میں آپس میں تلواریں چلنے لگیں۔ رومۃ الکبرٰی کے حاکم حضرت فلیطانوس اور ان کے جاں نثار ساتھیوں نے رومی سپاہیوں کو تلواریں مارنی شروع کیں۔ حضرت یوقنا اور ان کے ساتھ دو سو صحابیٔ رسول اور دو سو حلب کے نومسلم مجاہدوں نے بھی رومی سپاہیوں کو نیزوں اور تلواروں کی نوک پر لینا شروع کیا۔ رومی لشکر میں انتشار اور بدنظمی پھیل گئی۔ ایک تو ہر سمت سے اسلامی لشکر نے شدید حملہ کر کے رومی لشکر کی صفیں الٹ کر رکھ دیں تو دوسری طرف سے رومی لشکر کے اندر ہی خانہ جنگی کا معاملہ رونما ہوا۔ لہٰذا رومی سپاہی بدحواس ہو کر اندھا دھند اور بے ترتیب ہو کر لڑنے لگے اور اسلامی لشکر کے مجاہدوں کی تلواروں سے گاجر مولی کی طرح کٹنے لگے۔

رومی لشکر میں پھیلی ہوئی کھلبلی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے موقع پا کر حاکم فلیطانوس نے ہرقل کی جگہ ٹھہرے ہوئے اس کے غلام ''بالیس'' کو ہرقل سمجھ کر اس پر حملہ کر دیا۔ فلیطانوس کے ساتھیوں نے ایسا سخت حملہ کیا کہ ہرقل کی حفاظت پر متعین محافظوں کے گروہ کو پھاڑ کر رکھ دیا اور بالیس پر قبضہ کر کے قید کر لیا۔ یہ منظر دیکھ کر رومی سپاہی بھڑک گئے۔ وہ یہ سمجھے کہ ہرقل بادشاہ مارا گیا لہٰذا رومی لشکر میں شور اٹھا کہ ہرقل بادشاہ مارا گیا یا قید ہو گیا۔ ہرقل کے مقتول اور مقبوض ہونے کی خبر آن واحد میں بجلی کی طرح رومی لشکر میں پھیلی، جسے سن کر رومی لشکر کے سپاہیوں کے حوصلے ٹوٹ گئے اور انہوں نے پیٹھ دکھا کر راہ فرار اختیار کی۔ اسلام کے جانباز مجاہدوں نے بھاگتے ہوئے رومی سپاہیوں کا ہر سمت میں تعاقب کیا اور ان پر تلواریں رکھیں۔ اس دن رومی لشکر کے کل ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) سپاہی مقتول ہوئے۔ ان مقتولین میں بارہ ہزار (۱۲،۰۰۰) تو متنصرہ عرب تھے۔ رومی لشکر سے کل بیس ہزار سپاہی قید ہوئے تھے مجاہدوں نے نصرانی عربوں کے لشکر کے سردار جبلہ بن ایہم غسانی اور اس کے بیٹے ابہم بن جبلہ کو بہت تلاش کیا تاکہ ان دونوں کو واصل جہنم کر دیں لیکن یہ دونوں باپ بیٹا بنوغسان کے پانچ سو سواروں کے ہمراہ بہت پہلے ہی نو دو گیارہ ہو گئے تھے۔ لہٰذا وہ تمام بچ نکلے۔

حاکم فلیطانوس نے بالیس بن ربیوس کو ہرقل سمجھ کر ہی گرفتار کیا تھا لہٰذا انہوں نے بالیس کی مشکیں باندھی اور اس پر کڑی نگرانی رکھی اور رومی سپاہی کے قتل کا ہنگامہ سرد ہوا تب اس کو اسلامی لشکر کے کیمپ میں حضرت ابوعبیدہ کے پاس لائے اور کہا کہ اے سردار! سگ روم کو قید پکڑ کر خدمت میں حاضر لایا ہوں۔ تب بالیس بولا کہ میں قیصر روم ہرقل نہیں بلکہ اس کا غلام ہوں

marfat.com

اور ہرقل کا ہمشکل ہونے کی وجہ سے ہرقل نے مکر وفریب کر کے اس کی جگہ مجھے کھڑا کر دیا اور مجھ کو بلی کا بکرا بنا دیا ہے۔
حضرت ابوعبیدہ نے بالیس پر اسلام پیش کیا مگر اس نے دین نصرانی سے انحراف کر کے دین اسلام قبول کرنے کا صاف انکار کیا لہٰذا اس کی گردن ماری گئی۔

حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں ہرقل کے غلام بالیس کو بحالت قیدی لے کر جا کر حاکم رومۃ الکبریٰ حضرت فلیطانوس جب آ رہے تھے تب ان کے استقبال اور ان کی تعظیم کے لئے حضرت ابوعبیدہ اور تمام مسلمان کھڑے ہو گئے تھے اور مرحبا و اھلاً وسہلاً کہہ کر ان کا خیر مقدم کیا اور محبت کے پر جوش لہجہ میں سلام پیش کر کے گرمجوشی سے ملاقات کر کے تواضع وحسن اخلاق کا مظاہرہ کیا تھا اور ان کی عزت وتکریم کرتے ہوئے اسلام قبول کرنے کی مبارکباد دی اور اسلام کی عظیم ونمایاں خدمت انجام دینے کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ مجاہدوں کے اس محبت آمیز سلوک سے حضرت فلیطانوس بہت متاثر ہوئے اور اپنے تاثرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ خدا کی قسم! یہ بڑی مقدس قوم ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی۔

قارئین کرام کی خدمت میں ایک ضروری وضاحت پیش ہے کہ صفحہ نمبر ۲۰۷ پر جو نقشہ درج ہے۔ اس کو پھر ایک مرتبہ بغور ملاحظہ فرمائیں گے تو معلوم ہوگا جنگ انطاکیہ شہر کے باہر میدان میں ہوئی تھی۔ رومی لشکر کا کیمپ بھی قلعہ کے باہر بنایا گیا تھا۔ ہرقل نے صلب بن قطس نام کے بطریق کو انطاکیہ کا حاکم مقرر کر کے شہر کی حفاظت پر اسے مقرر کیا تھا۔ بطریق صلب متعصب نصرانی تھا۔ علاوہ ازیں ایک نمبر کا ضدی اور جاہل تھا۔ وہ اپنے ساتھ رومی سپاہیوں کی ایک جماعت لے کر قلعہ کی دیوار سے میدان میں ہونے والی جنگ کا معائنہ کر رہا تھا۔ جب رومی لشکر نے ہزیمت اٹھائی اور رومی سپاہیوں نے بھاگنا شروع کیا تب اس نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا اور قلعہ کی دیوار سے اسلامی لشکر سے لڑنے کا قصد کیا لیکن شہر کے رئیسوں اور ذی شعور لوگوں نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ کیا تیری عقل کا چراغ گل ہو گیا ہے؟ جب ہرقل کا اتنا بڑا لشکر عربوں کے سامنے ٹھہر نہیں سکا تو مٹھی بھر سپاہیوں سے تُو کتنی دیر لڑ سکے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تو ہلاک ہوگا اور ساتھ میں ہم کو بھی ہلاک کرے گا لہٰذا لڑنے کی بیوقوفی مت کر اور دماغ اور شعور سے کام لے اور عربوں سے صلح کر لے۔ اہل شہر کے روساء، بطارقہ اور عوام الناس کے دباؤ میں آ کر صلب بن قطس نے لڑنے کا ارادہ موقوف کر دیا اور حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تین لاکھ دینار زر فدیہ پر صلح کی اور شہر کے دروازے کھول دیئے۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں ازروئے صلح انطاکیہ فتح ہونے کی جو بشارت دی تھی اس کے مطابق انطاکیہ کا قلعہ ازروئے صلح فتح ہوا۔

حضرت ابوعبیدہ نے صلح کے شرائط طے کرنے کے بعد حاکم انطاکیہ صلب بن قطس سے غدر اور بے وفائی نہ کرنے کا وعدہ لیا اور حضرت یوقنا نے متعدد قسمیں کھلا کر اس سے حلف لیا۔ پھر حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کے ساتھ انطاکیہ شہر میں داخل ہوئے۔ جب اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہو رہا تھا تب قاری قرآن مجید کی سورہ فتح تلاوت کر رہا تھا۔ اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہو کر باب النحان پر ٹھہرا اور وہاں پر ایک جگہ پر خط کھینچ کر مسجد کا نقشہ کھینچا۔ پھر وہاں ایک مسجد تعمیر کی گئی جو اب بھی موجود ہے۔ انطاکیہ کی فتح ماہ ذیقعدہ ۱۸ھ میں ہوئی۔ اسلامی لشکر انطاکیہ میں تین دن ٹھہرا تین دن کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر کو

marfat.com

کوچ کا حکم دیا اور وہاں سے دحازم نامی مقام پر آئے اور دحازم میں اسلامی لشکر کا کیمپ قائم کیا۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے فتح انطاکیہ کی تفصیل لکھ کر امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم کی خدمت میں خط لکھا اور حضرت زید بن وہب کو خط دے کر تیز رفتار اونٹنی پر مدینہ منورہ روانہ کیا۔

اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

☆ (۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصریٰ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) شیرز (۱۳) رستن (۱۴) حمات (۱۵) قنسرین (۱۶) بعلبک (۱۷) یرموک (۱۸) بیت المقدس (۱۹) حلب (۲۰) اعزاز (۲۱) انطاکیہ

امین الامت حضرت ابوعبیدہ نے حضرت زید بن وہب کے ہاتھوں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جو خط بھیجا تھا اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ ملک شام کے جتنے بھی بڑے شہر ہیں وہ قریب قریب فتح ہو گئے لہٰذا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ پہاڑی علاقوں میں جو شہر واقع ہیں ان کو فتح کرلوں لہٰذا اس امر میں آپ اپنا حکم اور مشورہ مرقوم فرمائیں کہ ان شہروں پر یلغار کروں یا نہیں؟ حضرت زید بن وہب حضرت ابوعبیدہ کا خط لے کر ۲۵ ذیقعدہ ۱۸ھ کے دن مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت زید بن وہب جب مدینہ منورہ آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے باہر لوگوں کا ہجوم لگا ہوا ہے۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارادۂ حج مکہ معظمہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور اہل مدینہ امیر المومنین کو رخصت کرنے شہر کے باہر تک آئے ہوئے ہیں حضرت زید بن وہب نے شہر کے باہر ہی امیر المومنین سے ملاقات کی اور حضرت ابوعبیدہ کا خط دیا۔ امیر المومنین نے اثنائے راہ خط کا جواب ارقام فرمایا اور حضرت ابوعبیدہ کو لکھا کہ پہاڑی علاقوں کے متعلق مجھ سے زیادہ تم کو واقفیت ہے کیونکہ تم اس علاقہ میں ہو اور میں دور ہوں۔ لہٰذا تم کو جو مناسب معلوم ہو ایسا کرنے کا تم کو اختیار دیتا ہوں۔

marfat.com

فتوحات علاقۂ ساحل

حضرت ابوعبیدہ نے ''دحازم'' میں اسلامی لشکر کا کیمپ قائم کر کے وہیں پڑاؤ کیا تھا اور امیرالمومنین کے خط کا انتظار کرتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے یہ طے فرمایا تھا کہ مدینہ منورہ سے امیرالمومنین کا حکم آنے کے بعد کس جانب کوچ کرنا ہے وہ طے کریں گے لہٰذا جب تک حضرت زید بن وہب مدینہ منورہ سے واپس نہیں آتے تب تک دحازم میں ہی مقیم رہیں اور دحازم کے قیام کے دوران ملک شام کے ساحلی علاقوں کو فتح کر لینا چاہئے۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید کو قرب و جوار کے ساحلی شہروں اور قلعوں کو فتح کرنے بھیج دیا۔ حضرت خالد بن ولید نے (۱) بنج (۲) براعہ (۳) نابلس اور (۴) قلعہ نجم کو بآسانی فتح کر لئے۔ ان فتوحات کی بہت ہی مختصر تفصیل ذیل میں مرقوم ہے:

(۱) **بنج**: جب حضرت خالد بن ولید بنج کے قلعہ پر لشکر لے کر پہنچے تو وہاں کا حاکم جرفاس آمادۂ جنگ ہوا لیکن اہل شہر نے حاکم جرفاس کے اس ارادہ کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ اسلامی لشکر سے جنگ مول لے کر ہم ہلاک نہیں ہونا چاہتے لیکن حاکم جرفاس مانا نہیں اور جنگ پر مصر رہا لہٰذا اہل شہر قلعہ کا دروازہ کھول کر حضرت خالد کے پاس آئے اور صورت حال سے آگاہ کر کے ڈیڑھ لاکھ دینار زرفدیہ ادا کر کے صلح کی۔ حضرت خالد نے حاکم جرفاس کو مع اہل وعیال کے وہاں سے بھگا دیا اور حضرت عبادہ بن رافع کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔

(۲) **قلعہ نجم**: بنج سے ملحق ہی لوہے کے پل پر ایک قلعہ میں رومیوں کی بستی آباد تھی۔ یہ قلعہ بھی از روئے صلح فتح ہوا اور حضرت خالد نے وہاں کے حاکم کی حیثیت سے حضرت نجم بن مفرح فہری کا تقرر کیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

(۳) **براعہ**: حضرت خالد اپنا لشکر لے کر براعہ پہنچے تو اہل براعہ نے قلعہ کے دروازے بند کر دیئے اور قلعہ میں محصور ہو کر بیٹھ گئے لیکن کسی قسم کا کوئی حملہ یا مقابلہ نہیں کیا۔ پھر اہل براعہ نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ عربوں سے صلح کر کے امان حاصل کرنے میں ہماری بہتری اور بھلائی ہے۔ لہٰذا شہر کے معزز لوگ حضرت خالد کے پاس آئے اور صلح کی۔ حضرت خالد نے حضرت اوس بن خالد ربعی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور پھر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

(۴) **نابلس**: حضرت خالد بن ولید اپنے لشکر زحف کے ساتھ نابلس پہنچے تو اہل نابلس بہت گھبرائے اور قلعہ کے

marfat.com

دروازے بند کر کے قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ اہل نابلس نے اسلامی لشکر سے لڑنے کا قصد کیا لیکن ان کو اطلاع مل چکی تھی کہ بنج، نجم اور براعہ کے لوگوں نے زرفدیہ ادا کر کے صلح کر لی ہے لہٰذا انہوں نے قلعہ کی دیوار سے ''لفون لفون''، یعنی ''امان امان'' پکارنا شروع کیا اور پھر قلعہ سے باہر آ کر صلح کی۔ حضرت خالد نے حضرت بادر بن عون حمیری کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور پھر وہاں سے اسلامی لشکر کے کیمپ ''دحازم'' کی طرف واپس لوٹے۔

حضرت خالد بن ولید بہت سارے غنائم اور نقد دراہم لے کر دحازم لوٹے تھے۔ اور ان کے اس طرح فتح وظفر حاصل کرنے پر اسلامی لشکر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اسلامی لشکر نے تہلیل وتکبیر کی صدائیں بلند کر کے ان کا شاندار استقبال کیا۔ پھر حضرت خالد اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ کے خیمہ میں آئے اور تمام مالِ غنیمت ان کی خدمت میں پیش کیا اور تمام مقام کی فتوحات کی تفصیل کہہ سنائی۔ حضرت ابوعبیدہ بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔ حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بن ولید ساحلی علاقوں کی فتوحات کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت زید بن وہب مدینہ منورہ سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط لے کر آئے۔

marfat.com

پہاڑی علاقہ کی فتوحات

حضرت ابوعبیدہ نے امیرالمومنین کا خط کھول کر آہستہ پڑھا پھر آپ نے مجاہدوں کو جمع کر کے وہ خط باآواز بلند پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ پہاڑی علاقوں کی طرف کوچ کرنے کے معاملہ میں امیرالمومنین نے مجھ کو اختیار دیا ہے اور میں تم لوگوں سے مشورہ کئے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ لہٰذا میں حاضرین سے التماس کرتا ہوں کہ اس امر میں اپنے مفید مشورے ظاہر کریں کہ ہم پہاڑی علاقوں کا قصد کریں یا نہیں؟ حضرت میسرہ بن مسروق نے کہا کہ اے سردار! ہم آپ کے زیردست ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور پھر آپ کی اطاعت کریں، آپ جو بھی فیصلہ کریں گے وہ ہمیں قبول ومنظور ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ یہ آپ لوگوں کی محبت اور حسن ظن ہے۔ لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ پہاڑی علاقوں کی طرف جانا نفع بخش اور فائدہ مند ہے یا نہیں؟ تب حضرت خالد بن ولید نے اپنا مشورہ ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ اے سردار! پہاڑی علاقوں کی طرف جانا یقیناً مناسب اور موزوں ہے۔ پہاڑی علاقوں میں ہمارا جانا دشمنوں پر رعب اور دبدبہ طاری کرنے کے مترادف ہے۔ ان علاقوں کے رومیوں پر یہ اثر قائم ہوگا کہ اسلامی لشکر کے غلبہ اور تسلط کا یہ عالم ہے کہ اب پہاڑی علاقوں تک اس کی رسائی ہوگئی ہے اور یہ امر رومیوں کے لئے باعث ضعف اور خوف ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا اے ابا سلیمان! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے نہایت مفید مشورہ پیش کیا ہے۔ تمام حاضرین نے بھی حضرت خالد کے مشورہ کی تائید و توثیق کی۔

حضرت میسرہ بن مسروق کی سرداری میں اسلامی لشکر پہاڑی علاقہ کی طرف روانہ:

حضرت ابوعبیدہ نے ایک لمبے نیزہ پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بڑے علم (Flage) ''رایت'' کی مانند ایک علم (نشان) بنایا۔ جو سیاہ کپڑے کا تھا۔ سیاہ رنگ کے کپڑے میں سفید رنگ سے جلی حروف میں ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے اس نشان (علم) کو جنبش دی اور پھر وہ نشان حضرت میسرہ بن مسروق کو عطا فرمایا اور ان کو چار ہزار (۴۰۰۰) سواروں پر سردار مقرر فرمایا اور پہاڑی علاقوں کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت میسرہ بن مسروق کے ساتھ جن چار ہزار سواروں کو متعین فرمایا تھا ان میں ایک ہزار سوار غلام تھے۔ ان ایک ہزار غلاموں پر حضرت دامس ابوالہلول کو سردار مقرر فرمایا اور حضرت دامس سے فرمایا کہ تم حضرت میسرہ بن مسروق کی سرداری کے ماتحت رہو گے۔ تم پر لازم ہے کہ ہر معاملہ میں ان سے مشورہ کرو اور ان کے حکم کی اطاعت کرو۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے

marfat.com

چار رومی معاہدین اشخاص کو راہبر کی حیثیت سے حضرت میسرہ بن مسروق کے ساتھ مقرر فرمائے تا کہ وہ لشکر کو راہ بتانے کی خدمت انجام دیں۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت میسرہ بن مسروق کے لشکر کو دعائے خیر و عافیت سے نواز کر رخصت فرمایا۔ تہلیل و تکبیر کہتا ہوا چار ہزار کا اسلامی لشکر دحازم سے پہاڑی علاقہ کے شہر ''قورص'' کی طرف روانہ ہوا۔ قورص شہر کافی انجان راہوں سے پار کر کے آتا تھا۔ وہ شہر پہاڑ کی اونچائی پر واقع تھا اور مضبوط پتھر کی بڑی بڑی چٹانوں سے تعمیر کیا ہوا تھا۔ قورص شہر کی بلندی پر واقع ہونے کی وجہ سے وہاں بلا کی سردی پڑتی تھی اور وہ علاقہ برف کی چادروں سے ملفوف رہتا تھا۔

دحازم سے روانہ ہو کر اسلامی لشکر ''بقعۂ جندوراس'' نامی مقام پر پہنچا۔ وہاں سے آگے بڑھ کر ''نہر ساحور'' پر آیا اور نہر ساحور عبور کر کے قورص کے راستہ پر ایک مقام پر رات بسر کرنے کے لئے توقف کیا۔ صبح کو لشکر روانہ ہوا۔ اب پہاڑی کی اونچائی شروع ہوئی۔ خطرناک گھاٹیاں، تنگ راستے اور نوک دار پتھروں والی راہیں پہاڑ کی اونچائی کی طرف جاتی تھیں۔ راستہ اتنا تنگ تھا کہ ایک ساتھ دو سوار نہیں چل سکتے تھے۔ لہٰذا اسلامی لشکر نے قطار بند ہو کر پہاڑ کی بلندی عبور کرنا شروع کیا۔ تنگ راستہ کے دونوں طرف نوک دار درخت تھے جس کی شاخیں راستہ کی طرف جھکی اور لٹکی ہوئی تھیں۔ اور گزرنے والے سوار کو اس کے نوک دار کانٹے چبھتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے کپڑے چاک ہو جاتے تھے۔ پتھریلی راہ کے نوک دار پتھر گھوڑوں کے سم میں لگتے تھے اور گھوڑوں کے پاؤں سے خون جاری ہو جاتا تھا۔ اسی طرح تین دن تک دشوار راہ کی مسافت طے کر کے اسلامی لشکر ایک کشادہ مقام پر پہنچا۔ اب وہاں کڑاکے کی سردی گرتی تھی۔ چاروں سمت برف کی سفید چادریں بچھی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اسلامی لشکر کا ہر مجاہد سردی سے ٹھٹھر کر اکڑ گیا تھا۔ سخت سردی ان کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ قوت تحمل جواب دے چکی تھی مگر پھر بھی ہمت کر کے آگے بڑھ رہے تھے۔ اس طرح سخت تکلیف اور مشقت برداشت کرتے کرتے پہاڑ کی چوٹی پر ایک وسیع میدان میں پہنچے۔ تمام مجاہد پانچ دن تک مسلسل دشوار مسافت طے کرتے کرتے تھک چکے تھے۔ گھوڑوں کے پاؤں بوجھل ہو چکے تھے لہٰذا حضرت میسرہ بن مسروق نے اس وسیع میدان میں توقف کرنے کا حکم دیا تا کہ مجاہدین استراحت و آرام حاصل کر لیں۔ لشکر نے اس میدان میں توقف کیا اور کچھ عرصہ ٹھہر کر پھر کوچ جاری رکھی۔

اسلامی لشکر نے ابھی کچھ فاصلہ طے کیا تھا کہ پہاڑ کی جڑ میں بڑی شگاف نظر آئی لہٰذا لشکر اس شگاف میں داخل ہو کر تھوڑا آگے بڑھا اور ایک گاؤں نظر آیا۔ مجاہدوں نے گاؤں میں داخل ہو کر دیکھا تو گاؤں میں ایک بھی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔ تمام مکانات خالی پڑے ہوئے ہیں۔ کسی انسان کا نام و نشان نہیں تھا البتہ مکانوں میں جانور بندھے پڑے تھے۔ مرغیاں اور بطخ اذانیں دے دے کر شور و غل مچا رہے تھے۔ مکانوں میں بھاری بوجھ والا سامان مثل پلنگ، الماریاں وغیرہ پڑے ہوئے تھے لیکن آدمیوں سے پورا گاؤں خالی تھا کیونکہ گاؤں والوں نے اسلامی لشکر کو پہاڑ پر چڑھ کر گاؤں کی طرف آتا ہوا دور سے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ اپنے اہل و عیال اور قیمتی زیورات وغیرہ لے کر بھاگ گئے تھے اور اپنے مکانوں اور جانوروں کو ویسے ہی بے نگراں اور نگہبان چھوڑ دیا تھا۔ مجاہدوں نے اس گاؤں سے کافی تعداد میں غنیمت لے لیا۔ حضرت میسرہ بن مسروق نے مجاہدوں کو تنبیہ کی کہ ہوسکتا ہے کہ گاؤں والوں نے فریب کی کوئی چال چلی ہو اور اردگرد پوشیدہ ہو کر ہم پر نظر رکھتے ہوں اور موقع پا کر حملہ

marfat.com

کر دیں۔

اسلامی لشکر تھوڑا عرصہ اس گاؤں میں ٹھہرا پھر لشکر نے کوچ کی اور اسلامی لشکر ایک وسیع چراگاہ میں پہنچا۔ اس چراگاہ کا نام ''مرج القبائل'' تھا۔ اسلامی لشکر نے اس وسیع چراگاہ میں کیمپ قائم کیا۔ اسلامی لشکر کے چند مجاہد اطراف کے علاقہ کا معائنہ کرنے تھوڑی دور تک چہل قدمی تک گئے اور جب واپس آئے تو ان کے ساتھ ایک رومی گبر تھا جس کو وہ قید کر کے لائے تھے۔ اس کو قید کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب چند مجاہد چہل قدمی کرتے ہوئے کچھ فاصلہ طے کر کے مرج القبائل کے میدان کے کنارے تک گئے تو انہوں نے دیکھا کہ پتھر کی ایک چٹان کی آڑ میں چھپ کر ایک شخص ان کو دیکھ رہا ہے۔ وہ شخص کبھی ظاہر ہوتا تھا اور کبھی چھپ جاتا تھا۔ ایسا محسوس ہوا کہ وہ جاسوسی کر رہا ہے۔ لہٰذا مجاہدوں کے گروہ سے تین چار مجاہد سرک کر الگ ہو گئے اور لمبا چکر لگا کر جہاں وہ رومی گبر چھپ کر جاسوسی کر رہا تھا اس کے پیچھے پہنچ گئے۔ رومی گبر آگے کی جانب دیکھ رہا تھا اور اس کی پیٹھ پیچھے کیا ہو رہا ہے اس سے غافل تھا کہ اچانک مجاہد اس پر جا پڑے اور اسے دبوچ لیا اور گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھیوں تک لے آئے اور پھر اسے قیدی بنا کر اسلامی لشکر کے کیمپ میں لے آئے وہ رومی گبر رومی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتا تھا لہٰذا حضرت میسرہ بن مسروق نے راہبر معاہدی میں سے ایک رومی کو بلا کر اس رومی گبر سے حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ انطاکیہ کی فتح کے بعد ہرقل بادشاہ اپنے آبائی وطن قسطنطنیہ چلا گیا ہے اور اس کا بیٹا قسطنطین بھی قیساریہ سے وہاں پہنچ گیا ہے۔ ہرقل کو ملک شام کے پہاڑی علاقوں کے شہروں کی فکر لاحق ہوئی ہے لہٰذا اس نے تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) کا ایک لشکر اس علاقہ میں بھیجا ہے تاکہ وہ لشکر پہاڑی علاقوں میں گشت کرے اور وہاں کے شہروں کی حفاظت اور نگہبانی کرے۔ ہرقل کا بھیجا ہوا مذکورہ لشکر تم سے صرف چھ میل کی دوری پر پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔

marfat.com

جنگ مرج القبائل

حضرت میسرہ رومی گبر کی زبان سے تیس ہزار کے رومی لشکر کی کیفیت سن کر متفکر ہوئے اور سر جھکا کر خاموش بیٹھ کر گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ حضرت میسرہ بن مسروق کو اس طرح متفکر دیکھ کر حضرت عبداللہ بن حذافہ نے کہا کہ اے سردار! کیا بات ہے کہ میں آپ کو ملول اور فکر مند دیکھ رہا ہوں؟ حضرت عبداللہ بن حذافہ کو جواب دیتے ہوئے حضرت میسرہ بن مسروق نے فرمایا کہ رومی لشکر تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) کا ہے اور ہم صرف چار ہزار ہیں اور پہاڑی علاقہ میں پہلا نشان لے کر ہم آئے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ہم کو ہزیمت اٹھانی پڑی تو امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم کو سرزنش کریں گے اور اسلامی لشکر کے کسی مجاہد کو مصیبت اور تکلیف پہنچی تو مجھ سے ہی پوچھ پاچھ ہوگی۔ حضرت میسرہ بن مسروق کی بات سن کر تمام مجاہدوں نے کہا کہ اے سردار! قسم ہے خدا کی! ہم موت کی مطلق پروانہیں کرتے کیونکہ ہم نے ہماری جانیں اللہ کو بیچ دی ہیں اور اس کے عوض جنت خرید لی ہے اور جو شخص اس امر کو جانتا ہے وہ کافروں کی جانب سے پہنچائی جانے والی تکلیف کی پروانہیں کرتا۔ مجاہدوں کا بلند حوصلہ دیکھ کر حضرت میسرہ بن مسروق بہت خوش ہوئے اور دعائے خیر و برکت دی۔ عین اسی وقت رومی لشکر کے نشان اور صلبان نظر آئے۔ رومی لشکر مثل پھیلی ہوئی ٹیڑیوں کی طرح آرہا تھا۔ القصہ! رومی لشکر بھی مرج القبائل کے وسیع میدان میں آپہنچا اور اسلامی لشکر کے سامنے والے کنارے پر پڑاؤ ڈالا۔ رومی سپاہی اپنے قیام کے لئے خیمے نصب کرنے میں مصروف ہوئے۔ آفتاب غروب ہوا۔ دونوں لشکر نے اپنے اپنے کیمپ میں آرام سے شب بسر کی اور کوئی لڑائی کا معاملہ رونما نہیں ہوا۔

دوسرے دن حضرت میسرہ بن مسروق نے مجاہدوں کو نماز فجر پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور جہاد کی فضیلت بیان کر کے مجاہدوں کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

وَقَالَ نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ فَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی قِلَّتِكُمْ وَكَثْرَةِ اَعْدَائِكُمْ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔

ترجمہ: ''اور فرمایا ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جنت تلواروں کے سایوں تلے ہے پس مت دیکھو اپنی قلت کو اور تمہارے دشمنوں کی کثرت کو، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔''

پھر حضرت میسرہ بن مسروق اسلامی لشکر کو کیمپ سے نکال کر میدان میں لائے اور لشکر کی صف بندی کی۔ میمنہ پر حضرت

marfat.com

عبداللہ بن حذافہ سہمی کو اور میسرہ پر حضرت سعد بن سعید حنفی کو سردار مقرر فرمایا اور حضرت دامس ابوالہلول کو ایک ہزار غلاموں کے ساتھ لشکر کے آگے ٹھہرایا۔ ادھر رومی لشکر بھی کیمپ سے نکل کر میدان میں آیا اور صف بندی سے آراستہ ہوا۔ رومی لشکر کا ہر سپاہی عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے اور ہر ایک کے پاس پورے ہتھیار تھے۔ لشکر میں جگہ جگہ پر نشان اور صلبان بلند کی ہوئی تھیں اور تمام رومی سپاہی اسلامی لشکر کی قلیل تعداد دیکھ کر غلبہ اور فتح حاصل ہونے کے غرور میں اکڑ کر اچھل کود کر رہا تھا اور جلد از جلد حملہ آور ہونے کا قصد کر رہا تھا۔ سب سے پہلے رومی لشکر سے قوم غسان کا ایک نصرانی عرب میدان میں آیا اور تکبر کے نشے میں چور ہو کر عربی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے بکواس کرنے لگا کہ ملک شام کے پہاڑی علاقے میں تم کو تمہاری موتیں لائی ہیں۔ اس وقت جو تیس ہزار کا رومی لشکر یہاں موجود ہے اس لشکر کے ہر سپاہی نے صلیب کی قسم کھائی ہے کہ وہ تمہارے خون سے اپنی تلوار کی پیاس بجھائے گا۔ اگر تم کو اپنی زندگی پیاری ہے تو اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو تا کہ ہم تم سب کو قید کر کے ہرقل بادشاہ کے پاس بھیج دیں اور وہ تم پر رحم کر کے تم کو بحیثیت غلام زندہ رکھے گا اور تم ہرقل بادشاہ کے رحم و کرم کے سبب زندہ رہو گے اور تا زیست اس کی غلامی کرو گے۔

اس نصرانی عرب کی بکواس سن کر حضرت دامس ابوالہلول طیش میں آ گئے اور اپنی جگہ سے آگے بڑھ کر اس نصرانی سگ کے قریب گئے اور فرمایا کہ روسائے عرب کو ہرقل کا غلام بنانے کے خواب دیکھنے والے سگ رومی! مجھ کو دیکھ! میں ان مقدس صحابہ کرام کا ادنیٰ غلام ہوں تو پہلے مجھ سے تو نپٹ لے پھر بعد میں ہمارے معزز آقاؤں کے متعلق بات کرنا اور ہاں! تو نے یہ بھی کہا ہے کہ تمہارے لشکر کے ہر سپاہی کی تلوار ہمارے خون کی پیاسی ہے۔ دیکھ میرا یہ نیزہ تیرے ناپاک خون کا پیاسا ہے یہ کہہ کر حضرت دامس ابوالہلول نے اپنا نیزہ اس کے سینہ میں گھسیڑ دیا اور ایک ہی وار میں اس کو زمین پر مردہ ڈال دیا۔ فوراً رومی لشکر سے ایک گبر خشمناک حالت میں میدان میں آیا اور تیز رفتار سے گھوڑا دوڑاتا ہوا نیزہ کو راست کر کے حضرت دامس کی طرف آیا تا کہ نیزہ کی نوک حضرت دامس کے جسم میں پیوست کر دے مگر حضرت دامس نے بجلی کی سرعت سے اپنے گھوڑے کو گرداوا دے کر گھوڑے کی پیٹھ پر جھک گئے اور ہاتھ میں نیزہ تھام کر اس گبر کی سمت دراز کر دیا۔ جیسے ہی وہ گبر قریب آیا اس کا وار خالی پھرا اور حضرت دامس کا نیزہ اس کے سینہ کی طرف سے اس کے جسم میں داخل ہو کر اس کے دل کو چیرتا ہوا اس کی پشت کی جانب سے باہر نکلا اور وہ گبر گھوڑے کی زین سے اچھل کر زمین پر کشتہ گرا۔ اب حضرت دامس نے میدان میں چکر لگا کر زور سے پکارنا شروع کیا کہ اے رومیو! میں ایک غلام ہوں قوم عرب کا۔ تمہارے دلیروں کو مقابلہ کرنے بھیجو تا کہ اسے پتہ چلے قوم عرب کے غلام سے مقابلہ کرنا کتنا مشکل ہے۔ حضرت دامس ابوالہلول مسلسل للکارتے رہے لیکن رومی لشکر سے کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ مقابلہ کرنے میدان میں آئے۔ رومیوں پر اسلامی لشکر کی ہیبت چھا گئی تھی۔ رومی سپاہی سوچنے لگے کہ جب قوم عرب کے غلام کی شجاعت کا یہ عالم ہے تو ان کے روساء کی دلیری کیسی ہو گی؟ جب رومی لشکر سے مقابلہ کرنے کوئی بھی نہ نکلا تو حضرت دامس نے رومی لشکر کی صف اول پر حملہ کر دیا اور ان کی معیت میں پورے اسلامی لشکر نے یلغار کر دی۔ دونوں لشکر آپس میں گتھ گئے اور جنگ کی آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ شدت سے نیزہ بازی اور شمشیر زنی کا بازار گرم ہوا۔ رومی لشکر کے سپاہی بوکھلا گئے لیکن تھوڑی دیر بعد سنبھل گئے اور برابر مقابلہ کرنے لگے۔ جب آفتاب بلند ہو کر گرم ہوا تب رومیوں نے حملہ

marfat.com

کی شدت کی اور چار ہزار مجاہدوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے مدد کے لئے "یا محمد یا محمد پکارا: (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسلامی لشکر کے مجاہدین تیس ہزار رومی سپاہیوں کے بیچ میں مثل آنکھ کی سفیدی کے بیچ سیاہ پتلی کے گھر چکے تھے لیکن اللہ کی مدد پر یقین کامل رکھتے ہوئے ثابت قدمی اور جوانمردی سے لڑتے تھے۔ بعض جگہ تو یہ حالت تھی کہ ایک مجاہد پر ایک سو رومی سپاہی ٹوٹ پڑے تھے لیکن جیش اسلام کا کفن بردوش مجاہد مثل ڈکارنے والے شیر کے رومیوں سے نبرد آزما تھا۔ رومی لشکر کے حملہ کی شدت بڑھتی جاتی تھی اور مجاہد سخت مصیبت میں مبتلا تھے۔ بظاہر تو ایسا لگتا تھا کہ اسلامی لشکر کے مجاہد رومیوں کے سامنے زیادہ دیر ٹھہر نہ سکیں گے۔ مجاہدوں کو بھی اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تھا لہٰذا وہ اپنی جان ہتھیلی میں رکھ کر موت کی لڑائی لڑتے تھے۔ رومیوں کو یہ امید بندھی تھی کہ ہم عنقریب غالب آجائیں گے لیکن مجاہد ان کو مچک (لچک) نہیں دیتے تھے۔ حضرت میسرہ بن مسروق مجاہدوں کو مسلسل جہاد کی ترغیب دے کر جوش پیدا کرتے تھے۔ اب مجاہد بری طرح تھک چکے تھے اور سخت مصیبت میں مبتلا تھے۔ تب انہوں نے اپنے آقا و مولیٰ، دافع البلاء والوباء، معین و ناصر، پیارے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا۔ اس وقت کی کیفیت کا امام ارباب سیر و تواریخ حضرت علامہ محمد بن عمرو واقدی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

"لڑے مسلمان تلواروں سے یہاں تک کہ جانا انہوں نے کہ وہ نہ لوٹیں گے اور مسلمان بھروسا رکھتے تھے اللہ غالب اور بزرگ پر اور رومی چِلّاتے تھے اپنے کلمۂ کفر سے بایں ہمہ وہ کہتے تھے کہ غالب ہوئی صلیب اور مسلمان طلب کرتے تھے کشود کار کو ان پر اور غلام لوگ موت کی لڑائی لڑتے تھے اور مسلمان کا شعار اس دن "اَلنَّصْرُ اَلنَّصْرُ" اور غلام کا شعار "یَا مُحَمَّدُ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "یَا مُحَمَّدُ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔" (حوالہ: فتوح الشام، از علامہ واقدی، ص: ۳۸۵)

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ مصیبت میں پھنسے ہوئے اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے "یا محمد" (یا رسول اللہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پکارا۔ اس لشکر میں صحابہ کرام بھی موجود تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ مصیبت کے وقت نجات حاصل کرنے کے لئے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کرنا یقیناً جائز ہے۔ اگر یا رسول اللہ کہنا شرک ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرح ندا کرنا ہرگز روا نہ رکھتے بلکہ سختی سے منع فرما دیتے اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ اختیار اور تصرف عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنے نام لیوا کی مصیبت کے وقت ضرور مدد فرماتے ہیں۔ بقول:

جالوں پہ جال پڑ گئے للہ وقت ہے
مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں
بگڑا جاتا ہے کھیل میرا...... آقا آقا سنوار آقا

(از: امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی)

لیکن افسوس! دور حاضرہ کے منافقین مصیبت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدد کے لئے پکارنے کو شرک

marfat.com

کہتے ہیں۔

امام المنافقین مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ:

''حاجتیں بر لانا، بلائیں ڈالنا، مصیبت میں دست گیری کرنا، برے وقت میں پہنچنا، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی نبی اور ولی، پیر وشہید، بھوت و پری کی یہ شان نہیں۔ جو شخص کسی کا کوئی ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مراد مانگے اور اسی توقع پر اس کی نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے، وہ مشرک ہو جاتا ہے۔'' (حوالہ: تقویت الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص:۲۳)

☆ وہابی تبلیغی جماعت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ''بہشتی زیور'' میں ''شرک اور کفر کی باتوں کا بیان'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:

''کسی کو دور سے پکارنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔''

(حوالہ: بہشتی زیور، ناشر: ربانی بک ڈپو، دہلی، حصہ:۱، ص:۳۴)

تقویت الایمان اور بہشتی زیور کی مندرجہ بالا عبارات کا ماحصل یہ ہے کہ مصیبت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنے والا مشرک ہے (معاذ اللہ) لیکن صحابہ کرام اور تابعین کرام نے مصیبت کے کئی موقعوں پر مدد کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا ہے۔ ناظرین انصاف فرمائیں کہ تقویت الایمان اور بہشتی زیور کا فتویٰ کن مقدس حضرات پہ چسپاں ہو رہا ہے؟

القصہ! مجاہدین اسلام ''یا محمد'' (یا رسول اللہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نعرہ بلند کرتے ہوئے شام تک رومیوں سے ٹکر لیتے رہے۔ جب آفتاب غروب ہوا تب جنگ موقوف ہوئی اور دونوں لشکر اپنے کیمپ میں واپس آئے۔ اس دن کی جنگ کا نتیجہ یہ تھا۔

☆ اسلامی لشکر سے شہید ہونے والے: ۵۰/ پچاس۔ قید ہونے والے: ۱۱/ گیارہ

☆ رومی لشکر سے مقتول ہونے والے: ۱۱۰۰/ گیارہ سو۔ قید ہونے والے: ۹۰۰/ نو سو

اسلامی لشکر سے شہید ہونے والوں میں (۱) حضرت حرث بن یربوع (۲) حضرت سہم بن جابر (۳) حضرت عبداللہ بن صاعد (۴) حضرت جریر بن صالح (۵) حضرت عید بن باہر (۶) حضرت نعمان بن بجیر (۷) حضرت زید بن ارقم (۸) حضرت ضرادہ بن حاتم (۹) حضرت رواحہ بن سہیل وغیرہ روسائے لشکر اسلام تھے۔

اسلامی لشکر سے قید ہونے والوں میں (۱) حضرت دامس ابوالہلول (۲) حضرت عامر بن طفیل (۳) حضرت راشد بن زبیر (۴) حضرت سالم بن مفرح (۵) حضرت مالک بن حاتم (۶) حضرت دارم بن صابر (۷) حضرت عون بن قارب (۸) حضرت مشعر بن حسان (۹) حضرت مفرح بن عاصم (۱۰) حضرت نبہا بن مرہ اور (۱۱) حضرت عدی بن شہاب تھے۔

جب اسلامی لشکر اپنے کیمپ میں آیا تو حضرت دامس ابوالہلول واپس نہیں آئے تھے۔ مجاہدوں نے ان کے متعلق ایک

marfat.com

دوسرے سے پوچھا تو کسی نے ان کو اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس آتے نہیں دیکھا لہٰذا اسلامی لشکر کیمپ میں ان کو تلاش کیا گیا لیکن وہ مفقود تھے۔ لہٰذا اندیشہ ہوا کہ شاید وہ شہید ہو گئے ہیں لہٰذا چند مجاہد معرکہ ٔ میدان میں گئے اور مقتولین کی لاشیں ٹٹول ٹٹول کر انہیں ڈھونڈھا لیکن وہاں بھی ان کا پتہ نہ چلا لہٰذا یہ گمان ہوا کہ وہ گرفتار ہو گئے ہیں۔ حضرت دامس ابوالہلول کی گمشدگی کی وجہ سے اسلامی لشکر میں رنج اور تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ تمام مجاہدین حضرت دامس کے لئے فکرمند تھے اور بارگاہ خداوندی میں ان کی سلامتی اور رہائی کی رو رو کر دعا کرتے تھے۔

حضور اقدس ﷺ بذات خود تشریف لائے اور حضرت دامس اور ان کے ساتھیوں کی زنجیریں کاٹ کر قید خانہ سے رہائی عطا فرمائی

دوسرے دن نماز فجر کے بعد اسلامی لشکر کیمپ سے نکل کر میدان میں آیا تو رومی لشکر پہلے سے میدان میں موجود تھا اور اسلامی لشکر کا منتظر تھا۔ اسلامی لشکر میدان میں آیا کہ فوراً رومی لشکر نے حملہ شروع کر دیا اور گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ حضرت دامس کی غیر موجودگی کے رنج کی وجہ سے تمام مجاہدین ملول تھے لیکن صبر و استقامت کے ساتھ ثابت قدمی سے رومی حملہ کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے لڑتے تھے۔ اچانک رومی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور رومی سپاہی ادھر ادھر ہٹ کر منتشر ہونے لگے۔ وجہ یہ ہوئی تھی کہ حضرت دامس اور ان کے ساتھی قید سے نکل کر رومی لشکر کے پیچھے سے آکر تکبیر و تہلیل کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اور رومی سپاہیوں کے سروں کو قلم کرتے ہوئے اسلامی لشکر کی طرف آگے بڑھ رہے تھے اور رومی سپاہی اپنی جان بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ حالانکہ حضرت دامس اور ان کے ساتھی کل ملا کر صرف گیارہ آدمی تھے لیکن اللہ کی قدرت سے ان کی تعداد رومیوں کو بہت زیادہ نظر آتی تھی۔ گیارہ کے بجائے گیارہ ہزار تلواریں چلتی ہوں اس طرح رومی سپاہی مقتول اور زخمی ہو رہے تھے۔

حضرت عطیہ بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسلامی لشکر سے دیکھا کہ ایک گروہ رومی لشکر کے پیچھے سے آگے بڑھ رہا ہے اور رومی سپاہیوں کو مارتا اور کاٹتا ہوا آگے بڑھ کر ہماری طرف آ رہا ہے۔ میں نے گمان کیا کہ شاید ہماری مدد کے لئے اسلامی لشکر کی کمک آ گئی ہے یا پھر جنگ اُحد اور جنگ بدر کی طرح آسمان سے فرشتے نازل ہوئے ہیں۔ لہٰذا میں نے اپنا گھوڑا اس طرف موڑا اور قریب گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت دامس اور ان کے ساتھی رومی بھیڑیوں پر مثل شیر حملہ آور ہیں اور رومیوں کی صفیں الٹ پلٹ کر رہے ہیں۔ حضرت عطیہ بن ثابت نے مزید بیان کیا کہ میں نے حضرت دامس ابوالہلول کو صحیح و سالم دیکھا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور میں ان کے قریب گیا اور پکار کر کہا کہ اے دامس! تم کہاں تھے؟ سردار میسرہ بن مسروق اور تمام مسلمان تمہارے فراق میں سخت غمگین ہیں۔ حضرت دامس ابوالہلول نے ان کو جواب دیتے ہوئے جو کہا وہ امام اربابِ سیر حضرت علامہ محمد بن عمر و واقدی قدس سرہٗ سے سماعت فرمائیں:

''پس کہا انہوں نے کہا اے بھائی نہیں تھا میں مگر سخت لڑائی میں اور گرفتار ہو گیا اور نا امید ہو گیا تھا میں اپنی جان

marfat.com

سے یہاں تک کہ چھڑایا مجھ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور یہ وقت پوچھنے کا نہیں ہے۔''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۳۸۶)

ناظرین کرام! آپ دامس ابوالہلول کے جملہ ''یہاں تک کہ چھڑایا مجھ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے'' پر توجہ فرمائیں۔ ان کا صرف عقیدہ ہی نہیں بلکہ عین مشاہدہ اور تجربہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو قید سے چھڑایا ہے۔ حضرت دامس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس طرح قید سے نکالا اور اس کی تفصیل چند سطور کے بعد مطالعہ فرمائیں۔

حضرت عطیہ بن ثابت نے فوراً اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اور حضرت میسرہ بن مسروق کی جانب گھوڑا دوڑایا اور ان کے قریب جا کر پکار کر کہا کہ اے سردار! رحمت کرے تم پر اللہ! آئی ہے ہمارے لئے مدد اللہ کی جانب سے! خوشخبری ہو تم کو کہ ہمارے ساتھیوں کی کمک آپہنچی ہے۔ حضرت میسرہ بن مسروق نے فرمایا کیا خوشخبری ہے' جلدی بیان کرو۔ حضرت عطیہ بن ثابت نے کہا کہ ہمارے آقا و مولیٰ، رسول مقبول، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے مدد اور یاری آئی ہے اور حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھی قید سے رہائی پا کر میدان میں آپہنچے ہیں اور رومی سپاہیوں کو واصل جہنم کر رہے ہیں۔ حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں کی رہائی کی خبر سن کر حضرت میسرہ بن مسروق کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور اسلامی لشکر کے مجاہدوں میں خوشی کی لہر پھیل گئی اور مجاہدوں میں ایک نیا جوش پیدا ہو گیا۔ مجاہدوں نے رومیوں سے ایسا سخت قتال کیا کہ رومیوں کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ حضرت میسرہ بن مسروق نے ایسی سخت شمشیر زنی کی کہ ان کے ہاتھ میں جو نشان (علم) تھا، وہ خون کے چھینٹوں سے سرخ ہو گیا تھا اور حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں کا حال یہ تھا کہ رومیوں کی گردنیں کٹنے کی وجہ سے خون کے جو فوارے اڑتے تھے، وہ خون ان کے بدن پر اتنا پڑا تھا کہ ان کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ گویا وہ خون کے تالاب میں غوطہ لگا کر باہر نکلے ہیں۔ المختصر! اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے رومیوں کے چھکے چھڑا دیئے اور اس دن رومی لشکر کے تین ہزار سپاہی مقتول ہوئے تھے۔ غروب آفتاب کے وقت جنگ موقوف ہوئی اور دونوں لشکر اپنے اپنے کیمپ میں واپس لوٹے۔ حضرت دامس ابوالہلول اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جب اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس آ رہے تھے تب ان کو آتا دیکھ کر سردار میسرہ بن مسروق ان کا استقبال کرنے آگے بڑھے اور جب ان کے قریب پہنچے تو حضرت میسرہ بن مسروق نے گھوڑے سے اتر کر پا پیادہ ہونے کا قصد کیا تا کہ حضرت ابوالہلول دامس کی تعظیم کریں لیکن حضرت دامس نے ان کو قسم دے کر ایسا کرنے سے باز رکھا پھر حضرت میسرہ بن مسروق نے حضرت دامس ابوالہلول کو سلام کر کے مصافحہ کیا اور ان کی رہائی کی کیفیت پوچھی۔ حضرت دامس ابوالہلول نے قید سے رہائی حاصل کرنے کی جو کیفیت بیان کی اس کو ہم امام اجل علامہ واقدی قدس سرہٗ کی کتاب سے لفظ بلفظ نقل کرتے ہیں:

''دامس نے کہا کہ اے سردار! جانو تم اس امر کو کہ رومیوں نے مجھ کو گرفتار کیا تھا اور در لائے تھے ہم کو بیڑیوں میں اور ایسا ہی کیا تھا انہوں نے میرے ہمراہیوں کے ساتھ اور ناامید ہو گئے تھے ہم اپنی جانوں سے' پس چھپایا جب رات نے سو گیا میں' پس دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور گویا آپ یہ ارشاد فرماتے ہیں ''لَا بَاسَ عَلَیْكَ دَامِسُ وَاعْلَمْ اَنَّ مَنْزِلَتِیْ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمًا'' (نہیں سختی ہے تجھ پر اے دامس اور جان لو کہ میرا

مرتبہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے) پھر کھینچا آپ نے اپنے بزرگ ہاتھ سے بیڑیوں کو پس کھل گئیں وہ اور طوقوں کو پس دُور ہو گئے وہ اور ایسا ہی کیا آپ نے میرے ہمراہیوں کے ساتھ اور فرمایا ''اَبْشِرُوْا بِنَصْرِ اللّٰهِ فَاَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' (خوش ہو تم ساتھ مدد ہی اللہ کے پس میں محمد رسول اللہ ہوں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ پھر پوشیدہ ہو گئے آپ ہم سے۔ پس لیا ہم نے اپنی تلوار کو اور کھینچ لیا ہم نے ان کو قوم کے بیچ سے اور حملہ کیا ہم نے قوم پر' پس مدد دی ہم کو اللہ نے ان پر اور رسول اللہ نے اور یہ حال اور بیان ہمارا ہے' پس شور کیا مسلمانوں نے ساتھ تہلیل اور تکبیر کے اور درود بھیجا بشیر اور نذیر پر۔'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۳۸۶)

ناظرین کرام! فتوح الشام کی مندرجہ بالا عبارت کا پھر ایک مرتبہ بغور مطالعہ فرمائیں گے تو حسب ذیل امور ثابت ہوں گے:

(۱) حضرت دامس ابوالہلول نے فرمایا کہ مجھ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قید سے رہائی عطا فرمائی اور ان کا یہ جملہ حضرت میسرہ بن مسروق اور دیگر جلیل القدر صحابۂ کرام نے سنا اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تہلیل و تکبیر کی صدا بلند کی۔

(۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت دامس سے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک میرا مرتبہ بڑا ہے۔

(۳) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت دامس اور ان کے ساتھیوں کی بیڑیاں اور طوقوں کو کھول دیا اور ان کو قید سے رہا فرما دیا۔

(۴) حضرت دامس نے حضرت میسرہ بن مسروق اور صحابہ کرام کے سامنے اپنی رہائی کی داستان سنانے کے بعد یہ جملہ کہا کہ ''مدد دی ہم کو اللہ نے ان پر اور رسول اللہ نے''

لہٰذا ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ عقیدہ، مشاہدہ اور ذاتی تجربہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ تصرف اور اختیار عطا فرمایا ہے کہ آپ جس کی بھی، جہاں کہیں بھی، جس حال میں بھی اور جیسی بھی مدد فرمانا چاہیں فرما سکتے ہیں بلکہ مدد فرمائی ہے۔ جب کوئی مومن ہر طرف سے بلاؤں میں پھنس جاتا ہے اور اس کے لئے نجات کی کوئی سبیل نہیں ہوتی، اور اس کا کوئی ہم دم یاور نہیں ہوتا ایسے عالم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور اس کی مدد فرماتے ہیں۔ بقول:

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر، جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پُر ارماں پھر کر، ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

اور بے شک حضور اقدس اپنے نام لیواؤں کی مدد فرمانے ضرور تشریف لے جاتے ہیں۔ حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں کو جب رومیوں نے قید کر لیا تھا تب بقول حضرت دامس ''اور نا اُمید ہو گئے تھے ہم اپنی جانوں سے''، یعنی حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھی اپنی زندگی سے ناامید ہو گئے تھے۔ لیکن ایسی ناامیدی کے عالم میں۔ بقول:

marfat.com

لو وہ آیا مرا حامی، مرا غم خوارِ اُمم
آ گئی جاں تنِ بے جاں میں، یہ آنا کیا ہے

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں کی بیڑیاں کھول دیں اور ان کو قید و بند سے نجات عطا فرمائی اور ان کی بیڑیاں کھولتے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ ''اِعْلَمْ اَنَّ مَنْزِلَتِیْ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْماً '' یعنی ''جان لے کہ بے شک اللہ کے نزدیک میرا بڑا مرتبہ ہے''۔ اور پھر اپنا تعارف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''فَاَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' یعنی ''میں محمد رسول اللہ ہوں'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجاہدوں کو باور کرا رہے ہیں کہ میں وہ محبوب رب العالمین ہوں، جس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ تصرف اور اختیار عطا فرمایا ہے کہ مصیبت کے وقت تمہاری دستگیری اور مشکل کشائی کر کے تم کو قید سے رہائی عطا فرما رہا ہوں۔ بقول:

غمزدوں کو رِضاؔ مُژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

لیکن! افسوس!! صد افسوس!!!

کہ دور حاضرہ کے منافقین یہ عقیدہ رائج کرنے کی سعی ناکام کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ نے کوئی تصرف اور اختیار نہیں دیا، وہ اللہ کی شان کے آگے ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، ان کا مرتبہ بڑے بھائی جیسا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

امام المنافقین مولوی اسمٰعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' ناشر: الدار السلفیہ، بمبئی سے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں:

☆ صفحہ نمبر ۹۲ پر لکھا ہے کہ:

''اللہ کی شان بہت بڑی ہے، سب انبیاء اور اولیاء اس کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔''

☆ صفحہ نمبر ۷۰ پر لکھا ہے کہ:

''اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔''

☆ صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھا ہے کہ:

''اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔''

☆ صفحہ نمبر ۹۹ پر لکھا ہے کہ:

''اولیاء و انبیاء و امام زادہ، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور عاجز بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔''

marfat.com

ناظرین کرام! تقویت الایمان کتاب کے مندرجہ بالا اقتباسات دیکھیں اور ان کا تقابل صحابہ کرام کے قول وفعل سے کریں تو پتہ چلے گا کہ تقویت الایمان کے اعتقاد میں اور صحابہ کرام کے اعتقاد میں بُعد الشرقین (بُعد المشر قین) جتنا تضاد ہے۔ صحابہ کرام نے محبت رسول اور عظمت رسول کے تحت جن افعال واقوال کو روا رکھا، جس پر مداومت کی اور اپنے متبعین و متعلقین کو جس کی تعلیم و تلقین کی وہ تمام افعال کو امام المنافقین مولوی اسمٰعیل دہلوی نے شرک میں شمار کر دیا اور ان افعال کے مرتکب کو مشرک قرار دیا۔

تقویت الایمان کے مندرجہ بالا اقتباسات پر اگر تنقیدی جائزہ لیا جائے تو اس کے رد میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن اس وقت ہم ملک شام کے سفر پر ہیں اور یہ سفر جلدی پورا کرنا ہے کیوں کہ ملک شام کے بعد ''مصر'' کا سفر شروع ہونے والا ہے لہٰذا ناظرین کرام کی عدالتِ غیر جانبدارانہ میں استغاثہ ہے کہ میزان عدل کے ایک پلہ میں فتوح الشام کی عبارت رکھیں اور دوسرے پلہ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویت الایمان کی عبارتیں رکھیں اور بنظر انصاف موازنہ کریں تو یہ نتیجہ اور فیصلہ ہی اخذ ہوگا کہ مصنف تقویت الایمان، امام المنافقین ملا اسمٰعیل دہلوی اور ان کے متبعین دور حاضرہ کے منافقین فرقہ وہابیہ، نجدیہ، دیوبندیہ اور تبلیغیہ کے متعلق صرف یہی کہا جائے گا کہ:

(۱) ذکر رو کے، فضل کاٹے، نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

(۲) اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

اطراف کے دیہاتوں سے لوگوں کا رومی لشکر کی مدد کو آنا:

رومی لشکر کے سردار کا نام بطریق ''جارس'' تھا۔ حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں کا قید سے بھاگ جانا علاوہ ازیں دوسرے دن کی لڑائی میں تین ہزار رومی سپاہیوں کا قتل ہونا اس پر شاق گزرا۔ رات کے وقت اس نے اپنے لشکر کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کی اور سرزنش کرتے ہوئے دھمکی دی کہ آئندہ کل تم نے آج کی طرح بزدلی، سستی اور بے احتیاطی کی تو میں اس شخص کو مار ڈالوں گا۔ پھر رات کے وقت بطریق ''جارس'' نے اطراف کے دیہاتوں سے بھیج کر لوگوں کو مدد کے لئے بلائے چنانچہ لڑائی کے تیسرے دن صبح کے وقت اطراف کے دیہاتوں سے متعصب رومی لوگ مثل پھیلی ہوئی ٹیڑیوں کے امنڈ پڑے اور گروہ در گروہ آکر رومی لشکر میں شامل ہونے لگے۔ رومی لشکر نے مزید دیہات کے لوگوں کی آمد کے انتظار میں لڑنے سے توقف کیا تاکہ کثیر تعداد میں لوگ جمع ہونے کے بعد جنگ چھیڑ دی جائے۔ دو تین دن اس طرح گزرے اور دو تین دن میں تو رومی لشکر کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا۔ اسلامی لشکر میں اطراف کے لوگوں کی رومی لشکر میں شمولیت کی اطلاع آئی تو حضرت میسرہ بن مسروق نے مجاہدوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے قرآن کے اٹھانے والو! صبر واستقلال سے کام لے کر ثابت قدم رہ کر جہاد کرنے میں اللہ کی طرف سے ضرور مدد نازل ہوتی ہے لہٰذا اللہ کی نصرت اور مدد پر اعتماد رکھ کر دلیری سے جہاد کرنا۔

marfat.com

لو وہ آیا مرا حامی، مرا غم خوارِ اُمم
آ گئی جاں تنِ بے جاں میں، یہ آنا کیا ہے

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں کی بیڑیاں کھول دیں اور ان کو قید و بند سے نجات عطا فرمائی اور ان کی بیڑیاں کھولتے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ ''اِعْلَمْ اَنَّ مَنْزِلَتِیْ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْماً '' یعنی ''جان لے کہ بے شک اللہ کے نزدیک میرا بڑا مرتبہ ہے''۔ اور پھر اپنا تعارف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''فَاَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' یعنی ''میں محمد رسول اللہ ہوں'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجاہدوں کو باور کرا رہے ہیں کہ میں وہ محبوب رب العالمین ہوں، جس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ تصرف اور اختیار عطا فرمایا ہے کہ مصیبت کے وقت تمہاری دستگیری اور مشکل کشائی کر کے تم کو قید سے رہائی عطا فرما رہا ہوں۔ بقول:

غمزدوں کو رِضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

لیکن! افسوس!! صد افسوس!!!

کہ دور حاضرہ کے منافقین یہ عقیدہ رائج کرنے کی سعی ناکام کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ نے کوئی تصرف اور اختیار نہیں دیا، وہ اللہ کی شان کے آگے ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، ان کا مرتبہ بڑے بھائی جیسا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

امام المنافقین مولوی اسمٰعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' ناشر: الدار السّلفیہ، بمبئی سے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں:

☆ صفحہ نمبر ۹۲ پر لکھا ہے کہ:

''اللہ کی شان بہت بڑی ہے، سب انبیاء اور اولیاء اس کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔''

☆ صفحہ نمبر ۷۰ پر لکھا ہے کہ:

''اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔''

☆ صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھا ہے کہ:

''اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔''

☆ صفحہ نمبر ۹۹ پر لکھا ہے کہ:

''اولیاء وانبیاء وامام زادہ، پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور عاجز بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔''

marfat.com

ناظرین کرام! تقویت الایمان کتاب کے مندرجہ بالا اقتباسات دیکھیں اور ان کا تقابل صحابہ کرام کے قول وفعل سے کریں تو پتہ چلے گا کہ تقویت الایمان کے اعتقاد میں اور صحابہ کرام کے اعتقاد میں بُعد الشرقین (بُعد المشر قین) جتنا تضاد ہے۔صحابہ کرام نے محبت رسول اور عظمت رسول کے تحت جن افعال واقوال کو روا رکھا، جس پر مداومت کی اور اپنے متبعین و متعلقین کو جس کی تعلیم و تلقین کی وہ تمام افعال کو امام المنافقین مولوی اسمٰعیل دہلوی نے شرک میں شمار کر دیا اور ان افعال کے مرتکب کو مشرک قرار دیا۔

تقویت الایمان کے مندرجہ بالا اقتباسات پر اگر تنقیدی جائزہ لیا جائے تو اس کے رد میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔لیکن اس وقت ہم ملک شام کے سفر پر ہیں اور یہ سفر جلدی پورا کرنا ہے کیوں کہ ملک شام کے بعد ''مصر'' کا سفر شروع ہونے والا ہے لہٰذا ناظرین کرام کی عدالتِ غیر جانبدارانہ میں استغاثہ ہے کہ میزان عدل کے ایک پلہ میں فتوح الشام کی عبارت رکھیں اور دوسرے پلہ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویت الایمان کی عبارتیں رکھیں اور بنظر انصاف موازنہ کریں تو یہ نتیجہ اور فیصلہ ہی اخذ ہوگا کہ مصنف تقویت الایمان، امام المنافقین ملا اسمٰعیل دہلوی اور ان کے متبعین دور حاضرہ کے منافقین فرقہ وہابیہ، نجدیہ، دیوبندیہ اور تبلیغیہ کے متعلق صرف یہی کہا جائے گا کہ:

(۱) ذکر روکے، فضل کاٹے، نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

(۲) اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

اطراف کے دیہاتوں سے لوگوں کا رومی لشکر کی مدد کو آنا:

رومی لشکر کے سردار کا نام بطریق ''جارس'' تھا۔حضرت دامس ابوالہلول اور ان کے ساتھیوں کا قید سے بھاگ جانا علاوہ ازیں دوسرے دن کی لڑائی میں تین ہزار رومی سپاہیوں کا قتل ہونا اس پر شاق گزرا۔رات کے وقت اس نے اپنے لشکر کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کی اور سرزنش کرتے ہوئے دھمکی دی کہ آئندہ کل تم نے آج کی طرح بزدلی، سستی اور بے احتیاطی کی تو میں اس شخص کو مار ڈالوں گا۔پھر رات کے وقت بطریق ''جارس'' نے اطراف کے دیہاتوں سے بھیج کر لوگوں کو مدد کے لئے بلائے چنانچہ لڑائی کے تیسرے دن صبح کے وقت اطراف کے دیہاتوں سے متعصب رومی لوگ مثل پھیلی ہوئی ٹیڑیوں کے امنڈ پڑے اور گروہ در گروہ آکر رومی لشکر میں شامل ہونے لگے۔رومی لشکر نے مزید دیہات کے لوگوں کی آمد کے انتظار میں لڑنے سے توقف کیا تاکہ کثیر تعداد میں لوگ جمع ہونے کے بعد جنگ چھیڑ دی جائے۔دو تین دن اس طرح گزرے اور دو تین دن میں تو رومی لشکر کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا۔اسلامی لشکر میں اطراف کے لوگوں کی رومی لشکر میں شمولیت کی اطلاع آئی تو حضرت میسرہ بن مسروق نے مجاہدوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے قرآن کے اٹھانے والو! صبر واستقلال سے کام لے کر ثابت قدم رہ کر جہاد کرنے میں اللہ کی طرف سے ضرور مدد نازل ہوتی ہے لہٰذا اللہ کی نصرت اور مدد پر اعتماد رکھ کر دلیری سے جہاد کرنا۔

marfat.com

تمام مجاہدوں کی جانب سے جواب دیتے ہوئے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی نے کہا کہ اے سردار! ہم سب حوض کوثر کا پانی پینے کے مشتاق ہیں اور حوض کوثر کے پانی کی طلب میں ہمارا خون راہ خدا میں پانی کی طرح بہا دیں گے اور شہادت کا جام پی کر اللہ کی رضامندی حاصل کریں گے۔ مجاہدوں کے جذبہ ایثار وقربانی کو دیکھ کر حضرت میسرہ بہت خوش ہوئے۔ پھر حضرت میسرہ بن مسروق نے اسلامی لشکر کے اہم اراکین سے مشورہ کیا اور ایک رومی معاہدی کو رات کے وقت خفیہ طور پر امین الامت حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں روانہ کیا تا کہ ان کو صورت حال سے آگاہ کر کے لشکر کی کمک لے آئے۔

وہ رومی معاہدی رات دن مسلسل تیز رفتار گھوڑے سے مسافت طے کرتا ہو حلب پہنچا۔ حضرت ابوعبیدہ اسلامی لشکر کو ''دحازم'' سے حلب لے آئے تھے اور حلب میں پڑاؤ کیا تھا۔ وہ معاہدی اسلامی لشکر کے کیمپ میں پہنچ کر سیدھا حضرت ابوعبیدہ کے خیمہ میں گیا۔ جب وہ معاہدی خیمہ میں داخل ہوا تب وہ مسلسل سفر کرنے کی وجہ سے نڈھال اور شکستہ حال تھا۔ اس میں گفتگو کرنے کی بھی سکت نہ تھی۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے اس کو کھانا کھلایا اور تھوڑی دیر آرام کرنے کو کہا۔ جب اس معاہدی کو کچھ راحت حاصل ہوئی تب حضرت ابوعبیدہ نے اس سے فرمایا کہ تمہاری خستہ حالت اور اترا ہوا چہرہ دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید اسلامی لشکر کے متعلق تم بری خبر لائے ہو۔ معاہدی نے کہا کہ خدا کی قسم اسلامی لشکر ہلاک نہیں ہوا لیکن سخت آفت اور مصیبت میں مبتلا ہے۔ پھر اس نے حضرت ابوعبیدہ کو تمام کیفیت کہہ سنائی۔ سن کر حضرت ابوعبیدہ بے چین ہو گئے اور گھبراہٹ کے عالم میں اٹھ کھڑے ہوئے اور بذات خود حضرت خالد بن ولید کے خیمہ میں گئے۔ اس وقت حضرت خالد بن ولید اپنی زرہ اور سامان جنگ درست کر رہے تھے۔ اچانک حضرت ابوعبیدہ کو اپنے خیمہ میں دیکھ کر وہ چونک پڑے اور فوراً ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور سلام پیش کر کے مرحبا کہا۔ حضرت خالد نے پوچھا کہ اے سردار! خیریت تو ہے؟ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کا ہاتھ تھاما اور اپنے خیمہ میں لائے اور اس معاہدی سے فرمایا کہ حضرت خالد کو تمام کیفیت کہہ سنا، چنانچہ اس معاہدی نے تمام روداد بیان کی۔ حضرت خالد نے فرمایا اے سردار! میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں وقف کر دیا ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول کے نام پر اپنی جان قربان کرنے میں بخل اور کوتاہی نہیں کروں گا۔ میں اسی وقت روانہ ہوتا ہوں۔ چنانچہ حضرت خالد اپنے خیمہ میں آئے اور مسلح ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس گیسوؤں والی مبارک ٹوپی اپنے سر پر رکھی اور سوار ہو کر حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں آئے۔ اس دوران حضرت ابوعبیدہ نے اسلامی لشکر میں منادی کرا کے تین ہزار سواروں کو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہونے کا حکم دے دیا تھا لہٰذا تین ہزار مجاہدین حضرت خالد کے ساتھ جانے کے لئے تیار کھڑے تھے۔

حضرت خالد بن ولید تین ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے اور ان کے روانہ ہونے کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عیاض بن غانم کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ حضرت خالد کے پیچھے روانہ فرمایا۔ حلب سے روانہ ہوتے وقت حضرت خالد نے اپنے ساتھیوں کو حکم فرمایا کہ ہر شخص اپنے گھوڑے کی باگ ڈھیلی چھوڑ دے اور تیز رفتاری سے چلے۔ حضرت خالد ''مرج القبائل'' میں حضرت میسرہ بن مسروق کے لشکر کے لئے بے حد فکرمند تھے اور یہ چاہتے تھے کہ مرج القبائل تک کی مسافت جلد از جلد طے کر کے وہاں پہنچ جائیں۔ حضرت خالد کی زبان پر مندرجہ ذیل دعا مسلسل جاری تھی:

marfat.com

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا اِلَیْھِمْ سَبِیْلاً وَّاطْوِلَنَا الْبَعِیْدَ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَا یَرْحَمُنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِہٖ"

ترجمہ: "اے اللہ ہمارے لئے ان کی طرف راہ کر دے اور لپیٹ دے ہمارے واسطے دوری اور نہ مسلط کر ہم پر اس کو جو ہم پر رحم نہ کرے اور مت ڈال ہم پر وہ بوجھ جس کی ہم میں طاقت نہیں۔"

(حوالہ: فتوح الشام: از: علامہ واقدی، ص: ۳۸۸)

حضرت خالد کے آنے تک مرج القبائل میں اسلامی لشکر کی ثابت قدمی کی کیفیت:

اطراف کے دیہات کی رومی لشکر میں شمولیت کی غرض سے آمد کی ابتدا کے تین چار دن گزرنے کے بعد رومی لشکر کے سردار بطریق جارس نے روزانہ رومی لشکر کو میدان میں اتارنا شروع کیا۔ ادھر سے اسلامی لشکر بھی روزانہ اپنے کیمپ سے نکل کر میدان میں آتا۔ روزانہ صبح سے شام تک جنگ ہوتی اور غروب آفتاب کے وقت جنگ موقوف ہونے پر دونوں لشکر اپنے اپنے کیمپ میں واپس چلے جاتے۔ اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے اپنی تلواروں کے میان توڑ ڈالے تھے اور آخری سانس تک لڑنے کا عزم مصمم کیا تھا۔ مجاہدوں کی اولوالعزمی اور ثابت قدمی قابل تحسین تھی لیکن صورت حال یہ تھی کہ اسلامی لشکر سے روزانہ چند مجاہد شہید ہوتے تھے لہٰذا اسلامی لشکر کی تعداد دن بدن کم ہوتی جاتی تھی۔ حالانکہ رومی لشکر سے بھی روزانہ بھاری تعداد میں سپاہی مقتول ہوتے تھے لیکن اطراف کے دیہات سے رومیوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا لہٰذا رومی لشکر کی تعداد میں روزانہ اضافہ ہوتا رہتا تھا لیکن جیش اسلام کے مجاہد رومیوں کی کثرت کو مطلق خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ کا قید ہونا اور حضرت خالد کی آمد:

حسب معمول رومی لشکر اور اسلامی لشکر علی الصبح اپنے اپنے کیمپ سے نکل کر میدان میں آئے۔ رومی لشکر سے ہرقل بادشاہ کا مصاحب بطریق تمام ہتھیاروں سے سج دھج کر لڑنے نکلا اور میدان میں آکر اپنے گھوڑے کو میدان میں گھمانے لگا اور رومی زبان میں تو تلا پن کر کے اپنی بڑائی بیان کر کے مقابل طلب کرنے لگا۔ حضرت میسرہ بن مسروق نے معاہدی سے پوچھا کہ یہ گبر کیا بکواس کرتا ہے؟ معاہدی نے کہا وہ اپنی بہادری اور شجاعت پر فخر کرتا ہے اور لڑنے کے لئے مقابل طلب کرتا ہے۔ حضرت میسرہ بن مسروق نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو میدان میں مقابلہ کرنے بھیجا۔ حضرت عبداللہ کے آتے ہی بطریق نے ان پر وار کیا لیکن حضرت عبداللہ نے اسے سپر پر لیا۔ پھر دونوں میں شمشیرزنی شروع ہوئی۔ وہ بطریق لڑائی کے فن کا کہنہ مشق اور ماہر جنگجو تھا۔ لیکن حضرت عبداللہ نے تلوارزنی کے کرتب دکھا کر اس سے برابر کی ٹکر لی۔ دونوں ایک دوسرے پر شدت سے وار کرتے تھے اور تلواریں اتنے زور سے ٹکراتی تھیں کہ آگ کی چنگاریاں اڑتی تھیں۔ رومی بطریق نے اپنے پورے جسم کو لوہے کی زرہ اور لوہے کے ملبوسات میں مستور کر رکھا تھا۔ حضرت عبداللہ کو کئی موقعے ملے تھے کہ آپ نے رومی بطریق کے جسم پر تلوار کی ضربیں لگائی تھیں لیکن تلوار کارگر نہیں ہوتی تھی۔ دونوں کی لڑائی نے طول پکڑا اور دونوں لشکر کے لوگ نظر کی ٹکٹکی باندھ کر محو حیرت ہو کر دونوں کی لڑائی کے کرتب اور ڈھنگ دیکھ رہے تھے۔ کہ حضرت عبداللہ نے موقع پا کر بطریق کی گردن پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس

marfat.com

کی گردن الگ ہو کر گری اور بغیر سر کا جسم گھوڑے کی پشت پر لڑکھڑا کر ایک جانب لڑھک پڑا۔ نتیجۃً گھوڑے نے اپنا توازن کھو دیا اور ٹھوکر کھا کر گرا لیکن گھوڑا چونک کر فوراً کھڑا ہوا اور رومی لشکر کی طرف منہ پھیر کر بھاگنے لگا لیکن حضرت عبداللہ نے جست لگا کر اس کی رکاب پکڑ لی اور قابو میں لے لیا۔ پھر حضرت عبداللہ نے مقتول رومی بطریق کا سامان جنگ لے لیا اور اس کے گھوڑے کی رکاب تھام کر اپنے ساتھ اسلامی لشکر میں لائے۔

رومی بطریق کے مقتول ہونے پر اس کا قرابتی رومی گبر خشمناک ہو کر میدان میں آیا اور مقتول بطریق کی لاش کے پاس آ کر ٹھہرا اور رویا۔ پھر اس نے گرجتی ہوئی آواز میں للکارتے ہوئے کہا کہ ہرقل بادشاہ کے مقرب کو قتل کرنے والے کو میں ضرور قتل کر کے یا گرفتار کر کے رہوں گا لہٰذا میرا مقابلہ کرنے وہی شخص آئے گا جس نے ہمارے معزز اور بادشاہ کے مقرب کو قتل کیا ہے۔ قسم ہے حق مسیح کی اور قسم ہے صلیب اعظم کی! میں اپنے ساتھی کا انتقام لے کر ہی رہوں گا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ نے حضرت میسرہ سے کہا کہ......؟ حضرت علامہ واقدی کی زبانی سماعت فرمائیں:

"پس کہا عبداللہ بن حذافہ نے کہا کہ اے سردار! ہر گاہ بلاتا ہے مجھ کو میرا نام لے کر اور بچھڑ جاؤں میں نکلنے سے تو میں ہوں گا اس حال میں ناتواں نامضبوطی کرنے والا۔ میسرہ بن مسروق نے کہا کہ میں مہربانی کرتا ہوں تم پر بسبب تمہاری مشقت اٹھانے کے۔ عبداللہ بن حذافہ نے کہا کہ آیا مہربانی کرتے ہو تم مجھ پر مشقت اٹھانے سے دنیا میں اور نہیں مہربانی کرتے ہو مجھ پر آگ سے عالم آخرت میں اور جلتی ہوئی آگ دوزخ سے۔ قسم ہے عیش رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہ لڑنے نکلے گا اس کی طرف کوئی شخص واسطے میرے۔"

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۳۹۰)

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابیٔ رسول ہیں انہوں نے جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے قسم کھائی کہ "قسم ہے عیش رسول اللہ کی" اور اس وقت وہاں موجود اجلہ صحابہ کرام کی جماعت نے سنا، لیکن کسی نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سے یہ نہ کہا کہ اے عبداللہ! آپ کیسی قسم کھا رہے ہیں؟ ایسی قسم کھانا تو شرک ہے تم مشرک ہو گئے، توبہ کرو، از سر نو کلمہ پڑھو، بلکہ تمام صحابہ کرام نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کی قسم کا لحاظ فرمایا کیونکہ حضرت عبداللہ بن حذافہ نے یہ فرمایا تھا کہ "قسم ہے عیش رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہ لڑنے کو نکلے گا اس کی طرف کوئی شخص واسطے میرے" یعنی میرے بدلے میں (واسطے) کوئی شخص لڑنے کو نہ نکلے۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ کی اس قسم کو صحابہ کرام نے بزرگ جانا اور اس قسم کا لحاظ کرتے ہوئے کوئی بھی لڑنے نہ نکلا۔ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانا ہرگز شرک نہیں۔ کیونکہ ایک صحابیٔ رسول نے ایک صحابیٔ رسول سے گفتگو کرتے ہوئے جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں قسم کھائی اور کسی نے اس قسم پر کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ اس کا لحاظ کرتے ہوئے اسے روا رکھا۔

لیکن! افسوس!! صد افسوس!!!

کہ دور حاضرہ کے منافقین جس فعل کو صحابہ کرام نے کیا، سنا، روا رکھا اور اس کا لحاظ فرمایا اس کو بھی شرک کا فتویٰ دیتے ہیں۔

marfat.com

دور حاضرہ کے منافقین فرقۂ وہابیہ نجدیہ تبلیغیہ کے امام اور پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب میں لکھا ہے کہ:

''یا جب قسم کھانے کی ضرورت پڑے تو پیغمبر کی یا علی کی یا امام کی یا پیر کی یا ان کی قبروں کی قسم کھائے۔ ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔'' (حوالہ: تقویت الایمان، ناشر: دار السلفیہ، بمبئی، ص:۲۶)

ناظرین کرام! غور اور انصاف فرمائیں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا مندرجہ بالا فتویٰ کن پر چسپاں ہو رہا ہے۔ فتویٰ کی گولہ باری کن تک پہنچتی ہے۔ اوراق سابقہ میں کسی مقام پر جلیل القدر صحابہ کرام کا حضور اقدس کی قسم کھانے کا تذکرہ ہے۔ ناظرین کرام کی یاددہانی کے لئے ذیل میں چند واقعات کا اختصاراً اعادہ کیا جاتا ہے:

☆ فتح دمشق کے بعد حاکم دمشق توما کے قافلہ کے تعاقب میں حضرت خالد بن ولید یونس (نجیب) نام کے راہبر کی راہبری میں ''مرج الدیباج'' تک گئے تھے۔ اثنائے راہ میں حضرت خالد بن ولید نے راہبر یونس سے یوں فرمایا تھا کہ:

''پس کہا خالد بن ولید نے کہ چل تو ہمارے ساتھ اے یونس! بھروسا کرتا ہوں میں اللہ غالب اور بزرگ پر۔ پس قسم ہے حق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام سے سونے والے یثرب کی اور حق بیعت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ نہیں کمی کی میں نے ان کی طلب اور تلاش میں۔'' (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۱۱۸)

☆ حضرت خالد بن ولید نے حق رسول اللہ اور حق بیعت ابوبکر صدیق کی قسم کھائی۔

☆ جب حضرت خالد بن ولید نے قنسرین کے حاکم کو قنسرین کے قلعہ کے باہر اپنے قبضہ میں لے لیا، تب رومیوں کے دس ہزار کے لشکر کے سامنے صرف بارہ مجاہد تھے۔ جبلہ بن ایہم نے حضرت خالد کو کہا کہ حاکم قنسرین لوقا کو چھوڑ دو۔ تب حضرت خالد نے فرمایا تم دس ہزار ہو اور ہم صرف بارہ اشخاص ہیں ایک کے مقابلہ میں ایک لڑنے نکلو اور ہم کو پہلے مار ڈالو پھر بعد میں حاکم لوقا کو چھوڑا لینا۔ جبلہ نے حضرت خالد کی تجویز حاکم عموریہ کو بتائی اور وہ رضامند ہو گیا اور ایک کے مقابلے میں ایک کی لڑائی طے ہوئی۔ رومیوں کی جانب سے ایک شہسوار شجاع گبر لڑنے کے لئے میدان میں آیا۔ مجاہدوں کی طرف سے مقابلہ کرنے کے لئے حضرت خالد بن ولید نے نکلنے کا قصد فرمایا لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق نے ان کو جانے سے روکا:

''پس ارادہ کیا خالد بن ولید نے نکلنے کا لیکن روکا اور باز رکھا ان کو عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اور کہا اے ابا سلیمان! قسم ہے حق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کہ نہ نکلے ان کے مقابلے میں کوئی شخص سوا میرے۔'' (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۱۶۳)

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حق رسول اللہ کی قسم کھائی۔

☆ مذکورہ تجویز کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق لڑتے ہوئے جبلہ کی تلوار سے زخمی ہوئے تو ان کے زخمی ہونے پر حضرت خالد بن ولید نے ان سے فرمایا کہ:

marfat.com

"اور کہا خالد بن ولید نے کہ اے بیٹے صدیق کے میں جانتا ہوں کہ جبلہ نے تم کو رنج آگیں کیا ہے ساتھ ضرب تلوار کے اور قسم ہے تمہارے باپ اور ان کے صدق کی کہ ہر آئینہ مصیبت اور درد میں ڈالوں گا میں اس کو عوض میں اس کے جیسا کہ دردمند کیا ہے اس نے ہم کو بسبب تمہارے رنج پہنچانے کے۔"

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۱۶۵)

☆ حضرت خالد بن ولید نے حضرت ابوبکر صدیق کی قسم کھائی۔

☆ جنگ قنسرین میں حضرت خالد بن ولید اپنی ٹوپی کہ جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے اقدس تھے، وہ ٹوپی بمقام شیرز کے اسلامی کیمپ میں اپنے خیمہ میں بھول آئے تھے۔ حضرت خالد کی زوجہ محترمہ حضرت اُمّ تمیم نے حضرت خالد کو قنسرین جا کر وہ ٹوپی پہنچائی اور حضرت خالد نے وہ مبارک ٹوپی اپنے سر پر رکھی۔ اس واقعہ کا بیان کرتے ہوئے حضرت مصعب بن محارث فرماتے ہیں کہ:

"پس قسم ہے عیش رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کہ نہیں رکھا تھا خالد بن ولید نے کلاہ کو اپنے سر پر اور حملہ کیا تھا قوم پر مگر یہ کہ پھیرا اور ملا دیا ان کے آگے والوں کو پیچھے والوں میں۔" (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۱۶۷)

☆ صحابیٔ رسول حضرت مصعب بن محارب یشکری نے عیش رسول اللہ کی قسم کھائی۔

☆ جب اسلامی لشکر بعلبک کے قلعہ کی طرف جا رہا تھا تو حاکم بعلبک ہربیس ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر قلعہ سے نکلا اور اثنائے راہ مقابل ہوا' لیکن فوراً شکست اٹھا کر شہر کی طرف بھاگا۔ اس واقعہ کی منظر کشی کرتے ہوئے حضرت عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ:

"عامر بن ربیعہ نے بیان کیا ہے کہ قسم ہے عیش رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کہ نہ تھا ہمارے اور ان کے بیچ میں مگر ایک گرداوا یہاں تک کہ پیٹھ پھیری انہوں نے بطلب شہر کے۔" (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۱۶۹)

☆ جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت عامر بن ربیعہ نے عیش رسول اللہ کی قسم کھائی۔

☆ جنگ بعلبک کے چوتھے دن باب وسط پر حضرت ابوعبیدہ کے لشکر پر رومیوں نے شدید حملہ کیا تھا اور حضرت ابوعبیدہ کا لشکر سخت مصیبت میں تھا۔ حضرت ضرار بن ازور اور حضرت سعید بن زید اپنے اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ بعلبک کے دیگر دروازوں پر تھے۔ حضرت ضرار اور حضرت سعید کو حضرت ابوعبیدہ نازل مصیبت کی اطلاع دے کر ان کو مدد کے لئے بلانے کے لئے حضرت ابوعبیدہ کے ساتھی حضرت سہیل بن صباح قریب میں واقع ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے اور درخت کی لکڑیاں اور شاخیں جلا کر دھواں بلند کیا تھا اور دھواں دیکھ کر حضرت ضرار اور حضرت سعید کمک کرنے آپہنچے تھے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے دھواں بلند کرنے والا شخص کون تھا وہ جاننے کے لئے مجاہدوں کو پکار کر فرمایا:

"اور اسی ذکر میں پکارا ابوعبیدہ بن الجراح نے لشکر میں کہ اے گروہ مسلمانوں کے جس شخص نے تم میں سے روشن

marfat.com

کیا تھا آگ کو پس آوے وہ سردار کے پاس۔ سہیل بن صباح نے بیان کیا ہے کہ جب سنا میں نے آواز کو اور وہ قسم دیتے تھے ہم کو اللہ غالب اور بزرگ اور حق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۱۷۷)

☆ جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت ابوعبیدہ نے مجاہدوں کو رسول اللہ کی قسم دی۔

☆ جنگ یرموک کا آغاز ہونے سے پہلے جبلہ بن ایہم نے اصحاب رسول حضرت عبادہ بن صامت وغیرہ سے جو بات چیت کی تھی اس کی تفصیل حضرت قیس بن سعید نے حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بن ولید کو بتائی تو حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ:

''پس کہا خالد بن ولید نے کہ چھوڑ دو اس کو پس قسم ہے عیش رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر آئنہ دیکھے گا جبلہ ہم میں سے ایسے لوگوں کو کہ نہ ارادہ کریں گے وہ اس کی لڑائی میں سوائے رضامندی پروردگار عالم کی۔''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۲۰۹)

☆ حضرت خالد بن ولید نے عیش رسول اللہ کی قسم حضرت ابوعبیدہ کے سامنے کھائی۔

☆ جنگ حلب کے موقع پر اسلامی لشکر نے حلب کے قلعہ کا محاصرہ کیا تھا اور محاصرہ نے طول پکڑا تھا۔ ایک رات میں حاکم حلب یوقنا نے سوئے ہوئے اسلامی لشکر کے کیمپ پر چھاپا مارا اور پچاس مجاہدوں کو قید پکڑ کر اٹھا لے گیا اور دوسرے دن قلعہ کی دیوار پر چڑھا کر اسلامی لشکر کو دکھا کر ان کو شہید کر دیا۔ اس حادثہ سے حضرت ابوعبیدہ بہت رنجیدہ ہوئے اور مجاہدوں کو رات کے وقت احتیاط کرنے اور اپنی نگہبانی بذات خود کرنے کی تاکید کی منادی کرائی:

''پس جب دیکھا ابوعبیدہ بن الجراح نے یہ حال منادی کرائی اپنے لشکر میں کہ قسم ہے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سردار ابوعبیدہ کی طرف سے ہر مرد پر نہ کرے اپنی نگہبانی کو دوسرے پر۔''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۳۰۷)

☆ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے جیش اسلام کے مجاہدوں کو رسول اللہ کی قسم دی۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کتب سیر و تواریخ میں ایسے واقعات کثیر تعداد میں مرقوم ہیں کہ اجلہ صحابہ کرام اور تابعین عظام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھائی ہے۔ یہاں ہم نے اختصاراً چند واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ:

اجلہ صحابہ کرام مثلاً (۱) حضرت ابوعبیدہ بن جراح (۲) حضرت خالد بن ولید (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق (۴) حضرت مصعب بن محارب یشکری (۵) حضرت عامر بن ربیعہ (۶) حضرت عبداللہ بن حذافہ (۷) حضرت میسرہ بن مسروق وغیرہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھائی، ان کے سامنے قسم کھائی گئی، انہوں نے اس قسم کو اہمیت دی، اس کا لحاظ کیا اور اسے روا رکھا۔

ملت اسلامیہ کے لئے صحابۂ کرام کے اقوال و افعال قابل اعتماد و سند ہیں۔ ناظرین کرام انصاف فرمائیں کہ اجلہ صحابہ

marfat.com

کرام نے حضور اقدس کی قسم کھائی اور اسے روا رکھا لیکن دور حاضرہ کے منافقین صحابہ کرام کے اس فعل کو بھی شرک کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی مقدس جماعت پر شرک کا فتویٰ عائد کیا جا رہا ہے تو پھر ماوشما کی کیا بساط؟ تقویت الایمان کے ظالم اور بیباک مصنف نے کروڑوں کلمہ گو پر شرک کے فتوؤں کی گولہ باری کر کے ان کو خارج از اسلام کہہ کر اسلام کے وسیع دائرے کو تنگ بنانے کی سعی بیجا و فاجعہ کی ہے۔

اس بحث کو مزید طول نہ دیتے ہوئے ہم ہمارے معزز قارئین کرام کو واپس ملک شام کے پہاڑی علاقہ ''مرج القبائل'' لے چلتے ہیں جہاں اسلامی لشکر کے کفن بردوش مجاہدین رومی لشکر کے سامنے موت کی لڑائی لڑ رہے ہیں۔

القصہ! ہرقل بادشاہ کے مقرب بطریق کو قتل کر کے حضرت عبداللہ بن حذافہ اسلامی لشکر کے کیمپ میں واپس آئے ہی تھے کہ رومی گبر نے ان کو میدان سے للکارا۔ حضرت میسرہ بن مسروق نے حضرت عبداللہ کو جانے سے روکا لیکن حضرت عبداللہ نے کہا کہ اے سردار! وہ گبر میرا نام لے کر مجھے لڑنے بلائے اور میں لڑنے نہ نکلوں تو کل قیامت کے دن مجھے آگ کی مشقت اٹھانی پڑے گی لہٰذا حضرت عبداللہ بن حذافہ پھر ایک مرتبہ میدان میں آئے۔ ان کو دیکھ کر رومی گبر پہچان گیا کہ یہی ہمارے معزز بطریق کے قاتل ہیں کیونکہ حضرت عبداللہ اس مقتول بطریق کے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے آئے تھے۔ اس مقتول بطریق کا نام فلیس بن جریح تھا۔

حضرت عبداللہ میدان میں آئے اور اس رومی گبر سے قریب ہوئے لیکن آپ کو لڑنے کا موقع ہی میسر نہ ہوا کیونکہ آپ کے جاتے ہی گبر نے آپ پر جست کی اور گھوڑے کو گرداوا دینے کا بھی موقع نہ دیا اور چنگل مار کر آپ کو گھوڑے کی زین سے کھینچ لیا اور آپ پر قابض ہو کر گرفتار کر کے رومی لشکر میں لے گیا۔ حضرت عبداللہ کو قید کر کے رومی لشکر میں لے جا کر گبر نے حضرت عبداللہ کو رومی سپاہیوں کے سپرد کر کے حکم دیا کہ اس شخص کو لوہے کی زنجیروں سے مضبوط باندھ کر اسی وقت ہرقل بادشاہ کے پاس قسطنطنیہ (Istambol) بھیج دو اور بادشاہ کو اطلاع کر دو کہ تمہارے مقرب بطریق فلیس بن جریح کو اس شخص نے قتل کیا ہے لہٰذا ہرقل بادشاہ اسے عبرتناک سزا دے گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ کو اسی وقت چند رومی سپاہیوں کی نگرانی میں قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔ پھر وہ گبر میدان میں آیا اور اپنی کامیابی پر ناز و غرور کرنے لگا اور چلّا چلّا کر مقابل طلب کرنے لگا۔

حضرت میسرہ بن مسروق نے حضرت سعید بن زید بن عمر بن نفیل عدوی کو نشان (عَلَم) سپرد کیا اور میدان میں آئے۔ حضرت میسرہ بن مسروق شیر ببر کی مانند رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے رومی گبر سے قریب ہوئے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر جست کی اور تلواریں بجنے لگیں۔ دونوں نے لڑائی کے فن کا مظاہرہ کیا اور تلوار زنی کر کے کرتب دکھائے۔ حضرت میسرہ اور رومی گبر اپنے اپنے گھوڑے کو گرداوے دے کر مقابل پر سرعت اور شدت سے وار کرتے تھے اور بازگشت وار کو سپر پر لے کر خالی پھیرتے تھے۔ اس طرح لڑنے سے اتنا غبار بلند ہوتا تھا کہ دونوں غبار میں پوشیدہ ہو جاتے تھے پھر اچانک نظر آتے تھے۔ دونوں کی لڑائی نے کافی طول پکڑا تھا۔ یہاں تک کہ آفتاب وسط آسمان میں آ گیا۔ دونوں لشکر کے لوگ نظر کی ٹکٹکی باندھ کر دونوں کے کرتب و فن جنگ دیکھ رہے تھے اور اپنے ساتھی کی سلامتی اور کامیابی کی امید اور دعا کرتے تھے لڑتے لڑتے دفعۃً رومی گبر نے

marfat.com

دیکھا کہ قریب میں اسلامی لشکر کا نشان نظر آ رہا ہے۔ حضرت خالد بن ولید اپنے تین ہزار کے لشکر کے ساتھ طوفانی آندھی کی طرح بڑھتے ہوئے آ رہے تھے۔ رومی گبر یہ دیکھ کر گھبرایا اور اس نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت میسرہ پر تلوار کا وار کر کے بھاگ جاؤں لہٰذا اس نے تمام قوت جمع کر کے حضرت میسرہ پر تلوار کا وار کیا لیکن اس کا وار حضرت میسرہ تک پہنچے اس کے پہلے حضرت میسرہ نے بجلی کی سرعت سے تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اس کا ہاتھ مع تلوار کے شانہ سے جدا ہو گیا۔ گبر کا ہاتھ کٹ کر زمین پر گرا لہٰذا وہ چیختا ہوا رومی لشکر کی طرف بھاگا۔ رومی لشکر میں پہنچ کر وہ زور زور سے نالہ کرتا تھا۔ ہاتھ کٹنے کا زخم اس کے لئے نا قابل برداشت تھا لہٰذا وہ درد و کلفت کی وجہ سے اچھلتا تھا۔ رومی سپاہیوں نے اس کے کٹے ہوئے ہاتھ کی جگہ داغ دیا اور مرہم پٹی کی۔ تھوڑی دیر میں حضرت خالد بن ولید کا لشکر تہلیل و تکبیر کی صدائیں بلند کرتا ہوا مرج القبائل کے میدان میں آ پہنچا۔ حضرت خالد نے حضرت میسرہ بن مسروق سے ملاقات کی اور جنگ کی کیفیت دریافت فرمائی۔ حضرت میسرہ نے اول تا آخر تمام کیفیت کہہ سنائی اور حضرت عبداللہ بن حذافہ کی گرفتاری کی بھی اطلاع دی۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ کے قید ہونے کی خبر سن کر حضرت خالد بن ولید بہت ملول ہوئے اور کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم ان کو ضرور چھڑا لیں گے۔ حضرت خالد کی آمد کی خبر سن کر رومی لشکر کا ہر فرد کانپ اٹھا لہٰذا اس دن دوپہر کے بعد رومی لشکر سے کوئی بھی لڑنے نہ نکلا اور دوپہر کے بعد جنگ موقوف رہی۔ آفتاب غروب ہونے کے وقت دونوں لشکر اپنے اپنے کیمپ میں واپس لوٹے اور شب آرام و استراحت میں بسر کی۔

کیمپ کا سامان اور خیمہ چھوڑ کر رومی لشکر کا رات میں فرار ہونا:

صبح نماز فجر کے بعد حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کو کیمپ سے میدان کی طرف لے جانے کا قصد کرتے تھے کہ چند مجاہدوں نے آ کر اطلاع دی کہ رومی لشکر سے ایک ایلچی حضرت خالد سے گفتگو کرنے آیا ہے۔ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم اس کو خدمت میں حاضر کریں۔ حضرت خالد نے اجازت دی لہٰذا مجاہدین ایک بوڑھے راہب کو حضرت خالد کے سامنے لائے۔ بوڑھے راہب نے آتے ہی حضرت خالد کو سجدہ کرنے کا قصد کیا لیکن حضرت خالد نے سختی سے منع کیا اور فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا روا نہیں۔ پھر حضرت خالد نے بوڑھے راہب سے پوچھا کہ تم کس مطلب سے آئے ہو۔ راہب نے کہا کہ رومی لشکر کے سردار بطریق جارس نے مجھے آپ کے پاس صلح کی گفتگو کرنے بھیجا ہے۔ ہم اب لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ہم صلح کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم صلح منظور کرو گے تو ہم تمہارے قیدی کو رہا کر دیں گے اور جتنا مال کہو گے وہ ہم دیں گے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ ہمارے قیدی کو از روئے اطاعت اور فرماں برداری رہا کرنے کے علاوہ ہماری تین شرطوں سے ایک کو قبول کرنا ہوگا۔ (۱) قبول اسلام (۲) ادائے جزیہ (۳) جنگ۔ راہب نے کہا کہ میں لشکر میں جا کر لشکر کے سردار اور بطارقہ سے مشورہ کرتا ہوں اور کل صبح ہمارا وفد تمہارے پاس صلح کرنے آئے گا اور تمہاری جو بھی شرطیں ہوں گی اس کی موافقت کر کے صلح کرے گا۔ لہٰذا آج کا دن جنگ موقوف رکھو۔ جب ہم کل صبح صلح کے عہد و پیمان کرنے والے ہیں تو پھر آج جنگ کر کے انسانوں کا ناحق خون بہانا مناسب نہیں۔ حضرت خالد نے بوڑھے راہب کی درخواست منظور فرمائی اور اس دن جنگ موقوف رکھی۔ پورا دن بغیر کسی جنگ کے آرام سے گزرا۔

marfat.com

جب رات ہوئی تو دونوں لشکروں میں مشعلیں روشن ہوئیں۔ اسلامی لشکر کے مجاہدین نے آرام، عبادت، ریاضت اور تلاوت قرآن وغیرہ مختلف شغل میں رات بسر کی۔ نگہبان لوگ نگہبانی کی خدمت انجام دیتے ہوئے کیمپ کے اردگرد گشت کرتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید شب بھر مصروف عبادت رہ کر صبح کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن رات کے وقت رومی لشکر میں بھیدی اور خفیہ حرکت ہو رہی تھی۔ رومیوں نے دکھاوے کے لئے بہت ساری مشعلیں روشن کی تھیں لیکن بھاری بوجھ والا سامان اور خیموں کو چھوڑ کر ہلکا ہلکا سامان اور ہتھیار لے کر رومی لشکر کے کیمپ کی پچھاری سے سوار ہو کر فرار ہو گئے۔ رومیوں نے فرار ہوتے وقت بہت احتیاط برتی تھی اور کسی قسم کا شور وغل نہ ہو اس امر کا بہت التزام رکھا تھا۔ لہٰذا اسلامی لشکر کے مجاہدوں کو رومیوں کے رات میں فرار ہونے کی بھنک تک محسوس نہ ہوئی اور اسلامی لشکر کو بے خبر رکھ کر رومی لشکر رات میں بھاگ نکلا۔

جب صبح ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رومی لشکر کے وفد کی آمد کا انتظار کرنے لگے لیکن کوئی بھی نہ آیا۔ یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو کر آسمان میں بلند ہو گیا۔ دور سے رومی لشکر کے کیمپ پر نظریں جمائیں تو رومی لشکر کے کیمپ میں کسی قسم کی چہل پہل محسوس نہ ہوئی۔ ایسا محسوس ہوا تھا کہ تمام لشکر ابھی تک خیموں میں سویا پڑا ہے لہٰذا حضرت خالد اپنے ساتھ چند مسلح سواروں کو لے کر احتیاط برتتے ہوئے رومی لشکر کے کیمپ کی طرف گئے۔ قریب جا کر دیکھا تو کیمپ میں تمام خیمے بدستور نصب ہیں لیکن تمام خیموں میں سناٹا چھایا ہوا ہے۔ حضرت خالد نے اپنے ساتھیوں کو تلواریں میان سے نکال لینے اور نیزے راست کرنے کا حکم دیا اور بہت ہی محتاط اور چوکنا ہو کر رومی لشکر کے کیمپ میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ تمام خیمہ خالی پڑے ہوئے ہیں۔ ایک بھی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔ خیموں میں صرف بھاری بوجھ کا سامان پڑا ہوا ہے اور آدم ذات کا نام ونشان نہیں۔ حضرت خالد سمجھ گئے کہ رومی ہم کو چکما دے کر مفرور ہو گئے ہیں۔ رومیوں سے اس مکر وفریب سے خشمناک ہو کر حضرت خالد نے اپنی انگلیوں کو کاٹا اور استرجاع پڑھا کیونکہ ان کو حضرت عبداللہ بن حذافہ کی بہت فکر لاحق تھی اور رات بھر وہ حضرت عبداللہ کی رہائی کے متعلق متفکر تھے لیکن رومیوں نے دھوکہ دیا اور راتوں رات بھاگ نکلے لہٰذا حضرت عبداللہ بن حذافہ کی سلامتی اور رہائی کا معاملہ پیچیدہ ہو گیا تھا اور حضرت خالد بن ولید حضرت عبداللہ بن حذافہ کے لئے بہت زیادہ فکرمند ہو گئے تھے۔

حضرت میسرہ بن مسروق بھی حضرت خالد کے ہمراہ تھے۔ حضرت خالد نے حضرت میسرہ بن مسروق سے رومیوں کا تعاقب کرنے کے متعلق مشورہ کیا تو حضرت میسرہ اور معاہدی راہبروں نے کہا کہ پہاڑی علاقہ سے مختلف راستے الگ الگ مقام کی طرف جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں پورا علاقہ سخت پتھر کی زمین کا اور دشوار دروں کا ہونے کی وجہ سے نشان قدم سے بھی ان کی جائے فرار کا سراغ ملنا مشکل ہے۔ پھر تمام نے باتفاق رائے اسلامی لشکر کے کیمپ حلب واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ حضرت خالد نے رومی لشکر کے تمام خیموں اور خیموں میں پڑا ہوا سامان جمع کرنے کا حکم دیا۔ مجاہدوں نے رومی لشکر کا تمام سامان سمیٹ کر جمع کر کے ساتھ لے لیا اور خالد بن ولید اسلامی لشکر کو لے کر مرج القبائل سے حلب روانہ ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کو لے کر حلب پہنچے اور حضرت ابوعبیدہ کو تمام کیفیت سنائی اور حضرت عبداللہ بن حذافہ کے گرفتار ہونے کا حال سنایا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ کی گرفتاری کی خبر سن کر اسلامی لشکر میں غم والم کا سماں قائم ہو گیا۔

marfat.com

حضرت عمر فاروق کا رسول اللہ کی قسم کھانا اور ہرقل کو خط لکھنا:

حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے فوراً امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت میں مدینہ منورہ خط لکھ کر پہاڑی علاقہ میں اسلامی لشکر کی فتح اور رومی لشکر کا ہزیمت اٹھا کر مفرور ہونے کی کیفیت اور حضرت عبداللہ بن حذافہ کے قید ہونے کا تفصیلی حال لکھ بھیجا۔ جب حضرت ابوعبیدہ کا خط امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت میں پہنچا تو؟

''پس جب پہنچا خط ابوعبیدہ بن الجراح کا بجانب حضرت عمر کے اور پڑھا انہوں نے خط کو خوش ہوئے وہ بسبب سلامتی حال مسلمانوں اور ان کے غالب ہونے کے ان کے دشمنوں پر مگر اندوہ ناک ہوئے وہ بسبب گرفتار ہونے عبداللہ بن حذافہ کے۔ پس کہا انہوں نے کہ قسم ہے عیشِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی بیعت کی لکھوں گا میں خط ہرقل کو تاآنکہ روانہ کرے میرے پاس عبداللہ بن حذافہ کو اور بھیجوں گا میں اس کی طرف لشکروں اور فوجوں کو پھر لکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنام ہرقل کے۔'' (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۳۹۲)

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''عیش رسول اللہ'' اور ''بیعت رسول اللہ'' کی قسم کھا رہے ہیں۔ اگر اس طرح قسم کھانا شرک ہوتا تو کیا حضرت عمر فاروق اعظم اس طرح قسم کھاتے؟ ہرگز نہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم سے شرک کے کام کا ارتکاب ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن دور حاضرہ کے منافقین کا یہ کہنا ہے کہ رسول اللہ کی قسم کھانا شرک ہے یعنی رسول اللہ کی قسم کھانے والا مشرک ہے۔

وہابی تبلیغی جماعت کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کی عبارت کا پھر ایک مرتبہ اعادہ کرتے ہیں:

''یا جب قسم کھانے کی ضرورت پڑے تو پیغمبر کی یا علی کی یا امام کی یا پیر کی یا ان کی قبروں کی قسم کھائے، ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے اور اس کو ''اشراک فی العادات'' کہتے ہیں۔''

(حوالہ: تقویت الایمان، ناشر: دارالسلفیہ، بمبئی، ص:۲۶)

تقویت الایمان کی مندرجہ بالا عبارت میں مولوی اسمٰعیل نے بے لگام گھوڑے کی طرح اپنی قلم چلاتے ہوئے صاف لکھ دیا ہے کہ رسول اللہ کی قسم کھانے والا مشرک ہے۔ ناظرین کرام انصاف فرمائیں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانے کو شرک کہہ رہا ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ کی قسم کھا رہے ہیں لہٰذا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا فتویٰ کہاں چسپاں ہو رہا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور آپ کی قبر کی قسم کھانے کو شرک کہنے والے شاید قرآن مجید کی سورۃ البلد کی ابتدائی آیات سے بے خبر ہیں یا پھر قصداً انجان بنتے ہیں۔

☆ قرآن شریف میں ہے کہ:

''لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝''

(پارہ:۳۰، رکوع:۱۵، سورۃ البلد، آیت:۱ تا ۳)

marfat.com

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کہ تم ہو۔'' (کنز الایمان)

تفسیر: اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکہ مکرمہ کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رونق افروزی کی بدولت حاصل ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ والد سے سید عالم اور اولاد سے آپ کی امت مراد ہے۔''

(تفسیر خزائن العرفان، ص:۱۰۷۱)

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کو بغور مطالعہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس شہر کی قسم یاد فرماتا ہے۔ جس شہر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مستطاب ''مدارج النبوۃ'' میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تک مکہ معظمہ میں رونق افروز تھے تب تک شہر کی قسم کی عظمت مکہ معظمہ کو حاصل تھی اور جب آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی تو شہر کی قسم کی عظمت بھی مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ منتقل ہوگئی۔ علاوہ ازیں مندرجہ بالا آیت میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کا ذکر ہے۔ الحاصل! اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور اقدس کے شہر، حضور اقدس کے والد باعتبار نسب حضرت ابراہیم اور خود حضور اقدس کی قسم یاد فرمائی ہے۔

ایک ضروری امر کی طرف قارئین کرام کی توجہ درکار ہے علم العقائد میں یہ مسلم امر ہے کہ جو کام شرک ہے، اس کام کو انبیاء کرام کی عظمت کے اظہار و بیان کے لئے قرآن مجید میں ہرگز بیان نہیں کیا گیا۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانا شرک ہوتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں اپنے محبوب کی یا محبوب کے شہر کی ہرگز قسم یاد نہیں فرماتا۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانا شرک ہوتا تو قرآن مجید کی آیت کا مطلب معاذ اللہ یہ ہوگا کہ اے میرے بندو! جو کام تمہارے لئے شرک ہے وہ کام یعنی اپنے محبوب کی قسم یاد فرمانا میں کرتا ہوں۔ اور اس کو اپنے مقدس کلام میں بیان بھی فرماتا ہوں تاکہ قیامت تک وہ نماز میں پڑھا جائے۔

عالم الغیب والشہادہ، علیم وخبیر، رب تبارک وتعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ ایک وقت وہ آئے گا کہ میرے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے منکر اور میرے محبوب کی بارگاہ کے گستاخ اور بظاہر کلمہ گو لیکن درحقیقت منافق پیدا ہوں گے جو میرے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانے کو شرک کا فتویٰ دیں گے لہٰذا ان زبان درازی کرنے والوں کو مبہوت اور ساکت کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب کی قسم یاد فرمائی ہے۔

ایک سادہ لوح شخص کو بھی معلوم ہے کہ شرک کے معنی اللہ تبارک وتعالیٰ کا کوئی شریک ٹھہرانا۔ پھر چاہے اس کی ذات میں شریک ٹھہرایا جائے یا اس کی صفات ازلی وقدیم میں شریک ٹھہرایا جائے یا اس کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور جو کام شرک ہے اس کام سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سختی سے روکا ہے اور اس کام کو اپنے سے منسوب بھی نہیں کیا۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم یاد فرمانا شرک ہوتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ہرگز اپنے سے منسوب نہیں فرماتا۔

marfat.com

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویت الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانے کو شرک کا جوفتویٰ دیا ہے اس کے ثبوت میں قرآن مجید کی کوئی آیت یا حدیث شریف کی کوئی عبارت بطور دلیل پیش نہیں کی بلکہ جو بھی جی میں آیا وہ لکھ دیا۔ عظمت مصطفیٰ و محبت مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحت کئے جانے والے جائز اور مستحسن کاموں کے جواز کے ثبوت میں دور حاضرہ کے منافقین صحابہ کرام کے قول و فعل کا ثبوت طلب کرتے ہیں۔ جلیل القدر صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھائی ہے لیکن اس کے باوجود بھی دور حاضرہ کے منافقین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانے کو شرک کا فتویٰ دے کر ''جو نہ بھائے آپ کو، وہ بڑی بہو کے باپ کو'' والی مثل پر عمل کر رہے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاند کی، سورج کی، رات کی، دن کی وغیرہ کی قسم یاد فرمائی ہے۔ ان قسموں کے متعلق مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ چاند و سورج کی قسم سے مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور ہے اور رات سے مراد حضور اقدس کی زلف معنبری ہیں۔ بقول:

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

اور

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

(از: امام عشق و محبت، حضرت رضا بریلوی)

قارئین کرام کی مزید معلومات کے لئے عرض ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام (بات) کی اور جان کی قسم بھی یاد فرمائی ہے۔ مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) وَ قِيلِهِ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (پارہ: ۲۵، رکوع: ۱۳، سورۃ الزخرف، آیت: ۸۸)

ترجمہ: ''مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔'' (کنز الایمان)

(۲) لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (پارہ: ۱۴، رکوع: ۵، سورۃ الحجر، آیت: ۷۲)

ترجمہ: ''اے محبوب! تمہاری جان کی قسم! بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔'' (کنز الایمان)

مندرجہ بالا دونوں آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے علی الترتیب اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول اور تن اقدس کی قسم یاد فرمائی ہے۔ (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلٰى حَبِيْبِهٖ)

حضرت عمر فاروق نے ہرقل کو خط میں کیا لکھا تھا؟

حضرت عمر فاروق اعظم نے ہرقل کو حسب ذیل عبارت کا خط لکھا:

marfat.com

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّ لَا وَلَدًا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّہٖ وَرَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ ، ھٰذَا الْکِتَابُ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاِذَا وَصَلَ اِلَیْکَ کِتَابِیْ ھٰذَا فَابْعَثْ اِلَیَّ بِالْاَسِیْرِ الَّذِیْ فِیْ اَسْرِکَ وَھُوَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ حُذَافَۃَ فَاِنْ فَعَلْتَ ذَالِکَ رَجَوْتُ لَکَ الْھِدَایَۃَ وَاِنْ اَبَیْتَ بَعَثْتُ اِلَیْکَ رِجَالًا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی''

ترجمہ: ''شروع .... اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا۔ اور سب تعریف اللہ کے واسطے ہے جو ایسا اللہ کہ نہیں اختیار کیا اس نے زن ہمنشیں اور نہ بیٹے کو اور رحمت بھیجی ہے اللہ نے اپنے نبی اور رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر' یہ خط ہے عمر بن الخطاب امیر المومنین کی طرف سے پس جب پہنچے تجھ کو یہ خط میرا پس بھیج دے تو میرے پاس اس قیدی کو جو تیری قید میں ہے اور وہ عبداللہ بن حذافہ ہیں' پر اگر کرے گا تو اس کام کو تو امید رکھتا ہوں میں تیرے واسطے راہ راست پر ہونے کی اور اگر انکار کرے گا تو بھیج دوں گا تیری طرف، ایسے لوگوں کو کہ نہیں باز رکھتی ہے ان کو کوئی سوداگری نہ کوئی خریداری اللہ کے ذکر سے اور سلام ہو اس پر جو کرے پیروی ہدایت کی۔'' (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۳۹۱)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم نے یہ خط حضرت ابوعبیدہ کو بھیجا اور ان کو حکم لکھا کہ میرا یہ خط ہرقل بادشاہ کی طرف فوراً روانہ کرو چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے ایک رومی معاہدی کو یہ خط دے کر اسے ہرقل بادشاہ کے پاس قسطنطنیہ روانہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ کی قید میں ثابت قدمی:

قیصر روم ہرقل بادشاہ انطاکیہ کی لڑائی کے موقع پر رات ہی میں اپنے اہل وعیات کے ساتھ بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا تھا اور چند دنوں کے بعد اس کا انتقال ہو گیا تھا۔ ہرقل کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین تخت نشین ہوا تھا اور اس کا لقب بھی ہرقل مقرر ہوا تھا۔ لہٰذا اب جہاں ہرقل کا ذکر آئے گا اس سے مراد ہرقل کا بیٹا قسطنطین یعنی ہرقل (Junior) لیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ کو مرج القبائل سے قید کر کے ہرقل کے پاس بھیجا گیا اور حضرت عبداللہ کو بحیثیت قیدی ہرقل کے سامنے پیش کیا گیا تب ہرقل نے حضرت عبداللہ کو پوچھا کہ کیا تم اپنے نبی کے گھرانے سے ہو؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کے چچا کے خاندان سے ہوں۔ ہرقل نے حضرت عبداللہ کو دین اسلام سے منحرف کرنے کی غرض سے کہا کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تاکہ میں اپنے ایک مقرب بطریق کی حسین وجمیل لڑکی سے تمہاری شادی کرا دوں اور تم کو میرے مصاحبوں میں داخل کر کے اعلیٰ عہدہ عنایت کروں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ میں اپنے نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین حق اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت عبداللہ کا جواب سن کر ہرقل نے ایک بڑے تھال میں قیمتی جواہرات منگوائے اور قیمتی جواہرات سے لبریز اس تھال کو حضرت عبداللہ کے سامنے رکھ کر کہا اگر تم ہمارا دین اختیار کرو تو خوبصورت لڑکی سے شادی کرا دینے کے ساتھ ساتھ یہ جواہرات بھی تم کو تحفہ دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ

marfat.com

نے فرمایا کہ جواہرات سے بھرا ہوا یہ تھال کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اگر تو مجھ کو تیری سلطنت کا مالک کر دے پھر بھی میں دین اسلام سے منحرف نہیں ہونے والا، حضرت عبداللہ کی دین اسلام پر ثابت قدمی اور استقلال دیکھ کر ہرقل خشمناک ہوا اور تند لہجہ میں کہا کہ اگر تم نے ہمارا دین اختیار کرنے سے انکار کیا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ ہرقل کی یہ دھمکی سن کر حضرت عبداللہ مسکرائے اور فرمایا کہ کیا تو موت کی دھمکی دے کر مجھے ڈرانے کی کوشش کرتا ہے؟ شاید تجھے معلوم نہیں کہ موت تو میری خواہش ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی راہ میں موت آئے یہ تو میری دلی تمنا ہے۔ موت سے میں مطلق گھبراتا نہیں بلکہ موت کو تو میں محبوب جانتا ہوں۔ لہٰذا تو دھمکی مت دے اور تجھے جو کچھ بھی کرنا ہے وہ کر گزر۔

حضرت عبداللہ کا عزم محکم اور یقین کامل دیکھ کر ہرقل نے حضرت عبداللہ کی آزمائش کرنے کی غرض سے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے۔ اگر تم کو ہمارا دین اختیار کرنا منظور نہیں تو مت اختیار کرو لیکن تین کاموں میں سے کوئی بھی ایک کام کرو تا کہ میں تم کو بغیر کسی سزا کے قید سے رہا کر دوں اور وہ تین کام یہ ہیں (۱) صلیب کو سجدہ کر دو یا (۲) خنزیر (سور) کا گوشت کھاؤ یا (۳) ایک پیالہ بھر کر شراب پیو۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! ان تینوں کاموں میں سے ایک کام بھی میں نہیں کروں گا۔ تب ہرقل نے غصہ ہو کر کہا کہ قسم ہے صلیب کی! تم ضرور خنزیر کا گوشت بھی کھاؤ گے اور شراب بھی نوش کرو گے۔ پھر اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ اس قیدی کو ایک کمرہ میں بند کر دو اور کمرہ میں خنزیر کا پکایا ہوا گوشت اور شراب کے علاوہ کھانے پینے کی کوئی بھی چیز مت رکھو۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ یہ کتنے دن تک بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ جب بھوک اور پیاس کی شدت برداشت نہ ہوگی تو خنزیر کا گوشت بھی کھائے گا اور شراب بھی پیئے گا۔

ہرقل کے غلاموں نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو ایک کمرہ میں بند کر دیا اور کمرہ میں خنزیر کا گوشت اور شراب کی صراحی رکھ دی اور پینے کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی کمرہ میں نہیں رکھا۔ حضرت عبداللہ کمرہ میں بند ہوتے ہی مشغول عبادت ہو گئے۔ ہرقل کے غلام تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کرتے تھے کہ حضرت عبداللہ کیا کرتے ہیں لیکن جب بھی وہ جھانک کر دیکھتے تو حضرت عبداللہ عبادت میں مشغول ہوتے، یہاں تک کہ ایک دن گزر گیا۔ تب ہرقل نے حضرت عبداللہ پر نگرانی کرنے پر متعین کئے گئے سپاہیوں کے سربراہ اعلیٰ کو بلا کر پوچھا کہ قیدی کا کیا حال ہے؟ نگراں نے کہا کہ اے بادشاہ! وہ قیدی ہر وقت نماز اور عبادت میں ہی مصروف رہتا ہے اور اندر رکھے ہوئے گوشت اور شراب کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تک نہیں۔ ہرقل نے کہا ابھی ایک دن ہی ہوا ہے۔ بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی قوت تحمل اب بہت جلد جواب دے چکے گی۔ پھر وہ مجبور ہو کر ضرور کھائے گا اور پیئے گا۔ لیکن حضرت عبداللہ بن حذافہ کے معمول میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ ہمہ وقت وہ عبادت میں مشغول رہتے۔ یہاں تک کہ تین دن بسر ہو گئے جب چوتھا دن ہوا تو ہرقل نے نگراں کو بلا کر کیفیت پوچھی تو حسب سابق ہی اطلاع ملی لہٰذا اس کو سخت تعجب ہوا اور حضرت عبداللہ کو اپنے دربار میں پیش کرنے کا حکم دیا۔

جب حضرت عبداللہ کو چار دن تک کمرہ میں بھوکا اور پیاسا رکھنے کے بعد ہرقل کے سامنے لایا گیا تو ہرقل نے دیکھا کہ ان کے صبر و استقلال میں کسی قسم کی کمی لاحق نہیں ہوئی۔ چہرہ پر پژمردگی کے آثار مطلق نمایاں نہیں بلکہ چہرہ پہلے سے زیادہ نکھرا

marfat.com

ہوا اور چمک رہا ہے۔ بھوک اور پیاس سے نڈھال ہونے کے بجائے توانا اور تروتازہ نظر آرہے ہیں۔ ہرقل نے محوِ حیرت ہو کر حضرت عبداللہ سے پوچھا کہ اے عربی نوجوان! تجھ کو کس چیز نے چار دن تک ان چیزوں کو کھانے پینے سے باز رکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ نے فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوف نے مجھے ان چیزوں سے باز رکھا ہے کیونکہ یہ چیزیں ہم پر اللہ اور رسول نے حرام فرمائی ہیں۔ حالانکہ تین دن گزرنے کے بعد بقدر جان بچانے جتنا کھانا پینا میرے لئے جائز تھا لیکن میں نے صرف اس لئے ان چیزوں کو چھوا تک نہیں کہ میرے ایک فعل سے تمام مسلمان موردطعن بنتے اور دنیا یہ کہتی کہ مسلمان کا صبر واستقلال پختہ نہیں۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو موردطعن بنانے سے بہتر یہ ہے کہ میں بھوکا اور پیاسا ہی مر جاؤں۔ ابھی صرف چار دن ہی ہوئے ہیں۔ اگر تو مزید آزمائش کرنا چاہتا ہے تو آزما کر دیکھ لے۔ میں اپنے آقا و مولیٰ، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والوں کو موردطعن اور رسوا نہیں کروں گا۔ پھر چاہے میری جان چلی جائے بلکہ اگر میری موت واقع ہوگی تو میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھوں گا۔ کہ یہ جان و دل اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور ان کی شریعت کے احکام کی پاسداری میں کام آئی۔ میرا ہے بھی کیا؟ جو بھی ہے سب انہیں کیا ہے۔ بقول:

یوں تو سب انہیں کا ہے، پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

حضرت عبداللہ بن حذافہ کا یہ جواب سن کر ہرقل بادشاہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عین اسی وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا بھیجا ہوا رومی معاہدی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط لے کر ہرقل کے دربار میں آیا اور ہرقل کو خط دیا۔ امیر المومنین کا خط پڑھتے وقت ہرقل کے ہاتھ کانپنے لگے، پورے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا اور چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ امیر المومنین کا خط پڑھتے ہی ہرقل کا رویہ بدل گیا۔ گفتگو کا لہجہ نہایت نرم اختیار کرتے ہوئے اس نے حضرت عبداللہ کو قید سے رہا کر دیا اور قیمتی مال عمدہ کپڑے بطور تحفہ خدمت میں پیش کئے اور تکلیف پہنچانے کی معذرت چاہی اور آپ کی نہایت تعظیم وتکریم کی۔ بقول:

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فِدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

(از: امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی)

پھر ہرقل نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بڑا قیمتی موتی دیا اور کہا کہ میری طرف سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق کو یہ تحفہ پہنچا دیں۔ بعدہٗ ہرقل نے اپنے خاص سپاہیوں کے گروہ کی نگرانی میں حضرت عبداللہ کو اسلامی لشکر کے کیمپ حلب تک پہنچا دیا۔

ہرقل کا بھیجا ہوا قیمتی موتی حضرت عمر نے بیت المال میں جمع کرا دیا:

ہرقل کے سپاہیوں کی نگرانی میں حضرت عبداللہ بن حذافہ صحیح وسلامت حلب آئے اور حضرت ابوعبیدہ کی خدمت

marfat.com

میں حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہ کو سلامت واپس آتا دیکھ کر جیش اسلام کا ہر مجاہد خوشی میں مچل گیا اور تہلیل وتکبیر کے فلک شگاف نعرے بلند کر کے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ خصوصاً حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بن ولید نہایت مسرور ہوئے۔ حضرت عبداللہ نے اپنے قید ہونے سے لے کر رہا ہو کر حلب تک آنے کی تمام تفصیل بیان فرمائی۔ سب نے ان کو مبارک بادی دی اور استقامت فی الدین کے جذبہ صادق کی تعریف وتحسین کرتے ہوئے دعائے خیر وعافیت دی۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ تمہارے معاملہ میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق بہت ہی فکرمند اور ملول ہیں لہٰذا تم فوراً ان کی خدمت میں مدینہ منورہ روانہ ہو جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ حلب سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ آئے۔ ان کو سلامت اور بخیر وعافیت دیکھ کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سجدہ شکر بجالائے۔ حضرت عبداللہ نے امیر المومنین کو تمام کیفیت کہہ سنائی اور ہرقل نے جو موتی تحفہ میں بھیجا تھا وہ خدمت میں پیش کیا۔ امیر المومنین نے وہ موتی مدینہ منورہ کے تمام جوہریوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کی قیمت کا اندازہ بتائیں۔ سب جوہریوں نے یہی جواب دیا کہ ایسا قیمتی موتی ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس کی قیمت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا بلکہ مدینہ طیبہ کے تمام جوہری مل کر بھی اس کی قیمت نہیں چکا سکتے۔ پھر حضرت عمر فاروق نے تمام صحابہ کرام اور اہل مدینہ کو جمع کیا اور ان کو مطلع فرمایا کہ سگ رومی نے میرے لئے یہ قیمتی موتی کا تحفہ بھیجا ہے۔ اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ سب نے یہی کہا کہ ہرقل نے یہ تحفہ مخصوص آپ کے لئے بھیجا ہے لہٰذا یہ موتی آپ اپنے صَرف میں لائیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ یہ موتی میں رکھ لوں جب کہ مجاہدین اور مہاجرین وانصار کے اہل وعیال بھوکے ہیں؟ اگر کل قیامت کے دن عمر سے اس کا مطالبہ کیا گیا تو اس کا جواب دینے کی عمر میں طاقت نہیں۔ چنانچہ آپ نے وہ موتی بیت المال میں جمع کرا دیا۔ بقول:

عُمَرْ وہ عُمَرْ جس کی عُمْرِ گرامی
ہوئی صَرفِ ارضائے خَلّاقِ واہب

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

اسلامی لشکر نے پہاڑی علاقہ کی فتوحات حاصل کر کے چند دنوں کے لئے حلب میں پڑاؤ کیا کیونکہ حضرت ابوعبیدہ نے عمرو بن العاص کو قیساریہ کے علاقوں میں بھیجا تھا اور وہاں ان کا کیا معاملہ ہوتا ہے اس کے انتظار میں حضرت ابوعبیدہ نے حلب میں توقف کیا تھا۔

اسلامی لشکر کے ہاتھوں فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصریٰ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) شیرز (۱۳) رستن (۱۴) حمات (۱۵) قنسرین (۱۶) بعلبک (۱۷) یرموک (۱۸) بیت المقدس (۱۹) حلب (۲۰) اعزاز (۲۱) انطاکیہ (۲۲) بنج (۲۳) براعہ (۲۴) نابلس (۲۵) قلعہ نجم (۲۶) قورص (۲۷) مرج القبائل۔

marfat.com

جنگِ نخل

حضرت عمرؓو بن العاص پانچ ہزار کا لشکر لے کر قیساریہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ حلب سے بجانب قیساریہ جاتے ہوئے راہ میں ☆معرّات ☆کفرطات ☆قامیہ اور ☆جبل ابی قبیس اور ان کے اطراف کے قلعوں کو از روئے صلح فتح کر لئے اور پھر وہاں سے کوچ کرتے ہوئے ''نخل'' نام کے ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا۔ یہ گاؤں قیساریہ سے بہت ہی قریب تھا۔ وہاں کا حاکم ہرقل بادشاہ کا لڑکا قسطنطین تھا۔ ہرقل بادشاہ کے لشکر نے جب انطاکیہ میں ہزیمت اٹھائی تھی تب اس کے سپاہی انطاکیہ سے بھاگ کر قیساریہ میں آئے تھے۔ قیساریہ میں قسطنطین نے اسی ہزار کا لشکر جمع کر رکھا تھا۔ پھر وہ اپنے باپ کے پاس چلا گیا تھا اور اپنے باپ کے پاس قسطنطنیہ (Istambol) میں چند دن ٹھہرا۔ اسی دوران ہرقل بادشاہ کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ قسطنطین تخت نشین ہوا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ کا معاملہ اس کے سامنے ہی پیش ہوا تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط آنے پر اس نے حضرت عبداللہ کو قید سے رہا کر دیا اور حضرت عبداللہ کو قسطنطنیہ سے حلب روانہ کرنے کے بعد پھر وہ بھی قسطنطنیہ سے قیساریہ آ گیا تھا۔ کیونکہ اس کو اندیشہ تھا کہ اسلامی لشکر قیساریہ کی طرف کوچ کرنے والا ہے۔

قسطنطین (ہرقل Junior) کو نخل گاؤں میں اسلامی لشکر کے پڑاؤ کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے ایک معتمد جاسوس کو اسلامی لشکر کی تعداد معلوم کرنے نخل بھیجا۔ وہ جاسوس نصرانی عرب اور قوم بنو غسان سے تھا اور عربی زبان اس کی مادری زبان تھی لہٰذا اس نے اسلامی لباس پہنا اور اسلامی لشکر کے کیمپ میں داخل ہو گیا۔ وہ نصرانی عرب جاسوس اسلامی لشکر کے کیمپ میں گھومتا رہا اور اسلامی لشکر کی چھوٹی چھوٹی بات بھی نوٹ کرتا رہا۔ وہ جاسوس فصیح اور بلیغ زبان میں گفتگو کرتا تھا لہٰذا کسی کو بھی اس پر شک وشبہ نہیں ہوا۔ وہ جاسوس اسلامی کیمپ میں گشت کرتا ہوا اس جگہ آیا جہاں اہل یمن کے مجاہدین کے خیمے تھے۔ وہ جاسوس یمن کے مجاہدوں کے پاس آیا اور دعا سلام کر کے بیٹھا اور ان کی خیر و عافیت پوچھ کر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا۔ دوران گفتگو وہ کسی کام سے اٹھا کہ اتفاقاً اس کا لمبا کرتہ (جبہ) اس کے پاؤں میں الجھ جانے کی وجہ سے ٹھوکر کھا کر گرا۔ گرتے وقت اس کی زبان سے بیساختہ صلیب کے نام سے کلمہ کفر نکل گیا۔ لہٰذا یمن کے مجاہدوں نے لپک کر اس کو پکڑ لیا اور کسی قسم کی پوچھ گچھ اور تفتیش کئے بغیر مار مار کر ہلاک کر دیا۔ اس معاملہ کی وجہ سے مار پیٹ کا شور بلند ہوا اور حضرت عمرو بن العاص کو خبر

marfat.com

پہنچی۔ لہٰذا حضرت عمرو بن العاص نے نصرانی عرب جاسوس کو مار ڈالنے والے یمنی مجاہدوں کو بلایا اور حال پوچھا تو انہوں نے تمام کیفیت بیان کی۔ اس پر حضرت عمرو بن العاص بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم کو اس جاسوس کو مار ڈالنے کی عجلت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تم پر لازم تھا کہ تم اسے پکڑ کر میرے پاس لے آتے تو میں اس سے تمام باتیں اگلوا لیتا اور اس کے علاوہ دیگر کتنے جاسوس ہمارے کیمپ میں گھس آئے ہیں۔ وہ تمام حقیقت معلوم کر لیتا لیکن تم لوگوں نے ہوش کے بجائے جوش سے کام لیتے ہوئے اسے مار ڈالنے میں جلدی کی اور جو بھید ہم کو معلوم ہو سکتے تھے وہ اس کے مر جانے سے پوشیدہ رہ گئے۔ پھر حضرت عمرو بن العاص نے لشکر میں منادی کرا دی کہ اگر کوئی رومی جاسوس پکڑا جائے تو اس کو مار ڈالنے کے بجائے قید کر کے سردار عمرو بن العاص کے پاس لے جائے۔

قسطنطین اپنے جاسوس کے لوٹنے کا شدت سے انتظار کرتا تھا لیکن اس کا بھیجا ہوا جاسوس واپس نہ لوٹا تو اس نے یقین کر لیا کہ میرا جاسوس مارا گیا ہے لہٰذا اس نے دوسرا جاسوس روانہ کیا۔ دوسرا جاسوس اسلامی لشکر کے کیمپ میں بوجہ خوف نہ آیا بلکہ نخل گاؤں میں گیا۔ گاؤں میں رہ کر دور تک تاک جھانک کر کے اندازہ کر لیا اور قسطنطین کو اطلاع دی کہ اسلامی لشکر کی تعداد صرف پانچ ہزار ہے۔ قیساریہ میں قسطنطین کا لشکر اسی ہزار کی تعداد میں تھا لہٰذا اسلامی لشکر کی پانچ ہزار کی تعداد کی خبر پا کر قسطنطین کا حوصلہ بڑھا اور اس نے قیساریہ کے تمام روساء بطارقہ اور جنگجو لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ صرف پانچ ہزار کی تعداد کا اسلامی لشکر قریب کے گاؤں ''نخل'' میں پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ وہ لشکر ہمارے شہر پر حملہ کرنے آئے اس کے قبل ہم ہی جا کر اس پر حملہ کر کے اس کا صفایا کر دیں۔ سب نے اس کی تائید کی لہٰذا قسطنطین نے اپنے لشکر کو حسب ذیل ترتیب سے منقسم کیا اور اسلامی لشکر پر یورش کرنے کا مصمم قصد کیا۔

☆ ''مسکان'' نام کے بطریق کو دس ہزار کا لشکر دے کر پہلے روانہ کیا اور اس کو طلیعۂ جیش کی حیثیت سے ''نخل'' گاؤں کی طرف جانے کا حکم دیا۔

☆ اس کے پیچھے ''حرسہ'' نامی بطریق کو دس ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا۔

☆ چالیس ہزار کا لشکر لے کر خود قسطنطین آخر میں روانہ ہوا۔

☆ بیس ہزار کا لشکر قیساریہ شہر کی حفاظت کے لئے شہر میں ہی رہنے دیا اور اس بیس ہزار کے لشکر پر اپنے چچا کے بیٹے ''نسطاول'' کو سردار مقرر کیا۔

رومی لشکر کی نخل میں آمد:

اسلامی لشکر بمقام نخل اپنے کیمپ میں تھا کہ دفعۃً دس ہزار کا رومی لشکر نمودار ہوا۔ رومی لشکر کی پہلی قسط کے سردار بطریق مسکان نے اسلامی لشکر کے کیمپ سے کچھ فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے رومی لشکر کی تعداد معلوم کرنے مخبروں کو کام پر لگا دیئے۔ تھوڑی ہی دیر میں مخبروں نے آ کر خبر دی کہ رومی لشکر کی تعداد دس ہزار ہے۔ حضرت عمرو بن العاص بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ بہت آسان مرحلہ ہے کیونکہ اسلامی لشکر کے ایک مجاہد کو رومی لشکر کے دو سپاہیوں سے مقابلہ کرنا

marfat.com

پڑے گا۔ اور یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ حضرت عمرو بن العاص دس ہزار کے رومی لشکر سے مقابلہ کی تجویز سوچ رہے تھے کہ رومی لشکر کے دس ہزار سواروں کی دوسری قسط لے کر بطریق "حرسہ" بھی آ پہنچا۔ حضرت عمرو بن العاص کچھ فکر مند ہوئے اور اب بیس ہزار کے رومی لشکر سے مقابلہ کرنے کی تدبیر سوچنے لگے کہ رومی لشکر کی تیسری قسط چالیس ہزار سپاہیوں کا لشکر جرار لے کر حاکم قسطنطین بھی نخل آ دھمکا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ پانچ ہزار کے اسلامی لشکر کے سامنے ساٹھ ہزار (۶۰،۰۰۰) کا رومی لشکر مقابلہ کرنے کھڑا تھا۔ حضرت عمرو بن العاص کو اب فکر لاحق ہوئی اور لہٰذا حضرت عمرو بن العاص نے لشکر کے اہم اراکین کو جمع کر کے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم یہاں سے کسی شخص کو فوراً حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے پاس بھیج کر کمک طلب کر لیں لیکن حضرت ربیعہ بن عامر نے کہا کہ اے سردار! آپ مطلق فکر مند نہ ہوں۔ ان ساٹھ ہزار رومیوں کے لئے ہم پانچ ہزار کافی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت سے مقام میں ہماری قلیل جماعت کو رومیوں کی جماعت کثیرہ پر غلبہ اور فتح عطا فرما کر ہماری مدد کی ہے۔ لہٰذا نہ تو ہم کو کمک منگانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی ہم کو گھبرانے کی ضرورت ہے۔ بقول:

اے رضاؔ یوں نہ بلک، تو نہیں جیّد تو نہ ہو
سیّد جیّد ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

حضرت ربیعہ بن عامر کی جوشیلی گفتگو سن کر سب نے ان کی تائید کی اور کہا کہ ہم کو کمک منگانے کی ضرورت نہیں لہٰذا حضرت عمرو بن العاص اسلامی لشکر کو کیمپ سے میدان میں لائے۔ اسلامی لشکر نے میدان میں آتے ہی تہلیل وتکبیر کی صدائیں بلند کیں اور بلند آواز سے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانۂ درود شریف بھیجا۔ مجاہدوں کی آوازیں قریب میں واقع پہاڑوں سے ٹکرائیں اور صدائے بازگشت ایسی گونجی کہ جس کو سن کر رومیوں کے دل ہل گئے اور ان پر ایک انجان خوف ورعب طاری ہو گیا۔ قسطنطین عجیب کشمکش میں مبتلا تھا۔ کیونکہ اس کے جاسوسوں نے اسے اطلاع دی تھی کہ اسلامی لشکر کی تعداد صرف پانچ ہزار ہے لیکن جب اس نے اسلامی لشکر کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو اس کو اسلامی لشکر کی تعداد بہت زیادہ محسوس ہوئی۔

امام ارباب سیر وتاریخ، امام اجل، علامہ محمد بن عمرو الواقدی نے قسطنطین کی کیفیت شش وپنج کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:

"اور دیکھا قسطنطین نے مسلمانوں کے لشکر کو پس زیادہ معلوم ہوا اس کی آنکھ میں اور کہا اس نے کہ قسم ہے اپنے دین کی جب آیا اور بلند ہوا تھا میں اس لشکر پر تو نہیں تھے وہ زیادہ پانچ ہزار سے اور اب بڑھ گئی ہے تعداد ان کی اور زیادہ ہوئی مدد ان کی اور نہیں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مدد ان کو دی ہے ساتھ فرشتوں کے اور باپ میرا دانا اور بینا تھا ان عرب کے حال کا اور نہیں ہے میرا لشکر ان ارمنی کے لشکر سے زیادہ جب کہ ملاقی ہوا تھا وہ ان سے یرموک میں دس لاکھ سے اور بتحقیق ندامت حاصل کی میں نے اپنے نکلنے پر ان کے مقابلے کو اور میں قریب تر فکر

کروں گا کسی مکر وفریب کا ان عرب پر۔'' (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۳۹۷)

قسطنطین نے صلح کی گفتگو کے لئے نمائندہ طلب کیا= حضرت بلال کا جانا لیکن......؟

قسطنطین نے قیساریہ شہر کے سب سے بڑے قس (پادری) کو اپنے پاس بلایا۔ وہ قس دین نصرانیہ کا زبردست عالم اور فصیح اللسان خطیب تھا۔ اس سے قسطنطین نے کہا آپ بطور ایلچی جاؤ اور مسلمانوں کے لشکر سے کسی دانا شخص کو صلح کی گفتگو کرنے لے آؤ چنانچہ وہ قس عمدہ لباس زیب تن کر کے اور ہاتھ میں صلیب بلند کر کے سوار ہو کر اسلامی لشکر کے قریب آیا اور کہا کہ میں ہرقل بادشاہ کے شہزادے رحم دل بادشاہ قسطنطین کی طرف سے بطور نمائندہ آیا ہوں۔ بادشاہ قسطنطین تم سے صلح کی خواہش رکھتا ہے کیونکہ وہ ہمارے دین کا بڑا عالم اور دانا شخص ہے۔ وہ خونریزی اور انسانوں کے قتل کو پسند نہیں کرتا ہے۔ لہٰذا تم اپنے لشکر سے کسی فصیح زبان اور عقلمند شخص کو بادشاہ کے پاس صلح کے امر میں گفتگو کرنے بھیجو۔

حضور اقدس جان عالم و رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن اور عاشق صادق حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمرو بن عاص کے سامنے آئے اور فرمایا کہ میں رومیوں کے بادشاہ سے گفتگو کرنے جاتا ہوں۔ حضرت عمرو بن العاص نے کہا کہ اے بلال! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی کے غم میں تم شکستہ حال ہو علاوہ ازیں تم اہل جبش سے ہو اور اہل عرب کی طرح فصیح و بلیغ گفتگو نہیں کر سکو گے۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت بلال سے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ ان کو قسطنطین کے پاس گفتگو کرنے کے لئے جانے سے روکیں اور ان کے بجائے کسی اور کو بھیجیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمرو بن العاص کا مقصد سمجھ گئے۔ لہٰذا انہوں نے حضرت عمرو بن العاص سے جو کہا وہ امام ارباب سیر وتواریخ حضرت علامہ محمد بن عمر واقدی کی زبانی سماعت فرمائیں:

> ''پس کہا بلال رضی اللہ عنہ نے کہ قسم ہے تم کو حق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس امر پر کہ چھوڑ دو تم مجھ کو کہ جاؤں میں اس کی طرف کو پس کہا: عمرو بن العاص نے کہ تم نے بڑی اور بزرگ قسم مجھ کو دلائی۔ جاؤ تم اور اعانت طلب کرو تم اللہ تعالیٰ سے اور نہ ڈرو تم اس سے کلام کرنے میں اور فصاحت بیانی کرو تم جواب میں۔''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۳۹۸)

حضرت بلال کے اس جواب پر تفصیلی گفتگو نہ کرتے ہوئے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ حضرت بلال نے حضرت عمرو بن العاص کو حق رسول اللہ کی قسم دی۔ اور حضرت عمرو بن العاص نے حق رسول اللہ کی قسم کو بڑی اور بزرگ قسم کہا اور حق رسول اللہ کی قسم کا لحاظ کرتے ہوئے انہوں نے حضرت بلال کو قسطنطین سے گفتگو کرنے جانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اگر رسول اللہ کی قسم کھانا شرک ہوتا تو حضرت عمرو بن العاص حضرت بلال کو ایسی قسم کھانے سے منع کرتے۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت بلال کو حق رسول اللہ کی قسم کھانے سے منع کرنے کی بجائے اس قسم کو بزرگ اور ذی وقار کہا اور اس قسم کا لحاظ فرمایا۔ لیکن دور حاضرہ کے منافقین رسول اللہ کی قسم کھانے کو شرک کا فتویٰ دے کر جلیل القدر صحابہ کرام کے مقدس اور پاک دامنوں پر بھی شرک کے فتوے کا کیچڑ اڑاتے ہیں۔

marfat.com

القصہ! حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قس کے سامنے آئے۔ رومی قس نے حضرت بلال کو گھور گھور کر دیکھا۔ حضرت بلال کا سیاہ رنگ کا جسم اور دراز قد اور خون کی طرح سرخ آنکھیں دیکھ کر ہیبت زدہ ہو گیا۔ حضرت بلال نے پھٹی پرانی قمیص پہنی تھی اور سر پر صفوف (بوریا) کا عمامہ باندھا تھا۔ اپنا توشہ دان اور تلوار کو گلے میں لٹکائے ہوئے اور ہاتھ میں عصا (چھڑی) لئے ہوئے تھے۔ رومی قس نے یہ گمان کیا کہ اسلامی لشکر کے سردار نے ہم کو ضعیف اور حقیر جان کر، ہماری تذلیل کرنے کے لئے قصداً کسی عربی النسل فصیح شخص کے بجائے حبشی غلام کو بادشاہ سے گفتگو کرنے بھیجا ہے۔ لہٰذا رومی قس نے کہا کہ اے غلام! تم واپس چلے جاؤ کیونکہ ہمارے بادشاہ نے تمہارے لشکر کے سرداروں میں سے کسی کو گفتگو کرنے طلب کیا ہے۔ حضرت بلال نے فرمایا کہ میں بلال مؤذن رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں۔ میں تمہارے بادشاہ سے گفتگو کرنے میں عاجز ہو کر پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ رومی قس نے کہا تم اپنی جگہ پر ہی ٹھہرو، میں بادشاہ کو تمہارے متعلق اطلاع کرتا ہوں اور اگر اجازت دی تو تم کو ساتھ لے چلوں گا۔ رومی قس فوراً قسطنطین کے پاس گیا اور اسے صورت حال سے واقف کیا۔ قسطنطین نے کہا کہ میں مسلمانوں کے سردار کے علاوہ کسی اور سے گفتگو نہیں کروں گا، رومی قس واپس آیا اور کہا کہ بادشاہ صرف تمہارے سردار سے ہی بات چیت کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا حضرت بلال رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے اور حضرت عمرو بن العاص کو اس امر کی اطلاع دی۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول کو لشکر کا نشان سپرد کیا اور فرمایا کہ اگر رومی میرے ساتھ غدر اور بے وفائی کریں تو میری جگہ تم سنبھالنا۔ پھر حضرت عمرو بن العاص رومی قس کے ہمراہ قسطنطین کے خیمہ میں گئے۔

حضرت عمرؓو بن العاص اور قسطنطین میں گفتگو:

جب حضرت عمرو بن العاص قسطنطین کے خیمہ میں گئے تو اس کے مصاحب اور بطارقہ اس کے اردگرد جمع تھے۔ خیمہ میں اعلیٰ قسم کے تخت بچھائے گئے تھے اور تکلفات کا کافی سامان خیمہ میں رکھا ہوا تھا۔ قسطنطین نے حضرت عمرو بن العاص کو مرحبا کہا اور ایک تخت پر بیٹھنے کی درخواست کی لیکن حضرت عمرو بن العاص نے تخت پر بیٹھنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ تیرے فرش سے اللہ کا فرش پاک اور عمدہ ہے۔ پھر آپ زمین پر چارزانو اس طرح بیٹھے کہ اپنے نیزے کو آگے رکھا اور تلوار کو ران پر رکھا اور فرمایا کہ اے روم کے بادشاہ! جو کچھ بھی کہنا ہو، وہ کہو۔ قسطنطین نے کہا کہ اے عربی جوان! تم عرب سے ہو اور ہم روم سے ہیں۔ قوم عرب اور قوم روم باعتبار نسب بھائی بھائی ہیں۔ لہٰذا اس نسبت قرابت اور یگانگت کا لحاظ کرنا اور خونریزی سے باز رہنا تم پر اور ہم پر لازم ہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا کہ تمام رشتوں سے ایمان کا رشتہ مقدم ہے۔ اگر حقیقی باپ یا بھائی بھی اللہ اور رسول کا دشمن ہے تو اس سے ہم لڑتے ہیں یہاں تک کہ اس کو قتل کرتے ہوئے بھی جھجکتے نہیں لیکن اگر کوئی انجان شخص ایمان قبول کرتا ہے تو ہم اس سے بھائی چارہ اور ہم دردی کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر تم کو ہمارا بھائی بننا ہے تو اسلام میں داخل ہو جاؤ تاکہ تمہارا اور ہمارا معاملہ یکساں ہو جائے۔

قسطنطین نے کہا کہ اے عربی برادر! تمہارے نبی حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں اور ہم اہل روم عیص بن اسحٰق بن ابراہیم کی اولاد سے ہیں۔ ہمارا نسب حضرت ابراہیم علیہ

marfat.com

اسلام میں آ کر ملتا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا کہ تمہارے باپ عیص بن اسحٰق نے اپنی والدہ کی نافرمانی کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے بھائی یعقوب بن اسحٰق کی قرابت سے نکل گئے۔ اسی طرح تم نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کر کے اپنے کو ہماری قرابت سے خارج کر دیا ہے۔ ہم سے قرابت اور یگانگت کا رشتہ قائم کرنے کے لئے صرف ایک ہی راہ ہے اور یہ ہے کہ تو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ '' کا کلمہ پڑھ کر دین اسلام میں داخل ہو جا یہ کلمہ کہتے ہی ہم آپس میں بھائی اور دوست بن جائیں گے اور میرا اور تیرا حال یکساں ہو جائے گا۔ قسطنطین نے کہا کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین سے منحرف نہیں ہوں گے۔ حضرت عمرو بن العاص نے کہا کہ اگر دین اسلام اختیار کرنا تمہیں منظور نہیں تو جزیہ ادا کرو اور ہماری تلواروں سے بے خوف ہو جاؤ۔ قسطنطین نے کہا تم کو جزیہ ادا کر کے ذلت اور رسوائی اختیار کرنا بھی ہمیں منظور نہیں۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا تو پھر تمہارے اور ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرنے والی ہے۔ یہ فرما کر حضرت عمرو بن العاص کھڑے ہو گئے اور آئندہ کل جنگ کا معاہدہ کر کے واپس لوٹے۔

آغاز جنگ بمقام نخل:

حضرت عمرو بن العاص قسطنطین کے خیمہ سے نکل کر اسلامی لشکر میں واپس آئے۔ ان کی سلامت واپسی پر مجاہدوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور تہلیل و تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ پھر حضرت عمرو بن العاص نے اسلامی لشکر کو لڑائی کے میدان سے کیمپ میں واپس جانے کا حکم دیا۔ اسلامی لشکر نے کیمپ میں رات بسر کی اور دوسرے دن علی الصبح حضرت عمرو بن العاص اسلامی لشکر کو لے کر میدان میں آئے اور لشکر کی صف بندی کر کے میمنہ اور میسرہ وغیرہ کی ترتیب دی۔ رومی لشکر بھی اپنے کیمپ سے نکل کر میدان میں آیا۔ قسطنطین نے اپنے لشکر کی صف بندی اور ترتیب کی اور لشکر کے آگے تیر اندازوں کو کھڑا کر دیا۔ ان تیر اندازوں میں سے ایک تیر انداز نے اسلامی لشکر کے میمنہ پر تیر چلایا اور ایک مجاہد کو زخمی کر دیا۔ پھر اس رومی نے اسلامی لشکر کے میسرہ پر تیر چلایا اور ایک مجاہد کو شہید کر دیا۔ اس کی یہ جرأت دیکھ کر اسلامی لشکر سے قوم ثقیف کا ایک مجاہد اپنے ہاتھ میں عربی کمان اور تیر لے کر میدان میں آیا اور اس رومی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس ثقفی مجاہد نے زرہ یا خود کچھ بھی نہیں پہنا تھا پرانے اور پھٹے کپڑوں میں ملبوس اس مجاہد نے اپنے سر پر ایک پرانا عمامہ باندھا تھا۔ رومی گبر نے دیکھا کہ اس جوان کے بدن پر لوہے کی کوئی چیز نہیں ہے تو اس نے ثقفی مجاہد کو حقیر جانا اور ایک تیر چھوڑا۔ تیر ثقفی مجاہد کے سینہ کے بجائے پوستین میں لگ کر الجھ گیا اور کارگر نہ ہوا۔ اس رومی گبر کو اپنے تیر اندازی کے فن پر بہت ناز و غرور تھا۔ اس نے دیکھا کہ میرے تیر نے خطا کھائی ہے تو وہ خشمناک ہوا اور فوراً ترکش سے ایک تیر نکال کر کمان پر چڑھایا اور ثقفی مجاہد پر نشانہ باندھا لیکن وہ تیر چلائے اس سے پہلے ثقفی مجاہد کی عربی کمان سے تیر چل چکا تھا اور گج کرتا ہوا اس کے حلق میں پیوست ہو کر پیچھے کی طرف نکلا اور ایک ہی تیر میں وہ رومی گبر مردہ ہو کر زمین پر گرا۔ ثقفی مجاہد نے اس گبر کا جنگی ساز و سامان لیا اور پھر اسلامی لشکر میں واپس چلا آیا۔

ہرقل بادشاہ جب زندہ تھا تب اس نے اپنے بیٹے قسطنطین کے مخصوص نگرانی کے لئے محافظ خاص کی حیثیت سے بطریق ''قیدمون'' کو قیساریہ بھیجا تھا۔ قیدمون بطریق ہرقل بادشاہ کا ماموں اور خاص الخاص شہسوار تھا۔ ملک شام میں ایک دلیر جنگجو

marfat.com

کی حیثیت سے ان کا نام تھا۔ وہ جنگ کے کرتب کا کہنہ مشق تجربہ کار تھا۔ قسطنطین نے اسلامی لشکر کے مجاہدوں پر رعب ڈالنے کی غرض سے بطریق قیدمون کو میدان میں بھیجا۔ میدان میں آتے ہی قیدمون نے اپنے گھوڑے کو گرداوے دیئے اور اپنی شجاعت اور بہادری کے فخریہ اشعار للکارنے لگے۔ ایک یمن کا باشندہ نوجوان مجاہد اپنی والدہ اور بہن کے ہمراہ اسلامی لشکر میں شامل تھا۔ وہ یمنی مجاہد میدان میں آیا اور آتے ہی بطریق قیدمون پر نیزہ کا وار کیا۔ لیکن قیدمون نے لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی لہٰذا نیزہ کارگر ثابت نہ ہوا اور نیزہ بطریق قیدمون کی لوہے کی زرہ میں پھنس گیا۔ یمنی مجاہد نے نیزہ واپس کھینچنے کی کوشش کی لیکن قیدمون نے تلوار کا وار کر کے نیزہ کی لکڑی کاٹ ڈالی۔ اب یمنی مجاہد کے ہاتھ میں صرف نیزہ کی لکڑی تھی جس کو یمنی مجاہد نے لاٹھی کی طرح گھومانی شروع کیا لیکن بطریق قیدمون نے موقع پا کر یمنی مجاہد پر تلوار کا وار کر کے ان کے دو ٹکڑے کر کے شہید کر دیا۔

ایک ناتجربہ کار اور نہتا مجاہد شہید کرنے کی کامیابی پر بطریق قیدمون گھمنڈ اور غرور کے نشے میں جھومنے لگا اور اپنے گھوڑے کو تیز رفتار سے میدان میں گرداوے دینے لگا اور پکار پکار کر مقابل طلب کرنے لگا۔

کاتب رسول حضرت شرحبیل بن حسنہ اور بطریق قیدمون کی جنگ:

بطریق قیدمون کی مبارزت پر اسلامی لشکر سے ''ابن قشم'' نام کے ایک مجاہد میدان میں آئے لیکن ان کو تلوار زنی کرنے کا موقع ہی میسر نہ ہوا۔ کیونکہ ان کے میدان میں آتے ہی قیدمون نے تلوار کا وار کر کے ان کو شہید کر دیا۔ قیدمون کی اس دوسری کامیابی پر رومی لشکر نے کفر کے نعرے بلند کر کے قیدمون کی حوصلہ افزائی کی۔ قیدمون ازراہ تکبر اپنی کامیابی پر پھولا نہ سماتا تھا۔ وہ میدان میں گرداوے دیتا تھا اور مقابل طلب کرتا تھا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ نے جب دیکھا کہ ملعون بطریق نے دو نوجوان مجاہدوں کو شہید کر دیا ہے تو اپنے نفس سے فرمایا کہ اے نفس! افسوس ہے تجھ پر کہ نوجوان مجاہد تو جام شہادت سے سیراب ہوتے ہیں اور تو سلامت اور زندہ بیٹھا ہے؟ یہ خیال آتے ہی حضرت شرحبیل بن حسنہ نے حضرت عمرو بن العاص سے اجازت لی اور میدان میں آئے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات بھر عبادت کر کے شب بیداری کرتے تھے لہٰذا وہ بہت لاغر، نحیف اور دبلے پتلے تھے۔ بطریق قیدمون حضرت شرحبیل کے ناتواں اور ضعیف جسم کو دیکھ کر حقارت سے ہنسا۔ بطریق قیدمون طویل جسامت اور بھاری ڈیل ڈول والا شخص تھا۔ اسے اپنے موٹے اور تروتازہ بدن کا بہت ناز و غرور تھا۔

حضرت شرحبیل کے میدان میں آتے ہی بطریق قیدمون نے جست لگا کر تلوار کا وار کیا لیکن حضرت شرحبیل نے اس کے وار کو خالی پھیرا اور بازگشت وار کیا، جس کو قیدمون نے ڈھال پر لے کر بچایا۔ دونوں میں شدت سے تلوار زنی ہونے لگی۔ تلواروں کے ٹکرانے کی چقاچاق اور آگ کے شرارے بلند ہونے لگے۔ دونوں نے تلوار زنی کے کرتب دکھا کر دیکھنے والوں کو متعجب کر دیا۔ دونوں کی لڑائی نے طول پکڑا اور دونوں لشکر کے لوگ ان دونوں پر نظریں جما کر دونوں کے تلوار زنی کے فن کی داد دے رہے تھے۔ اس دن صبح سے ہی آسمان میں گھنے بادل چھائے ہوئے تھے۔ جب دونوں کی لڑائی کا آغاز ہوا تھا تب ہلکی

marfat.com

بونداباندھی ہو رہی تھی جب دونوں کی لڑائی شباب پر تھی تب دفعۃً موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ پانی اس شدت سے برستا تھا کہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آسمان سے پانی کا پرنالہ بہہ رہا ہے۔ دونوں کے گھوڑوں کی پیٹھ سے زین پھسلنے لگے اور گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر توازن برقرار رکھنا اور لڑنا مشکل ہوگیا لہٰذا دونوں پاپیادہ ہو کر لڑنے لگے لیکن اب تلواریں بھی ہاتھ سے پھسلنے لگیں لہٰذا دونوں نے تلواریں پھینک دیں اور کشتی لڑنے لگے۔ دوران کشتی بطریق قیدمون نے حضرت شرحبیل کے شکم میں گھونسا مارا اور ایسا شدت سے گھونسا مارا کہ حضرت شرحبیل چت گر پڑے۔ قیدمون چھلانگ لگا کر ان کے سینہ پر سوار ہوگیا اور دونوں ہاتھوں سے حضرت شرحبیل کا گلا گھونٹنے لگا۔ بطریق قیدمون کا ارادہ حضرت شرحبیل کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دینے کا تھا۔ حضرت شرحبیل کے ضعیف اور لاغر جسم پر بطریق قیدمون کے بھینسے جیسا وزنی جسم بھاری بوجھ کی شکل میں وارد تھا اور مزید برآں اس کے ہاتھ کے مضبوط پنجے کی آہنی انگلیاں حضرت شرحبیل کی گردن کے اردگرد لپٹ گئی تھیں۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ کو اپنی شہادت کا یقین ہوگیا تھا۔ بظاہر بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔ ایسے عالم میں حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باآواز بلند "یَا غَیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ" پکارا۔

اچانک اسی وقت رومی لشکر سے ایک شخص نکلا اور برق رفتاری سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا کہ رومی لشکر کا کوئی کافر سپاہی بطریق قیدمون کو گھوڑا پہنچانے اور اس کی مدد کرنے آ رہا ہے۔ وہ سوار آن واحد میں وہاں پہنچا اور گھوڑے کی پشت سے جست مار کر پاپیادہ ہوگیا اور بطریق قیدمون پر تلوار کا وار کر کے اس کی گردن اڑا دی اور حضرت شرحبیل سے کہا کہ اے بندۂ خدا! اٹھ کھڑا ہوا۔ بے شک تیرے پاس پروردگار فریادرس کی مدد آ پہنچی ہے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اس شخص سے فرمایا کہ خدا کی قسم! تیرے اس کام سے زیادہ حیرت انگیز کام میں نے نہیں دیکھا کیونکہ تو رومی لشکر سے آیا ہے اور بجائے اپنے بطریق کی اعانت کرنے اس کو ہلاک کردیا۔ تو کون ہے؟ اس شخص نے اپنے چہرہ پر ڈھاٹا باندھا تھا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ کو اس شخص نے اپنا تعارف کراتے ہوئے جو جواب دیا، اس کو علامہ واقدی قدس سرہٗ کی زبانی سماعت فرمائیں۔

> "اس نے کہا میں بدبخت راندہ گیا طلیحہ بن خویلد الاسدی ہوں کہ دعویٰ کیا تھا میں نے نبوت کا بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور جھوٹ باندھا تھا میں نے اللہ تعالیٰ پر اور گمان کیا تھا میں نے اس بات کا کہ میرے اوپر آسمان سے وحی اترتی ہے۔" (حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص:۴۰۵)

نبوت کے جھوٹے دعویدار طلیحہ کا واقعہ اور اس کی توبہ = حضرت عمر کے پاس جانا:

طلیحہ بن خویلد اسدی کے علاوہ بھی کئی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جن میں (۱) مسیلمہ بن ثمامہ کذاب (۲) مسیلمۃ الکذاب کی بیوی سجاح بنت حارث اور (۳) اسود عنسی منسوب عنس بن قدحج کو بہت شہرت حاصل ہوئی تھی۔ ان سب کو حضرت خالد بن ولید نے لشکرکشی کر کے ختم کردیا تھا۔ طلیحہ بن خویلد اسدی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے خروج کیا تھا اور عروج پایا تھا۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس اللہ

marfat.com

کی طرف سے وحی لے کر آتے ہیں۔ طلیحہ بن خویلد استدراج سے مخفی باتیں کر کے لوگوں کو گمراہ کیا کرتا تھا مثلاً سفر میں پانی کہاں ملے گا وغیرہ۔ امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو لشکر کا سردار مقرر فرما کر طلیحہ سے جنگ کرنے ارسال فرمایا۔ حضرت خالد بن ولید لشکر لے کر قبیلۂ طے پہنچے اور ''کوہ سلمیٰ'' و ''کوہِ اِجاء'' نام کی دو پہاڑیوں کے درمیان لشکر کا پڑاؤ کیا۔ گردونواح میں جو قبائل اسلام پر قائم تھے وہ بھی اسلامی لشکر میں آملے اور سب نے مل کر طلیحہ کے لشکر سے جنگ کی اور طلیحہ کے لشکر کو شکست فاش ہوئی۔ طلیحہ اپنے معین خاص عینیہ بن حصین کے ہمراہ اپنی بیوی کو لے کر ملک شام کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت خالد بن ولید سے وہ ایسا ڈر گیا تھا کہ ملک حجاز کی سرحدیں عبور کر کے ملک شام میں ہی سکونت اختیار کر لی اور قوم کلب کے ایک گاؤں میں اپنی اہلیہ کے ساتھ رہنے لگا۔ پھر اس کو توبہ کی توفیق ہوئی اور اس نے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس پر حضرت خالد بن ولید کا ایسا خوف طاری ہو گیا تھا کہ وہ امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مدینہ منورہ آنے سے بھی ڈرتا تھا۔ اس کو یہ خوف لاحق ہو گیا تھا کہ امیر المومنین کی خدمت میں جاتے وقت بھی اگر حضرت خالد بن ولید نے مجھے راستہ میں کہیں بھی دیکھ لیا تو مجھ کو دیکھتے ہی قتل کر ڈالیں گے لہٰذا اس نے مدینہ منورہ آنے کی ہمت نہیں کی اور ملک شام میں چھپا رہا اور مناسب موقع کا انتظار کرنے لگا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد طلیحہ بن خویلد نے سنا کہ اب حضرت عمر فاروق اعظم خلیفۃ المسلمین کے منصب پر فائز ہوئے ہیں تو اس کا حوصلہ پست ہو گیا اور مدینہ منورہ جا کر توبہ کرنے کی امید و آس چھوڑ دی۔

جب حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر کے ساتھ ملک شام آئے تو طلیحہ بہت گھبرایا۔ اس کو یہ اندیشہ تھا کہ اگر حضرت خالد بن ولید کو صرف اتنا ہی پتہ چل گیا کہ میں ملک شام میں پناہ گزیں ہوں تو وہ ملک شام کا چپہ چپہ چھان ماریں گے اور کسی نہ کسی طرح مجھ کو ڈھونڈ کر قتل کر ڈالیں گے۔ لہٰذا وہ ایک مقام پر رہنے کے بجائے خانہ بدوشوں کی طرح اس شہر سے اس شہر مارا مارا پھرنے لگا۔ اس نے اپنا نام اور حلیہ بھی بدل دیا تھا تاکہ اسے کوئی پہچان نہ سکے۔ طلیحہ اسلامی لشکر کی تمام سرگزشت اور سرگرمی کی مکمل واقفیت رکھنے لگا کہ آج اسلامی لشکر نے فلاں قلعہ فتح کر لیا، آج فلاں شہر پر قبضہ کر لیا، آج فلاں مقام سے فلاں مقام کی طرف کوچ کی وغیرہ وغیرہ۔ جب طلیحہ کو پتہ چلا کہ اسلامی لشکر قیساریہ کی طرف گیا ہوا ہے تو وہ قیساریہ جا کر قسطنطین کے لشکر میں بحیثیت سپاہی شامل ہو گیا اور یہ ارادہ کیا کہ اگر موقع مل گیا تو رومی لشکر کے ساتھ مکر و فریب کر کے اسلامی لشکر کی کوئی ایسی خدمت انجام دے دوں کہ میرے ماضی کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور اسی نظریہ کے تحت اس نے کاتب رسول حضرت شرحبیل بن حسنہ کی جان بچائی اور قسطنطین کے دائیں ہاتھ کی حیثیت رکھنے والے بطریق قیدمون کو قتل کر دیا۔

بطریق قیدمون کو قتل کر کے طلیحہ نے کسی انجان مقام کی طرف بھاگ جانے کا قصد کیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ نے فرمایا کہ اے طلیحہ کہاں جاتا ہے؟ اسلامی لشکر کی طرف پلٹ۔ طلیحہ نے کہا کہ خدا کی قسم! میں وہ مجرم ہوں کہ مسلمانوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں۔ حضرت شرحبیل نے اس کو فرار ہونے سے روکا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

marfat.com

اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (۷-۱۵۶)'' یعنی ''میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو''۔ اے طلیحہ! ہمارے آقا و مولیٰ، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ'' اَلتَّوْبَۃُ تَمْحُوْا مَا قَبْلَھَا '' یعنی ''توبہ مٹا دیتی ہے اس چیز کو جو اس کے پہلے ہوئی ہے۔'' پھر حضرت شرحبیل بن حسنہ نے طلیحہ کا بازو تھاما اور فرمایا کہ اے طلیحہ: میں تجھ کو جانے نہیں دوں گا۔ بلکہ اسلامی لشکر کی طرف لے جاؤں گا۔ طلیحہ نے کہا کہ میں اسلامی لشکر کی طرف تو ہرگز نہیں آؤں گا کیونکہ خالد بن ولید مجھ کو دیکھتے ہی قتل کر ڈالیں گے۔ حضرت شرحبیل نے فرمایا کہ اس لشکر کے سردار حضرت عمرو بن العاص ہیں اور حضرت خالد بن ولید اس لشکر میں شامل نہیں۔ وہ اس وقت حضرت ابوعبیدہ کے لشکر کے ساتھ بمقام حلب ہیں۔ جب طلیحہ کو حضرت خالد بن ولید کی عدم موجودگی کی حقیقت معلوم ہوئی تو اس کو ڈھارس بندھی اور وہ حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ اسلامی لشکر میں آیا۔ جب طلیحہ حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ اسلامی لشکر میں آیا تو کسی نے بھی اس کو نہیں پہچانا کیونکہ اس نے اپنے بڑے عمامہ سے ڈھاٹا باندھ کر اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا۔ حالانکہ سب نے اس کو دیکھا تھا کہ اسی شخص نے حضرت شرحبیل کی جان بچائی ہے اور بطریق قیدمون کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا مجاہدوں نے حضرت شرحبیل سے پوچھا کہ ہم پر احسان کرنے والا یہ شخص کون ہے؟ حضرت شرحبیل نے فرمایا کہ یہ طلیحہ بن خویلد اسدی مدعی نبوت ہے۔ مجاہدوں نے کہا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس کو توبہ اور رجوع کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ نے مجاہدوں سے طلیحہ بن خویلد کا تعارف اور ملاقات کرانے کے بعد اس کو حضرت عمرو بن العاص کے پاس لائے۔ حضرت عمرو بن العاص نے طلیحہ کو توبہ اور رجوع کرنے پر مبارکباد دی اور مرحبا کہا اور طلیحہ نے جو کام انجام دیا تھا اس کا شکریہ ادا کیا۔ طلیحہ نے حضرت عمرو بن العاص سے کہا کہ اے سردار! لیکن حضرت خالد بن ولید میرے اس کام سے بھی خوش نہ ہوں گے بلکہ اگر اب بھی وہ مجھے دیکھیں گے تو فوراً قتل کر دیں گے۔ مجھے ان کا بہت ڈر لگتا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے طلیحہ بن خویلد سے فرمایا کہ میں تم کو ایک تدبیر بتاتا ہوں کہ اس تدبیر سے تم حضرت خالد بن ولید کی تلوار کی ضرب سے امان حاصل کرو گے۔ میرا مشورہ ہے کہ آج تم نے اسلامی لشکر کی عظیم خدمت انجام دیتے ہوئے کاتب رسول حضرت شرحبیل کی جان بچا کر بطریق قیدمون کو قتل کیا ہے اس کام کی میں تمہیں سند لکھ دوں اور اس سند پر یہاں موجود اسلامی لشکر کے معزز صحابہ کرام کے دستخط بطور گواہی کروا دیتا ہوں اور تم یہ سند لے کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کے پاس چلے جاؤ، اگر وہ تمہاری توبہ پر اعتماد کر کے تمہاری جان بخش دیں اور امان دے دیں تو پھر خالد بن ولید بھی تم سے مزاحم نہ ہوں گے۔

طلیحہ بن خویلد نے حضرت عمرو بن العاص کی تجویز کو پسند کیا چنانچہ حضرت عمرو بن العاص نے اس کو ایک سند لکھ کر دی اور اس سند پر اجلہ صحابہ کرام کے دستخط بطور گواہی ثبت کرائے اور اس سند کو طلیحہ بن خویلد کو دے کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت میں روانہ کیا۔ طلیحہ بن خویلد نخل سے مدینہ منورہ آیا تو پتہ چلا کہ امیر المومنین تو مکہ معظمہ حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد رکے ہوئے ہیں لہٰذا طلیحہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم کو خانہ کعبہ میں اس حال میں پایا کہ آپ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر گریہ وزاری کر رہے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں توبہ واستغفار کرتے ہوئے زار وقطار

marfat.com

رو رہے ہیں۔ طلیحہ بھی آپ کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا اور زار و قطار رونے لگا اور خانہ کعبہ کا غلاف تھام کر بلند آواز سے پکارا کہ اے امیر المومنین میں اپنے سابقہ گناہوں سے رب کعبہ کی جانب صدق دل سے توبہ کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔ امیر المومنین نے طلیحہ کی طرف التفات کرتے ہوئے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ طلیحہ نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ میں راندہ گیا اور بدبخت طلیحہ بن خویلد الاسدی ہوں۔ حضرت عمر فاروق اس کا جواب سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ اے طلیحہ! سختی ہو تجھ پر، اگر میں نے تجھ کو معاف بھی کر دیا تو کل قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ کو حضرت عکاشہ محصن الاسدی کو شہید کرنے کے معاملہ میں کیا جواب دو گے؟ طلیحہ نے عرض کیا عکاشہ جیسے نیک بخت شخص کو شہید کر کے میں بدبخت اور بڑا مجرم بنا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ فی الحال میں نے جو کام کیا ہے اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ میری اس خطا کو بخش دے۔ پھر طلیحہ نے حضرت عمرو بن العاص کا سفارشی خط اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کی جان بچا کر بطریق قیدمون کو قتل کرنے کی خدمت کی سند امیر المومنین کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت عمر فاروق اعظم تمام کیفیت معلوم کر کے بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے طلیحہ! بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔

پھر حضرت عمر فاروق اعظم نے اس کو ازسر نو کلمہ پڑھایا اور توبہ و استغفار کرانے کے بعد اسے اپنی قیام گاہ پر لائے اور اپنے ساتھ ٹھہرایا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق جتنے دن مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے، اتنے دن طلیحہ کو اپنے ساتھ ہی ٹھہرایا اور جب آپ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو طلیحہ کو بھی اپنے ساتھ لے آئے۔ طلیحہ مدینہ منورہ میں حضرت عمر فاروق کے ساتھ چند روز ٹھہرا پھر حضرت عمر نے طلیحہ کو اسلامی لشکر کے ساتھ ملک فارس جہاد کے لئے بھیج دیا۔

طلیحہ بن خویلد الاسدی صدق دل سے اپنی توبہ پر قائم رہے اور اسلام کی عظیم اور بے لوث خدمات انجام دیں۔ شیخ محقق، شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ طلیحہ بن خویلد نے اپنی باقی زندگی اسلامی لشکر کے ساتھ دشمنان اسلام کے سامنے جہاد کرنے میں بسر کی اور جہاد کرتے ہوئے "نہاوند" کی جنگ میں شہید ہوئے۔ (حوالہ: مدارج النبوۃ، جلد:۲، ص:۶۹۱)

قسطنطین کا جنگ سے فرار:

جب بطریق قیدمون اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کے درمیان جنگ ہو رہی تھی تب ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی تھی اور پھر ہر لحہ بارش اور تیز ہوا کے طوفان کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا۔ دھواں دھار بارش اور ہوا کی تیز آندھی کی وجہ سے کھلے میدان میں ٹھہرنا ناممکن ہو گیا تھا۔ رومی لشکر اپنے کیمپ میں جا کر خیموں میں پناہ گزین ہو گیا لیکن اسلامی لشکر میں صرف چند ہی خیمے تھے لہٰذا اسلامی لشکر نے قریب میں واقع جابیہ شہر میں پناہ لی۔ جابیہ شہر پہلے ہی سے صلح میں داخل تھا لہٰذا اسلامی لشکر نے وہاں جانا پسند کیا۔ تین شب و روز اسی طرح مسلسل شدت سے پانی برسا اور جل تھل بھر گئے۔ چوتھے دن بارش رکی اور آفتاب بھی نکلا۔ لہٰذا حضرت عمرو بن العاص نے اسلامی لشکر کو بمقام نخل میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا۔ جب اسلامی لشکر نخل کے معرکہ جنگ میں آیا تو رومی لشکر کا نام و نشان نہ تھا۔ تمام خیمے اور جنگ کا ساز و سامان لے کر رومی لشکر نو دو گیارہ ہو گیا تھا۔ رومی لشکر کے فرار کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ بطریق قیدمون کے مارے جانے سے قسطنطین کا حوصلہ ٹوٹ گیا۔ اس کو ایسا محسوس ہونے لگا

marfat.com

کہ گویا اس کا دایاں بازو کٹ گیا ہے۔ کیونکہ بطریق قیدمون کی شجاعت اور جنگی مہارت پر اسے بہت اعتماد و بھروسا تھا۔ قسطنطین نے ایوان لشکر کو برائے مشورہ جمع کرتے ہوئے کہا ہمارے لاکھوں کے عظیم لشکر نے یرموک کی لڑائی میں منہ کی کھاتے ہوئے ہزیمت اٹھائی ہے اور میرے والد ہرقل بھی انطاکیہ کی لڑائی درمیان سے چھوڑ کر رات میں قسطنطنیہ مفرور ہو گئے۔ علاوہ ازیں مجھے اطلاع ملی ہے کہ اسلامی لشکر دو تین حصوں میں منقسم ہو کر متفرق مقامات میں گشت کر رہا ہے۔ ان کے دو بڑے سردار ابوعبیدہ اور خالد بن ولید اپنے ساتھ بڑا لشکر لے کر حلب سے کوچ کر کے قیساریہ کی طرف آ رہے ہیں۔ اگر ہم یہاں نخل میں مسلمانوں کے چھوٹے لشکر سے الجھنے میں مصروف رہے اور ہماری عدم موجودگی میں اسلامی لشکر نے قیساریہ پر یورش کر دی تو شہر پر قبضہ کر لینا ان کے لئے بہت آسان ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ قیساریہ پر مسلمان قابض ہو جائیں گے اور قیساریہ ہمارے ہاتھوں سے اس طرح نکل جائے گا کہ ہم شہر کے باہر ہی رہ جائیں گے اور ہمارا قلعہ میں داخل ہونا بھی غیر ممکن ہو جائے گا۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ہم جلد از جلد قیساریہ پہنچ جائیں اور شہر کی حفاظت کا انتظام کریں۔ تمام نے قسطنطین کی رائے سے اتفاق کیا اور بارش رکنے کی شب میں ہی رومی لشکر میدان سے قیساریہ فرار ہو گیا۔

حضرت عمرو بن العاص بمقام نخل ٹھہرے اور صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراح کی خدمت میں خط ارسال کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے خط کا جواب لکھا اور حضرت عمرو بن العاص کو حکم دیا کہ میرا خط ملتے ہی قیساریہ پر کوچ لے جاؤ اور میں ''صور''، ''عکہ'' اور ''طرابلس'' کی جانب روانہ ہوتا ہوں۔ حضرت عمرو بن العاص نے اپنے لشکر کو قیساریہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اِدھر حضرت عمرو بن العاص نخل سے قیساریہ کی جانب روانہ ہوئے اور اُدھر حضرت ابوعبیدہ نے ملک شام کے ساحلی علاقوں کے شہر قلعۂ صور، قلعہ عکہ اور قلعۂ طرابلس کی جانب روانہ ہونے کا قصد فرمایا۔

اب تک فتح ہونے والے مقامات:

(۱) ارکہ (۲) سخنہ (۳) تدمر (۴) حوران (۵) بصریٰ (۶) بیت لہیا (۷) اجنادین (۸) دمشق (۹) حصن ابی القدس (۱۰) جوسیہ (۱۱) حمص (۱۲) شیرز (۱۳) رستن (۱۴) حمات (۱۵) قنسرین (۱۶) بعلبک (۱۷) یرموک (۱۸) بیت المقدس (۱۹) حلب (۲۰) اعزاز (۲۱) انطاکیہ (۲۲) بنج (۲۳) براعہ (۲۴) نابلس (۲۵) قلعہ نجم (۲۶) قورص (۲۷) مرج القبائل (۲۸) نخل

marfat.com

فتح قلعۂ طرابلس

حضرت ابوعبیدہ بن جراح صور، عکہ اور طرابلس کی جانب روانہ ہونے کا قصد فرما رہے تھے کہ حضرت یوقنا عبداللہ نے ان سے عرض کیا کہ اے سردار! آپ مجھ کو اجازت مرحمت فرمائیں تا کہ میں آپ سے پہلے لشکر کے طلیعہ کی حیثیت سے ساحلی علاقوں کی جانب جاؤں اور وہاں کے شہروں کے رومیوں سے مکر وفریب کر کے ان پر غلبہ حاصل کر کے اسلام کی حتی الامکان خدمت انجام دوں۔ حضرت ابوعبیدہ نے خوش ہو کر حضرت یوقنا کی درخواست منظور فرمالی اور دعائے فتح ونصرت دیتے ہوئے طلیعہ کی حیثیت سے پہلے روانہ ہونے کی اجازت دے دی۔ حضرت یوقنا جب حلب کے حاکم تھے تب ان کے جو ساتھی اور معاون تھے وہ حضرت یوقنا کے ساتھ اسلام میں داخل ہو چکے تھے ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ علاوہ ازیں حضرت یوقنا نے رومۃ الکبریٰ کے حاکم فلیطانوس اور ان کے تین ہزار ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ کل سات ہزار نومسلم رومی مجاہدوں کا لشکر لے کر حضرت یوقنا عبداللہ اور حاکم فلیطانوس حلب سے ساحلی علاقوں کی طرف حضرت ابوعبیدہ سے پہلے روانہ ہوئے۔

طرابلس کی کمک کو جانے والے قیساریہ کے لشکر سے حضرت یوقنا کی ملاقات:

حضرت یوقنا عبداللہ اور حضرت حاکم فلیطانوس کے ساتھ جو سات ہزار کا اسلامی لشکر تھا اس کے تمام مجاہد نومسلم رومی تھے اور ان سب نے رومیوں کا لباس پہنا تھا تا کہ کسی کو شک وشبہ نہ ہو کہ یہ اسلامی لشکر ہے۔

جب قسطنطین نخل کا میدان جنگ چھوڑ کر قیساریہ واپس آیا تو اہل طرابلس نے اس کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اور کہلایا کہ اسلامی لشکر ہمارے اطراف میں آ پہنچا ہے اور ہم کو اندیشہ ہے کہ طرابلس پر حملہ کرے گا لہٰذا طرابلس شہر کی حفاظت کرنے لشکر کی کمک فوراً روانہ کرو۔ قسطنطین نے تین ہزار کا لشکر قیساریہ سے طرابلس روانہ کرنے کا حکم دیا اور طرابلس سے آئے ہوئے نمائندہ کے ساتھ اہل طرابلس کو خط بھیجا کہ تین ہزار بہادر اور شجاع سواروں کا لشکر طرابلس کی حفاظت کے لئے روانہ کر رہا ہوں۔ پھر اس نمائندہ سے کہا کہ تم اسی وقت طرابلس جا کر وہاں کے باشندوں کو تین ہزار کا لشکر آنے کی خبر پہنچا دو اور میں تمہارے پیچھے لشکر روانہ کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ نمائندہ برق رفتار گھوڑے پر روانہ ہو کر طرابلس پہنچا اور وہاں پہنچ کر اطلاع دی کہ تین ہزار کا لشکر ہماری کمک کرنے عنقریب آ پہنچے گا۔ یہ خبر سن کر اہل طرابلس مطمئن ہو گئے اور قیساریہ سے آنے والے تین ہزار سواروں کے لشکر کا انتظار کرنے لگے۔ طرابلس کے نمائندہ کے روانہ ہونے کے بعد قسطنطین نے تین ہزار کا لشکر بجانب طرابلس روانہ کیا اور اس لشکر

marfat.com

پر بطریق ''جرفاس'' کو سردار مقرر کیا۔ بطریق ''جرفاس'' تین ہزار کا لشکر لے کر جب طرابلس شہر کے قریب پہنچا تو ایک چراگاہ میں پڑاؤ کیا تاکہ سفر کی تھکن دور کر لیں تھوڑا آرام کر لیں اور جانوروں کو چارا اور دانا کھلا دیں اور یہاں سے تمام سپاہیوں کو قیساریہ کے لشکر کا مخصوص لباس پہنا کر اور ہتھیاروں سے مسلح اور آراستہ کر کے طرابلس جائیں تاکہ اہل طرابلس پر اپنی آرائش کے ذریعہ رعب اور دبدبہ ڈالیں۔ بطریق جرفاس کا لشکر ابھی آ کر ٹھہرا ہی تھا اور جانوروں کو چارا پانی بھی نہ دیا تھا کہ دفعۃً حضرت یوقنا اپنے سات ہزاروں ساتھیوں کے ساتھ اس چراگاہ (مرج) میں پہنچے۔ بطریق جرفاس اپنے چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر حضرت یوقنا کے لشکر کے پاس آیا تاکہ اس لشکر کے متعلق جانچ پڑتال کرے۔ بطریق جرفاس نے قریب آ کر دیکھا کہ تمام مجاہدوں نے رومی لباس پہنا ہے تو اس کو ڈھارس بندھی کہ یہ بھی ہمارے ہم مذہب رومیوں کا لشکر معلوم ہوتا ہے۔ جرفاس نے حضرت یوقنا سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور کہاں جارہے ہیں؟ حضرت یوقنا نے جواب دیا کہ ہم سب حلب، قنسرین، انطاکیہ، اعزاز، حمات، رستن وغیرہ متفرق مقام کے لوگ ہیں۔ ہم لوگ عربوں سے اپنی جان بچا کر بھاگے ہیں اور قیساریہ جا کر قسطنطین بادشاہ کے لشکر میں شامل ہونے جارہے ہیں تاکہ رومی لشکر کی مدد کریں اور عربوں سے انتقام لیں۔ حضرت یوقنا کی بات سن کر بطریق سردار جرفاس بہت خوش اور مانوس ہوا اور اپنی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں تم پر کئے گئے ظلم وستم کے لئے رنجیدہ ہوں اور برابر کا شریک غم ہوں۔ عربوں سے بھاگ کر بھی تم بادشاہ قسطنطین کی کمک کا جذبہ اور حوصلہ رکھتے ہو اور تمہارا یہ جذبہ قابل تحسین ہے۔ تم رات بھر سفر کی مسافت طے کر کے تھک گئے ہوگے لہٰذا کچھ وقت آرام کرنے تو توقف کرو اور ہماری دعوت قبول کر کے ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ اور پھر کل قیساریہ کی جانب روانہ ہو جانا۔ حضرت یوقنا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی دعوت طعام و استراحت کو منظور کرتے ہوئے بطریق جرفاس کے لشکر کے ساتھ ہی پڑاؤ کیا۔

بطریق جرفاس حضرت یوقنا عبداللہ اور حاکم فلیطانوس کو اپنے خیمہ میں لایا اور ایک دوسرے کی خیریت اور احوال کے گفت وشنید کی گفتگو میں مشغول ہوئے۔ دوران گفتگو حضرت یوقنا نے بطریق جرفاس سے کہا کہ میں آپ سے یہ پوچھنا ہی بھول گیا کہ آپ کہاں سے آرہے ہیں اور کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ بطریق جرفاس نے کہا کہ ہم تین ہزار سواروں کو قسطنطین بادشاہ نے قیساریہ سے طرابلس کی حفاظت کی مہم پر بھیجا ہے۔ حضرت یوقنا نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس علاقہ میں عربوں کی مختلف فوجیں گشت کر رہی ہیں لہٰذا تم بہت ہی ہوشیار اور چوکنا رہنا اور کسی قسم کی غفلت اور بے احتیاطی مت کرنا۔ بطریق جرفاس نے حضرت یوقنا کا مشورہ دینے پر شکریہ ادا کیا۔ رات کے وقت جرفاس نے حضرت یوقنا کے لشکر کو اپنے لشکر کے ساتھ کھانا کھلایا اور زادراہ وغیرہ سے توشہ دان بھی بھر دیئے۔ بطریق جرفاس نے حضرت یوقنا اور حاکم فلیطانوس کو اپنے خیمہ میں رات ٹھہرنے کو کہا اور ان کے سونے کے لئے عمدہ بستر وغیرہ لگوائے۔ جب تھوڑی رات گزری تو حضرت یوقنا نے بطریق جرفاس سے کہا کہ اس طرح غفلت برتنا اور خیمہ میں آرام کرنا مناسب نہیں۔ ہمارے لئے لازمی ہے کہ رات میں ہم اطراف کے علاقہ کا گشت کریں اور دشمن کے حملہ سے اپنے لشکر کی نگہبانی کریں۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ تمہارے لشکر کے کچھ سپاہیوں کو ساتھ لے کر تھوڑے فاصلہ تک گشت کر آؤں۔ جرفاس نے حضرت یوقنا کی تجویز کو بہت پسند کیا اور پانچ سو سپاہیوں

marfat.com

کے ساتھ حضرت یوقنا اس چراگاہ سے ''وادی بن احمر'' کی طرف روانہ ہوئے۔

وادی بن احمر کی طرف جانے کا حضرت یوقنا کا مقصد یہ تھا کہ آج دن کے وقت حضرت یوقنا وادی بن احمر سے جب گزرے تھے تو انہوں نے حضرت حارث بن سلیم کو دو سو مجاہدوں کے ساتھ وہاں دیکھا تھا کہ وہ اپنے اونٹوں کو چراتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراح نے حضرت حارث بن سلیم کو ساحلی علاقہ کی مخبری کے کام پر متعین کیا تھا۔ لہٰذا حضرت یوقنا نے رات کے وقت جرفاس کے سپاہیوں کو لے کر حضرت حارث بن سلیم کے گروہ پر دھاوا بول دیا اور تمام کو گرفتار کر کے سب کی سخت مشکیں باندھ دیں۔ ان کا سب سامان لوٹ لیا اور اونٹ و دیگر جانور بھی اپنے قبضہ میں لے لئے پھر تمام کو لے کر حضرت یوقنا بطریق جرفاس کے کیمپ میں آئے اور حضرت حارث بن سلیم کو قید کر کے بطریق جرفاس کے کیمپ تک لاتے وقت اثنائے راہ موقع پا کر حضرت یوقنا نے حضرت حارث بن سلیم سے کہا کہ تم یہ گمان مت کرنا کہ میں دین حق اسلام سے منحرف ہو کر پھر نصرانی مذہب اختیار کر کے مرتد ہو گیا ہوں بلکہ کو تم کو قید کر کے رومیوں کے ساتھ مکر و فریب کی چال چلی ہے۔ لہٰذا تم کسی قسم کی فکر مت کرنا اور تھوڑے عرصہ تک قید و بند کی تکلیف برداشت کرنا اور آپ کو جو زحمت گوارا کرنی پڑی ہے اس کی معذرت چاہتا ہوں۔ حضرت حارث بن سلیم حضرت یوقنا کی بات سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کا شکریہ ادا کیا اور اس مشن میں کامیاب ہونے کی دعا دی۔

وادی بن احمر کا فاصلہ جرفاس کے لشکر کے کیمپ والی چراگاہ سے بہت کم تھا لہٰذا آدھی رات کے وقت ہی حضرت یوقنا دو سو مجاہد قیدیوں کو لے کر بطریق جرفاس کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے تم کو جو رائے دی تھی وہ کتنی فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔ عربوں کے لشکر کے دو سو آدمی کو قید پکڑنے میں ہم کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ حضرت یوقنا کا یہ کارنامہ دیکھ کر بطریق جرفاس بہت خوش اور متاثر ہوا۔ قیدیوں کو قید خانہ والے خیمہ میں بھیج کر حضرت یوقنا اور بطریق جرفاس جنگ کے تعلق سے گفتگو کرنے بیٹھے۔ حضرت یوقنا جب وادی بن احمر کی طرف روانہ ہوئے تھے تب ان کے جانے کے بعد بطریق جرفاس نے خوب شراب پی تھی اور اس کا نشہ ابھی تک اس پر غالب تھا۔ اس کی یہ حالت کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت یوقنا نے بطریق جرفاس سے بہت ساری خفیہ اور راز کی باتیں معلوم کر لیں۔ ان باتوں میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ قسطنطین بادشاہ نے اہل طرابلس کو خط لکھ کر ہماری آمد کی اطلاع کر دی ہے اور کل صبح اہل طرابلس ہمارا شاندار استقبال کر کے ہم کو قلعہ میں لے جائیں گے۔ بطریق جرفاس کی یہ بات سن کر حضرت یوقنا کا دماغ متحرک ہوا اور انہوں نے طرابلس کا قلعہ آسانی سے فتح کرنے کی اسکیم بنا لی۔

علی الصبح بطریق جرفاس طرابلس کی طرف اور حضرت یوقنا قیساریہ کی جانب روانہ ہوئے۔ دونوں لشکروں نے اپنی اپنی راہ لی۔ تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد حضرت یوقنا نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑے کی باگ پھیرو اور بطریق جرفاس کے لشکر پر حملہ کر کے گھیر لو۔ بطریق جرفاس کے تین ہزار سپاہیوں کو حضرت یوقنا کے لشکر کے سات ہزار سپاہیوں نے چاروں سمت سے گھیر لیا۔ حضرت یوقنا نے بطریق جرفاس سے فرمایا کہ اگر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی سلامتی چاہتے ہو تو ہتھیار ڈال دو اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ بطریق اس اچانک حملہ سے بوکھلا گیا اور اس کا بدن لرزنے لگا۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد جرفاس نے اپنے لشکر کو ہتھیار ڈال دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت یوقنا نے ان سب کو قید کر لیا اور قید ہونے والے جرفاس کے سپاہیوں کا لباس اتروا کر اپنے تین ہزار ساتھیوں کو وہ لباس پہنا دیا اور باقی کے چار ہزار ساتھیوں کو جرفاس

marfat.com

کے لشکر کے تین ہزار قیدی سپرد کر کے ان کو ایک گھنی جھاڑی میں چھپا دیا۔ پھر حضرت یوقنا اپنے تین ہزار ساتھیوں کو لے کر طرابلس کے قلعہ کی طرف گئے۔

حضرت یوقنا کے تین ہزار ساتھی قیساریہ کے لشکر کے مخصوص لباس میں آراستہ تھے اور آپ صبح کے وقت ہی طرابلس کے قلعہ پر پہنچ گئے۔ اہل طرابلس نے قلعہ کی دیوار سے دیکھا کہ تین ہزار سپاہی قیساریہ کے لشکر کا مخصوص لباس پہنے ہوئے آ رہے ہیں تو وہ خوشیاں منانے لگے اور مرحبا اور خوش آمدید کی صدائیں بلند کرتے ہوئے قلعہ کا دروازہ کھول کر استقبال کرنے قلعہ سے باہر آئے اور حضرت یوقنا کے لشکر کو عزت و اکرام کے ساتھ قلعہ میں داخل کیا اور بشکل جلوس شہر میں گشت کرا کر شہر کے بڑے کنیسہ میں لے آئے۔ جہاں شہر کے تمام بطارقہ، رؤسا اور اہل ثروت استقبال کرنے کے لئے جمع تھے۔ اہل شہر نے حضرت یوقنا کا شاندار استقبال کیا اور ملاقات کی۔ تب حضرت یوقنا نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا اور حضرت یوقنا نے تمام لوگوں پر قبضہ کر لیا۔

پھر حضرت یوقنا مجمع کے درمیان کھڑے ہوئے اور اپنا تعارف کرانے کے بعد تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اہل طرابلس! ہم لوگ ہمارے ہی ہاتھ سے بنائی صلیبوں اور تصویروں کو سجدہ کرتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اس پر ہی بس نہیں بلکہ ہم اللہ کے لئے زوجہ اور اولاد کا بھی فاسد عقیدہ رکھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک کی طرف ایک مقدس قوم کو بھیجا اور اس قوم کے سبب سے اللہ نے ہم کو ہدایت دی اور ہم کو اس مقدس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملا دیا جن کا ذکر انجیل میں ہے اور جن کی تشریف آوری کی حضرت عیسیٰ مسیح بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت دی ہے۔ بے شک اسلام ہی دین حق ہے۔ اسلام کا اتباع کرنے والے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر اعمال صالحہ سے متصف ہو جاتے ہیں اور ہر برائی اور گناہ سے اجتناب کرتے ہیں۔ اپنا مال اور اپنی جان اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ جب میں دین اسلام کے ان محاسن سے بے خبر اور غافل تھا اور گمراہی کے اندھیرے میں بھٹکتا تھا تب میں نے اسلامی لشکر سے طویل عرصہ تک جنگ کی تھی لیکن جب مجھ پر حق واضح ہوا تو میں نے اپنا آبائی دین ترک کر دیا اور اسلام قبول کر کے گمراہیت سے ہدایت اور ظلمت سے روشنی کی طرف آیا ہوں۔ خدا کی قسم! دین اسلام وہ سچا اور راست دین ہے کہ جس کی حقانیت اور صداقت کی گواہی تمام انبیاء و مرسلین نے دی ہے۔ لہٰذا اے لوگو! میں دل کی گہرائی اور ہمدردی کے تقاضہ سے تم کو نیک مشورہ دیتا ہوں کہ کفر اور شرک کی بدی سے باز آ کر توحید اور رسالت کی راستی اپنا کر دنیا اور آخرت کی بہتری اور بھلائی اختیار کرنے کے لئے دین اسلام اختیار کر لو۔

حضرت یوقنا عبداللہ کی یہ تقریر ایسی مؤثر ثابت ہوئی کہ اکثر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور بقیہ لوگوں نے ادائے جزیہ پر امان حاصل کی۔ پھر حضرت یوقنا نے جھاڑی میں پوشیدہ اپنے چار ہزار ساتھیوں کو اطلاع بھیجی کہ وہ سب کے سب مع جرفاس اور اس کے ساتھیوں کو لے کر طرابلس شہر میں آ جاؤ۔ جب وہ آئے تو حضرت یوقنا نے ان پر اسلام پیش کیا بطریق جرفاس اور اس کے سپاہیوں نے اسلام قبول کرنے کا صاف انکار کیا لہٰذا ان تمام کی گردنیں ماری گئیں۔ طرابلس کا قلعہ حضرت یوقنا کی تدبیر سے آسانی سے مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ حضرت یوقنا نے حضرت حارث بن سلیم کا شکریہ ادا کیا اور ان کے دوسو ساتھیوں سے قید میں رہنے کی زحمت گوارا کرنے کی معذرت چاہی اور ان کو وادی بن احمر کی طرف روانہ کیا اور حضرت حارث بن سلیم کو حضرت ابوعبیدہ کے نام خط دیا اور اس خط میں قلعہ طرابلس کی فتح کی تمام تفصیل مرقوم کی۔

marfat.com

فتح قلعۂ صور

طرابلس کا قلعہ فتح کرنے کے بعد حضرت یوقنا نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ایک شخص کو بھی قلعہ کے باہر نہ جانے دو اور قلعہ کے دروازے پر کڑی نگرانی کرو۔ چنانچہ حضرت یوقنا کے ساتھیوں نے قلعہ کے دروازہ پر سخت چوکی پہرہ بٹھا دیا اور ایک شخص کو بھی قلعہ کے باہر جانے کی سخت ممانعت کر دی۔ اس ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ حضرت یوقنا قلعہ صور پر بھی قبضہ کرنا چاہتے تھے اور اس کے لئے طرابلس کے سمندر کے گھاٹ کا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ طرابلس کا قلعہ لب ساحل واقع تھا اور طرابلس کے گھاٹ پر کشتیوں کی بکثرت آمد ورفت تھی۔ طرابلس کے گھاٹ کو بندرگاہ کی حیثیت واہمیت حاصل تھی۔ طرابلس کا گھاٹ ہر کشتی کے لئے وقوف گاہ اور جائے استراحت تھا لہٰذا جزیرہ قبرس، جزیرہ افریطش سے لے کر قیساریہ، قسطنطنیہ وغیرہ کے مابین آمد ورفت کرنے والی ہر کشتی طرابلس کے گھاٹ پر ضرور ٹھہرتی تھی۔ حضرت یوقنا نے طرابلس کے گھاٹ پر بھی قبضہ کر لیا اور گھاٹ پر سخت نگرانی کر دی۔ چند دنوں بعد جزیرۂ قبرس اور جزیرۂ افریطش سے روانہ ہو کر قیساریہ جانے والی تقریباً پچاس کشتیوں کا قافلہ، طرابلس کے گھاٹ پر آ کر ٹھہرا۔ ان تمام کشتیوں میں قسطنطین بادشاہ کا ہتھیار، غلہ اور دیگر سامان تھا جو قیساریہ جا رہا تھا۔ گھاٹ کی نگرانی پر مامور محافظوں نے حضرت یوقنا کو ان پچاس کشتیوں کے حال سے آگاہ کیا۔ حضرت یوقنا قلعہ سے گھاٹ پر آئے ان کشتی والوں سے ملاقات کی اور خوش آمدید کہا۔ اور کیفیت معلوم کی۔ کشتی والوں نے حضرت یوقنا کو تمام کیفیت بتا دی کہ بادشاہ قسطنطین نے عربوں سے جنگ کرنے کے لئے ہتھیار، غلہ اور دیگر سامان قیساریہ منگایا ہے اور ہم یہ تمام سامان لے کر قیساریہ جا رہے ہیں۔ حضرت یوقنا نے بظاہر خوشی کا اظہار کیا اور کشتی والوں کو خلعت دی اور قلعہ میں لا کر عمدہ کھانے کی ضیافت کی اور اپنے یہاں مہمان بنا کر ٹھہرایا۔ کشتیوں پر نگہبانی کرنے والے چند اشخاص ہی تھے۔ باقی سب حضرت یوقنا کے یہاں دعوت کھانے گئے ہوئے تھے۔ حضرت یوقنا نے اپنے ساتھیوں کو گھاٹ پر بھیج کر کشتیوں کے نگہبانوں کو قید کر لیا اور تمام کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ کشتی کے نگہبانوں کو قید کر کے قلعہ میں لائے۔ علاوہ ازیں دعوت کھانے آئے ہوئے کشتی بانوں کو بھی قید کر لیا اور سب کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ پھر حضرت یوقنا نے کشتیوں سے غلہ اور دیگر سامان اتارا اور قلعہ میں رکھوا دیا۔ صرف ہتھیاروں کو کشتیوں میں رہنے دیا اور دوسرے ضروری ہتھیار اور ضروری سامان جنگ کشتیوں میں لادے اور کشتیوں میں مع اپنے ساتھیوں کے روانہ ہو رہے تھے کہ اسی وقت ایک لشکر کو تیز رفتاری سے گھاٹ کی طرف آتا دیکھا۔ تھوڑی دیر میں وہ لشکر قریب آیا۔ حضرت خالد بن ولید ایک ہزار سواروں کے ساتھ تشریف لے آئے تھے۔ حضرت یوقنا حضرت خالد کے آنے

marfat.com

سے بہت خوش ہوئے۔ حضرت خالد کو قلعہ طرابلس کی فتح کی تفصیل سنائی اور اب قلعۂ صور کی طرف کوچ کر کے فتح کرنے کی تجویز بتائی۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری تائید اور مدد فرمائے گا۔ پھر حضرت یوقنا نے طرابلس شہر حضرت خالد کے سپرد کیا اور رات ہی میں اپنے نو سو ساتھیوں کو پچاس کشتیوں میں سوار کر کے قلعہ صور کی جانب روانہ ہوئے۔

حضرت یوقنا کا قلعہ صور میں آنا اور حاکم ارمویل کا مہمان بننا:

طرابلس سے قیساریہ جاتے ہوئے درمیان میں قلعہ صور آتا ہے۔ صور کا قلعہ اس طرح لب ساحل واقع تھا کہ قلعہ کی دیوار سے کشتیاں صاف نظر آتی تھیں اور کشتی والا اگر زور سے پکارے تو اس کی آواز قلعہ کے اندر پہنچتی تھی۔ صور کا قلعہ نہایت مضبوط اور بلند تھا اور شہر بھی ہر قسم کی آرائش سے آراستہ تھا۔ وہاں کا حاکم ''ارمویل بن قسط'' نام کا بطریق تھا جو بادشاہ قسطنطین کا خاص آدمی اور لشکر کا پیشرو تھا۔ حاکم ارمویل نے قلعہ صور میں چار ہزار جنگجو اور دلیر سپاہیوں کی فوج جمع کر رکھی تھی۔ حضرت یوقنا نے قلعہ کے سامنے لب ساحل تمام کشتیاں ٹھہرائیں اور ناقوس پھونک کر اور بجا کر شور بلند کیا۔ وہاں کا دستور تھا کہ اگر کشتی والے کو کوئی ضرورت پیش آتی یا کوئی کشتی والا کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا تو وہ ناقوس بجا کر مدد طلب کرتا تھا۔ ایک ساتھ پچاس کشتیوں سے ناقوس بجنے سے کافی شور بلند ہوا اور قلعہ کے ہر مکان میں آواز سنائی دی۔ حاکم ارمویل نے فوراً اپنے آدمیوں کو کشتیوں کی کیفیت معلوم کرنے گھاٹ کی طرف دوڑائے۔ حاکم ارمویل کے آدمی آئے اور کیفیت پوچھی تو حضرت یوقنا نے فرمایا کہ ہم سب جزیرۂ قبرص اور جزیرۂ افریطش سے ہتھیار اور ضروری سامان جنگ لے کر قسطنطین بادشاہ کو پہنچانے قیساریہ جا رہے ہیں لیکن تمام کشتیوں میں کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا ہے اور ہم کو زادِ راہ اور توشہ کی ضرورت ہے۔ جب حاکم ارمویل کو یہ خبر ملی کہ کشتی والے بادشاہ کو ہتھیار پہنچانے کی اہم خدمت انجام دینے جا رہے ہیں تو اس نے حکم دیا کہ کشتی کے تمام آدمیوں کو عزت و احترام کے ساتھ قلعہ میں لے آؤ تاکہ عمدہ اور لذیذ کھانوں سے ان کی ضیافت کریں۔

حاکم ارمویل کے آدمی واپس حضرت یوقنا کے پاس آئے اور حاکم ارمویل کی جانب سے کھانے کی دعوت پیش کرتے ہوئے کہا کہ حاکم ارمویل آپ کی ملاقات کے مشتاق ہیں تاکہ آپ لوگ جس اہم مہم پر جا رہے ہو اس کا شکریہ ادا کرے اور تم سب کو خلعت دے۔ حضرت یوقنا اپنے ساتھیوں کو لے کر قلعہ میں آئے اور کشتیوں پر چند آدمیوں کو نگہبانی کرنے چھوڑا اور ان کو تاکید کہ اگر تمہیں قلعہ کے اندر لڑائی کا شور و غل سنائی دے تو تم فوراً کشتیاں لے کر واپس طرابلس چلے جانا اور وہاں جا کر حضرت خالد بن ولید کو مطلع کر دینا اور ان کو اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ صور کی طرف روانہ کر دینا۔

حاکم ارمویل نے حضرت یوقنا کا استقبال کیا اور عمدہ قسم کے کھانے پیش کر کے ان کی ضیافت کی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حاکم ارمویل نے حضرت یوقنا سے کہا کہ ایک رات یہاں قیام کر کے آرام کریں اور مجھ کو مہمان نوازی کی خدمت انجام دینے کا موقع دیں۔ حضرت یوقنا نے فرمایا کہ طویل سمندری مسافت طے کرنے کی وجہ سے ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ ایک رات آرام کر لیں لیکن ہمارے ساتھ قسطنطین بادشاہ کا ضروری سامان جنگ اور ہتھیار ہیں اور ہم نے سنا ہے کہ قیساریہ کی طرف عربوں کا لشکر گیا ہوا ہے اور بادشاہ کو نہ جانے کب ہتھیاروں اور سامان جنگ کی ضرورت پیش آ جائے۔ اگر ہم یہاں ٹھہر گئے اور

marfat.com

ضرورت کے وقت ہم نے سامان نہیں پہنچایا تو بادشاہ خفا ہوگا اور ہم کو سرزنش کرے گا۔ حاکم ارمویل نے کہا کہ بادشاہ قسطنطین کے ساتھ میرے گہرے مراسم اور تعلقات ہیں اور روزانہ ان کی طرف سے مجھے پیغام آتا رہتا ہے۔ فی الحال صورت حال ایسی نہیں کہ ایک رات ٹھہرنے سے جنگی معاملہ کا کوئی بڑا نقصان ہو۔ لہٰذا آپ ایک رات بحیثیت مہمان ٹھہر جاؤ اور اگر تمہاری تاخیر کی وجہ بادشاہ دریافت کرے تو کہہ دینا کہ حاکم صور ارمویل نے ایک رات اصرار کر کے روک لیا تھا۔ میرا نام سن کر بادشاہ تمہیں کچھ بھی نہیں کہے گا بلکہ خوش ہوگا۔ حضرت یوقنا ٹھہرنے کا ہی ارادہ رکھتے تھے۔ حاکم ارمویل کے اصرار پر ایک رات ٹھہرنے کا منظور کر لیا۔ حاکم ارمویل نے حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو اپنے محل سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ایک بڑی حویلی میں ٹھہرایا۔

حضرت یوقنا کا گرفتار ہو جانا:

حضرت یوقنا حاکم ارمویل کے مہمان بن کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ حویلی میں ٹھہرے اور قلعہ صور کو فتح کرنے کی تدبیر سوچنے لگے۔ لیکن تقدیر میں اور کچھ ہی لکھا ہوا تھا۔ حاکم یوقنا کے ساتھیوں میں حاکم یوقنا کا چچا کا لڑکا بھی شامل تھا لیکن اسلام میں داخل ہونے کے بعد واپس گمراہیت کے اندھیرے کی طرف پلٹ گیا تھا۔ رات میں چھپ کر حویلی سے نکلا اور حاکم ارمویل کے پاس آیا۔ حاکم ارمویل کو آگاہ کرتے ہوئے اس نے کہا کہ اے سردار! تم بہت ہی اندھیرے میں ہو۔ تم نے جس شخص کو دین نصرانیہ کا حامی اور قسطنطین بادشاہ کا خیر خواہ سمجھ کر اپنا مہمان بنایا ہے وہ دین مسیح کا سب سے بڑا دشمن اور عربوں کے لشکر کا اہم رکن قلعہ حلب کا ماضی حاکم یوقنا ہے جو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے آبائی دین سے منحرف ہو کر مسلمان ہو گیا ہے۔ پھر اس شخص نے قلعہ اعزاز، انطاکیہ اور قلعہ طرابلس میں حضرت یوقنا نے رومیوں کے خلاف جو کردار ادا کیا تھا اس کی تفصیل سنائی اور حاکم صور ارمویل کو متنبہ کیا کہ یوقنا تمہارے ساتھ بھی مکر و فریب کرنے والے ہیں لیکن کیا مکر و فریب کرنے والے ہیں وہ مجھے نہیں معلوم البتہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ فریب کر کے تمہارے شہر پر قابض ہو جائیں گے علاوہ ازیں اس کے نو سو ساتھی بھی دین نصرانی سے منحرف ہو کر مسلمان ہو گئے ہیں اور یوقنا کے ہر مکر و فریب میں شریک رہتے ہیں۔

حاکم ارمویل اس شخص کی بات سن کر اور حضرت یوقنا کی حقیقت معلوم کر کے چونک اٹھا اور اسی وقت لشکر لے کر اس حویلی پر پہنچا جہاں حضرت یوقنا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔ رات کا دو تہائی حصہ گزر چکا تھا۔ حضرت یوقنا اور ان کے ساتھی گہری نیند میں خوابیدہ تھے کہ حاکم ارمویل کے سپاہیوں نے تمام مجاہدوں کو دبوچ کر گرفتار کر لیا اور مضبوط رسیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر قید خانہ میں ڈال دیا۔ حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو قید خانہ میں ڈالنے کے بعد حاکم ارمویل نے ایک ہزار سپاہیوں کو ان پر نگرانی کرنے پر متعین کر دیا اور آئندہ کل دوپہر کے وقت ان تمام کو ایک ہزار سپاہیوں کی نگرانی میں قسطنطین بادشاہ کے پاس بھیج دینے کا منصوبہ بنایا تاکہ بادشاہ ان کو مناسب اور عبرتناک سزا دے۔ پھر حاکم ارمویل قید خانہ پر آیا اور حضرت یوقنا سے کہا کہ تم نے بہت کھیل کھیلے مگر میرے ساتھ تمہارے مکر و فریب کا کھیل تمہارا آخری کھیل ہے بلکہ آج کی شب بھی تمہاری زندگی کی آخری شب ہے۔ آئندہ کل تمہارا نام و نشان بھی نہیں ہوگا۔ تم اب کسی کو ڈھونڈے بھی نہیں ملو گے۔ اس کی یہ دھمکی سن کر حضرت یوقنا مسکرائے اور اس کی دھمکی کو مطلق خاطر میں نہیں لیا۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی ذات سے

marfat.com

ان کو والہانہ عشق و محبت تھی اور ان کو یقین کامل تھا کہ میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ بقول:

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

(از: امام عشق و محبت، حضرت رضا بریلوی)

حضرت یوقنا پر میری دھمکی کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ وہ گھبرانے کے بجائے خندہ پیشانی اور مسکرا رہے ہیں، یہ دیکھ کر حاکم ارمویل تلملا اٹھا اور خشمناک لہجہ میں کہا کہ اپنی عقل اور ذہانت پر غرور کرتے ہوئے شاید تم مسکرا رہے ہو اور یہ گمان کرتے ہو کہ کسی تدبیر سے تم قید سے نکل جاؤ گے لیکن اب تمہاری سب راہیں بند ہوگئی ہیں۔ اسلامی لشکر آ کر تم کو چھوڑا جائے گا اس غلط فہمی میں مت رہنا۔ اسلامی لشکر کو تمہاری موت کی خبر تک نہ ہوگی۔ حضرت یوقنا نے حاکم ارمویل کی بات پر کان تک نہیں دھرا اور اس کی دھمکی سے بے نیاز و بے پروا ہو کر اپنے محبوب آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر زبان حال سے گویا یہ کہہ رہے تھے کہ۔ بقول:

ایسا گُما دے ان کی وِلا میں خدا ہمیں
ڈھونڈھا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

(از: امام عشق و محبت، حضرت رضا بریلوی)

حضرت یزید بن ابی سفیان لشکر لے کر قلعۂ صور آئے:

دوسرے دن ایک عجیب معاملہ پیش آیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے فتح نخل کی اطلاع کا خط امین الامت حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراح کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمرو بن العاص کو حکم لکھا تھا کہ میرا یہ خط ملتے ہی فوراً قیساریہ کی طرف کوچ کرو، چنانچہ حضرت عمرو بن العاص نخل سے قیساریہ روانہ ہوئے تھے، اثنائے راہ ان کو اطلاع ملی کہ قریب میں قلعۂ صور واقع ہے اور اس علاقہ میں قلعۂ صور کی بہت اہمیت ہے۔ اگر قلعۂ صور کو فتح کر لیا جائے تو یہ امر رومیوں کے لئے باعث خوف ہوگا۔ لہٰذا حضرت عمرو بن العاص نے حضرت یزید بن ابی سفیان کی سرداری میں دو ہزار سوار کو قلعۂ صور کی طرف بھیجا اور حضرت یزید بن ابی سفیان سے فرمایا کہ تم قلعۂ صور کو فتح کر کے جلد از جلد قیساریہ آ جاؤ۔ اس دوران میں قیساریہ جا کر قیساریہ کا محاصرہ کرتا ہوں اور تمہارا انتظار کرتا ہوں چنانچہ حضرت یزید بن ابی سفیان دو ہزار کا لشکر لے کر قلعۂ صور کی طرف اور باقی مجاہدوں کو لے کر حضرت عمرو بن العاص قیساریہ کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان قلعۂ صور آئے اور قلعہ کے سامنے ہی پڑاؤ کیا۔ حاکم ارمویل بن قسط کو اطلاع دی گئی کہ قلعہ کے باہر اسلامی لشکر نے پڑاؤ کیا ہے لہٰذا وہ قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور بغور اسلامی لشکر کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ دو ہزار کا لشکر ہے۔ حاکم ارمویل کے پاس قلعۂ صور میں کل چار ہزار کا لشکر تھا۔ جس میں سے ایک ہزار کو حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں پر نگرانی کرنے قید خانہ پر متعین کئے تھے اور آج دوپہر کے بعد ان ایک ہزار سپاہیوں کی نگرانی میں حضرت یوقنا اینڈ پارٹی کو بادشاہ کے پاس بھیجنے کا پروگرام تھا لیکن آج صبح ہی قلعہ کے باہر اسلامی لشکر آ پہنچا تھا لہٰذا اس نے پروگرام بدل دیا اور بادشاہ

marfat.com

کے پاس قیدیوں کو بھیجنے کا معاملہ مؤخر کر دیا۔ اور قیدیوں کی نگرانی پر متعین ایک ہزار سپاہیوں کو قید خانہ سے بلا لیا اور اپنا چار ہزار کا لشکر مکمل کر لیا۔ حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو بڑے بڑے کمروں میں بند کر کے مقفل کر دیئے اور اپنے چچازاد بھائی باسیل بن منجائیل کو نگرانی پر مقرر کر کے تمام کنجیاں ان کو سپرد کر دیں۔ حاکم ارمویل نے یہ گمان کیا کہ دو ہزار کے اسلامی لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے میرا چار ہزار کا لشکر کافی ہے۔ ارمویل نے اسلامی لشکر کی تعداد کی قلت کو دیکھ کر اسلامی لشکر کو حقیر جانا اور اس کا حوصلہ بڑھا بلکہ قلعہ سے باہر نکل کر مقابلہ کر کے اسلامی لشکر پر غلبہ پا لینے کے خواب دیکھنے لگا اور اپنے خیالی خواب کو عمل میں لانے کے لئے واقعی اس نے قلعہ کے باہر نکل کر لڑنے کی بیوقوفی کی۔ حاکم ارمویل اپنے چار ہزار سواروں کو ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ کر کے قلعہ کے باہر نکلا اور شہر کی نگرانی اور انتظامی امور کی تمام ذمہ داری بھی اپنے چچازاد بھائی باسیل بن منجائیل کو سپرد کر کے تمام کنجیاں اس کے حوالے کر دیں۔ حاکم ارمویل اپنا لشکر لے کر جب قلعہ کے باہر آیا تب دو حصہ دن ڈھل چکا تھا اور اس دن جنگ کا امکان نہیں تھا لہٰذا شام تک وہ اپنے کیمپ کے خیمے نصب کرنے میں اور کیمپ کے لئے ضروری امور کی تیاری میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا اور آئندہ کل علی الصبح جنگ کا آغاز کرنے کا طے کیا۔ حاکم ارمویل رات کے وقت قلعہ کے باہر کھڑے کئے گئے رومی لشکر میں ہی ٹھہرا اور کیمپ میں بہت سی مشعلیں روشن کر کے اپنی شان وشوکت کا اظہار کیا۔ علاوہ ازیں اس نے قلعہ کے محافظوں کو کہلا بھیجا کہ قلعہ کی دیوار پر اور دیوار کے باہر نیچے کی طرف بھی زیادہ سے زیادہ مشعلیں روشن کر کے ہمارے شہر کی شان وشوکت ظاہر کرو۔

حاکم ارمویل کے چچازاد بھائی باسیل بن منجائیل نے حضور اقدس ﷺ کو بحیرہ راہب کے دَیر میں دیکھا تھا اور خفیہ طور پر ایمان لا چکے تھے:

باسیل بن منجائیل کتب سابقہ اور خصوصاً انجیل کے زبردست عالم تھے۔ انہوں نے حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بحیرا نام کے راہب کے صومعہ میں دیکھا تھا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف بارہ سال کی تھی تب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کے سفر پر گئے تھے۔ ملک شام کے مشہور شہر بصریٰ کے قریب ایک گاؤں میں عیسائیوں کا ایک صومعہ (گرجا) تھا۔ اس صومعہ میں بحیرا نام کا ایک راہب رہتا تھا۔ جو توریت، انجیل اور دیگر آسمانی کتابوں اور ملاحم کا زبردست عالم تھا۔ اس کا شمار یہود ونصاریٰ کے احبار میں ہوتا تھا۔ بحیرا راہب بڑا ہی زاہد اور عابد شخص تھا اور ہر وقت وہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا تھا۔ اپنے صومعہ سے بہت کم باہر نکلتا تھا البتہ ملک حجاز سے آنے والا قوم عرب کا کوئی قافلہ اس کے صومعہ کے قریب ٹھہرتا تھا تو وہ بحیرا راہب اپنے صومعہ سے باہر نکل کر اس قافلہ کے پاس آتا اور قافلہ کے ہر شخص کو بنظر غور دیکھتا۔ گویا اسے کسی کی تلاش تھی اور وہ کسی کو کھوج رہا تھا لیکن ہر مرتبہ وہ مایوس اور ناکام ہو کر اپنے صومعہ میں واپس لوٹتا تھا۔ لیکن ۵۹۲ء میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریش کے قافلہ کے ساتھ اس صومعہ کے قریب آ کر ٹھہرے تو صومعہ سے نکل کر بحیرا راہب قافلہ کے قریب آیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بادل نے آپ پر سایہ کیا ہے اور جس درخت سے ٹیک لگا کر آپ بیٹھے ہیں وہ درخت سرسبز و شاداب ہو گیا ہے اور ہر حجر و شجر آپ کو

marfat.com

سلام کر رہا ہے۔ بحیرا راہب یہ دیکھ کر خوشی میں جھوم اٹھا اور اس کو یقین ہو گیا کہ عرصۂ دراز سے جس کی مجھ کو تلاش تھی اور جو ذات گرامی میری زندگی کا مقصد تھا وہ مقصد آج پورا ہو رہا ہے۔ بقول:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

بحیرا راہب نے پورے قافلہ کی دعوت کی لہٰذا قافلہ کے تمام لوگ بحیرا راہب کے صومعہ میں گئے لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف نہیں لے گئے۔ بحیرہ نے قافلہ والوں سے پوچھا کہ سب قافلہ والے آ گئے یا کوئی شخص باقی رہا ہے؟ اہل قافلہ نے کہا کہ ایک نوجوان نہیں آئے۔ وہ قیام گاہ پر سامان اور جانور کی نگہبانی فرماتے ہیں۔ لہٰذا بحیرا قیام گاہ کی طرف آیا اور پھر یہی دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بادل نے سایہ کیا ہے اور جس درخت سے آپ ٹیک لگا کر جلوہ فرما تھے وہ درخت ہرا بھرا ہو گیا ہے۔ اس درخت کے متعلق بحیرا راہب نے کتب سابقہ میں پڑھا تھا کہ اس درخت کے نیچے نبی آخرالزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہونگے، تب یہ خشک و بے برگ وپھل کا درخت شاداب اور پھل دار ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر بحیرا راہب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے صومعہ میں لایا۔ بحیرا راہب نے اہل قافلہ سے پوچھا کہ اس ذات گرامی کا نام کیا ہے؟ بتایا کہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ) پھر بحیرا نے پوچھا کہ کیا ان کے والدین نے انتقال فرمایا ہے اور ان کے دادا اور چچا نے ان کی کفالت کی ہے؟ قافلہ والوں نے کہا کہ ہاں! ایسا ہی ہوا ہے۔ پھر بحیرا راہب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چند اہم سوالات کئے جس کے آپ نے تسلی بخش جوابات عطا فرمائے۔ پھر بحیرا راہب نے شانۂ اقدس پر اس مہر نبوت کو بھی دیکھا جس کا ذکر اس نے آسمانی کتابوں میں پڑھا تھا۔ بحیرا راہب نے مہر نبوت کو بوسہ دیا اور آپ پر ایمان لایا۔ پھر بحیرا نے قافلہ والوں سے کہا کہ اے اہل قریش! یہ وہی نبی آخرالزمان ہیں جن کی بشارت حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو ان پر ایمان لائے گا اور ان کی تبعیت کرے گا۔

حوالہ: (۱) مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، از: شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ، جلد:۲ ص، ۴۱)

(۲) فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۴۱۵)

پھر بحیرہ راہب نے حضرت ابوطالب سے کہا کہ یہود ونصاریٰ ان کے جانی دشمن ہوں گے آپ ان کی خوب حفاظت فرمائیں۔ یہ واقعہ بہت طویل ہے۔ ہم نے اختصاراً اس واقعہ کا ماحصل بیان کر دیا ہے۔

مذکورہ واقعہ جب بحیرا راہب کے صومعہ میں پیش آیا تھا تب باسیل بن منجائیل بھی وہاں موجود تھے کیونکہ وہ بحیرہ راہب کے علم کے معترف اور اس کی بزرگی کے معتقد تھے لہٰذا وہ اکثر و بیشتر بحیرہ راہب کے صومعہ میں آیا کرتے تھے اور بحیرہ راہب سے علوم وعرفاں کی باتیں سنا کرتے تھے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریش کے قافلہ میں حضرت ابوطالب کے ساتھ بحیرہ راہب کے صومعہ میں آئے تھے تب اتفاق سے باسیل بن منجائیل بھی وہاں موجود تھے اور ان کو بھی حضور اقدس، جان علم وجان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ بحیرہ راہب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

marfat.com

وسلم کے ساتھ جس عقیدت و محبت کا سلوک کیا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جو کہا تھا وہ باسیل بن منجائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اپنے کانوں سے سنا تھا اور باسیل بن منجائیل کا پختہ اعتماد تھا کہ بحیرہ راہب حق بات کے سوا کچھ نہیں کہتا ہے لہٰذا وہ بھی اسی وقت سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرویدہ ہو گئے تھے اور آپ کی عظمت و نبوت و رسالت کے قائل ہو گئے تھے لیکن انہوں نے اپنا معاملہ پوشیدہ رکھا تھا اور اپنے دل کا حال کسی پر بھی ظاہر نہیں کیا تھا۔

باسیل بن منجائیل نے حضرت یوقنا کو قید سے آزاد کر دیا:

جب حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو حاکم صور ارمویل بن قسط نے قید کر لیا اور پھر قیدیوں کا حوالہ باسیل بن منجائیل کو سپرد کر کے چار ہزار کا لشکر لے کر حضرت یزید بن ابی سفیان کے لشکر سے لڑنے قلعہ کے باہر چلا گیا تب باسیل بن منجائیل نے اپنے دل میں کہا کہ قسم ہے خدا کی! دین اسلام ہی وہی سچا دین ہے جس کی صداقت و حقانیت کی گواہی اور بشارت حضرت عیسیٰ مسیح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ لہٰذا اگر میں اس دین حق کے مجاہدوں کو قید سے رہا کر دوں تو اللہ تبارک و تعالیٰ میری بخشش اور مغفرت فرما دے گا لہٰذا حضرت باسیل حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو قید سے رہا کر دینے کے ارادے سے رات کے وقت ان کے پاس آئے اور حضرت یوقنا کے ایمان اور استقامت عَلَی الدِّین کا امتحان لینے کی غرض سے کہا کہ اے بزرگ بطریق! تم دین نصرانیہ کے صف اول کے حامی اور مددگار تھے۔ دین مسیح کی خاطر طویل عرصہ تک ان عربوں سے بمقام حلب جنگ بھی کی اور پانی کی طرح اپنا مال خرچ کیا۔ پھر اچانک تم کو کیا ہو گیا کہ اپنے باپ دادا کے دین کو ترک کر کے تم نے عربوں کا دین اختیار کر لیا۔ حالانکہ ملک شام کے رومی عوام اور رومی سلاطین تم کو اپنی قوت اور پشت پناہ گردانتے تھے اور اب معاملہ یہ ہو گیا ہے کہ رومی عوام و سلاطین تم کو دین نصرانیہ کا ایک نمبر کا دشمن اور عربوں کے لشکر کا معاون سمجھتے ہیں۔

حضرت یوقنا نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اے باسیل! جس طرح تم پر امر حق ظاہر ہوا ہے اسی طرح مجھ پر بھی امر حق ظاہر ہوا اور میں نے امر حق کو اختیار کر کے دین اسلام قبول کر لیا اور اب یہی آرزو ہے کہ مرتے دم تک دین اسلام کی خدمت کروں اور اپنے آقا و مولیٰ، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی جان قربان کروں اور قبر میں چین کی نیند سو جاؤں۔ بقول:

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

(از: امام عشق و محبت، حضرت رضا بریلوی)

باسیل بن منجائیل نے حضرت یوقنا سے دریافت کیا کہ تم نے ابھی جو کہا کہ ''جس طرح تم پر امر حق ظاہر ہوا، اسی طرح مجھ پر بھی امر حق ظاہر ہوا۔'' تمہارے اس کہنے سے کیا مراد ہے؟ حضرت یوقنا مسکرائے اور انہوں نے جو جواب دیا وہ علامہ واقدی کی زبانی سماعت فرمائیں:

''پس کہا یوقنا نے کہ اے باسیل ظاہر ہوئی میرے واسطے امر حق سے وہ چیز جو ظاہر ہوئی تم کو پس پہچانا تم نے اس کو اور پکار کر کہتا تھا مجھ سے غیب کا پکارنے والا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے باسیل کو بجانب دین اسلام کے اور سب تعریف ثابت ہے واسطے اس اللہ کے جس نے ہدایت کی تم کو اور ہم کو اور چھوڑ دیا اس نے ہم کو راستے

marfat.com

ہلاکی سے اور کیا اس نے ہم کو اپنے دین کے لوگوں سے اور آسان کیا اس نے ہماری رہائی کو تمہارے ہاتھوں پر۔''

(حوالہ: فتوح الشام، از: علامہ واقدی، ص: ۴۱۵)

الحاصل! حضرت یوقنا نے باسیل بن منجائیل کا پوشیدہ حال ظاہر کر دیا کہ تم دین اسلام میں داخل ہو چکے ہو اور اس وقت تم ہم کو قید سے رہا کرنے کے نیک ارادے سے آئے ہو۔

حضرت یوقنا کی یہ بات سن کر باسیل بن منجائیل کا یقین وعقیدہ مزید پختہ ہو گیا اور انہوں نے فرمایا کہ غفلت کا پردہ تو میرے دل سے اسی وقت دور ہو گیا تھا جب میں نے اشرف المخلوقات وسید الموجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار بحیرہ راہب کے صومعہ میں کیا تھا۔ ان کے عظیم معجزات دیکھ کر میں بہت متعجب ہوا تھا۔ جب بحیرہ راہب کی زبانی میں نے یہ سنا کہ اور وہ یہ کہتا تھا کہ خدا کی قسم! یہ وہی نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، جن کی بشارت حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے اور جو ان کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لائے گا اور ان کی تبعیت کرے گا اس کے لئے نجات ہے، تو میں نے اسی وقت ان کی تصدیق کی تھی اور ان پر ایمان لایا تھا۔ لیکن مجھے ایک بات کا بہت افسوس ہے کہ ان کی خدمت میں پھر حاضر نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بحیرہ راہب کے یہاں سے میں قسطنطنیہ چلا گیا۔ وہاں کچھ عرصہ ٹھہرا پھر وہاں سے قیساریہ گیا اور قیساریہ میں سکونت اختیار کی۔ جب میں قیساریہ میں سکونت پذیر تھا تب میں نے سنا کہ ملک حجاز میں نبی آخر الزمان حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آبائہٖ وامہاتہٖ وازواجہٖ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین) ظاہر ہوئے ہیں اور انہوں نے توحید کا پرچم بلند فرما کر دنیا کو دین اسلام کی دعوت دی ہے لیکن ان کی قوم نے ان کو ستایا ہے اور وہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے ہیں۔ میں برابر ان کے حال اور اخبار پوچھتا رہا وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے غالب ہوتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ پھر متولی اور خلیفہ ہوئے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور انہوں نے تھوڑے عرصہ میں ہی اپنے لشکر کو ملک شام روانہ فرمایا پھر وہ بھی انتقال فرما گئے۔ ان کے بعد حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) متولی اور خلیفہ ہوئے اور انہوں نے ملک شام کے بہت شہروں کو فتح کیا۔ پھر جب وہ بیت المقدس میں آئے تو میں امید کرتا تھا کہ شاید وہ ساحلی علاقوں کی طرف تشریف لے آئیں گے لیکن وہ بیت المقدس سے ہی واپس چلے گئے اور اتفاق سے تم یہاں آ گئے۔

حضرت یوقنا نے باسیل بن منجائیل سے پوچھا کہ اب تم کیا ارادہ رکھتے ہو؟ باسیل نے کہا کہ میں جس نبی کا کلمہ پڑھتا ہوں اور جن کی عظمت ومحبت اپنے دل میں موجزن پاتا ہوں' ان کی بارگاہ عالی میں حاضر ہو کر ان کی خدمت کرنے کی سعادت سے محروم رہا ہوں لہٰذا اب کم از کم اتنا تو کر سکتا ہوں کہ نبی آخر الزمان رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین پاک کی خدمت کرنے کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈال کر مر مٹنے کا جو مجاہدین جذبہ رکھتے ہیں، ان کی خدمت اور اعانت تو ضرور کر سکتا ہوں اور اس خدمت کو انجام دیتے ہوئے مجھے مرنا بھی پڑے تو یہ میری سعادت ہوگی۔ بقول:

لب پہ کس منہ سے غمِ الفت لائیں، کیا بَلا دل ہے اَلَم جس کا سنائیں
ہم تو ان کے کفِ پا پر مٹ جائیں، ان کے در پر جو مٹا کرتے ہیں

(از: امام عشق ومحبت، حضرت رضا بریلوی)

marfat.com

پھر باسیل بن منجائیل نے کہا کہ اب میں اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر کر کے اپنے باپ دادا کے باطل دین کی کھلم کھلا مخالفت کر کے دین حق کی علانیہ مدد کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کے انہوں نے حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔

فتح قلعۂ صور:

حضرت باسیل بن منجائیل نے حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو رہا کرنے کے بعد ان کو ہتھیاروں کے خزانہ پر لے آئے اور تمام کو ہتھیاروں سے مسلح کر دی۔ پھر حضرت باسیل نے حضرت یوقنا کو مطلع کیا کہ قلعہ کے باہر دو ہزار کا اسلامی لشکر آیا ہوا ہے۔ حاکم ارمویل اپنے چار ہزار سپاہیوں اور شہر کے تمام مردوں کو لے کر قلعہ کے باہر مقابلہ کرنے گیا ہوا ہے۔ اس وقت شہر میں بوڑھے، بچے اور عورتوں کے سوا کوئی مرد نہیں۔ شہر کے تمام محکمات اور شہر پناہ کے دروازوں کی کنجیاں میرے پاس ہیں لہٰذا علی الصبح تم حملہ کر کے شہر کا قبضہ کر لو۔

صبح ہوتے ہی حضرت یوقنا اپنے نو سو مجاہدوں کے ساتھ تہلیل و تکبیر کی صدا بلند کرتے ہوئے قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے اور قلعہ کی دیوار پر نگرانی پر مقرر چند رومی سپاہیوں کو مار گرایا اور قلعہ کی دیوار سے فلک شگاف نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کرتے ہوئے مجاہدوں کو حاکم ارمویل نے قلعہ کی دیوار پر دیکھا تو سمجھ گیا کہ حضرت یوقنا اور ان کے ساتھی قید خانہ سے رہا ہو گئے ہیں اور شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ لہٰذا اس کا حوصلہ ٹوٹ گیا اور ایسا لگا کہ پاؤں تلے کی زمین سرک گئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت یزید بن ابی سفیان کے لشکر نے حاکم ارمویل کے لشکر پر یلغار کر دی اور بڑی دلیری سے شمشیر زنی شروع کر دی۔ رومی سپاہی ہزیمت اٹھا کر قلعہ کی دیوار کی طرف پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت یوقنا اور ان کے ساتھی قلعہ کا دروازہ کھول کر میدان میں آ گئے اور قلعہ کی دیوار کی سمت ہٹنے والے رومی سپاہیوں کو تلواروں کی نوک پر لینا شروع کیا۔ رومی لشکر بری طرح سے پھنس گیا۔ آگے سے حضرت یزید بن ابی سفیان کے لشکر کا شدید حملہ تھا اور پیچھے سے حضرت یوقنا کی فوج کی شدید ضربیں لگتی تھیں۔ رومی لشکر بیچ میں برابر کا پھنسا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں رومی لشکر میں خوف اور انتشار پھیل گیا اور رومی لشکر کے سپاہیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ پیٹھ دکھا کر راہ فرار اختیار کی لیکن بھاگ کر کہاں جائیں؟ سامنے کی طرف حضرت یزید بن ابی سفیان کا لشکر راستہ روک کر کھڑا تھا اور قلعہ کے دروازہ پر حضرت یوقنا کی فوج موجود تھی لہٰذا دائیں بائیں جہاں بھی موقع ملا بھاگنا شروع کیا۔ مجاہدوں نے مفرور رومیوں کا تعاقب کیا اور تمام کو ہلاک کر دیا۔ رومی لشکر کا ایک بھی سپاہی زندہ نہ بچ سکا۔

اسلامی لشکر کے مجاہدوں نے رومی لشکر کے کیمپ پر قبضہ کر لیا اور تمام خیموں اور ان میں جو مال و اسباب تھا، وہ تمام غنیمت میں لے لیا۔ پھر اسلامی لشکر شان و شوکت سے شہر میں داخل ہوا اہل شہر نے ''لفون لفون'' پکار کر امان طلب کی لہٰذا حضرت یزید بن ابی سفیان نے اہل شہر کو امان دی اور تمام اہل شہر کو جمع کر کے ان پر اسلام پیش کیا۔ اہل شہر کی اکثریت نے اسلام قبول کیا اور کچھ لوگوں نے اپنے آبائی دین پر رہنا پسند کیا لیکن جزیہ ادا کرنا منظور کیا لہٰذا ان کو ادائے جزیہ کی شرط پر صلح و امان میں داخل کیا گیا۔ اس طرح ملک شام کا ایک اہم قلعہ فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور قلعۂ صور پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

marfat.com

فتح قیساریہ

پسر ہرقل قسطنطین کو قلعۂ صور مسلمانوں کے قبضہ میں آنے کی خبر ملی تو اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ اس کو یقین کے درجہ میں معلوم ہو گیا کہ عشق رسول سے سرشار قوم مسلم کا مقابلہ کرنا غیر ممکن مرحلہ ہے لہٰذا اس نے اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے راہ فرار اختیار کرنا مناسب جانا۔ قلعہ کے صدر دروازہ پر حضرت عمرو بن العاص کے لشکر کا پڑاؤ تھا لہٰذا سمندر کی طرف سے فرار ہونا مناسب سمجھا۔ اپنے چند معتمد آدمیوں کو خفیہ راستہ سے سمندر کے گھاٹ پر بھیج کر چند کشتیاں تیار رکھوائیں۔ پھر اپنا خزانہ، نقد، سونا، جواہرات اور جتنا بھی قیمتی سامان تھا وہ تمام بڑے بڑے صندوقوں میں بھرا اور اپنے اہل و عیال کو لے کر خفیہ راستہ سے نکل کر سمندر کے گھاٹ پر آیا اور کشتیوں میں سوار ہو کر رات ہی میں اپنے آبائی شہر قسطنطنیہ بھاگ گیا۔

قسطنطین کے فرار ہونے کی خبر نہ اہل شہر کو ہوئی اور نہ ہی اسلامی لشکر کو ہوئی۔ صبح اہل شہر کو معلوم ہوا کہ بادشاہ قسطنطین بزدلوں کی طرح بھاگ گیا ہے تو اہل شہر نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ مناسب یہی ہے کہ شہر کے چند معزز لوگ اسلامی لشکر کے پاس جا کر صلح کر کے شہر کے لئے امان حاصل کر آئیں۔ چنانچہ چند لوگوں کا ایک وفد قلعہ کے دروازہ سے باہر نکلا۔ حضرت عمرو بن العاص کے لشکر کا کیمپ قلعہ کے دروازہ کے بالکل سامنے ہی تھا۔ جب قلعہ کا دروازہ کھلنے کا شور ہوا تو حضرت عمرو بن العاص نے یہ گمان کیا کہ شاید رومی لشکر قلعہ سے نکل کر لڑنے آ رہا ہے لہٰذا انہوں نے مجاہدوں کو ہتھیار سنبھالنے کا حکم دیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد تمام مجاہد کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ قلعہ سے لشکر کے بجائے روسائے شہر کا وفد برآمد ہوا۔ اہل قیساریہ کا وفد حضرت عمرو بن العاص کے پاس آیا اور صلح کی درخواست کی۔ حضرت عمرو بن العاص نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور دو لاکھ درہم اور تمام وہ چیزیں جو قسطنطین اپنے ساتھ نہیں لے جا سکا مثلاً کپڑے، برتن، جانور، ہتھیار، مال و اسباب وغیرہ اسلامی لشکر کو سپرد کرنے کی شرط پر صلح واقع ہوئی اور ادائے جزیہ کی شرط پر ان کو امان دی گئی۔ حضرت عمرو بن العاص نے اہل قیساریہ کو صلح و امان کی دستاویز لکھ دی اور سال آئندہ سے ہر بالغ مرد پر چار دینار کا جزیہ مقرر کیا۔ پھر اسلامی لشکر قلعہ قیساریہ میں داخل ہوا اور اس طرح قیساریہ از روئے صلح فتح ہوا۔

قیساریہ فتح ہونے کی خبر سن کر اطراف کے شہر و دیہات ☆ رملہ ☆ رنیہ ☆ عکہ ☆ یافا ☆ عسقلان ☆ غزوہ ☆ نابلس ☆ لبریہ ☆ بیروت ☆ جبلہ اور ☆ لاذقیہ کے لوگ حضرت عمرو بن العاص کے پاس آئے اور ادائے جزیہ کی شرط پر صلح کی اور تمام شہر فتح ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت باسیل بن عون بن مسلمہ کو ایک سو صحابہ کرام کے ساتھ قلعۂ صور بھیجا

marfat.com

اور ان کو قلعۂ صور کا حاکم مقرر کیا۔

قیساریہ کی فتح بروز بدھ، وسط عشرۂ ماہ رجب ۱۹ھ کے روز ہوئی تھی اور اس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب اکرم، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے مسلمانوں کو پورے ملک شام کا مالک بنا دیا۔

امیر المومنین فاروق اعظم، حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی چھ سال میں ہی پورا ملک شام فتح ہو گیا۔ ملک شام فتح ہونے کے بعد مصر (Egypt) پر بھی اسلام کا پرچم لہرایا اور پھر اسلام کا نور ہدایت پوری دنیا میں پھیلا۔

اسلام پھیلانے کے لئے صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین نے جو محنت و مشقت برداشت کی ہے اور اپنے سر دھڑ کی بازی لگا کر قربانیاں پیش کر کے ملت اسلامیہ پر جو عظیم احسانات کئے ہیں ملت اسلامیہ کا ہر فرد تا قیامت ان کا مرہون منت رہے گا۔

marfat.com

جہانگیری

صحیح بخاری شریف

ترجمہ

قدوۃ علماء المحققین

زبدۃ فضلاء المدققین

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

8 جلدیں مکمل

احادیث نبویہ کی سب سے مستند کتاب کا
عام فہم، آسان، سلیس، با محاورہ ترجمہ

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

کی تعلیقات علی البخاری
کا ترجمہ وضاحتی الفاظ کے ہمراہ

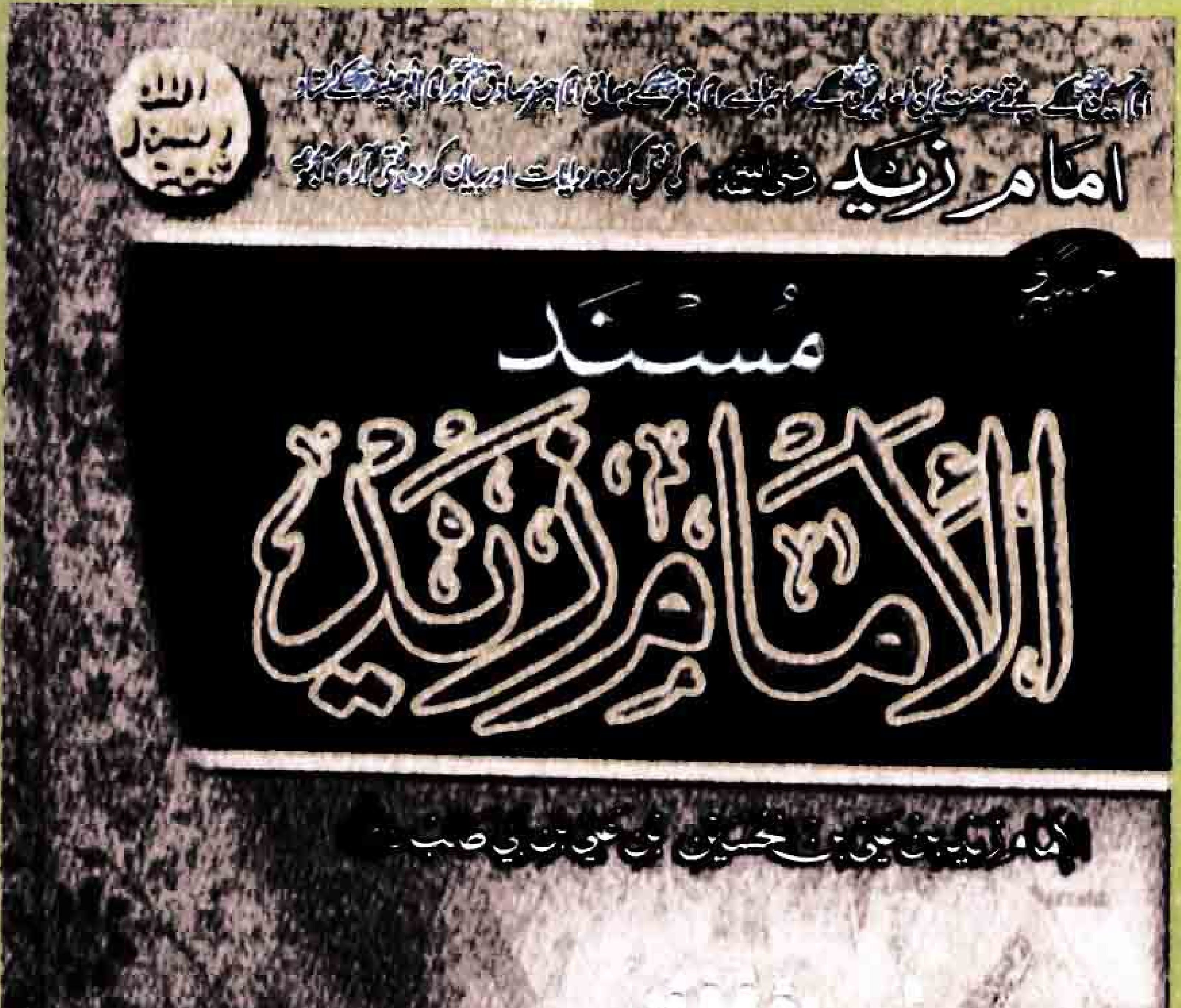

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006